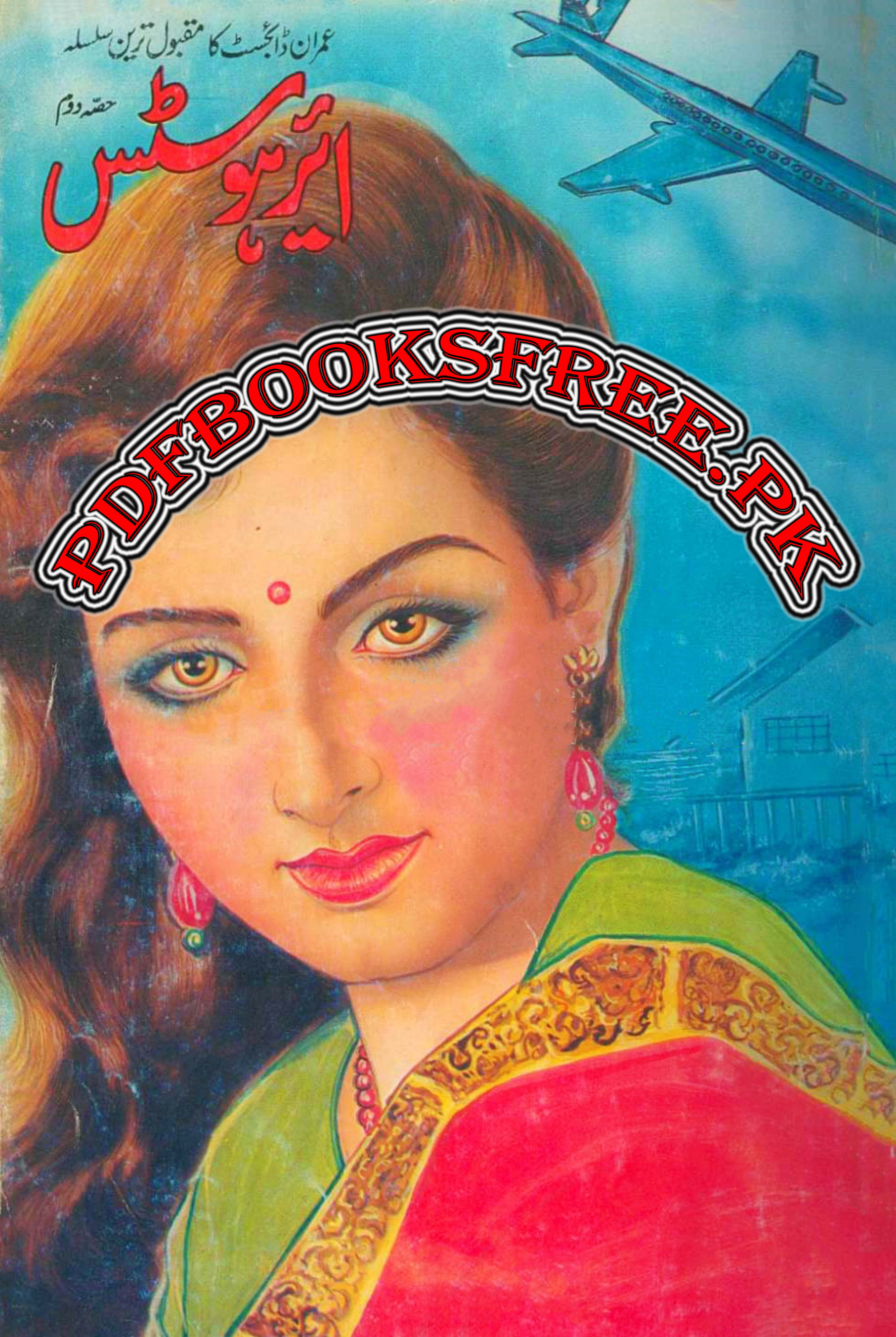

عمران ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ
حصہ دوم
ایئر ہوسٹس
PDFBOOKSFREE.PK

عمران ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ

ایڈوسٹس

سلونی طارق

حصہ دوئم

مکتبہ عمران ڈائجسٹ
۳۷ - اردو بازار - کراچی



[illegible]

ایک حسین وجمیل خاتون ... زندگی کو [illegible]

[illegible]

[illegible] کی کہانی -

[illegible]

نرملا دیوی نے دعوت دی ایک

[illegible] اس راستے پر چل کر بہت [illegible]

[illegible] مجھے پہلی بار اپنی ذات پر اعتماد ہوا تھا مگر واپس

[illegible] بہت بہتر تھی۔ ان کا کہنا تھا [illegible]

[illegible] کے اثرات [illegible] جو وقفے وقفے سے [illegible]

[illegible] اب وقفے کے ساتھ بے چینی ہوتی جا رہی [illegible]

[illegible] میں بھی ان لوگوں کے ساتھ جانے میں شریک ہوں گی

[illegible] واپسی کا انتظار تھا جو کچھ ہو چکا تھا اس کا [illegible]

[illegible] اب میں اپنے دشمنوں کے مقابلے پر ڈٹ گئی تھی

احسان سے بہترین مقابلہ کرنا چاہتی تھی اس رات میں نے
بہت سے منصوبے بنا ڈالے اپنی زندگی کی ہر ذمہ داری جاری
رکھوں گی۔ کیونکہ اس سے مجھے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں
اور جو وقت یہاں گزاروں گی وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے
میں نے سب سے پہلا منصوبہ یہی بنایا کہ اپنے لیے ایک الگ
کوٹھی کا بندوبست کروں نرملا دیوی اس سلسلے میں بہترین معاون
ثابت ہوئی تھیں۔ مجھے دوسرے ہی دن انہوں نے اطلاع دی
کہ انہوں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے اور کوٹھی کے سلسلے میں
گفتگو جاری ہے [illegible] کی کیفیت [illegible] پریشان

پریس ____ اوکھائی پریس
قیمت ____ ۴۰/- روپے

بھی ہو گئی۔ ویسے اس بار بھی پہچانی گئی تھی چنانچہ مجھے اطمینان ہو گیا
کہ وہ ماتا جی کی بہترین دیکھ بھال کرے گی۔ میں ابھی فلائیٹ
سے کر چلی گئی تھی شکلا جی کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں
تھے جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں میرے بارے میں کوئی
علم نہیں ہے۔ البتہ یہ خوف مجھے کئی دن تک رہا تھا کہ اگر پولیس
میرے بارے میں چھان بین کرتی ہوئی آشرم تک نہ پہنچ جائے
میں نے اپنے فرائض کی تکمیل پہلے سے زیادہ دلچسپی سے شروع
کر دیں اور یوں تقریباً پندرہ دن گزر گئے۔ پندرہ دن گزر جانے
کے بعد میرے دل میں ایک اعتماد پیدا ہو گیا تھا اور یہ احساس
ہو رہا تھا کہ اشرف پال کو کم از کم میرا یا سرلا دیوی کا ریکارڈ نہیں مل
سکا کیونکہ سرلا دیوی سے بھی مسلسل رابطہ قائم رہتا تھا اور وہ
اطمینان سے اپنے فرائض کی بجا آوری کر رہی تھیں۔ پھر سرلا دیوی
نے میرے لیے ایک کوٹھی خرید لی۔ میری تمام تر دلچسپیاں اس
کوٹھی سے وابستہ ہو گئی تھیں۔ سرلا دیوی کے شوہر کے انتقال کے بعد
کوٹھی کو جدید ترین بنانے پر آراستہ کیا ایک ڈیکوریشن کمپنی
کو اس کا ٹھیکہ دے دیا۔ ضروریات کی تمام چیزیں اس کوٹھی میں آ
جانے لگیں۔ اور اس کوٹھی میں، میں نے اپنا نام شریمتی وقیا
رکھا تھا۔ شریمتی وقیا کا نام بس ایک نام کی حیثیت رکھتا تھا اور
کوٹھی میں جو ملازمین رکھے گئے تھے وہ بھی صرف اتنا ہی جانتے
تھے کہ میں شریمتی وقیا کی پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔ اور شریمتی وقیا
یہاں موجود نہیں تھیں۔ یہ کیفیت مجھے کافی دلچسپ اور پیاری
محسوس ہوتی تھی یوں میرا کام جاری ہو گیا اور زندگی کے معاملات
جوں کے توں رہے۔ اس کوٹھی میں، میں اس وقت قیام کرتی
تھی جب مجھے دوسرے معاملات سے فراغت حاصل ہو جاتی تھی
۔ میں نے یہاں میک اپ کا بہترین سامان جمع کیا تھا اور
اپنے چہرے پر تبدیلیوں کے تجربے کیا کرتی تھی۔ بار ہا اس سلسلے
میں بہت سے دلچسپ واقعات رونما ہوئے کہ کوٹھی کے
ملازمین بھی تعاون کرنے والے تھے۔ اور کبھی کسی نے کوئی ایسی
حرکت نہ کی جو میرے لیے باعث تشویش ہوتی۔ گویا اب وہ گراؤنڈ
تیار ہو چکا تھا جس کی تیاری کے بعد مجھے اپنے دشمنوں کے خلاف
صف آرا ہونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ گویا ابھی اس سلسلے میں، میں
نے کوئی مکمل منصوبہ بندی نہیں کی تھی۔ اور سوچ بچار ہی میں گم تھی
لیکن اپنے کام کے لیے میں نے مشق کا آغاز ضرور کر لیا تھا۔ اپنے
چہرے پر میک اپ کر کے میں عموماً اپنے شناساؤں کے سامنے
سے گزرتی تھی جو مجھ سے بہت اچھی طرح واقف ہوتے تھے لیکن
اس وقت مجھے بے حد خوشی ہوتی تھی جب ان میں سے کوئی مجھے
نہیں پہچانتا تھا۔ میں نے کبھی کسی سے ایسے عالم میں شناسائی
کا اظہار نہیں کیا تھا ایک طرح سے میک اپ کرنا اور اپنے چہرے
کو تبدیل کرنا میرا شوق بن گیا تھا۔ اور میں اس میں زیادہ سے
زیادہ مہارت حاصل کرتی چلی جا رہی تھی۔ ایسے ہی ایک دن جب
میں اپنی قیمتی کار میں بیٹھ کر اپنا چہرہ تبدیل کیے ہوئے ایک
شو کیس کے سامنے سے گزر رہی تھی۔ تو میں نے جے شری دیوی
کو دیکھا جے شری دیوی سفید ساڑھی میں ملبوس تھیں اور سرخ
رنگ کی ایک کار میں بیٹھی کسی سمت جا رہی تھیں۔ میں نجانے
کس خیال کے تحت ان کے پیچھے لگ گئی اور میری کار نہایت
سبک روی سے ان کی کار کے پیچھے چل پڑی۔ جے شری دیوی
میرے لیے بعد میں ایک پراسرار کردار تھیں۔ سنیل نے ان کے
بارے میں جو انکشافات کیے تھے اس کے تحت جے شری
دیوی میری نگاہوں میں کچھ اور زیادہ ہی پراسرار ہو گئی تھیں
سنیل نے بتایا تھا کہ رانا جیت جے شری دیوی کو بلیک میل کرتا
ہے اور پوجا لال جیت سے ... پر کچھ ایسی پراسرار باتیں تھیں
جن میں میرا ذہن الجھ کر رہ گیا تھا لیکن میرے ذہن میں ...
ابھی الجھنیں تھیں۔ کون کون سی الجھن کو اپنے آپ پر مسلط کرتی جاؤں
اس وقت جے شری کا تعاقب مجھے بہت دلچسپ محسوس ہو رہا تھا
میں دیکھنا چاہتی تھی کہ جے شری دیوی خود جا رہی ہے یہاں کس
لیے آئی تھیں؟ دونوں کاریں آگے پیچھے دوڑتی رہیں۔ پھر اس
کے بعد جے شری کی کار ایک ایسی جگہ رک گئی جہاں ایک عمارت
نظر آ رہی تھی عمارت پر ایک ... ہوسٹل کا نام لکھا ہوا تھا
جے شری دیوی اپنی کار سے اتر کر ہاسٹل میں داخل ہو گئی اور میں
اپنی کار کی سیٹ پر بیٹھی یہ سوچتی رہی کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے
تقریباً پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد جبکہ میں اپنی کار سے
اترنے کا ارادہ ہی کر رہی تھی کہ مجھے جے شری دیوی واپس آتی
نظر آئیں ان کے ساتھ ایک سیاہ و سفید رنگت کی نرم و نازک
سی لڑکی موجود تھی جس کے ہونٹ لپ اسٹک کے بغیر بھی
سرخ تھے اور اس کے چہرے پر الگ ہی نمایاں نظر آتے تھے
عمر پندرہ سال سے زیادہ نہیں ہو گی جوانی کا آغاز ہو چکا تھا۔
لیکن چہرے پر بے پناہ معصومیت تھی جے شری دیوی سے وہ
اس طرح بے تکلف نظر آ رہی تھی جیسے ان سے اس کا کوئی گہرا
تعلق ہو۔ یہ بات میرے لیے باعث حیرت تھی بہر طور وہ جے شری
کے ساتھ ان کی کار میں آ بیٹھی اور جے شری دیوی نے کار اسٹارٹ
کر کے آگے بڑھا دی۔ بھلا میری کار ان کی کار سے دور کیسے رہتی
میں نے نہایت احتیاط سے ان کی کار کا تعاقب شروع کر دیا
زیادہ فاصلہ نہیں طے کیا گیا تھا۔ جے شری دیوی اس لڑکی کے
ساتھ ایک اعلیٰ درجے کے ریستوران میں داخل ہو گئی تھیں میں

... قائم ہے اور اس کے اندر تو دو ہی کی کار سے
... اور دروازہ مقفل کر کے ریستوران کی جانب بڑھ گئی۔
... نے ایک ایسی میز کا انتخاب کیا تھا جو جے شری دیوی کی میز
... زیادہ دور نہیں تھی۔ میرے چہرے پر اتنا اعتماد تھا کہ جے
شری دیوی تو ان کے فرشتے بھی یہ بات نہیں جان سکیں گے کہ
... ان کے قریب موجود ہے۔ لیکن میری بدقسمتی تھی کہ ان دونوں
... کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ میں جے شری دیوی اور اس
... کے درمیان ہونے والی گفتگو نہیں سن سکتی تھی جبکہ میرے
... میں خواہش تھی کہ میں ان کی باتیں بھی سن سکوں لیکن یہاں
... میں بس ان کے ہونٹ ہلتے دیکھ رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے
... جے شری دیوی اس لڑکی کے ساتھ بیٹھی رہیں۔ پھر دونوں
... اٹھیں۔ میں نے بھی جلدی سے بل کی رقم نکال کر پلیٹ میں
... ان کے باہر نکلنے سے پہلے ہی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی
باہر آ گئی۔ یہاں دونوں کاریں موجود تھیں۔ میں نے اپنی کار اسٹارٹ
... کے پیچھے آگے بڑھا دی تھی۔ جے شری کی کار کا رخ جس جانب
تھا وہ ... یہاں سے مڑ نہیں سکتی تھیں۔ ظاہر ہے وہ ...
جائیں گی چنانچہ میں انہیں شبہے کا موقع دینا نہیں چاہتی
... تعاقب ... سے میں نے جے شری دیوی کی کار دیکھی۔
... انہوں نے اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا تھا اور لڑکی ان
... بیٹھی ہوئی تھی پھر میں نے ان کی کار کو آگے نکلنے کا
... سے ان کا تعاقب کرنے
... اس بار جے شری دیوی کی کار ایک شاندار بازار میں جا رکی
... ایک جگہ سے ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے سامنے انہوں نے کار
... اور ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں داخل ہو گئیں۔ ظاہر ہے اب یہاں
... خریداری کرنی تھی چنانچہ میرا ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں داخل
... مناسب نہیں تھا۔ میں نے اپنی کار ایک ایسے زاویے
... کھڑی کر لی جہاں سے میں ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے دروازے
... نظر رکھ سکتی تھی یہاں بھی مجھے تقریباً بیس منٹ انتظار کرنا پڑا۔
... شری اس لڑکی کے ساتھ باہر نکل آئیں اور ایک بار پھر ان کی
... چل پڑی۔ لڑکی کے پاس سامان کے کئی پیکٹ تھے۔ گویا ...
... کرائی گئی ہے۔ اس لڑکی سے جے شری دیوی کا کیا تعلق
... میں نے سوچا۔ کار واپس اسی ہوسٹل پر پہنچی تھی اور وہ
... ہوسٹل میں داخل ہو گئی تھیں۔ میں نے ہوسٹل کا نام ...
... میں محفوظ کر لیا اور انتظار کرتی رہی جے شری دیوی
... سے باہر نکل آئیں اور کار میں بیٹھ کر چل پڑیں۔ اس بار
انہوں نے ایک ہوٹل کے سامنے روکی تھی یقیناً یہ کرانے
... تھی پہلے بھی جے شری دیوی مجھے اس ہوٹل میں ساتھ
کر چکی تھیں اور یہ ان کا مخصوص ہوٹل تھا۔ اس کے بعد میں فیصلہ
کرتی رہی کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آیا جے شری دیوی سے ملاقات
کروں یا اس لڑکی پر توجہ دوں۔ بہر حال جے شری دیوی اور اس
لڑکی کے درمیان کوئی پراسرار رشتہ ضرور تھا۔ یہ رشتہ کیا تھا؟
اس کے بارے میں میری معلومات باعث دلچسپی ہو سکتی تھیں۔
پھر میں نے وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا تھا بہت سے خیال
دل میں لیے میں واپس اپنی کوٹھی میں آ گئی اور لباس وغیرہ
تبدیل کر کے بستر پر دراز ہو گئی۔ جے شری دیوی کا پراسرار کردار میرے
سامنے تھا۔ سنیل مجھے بتا چکا تھا کہ رانا جیت جے شری کو بلیک
میل کرتا ہے اور وہ اس کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہے لیکن
بلیک میلنگ کی کوئی وجہ تو ضرور ہو گی۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ بہت
دیر تک سوچتے رہنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ لڑکی کو نظر انداز
کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ اس بار ... ہوسٹل کے بارے میں
معلومات حاصل کرنا چاہئیں اور پھر میں نے اپنا چہرہ تبدیل
کیا اور اصل شکل میں آنے کے بعد وہاں سے واپس اس فلیٹ
کی طرف چل پڑی جس میں راگنی رہتی تھی۔ راگنی اس نئی عمارت
کے بارے میں میں نے راگنی کو ابھی تک ہوا بھی نہیں لگنے دی
تھی اور زندگی میں یہ جانتی تھی کہ کبھی اس پوشیدہ زندگی کی خبر
کسی اور کو ہو۔ یہاں کے معمولات جوں کے توں تھے اور ایسی کوئی
بات نہیں تھی جو قابل ذکر ہوتی۔ لیکن میرے ذہن میں ابھی
اسی لڑکی سے متعلق تجسس ہیجان پیدا کر رہا تھا۔ میں نے یونہی
سرسری سے انداز میں راگنی سے ایک ہوسٹل کا تذکرہ کیا تو وہ
چونک کر بولی۔
"کیوں، اس ہوسٹل کے بارے میں کیوں پوچھ رہی ہو؟"
"بس ایسے ہی وہاں میں نے اپنی ایک شناسا کو دیکھا
تھا اور یہ سوچا تھا کہ کسی طرح اس ہوسٹل کے بارے میں معلومات
حاصل کروں گی۔"
"وہ ہوسٹل میری ایک شناسا خاتون کا ہے۔ بہت عرصہ
پہلے میری ان سے کافی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ اوما دیوی سے
اگر تم میرے نام کے ساتھ مل لو تو وہ تمہاری ہر طرح سے مدد
کریں گی۔"
"اوما دیوی تم پلیز اپنا کارڈ مجھے دے دو میں ان سے
کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"
"تم کہو تو میں بھی چلوں؟" راگنی نے پیش کش کر دی۔
"نہیں راگنی میں ان سے مل لوں گی۔ تم فکر مت کرو۔" میں
نے کہا اور راگنی نے مجھے اپنا ایک کارڈ دے دیا۔
میں نے فیصلہ کیا تھا کہ دوسرے دن اس ہوسٹل جاؤں

[illegible] ماد یوی سے ملاقات کرکے اس [illegible] کے بارے میں [illegible] حاصل کر دوں گی۔"

دوسرے دن دفتر گئی اپنے شیڈول [illegible] کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ آج رات گیارہ بجے [illegible] یوگوسلاویہ جانا ہے [illegible] تھوڑی دیر کے بعد مسٹر شکلا مجھے اطلاع کر دیتے [illegible] نے بتا دیا تھا میں نے تو کل ہوٹل جا کر اس [illegible] پروگرام بتایا تھا بہرحال اب واپسی کے بعد [illegible] ہو سکتا تھا چنانچہ عارضی طور پر میں نے اپنا یہ [illegible] کر دیا اب میں مکمل طور پر ماد یوی سے کام کرنے [illegible] رات کو گیارہ بجے گیارہ بجے کی فلائٹ سے [illegible] چل پڑی اور ذہن سے تصورات نکال دیے۔ اب [illegible] میں سب کچھ سوچنا بیکار تھا۔ اپنے فرائض کی انجام [illegible] دوسرے بہت سے مسائل سے محفوظ رکھ سکتی تھی چنانچہ [illegible] بہتر تھا سب کچھ بھول کر اپنے فرائض پورے کروں اور میں [illegible] کوشش میں کامیاب ہو گئی۔ اب کم از کم اس قدر وقت [illegible] ہو گئی تھی کہ کسی ایسے مرحلے سے بد دل نہ ہوں جو [illegible] اور غیر متوقع ہو۔ فلائٹ خیر و خوبی [illegible] ہوٹل میں اپنے قیام کے دوران سوچنے کے بعد [illegible] کی تھی دو دن مسلسل اسی لڑکی میں الجھا رہا تھا [illegible] ماد یوی کا رویہ اس کے ساتھ بہت مشفقانہ تھا اور میں اس سے بہت سے معاملات [illegible] آخر وہ لڑکی کون تھی ہے جسے شری ماد یوی سے اس کا کیا تعلق ہے۔ کاش میں ان لوگوں کی گفتگو سننے میں کامیاب ہو سکتی۔ بہرطور ذہن کو بلاوجہ پریشان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا اب تو یہی ہو سکتا تھا کہ میں اس سے ملاقات کرکے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کروں [illegible] ہوٹل میں جو رہتی تھی اس کا مقصد تھا وہ [illegible] تعلیم بھی حاصل کرتی تھی۔ یوگوسلاویہ سے واپسی کا بے چینی سے انتظار کرنے لگی اور بالآخر وہاں سے واپسی ہو گئی۔ میں نے اس دوران مکمل طور سے خود کو سنبھالے رکھا تھا۔ واپس پہنچی تو ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی ماتا جی کی طبیعت اب ٹھیک ہو گئی تھی [illegible] زیادہ نکل جانے کی وجہ سے نقاہت ضرور تھی راگنی [illegible] سے سفر پر جا چکی تھی۔ اور اس وقت یہاں موجود نہیں تھی۔ وشو [illegible] تعلیمی مشاغل میں مصروف تھا یا زندگی میں اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ سوائے اس پراسرار واقعہ کے جس کا ذکر اس وقت بھی ماتا جی اور وشو کی زبان پر رہتا تھا۔ میں نے واپسی کے وقت گزارا اور پھر اپنے کام کے سلسلے میں روانہ ہو گئی۔ ہوسٹل میں [illegible] میں نے اوما دیوی سے ملاقات کی دیا [illegible] جیسی خوبصورت نہیں تھیں لیکن اپنے انداز میں منفرد [illegible] تھی انہوں نے۔ راگنی کے تنگ سے بد انہوں نے میرا اچھا خیر مقدم کیا اور کہنے لگیں۔

"مجھ سے کوئی کام ہے بیٹی۔؟"

"جی نہیں دیدی کوئی ایسا خاص کام تو نہیں تھا بس ایک لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ بڑی پیاری سی تھی وہ مجھے اور نجانے کیوں میرے ذہن میں اس کے بارے میں طرح طرح کے تاثرات ابھر آئے تھے آپ کے ہوسٹل میں رہتی ہے۔"

"کون ہے وہ۔؟"

"نام نہیں جانتی میں اس کا۔ صورت سے پہچان سکتی ہوں۔"

"اوہ! اچھا ملنا چاہتی ہو اس سے۔؟"

"ہاں دیدی اگر آپ ملا دیں تو۔" میں نے کچھ اپنے ساتھ میں بہت سی خوبصورت سفید پھول لائی تھی جنہیں میں نے اس لڑکی سے ملاقات کے لیے محفوظ کر رکھا تھا۔ میں نے اس لڑکی کا حلیہ اوما دیوی کو بتایا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ انجلی ہے۔"

"انجلی۔؟"

"ہاں۔"

"پورا نام۔"

"صرف انجلی۔ یہی نام لکھوایا گیا ہے۔"

"اسے یہاں کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔؟"

"زیادہ نہیں شاید تین مہینے ہوئے ہیں۔"

"کوئی اس سے ملنے آتا ہے۔؟"

"ہاں جے شری ماد یوی اس کی سرپرست ہیں۔"

"اوہ! وہ اس کی کون ہیں۔؟"

"شاید تائی یا ہو سکتا ہے کوئی اور ہوں لیکن وہ انہیں تائی ہی کہتی ہے۔"

میرا ذہن ایک بار پھر الجھ گیا۔ جے شری دیوی انجلی کی تائی۔ کیسے آخر کیسے؟ لیکن یہ تمام سوالات اوما دیوی سے کرنے کا مطلب تھا کہ میں انہیں مشکوک کر دوں۔ اوما دیوی نے اپنی اسسٹنٹ کو بلا کر انجلی کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ وہ اپنے کمرے میں موجود ہے۔

"کیا میں اس سے اس کے کمرے ہی میں مل سکتی ہوں اکیلی رہتی ہے۔؟"

"ہاں جے شری دیوی نے اسے پورا کمرہ لے کر دے دیا ہے۔"

"کس قسم کی لڑکی ہے۔؟"

"بہت معصوم۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے پندرہ سولہ کے قریب ہو گی۔"

"میں اس کے پاس جا سکتی ہوں۔؟" میں نے پوچھا۔

"چلی جاؤ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔" اوما دیوی [illegible] اسسٹنٹ کے ساتھ مجھے انجلی کے کمرے تک [illegible] دروازہ اندر سے بند تھا۔ میں نے باہر سے دستک [illegible] اسسٹنٹ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ چند ہی لمحات کے بعد اس [illegible] دروازہ کھول دیا۔ سو فیصدی وہی تھی گویا میں نے [illegible] کو صحیح بات بتا دی تھی۔ اس نے سنجیدہ نگاہوں [illegible] دیکھا تو میں نے پھولوں کا گلدستہ اس کی جانب بڑھا [illegible] "یہ میں تمہارے لیے لائی ہوں۔"

"اوہ! ٹھیک ہو دیدی۔ مگر میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔"

"اب اگر تم مجھے اندر آنے کے لیے کہو تو میں تم سے اپنا تعارف کراؤں۔"

"سوری پلیز آئیے۔" اس نے بڑی شائستگی سے کہا اور میں اندر داخل ہو گئی۔

وہ سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اندر پورا کمرہ [illegible] تھا۔ ایک بڑا پلنگ اور نفیس سا فرنیچر لگا ہوا تھا۔ ایک طرف [illegible] بچھا ہوا تھا۔ دوسری جانب ایک چھوٹا سا صوفہ [illegible] ضرورت کی کل کائنات تھی۔

"[illegible] بیٹھیے۔" وہ بولی اور خود بھی [illegible]

"[illegible] مجھے یہ بات معلوم ہے کہ تمہارا نام انجلی ہے لیکن تم میرا نام نہیں جانتی ہو گی۔"

"جاننا چاہتی ہوں۔"

"میرا نام کوشل ہے۔" میں نے جان بوجھ کر اسے اپنا نام بتایا

"[illegible] یہ پھول کیوں لائی ہیں۔؟"

"اس لیے کہ پھولوں کو گلدانوں میں سجا دوں۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"تم سے زیادہ خوبصورت پھول ہوں گے۔" میں نے کہا [illegible] شرما گئی۔

"میں آپ کو کیا کہوں۔؟"

"دیدی کہہ سکتی ہو۔"

"ٹھیک ہے دیدی۔ آپ کے پھولوں کا بہت بہت شکریہ۔ [illegible] مجھے حیرانی ہو رہی ہے کہ آپ آخر مجھ سے کیوں ملنے آئی ہیں۔؟"

"سمجھ لو۔ کیا بتاؤں بعض اوقات انسان بڑی بیوقوفیاں کرتا ہے اور ہم سے بھی یہی بیوقوفی ہوئی ہے۔ ہم نے تمہیں ایک جگہ دیکھا تھا تم ہمیں پسند آئیں۔ ہم نے چاہا کہ تم سے دوستی کریں مگر ڈرتے ڈرتے یہاں تک آ گئے کہ دیکھیں اس دوستی کا جواب دوستی سے ملتا ہے یا نہیں۔"

"اوہ نہیں آپ تو بہت پیاری ہیں۔" انجلی تھوڑی سی کھل گئی تھی۔

"اگر یہ بات دل سے کہہ رہی ہو تو ہم خوشی سے پھولے نہیں سمائیں گے۔"

"نہیں دیدی آپ واقعی بہت پیاری ہیں۔" اس نے کہا۔

"پھر تو ہم تمہاری پیشانی چومنے کا حق رکھتے ہیں۔" میں نے کہا اور وہ آہستہ سے ہنس دی۔ میں نے اس کے رخساروں، آنکھوں اور پیشانی پر بوسے دیے اور وہ میری محبت سے متاثر ہو گئی۔

"دیدی آپ۔ آپ کہاں رہتی ہیں۔؟"

"نہیں ایک چھوٹے سے فلیٹ میں۔ بہت غریب ہیں ہم۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ! نہیں۔ نہیں غریب امیر کیا ہوتا ہے؟ آپ کی محبت بہت کافی ہے میرے لیے۔"

"اچھا بڑی دنیا داری کی باتیں کر لیتی ہو۔"

"نہیں دیدی یہ سچ ہے۔"

"اور اگر ہم تم سے کہیں کہ ہم بہت امیر ہیں تو۔؟"

"تو بھی تو کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ امیر ہوں یا غریب میں آپ کے دیے ہوئے ان پھولوں کی قدر کرتی ہوں۔"

"تم واقعی بہت پیاری ہو انجلی مجھے حیرت ہے۔"

"ٹھیک ہے دیدی اور اس کے علاوہ کیا کہہ سکتی ہوں میں۔"

"ویسے تم نے میری دوستی قبول کرکے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔" "نہیں دیدی ایسی بات نہیں ہے آپ واقعی بہت ہی پیاری ہیں۔" اس نے کہا اور میری گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ بچی تھی متاثر ہو گئی تھی۔ میں نے انداز بھی کچھ ایسا ہی اختیار کیا تھا کہ وہ مجھ سے مانوس ہو جائے۔ میں نے ایک بار پھر اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا تھا پھر میں نے اس سے پوچھا۔

"ابھی تھوڑے دن پہلے کی بات ہے تم بازار میں نظر آئی تھیں مجھے۔ نجانے کیوں میرے دل کے کسی گوشے میں تمہارے لیے محبت جاگ اٹھی جس میں نے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کیں اور مجھے پتا چل گیا کہ تم یہاں رہتی ہو۔ کتنے عرصے سے ہو یہاں انجلی۔؟"

عرصہ میرا خیال ہے مجھے تین ساڑھے تین مہینے ہو گئے یہاں آئے ہوئے۔"

"کہاں سے آئی ہو۔؟"

"نہیں رہتی تو یہیں تھی۔ میرا مطلب اسی شہر میں لیکن اس ہاسٹل میں تین مہینے پہلے آئی ہوں۔"

"اچھا۔ اچھا پڑھتی ہو۔؟"

"ہاں۔" اس نے اپنے اسکول کا نام بتایا اور میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ تو بہت شاندار اسکول ہے۔"

"ہاں۔" انجلی آہستہ سے ہنس دی۔

"اسکول کا ہوسٹل نہیں ہے۔؟"

"نہیں انکل نے مجھے پرائیوٹ ہاسٹل میں ایڈمشن دلوا دیا ہے ویسے یہ بہت اچھی جگہ ہے۔"

"اچھا اس سے پہلے کہاں رہتی تھیں۔؟"

"اپنی ایک آنٹی کے پاس۔ آنٹی اور انکل کینیڈا چلے گئے تو مجھے یہاں مستقل ہونا پڑا۔"

"اور ان انکل کا کیا نام تھا۔؟"

"ست بدھا کاش جی۔"

"اور آنٹی کا۔؟" میں نے سوال کیا۔؟

"شوبھا تی۔ شوبھا تی جی۔" اس نے جواب دیا۔ یہ دونوں نام میرے لیے قطعی اجنبی تھے۔ تاہم میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"اور تمہاری ممی کا کیا نام ہے۔؟"

"جے شری دیوی۔" اس نے کہا اور میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ میرا دماغ یہ معمہ حل کرنے کے قابل نہیں تھا۔ جے شری دیوی میرے پتا جی کی وہ بیوی جو پتا جی سے ناراض ہو کر چلی آئی تھی۔ لیکن مجھے یہ آج تک معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ جے شری دیوی کی کوئی بیٹی بھی ہے۔ یہ کیا چکر ہے؟ یہ کیا قصہ ہے؟ ایک طرح سے تو وہ میری بہن ہوئی کم از کم میری ماں کی نہ سہی میری سوتیلی ماں کی بیٹی۔ میں چکرا کر رہ گئی تھی میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس سے پوچھا۔

"اور انجلی تمہارے پتا جی کا کیا نام ہے۔؟" میرے اس سوال پر انجلی کا چہرہ کسی قدر پھیکا پڑ گیا میں اس کو گہری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"پتا جی کا نام مجھے نہیں معلوم۔"

"ارے کیوں۔؟"

"ماتا جی نے کبھی مجھے بتایا ہی نہیں۔ میں تو بہت چھوٹی تھی جب ست بدھا کاش جی کے پاس آ کر رہنے لگی تھی۔ انہوں نے بعد میں مجھے بتایا تھا کہ جے شری جی میری ماتا جی ہیں۔ وہ مجھ سے ملنے آتی تھیں۔ مجھے ان سے کوئی محبت نہیں تھی۔ سکتا بس میں انہیں بہت چاہتی ہوں۔ ماتا جی پتا جی کے سوال پر جیسے رنجیدہ ہو جاتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ماتا جی اور پتا جی کے درمیان کوئی جھگڑا ہو گیا ہے۔ میرے پتا جی ضرور موجود ہیں۔ لیکن ماتا جی ان سے علیحدہ ہو گئی ہیں۔ میں نے انہیں کبھی دیکھا نہیں اس لیے میرے دل میں ان کا کوئی خاص خیال نہیں آتا۔" انجلی عجیب و غریب انکشافات کر رہی تھی اور میں ان انکشافات سے حواس باختہ ہوئی جا رہی تھی۔ میرا ذہن کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر تھا۔ عجیب و غریب صورتحال تھی جے شری کی بیٹی انجلی بچپن ہی سے کچھ اجنبی لوگوں کے درمیان رہتی تھی۔ یہ کیا راز ہے؟ کیا وہ جے شری دیوی کا کوئی گناہ ہے؟ کیا اس گناہ کے بعد میرے پتا جی کی اور ان کی شادی ہوئی تھی۔ جو کیا میرے پتا جی کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ جے شری دیوی کی کوئی لڑکی بھی ہے؟ کیا ان دونوں کے درمیان اختلاف کی یہی وجہ تھی؟ نجانے کیا کیا راز تھے۔ اس پوری کہانی میں جو میری سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ میں چند لمحات خاموش رہی انجلی نے مجھ سے کہا۔

"دیدی میں تو آپ کی کوئی خاطر بھی نہیں کر سکتی۔"

"کیا تم میری کم خاطر کر رہی ہو انجلی۔ تمہاری پیاری پیاری باتیں سن رہی ہوں۔ تمہارے پاس بیٹھی ہوئی ہوں بہت کافی ہے میرے لیے۔"

"اوہ! دیدی آپ بہت پیاری ہیں۔ آپ یقین کیجیے بات یہ نہیں ہے۔ کہ آپ میرے لیے کچھ پھل لائی ہیں نجانے کیوں آپ سے مجھے ایک عجیب احساس ہوتا ہے۔"

"ہوں! ویسے انجلی تمہاری ماتا جی نے کبھی تمہیں تمہارے پتا جی کے بارے میں نہیں بتایا۔؟"

"بس ایک بار صرف ایک بار انہوں نے کہا تھا کہ پتا جی ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں۔"

"اس کے باوجود تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری ماں اور پتا جی میں علیحدگی ہو گئی ہے۔؟"

"ہاں یہ میری ذاتی سوچ ہے۔ کیونکہ ممی نے جو بات مجھ سے کہی تھی وہ مجھے محسوس نہیں ہوئی تھی سچ۔"

"خوب اس کا مقصد ہے کہ تم تو کافی ذہین ہو ویسے تمہاری ممی کیا یہاں نہیں رہتیں۔؟"

"نہیں وہ شہر سے باہر میں رہتی ہیں۔" انجلی نے جواب دیا اب اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ گیا تھا کہ جے شری انجلی کی ماں ہی ہے یا اگر نہیں ہے تو کم از کم اس نے انجلی کو یہی

… کیوں آخر کیوں۔؟ یہ بات عجیب تر راز میں تھی بہرطور … ساتھ بہت دیر تک بیٹھی رہی پھر میں نے انجلی سے کہا۔

"تو پھر انجلی اگر میں تم سے دوبارہ بھی ملوں تو تم برا تو نہیں مانو گی؟"

"نہیں دیدی نجانے کیوں اب تو میں یہ چاہنے لگی ہوں کہ آپ سے ملتی رہا کروں۔"

"تب پھر ٹھیک ہے لیکن ایک شرط ہے انجلی۔"

"کیا۔؟"

"ہماری اس ملاقات کے بارے میں بہت سے لوگوں کو نہیں پتا چلنا چاہیے۔"

"نہیں پتا چلے گا جب آپ کہہ رہی ہیں تو دیدی کسی کو بھی نہیں۔"

"کسی کو بھی نہیں بتاؤ گی میں سچ کہوں۔؟"

"بس ہم نہیں چاہتے کہ ہماری دوستی میں کوئی رخنہ اندازی … میرا تو خیال ہے کہ تم اپنی ممی کو بھی اس بارے میں مت بتاؤ۔"

"ہوں۔ ممی تو دو ڈھائی مہینے کے بعد ایک آدھ بار آتی ہیں اور اس کے باوجود آپ کہہ رہی ہیں تو نہیں بتاؤں گی دوستوں کے بارے میں سب کو بتانا تو ضروری نہیں ہوتا۔"

"تو پھر ہماری دوستی پکی۔؟"

"بالکل پکی۔" انجلی نے اپنا ننھا سا خوبصورت ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا۔

نجانے کیوں اس لڑکی پر مجھے دل سے پیار آ رہا تھا۔ … نہیں سکتی تھی کہ وہ میرا خون ہے سوال ہی نہیں پیدا … تصور بھی نہیں کر سکتی تھی اگر کسی بہن کا کوئی تصور ہوتا … یا سوتیلی اس بارے میں مجھے ضرور بتاتے لیکن بہرطور … کا سب سے حیرت انگیز واقعہ تھا کہ میری ایک بہن بھی … الگ تھی اگر وہ میری بہن نہیں بھی تھی تو کم از کم جے … بیٹی ضرور تھی۔ حالانکہ ماں بیٹی کے خد و خال میں کسی … مماثلت نہیں تھی جے شری دیوی بھی اچھی شکل و صورت … تھیں لیکن انجلی بے حد خوبصورت تھی۔ وہ کون ہے … یہ ایک نیا راز میرے سامنے آ چکا تھا لیکن مجھے اس بات … خوشی تھی کہ میں انجلی سے مل چکی ہوں۔ بہت دیر تک … اس کے ساتھ رہی پھر میں نے اس سے اجازت طلب …

"اچھا انجلی اجازت ہے پھر ملوں گی تم سے۔ دوبارہ ملوں گی … تمہارے اسکول پر۔"

"ٹھیک ہے دیدی آپ جب چاہیں میرے پاس آ سکتی ہیں کہیں تو میں ادما دیوی سے بھی بات کر لوں۔"

"نہیں۔ نہیں میں خود ہی ان سے اجازت لے لوں گی۔"

انجلی مجھے چھوڑنے کے لیے باہر تک آئی تھی اور اس کے بعد میں نے اس کے رخسار کو بوسہ دیا اور پھر وہاں سے باہر نکل آئی۔ ادما دیوی سے اس وقت ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن بہرطور میرا یہ مسئلہ حل ہو گیا تھا اور یہ دن میرے لیے سوچوں کا بڑا دن تھا۔ یہ کیا راز ہے؟ اس میں کیا راز ہے؟ جے شری کی کوئی اور اولاد کہاں سے آئی؟ کیا راز ہے؟ نانا جی شری کو اس سلسلے میں بلیک میل کر رہا ہے۔ ممکن ہے نانا جی کو یہ راز معلوم ہو اور انہی نے بتایا تھا۔ وہ شاید پنڈتی سے انجلی کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔ لیکن وہ کہاں ہے؟ اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ ذہن شدید پراگندگی کا شکار ہو گیا تھا۔ وہ رات بھی بے چینی سے گزری۔ میرا ذہن سوچوں میں الجھا رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ جے شری کا کردار کس قدر عجیب تھا اور وہ سارے معاملے ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے اور ان گتھیوں کو سلجھانا آسان بات نہیں تھی میں نے بیتے ہوئے کالے بال لیے تھے کوئی اور میری اس حماقت کا مذاق اڑا سکتا تھا۔ بلاوجہ اتنی شدید جدوجہد کر رہی تھی۔ دہری شخصیت اختیار کر رکھی تھی میں نے بہرطور اس کے بغیر یہ مسئلہ حل بھی تو نہیں ہو سکتا تھا۔ ذہن میں یہ بات شدت سے بیٹھ گئی تھی کہ میں ایک عجیب و غریب کیفیت کی شکار لڑکی ہوں۔ اور دنیا کا کوئی بھی شخص میرے مسائل کو حل نہیں کر سکتا۔ اپنے ان مسائل کا حل مجھے خود ہی دریافت کرنا ہوگا۔ اور اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے بہرطور میری یہ دہری شخصیت جاری رہی۔ میں جان بوجھ کر دو دن تک انجلی کی طرف نہیں گئی تھی لیکن اب یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس سے دوسری ملاقات کروں گی چنانچہ میں اپنے مخصوص طریقے سے اسی کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ یہاں پہنچ کر میں نے میک اپ کیا۔ یہ بات شاید میں آپ کو بتانا بھول گئی ہوں کہ میں میک اپ میں انجلی سے ملی تھی اور اس کا تصور یہ تھا کہ ہو سکتا ہے میری اصل شکل کبھی جے شری کی نگاہوں میں آ جائے اگر جے شری نے مجھے دیکھ لیا تو انجلی کے قریب دیکھ کر وہ محتاط ہو جائے گی چنانچہ میں انجلی سے اپنی دوسری شکل میں ملی تھی۔ ادما دیوی کا مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ راکشی نے مجھے ان سے متعارف کرا دیا تھا۔ ویسے اگر وہ کبھی راکشی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش بھی کریں تو میں راکشی کو اس سلسلے میں سمجھا دیتی۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا۔ بہرطور میں انجلی کی کوٹھی سے میک اپ

کہ کچھ بیزاری ہی سہی، انجلی کی جانب جانے کے ارادے سے چل پڑی لیکن ابھی زیادہ دور نہیں گئی تھی کہ دفعتاً مجھے احساس ہوا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار میرا تعاقب کر رہی ہے۔ میں نے اس کار کو ذرا غور سے دیکھا تھا اور اس کے بعد میں اپنے علاقہ کی مختلف سڑکوں پر [illegible] مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ کار میرا ہی تعاقب کر [illegible] میں نے ذرا رفتار تیز کی تو اس کی رفتار میں تیزی پیدا ہو گئی۔ تو میرے ہونٹ بھنچ گئے اب اس میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ سیاہ کار والے میرا تعاقب کر رہے ہیں لیکن وہ کون ہیں اور کیوں میرے پیچھے لگے ہیں۔ اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ البتہ ایک احساس دل میں ضرور تھا وہ یہ کہ کوئی میری شخصیت سے شاید مشکوک ہو گیا ہے۔ میں نے پوری طرح اندازہ لگانے کے لیے گاڑی کو مختلف سڑکوں پر گھمایا۔ اس علاقے سے باہر نکلنا میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا کیونکہ کسی بھی قسم کے واقعے کے لیے یہ علاقہ بہت دلچسپ ہو سکتا تھا۔ میں کبھی رفتار سست کر دیتی اور کبھی تیز اور اس کے بعد میں نے رفتہ رفتہ رفتار سست ہی کرنا شروع کر دی۔ اب میں ان لوگوں سے ذرا قربت چاہتی تھی۔ اور میری خواہش تھی کہ میں کم از کم ان کی صورتیں ہی دیکھ لوں۔ میں اتنا اندازہ ضرور لگا چکی تھی کہ کار کی رفتار پر تین افراد موجود ہیں لیکن ان کی صورتوں وغیرہ کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ کافی لمبا چکر لگانے کے بعد میں نے ایک بار پھر اپنی گاڑی کا رخ کیا۔ غالباً ان لوگوں کو یہ اندازہ ہو چلا تھا کہ میں ان کی موجودگی سے واقف ہو چکی ہوں۔ بالآخر میں نے ایک علاقہ منتخب کر لیا۔ یہ بالکل ہی ویران تھا اور یہاں ابھی تعمیر ہو رہی تھی۔ میں نے گاڑی کو روک کر انجن بند کر دیا۔ اور میرا اندازہ درست نکلا کہ پچھلی گاڑی میرے قریب آتی جا رہی تھی۔ میں نے اس میں بیٹھے مختلف آدمیوں کو بغور دیکھا لیکن مجھے اس کے لیے مزید جد و جہد نہیں کرنی پڑی کیونکہ وہ گاڑی میری گاڑی کے بالکل آگے اس طرح رک گئی کہ میں بھاگ کے بھی نہیں نکل سکتی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں مسکرا کر سوچا کہ یہ لوگ شاید اب مجھ سے ملنا ہی چاہتے ہیں۔ یہ تو اچھی بات ہے ذرا ان کے بارے میں اندازہ تو ہو جائے۔ وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ مقامی لوگ تھے اور ان کی صورتیں بہتر نہیں تھیں۔ ان میں سے دو افراد میری طرف بڑھے۔ وہ چہروں سے کسی قدر نرم نظر آتے تھے بہر طور میں اپنی سیٹ پر گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ کم از کم بلیک جیکل کی تربیت نے مجھے اتنی خود اعتمادی ضرور دے دی تھی کہ میں دو تین آدمیوں کی خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ وہ چند فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گئے۔

"ہیلو" میں نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم سے کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں۔"

"بہت خوب۔ اور یہ معلومات حاصل کرنے کے لیے تم اتنی دیر سے میرا تعاقب کر رہے تھے۔" میں نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہی سمجھ لو۔"

"خیر چھوڑو۔ کہو کیا خدمت کر سکتی ہوں میں تمہاری؟"

"انجلی سے تمہارا کیا تعلق ہے؟" ان میں سے ایک شخص نے پوچھا اور میرا ذہن ایک لمحے کے لیے حیرت سے کھل گیا۔ یہ سوال میرے لیے بالکل غیر متوقع تھا۔

"کون انجلی؟" میں نے سوال کیا۔

"دیکھو جھوٹ بولنے کی کوشش مت کرو۔ تمہیں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس لڑکی سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"پہلے اس لڑکی کی تفصیل بتا دو ذرا۔"

"وہ جو ہوسٹل میں رہتی ہے اور جس سے کل تم مل چکی ہو۔"

"اوہ۔ وہ میری دوست ہے۔"

"تمہاری یہ دوستی کب سے ہوئی؟"

"کافی عرصے کی بات ہے۔ مگر تم لوگ اس سلسلے میں پریشان نظر آتے ہو۔ اس کی وجہ بتانا پسند کرو گے؟"

"بس اس بات کو رہنے دو تم یہ بتاؤ کہ تم اس سے کس کس لیے مل رہی ہو؟"

"اوہ! یہ بھی بتانا ضروری ہے۔"

"لڑکی بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو۔" ان میں سے ایک شخص (آتا ہوا) آگے بڑھ آیا۔ اور بس مجھے اتنا ہی موقع درکار تھا میں نے اپنے دونوں ہاتھ آہستہ سے اوپر اٹھائے اور آہستہ سے بولی۔

"دیکھو۔ دیکھو میں۔ میں دل کی مریضہ ہوں۔ تمہاری کوئی غلط حرکت مجھے نقصان پہنچا سکتی ہے۔" اس نے غراتے ہوئے انداز میں میرے گریبان کی جانب ہاتھ بڑھایا اور وہ میری رینج میں آ گیا۔ میرا گھٹنا ایک خاص انداز میں اوپر اٹھا تھا اور اس کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ دوسرے لمحے میرا ہاتھ اس کی تھوڑی پر پہنچا تھا۔ وہ بری طرح اچھل کر پیچھے گرا اس کے منہ سے نکلنے والی آواز انسانی نہ تھی۔ اس کے ساتھی نے بوکھلا کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور شاید ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن میں اب اسے اس کا موقع نہیں دے سکتی تھی۔ میں نے ایک مخصوص زاویہ بنایا اور اچھل کر میری لات اس کے ہاتھ پر پڑی اتفاق

ت بھاری قوت سے اس کے ہاتھ کی بجائے بغل میں پڑی کافی زور سے پڑی تھی۔ وہ زمین سے تقریباً دو فٹ اچھلا اور دھپ سے نیچے گر پڑا۔ میں نے گھوم کر ایک اور اس کی ٹھوڑی پر رسید کر دی تھی۔ لیکن یہ احساس نہیں کہ میرے پیروں میں اونچی ایڑی والے سینڈل ہیں اس کے جبڑے پر پڑی تو اسے لطف ہی آ گیا۔ وہ مرنے کی طرح ڈکراتا ہوا گر پڑا تھا اور اس کا چہرہ لہولہان تھا اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس کے نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی البتہ اس کا ساتھی سنبھل ہو گیا تھا۔ میں نے اسے دیکھا اور پھر اس کی بھی خاطر مدارات میں نے پیچھے ہٹ کر ایک لات اس کی کمر پر ماری کوشش کی لیکن بہر طور میرا پاؤں اسے چھو ہی کوشش میں وہ سنبھل نہ سکا اور بائیں سمت گر پڑا۔ کا سا سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ وہ شخص اس ہنگامے میں مداخلت نہیں کر پایا تھا کار میں بیٹھا تھا۔ غالباً اسے احساس ہو گیا تھا کہ واسطہ سے پڑ گیا ہے۔ البتہ وہ دونوں وہیں موجود تھے سے ایک بے ہوش ہو گیا تھا۔ چند لمحات میں انہیں اس کے بعد میں نے اس شخص کے قریب پہنچ کر کہا۔ [illegible] بتاؤ [illegible] لیکن وہ دوسرے کا بدن پھڑکا اور اس کے بعد اس کی آنکھیں

نے حیرت سے اسے دیکھا۔ یہ یا تو اداکاری تھی یا کچھ ہو گیا تھا۔ میں چند لمحات سوچتی رہی۔ اب چاہیے۔ بہر طور بہتر یہی تھا کہ زیادہ مصیبت میں ہوں۔ چنانچہ میں وہاں سے واپس چل پڑی۔ یہی میں اپنی کوٹھی ہی میں پہنچ گئی۔ جو پروگرام تھا اب اس کی تکمیل مناسب نہیں تھی۔ کوٹھی میں کے بعد میں نے اپنے سراپے کا جائزہ لیا اور اندازہ کوشش کرنے لگی کہ میرے پاس ایسی کوئی چیز تو نہیں کسی شبہے کا شکار ہونا پڑے۔ ان دونوں کے کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ کیا کروں؟ کیا طور میں انہیں وہیں چھوڑ آئی تھی اگر وہ میری سے واقف ہیں تو اس کا مقصد ہے کہ بات کچھ اور ہی کچھ لوگ۔ کچھ سارا لگ رہے چکر میں پڑ اس چکر میں پڑنے کی وجہ انجلی ہی ہے۔ بلاشبہ

انجلی کا کردار ایک پر اسرار حیثیت رکھتا تھا لیکن کوئی اس کے چکر میں کیوں پڑا ہوا ہے؟ اور پھر ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا۔ ہو سکتا ہے بے خبری نے اسے یہاں داخل کرنے کے بعد کچھ لوگوں کو اس کام کے لیے بھی متعین کر دیا ہو کہ اس کے اطراف سے باخبر رہا جائے۔ یقیناً یہ تین افراد اسی چکر میں تھے اور میری تلاش میں سرگرداں تھے لیکن انہوں نے میری اصلیت پالی تھی یہ بڑی بات ہے۔ آخر کیسے وہ مجھ تک پہنچ گئے اور اس کے بارے میں مجھے ایک ہی فیصلہ کرنا پڑا کہ جب میں انجلی سے مل کر واپس پہنچی تھی تو میں اپنی اس کوٹھی ہی میں آئی تھی اور یہاں آ کر میں نے میک اپ وغیرہ اتارا تھا۔ کوٹھی سے باہر نکلنے کے لیے میں خفیہ راستہ استعمال کرتی تھی تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے۔ اس وقت تو وہ مجھے نہ پا سکے ہوں گے لیکن یقیناً وہ کوٹھی کے ارد گرد ہی چکراتے رہے ہوں گے۔ انجلی سے تو میں نے یہ بات منع کر دی تھی کہ وہ بے خبری کو میرے بارے میں کچھ نہ بتائے لیکن اب یہ دونوں یقیناً اسے اس بارے میں بتا دیں گے اور یہ بھی بتا دیں گے کہ ان کی اچھی خاصی مرمت ہو چکی ہے بلکہ وہ شخص جس سے میری ایڑی پڑی تھی وہ تو یقیناً کافی دن تک اسپتال رہے گا۔ کیا کیا جا سکتا تھا اس سلسلے میں۔ مجبوری تھی۔ میں کوئی صحیح فیصلہ کرنے سے قاصر تھی لیکن میرے دل میں یہ احساس ضرور تھا کہ جس داستان کو میں فراموش کر بیٹھی تھی وہ تو کچھ دلچسپ پہلو لیے ہوئے ہے۔ یہ نیا کھیل نئی کہانی شروع ہو گئی تھی۔ ابھی تک تو میں اپنی ذات کی شناخت اسی میں کوشاں تھی لیکن کچھ اور کردار بھی ایسے الجھے ہوئے تھے جو میری ہی طرح پردۂ راز میں تھے۔ بے خبری نے اس بیچاری انجلی کا مسئلہ کیا ہے؟ وہ بھی اپنے باپ سے محروم تھی اور ماں۔ بے خبری ہی تھی اس کی ماں ہی کیا ہے؟ میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس طرح بھی کسی نئی کہانی کا آغاز ہو سکتا ہے۔ لیکن بہر طور اس کہانی کا تعلق کہیں نہ کہیں میری ذات سے ضرور ہے اور یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ ان واقعات کو نظر انداز کر کے رکھتے ہوئے میں اپنی جد و جہد ترک کر دیتی۔ فیصلہ بس یہ کرنا تھا کہ اب جن لوگوں سے ٹکراؤ ہو گیا ہے ان کے خلاف موثر کارروائی ہونی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی شناخت کی تلاش میں اپنی زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھوں۔ موت و زندگی تو خیر زندگی کے معمولات میں سے ہے۔ لیکن میں کم از کم اپنے آپ کو جانے بغیر مرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ بے خبری نے اگر اس سلسلے میں اپنے طور پر کچھ بندشیں کی ہیں۔ تو میرے راستے بھی بند نہیں تھے۔ وہ ہنستی ہوئی میرا ساتھ

ان کا ذہن کہاں تک جا سکتا ہے اور ہمارا ذہنی ٹکراؤ کیا کیفیت پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ شری کو یہ بات معلوم ہو گئی ہو گی کہ انجلی سے کسی پُراسرار شخصیت نے ملاقات کی ہے تو وہ یقینی طور پر اس بات کو جاننے کی خواہاں ہوں گی کہ وہ پُراسرار شخصیت کون ہے۔ میری کوٹھی ان کی نگاہ میں آ گئی تھی لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ تو میری زندگی کا اب سب سے دلچسپ مشغلہ تھا کہ الجھنوں میں پڑ کر ان الجھنوں سے نکلنے کی کوشش کروں۔ بہر طور بہت سے فیصلے کیے اور اس کے بعد میں نے رینجر چھوڑ دی اور چہرے پر نقاب ڈال کر آئی۔ لیکن اس راستے سے باہر نکلنے کے بعد بھی میں نے اطراف کا گہرا جائزہ لیا تھا کہ کہیں کوئی مجھے دیکھ تو نہیں رہا۔ لیکن میری کوٹھی کا جائے وقوع کچھ اس قسم کا تھا کہ اگر میں پچھلے دروازے سے باہر نکلتی تو سامنے ہی ایک عجیب و غریب میدان سامنے آ جاتا تھا۔ جس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اور اس میدان کا تھوڑا سا حصہ عبور کرنے کے بعد میں ایک ایسی سڑک پر پہنچ جاتی تھی، جہاں سے میں گنجان علاقے میں داخل ہو سکتی تھی۔ میرا خیال تھا یہ جگہ اس کام کے لیے محفوظ ترین تھی لیکن میں سوچ چکی تھی اب کچھ اور بھی کرنا پڑے گا۔ اس طرح سے یہ رسک نہیں لیا جا سکتا۔ میں اس کے بعد اپنے معمولات میں مصروف رہی اور اس سلسلے میں مزید پروگرام بناتی۔ وہ لوگ یہ جاننا چاہتے تھے کہ انجلی سے میرا تعلق کیا ہے، ہاں میں اس سے کیوں ملی تھی۔ میں اب یہ بات انہیں کیسے بتاتی کہ تعلق تو میرا اچانک ہی بہت زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی اس سلسلے میں میرے اپنے ذہن میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔ دوسرے دن میں نے فیصلہ کیا کہ انجلی سے اس کے اسکول پر ملاقات کروں گی۔ اسکول کے وقت کے بارے میں، میں نے تفصیلات معلوم کر لی تھیں۔ انجلی مجھے اپنے اسکول کا نام تو بتا ہی چکی تھی۔ میں اس سلسلے میں اس سے اور بھی بہت کچھ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ بہر طور ہوسٹل کا معاملہ بھی ذرا سوچنے کا تھا۔ اور ماڈرن گرلز کی راگنی کے نصیبے سے میری ملاقات ہو گئی تھی۔ کرجو لڑکی راگنی کے کارڈ پر ان سے ملی ہے وہ کس شکل کی ہے جس شکل کی لڑکی کو راگنی نے اپنا کارڈ دیا تھا۔ یہ بات ذرا گول مول ہی رہے تو بہتر ہے۔ اگر کبھی یہ مسئلہ کھل بھی گیا تو راگنی کو سمجھا لینا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا بہر طور راگنی بھی یہ بات جانتی تھی کہ میری زندگی سے کچھ پُراسرار کہانیاں وابستہ ہیں۔ اور میری راگنی اچھی دوست تھی وہ کہ اگر میں اس سے یہ سب کچھ کہہ بھی دیتی تو وہ سو فیصدی اسے صیغۂ راز میں رکھتی۔ اپنے شیڈول کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بھی میرے فرائض میں داخل تھا اور بعض اوقات مجھے اپنی مرضی کے مطابق وقت مل جاتا تھا بلکہ شکلا صاحب بھی میری ضرورت کے مطابق مجھے مراعات دینے میں کبھی گریز نہیں کرتے تھے۔ لیکن میں اپنے اس کام کو مکمل طور پر خود پر مسلط رکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اگر دوسرے مشاغل بھی جاری رہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ دوسرے دن مجھے فرصت ملی تھی۔ میں نے وقت مقرر کیا اور اس کے بعد میں نے اپنے چہرے پر وہ میک اپ کر لیا جو میری شکل کو تبدیل کر دیتا تھا۔ مسئلہ کار کا تھا جو کوٹھی ہی میں جا کر حاصل کرنی پڑتی۔ اس سلسلے میں، میں نے کچھ فیصلے کیے اور سوچا کہ کرائے پر کوئی ایسا گیراج حاصل کروں جہاں سے میں اپنے لیے کار حاصل کر سکوں۔ بہر طور یہ بعد کی بات تھی۔ یہاں کی شکل میں کوٹھی میں داخل ہوئی اور پھر کوٹھی سے اپنی اصل شکل میں باہر نکلی تھی۔ میرے ملازمین مجھے ایک پُراسرار عورت کہتے تھے۔ جو میرے راز سے واقف ہوتے تھے نہ جانے سے لیکن اچھے لوگ تھے اور میں نے انہیں ایک بار سمجھا بھی دیا تھا کہ میرے معاملات کچھ اسی قسم کے ہیں کہ وہ میرے بارے میں زیادہ جاننے کی کوشش نہ کریں۔ اور میں اس سلسلے میں ان کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھی۔ کار باہر نکلی تو میں اپنے اطراف سے پوری طرح چوکنی تھی اور اس بات کا جائزہ لیتی ہوئی سفر کر رہی تھی کہ کہیں کوئی میرا تعاقب تو نہیں کر رہا لیکن کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد مجھے یہ پتا چل گیا کہ اس وقت کوئی میرے تعاقب میں نہیں ہے۔ ڈیش بورڈ میں بھرا ہوا پستول موجود تھا جس پر سائیلنسر بھی فٹ تھا۔ میں نے اپنا کام نہایت خوبصورتی کے ساتھ انجام دیا تھا۔ اور اس وقت میری کوٹھی میں ایک اچھا خاصا اسلحہ خانہ موجود تھا یہ تمام چیزیں میں نے بڑی مہارت سے حاصل کی تھیں اور درحقیقت میں اپنے آپ کو ایک پُراسرار کردار کہتی تھی۔ بعض اوقات خود پر ہنسی بھی آتی تھی، لیکن کیا کرتی، حالات نے مجھے زندگی کے ان دلکش راستوں سے ہٹا کر ایسے مراحل میں لا ڈالا تھا جو کم از کم میری جیسی کسی لڑکی کے لیے مناسب نہیں تھے۔ لیکن بعض اوقات تقدیر خود راستے متعین کرتی ہے۔ انسان اپنے پسندیدہ راستوں پر کبھی نہیں چل پاتا۔ میں سست روی سے اسکول کی جانب بڑھ رہی تھی کیونکہ ابھی چھٹی ہونے میں کافی وقت تھا۔ اسکول سے کافی فاصلے پر میں نے اپنی کار ایک درخت کی چھاؤں میں روک دی اور اس کی سیٹ پر تقریباً نیم دراز ہو کر آج کا اخبار دیکھنے لگی۔ خبریں بے جان تھیں اور کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو قابلِ توجہ ہوتی۔ دراصل یہ سب کچھ

وقت گزاری کے طور پر کیا جا رہا تھا۔ میں انتظار کرتی رہی پھر اسکول کی چھٹی ہو گئی۔ پتا نہیں جے شری دیوی نے کیا پوچھا تھا وہ معاملہ کیا تھا وہ ایک صاحب حیثیت خاتون تھیں اور انہی کے بچوں نے ہوسٹل میں انتظام کیا تھا۔ لیکن اسکول سے ہوسٹل تک غالباً انجلی کو لے جانے کی گاڑی میں ہی سفر کرنا پڑتا تھا۔ میں ابھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی کہ انجلی کو اسکول سے ہوسٹل تک لے جانے کا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے۔ بہر حال میں نے بچیوں کو اسکول سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا اور تھوڑی دیر کے بعد میں نے انجلی کو بھی دیکھا جو سرخ قمیص اور سفید شلوار میں بے حد خوبصورت نظر آ رہی تھی۔ سفید دوپٹے کی ہلکی سی دری اس کے سینے پر بندھی ہوئی تھی اور اپنے خوبصورت چہرے کی وجہ سے وہ بے حد جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ ایک رنگ کی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی جو ایک طرف کھڑی تھی جو یقیناً اسی کے لیے تھی۔ گاڑی میں ایک بھاری بھرکم آدمی ڈرائیور کی حیثیت سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے انجلی کو دور سے دیکھا اور آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ مجھے اب اپنے اس تصور پر شرمندگی ہوتی تھی جو میں نے انجلی کے سفر کے بارے میں قائم کیا تھا یقینی طور پر جے شری نے دونی جیسی کے لیے معقول انتظامات کر رکھے تھے اور جے شری کے لیے یہ سب کچھ مشکل بھی نہیں تھا۔ اور دفعتاً ہی جو کچھ ہوا وہ میری سمجھ تک پہنچ گئی۔ میں نے ایک رنگ کی گاڑی دیکھی جو پچھلے دن میرا تعاقب کر رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کار برق رفتاری سے آگے بڑھی اور سفید گاڑی کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ ڈرائیور نے سفید گاڑی کا دروازہ کھولا ہوا تھا اور انجلی کے قریب آنے کا انتظار کر رہا تھا لیکن اس کار نے انجلی کا راستہ روکا پھر اس میں سے دو آدمی برق رفتاری سے نیچے آئے اور انہوں نے انجلی کو دبوچ لیا۔ انجلی ششدر رہ گئی تھی۔ اس نے دہشت سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ دفعتاً ہی ان میں سے ایک نے ڈرائیور کے سر پر کوئی چیز مار کر زور سے دھکا دے دیا۔ سفید کار کا ڈرائیور اوندھے منہ نیچے گر پڑا۔ اکا دکا لوگ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر چند افراد آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ انجلی کی چیخ کی آواز سن کر وہ لوگ بھی اس جانب متوجہ ہوئے۔ پھر انہوں نے انجلی کو کار میں گھسیٹنے کی کوشش کی لیکن اب میرے لیے انتظار ممکن نہیں تھا۔ وہ لوگ انجلی کو اغوا کر کے لے جانے یا اٹھا کر گستاخانہ اس کے ساتھ برا سلوک کرتے پھر اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ بے اختیارانہ انداز میں ہی ہوا تھا۔ میں نے ڈیش بورڈ سے اپنا سائیلنسر لگا ہوا پستول نکالا اور ان دونوں کا نشانہ لینے لگی جو انجلی کو اپنی کار میں گھسیٹنے کی کوشش کر رہے تھے اور انجلی مزاحمت کر رہی تھی۔ میرے پستول سے ایک گولی چلی اور ان میں سے ایک کا سر اس کا نشانہ بن گیا۔ اس کے ہاتھ فضا میں پھیلے، دوسرے آدمی نے غالباً یہ جاننے کے لیے اس کی طرف دیکھا کہ اسے کیا ہوا اور وہ اس کی جدوجہد میں شریک کیوں نہیں ہے پھر اس کے اچھلتے خون کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور اس نے بے اختیارانہ انداز میں انجلی کو چھوڑ دیا۔ انجلی بری طرح نیچے گر پڑی اور اس کی کتابیں بھی اس کے اردگرد بکھر گئیں اس کے بعد انجلی کی تقدیر ہی اچھی تھی کہ وہ کار کی زد سے بچ گئی۔ وہ شخص جو انجلی کو گھسیٹ رہا تھا اور جو زخمی نہیں ہوا تھا اپنے ساتھی کو کار کی دوسری سیٹ پر زور سے دھکا دے کر کار کے اندر گھس گیا تھا اور ڈرائیونگ کرنے والے نے اسی انداز میں گاڑی آگے بڑھا دی تھی جس انداز میں اس نے پچھلے دن اپنی گاڑی دوڑائی تھی۔ ویسے یہ دونوں آدمی (جن میں سے ایک آج میری گولی کا شکار ہو گیا تھا) وہ نہیں تھے جو پچھلے دن مجھ سے آ ٹکرائے تھے۔ میرا رواں رواں حیرت اور سنسنی سے کانپ رہا تھا اور میں یہ سوچ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہے؟ لیکن اس کے بعد یہاں رکنا بے حد خطرناک تھا۔ میں نے اپنی کار ریورس کی اور فوراً ہی ذرا فاصلے پر آ گئی۔ میں دراصل یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اب کیا ہوتا ہے؟ بہت سے لوگ انجلی اور اس کے ڈرائیور کی جانب دوڑ پڑے تھے۔ جو سفید کار کے قریب بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ پھر اسکول کی انتظامیہ کے کچھ افراد بھی باہر نکل آئے اور وہاں اچھا خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ میں دور ہی سے یہ ہنگامہ دیکھتی رہی تھی۔ بس اس بات کی منتظر تھی کہ کوئی اگر خاص طور سے میری جانب متوجہ ہو تو میں اپنی کار سے نکل جاؤں۔ لیکن یہ سارا واقعہ بھی میری سمجھ میں نہیں آ سکا۔ پچھلے دن میں نے جو کچھ سوچا تھا اس وقت کے حالات اس کی نفی کر رہے تھے۔

خاصی ہڑبونگ مچی ہوئی تھی۔ لوگ کافی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے تھے۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں سہمی ہوئی ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہی تھیں۔ یہاں سے مجھے سارے حالات نظر نہیں آ رہے تھے۔ پھر اسکول کی انتظامیہ کے افراد انجلی کو اسکول میں واپس لے گئے تھے۔ اس کے بعد کے حالات کا اندازہ نہیں ہو سکا اور پھر میں نے یہاں رکنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ یوں بھی یہ خطرناک بات تھی، میری کار دور سے یہاں کھڑی تھی اور میں اس میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی، جبکہ تمام ہی لوگوں نے اس ہنگامے میں

دلچسپی لی تھی۔ اگر کسی کو شبہ ہو گیا یا پھر پولیس آ گئی تو مشکل پیش آئے گی۔

چنانچہ میں نے کار اسٹارٹ کی اور وہاں سے چل پڑی۔ ذہن کو قابو میں رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ کار ڈرائیو کرنے میں بھی کچھ دقت پیش آ رہی تھی۔ پھر سامنے ہی ایک ریسٹورنٹ نظر آیا۔ اور کچھ غیر اختیاری طور پر میں نے کار کا رخ اس طرف کر دیا۔ کار فٹ پاتھ کے ساتھ لگا کر میں نے دروازہ لاک کیا اور پھر اندر داخل ہو گئی۔

چھوٹا سا خوبصورت ریسٹورنٹ تھا۔ ایک میز پر بیٹھ کر میں نے کافی طلب کی اور انتظار کرنے لگی۔ ذہن پر مسلسل خیالات کی یلغار تھی۔ میں نے تو ان لوگوں کو اس لڑکی کا محافظ سمجھا تھا اس وقت جب انہوں نے مجھ سے لڑکی کے بارے میں سوالات کیے تھے۔ ان کا رویہ جارحانہ تھا اس لیے دو آدمی میرے ہاتھوں زخمی ہو گئے تھے۔ لیکن معاملہ کچھ اور ہے۔ وہ لوگ بے چاری انجلی کو اغوا کرنا چاہتے تھے۔ کیوں آخر کیوں؟ ظاہر ہے وہ حال میں اس اسکول میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ اس سے قبل اسے اغوا کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی گئی؟ حالات بے حد پیچیدہ اور پُراسرار ہو گئے تھے۔

یہ کتنی حیرت ناک بات تھی۔ بلیک چینل میں شامل ہو کر میں ان لوگوں کے بیچ مصروف ہو گئی تھی۔ اور نجانے کیا کیا پُراسرار کارروائیاں کرتی رہی تھی۔ اس دوران کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جونہی میں اپنی ذات کی طرف [illegible] بکھیڑے شروع ہو گئے۔

ویٹر نے کافی سرو کر دی اور میں اپنے لیے کافی بنانے لگی۔ تب ہی میری نگاہ خود سے کچھ فاصلے پر میز کی طرف اٹھ گئی۔ میز پر ایک نوجوان شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بھورے رنگ کا ایک کوٹ پہنا ہوا تھا جو اس کے بدن پر بہت ڈھیلا تھا۔ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا نہیں ہے۔ پتلون کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ بیٹھا ہوا تھا۔ سر پر ایک مڑا تڑا ہیٹ تھا۔ قمیص وغیرہ بھی میلی نظر آ رہی تھی۔ ٹائی کی ناٹ بالکل غلط بندھی ہوئی تھی۔ ویسے خدوخال دلکش تھے لیکن کسی قدر حماقت لیے ہوئے۔ سامنے میز پر ایک چھوٹا سا کوکا کولا کا گلاس رکھا ہوا تھا۔

مجھ سے نگاہیں ملیں تو اس نے دانت نکال دیے۔ میں جھلا گئی۔ ویسے کمبخت کے دانت بہت خوبصورت تھے، ایک قطار میں سجے ہوئے اور چمکیلے ہوتے۔

لیکن مجھے دیکھ کر وہ مسکرایا کیوں؟ میں نے کافی کے دو تین گھونٹ لیے اور ایک بار پھر اس کی طرف دیکھا۔ اب اس کے سامنے چائے آ گئی تھی اور وہ اس میں مصروف تھا۔ میں نے اس پر سے توجہ ہٹا لی۔ اور میرا ذہن پھر بے خبری کی طرف منتقل ہو گیا۔

کیا اس واقعے کی اطلاع بے خبری کو دے دوں۔ ایک لمحے کے لیے میں نے سوچا۔ لیکن پھر فوراً سنبھل گئی۔ اس سے بڑی حماقت اور کچھ نہ ہو گی۔ بے خبری کے اس راز کو اس کے بعد حل نہ کیا جا سکے گا۔ نہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

بہر حال کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا۔ وہ لڑکی۔ نہ جانے مجھے اس سے اتنی دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی تھی۔ کوئی فیصلہ کرنے کا مرحلہ تھا۔ بہر حال یہاں سے اٹھنا ضروری تھا۔ اس نے کافی کا بل ادا کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ اس کے بعد کوٹھی کے علاوہ اور کہاں جا سکتی تھی۔

یہاں آ کر میک اپ تبدیل کیا اور پھر چور دروازے سے باہر نکل آئی۔ پھر فلیٹ میں پہنچی تھی۔

راگنی اور دو نوکرانیاں کھیل رہے تھے۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گئی اور خود کو بہلانے کی کوشش کرنے لگی۔ ان پریشان کن خیالات سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری تھا۔ جو دماغ کی چولیں ہلائے دے رہے تھے۔ اسی وقت راگنی چونک کر بولی۔

"ارے ہاں بھارتی، کسی سرلا دیوی کا ٹیلی فون آیا تھا۔"

"اوہ کب؟"

"بہت دیر ہو گئی۔" راگنی نے جواب دیا۔

"کچھ کہا تھا؟"

"ہاں بس یہی کہ تم آؤ تو انہیں ٹیلی فون کر لو۔"

"اچھا میں فون کر کے آتی ہوں۔" میں نے کہا اور پھر ٹیلی فون والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پتا نہیں سرلا دیوی کیا بات کرنا چاہتی تھیں۔ میں نے ریسیور اٹھایا۔ اور سرلا دیوی کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد ان سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو سرلا دیوی۔"

"ہاں میں بول رہی ہوں۔"

"میں بھارتی ہوں۔"

"ارے بھارتی بہت مصروف ہو آج کل کیا؟"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"میں نے ٹیلی فون کر کے معلوم کیا تھا پتا چلا کہ آج کل تم کلاس پر نہیں ہو۔"

"کہاں نہیں ہوں۔"

"مجھ سے ملی نہیں۔"

"کوئی خاص وجہ نہیں ہے اس کی بس اتفاق سمجھو۔"

"کوئی خاص کام نہیں تھا۔ بس تمہاری خیریت معلوم کرنا تھی۔"

"شکریہ۔ اگر کوئی ضرورت ہو تو آ جاؤں آپ کے پاس؟"

"ضرور آ جاؤ۔ تمہاری ضرورت تو ہر وقت رہتی ہے [illegible] ہے نہیں، بس ملنے کی خاطر۔"

"میں کسی بھی وقت حاضر ہو جاؤں گی۔ اس وقت فوراً؟"

"ہاں ہاں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ ویسے ملنے تو آ ہی جانا۔"

"جی بالکل۔"

"اچھا کام شروع کر دیا ہے؟" سرلا دیوی نے سوال کیا۔

"جی۔ لیکن ابھی درست رفتاری سے۔"

"مجھے تمہارا جو [illegible] تھی اس کے بعد تو میرا خیال ہے تمام معاملات ہموار ہو گئی ہو گی۔" سرلا دیوی بہت [illegible] انداز میں گفتگو کر رہی تھیں۔

"سرلا دیوی ایسی کوئی بات نہیں ہے [illegible] ہے کہ اگر میں بھلانے میں دن رات بھی مشغول رہوں تو [illegible] سال لگ جائیں گے۔"

[illegible] میری خدمت کی [illegible] اس سے کر [illegible] سرلا دیوی [illegible]۔ آپ کی بخشوں سے تو مجھے بہت کچھ ملا ہے۔" سرلا دیوی نے جواب دیا۔

"میں کیا اور میری بساط کیا؟ ویسے ایک بات میں تمہیں [illegible] اگر کبھی کسی قانونی سلسلے میں کوئی الجھن پیش آ جائے تو ضرور رجوع کر لینا۔ تم تو جانتی ہو کہ میں سوشل ورکر ہوں اور تقریباً تمام ہی لوگوں سے میرا رابطہ رہتا ہے۔"

"آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ اس بات کے امکانات ہیں کہ کبھی میں کسی ایسے سلسلے میں الجھ جاؤں۔"

"بالکل بھی فکر نہ کرنا۔ بس میرے پاس آ جانا۔" سرلا دیوی نے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ میں آپ کے احسانات کا بوجھ کسی طرح اتار سکتی۔"

"ایسے الفاظ ادا کر کے تم مجھے یہ احساس دلاتی ہو کہ ابھی تک اجنبی ہو۔"

"نہیں سرلا دیوی ایسی بات نہیں ہے ایسے الفاظ ادا کر کے میں آپ کو یہ احساس دلاتی ہوں کہ احسان مندوں کے دل میں ہمیشہ احسان کے جذبے رہتے ہیں۔"

"باتیں بنانا بھی خوب سیکھ گئی ہو۔ کیوں نہ ہو بڑی زبردست تربیت ملی ہے تمہیں۔" سرلا دیوی نے ہنس کر کہا۔ اس کے بعد تھوڑی سی رسمی گفتگو ہوئی اور سرلا دیوی نے فون بند کر دیا۔

سرلا دیوی سے گفتگو کر کے ذہن کچھ تازہ سا ہو گیا تھا۔ ویسے جب ان کا ٹیلی فون آیا تھا تو ایک لمحے کے لیے میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچا تھا کہ کہیں ڈان کا ڈورے کی زندگی کے امکانات نہ پیدا ہو گئے ہوں۔ اب جبکہ میں وہ زندگی چھوڑ چکی ہوں تو دوبارہ اس میں واپس جانا مجھے بالکل عذاب لگتا ہے اور ہو سکتا تھا کہ میں اس سے انکار ہی کر دیتی۔ میرا مقصد کچھ اور ہی تھا۔ میں تو ظاہر ہے دولت کمانے کے لیے ریڈ اینجل یا بلیک چینل میں شامل نہیں ہوئی تھی بلکہ میں تو کچھ اور ہی حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اور اگر صحیح معنوں میں سوچا جاتا تو جو کچھ میں حاصل کرنا چاہتی تھی وہ مجھے کسی حد تک حاصل ہو گیا تھا۔ پہلے میں ایک ایئر ہوسٹس کی حیثیت سے اپنی زندگی گزار رہی تھی۔ مسافروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا، جہاز کے معاملات پر غور کرنا، اپنی ذمہ داریاں انجام

دیتا اور اس کے بعد واپس آجاتا۔ یہی میرا مشغلہ تھا لیکن اب بلیک ایجنسی میں شامل ہونے کے بعد جو ذمہ داریاں میرے سپرد کی گئی تھیں، انہوں نے مجھ میں بڑا اعتماد پیدا کر دیا تھا اگر کوئی شخص اور کبھی کبھی ذہن پر نسوانیت مسلط ہو جایا کرتی تھی لیکن پھر جب اندر سے وہ کیفیتیں ابھرتیں جن کی مجھے تربیت دی گئی تھی تو میں بالکل ہی بے خوف ہو جاتی تھی۔ اور اس وقت وہ کام بھی کرنے کے لیے تیار ہو جایا کرتی تھی جو عام حالات میں غالباً عام لڑکیاں نہیں کر سکتی تھیں۔

میں فون بند کر کے اپنی جگہ واپس آگئی۔ ونود اور راگنی جھگڑ رہے تھے۔ غالباً ونود نے کہیں بے احتیاطی کی تھی۔ اور راگنی نے اسے پکڑ لیا تھا۔ راگنی کہنے لگی۔

"دیکھو بھارتی! اب یہ ونود بالکل ہی کمینہ ہو گیا ہے۔"

"دیکھیں بھارتی دیدی! یہ راگنی دیدی کیسی باتیں کر رہی ہیں؟ بالکل کمینہ ہو گیا ہے یعنی تھوڑا تھوڑا کمینہ تھا۔ اب بالکل کمینہ ہو گیا ہوں۔ اب ذرا غور کریں یہ کیسی بری بات بھی ہیں۔ اگر میں نے کمینہ ہونا شروع کیا تھا تو انہیں چاہیے تھا مجھے وہیں روک دیتیں۔ اب جب پورا کمینہ ہو گیا ہوں تو شکایت کر رہی ہیں۔"

"مسئلہ کیا ہے؟"

"یہ دیکھیے یہ گوٹ اس نے واپس پلٹ کر پھینک دی ہے۔"

"ہوں۔ بھی دیکھیے۔ گوٹ گوٹ ہوتی ہے یہ بے احتیاطی کر سکتی ہے اس میں میرا کیا قصور ہے؟" ونود نے کہا اور میں ہنسنے لگی۔

راگنی نے کہا "بھارتی آج میں نے بہت عمدہ قسم کا کھانا پکالیا ہے مزہ آجائے گا۔ تعجب کی بات ہے کہ ہمارے ساتھ ایسا کوئی دوست نہیں ہے جو ہماری اس شاندار پارٹی میں شریک ہو جائے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ لیکن ہمارے پاس اس کی گنجائش کہاں ہے راگنی؟"

"ہاں یہ بات بھی ہے۔ تمہاری فلائٹ کب ہے؟" راگنی نے پوچھا۔

"پتا نہیں۔ شکلا جی سے معلومات کریں گے ویسے اس بار تو یوں لگتا ہے جیسے مجھے کافی لمبی چھٹی مل گئی ہے۔"

"اچھا ہے کچھ دن یہاں گزارنے کے بعد دیکھا جائے گا۔"

"میں بھی آج کل بالکل ہی خالی ہوں۔" راگنی نے جواب دیا۔ پھر ہم نے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور اس خوبصورت ماحول میں میں تھوڑی دیر کے لیے اپنے تمام تفکرات بھول گئی لیکن رات کو بستر پر لیٹنے کے بعد پھر وہی سارے خیالات میرے ذہن پر یلغار کرنے لگے۔ آخر وہ لڑکی ہے کون۔ اور اس کے اغوا کا آخر کہاں سے پیدا ہو گیا۔ کہیں بے چاری بچی کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ جے شری دیوی کو وہ اپنی ماں بتاتی ہے اگر جے شری دیوی اس کی ماں ہے تو باپ کون ہے اس کا۔ کم از کم میرے علم تو نہیں ہو سکتے کیونکہ ایسا کوئی تذکرہ مجھے کہیں کسی جگہ نہیں ملا تھا۔ آخر جے شری دیوی کی زندگی میں کوئی اور بھی ہے لیکن کون؟ کون؟

یہ سوال میرے دل میں بار بار ابھرتا رہا اور میرے ذہن پر ہتھوڑے مارتا رہا۔ ایک دفعہ تو میں نے دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جے شری سے براہ راست مل کر اس بارے میں سوالات کروں۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ یہ مناسب نہیں ہو گا کہیں اور کوئی مصیبت نہ کھڑی ہو جائے۔ جے شری دیوی کو یقیناً اپنی بیٹی کے اغوا کے بارے میں معلومات تو حاصل ہو گئی ہوں گی اگر ہوسٹل سے اس سلسلے میں انہیں ضرور اطلاع دی گئی ہو گی۔ ایک خیال اور ذہن میں آیا کہ اگر جے شری دیوی کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے تو کیا وہ اپنی لڑکی کو ہوسٹل میں رکھنا پسند کریں گی وہ یقیناً اسے وہاں سے کہیں اور منتقل کر دیں گی۔ ویسے خود مہاپور کی بجائے اسے یہاں رکھنا بھی کچھ پُراسرار [illegible] وقف ہو گئی تھی کیا کبھی اس زندگی کو کیا کرتی اس زندگی کے لیے؟

رات گزر گئی، دوسرا دن بھی کسی خاص کیفیت کا حامل نہیں تھا، دماغ میں وہ لڑکی ابھر آئی۔ اس کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کروں۔ ویسے جو واقعہ اس کے ساتھ پیش آچکا تھا اس کے بعد میں اس احساس کا بھی شکار تھی کہ اگر اس کے ہوسٹل پہنچ جاؤں اور وارڈن ہی سے ملاقات کر کے اس کے بارے میں پوچھوں تو خود بھی الجھن میں پھنس سکتی ہوں۔ مجھ سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ میں اس لڑکی میں دلچسپی کیوں لے رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے معاملہ پولیس کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہو اور پولیس مجھ سے یہ سوال کرے کہ میں نے اس لڑکی سے ملنے کی کوشش کی تھی، ذرا پریشان کن بات تھی۔ بہتر ہے کہ اس سلسلے میں فی الحال خاموشی اختیار کر لی جائے۔ کچھ نہ کچھ تو سامنے ضرور آئے گا اور اس وقت جب صورت حال کچھ بہتر ہو جائے گی تو میں اپنے اس کام کا آغاز

[illegible] گی۔

پھر خود فلیٹ میں مجھے رہنا کوئی عقل مندی نہیں تھی [illegible] تیار ہو کر چل پڑی۔ پہلا ہوسٹل کے پاس سے گزری، [illegible] خاص بات نہیں تھی۔ پھر ایک لمبا چکر لگا کر اسکول، [illegible] لیکن جانتی تھی کہ یہ حماقت ہی ہے چنانچہ پھر اپنی کوٹھی [illegible] اب چل پڑی۔ اور کوٹھی میں جا کر اپنے مخصوص کمرے میں [illegible] تھی۔ میں اب یہ فیصلہ کرنا چاہتی تھی کہ اس کام کا آغاز کیا [illegible] کروں؟

جے شری کی شخصیت بے حد پُراسرار تھی اور ان معاملات [illegible] اس کے ساتھ بہت گہرے نظر آ گئے تھے۔ تو سنیل نے مجھے [illegible] سی ایسی باتیں بتائی تھیں کہ جن پر غور کرنے سے بہت [illegible] حل ہوتے تھے۔ مثلاً جے شری کے سلسلے میں بلیک میلنگ [illegible] ایک اور خیال ذہن میں آیا کہ جے شری کو چھوڑنا مناسب [illegible] ہے۔ اگر وہ رانا بھرت کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی [illegible] یقینی طور پر اس کے لیے دل میں بہت اچھے جذبات [illegible] ہوں گی۔ ایک بار اس نے اظہار بھی کیا تھا مجھ سے اس [illegible] اور پھر یہ سوچا۔ کیوں نہ اس لڑکی کے حوالے سے ہی [illegible] جے شری دیوی سے گفتگو کی جائے۔

بہت سے خیالات ذہن میں آ رہے تھے کہ ایک ملازم [illegible] دستک دی۔ اور میں چونک کر سے دیکھنے لگی [illegible] ملازم کمرے میں داخل ہو گیا۔ [illegible] ایک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"ایک صاحب۔ کون ہیں؟ کیا نام ہے؟ کوئی کارڈ [illegible]؟" میں نے سوال کیا۔ یہ بات باعث حیرت تھی کہ میری [illegible] خصوصی رہائش گاہ کا پتا لگا کر مجھ سے ملنے کی کوشش کرے جبکہ [illegible] اس قسم کے معاملات میں نے رکھے ہی نہیں تھے۔ چھوڑا [illegible] جو یہاں مجھ سے ملنے میری کوٹھی میں آ گیا۔

[illegible] کارڈ تو کوئی نہیں ہے بی بی جی، بس انہوں نے کہا ہے [illegible] آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

[illegible] کہاں ہیں؟"

[illegible] میں نے انہیں برآمدے میں بٹھا دیا ہے" ملازم [illegible]

[illegible] سے میں کہوں، ڈرائنگ روم کیوں نہیں کھول [illegible]

[illegible] وہ۔ وہ بس۔"

"اچھا چلو انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ میں آ رہی ہوں۔" میں نے کہا اور اس کے چند لمحے توقف کر کے میں ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔

ذہن میں بہت سے احساسات تھے۔ کون ہو سکتا ہے وہ۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر میں نے اس شخصیت کو دیکھا اور بُری طرح اچھل پڑی۔

یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ میں اسے نہ پہچان پاتی وہی تو بڑے کرشے والا نوجوان تھا جس نے ریسٹوران میں میرے ساتھ بیٹھ کر چائے پی تھی۔ اور مجھے دیکھ کر دانت نکال دیے تھے۔ وہ مجھے شکلی طور پر قابل اعتنا نظر آیا تھا اور اسے دیکھ کر میں نے اس کے بارے میں یہی سوچا تھا کہ وہی عام قسم کا بے وقوف نوجوان ہے، جو خواتین کو دیکھ کر بے اختیار ہو جاتے ہیں۔ اور احمقانہ مشغلیں شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر ایسی ہی کسی کوشش کے نتیجے میں وہ یہاں تک پہنچ گیا ہے تو اسے عام قسم کا بے وقوف نہیں کہا جا سکتا تھا۔

میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔

میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے بولی۔

"بیٹھیے تشریف رکھیے۔"

"بہت شکریہ دیوی جی میرا نام دلیپ شرما ہے۔"

"ہوں۔ فرمائیے کیا خدمت کر سکتی ہوں میں آپ کی؟"

"جی وہ کل ہماری اور آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔"

"کیا؟" میں نے تعجب بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"جی جی ہاں۔ وہ۔ وہ ریسٹوران میں۔" اس نے ہکلا کر کہا۔

"ملاقات ہوئی تھی؟"

"وہ۔ وہ جی۔ نہیں۔ دیکھا تھا ہم نے ایک دوسرے کو۔" وہ احمقانہ انداز میں ہکلایا۔

"کسی کو دیکھنا ملاقات ہو جاتی ہے؟"

"ن۔ نہیں۔ تھوڑی سی ہو جاتی ہے۔"

"اچھا چلو ٹھیک ہے، ہماری تھوڑی سی ملاقات ہوئی تھی اس ریسٹوران میں۔ پھر تم یہاں کیسے آگئے؟"

"جی۔ وہ آپ سے کچھ کام تھا۔" نوجوان نے کہا۔

"ہوں۔ کام بتاؤ۔" میں سرد لہجے میں بولی۔

"جی وہ کچھ لایا ہوں آپ کے لیے۔" نوجوان نے اپنے بھورے کوٹ کی جیب سے ایک پیکٹ نکالا اور اسے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر میرے سامنے پیش کر دیا۔

"کیا تحفہ ہے اس میں۔" میں نے تیکھی نگاہوں سے لفافے کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ خود دیکھ لیں تو زیادہ اچھا ہے۔" وہ عاجزی سے بولا اور میں نے لفافہ نکال لیا۔ اس میں فوٹوگراف قسم کی کوئی چیز تھی۔ میں نے پہلا فوٹوگراف نکالا اور دوسرے لمحے میرا جسم سن ہو کر رہ گیا۔ اس فوٹوگراف میں، میں اپنی کار میں بیٹھی ہوئی تھی اور میرے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا پستول نظر آ رہا تھا۔ میری آنکھیں وحشت، حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر دوسرے فوٹوگراف میں اس پستول سے گولی نکل رہی تھی۔ تیسرا فوٹوگراف کافی فاصلے سے بنایا گیا تھا یعنی اس میں مجھے اور اس منظر کو قید کیا گیا تھا جس میں میرے پستول سے چلی ہوئی گولی اس شخص کے سر میں لگی تھی جو کار میں موجود تھا۔ اور اس کے بعد میں پچھلی سیٹ کی طرف سے ان فوٹوگرافروں کو بھیجی جا رہی تھی۔ لاجواب فوٹوگرافی تھی اس میں انفرادی طور پر وہ پورا منظر قید کر دیا گیا تھا جس سے میری گردن پھانسی کے پھندے میں داخل ہو جاتی تھی یعنی اس لڑکی کے اغوا کی کوشش، میری کارروائی ساری کی ساری ان تصویروں میں موجود تھی۔

میرا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ ایک لمحے کے لیے میں بری طرح بوکھلا گئی تھی۔ نوجوان گردن جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ایک ایک کر کے میں نے سارے فوٹوگراف دیکھ ڈالے۔ میرا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا اور میں اپنے اعصاب پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ پھر میں نے تمام فوٹوگراف لفافے میں رکھے اور اس شخص کو خونی نگاہوں سے گھورنے لگی۔

"تم فوٹو گرافر ہو کیا؟" میں نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ میرا پایہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔ میں چند لمحات ساکت و جامد رہ کر اپنے اعصاب پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ پھر میں نے لفافہ اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"بلیک میلر ہو۔؟"

"اسے تو یہ تو آپ اس سے زیادہ نہیں دے سکتیں آپ مجھے۔"

"کیا چاہتے ہو۔؟"

"کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی آپ سے شناسائی حاصل کرنا چاہتا تھا۔"

"دیکھو تم جو کوئی بھی ہو۔ بہتر ہو گا کہ اپنا مقصد بیان کرو۔ کل میں نے تمہیں ریستوران میں دیکھا تھا۔ اور کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ لیکن اب مجھے اندازہ ہوا کہ تم مسلسل میرا تعاقب کر رہے تھے۔"

"آپ یقین کیجیے دیوی جی۔ میں آپ کا تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ بس اتفاق سے وہاں موجود تھا جہاں وہ ساری کارروائی ہو رہی تھی۔ میں یہ تو نہیں جانتا کہ اس لڑکی سے آپ کا کیا رشتہ ہے جسے اغوا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن باقی وہ سب کچھ میں نے اور میرے کیمرے نے دیکھا تھا یعنی آپ نے اغوا کرنے والوں کی کوشش ناکام بنا دی۔ اور ان میں سے ایک کو ہلاک کر دیا۔ اگر وہ لوگ اپنے ساتھی کی لاش اٹھا کر نہ لے جاتے تو اچھا خاصا ہنگامہ ہو جاتا۔ لیکن اس کے سر میں گولی لگی تھی جیسا کہ ان تصویروں سے ظاہر ہے اور ایسے لوگ عموماً بچتے نہیں۔"

"واقعی وہ تمہارا اندازہ بالکل درست ہے ایک بات اور بتا دو۔"

"جی پوچھیے۔"

"کچھ ماہانہ چاہتے ہو یا کوئی مستقل رقم۔"

"نہ ماہانہ نہ مستقل۔ رقم کا ذکر آپ درمیان سے نکال دیجیے۔"

"تو پھر یہ فوٹوگرافر بننے کا مقصد کیا ہے۔؟"

"دراصل اس دنیا میں بالکل تنہا ہوں نے نسی کی زندگی گزار رہا ہوں۔ نہ یار نہ دوست نہ دور کی کوئی زندگی کا ایسا ساتھی جس کے ساتھ بیٹھ کر تھوڑی دیر گفتگو کر لوں جتنا ان کوششوں میں مصروف رہتا ہوں کہ کوئی اچھے لوگ مجھ سے رابطہ جاری رکھیں۔ اس رابطے کے ذریعے کمانے پیسے ذریعے اختیار کر رہا ہوں۔ اب دیکھنا یہ، فوٹوگرافر بنتے ہیں۔ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں آپ کا ریستوران تک تعاقب کیا اور اس کے بعد آپ کی اس کوٹھی تک کتنی مشکلات پیش آئی ہوں گی مجھے پھر گھر جا کر فوٹوگرافر ڈیولپ کیے انتظار کرتا رہا کہ آپ تک پہنچوں۔ اب آپ کے پاس آیا ہوں تو محبت کے بجائے نفرت کا شکار بن رہا ہوں۔ دیوی جی ایک بات سن لیجیے ان تصویروں کے عوض کہیں آپ سے ایک معمولی سی بھی ساتھی تو آپ پولیس کو مجھے کر پھر طرح کی سزا کا مستحق ہوں۔"

"عجیب آدمی ہو آخر چاہتے کیا ہو۔؟"

"دوستی اور صرف دوستی۔"

"ان تصویروں کے ذریعے۔؟"

"نہیں یہ تصویریں تو میں نے آپ کو تحفتاً پیش کی ہیں۔"

"کسی اخبار سے تعلق ہے۔؟"

"اے کاش ایسا ہو جائے۔" اس نے کہا اور میں بری طرح جھنجھلاہٹ کا شکار ہو گئی میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو دیپ شرما میں ذرا مختلف قسم کی انسان ہوں۔ سادہ ہو کر تمہیں میرے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچ جائے۔ میں کفن باندھ کے آیا ہوں دیوی جی جو خاتون کسی ایک کو قتل کر سکتی ہے وہ دوسرے کو بھی مار سکتی ہے لیکن آپ مجھے ہلاک نہیں کریں گی۔"

"ہوں ٹھیک ہے اب صرف یہ بتاؤ کہ تمہاری آمد کا مقصد کیا ہے۔؟"

"دوستی صرف دوستی۔"

"زبردستی کی دوستی۔؟"

"نہیں زبردستی تو نہیں اگر آپ قبول کر لیں تو۔ ویسے آپ جانتی ہیں کہ وہ لڑکی کس کی ہے۔؟"

"ہوں اب آگے کام کی باتوں پر۔ تم جانتے ہو۔؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بھی گہرائی میں ہو۔"

"تو نہیں۔ میں تو اس وقت صرف یہ ہوں۔" اس نے کہا۔

"دلچسپ بننے کی کوشش مت کرو۔ بتا سکتے ہو کہ یہ لڑکی کس کی ہے۔؟"

"شردھا پور کی ایک بہت بڑی خاتون ہے شری کی۔" اس نے دیا اور ایک بار پھر میرے بدن میں گرم گرم لہریں سی دوڑ گئیں۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تم حالات سے واقفیت کا اظہار کر رہے ہو گویا اب تم اپنے آپ کو ایک غیر متعلق آدمی نہیں کہہ سکتے۔؟"

"ہاں ہر شخص کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی شے سے متعلق ہوتا ہے۔ ویسے آپ سے صرف ایک جملہ کہہ کر اٹھ جانا چاہتا ہوں کہ میں صرف آپ سے دوستی کا خواہشمند ہوں اگر آپ جناب مجھے اپنے دوستوں میں جگہ دے دیں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کام کا آدمی ثابت ہو جاؤں اب چلتا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ میں اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔ کچھ کہنا بھی چاہا لیکن زبان نہ کھل سکی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ مڑا اور بولا۔

"ایک بات اور فرما دیجیے کیا میں یہاں سے زندہ نکل جاؤں گا۔ میرا مطلب ہے باہر نکلتے ہی مجھ پر گولیوں کی بارش تو نہیں ہو جائے گی۔؟"

"جاؤ دفع ہو جاؤ اور باتیں بھی کی جائیں گی تم سے۔"

"آج نہیں دیوی جی۔ یہ میرا ایک سیل فون نمبر رکھ لیجیے۔ عام طور سے میں اس سیل فون پر نہیں ملتا لیکن آپ چاہیں تو دیپ شرما کے لیے کوئی میسج چھوڑ سکتی ہیں۔" اس نے ایک چٹ پر لکھا ہوا سیل فون نمبر میرے سامنے کر دیا اور پھر خود ہی دروازے سے باہر نکل گیا۔ میں وہ نمبر تک اٹھا کر نہیں دیکھ سکی۔ بس میں اس کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے بارے میں سوچ رہی تھی، تصویروں کا لفافہ وہ میرے پاس ہی چھوڑ گیا تھا۔ ظاہر ہے اس کے پاس ان کے نیگیٹو ہوں گے۔ لیکن یہ سب یہ سب۔ آخر دیپ شرما کون ہے؟"

دفعتاً میں اپنی جگہ سے اٹھی اور باہر جھانکنے لگی پھر آہستہ آہستہ باہر نکل آئی۔ لیکن دیپ شرما کا وہاں کہیں پتا نہیں تھا کہ کوٹھی کے بیرونی حصے تک آ گئی لیکن یوں لگتا تھا جیسے وہ مین گیٹ سے نکل کر ہی ڈیگیا ہو اور فضا میں تحلیل ہو گیا ہو۔ میں واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔ کون تھا یہ۔ کون ہے یہ اس کی گہرائیوں میں کیا ہے۔ کیا چاہتا ہے وہ۔ اس کی بجو اس پر میں نے یقین نہیں کیا تھا۔ یہ تصویریں بنانے کا کوئی تو مقصد ہوگا۔ اس کمبخت نے میری اس کوٹھی کا پتا بھی لگا لیا تھا۔ بہت خطرناک بات تھی۔

بہرحال وہ میرے ذہن میں ایک نقش چھوڑ گیا تھا اور میں درحقیقت اس کے لیے پریشان ہو گئی تھی۔ دوسری پریشانی مجھے اسی کی تھی۔ دل کے کسی گوشے میں اس کے لیے ایک انسیت سی پیدا ہو گئی تھی اور شاید یہ اضطراری کوشش ہی تھی جس کی وجہ سے ایک انسان کا خون کرنے سے رہ چکی تھی۔

اپنے مخصوص راستے کو عمل سے نکل آئی۔ کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ شکل بدل کر دفتر گئی اور اپنا پروگرام معلوم کیا۔ شکلا جی نے کہا کہ دو دن کے بعد مجھے مشغل دیا جائے گا دو دن کی چھٹی تھی۔

بہت غور و خوض کیا تھا۔ آخری فیصلہ یہ کیا کہ ہوسٹل جا کر اوما دیوی سے ملوں۔ اور میں اپنی کار میں بیٹھ کر اوما دیوی کے پاس پہنچ گئی۔ یہ بڑا رسک تھا لیکن اس کے بغیر چارہ کار بھی نہ تھا۔

اوما دیوی مجھے پہچان گئی تھیں۔ "ہیلو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے میرا خیر مقدم کیا۔

"کیسی ہیں آپ۔؟"

"ٹھیک ہوں۔"

"انجلی سے ملاقات کریں گی۔؟"

"انجلی۔؟"

"میں اس کے لیے آپ کے پاس آئی تھی۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن کیا تم اس بارے میں کچھ نہیں جانتیں؟" اوماد یوی نے کہا۔

"کیوں خیریت۔؟"

"اسے یہاں سے ہٹا لیا گیا؟"

"کیوں؟" میں نے انجان بن کر پوچھا۔

"اوہ۔ اس بچی کو اس کے اسکول سے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تھی؟"

"اوہ مائی گاڈ کب کیوں۔؟"

"دو دن پہلے کی بات ہے۔ اسکول سے نکلتے ہوئے اسے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ حتیٰ کہ بھگوان کی کرپا سے وہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکے اور بچی بچ گئی؟"

"اب وہ کہاں ہے۔؟"

"اس کی ماں کو اطلاع دی گئی اور وہ اسے یہاں سے لے گئی۔"

"کہاں۔؟"

"ظاہر ہے یہ ہمارے جاننے کی بات نہیں ہے۔" اوماد یوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں یقیناً لیکن وہ کون لوگ تھے۔؟"

"خدا جانے۔ یہ وارداتیں اب حد سے زیادہ بڑھ گئی ہیں لوگ اپنے مذموم مقاصد کے لیے انسانیت سے بہت دور نکل گئے ہیں۔ دولت مند خاندان کی بچی تھی۔ دولت کے حصول کے لیے ہی یہ کوشش کی گئی ہو گی۔ سنا ہے اغوا کرنے والوں پر کسی نے گولی بھی چلائی تھی اور کوئی زخمی بھی ہوا تھا۔"

"بڑی عجیب کہانی ہے۔"

"ہاں۔ اب اس دور میں کوئی بات عجیب نہیں رہی ہے انسانوں کی سوچ بدل گئی ہے۔"

"بے حد شکریہ آپ کا۔ چلتی ہوں۔"

"کوئی اور خدمت ہو تو ضرور بتانا۔"

"بے حد شکریہ۔" میں نے کہا۔ اور ہوسٹل سے باہر نکل آئی اس بات کے قوی امکانات تھے ظاہر ہے شری دیوی اس کے بعد تو انجلی کو یہاں نہیں چھوڑ سکتی تھیں لیکن اس پراسرار سے پردہ ہٹنا ضروری تھا۔

ہوسٹل سے باہر نکل کر میں اپنی کار کی طرف بڑھ گئی میرا ذہن خیالات میں الجھا ہوا تھا۔ پھر میری نگاہ کار کی طرف اٹھ گئی اور دوسرے لمحے میں اچھل پڑی۔

دلیپ شرما کار کے پاس موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کپڑا دبا ہوا تھا وہ کار چیک کر رہا تھا اور اپنے کام میں پوری طرح محو تھا۔ میں ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی اور پھر آگے بڑھ گئی۔

"سلام میم صاحب۔" اس نے ہاتھ ماتھے پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟"

"گاڑی صاف کر رہا تھا۔" اس نے اپنے خوبصورت دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔؟"

"بھوکا ہوں۔ چابی میم صاحب۔" اس نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔؟"

"قسم لے لیجیے بھوکا ہوں۔ آپ کی ڈرائیوری بھی کروں گا۔ چابی میم صاحب۔" اس نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

اس شخص نے مجھے چکرا کر رکھ دیا تھا۔ بے اختیار میں نے کار کی چابی اس کی طرف بڑھا دی اور اس نے ادب سے دروازہ کھولا اور پیچھے ہٹ گیا۔ میں ٹھنڈی سانس لے کر کار میں بیٹھ گئی اب میں نے اس شخص سے نمٹنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا۔

دلیپ شرما مہارت سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور میں پچھلی نشست پر تھی۔ اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"کہاں چلوں میم صاحب؟" اس نے پوچھا۔

"تم بھوکے ہونا؟" میں بے اختیار مسکرا پڑی۔

"قسم لے لیجیے۔ رات کا کھانا بھی نہیں کھایا اور صبح کا ناشتا بھی نہیں کیا۔"

"آخر تم ہو کون؟"

"بھوکا۔ ہنڈرڈ پرسنٹ بھوکا۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

"تب کسی ریستوران چلو۔"

"بھگوان آپ کو خوش رکھے۔" دلیپ شرما نے بھکاریوں کے سے انداز میں کہا اور میں مسکرانے لگی۔ ویسے میں نے اس کی شخصیت کو نظرانداز نہیں کیا تھا اور میں یہ سوچنے پر مجبور تھی کہ یہ شخص باقاعدہ مجھ پر نگاہ رکھ رہا ہے۔ لیکن کیوں، آخر کیوں؟۔ اس بارے میں جاننا بے حد ضروری تھا۔ میرے چاروں طرف ایسے جال بچھے ہوئے تھے کہ اب مجھے ہر شے کا تجسس ہو گیا تھا۔ ویسے بھی میں اپنی اس شخصیت کو دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔

ایک ریستوران کے سامنے سے گزرتے ہوئے میں نے اشارہ کیا۔

"یہاں نہیں رکو گے؟"

"آپ حکم دیں گی تو رک جاؤں گا۔"

"کسی مناسب جگہ گاڑی پارک کر دو۔"

"او کے میڈم۔ یہاں جگہ نہیں ہے۔ آپ اتر جائیے گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔" اس نے کار ریستوران کے سامنے روکتے ہوئے کہا۔ اور میں دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ دلیپ شرما کار لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔ میں ریستوران میں داخل ہو گئی۔ بہت خوبصورت ریستوران تھا اور زیادہ رش نہیں تھا۔ بس چند میزیں بھری ہوئی تھیں۔ میں نے ایک گوشے کا انتخاب کیا۔ اور ایک میز کے گرد پڑی کرسی پر جا بیٹھی۔ دلیپ شرما چند لمحات کے بعد اندر داخل ہو گیا۔ اس نے دروازے میں کھڑے ہو کر چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں اور میری طرف آ گیا۔ کرسی گھسیٹنے سے قبل اس نے مجھ سے بیٹھنے کی اجازت طلب کی تھی۔

"پلیز بیٹھو۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ کے کئی شکریے مجھ پر واجب ہو گئے۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مثلاً؟"

"بھوکے کو کھانے کی پیشکش کر کے آپ نے ثواب بھی لیا ہے۔ اور مجھے شکر گزار بھی کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مجھ پر اعتبار بھی کیا ہے۔"

"اعتبار۔؟" میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"ہاں آپ مجھے باہر ہی چھوڑ کر ریستوران میں چلی آتی ہیں۔"

"مطلب؟"

"میڈم، میں آپ کی کار لے کر فرار بھی ہو سکتا تھا۔"

"اوہ۔" میں ہنس پڑی۔ "تم مجھے ویسے نہیں لگتے۔"

"کیا لگتا ہوں؟"

"یہ فیصلہ ابھی مشکل ہے۔" میں نے جواب دیا۔ ویٹر مینو کارڈ ہمارے سامنے لا کر رکھ دیئے تھے۔ "انتخاب۔"

"یہ کام آپ ہی کریں تو بہتر تھا۔"

"نہیں پلیز۔ تمہاری پسند سے کھاؤں گی۔"

"میں اتفاقاً سستی چیزوں کا آرڈر دوں گا۔"

"میری توہین کرو گے؟"

"وہی تو نہیں کرنا چاہتا۔"

"تو پھر آرڈر دو۔" دلیپ شرما نے نہایت سلیقے کا آرڈر دیا تھا۔ میں اس کی شخصیت کو نوٹ کر رہی تھی ویٹر آرڈر لے کر چلا گیا تھا۔ میں نے کہا۔

"اب اپنے بارے میں کچھ بتاؤ۔"

"نام دلیپ شرما۔ پتا کا نام کیدار شرما، مر چکے ہیں۔ ماتاجی مجھے دیکھے بغیر مر گئی تھیں مطلب ہے میری پیدائش کے وقت، پتاجی اپنا فرض پورا کر کے چلے گئے یعنی تعلیم وغیرہ دلا کر۔ بی ایس سی کرنے کے بعد نوکری تلاش کر رہا ہوں۔ نہ جانے کہاں ہے، ابھی تک نہیں ملی۔" اس نے جواب دیا۔

"اور فوٹوگرافی؟" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"وہ بچپن کا شوق ہے۔"

"عجیب شوق ہے۔ اس شوق سے کتنا کما لیتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ پوچھیے کتنا گنوا دیتا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"میں نہیں مانتی۔" میں مسکرا کر بولی۔

"تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟"

"ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر پائی۔ جب تم کھل کر سامنے آؤ گے تو شاید فیصلہ کر سکوں۔"

"ٹھیک ہے تو اس موضوع پر گفتگو کرنا بے کار ہے آپ میرے کھل کر سامنے آنے کا انتظار کریں۔"

"چلو کوئی حرج نہیں ہے۔ میں بھی لوگوں کے بارے میں جاننے کے لیے اس قدر متجسس نہیں رہتی۔ ویسے کم از کم اتنا تو بتا دو کہ میری ان تصویروں کا کیا کرو گے جو تمہارے پاس موجود ہیں؟" جواب میں دلیپ شرما نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا۔ اور اسے میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر آہستہ سے کہا۔

"صرف وہی فوٹوگراف جانتے تھے میں نے جو آپ کے حوالے کر دیئے۔ یہ ان کے نیگیٹو ہیں اور آپ چاہیں تو اس بات کا یقین کر لیں کہ دوسرے فوٹوگراف میرے پاس موجود نہیں ہیں۔" میں نے گہری نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھا اور پھر لفافے سے وہ نیگیٹو نکال کر دیکھنے لگی۔ درحقیقت وہی تمام نیگیٹو تھے۔ میں نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب واقعی تمہاری شخصیت میرے لیے پراسرار ہو گئی ہے۔"

"یہ آپ کی اچھی مرضی ہے۔ کہ آپ میرے بارے میں جو رائے قائم کر لیں لیکن یہ بھی ایک سچائی ہے کہ شاید میں نے ابھی تک کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔"

"تب تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ آخر کیوں؟"

"بعض اوقات یہ سوال خود سے بھی کرتا ہوں کہ میں اپنا وقت کیوں ضائع کر رہا ہوں مگر جواب نہیں حاصل کر پاتا۔" دلیپ شرما نے پُرخیال انداز میں کہا۔

"نوکری کے خواہشمند ہو؟"

"اس کا فیصلہ ابھی ذرا مشکل ہو گیا ہے۔ کئی بار انٹرویو دینے گیا۔ لیکن انٹرویو لینے والوں کو بُرا بھلا کہہ کر چلا آیا۔ نجانے کیوں مجھے یہ لوگ مصنوعی مصنوعی سے لگتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ہر شخص کو بیوقوف سمجھتے ہوں۔ حالانکہ عموماً ملازمتوں کے لیے انٹرویو دینے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصل شخصیت کا سلیکشن تو بہت پہلے ہو چکا ہوگا۔ یہ صرف ایک ڈھونگ رچایا جاتا ہے جس کے لیے لوگ عادی ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ جاننے کے بعد انہیں ان کے سوالات کے صحیح جوابات دینا اپنی توہین محسوس ہوتی ہے۔ اور نتیجہ آپ جانتی ہیں۔" میں ہنس دی اور میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دلچسپ آدمی ہو۔"

"شاید۔" اس نے گہری سانس لے کر کہا اور کرسی کی پشت سے گردن لگا دی۔

"میں تمہاری کوئی مدد کر سکتی ہوں؟"

"نہیں۔"

"تو پھر تم میرے قریب کیوں نظر آتے ہو؟" میں نے سوال کیا اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ویٹر نے ہمارے سامنے برتن سجانے شروع کر دیئے تھے۔ وہ خاموشی سے ویٹر کی کارروائی دیکھتا رہا۔ اور جب ویٹر اپنا کام کر کے چلا گیا تو آہستہ سے بولا۔

"آپ یقین کیجیے میڈم، میں نے آپ سے عشق نہیں شروع کیا ہے اور نہ ہی ایسی کوئی بات میرے ذہن میں آئی ہے۔ اگر میں کبھی آپ سے عشق کا اظہار کروں تو لازمی بات ہے آپ بھی یہی سوچیں گی کہ تمام کارروائی اسی مقصد کے تحت ہوئی تھی اور میں کسی دولت مند لڑکی سے عشق کر کے اپنا مستقبل سنوارنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس بات پر یقین کیجیے کہ آپ سے اظہارِ عشق کبھی نہیں کروں گا بلکہ عشق کبھی نہیں کروں گا۔ ہاں یہ شناسائی جو کچھ خاص انداز کے تحت ہو گئی ہے۔ جاری رکھنا چاہیں تو جاری رکھیے۔ جس دن سختی سے یہ بات کہہ دیں گی کہ اب میرے قریب نظر نہ آنا، اس دن کے بعد آپ مجھے کبھی اپنے اطراف میں نہیں دیکھیں گی اور اگر تھوڑا بہت پسند آ جاؤں تو اپنے دوستوں میں جگہ دے دیجیے، کبھی تھوڑی بہت مالی مدد کر دیا کیجیے۔ جب تک کوئی ایسی ملازمت نہیں ملے گی۔ جو میرے معیار کے مطابق ہوگی اور جو مخلصانہ طور پر مجھے دی جائے گی۔ اسی طرح بے یار و مددگار بھٹکتا پھروں گا۔ چند دوست ہیں جو قرض وغیرہ دے دیا کرتے ہیں یہ جان کر کہ بے کار ہوں اور اس قرض کی واپسی کی کوئی امید نہیں ہے لیکن لوگ مخلص ہیں۔ کام چلاتے رہتے ہیں البتہ ان کی بھی بس اتنی ہوتی ہے کہ وہ اپنے جیب خرچ میں سے نکال سکیں۔ یوں اپنا فوٹو گرافی کا شوق بھی پورا کر لیتا ہوں اور کچھ کھا پی لیتا ہوں۔"

"یہ۔۔۔ یہ تو کوئی زندگی نہیں ہوئی دلیپ شرما۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں۔ کچھ اصول بنا لیے ہیں میں نے جو انتہائی بیہودہ سی بات ہے کیونکہ انسان کو اصول اس وقت بنانے چاہئیں جب وہ عملی طور پر مطمئن ہو۔ نہ ہو دولت مند، کھانا پینا ٹھیک ہو اس کا ایک گھر بھی ہو اور اس کی زندگی میں کم از کم تھوڑا بہت سکون ہو۔ پھر وہاں سے وہ اپنی ضرورت کے مطابق بلکہ اپنے اختیارات کے مطابق اصول بنائے تو ان اصولوں پر کاربند رہ سکتا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں تمام اصول پرستی حماقت ہوتی ہے۔" ویٹر کو ایک بار پھر ہماری میز پر آنا پڑا تھا۔ اس بار وہ کھانا لے کر آیا تھا۔ اس نے نفاست سے تمام ڈشیں میز پر سجا دیں اور واپس چلا گیا۔

"پلیز۔ شروع کرو۔" میں نے کہا۔ اور دلیپ شرما نے کھانا شروع کر دیا۔ میں گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ پھر میں نے اس سے کہا۔

"تم اگر چاہو تو بلیک میلنگ بھی کر سکتے ہو۔"

"ہاں۔ کئی بار دل میں یہ بات آئی مگر پتا نہیں کیوں جی نہیں چاہتا۔ اب ان تصویروں اور ان کے نیگیٹو کے ذریعے میں اگر چاہتا تو آپ سے اچھی خاصی رقم وصول کر سکتا تھا۔ سوچا تھا میں نے اس بارے میں۔ کیونکہ آپ کے ہاتھوں ایک قتل ہوا ہے۔ لیکن پھر یہ ہوا کہ اندر سے کوئی چیز ضمیر کو کچوکے لگی۔ میں نے سوچا کہ آپ مجھے کچھ دے تو دیں گی لیکن اس کے بعد یہ سوچنے لگیں گی کہ اپنے پستول کی ایک

گولی ضائع کر دی جائے تو بہتر ہے تاکہ آپ کی اس کاوش کا ایک رازدار اس دنیا میں نہ رہے۔ یہ بھی نہ سہی تو کم از کم نفرت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھیں گی۔ پتا نہیں لوگوں کی نفرت بھری نگاہیں مجھے کیوں خوفزدہ کر دیتی ہیں۔ میں شاید اسی لیے نفرتیں نہیں چاہتا۔ چنانچہ یہ سب کچھ کرنے میں ناکام رہا ہوں۔"

"دلیپ شرما۔ اگر واقعی تم اس قسم کے انسان ہو تو میرا خیال ہے مجھے تم سے دوستی کر کے خوشی ہوگی۔"

"ہاں اسی قسم کا انسان ہوں۔ ابھی آپ مجھ سے دوستی کا اعلان نہ کریں ذرا سا پرکھ لیں۔ کچھ ذمہ داریاں سونپیں اور ان ذمہ داریوں پر پورا اتروں تو دوست بنا لیں لیکن ایک دولت مند ہم نشین رکھیے گا۔ قرض مانگتے ہیں، میں کبھی بھول سے نہیں لیتا۔ جب پیسے ہوں گے تو آپ کو تنگ نہیں کروں گا لیکن اگر کبھی کوئی دقت ہو گئی تو پھر دے دینا۔" اس نے جلدی جلدی نوالا اور ایک ہاتھ اٹھا کر اپنی پلیٹ میں سالن نکالنے لگا۔ میں دلچسپ تھی۔ واقعی دلچسپ شخصیت تھی۔ اس کے بعد خاموشی سے کھانا کھاتے رہے۔ اور پھر میں نے ویٹر سے منگوائی۔

"آپ یقین کیجیے کہ میرا کوئی دوست اتنی بہتر حالت میں نہیں کہ مجھے اتنا اچھا کھانا کھلا سکے۔ ایک بار غالباً چار سال پہلے کی بات ہے ایک صاحب کسی سلسلے میں مجھ سے ملے اور میں نے عادتاً ان کا کام حل کر دیا تھا تو انہوں نے اپنے ساتھ ڈنر دیا تھا مجھے ایک اچھے سے ہوٹل میں تب اتنا اچھا کھانا کھایا تھا۔ اور کافی بھی پی تھی۔ اب دیکھیے اچھے سے ریستوران میں کافی کا ایک کپ اتنا مہنگا ہوتا ہے کہ آدمی کم از کم چھ دن تک پیٹ بھر کر روٹی کھا سکے چنانچہ شخص کہاں ہوتی ہے کہ کافی پی جائے۔"

"دلیپ شرما۔ تم مجھے اداس کر رہے ہو۔"

"کیوں؟" وہ حیرت سے بولا۔

"واقعی تم ایسی زندگی گزار رہے ہو تو اپنے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے رہا۔ اور اس کے بعد اس نے میری کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آپ کو کافی دیر ہو گئی ہے۔ چلنا پسند کریں گی؟"

"ہاں۔ بس اٹھتے ہیں۔" میں نے ویٹر کو اشارہ کر کے بل منگوایا۔ بل کی رقم ٹپ کے ساتھ ادا کرتے ہوئے میں نے دلیپ شرما کی صورت دیکھی اور اس کے بعد کرسی پیچھے کھسکا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ریستوران سے باہر نکلتے ہوئے اس نے کہا۔

"اب میں یہیں سے اجازت چاہتا ہوں۔ آپ کو اور کوئی سوال تو نہیں کرنا ہے؟"

"کیوں۔۔۔؟ چلو میرے ساتھ چلو، کچھ دیر باتیں کریں گے۔"

"نہیں کچھ کام ہے۔ ویسے ایک اطلاع ضرور دینا چاہتا ہوں آپ کو۔ انجلی سے ملنا چاہتی ہیں تو پرنس اسٹریٹ کی عمارت نمبر سات میں چلی جائیے۔ تیسری منزل کے فلیٹ نمبر تیس میں وہ آپ کو مل جائے گی۔ ایک بوڑھی ملازمہ کے ساتھ ہے۔ اور فی الحال وہیں موجود ہے۔" میرا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا تھا۔ لیکن اس سے قبل کہ میں اس سے اس بارے میں اور کچھ پوچھتی وہ فوراً تیزی سے واپس چل پڑا تھا۔ کار کی چابی وہ پہلے ہی میرے حوالے کر چکا تھا۔ میں نے اسے کئی آوازیں دیں لیکن وہ قریب سے گزرتی ہوئی بس میں چڑھ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے بس میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ میں ہکا بکا کھڑی رہ گئی تھی۔ پھر میں نے فوراً ہی خود کو سنبھالا۔ چند راہگیر رک کر مجھے دیکھنے لگے تھے اور غالباً میری جانب بڑھنا چاہتے تھے شاید وہ یہ سمجھے تھے کہ وہ کوئی اچکا تھا جو میرا پرس چھین کر بھاگ گیا۔ میں ان بیوقوف لوگوں کے احمقانہ سوالات سے بچنے کے لیے تیزی سے آگے بڑھ گئی میری کار تھوڑے ہی فاصلے پر فٹ پاتھ کے ساتھ قرینے سے کھڑی نظر آ رہی تھی۔ میری جانب بڑھنے والوں کی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اس کے بعد وہ مجھ سے کوئی سوال کرتے۔

میں نے کار کا دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کر دیا۔ اس کے بعد میں تیزی سے وہاں سے آگے بڑھ گئی تھی۔ پھر ایک چوراہے سے گھومنے کے بعد میں نے کار کی رفتار سست کر دی۔ احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس بات کو نگاہ میں رکھنا تھا کہ کہیں کچھ نگاہیں میری نگراں نہ ہوں۔ لیکن دلیپ شرما ذہن پر ایک انوکھا نقش چھوڑ گیا تھا۔ بعض نوجوانوں کو پراسراریت کی عادت ہوتی ہے اور وہ اپنی شخصیت کو کسی نوجوان اور خوبصورت لڑکی کے سامنے انوکھی بنا کر پیش کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اس کے لیے وہ نجانے کیسی کیسی حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن دلیپ شرما کو میں کم از کم ایسے نوجوانوں میں شمار نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ اس نے وہ بڑے اقدام کیے تھے۔ اور پھر وہ اتنی کچی عمر کا تھا بھی نہیں کہ مجھ جیسی کسی لڑکی کو

اس طرح جال رچانے کی کوشش کرتا۔ بلاشبہ اگر وہ چاہتا تو ان تصویروں کے منہ مانگے دام مجھ سے وصول کر سکتا تھا لیکن اس نے کچھ لیے دیے بغیر نیگیٹو تک میرے حوالے کر دیے تھے۔ آخر اس کے پس پردہ کیا ہے؟ مجھے اس کے وہ الفاظ بھی یاد تھے جس میں اس نے نہایت صاف گوئی سے کہا تھا کہ وہ مجھ سے عشق بھی نہیں کرے گا۔ تاکہ میں یہ نہ سمجھوں کہ یہ کسی مالدار لڑکی کی قربت حاصل کرنے کا طریقہ ہے۔ مگر جو وہ مجھ سے چاہتا کیا ہے؟ اپنی شخصیت کے بارے میں اس نے جو کچھ بتایا ہے، کیا وہ حقیقت درست ہے اور نوکری کا متلاشی ہے اور شاید اپنی احمقانہ فطرت کی وجہ سے اس کے حصول میں ناکام رہا ہے۔ دیر تک میں سڑکوں پر چکراتی رہی۔

ایک لمحے کے لیے دل میں خیال آیا تھا کہ کیوں نہ پرنس اسٹریٹ کی عمارت نمبر سات کا رخ کروں کہ انجیل کے بارے میں اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ حقیقت ہے یا پھر مجھ پر رعب ڈالنے کی کوئی کوشش۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک بات اور بھی تو سوچی جا سکتی تھی۔ میں اپنے اطراف میں پھیلے ہوئے ان لوگوں کو نظر انداز تو نہیں کر سکتی تھی جو بہر طور مجھ سے کچھ چاہتے تھے۔ ہر چند کہ میں بدلے ہوئے روپ میں تھی۔ لیکن اب جو زندگی میں نے اپنائی تھی وہ اتنی کچی نہیں تھی کہ میں کسی نوخیز لڑکی کی طرح سوچنا شروع کر دوں اور یہ یقین کر لوں کہ میں دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہوں۔ اور کوئی میری جانب متوجہ نہیں ہو سکتا۔

اس کا جیتا جاگتا ثبوت تو خود دلیپ شرما تھا۔ جو میری کوٹھی تک پہنچ گیا تھا اور کیا عجب کہ وہ میری دوسری شخصیت سے بھی واقف ہو چنانچہ اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ دلیپ شرما نے اپنی شخصیت کا جو اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے اس کے پس پردہ کوئی اور ڈوریاں ہلا رہا ہو۔ اور مجھے کسی گہرے جال میں جکڑا جا رہا ہو۔ چنانچہ میں انجیل کی طرف رجوع کر لیتی تو اس بات کے امکانات بھی تھے کہ پرنس اسٹریٹ کی اس عمارت کے فلیٹ نمبر تین میں میری ملاقات کچھ اور لوگوں سے بھی ہو جاتی۔ یہ میری اس شخصیت کو منظر عام پر لانے کی ایک کوشش بھی تو ہو سکتی تھی۔ محتاط رہنا بے حد ضروری تھا۔ لیکن اس وقت کے بعد سے تو مجھے کچھ اور بھی کرنا پڑے گا۔ میری یہ کوٹھی ایسی شخصیت کی نگاہوں میں آ چکی ہے جس کے بارے میں مجھے ابھی تفصیلات معلوم نہیں تھیں۔ ہاں اگر دلیپ قدر تشویش نہ ہوتی چنانچہ فوراً ہی اس خیال کو ذہن سے نکال دیا اور جب کافی پٹرول ضائع کرنے کے بعد یہ یقین ہو گیا کہ میرا تعاقب کوئی نہیں کر رہا تو پھر میں نے اپنی کوٹھی کی جانب رخ کیا تھا۔ کوٹھی میں داخل ہونے کے بعد میں نے کار پارک کر دی۔ ملازم سے کسی خاص بات کے بارے میں پوچھا جس کا جواب نفی میں ملا۔ پھر اندر جانے کے بعد اس میک اپ سے نجات حاصل کی اور پھر عقبی دروازے سے باہر نکل آئی۔

پیدل چلتے ہوئے میں نے دل میں سوچا کہ اس طریقۂ کار میں تبدیلی ضروری ہے۔ میں اس سے جس قدر مطمئن ہو گئی ہوں، مجھے اتنا مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی بھی میری شخصیت کو بے نقاب کر سکتا ہے۔ پیدل چلتے ہوئے ذہن میں ایک اور خیال بھی آیا۔ یہ بات سرلا دیوی کا مجھے بتا چکی تھیں کہ انٹرپول کے کارکن بلیک چینل کے ارکان کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ بدن میں ایک سرد سی لہر دوڑ گئی۔ کہیں دلیپ شرما کا تعلق انٹرپول سے نہ ہو۔ بہر طور اس تصور کو نظر انداز تو نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر کچھ دور چلنے کے بعد تمام خیالات ذہن سے جھٹک دیے۔ بلاوجہ تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہونا ہوگا، وہ تو ہو کر رہے گا۔ بہتر یہ ہے کہ اب اپنے تحفظ کے لیے کچھ اور راستے اختیار کیے جائیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک آٹو رکشہ میں بیٹھ کر راگنی کے فلیٹ کی جانب روانہ ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد فلیٹ میں داخل ہو گئی۔ یہاں کے معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں تھی راگنی کو آج فلائٹ پر جانا تھا اور اس نے مجھے بھی اطلاع دی۔

"شکاگو کا فون آیا تھا۔ کل صبح تمہیں لندن جانا ہے۔"

"اوہ۔ کس وقت؟"

"فلائٹ۔ ساڑھے نو بجے ہے۔ تمہیں سات بجے پہنچ جانا ہے۔"

"او کے" میں نے جواب دیا۔ شام کو تقریباً چھ بجے راگنی چلی گئی اور اس کے بعد میں ونو سے خوش گپیاں کرتی رہی۔ ماتا جی اب بالکل صحت مند ہو گئی تھیں اور ہمارے ساتھ ہر کام میں شامل تھیں چنانچہ رات کو گیارہ ساڑھے گیارہ بجے تک اچھی خاصی تفریحات رہیں۔ میں جان بوجھ کر ونو سے الجھی رہی تھی۔ تاکہ ذہن ان خیالات کی جانب سے ہٹ جائے۔ جو میرے دماغ پر یلغار کر رہے تھے اور اس کوشش میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی تھی پھر جب آرام کرنے کے لیے بستر پر لیٹی تو میرے ذہن میں وہی تمام باتیں آنے لگیں۔ ظاہر بات ہے کہ اس حملے کے بعد انجیل کو ہوسٹل میں نہیں رکھا جا سکتا تھا لیکن پرنس اسٹریٹ کی عمارت نمبر سات فلیٹ نمبر تین۔ دلیپ شرما کا کہنا تھا کہ انجیل کے ساتھ صرف ایک ملازمہ ہے۔ کیا سچ شری دیوی ان تمام باتوں سے واقف ہوں گی

جو انجیل کو وہاں محفوظ سمجھتی ہیں یا پھر اس خیال کے تحت کی طرح چونک پڑی۔ اگر دلیپ شرما یہ معلومات ان لوگوں فراہم کر دے جنہوں نے انجیل کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی جن میں سے ایک میرے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اور دو شدید زخمی ہو گئے تھے۔ تو کیا وہاں انجیل کو خطرہ پیش نہیں آ سکتا اور دلیپ شرما کو آخر یہ کیسے معلوم ہوا کہ شری دیوی نے انجیل اس عمارت میں منتقل کیا ہے۔ کیا یہ شری دیوی خود دلیپ شرما کو جانتی ہیں۔ دلیپ شرما کا کردار واقعی بے حد پراسرار ہو گیا آخری فیصلہ یہی کیا کہ دلیپ شرما اتنا بے ضرر کردار نہیں ہے اس نے خود کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا کوئی کوئی اور ہی شخصیت پوشیدہ ہے۔ جہاں تک انجیل کا معاملہ تھا بلیک چینل کا اس سے براہ راست میرا کوئی تعلق نہ تھا۔ اگر وہ شری کوٹھی ہے بھی جیسا کہ میرے علم میں آیا ہے۔ تب بھی وہ میری سب تو نہیں ہو سکتی لیکن اس کا کردار بے حد پراسرار تھا۔ طور ہو سکتا ہے انجیل کسی مصیبت کا شکار ہو جائے وہ بہت خوفزدہ معلوم ہوتے تھے جو انجیل کے چکر میں تھے حیرت بات تھی تو صرف یہ کہ جب انجیل میری نگاہوں میں آئی تبھی کے خلاف یہ ساری کارروائی شروع ہوئی۔

ان ساری باتوں کو بہت گہرائی میں سوچنا تھا لیکن مجھے لندن کی پرواز پکڑنے کے وقت مجھے پہنچنا تھا کیونکہ کسی بھی طور یہ ذمہ داری نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ بلیک چینل شامل رہ کر یہ ڈیوٹی اسی لیے انجام دے رہی تھی کہ بلیک چینل یہی چاہتا تھا۔ اور غالباً اسی حیثیت سے میرا بھی کیا گیا تھا لیکن اب بلیک چینل کے ٹوٹ جانے کے یہ ملازمت میری اپنی ذات کے لیے بہت ضروری ہو گئی تھی۔ اس شخصیت کی آڑ میں میں اپنی منزل کی جانب سفر تھی بلکہ اب یہ میرے لیے اور زیادہ ضروری ہو گیا تھا تمام ضرورتیں تمام خیالات اور تمام الجھنیں نظر انداز کر کے ایئر ہوسٹس والی ڈیوٹی سر انجام دینی تھی کیونکہ وہی حال تھی اور اس وقت قوت ارادی سے کام لے کر سو سب سے بہتر تھا۔ اور میرے تربیت کنندگان نے مجھے سکھایا تھا کہ قوت ارادی کے ذریعے اپنے آپ کو کس طرح کیا جاتا ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد گہری نیند سو گئی۔

صبح وقت مقررہ پر جاگ اٹھی۔ راگنی تو پہلے ہی روانہ تھی۔ ونو سو رہا تھا۔ ماتا جی قابل فخر تھیں کہ انہوں میں اور راگنی میں کوئی فرق نہیں سمجھا تھا۔ جس طرح وہ راگنی کے لیے صبح ہی صبح جاگ جاتی تھیں۔ اسی طرح اگر کبھی میری فلائٹ ایسے وقت ہوتی تو ماتا جی مجھے کبھی نظر انداز نہیں کرتی تھیں۔ جو واقعہ پیش آ چکا تھا اس کی ابھی تک تفتیش نہیں ہو سکی تھی۔ وہ جاپانی یقیناً بہت سارے رازوں کا انکشاف کر سکتی تھی۔ لیکن میں اسے اپنی بدقسمتی ہی قرار دیتی تھی کہ پہلے کبھی اس جاپانی کا خیال ہی میرے ذہن میں نہ آیا۔ مجھے اس پر غور کرنا چاہیے تھا کیونکہ بالآخر وہ مجھے اپنی مردہ ہوسی کی مٹھی میں دبی ہوئی ملی تھی۔ میں تو اسے راگنی کی ماتا جی کو دے کر بھول ہی گئی تھی لیکن اب اس کے لیے افسوس ہوتا تھا۔ پتا نہیں اس لاکر میں کیا تھا جس کا تعلق اس جاپانی سے تھا جس ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد ماتا جی سے رخصت ہو کر چل پڑی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ائرپورٹ پہنچ گئی۔ یہاں آ کر میں ساری باتیں بھول گئی۔ اور اپنی ذمہ داریوں میں مصروف ہو گئی۔ یہ سب کچھ بے حد ضروری تھا۔ ورنہ ذمہ داریوں میں فرق پڑ جاتا۔ پھر وہی سب کچھ مسافروں کے لیے جھوٹی مسکراہٹیں ان کی خدمت کے لیے آمادگی، جہاز کے معمولات، سب کا سب جوں کا توں۔ یہ محسوس ہوتا تھا بعض اوقات جیسے زندگی ایک ہی ڈگر پر چل رہی ہو۔ اور اس میں کہیں کسی جگہ کوئی تبدیلی نہ ہو۔ سفر جاری رہا۔ راستے کے معمولات میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ نہ ہی اس فلائٹ میں کوئی ایسا کردار سامنے آیا جس کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت پیش آتی۔ یہاں تک کہ طیارہ لندن ائرپورٹ پہنچ گیا اور معمول کے مطابق رن وے پر اتر گیا۔ ہیتھرو لندن اپنی ہمیشہ کی روایتوں کے ساتھ میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ ائرپورٹ کے معمولات سے فارغ ہو کر ہوسٹل کی وین میں اپنے ہاؤسنگ کالونی کی جانب چل پڑی جو میرے لیے جانی پہچانی تھی۔ اس ہوسٹل کے چند چہرے بھی شناسا تھے۔ مجھے میرے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ میرے پاس سوچنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ چنانچہ بہترین مشغلہ یہی تھا کہ معمولات زندگی کے بارے میں سوچتے ہوئے خیالات میں گم ہو جاؤں اور یہی میں نے کیا۔ لندن سیکڑوں بار کی دیکھی ہوئی جگہ تھی۔ بلاشبہ کچھ علاقے مجھے بے حد پسند تھے اور جب بھی لندن آتی تھی اور وقت ہوتا تھا تو اس کی سیاحت ضرور کرتی تھی۔ تھوڑی بہت شاپنگ کا بھی پروگرام بنایا تھا لیکن اس کے لیے دوسرے دن کا فیصلہ کر لیا تھا۔

دوسرے دن صبح سے بارش شروع ہو گئی تھی اہل لندن کے لیے تو یہ کوئی خاص بات نہیں تھی بلکہ اس موسم کو وہ خراب موسم قرار دیتے تھے۔ مگر ہم ہندوستانی کیا کریں۔

جون کے لیے بارش ہمیشہ ہی دلکش ہوتی ہے۔ چاہے وہ کہیں ہوں۔ سڑکوں پر برساتیاں اور چھتریاں نظر آ رہی تھیں لیکن میں نے دونوں میں سے کوئی چیز لینا ضروری نہیں سمجھا۔ اور یونہی بھیگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ زیادہ دور نہیں نکلی تھی کہ بارش رک گئی۔ بادل تو جیسے کھڑے تھے لیکن تھل سے کا میلے سہمے تھے۔ لندن کی حسین فضاؤں میں بادلوں کی سرمئی ٹکڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اور میں اپنی پسندیدہ جگہوں کا نظارہ کرتی پھر رہی تھی۔ بھیگی ہوئی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی گاڑیاں اور ماحول کی دھندلاہٹیں، ایسا لطف دے رہی تھیں جو ناقابل بیان ہے۔

دوپہر کا کھانا ایک ریستوران میں کھایا اور کافی دیر تک وہیں رہی۔ بس ذہن پر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی شاید خود کو بھول جانا چاہتی تھی۔ یا یہ خیال بھی ذہن میں تھا کہ دیکھوں کوئی میری جانب متوجہ ہے یا نہیں۔ رات ہوئی تو اپنے پسندیدہ کلب منامش کی طرف چلی گئی۔ لندن میں کئی بار میں نے منامش کلب کے پروگرام دیکھے تھے۔ یہاں کچھ خصوصیات تھیں پروگرام اس طرح ترتیب دیے جاتے تھے کہ یورپ کی روایتی عریانی سامنے نہ آئے۔ بلکہ کچھ قدیم اقدار کا بھی خیال رکھا جائے۔ روزانہ ہی پروگرام نہیں ہوتے تھے۔ خاص طور سے ہفتے کا آخر یہاں کے لیے خصوصی ہوتی تھی لیکن عام دنوں میں بس تھوڑا بہت رقص و موسیقی کا پروگرام جو انگریزوں کی روایات کے مطابق ہے جاری رہتا تھا۔ کیونکہ دن بھر ہی آوارہ گردی کی تھی اور موسم بھی اپنے نظریے کے مطابق بہت اچھا تھا اس لیے اس وقت معمولی سی تھکن کا احساس بھی ہو رہا تھا۔ جو ہر قسم کے سوپ پینے سے دور ہو گئی۔ اور اس کے بعد میں نے اپنی پسندیدہ ڈشیں منگوالیں۔ کھانے سے فارغ ہوئی ہی تھی کہ موسیقی کا آغاز ہو گیا اور اس کے بعد ہلکے پھلکے پروگرام پیش کیے جانے لگے۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ خاصی رات تک یہاں رکوں گی۔ کہ اچانک ہی میری نگاہ ایک طرف اٹھی تھی اور میرے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ میں نے اسی میز پر ایک جانی پہچانی صورت دیکھی تھی۔ اور یہ صورت ایسی تھی جسے میں بھول نہیں سکتی تھی۔ انہی صورتوں سے میری زندگی میں مشکلات کا آغاز ہوا تھا۔ اور ان صورتوں کا تعلق میری ذات کی گہرائیوں سے تھا۔ یہ نوجوان بائرن تھا۔ آئزن فیرک کا بیٹا اور میں اسے لاکھوں میں پہچان سکتی تھی حالانکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی ربط نہیں رہا تھا۔ لیکن جگہ جگہ مجھے ان لوگوں کی شخصیت کے نقوش ملتے رہے تھے اور یہ نقوش میری اپنی ذات کے پوشیدہ رازوں سے متعلق تھے۔ چنانچہ میں انہیں کیسے بھول سکتی تھی۔

مجھے ٹیپاٹن کی وہ رات بھی یاد تھی جب مجھے بائرن کا دوسرا بھائی ملا تھا اور وہ مجھے دیکھ کر روپوش ہو گیا تھا۔ میں نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا اور پھر میں وہ وقت بھی نہیں بھول سکتی تھی جب رانا پر جٹ نے سنبھالا اور مجھے اغوا کر لیا تھا اور وہاں اس کے ساتھ آئزن فیرک بھی موجود تھا۔ چنانچہ اس وقت بائرن کو نظرانداز کرنا میرے لیے ناممکن تھا۔ پتا نہیں بائرن نے مجھے دیکھا تھا یا نہیں۔ بظاہر یوں نہیں لگتا تھا کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہو۔ مجھے یہ خطرہ بھی محسوس ہوا کہ کہیں بائرن مجھے دیکھ کر فرار نہ ہو جائے۔ اس خطرے کو بہرطور ذہن میں رکھنا تھا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ اچانک ہی بائرن تک پہنچوں اور اسی فیصلے کے تحت میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ بائرن نے واقعی مجھے نہیں دیکھا۔ وہ رقص کرنے والوں میں دلچسپی لے رہا تھا۔

"ہیلو۔" میں تھوڑا سا جھک کر کہا۔ بائرن سے کس انداز میں پیش آنا ہے، میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔ میری آواز پر وہ چونک پڑا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ لیکن جب اس نے میرا چہرہ دیکھا تو یہ مسکراہٹ اچانک اس کے ہونٹوں سے گم ہو گئی۔ وہ گھبرا گیا تھا اور اسی گھبراہٹ کے عالم میں وہ کچھ بول بھی نہ سکا تھا۔

"اوہ سوری۔ میں نے شاید آپ کو ڈسٹرب کیا ہے۔" میں نے مایوس لہجہ بنا کر کہا۔

"اوہ۔ ایسا۔" وہ پھر چونک پڑا۔

"معافی چاہتی ہوں۔ آپ تنہا تھے اس لیے میں آپ کے پاس آ گئی۔ لیکن آپ۔" میں نے اس انداز کا اظہار کیا جیسے میں واپس جا رہی ہوں۔ وہ بدحواس ہو گیا تھا اور کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ کیا کرے۔ اسی بدحواسی کے عالم میں اس نے جلدی سے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں آپ۔ سوری، میں کسی خیال میں کھویا ہوا تھا۔ آئیے تشریف رکھیے۔"

"شکریہ۔" میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟"

"مجھے یقین ہے آپ مجھے نہیں پہچان سکے۔"

"اوہ۔ کیا ہم شناسا ہیں؟" اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔

"بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو بھلائی نہیں جا سکتیں۔

[illegible] نہیں دیکھا جائے تو وہ دل میں اتر جاتی ہیں۔ اور بعض اس قابل نہیں ہوتیں جنہیں یاد رکھا [illegible] ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"[illegible] واقعی مجھے اپنی یادداشت کی اس کوتاہی کا افسوس [illegible]" اس نے معذرت آمیز انداز میں کہا۔

"[illegible] میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں [illegible] نہیں، انڈیا کی ہوسٹس ہوں [illegible] عرصہ قبل [illegible] آپ سے ملاقات ہوئی تھی اس وقت آپ اپنے [illegible] فادر کے ساتھ تھے۔ اور ہمارے درمیان [illegible] ہوئی تھی۔ آپ کے فادر نے میرے بارے میں [illegible]

[illegible] گئے۔ ہم اکثر ایئر انڈیا سے سفر کرتے رہے ہیں [illegible] اور ایک ایئر ہوسٹس یاد رکھنے کی چیز نہیں ہوتی [illegible] پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ [illegible] جائزہ لے رہا ہے۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ [illegible] اور ہو نہ ہو لیکن آپ کو کس آسانی سے بھلایا جا [illegible] سکتا لیکن مس بھارتی دوسری ملاقات کی امید [illegible] ہوتی۔"

"[illegible] کیوں نہیں؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"[illegible] اگر دوبارہ [illegible] کی امید ہو تو پھر اسے ذہن میں [illegible] رکھا جا سکتا ہے ورنہ تو یہی ہوتا ہے کہ [illegible] اور بچھڑ گئے۔ آپ کی زندگی میں بھی تو لاتعداد لوگ [illegible] ہوں گے۔ کیا آپ سب کو یاد رکھ سکتی ہیں؟"

"[illegible] میں نے تو پہلے ہی کہا کہ سب یاد نہیں رہتے لیکن کچھ [illegible] ہیں جنہیں بھلانے کی کوشش بھی کامیاب نہیں [illegible] دیکھ لیجیے ایک مختصر سی ملاقات تھی لیکن ایک [illegible] میں نے آپ کو پہچان لیا۔"

"[illegible] نے کبھی اپنی اس خوش بختی پر غور نہیں کیا۔" بائرن [illegible] مسکراتے ہوئے کہا۔ اب وہ سنبھل گیا تھا اور یہ غالباً [illegible] کی کامیابی تھی۔ اس نے فوراً ہی مجھ سے پوچھا [illegible] پہنچیں گی آپ؟"

"[illegible] سے یہی مشغلہ جاری تھا کہ آپ نظر آ گئے۔"

"[illegible] کے باوجود اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ میں آپ کو [illegible] چلے جانے دوں۔"

"[illegible] آپ کا جو جی چاہے منگوا لیجیے۔" میں نے کہا اور [illegible] بولی۔ "لیکن شراب نہیں۔"

"[illegible] میں جانتا ہوں کہ آپ ہندوستانی ہیں۔" بائرن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک ویٹر کو ایک فہرست کا آرڈر دے دیا۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا اور میں اسے یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گئی تھی کہ اس تک پہنچنے کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ بلکہ بس اسے پہچان کر اس طرف نکل آئی ہوں۔ میں نے اپنے انداز میں ایسی لگاوٹ رکھی تھی کہ جس سے اسے یہ احساس ہو کہ میں اس کی مردانہ وجاہت سے متاثر ہوں۔ اور اب غالباً مجھے یہ ساری ترکیبیں اچھی طرح آ گئی تھیں ویسے بھی نقلی تو نہ تھی ایئر ہوسٹس کی زندگی کیلئے خاص طور سے اس طرح کی اداکاری ضروری ہوتی ہے۔ پتا نہیں کب کس جگہ کیا ضرورت پیش آ جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں بائرن سے کافی بے تکلف ہو گئی تھی اور اب وہ مجھ سے کھل کر گفتگو کر رہا تھا۔

"ایک چھوٹی سی ملاقات جس طرح آپ نے یاد رکھی ہے مس بھارتی میں اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔"

"میں نے کہا نا مسٹر بائرن، یہ اپنی شخصیت کی بات ہے۔"

"آپ کے الفاظ [illegible] ہیں مس بھارتی۔"

"تو بہک جائیے۔" میں نے معصومانہ انداز میں کہا۔ اور وہ گہری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اگر بہک گیا تو صحیح راستہ دکھانا آپ کا کام ہو گا۔"

"کاش مجھے اس کے مواقع حاصل ہو سکیں۔"

"اوہ۔ یہ مشکل تو نہیں ہے۔ کب تک لندن میں قیام ہے؟"

"ابھی تو کئی روز یہاں رہوں گی۔"

"ملاقات ہوتی رہے گی؟" اس نے پوچھا۔

"میں تو اس کی خواہشمند ہوں۔ باقی اس کے علاوہ میں اور کیا کہہ سکتی ہوں؟"

"اوہ ڈارلنگ۔ تو میں بھی اتنا بدذوق نہیں ہوں کہ تم جیسی خوبصورت لڑکی کو نظر انداز کر دوں۔"

میں نے مسکرا کر نگاہوں سے اسے دیکھا تھا طبیعت اندر سے ذرا کوفت محسوس کر رہی تھی۔ کم از کم اس قسم کی باتیں اس سے پہلے کسی نے نہیں کی تھیں۔ ضرورت ہی نہیں پیش آئی تھی۔ بہرطور بائرن کا مل جانا اس وقت میرے لیے بہت ہی دلچسپی کا باعث تھا۔ اس سے پہلے بھی میں ان لوگوں سے ملنا چاہتی تھی کیونکہ اس بات کا مجھے تجربہ اور اندازہ ہو گیا تھا کہ میرے معاملات میں یہ اچھا خاصا اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ بائرن کو آسانی سے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنا وقار بھی مدنظر

رکتا تھا۔ رات گئے تک ہم لوگ ساتھ رہے۔ پھر بائرن نے مجھ سے میرے ہوٹل کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتاتے ہوئے کہا۔

"کمپنی کی طرف سے مجھے ایک مستقل رہائش گاہ دی گئی ہے۔ بس لندن میں جب بھی کبھی آنا ہوتا ہے وہیں قیام رہتا ہے۔"

"تو پھر آج رات کیوں نہ میرے ساتھ کسی ہوٹل میں قیام کرو۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔"

"اس کے لیے کوئی معذرت خواہ ہوں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ پورا اسٹاف ساتھ ہوتا ہے۔ میری گمشدگی فوراً محسوس کی جائے گی۔ کل البتہ سارا دن اور ساری رات ہم لوگ ساتھ گزاریں گے۔ میں کسی دوست سے ملنے کا بہانہ کر دوں گی۔"

"میں تو نہیں چاہتا کہ اب اتنے قریب آنے کے بعد آپ سے اتنی دور رہا جائے لیکن مجبوری ہے۔" اس نے کہا اور پھر دوسری صبح وہ میرے ہوٹل آنے کا وعدہ کر کے مجھ سے رخصت ہو گیا۔ میں اپنے ہوٹل واپس آ گئی تھی۔ طبیعت پر وہ کوفت ابھی تک برقرار تھی۔ لیکن یہ کہ رولا کو [illegible] بعض اوقات ضرور تھیں اس حد تک بھی بے جا تھیں یہ بات کہ بہت دیر تک وہی کھچڑی پکتی رہی۔ بائرن سے ملاقات اور اس کے بعد کے پروگرام ذہن میں ترتیب دیتی رہی۔ زیادہ وقت صرف کرنا نہیں چاہتی تھی اس ملاقات میں لیکن طبیعت پر اتنا ہی بوجھ برداشت کیا جا سکتا ہے۔ کل کا دن اگر کارآمد ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ اس شخص پر لعنت بھیج دی جائے گی۔ لندن اور اس کے لوازمات سے اچھی طرح واقف تھی۔ اور یہ سوچ رہی تھی کہ بائرن سے معلومات حاصل کرنے کے لیے کون سی جگہ مناسب رہے گی۔ اس سلسلے میں کئی نام ذہن میں آئے تھے۔

دوسرے دن صبح ناشتا بھی نہیں کیا تھا کہ بیل بجی اور دروازہ کھولنے پر بائرن کی صورت نظر آئی۔ میں نے بڑے پرجوش انداز میں اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ اس نے دو قدم آگے بڑھنے کی کوشش کی اور میں نے بمشکل تمام اسے اس سے باز رکھا۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ کمینے کو غسل خانے میں لے جاؤں۔ پانی کے ٹب میں ڈبوؤں اور اس وقت تک اس پر پاؤں رکھے کھڑی رہوں جب تک کہ پانی اس کے پیٹ میں بھر کر اس کا پیٹ پھول نہ جائے۔ لیکن نہ جانے کس طرح اس کی شخصیت برداشت کی تھی۔ پھر ناشتا بائرن کے ساتھ ہی کیا گیا اور اس کے بعد اس نے کہا۔

"آج بھی موسم کافی ابر آلود ہے لیکن ہم بارش کے خوف سے اپنی تفریحات ترک نہیں کر سکتے۔"

"[illegible] معلوم ہے مسٹر بائرن کہ میرا تعلق جہاں سے ہے [illegible] بارش کو بہت ہی دلکش تصور کرتے ہیں۔"

"تب تو پھر [illegible] بھی آج یہ بارش پسند آئے گی کیونکہ اس سے تمہارا سابقہ ہوگا۔ لباس تبدیل کر لو۔"

میں نے ایک خوبصورت لباس پہن لیا اور اس کے بعد بائرن کے ساتھ باہر نکل آئی۔ اس کی خوبصورت کار نیچے موجود تھی۔ کھلی چھت کی اس کار میں بیٹھ کر ہم نے فضا میں گہرے گہرے سانس لینے شروع کر دیے۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی اور کسی وقت بھی بارش تیز ہو سکتی تھی۔ لیکن کھلی چھت کی کار میں ہڈ لگا ہوا تھا اور تیز بارش کی صورت میں یہ ہڈ اوپر اٹھایا جا سکتا تھا۔

"آپ کی کار بہت خوبصورت ہے مسٹر بائرن۔"

"شاید، اب ہو گئی ہے۔" بائرن نے شریر نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "[illegible] کہاں چلیں؟"

"یہ فیصلہ [illegible]"

"تو پھر میں تمہیں اپنا کاٹیج دکھاؤں گا۔"

"آپ کا کاٹیج؟"

"والدہ ماں میری خالہ نے میرے لیے ترکے میں کچھ جائیداد چھوڑی تھی جس میں ایک خوبصورت کاٹیج بھی ہے یہ کاٹیج گراس میر میں واقع ہے۔"

"گراس میر؟"

"اگر تم لندن سے واقف ہو تو تمہیں ایمبل سائڈ گراس میر اور ونڈر میر کے بارے میں بھی معلومات ہونی چاہئیں۔"

"او ہو، میرا مقصد یہ نہیں تھا گراس میر کا حسین علاقہ مجھے بہت پسند ہے اور خاص طور سے ایمبل سائڈ کا چھوٹا سا خوبصورت قصبہ۔"

"میں تمہیں تیسرے جزیرے پر لے جاؤں گا جو حسین ترین مقام ہے رومانی جوڑوں کے لیے ایک جنت سے کم نہیں ہوتا۔"

"اوہ۔" میں آہستہ سے ہنس پڑی۔

دل ہی دل میں، میں نے سوچا تھا کہ میں تمہارا رومان کرکرا کر دوں گی۔ سفید گھنے چھوٹے ساتھ۔ [illegible] اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ سست رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے وہ لندن کے مختلف مقامات کی سیر کراتا رہا۔ پھر دوپہر کو ایک جگہ کھانا کھایا گیا۔ اور اس کے بعد [illegible] کے ترتیب دیے ہوئے پروگرام [illegible] کار اس کی طرف موڑ دی۔ لیکن وہ یہ نہیں [illegible] جو پروگرام میں نے بھی ترتیب دے رکھا تھا۔ [illegible] بہار، موسم کی خوشگوار سا بانیاں جوں کی توں تھیں جھیل [illegible] کوتاہ قد اور [illegible] سرسبز پہاڑوں کے درمیان میں پھیلا ہوا گدلے پانی کا ایک قطعہ جو جھیل سے زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ اس میں تیرنے والی لاتعداد کشتیاں [illegible] اور مناظر کے کارڈ فروخت کرنے والوں کے [illegible] ٹریفک نہ ہونے کے برابر اور [illegible] وہاں بڑھتے رہے اور پھر ایمبل سائڈ کے خوبصورت قصبے کی [illegible] کر دیا گیا۔ یہیں سے ایک پختہ راستہ جھیل کے [illegible] گراس میر تک جاتا ہے۔ [illegible] میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ بے حد حسین تھا ہم لوگ [illegible] رفتاری سے آگے بڑھتے رہے اور تھوڑی دیر کے [illegible] کی دوسری طرف جھیل کے سرے پر سرسبز پہاڑ [illegible] دیدہ زیب [illegible] گرجا کی چھتری [illegible] عمارت کا عکس [illegible] جھیل میں لیٹی ہوئی [illegible] پانی میں جھلک رہا تھا۔ دائیں جانب جھیل [illegible] میں بلند و بالا درختوں اور بیلوں سے لدا ہوا ایک [illegible] جزیرہ تیر رہا تھا۔ جزیرے سے چھوٹے دوسرے [illegible] نظر آ رہے تھے جو گراس میر کی [illegible] کی چھاؤں میں یہ سارا علاقہ بے حد خوبصورت لگ [illegible] اور اس کی تاریخی حیثیت اسے اور حسین بنا رہی [illegible] مختلف فیصلے کرتا رہا تھا۔ بائرن غالباً اپنے [illegible] اپنی ملکیت سمجھ بیٹھا تھا۔ اس نے جس کاٹیج میں [illegible] کی پیشکش کی تھی وہ گراس میر میں پھیلے ہوئے [illegible] خوبصورت مکانات میں سے کوئی ایک ہوگا۔ لیکن [illegible] کہہ سکتی تھی کہ اس کاٹیج میں پہنچ کر ساتھ کیا [illegible] وہاں بائرن نے اس رومانی جزیرے کا تذکرہ [illegible] جس پر میں ایک بار جا چکی تھی اور اس قصبے [illegible] دلچسپ واقعات منسلک تھے لیکن ایسے نہیں جو [illegible] میرے لیے باعث تکلیف ہوتے۔ پھر طور پر بائرن اپنے طور پر خوش تھا۔ اور میں اپنے طور پر بہت سے پلان اپنے ذہن میں ترتیب دے چکی تھی۔ بائرن نے یہاں بھی مجھ سے سوال کیا۔

"کیا خیال ہے ڈارلنگ اگر ہم گراس میر میں اپنے کاٹیج جانے کے بجائے پرخوبصورت شام جھیل کے درمیان تیرتے ہوئے جزیرے میں گزاریں تو تمہیں کیسا لگے گا؟"

"بہت خوبصورت۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور بائرن کوئی مناسب جگہ کار پارکنگ کے لیے تلاش کرنے لگا۔ پھر اس نے کار ایک جگہ پارک کر دی اور ہم دونوں نیچے اتر گئے۔

کچھ دور گھاٹ پر چند کشتیاں نظر آ رہی تھیں جنہیں کھیونگ کے مالک کرائے پر دیتے تھے۔ بائرن مجھے ساتھ لیے ہوئے کشتیوں کی جانب بڑھ گیا اور پھر اس نے ایک مضبوط اور چھوٹی کشتی کرائے پر حاصل کر لی۔ جھیل کی سطح پرسکون تھی اس لیے بائرن کو کشتی چلانے میں دقت نہیں ہو رہی تھی میں مسکرا رہی تھی اور میری نگاہیں اس جزیرے کا جائزہ لے رہی تھیں اگر میرا کام یہیں ہو جائے تو کیا حرج ہے بشرطیکہ جزیرے پر رومانی جوڑوں کی زیادہ تعداد نظر نہیں آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کشتی جزیرے کے پاس پہنچ گئی۔ اور بائرن نے اسے نیچے اتر کر خشکی میں کھینچ لیا۔ جزیرہ اس وقت بالکل بے آباد اور سنسان نظر آ رہا تھا۔ بلند اور تناور درختوں کے سائے میں کانٹے دار اور جنگلی جھاڑیوں کی بہتات تھی۔ درختوں پر رومانی جوڑوں کے نام کھدے ہوئے تھے جا بجا گھنے درختوں کی چھاؤں میں سرسبز گھاس اور خودرو جنگلی پھول نظر آ رہے تھے درختوں کے پتوں میں سے ہوا تالیاں بجاتی ہوئی گزر جاتی اور جھیل کی لہروں میں ہلکا ہلکا ارتعاش سنائی دیتا۔ پھر طور پر جزیرہ ایک خوبصورت نظم کی طرح تھا جسے بار بار پڑھنے سے اس کی لطافتیں خود ہی عیاں ہو جاتی ہیں۔ میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ لیکن بدقسمتی سے جو خیالات میرے ذہن میں تھے وہ اس جزیرے کی حسین لطافتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے جبکہ بائرن کے چہرے پر وہ تمام تاثرات موجود تھے جنہیں میں نے اس کے چہرے پر دیکھنا چاہا تھا۔ اس نے ایک خوبصورت جگہ تلاش کی جو گھنی چھتری ہوئے درختوں کے نیچے مخملیں گھاس کی شکل میں تھی اور اس کے بعد اس نے وہاں بیٹھ کر پاؤں پھیلا دیے۔ میں بھی اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ بائرن مجھے رومانی نگاہوں

سے دیکھتا ہوا اس نے کہا۔

"مس بھارتی! اتفاق سے میرا تعلق ہندوستان سے بہت زیادہ رہا ہے اور اپنے بے تکلف دوستوں میں، میں نے ہمیشہ مشرقی حسن کی تعریف کی ہے بلکہ شاید تم اس بات پر یقین بھی نہ کرو کہ میرے کئی دوست تو صرف میری کی ہوئی تعریف کی وجہ سے ہندوستان جا چکے ہیں۔ لیکن انہوں نے کبھی مجھ سے اختلاف نہ کیا، اور اس بات کے معترف ہو گئے کہ مشرق کا حسن بلاشبہ قدرتی حسن ہے جب کہ مغرب کے رہنے والوں نے اپنی صورتیں اس قدر تبدیل کر لی ہیں کہ اب ان کی اصل صورت بھی گم ہو کر رہ گئی ہے۔"

"شاید۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے سمجھ رہی ہو تم شاید۔" باٹرن نے کہا۔

"ہاں مجھے تم سے اپنی پہلی ملاقات یاد آ رہی ہے باٹرن! ایک ایسی ملاقات تھی وہ جس نے میری زندگی میں ایک انوکھی تبدیلی پیدا کر دی۔"

"تعجب ہے مجھے اس کا اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ کوئی میری ذات سے اس قدر متاثر ہے۔ ویسے بھارتی! اس میں کوئی شک نہیں اسے میں اپنی خوش بختی ہی کہہ سکتا ہوں۔"

"ہاں۔ لیکن کیا آپ کو یاد ہے مسٹر باٹرن کہ پہلی ملاقات میں ہمارے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی؟"

باٹرن ایک لمحے کے لیے چونکا تھا لیکن اب وہ خود کو پوری طرح سنبھال چکا تھا اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ کم از کم میں کسی گہرے مقصد کے تحت اس سے نہیں ملی۔ اس نے سوچا ہو گا کہ میں بھی تفریح پسند لڑکی ہوں اور کسی بھی جگہ اپنی من پسند شخصیت کو منتخب کر کے اس کے ساتھ وقت گزار لیتی ہوں گی چنانچہ اس نے کہا۔

"میں ماضی کو ایک بوسیدہ اور بھدی کتاب کی مانند سمجھتا ہوں جس میں جگہ جگہ مکڑیوں کے جالے لگے ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں اس کتاب کو ہاتھ لگانے سے ہمیشہ احتراز کرتا ہوں۔ مجھے حال پسند ہے سامنے اور سب کچھ اور حال میں جو کچھ میرے سامنے ہے اس پر اگر میں شاعر ہوتا تو ایک نظم ضرور کہتا۔" اس نے رومانی انداز میں کہا۔

"لیکن بدقسمتی سے مسٹر باٹرن میرا ماضی ہی میرے لیے سب کچھ ہے۔ حال میں تو میں کچھ بھی نہ رہی۔ جس شخص کو اس کا ماضی معلوم نہ ہو وہ حال سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مستقبل کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں ایک ائیر ہوسٹس کی حیثیت سے پرسکون زندگی گزار رہی تھی کہ مسٹر آرٹن فیرک مجھے سفر کے دوران ملے ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے باٹرن اور البارٹ تھے۔ مسٹر آرٹن فیرک نے مجھ پر یہ انکشاف کیا کہ میں ایک ایسی شخصیت سے مشابہ ہوں جو ان کے لیے بڑی دلچسپی کی حامل تھی۔ [illegible] نے میرے باپ کا نام بھی لیا میرے لیے یہ بات [illegible] واپس آ کر میں نے مسٹر آرٹن کی بات کی تصدیق کی [illegible] حقیقتوں کا انکشاف ہوا مجھ پر اور اس کے بعد سے ہی میری زندگی میں ایک خلا پیدا ہو گیا۔ مسٹر باٹرن میں ابھی تک اس خلا کو پُر کرنے میں مصروف ہوں اور چاہتی ہوں کہ مجھے میرے ماضی سے آگاہ کر دیا جائے۔ مجھے علم ہے مسٹر باٹرن کہ آرٹن فیرک اور ان کے دونوں بیٹے جن میں سے ایک آپ ہیں میرے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں اور میں نے آپ کو بمبئی میں دیکھ کر اسی لیے آپ تک رسائی حاصل کی تھی کہ آپ خود مجھے میرے بارے میں کچھ بتا دیں گے۔"

اب باٹرن کے چہرے کا رنگ تبدیل ہونے لگا تھا اس نے کہا۔

"اس حسین موسم میں اور اس رومان پرور فضا میں یہ تم نے کیسی گفتگو شروع کر دی مس بھارتی! اول تو تمہارے ماضی کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم اور اگر فرض کرو کچھ معلوم بھی ہے تو بھلا اس [illegible] ہم تو یہاں۔"

"نہیں مسٹر باٹرن۔" میں نے کہا "نا آپ سے کہ میرے لیے میرا ماضی بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ ہاں اگر آپ مجھے میرے ماضی سے آگاہ کر دیں گے اور جو کچھ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں وہ سب بتا دیں گے تو آپ یوں سمجھیے کہ میں، آپ کی غلام بن جاؤں گی۔"

مسٹر باٹرن آپ یقین کریں میں یہ سب کچھ معلوم کرنے کے لیے بے چین ہوں۔ بغداد میں مجھے آپ کا دوسرا بھائی بارن ملا تھا لیکن وہ مجھے دیکھ کر فرار ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو روپوش کر لیا تھا نہیں کیوں۔ میں مسٹر باٹرن میں یہ بات جانتی ہوں کہ آپ لوگوں کا تعلق براہ راست میرے ماضی سے ہے۔ آپ کے ڈیڈی مسٹر آرٹن فیرک میرے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"وہ بھارتی! اگر مسٹر آرٹن فیرک اس بارے میں کچھ جانتے ہیں تو تم یہ کیسی فضول سی گفتگو ہو کہ مجھے بھی انہوں

[اس] سلسلے میں تفصیلات بتا رہی ہوں گی۔ باتیں کر کے موڈ خراب کر رہی ہو۔"

"میرا اپنا حال اور مستقبل خراب ہے مسٹر باٹرن مجھے موڈ کی کیا فکر ہو سکتی ہے۔ بہتر ہے کہ مجھ سے تعاون کرو اور ایک خوبصورت ماحول کو داغدار نہ کرو۔"

"یہ تو تم کہہ رہی تھی تو بھارتی میں ان باتوں کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

"تو پھر تیار ہو جاؤ ڈیئر باٹرن کیونکہ یہ باتیں ہی مجھے یہاں تک لائی ہیں۔"

"تو پھر میں واپس جانا چاہوں گا تم اپنے لیے واپسی کا کوئی بندوبست کر لینا۔ معافی چاہتا ہوں۔" وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

میں نے بھی ساتھ ہی کھڑا ہونا مناسب سمجھا تھا میں اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر باٹرن کامیابی کے اس قدر قریب آنے کے بعد میں ناکامی نہیں چاہتی۔"

"مطلب۔" وہ غصیلے لہجے میں بولا اور پھر مطلب اس کی سمجھ میں آ گیا۔

میری ٹھوکر اس کی پتلون کے سامنے والی ہڈی پر پڑی تھی میں جانتی تھی کہ جس جسامت کا وہ آدمی ہے اس [illegible] بڑی حیثیت رکھتی [illegible] باٹرن کے حلق سے [illegible] اور وہ اپنا پاؤں پکڑ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ میں نے فوراً دوسری ٹھوکر اس کے کولہے پر رسید کی جیسے ہی اس نے چیخ کر کھائی۔ تیسری ٹھوکر اس کی پسلیوں پر تھی۔ اب غالباً باٹرن کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ اب خطرہ میں ہوں اور وہ مرد ہے چنانچہ چوٹوں کی پروا کیے بغیر وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور اس نے دانت پیس کر میری طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بے وقوف لڑکی! اگر تیری شامت ہی آ گئی ہے تو پھر [illegible] میں نے تیری بدتمیزی کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی تھی۔" اس نے اپنے الٹے ہاتھ کا تھپڑ میرے منہ پر مارنے کی کوشش کی۔

لیکن بے وقوف آدمی ان ٹھوکروں سے ہی یہ نہ سمجھ سکا کہ میں صرف ائیر انڈیا کمپنی کی ایک ائیر ہوسٹس نہیں ہوں بلکہ بہت کچھ ہوں۔ اس کا ہاتھ جیسے ہی میری جانب بڑھا میں نے اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے لمحے کلائی موڑ کر اس کی پشت پر رکھ دی پھر میرے گھٹنے

کی ایک ٹھوکر نے اسے اوندھے منہ زمین پر [illegible] ایک دم سیدھا ہو گیا اور میرے دوسرے حملے سے بچنے کی کوشش کرنے لگا لیکن میں نے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کر لیا تھا۔

"دیکھو باٹرن! اگر تم ان تمام کارروائیوں کے بعد بھی زبان کھولنا چاہتے ہو تو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔"

"میں مار مار کر تیری صورت بگاڑ دوں گا۔ میں اب تک صرف یہی سوچ رہا تھا کہ میرے ہاتھوں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ لیکن اگر تو مجھے اس بات پر آمادہ کر رہی ہے کہ میں تیرے ساتھ وحشیانہ سلوک کروں تو پھر ہوشیار۔"

اس بار اس نے نئے تلے انداز میں مجھ پر چھلانگ لگائی تھی لیکن میں نے بھی یہ سوچ لیا تھا کہ آج اپنی ان صلاحیتوں کا مظاہرہ پہلی بار کر رہی ہوں جن کے لیے میں نے ایک طویل تربیت حاصل کی تھی جن کے لیے میں نے بلیک بیلٹ اور اس کے بعد ریڈ بیلٹ میں ٹریننگ حاصل کی تھی۔ یہ تمام چیزیں میں نے اسی لیے اپنے اوپر مسلط کی تھیں کہ میں اپنے ماضی کا سراغ لگا سکوں اور ماضی کے سراغ کا ایک سرا میرے ہاتھ آیا تھا تو اب بھلا میں اسے آسانی سے کیسے چھوڑ سکتی تھی۔ باٹرن نے تو یہ سوچا ہو گا کہ زیادہ سے زیادہ میں پینترا بدل کر اس کا وار ضائع کرنے کی کوشش کروں گی لیکن یہ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ میں اس کے سامنے سے ہٹوں گی نہیں۔ ہاں جب وہ چھلانگ لگا کر میرے اوپر آیا تو میں تھوڑا سا نیچے ضرور جھکی تھی اور اس کے بعد میرے دونوں ہاتھوں نے اس کا گریبان اور پتلون کی بیلٹ پکڑ لی اور میں نے گھما کر اسے زمین پر دے مارا۔ میری یہ کوشش باٹرن کے لیے شدت حیرت کا باعث بن گئی تھی۔ وہ زمین پر گرا تھا اور گھاس ہونے کی وجہ سے اسے اتنی چوٹ نہیں لگی تھی جتنی لگنی چاہیے تھی لیکن پھر شاید اس کی ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی تھی کیونکہ اس کے بعد وہ کئی منٹ تک پڑا مجھے گھورتا رہا تھا۔ غالباً اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ میں جدید طریقۂ جنگ سے اس طرح واقف ہوں گی۔ اس نے ایک بار پھر اپنے آپ کو سنبھال کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے اس کے اٹھنے سے پہلے ہی سنبھال لیا اور گھونسے، تھپڑ اور لاتیں اس کے جسم کے مختلف حصوں پر پڑیں۔ میں چاہ رہی تھی کہ وہ نروس ہو جائے اور اس کوشش

میں نے تھوڑی دیر کے بعد کامیابی حاصل ہو گئی۔ اس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا۔ کنپٹی کے پاس سے خون بہہ رہا تھا اور میں نے اس کے بال کئی جگہ سے اکھاڑ ڈالے تھے غالباً میری صورت دیکھ کر اب اس پر خوف طاری ہو گیا تھا۔ اس نے بے اختیار پیچھے سرکتے ہوئے کہا۔

"اوہ! اچھا سر لی۔ او پاگل عورت بات تو سن۔ بات تو سن لو۔ کیا کہنا چاہتی ہے تو۔ کیا چاہتی ہے۔؟"

"صرف اور صرف اپنے سوالات کے جواب مسٹر باٹرن۔ کسی سے زیادہ مجھے تمہاری اس کتے نما صورت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے میں تم سے ایک ایک لفظ معلوم کرنے کے بعد تمہیں چھوڑ سکتی ہوں ورنہ دوسری صورت میں اگر تم میرے ہاتھوں مارے بھی گئے تو مجھے ذرہ برابر دکھ نہیں ہو گا۔"

"م۔ میں بھلا کیا بتا سکتا ہوں تمہیں اس سلسلے میں؟ م۔ مجھے اس بارے میں کیا معلوم۔؟"

"گویا ابھی تمہارا دماغ درست نہیں ہوا۔ چلو ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور اس کی طرف لپکی۔

اس نے ایک دم کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کے گریبان پر ایک بار پھر ہاتھ ڈال دیا تھا اور اس بار میں نے اس کی ٹھوڑی کے خلاف ایک پورا گھونسہ جڑ دینے کے بعد چھوڑ دیا۔ باٹرن عقب کے درخت سے پوری قوت سے ٹکرایا اور اس کی پیشانی پھٹ گئی۔ خون بہہ بہہ کر اس کے چہرے پر آنے لگا لیکن میں نے اسے چھوڑا نہیں تھا آگے بڑھ کر میں نے اس کا گریبان پکڑا اور ایک بار پھر دھکا دے کر اسے نیچے گرا دیا۔ اس کے بعد میں نے اس کی ایک ٹانگ پکڑی اور اسے موڑ کر مخالف سمت کر دیا۔ پھر اس کی ٹانگ پر میں اپنے پاؤں سے زور لگاتی ہوئی بولی۔

"مہاں ڈیئر باٹرن سناؤ مجھے سناؤ تم اس بارے میں کیا جانتے ہو۔؟"

باٹرن کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں اور اب اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی۔

"خدا کی قسم۔ خدا کی قسم ذاتی طور پر اس بارے میں میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ بس ڈیڈی کا خیال ہے کہ تم ان کے لیے بہت کارآمد چیز ہو۔"

"رانا پربت سے تمہارا کیا تعلق ہے۔؟" میں نے کراہتے ہوئے پوچھنے میں سوال کیا اور اس کے پاؤں پر پھر سے دباؤ ڈالا۔

"آہ! مر جاؤں گا۔ مر جاؤں گا۔ ٹانگ چھوڑ دو میں بتاتا ہوں۔ سب کچھ بتاتا ہوں۔ رانا پربت۔ رانا پربت ڈیڈی کا بہت گہرا دوست ہے۔ وہ لوگ۔ وہ لوگ بہت پرانی شناسائی رکھتے ہیں۔ میرے ڈیڈی کا نام جرج تھے اور رانا پربت بھی اور شاید تمہارے فادر بھی۔ میں نہیں جانتا کہ ان تینوں کے خاندانوں میں کیا تھا۔ بس ایک بار ڈیڈی نے ہم لوگوں سے کہا تھا کہ اگر ان کا کام بن گیا تو وہ اس دنیا کے شاید سب سے دولت مند کوئی ہوں گے۔ انہوں نے یہی کہا تھا مجھ سے۔"

"ہوں! اور کوئی تفصیل نہیں بتائی۔؟"

"نہیں۔ بس وہ خود بھی اس سلسلے میں مصروف ہیں۔ تمہارے بارے میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ تم اس اہم راز کی چابی ہو جس کے ذریعے ہم لوگ دولت مند بن سکتے ہیں۔"

میں نے اپنے دل میں حیرت محسوس کی تھی لیکن یہ باتیں کافی نہیں تھیں۔

"باٹرن اگر زندگی سے ہاتھ دھونا ہی چاہتے ہو تو دوسری بات ہے ورنہ مجھے ساری تفصیل بتا جاؤ۔"

"میں قسم کھا چکا ہوں اور اگر تم مجھے مار بھی دو تو واقعی اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم کر سکو گی تم۔ تم دھوکے باز ہو تم نے۔ تم نے۔ آہ! میری ٹانگ تو چھوڑ دو ٹوٹ جائے گی۔ خدا کی قسم ٹوٹ جائے گی۔"

"ٹوٹ جانے دو ڈیئر باٹرن مجھے بتاؤ میرے ڈیڈی کو کس نے قتل کیا تھا۔؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"رانا پربت اس وقت کہاں ہے۔؟"

"میں یہ بھی نہیں جانتا۔"

"تم لندن میں کیا کر رہے تھے۔؟"

"سو فیصدی اپنے کاروبار کے سلسلے میں آیا تھا۔ ہم دونوں بھائی الگ الگ کاروبار کرتے ہیں۔ میں تمہیں تمام تفصیلات مہیا کر دوں گا۔ یقین کرو یہاں میرے آنے کا کوئی اور مقصد نہیں تھا۔"

"ہوں! میری ممی اور میرے دادا جی کو کس نے قتل کیا اور باٹرن جب یہ دونوں قتل ہوئے تو تم لوگ کہاں تھے۔؟"

"م۔ م۔ میں کچھ۔"

اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ میں نے اس کے پاؤں پر پھر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ وہ جلدی سے بولا۔

"ہم۔ ہم ہندوستان میں تھے اس وقت اور۔۔"

ضرورت ہی کے ایما پر تمہارے دادا جی اور دوسرے افراد کو قتل کیا گیا تھا۔"

"کس نے قتل کیا تھا۔! کیا رانا پربت نے؟"

"نہیں گیان چند نے۔ گیان چند نے۔"

"یہ گیان چند کون ہے۔؟"

"تمہارے ہی شہر کا ایک باشندہ۔ تمہارے ہی شہر میں ہے اور وہاں کے ایک شراب خانے کا مالک ہے۔"

"شراب خانے کا نام۔؟"

"فورٹین بار۔ فورٹین بار۔" اس نے کرب سے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"ان لوگوں کو کیوں قتل کیا گیا تھا۔؟"

"قسم لے لو میں نہیں جانتا۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں میں نہیں جانتا۔"

"تم جانتے ہو۔ باٹرن تم اچھی طرح جانتے ہو۔" میں نے اس کی ٹانگ چھوڑ دی اور وہ لنگڑاتا ہی دونوں ہاتھوں سے پیچھے کھسکنے لگا۔

"ہوں اب تم مجھے اس کی وجہ بتاؤ گے۔"

"نہیں جانتا۔ میں وجہ نہیں جانتا۔"

"یاد آ جائے گی۔ فوراً یاد آ جائے گی۔" میں نے آگے بڑھ کر جو ٹھوکر اس کے منہ پر ماری تھی بیان سے باہر ہے۔ اس کے علاوہ اور بیان بھی نہیں کر سکتی ہوں کہ ٹھوکر پڑنے کے بعد کس انتہائی نازک مقام پر لگی اور اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ نکلی۔ وہ سانپ کی طرح لوٹنے لگا۔ مجھے ابھی تک یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ میری ٹھوکر اس کے لیے اس قدر خطرناک ثابت ہوئی ہو گی لیکن میں نے اس کے بدن میں ہلکی ہلکی کپکپاہٹ محسوس کی۔ وہ اس طرح سانس لے رہا تھا جیسے دم توڑ رہا ہو۔ یہ بات ہو سکتی تھی لیکن جب میں نے اس کی ادھ کھلی آنکھوں میں ابھرتے ہوئے منہ کو دیکھا تو میں حیران رہ گئی کیا واقعی ایسا ہو گیا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ لیکن کسی بھی قسم کی چالاکی کی امید کی جا سکتی تھی چنانچہ میں نے جھک کر اس کے سینے سے کان لگا دیا۔ ویسے میں سمجھ گئی تھی میری اس غلطی سے وہ فائدہ نہ اٹھائے لیکن اس کی دھڑکنیں مفقود تھیں۔ میں نے اس کی نبض ٹٹولی۔ اس کا اندازہ کچھ اور دوسرے لمحے میرے ہونٹ سکڑ گئے۔ باٹرن مر چکا تھا۔ غالباً کنپٹی پر پڑنے والی ٹھوکر نے اسے ختم کر دیا تھا۔ لیکن اس کا مر جانا بھی میرے لیے بہتر

تھا۔ میں اس سے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد مطمئن تھی باقی معلومات نجانے کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتی تھی۔ اس کے علاوہ اس کا قتل مجھ پر فرض بھی تھا چونکہ انہی لوگوں کی سازشوں سے میرے دادا جی اور میری ممی بھی قتل ہوئے تھے۔ باقی رہا گیان چند۔ تو اس گیان چند کو بھی دیکھ لوں گی۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باٹرن کا کیا جائے؟ جو معلومات اس سے حاصل ہوئی تھیں وہ فی الحال کافی تھیں اور میں دل ہی دل میں ایک انوکھی مسرت محسوس کر رہی تھی کہ کم از کم اس سلسلے میں میں نے جو قدم اٹھایا اس میں مجھے کسی حد تک تو کامیابی حاصل ہوئی۔ مجھے اس بات کا خطرہ بھی تھا کہ صرف ہم ہی تو نہیں ہیں جو یہاں اس جزیرے پر نکل آئے ہیں اور لوگ بھی ہو سکتے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہ کوئی یہاں تک پہنچ جائے باٹرن کی لاش کو چھپا دینا ضروری ہے۔ سب سے پہلے میں نے اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی اور اس جگہ کا اچھی طرح جائزہ لیا جہاں میں باٹرن کے ساتھ یہ وقت گزار چکی تھی۔ یہ اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ کوئی ایسی چیز تو میرے لباس سے جدا ہو کر نیچے نہیں گر پڑی ہے جو میری نشاندہی کر سکے انگلیوں وغیرہ کے نشانات کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا بہرطور ایسی کوئی چیز میرے لباس کی زمین پر موجود نہیں تھی پھر میں نے باٹرن کے لباس کی تلاشی لی اور جو کچھ اس کی جیبوں میں تھا نکال لیا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ فوری طور پر اس کی لاش کی شناخت بھی ہو جائے اور اس کے بعد میں نے آخری کام کیا یعنی جھاڑیوں کے ایک جھنڈ میں باٹرن کی لاش گھسیٹ کر اس طرح ٹھونس دی کہ جب تک سڑنے والے گوشت کی بدبو فضا میں نہ پھیلے۔ لاش کا پتا نہ لگے۔ اس

وقت تو میں لندن سے جا چکی ہوں گی اور پھر ویسے بھی میں نے کوئی شناختی نشان نہیں چھوڑا تھا۔ سوائے اس کے کہ کشتی کرائے پر دینے والا شخص بائرن کے ساتھ مجھے دیکھ چکا تھا لیکن ظاہر ہے اس نے کب توجہ دی ہوگی۔ یہاں تو ویسے بے شمار لوگ آتے ہیں کشتی کرائے پر دینے والے لوگ کس کس کو یاد رکھیں۔ چنانچہ اس بات کے امکانات کم تھے کہ مجھ پر خصوصی توجہ دی جائے۔ ہاں اس کشتی کے ذریعے میں تنہا کنارے پر پہنچی ہوں گی تو شاید مجھ پر غور کر لیا جائے۔ لیکن اس کے لیے میں نے ایک اور طریقہ کار اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ کشتی میں بیٹھ کر میں کشتی کھیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ضروری تو نہیں تھا کہ کشتی میں کچھ نگ کے مالک ہی کے حوالے کر دوں۔ کسی بھی جگہ اسے چھوڑ کر وہاں سے فرار ہو جا سکتا تھا۔ بس ایک لمبا چکر کاٹ کر بائرن کی کار تک آنا ضروری تھا کیونکہ کار کو یہاں سے لے جانا بھی میرے لیے ضروری تھا۔ اول تو یہاں سے واپسی کا سفر اور پھر بائرن کی کار اگر یہاں مشکوک حالت میں کھڑی پائی گئی تو ہو سکتا ہے پولیس کی نظر اس پر پڑ جائے۔ اس کے بجائے اسے لندن میں کسی مقام پر چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہے۔ بہرطور میں نے یہ کام نہایت ہوشیاری اور چابکدستی سے کیا تھا۔ میں نے کشتی ساحل پر کھڑی کی اور ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھ گئی۔ انداز ایسا ہی تھا کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں جیسے میں چہل قدمی کر رہی ہوں لیکن یہ چہل قدمی کافی طویل تھی اور مجھے لمبا چکر کاٹتے ہوئے بہت طویل راستہ اختیار کرنا پڑا تھا اور اس کے بعد جب بادلوں کی دھندلاہٹوں میں شام کی سرخی گھلا بیٹھی بھی شامل ہو گئیں تو میں اپنی کار تک پہنچ گئی میرا مطلب ہے بائرن کی کار تک۔ اور اس کے بعد کار اسٹارٹ کر کے واپس چل پڑی۔ بائرن کی جیب سے میں نے کار کی چابی بھی نکال لی تھی جو اتفاقیہ طور پر ہی اس وقت میرے ہاتھ لگ گئی لیکن اب میں محسوس کر رہی تھی کہ اگر میں اس کے لباس کی تلاشی نہ لیتی اور اس طرح یہاں تک پہنچ جاتی تو کتنے بڑے خسارے سے دوچار ہو سکتی تھی۔ بہرطور کار اسٹارٹ کر کے میں نے اس کا رخ واپسی کے لیے شہر کی جانب کر دیا اور طویل راستہ اختیار کرنے کے بعد بالآخر لندن کی گرد آلود فضا میں داخل ہو گئی۔ یہاں کار کو ایک مناسب جگہ کھڑا کیا اس کے اسٹیرنگ اور دروازے کے ہینڈل سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف کیے اور اس کے

بعد خوش اخلاقی ہوتی وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ پیدل سفر کرتے ہوئے بہت لطف آ رہا تھا۔ ذہن ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا تھا۔ غالباً یہ کارروائی کرنے کے بعد مجھے اپنے آپ پر بڑے اعتماد کا احساس ہو رہا تھا چنانچہ اس پیدل سفر کے ساتھ ہی تھی لیکن ہر تعلق کے درمیان سفر کرتی ہوئی بالآخر ایک ایسے حصے میں پہنچ گئی جہاں سے مجھے ٹیکسی مل سکتی تھی اور پھر ٹیکسی نے مجھے میرے ہوٹل پہنچا دیا تھا۔ ٹیکسی کا بل ادا کر کے میں خراماں خراماں ہوٹل کی جانب بڑھ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے کمرے میں آ گئی۔ لباس وغیرہ تبدیل کیا۔ غسل خانہ میں جا کر منہ ہاتھ دھویا۔ بال سنوارے اور پھر ایک آرام کرسی میں دراز ہو گئی۔ چند لمحات میرے اوپر نیم غنودگی کی سی کیفیت طاری رہی تھی پھر میں نے اپنا جائزہ لیا اور روم سروس کو فون کر کے کافی طلب کر لی۔ تھوڑی دیر کے بعد کافی سرو ہو گئی تھی میں اس کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی رہی۔ درحقیقت اس کیفیت کا تجزیہ نہیں ہو رہا تھا۔ کہاں ایک شوخ و شنگ اور تفریح پسند لڑکی جس نے صرف ملک ملک گھومنے کی خاطر ائر ہوسٹس کی نوکری کی تھی۔ بلاشبہ اس ملازمت میں طرح طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا لیکن اب ایسا بھی نہیں کہ انسان خود بھی جانے کن وارداتوں کی جانب راغب ہو جائے۔ اگر میرے ... یہ جابلی روز ... تو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ زمین پر بسنے والوں میں سے کسی کو میرے ہاتھوں اب نقصانات پہنچ سکتے ہیں لیکن وقت نے جو کروٹ بدلی تھیں انہوں نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا میرے ساتھ بھی تو یہی سب کچھ ہوا تھا اگر میں آج دنیا کو وہی سب کچھ لوٹا رہی تھی تو کیا برا کر رہی تھی! بسا ہوا گھر اجاڑ دیا گیا تھا میرا۔ مجھے بھی اس کا حق پہنچتا تھا کہ میں ان لوگوں سے اپنا انتقام لوں اور اس وقت جو کچھ ہوا تھا انہی تمام جذبوں کا نتیجہ تھا میں نے انجلی کی تفتیش کو ہونے سے بچانے کے لیے با آسانی ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور میرے دل پر میل بھی نہیں آیا تھا اور آج بائرن جیسی شخصیت کو میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترنا پڑا تھا۔ یہ سوچ کر دل کو بڑی تسکین ہو رہی ہوتی تھی کہ بائرن، آئرن فیرک کا بیٹا ہے اور آئرن فیرک کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی کہ وہ رانا پرت کا ساتھی ہے۔ ہو سکتا ہے آئرن فیرک نے اپنے دونوں بیٹوں کو صحیح صورتحال نہ بتائی ہو اور میرے خلاف کارروائیاں کرنے

کے لیے بس اتنا ہی کہہ دیا ہو کہ میرے ذریعے وہ کسی بڑی ...ت کے متلاشی ہیں لیکن اگر بات اتنی ہی سی تھی تو ... بائرن مجھے دیکھ کر فرار کیوں ہو گیا تھا؟ خیر یہ ... لیکن آئرن فیرک کے دل پر میں نے پہلا گھاؤ لگا دیا تھا۔ ظاہر ہے اولاد اولاد ہی ہوتی ہے بہرحال بائرن نے یہ انکشاف کیا تھا کہ میرے دادا جی اور موسیٰ جی کو ... میں کسی گیان چند نامی آدمی کا ہاتھ تھا لیکن ... ابھی تک اس کے ایما پر شرک ہوا ہوگا۔ رانا پرت ... فیرک بہت قریبی شخصیتیں ہیں اور اس کا انداز ... تھی کسی نے مجھے سنیل یاد آیا ایک اور پراسرار شخصیت جس کے بارے میں میں کوئی صحیح فیصلہ نہیں ... تھی۔ وہ احمق آدمی جو ایسے لمحات میں مجھ سے جدا ہوا تھا کہ میرے لیے سنبھلنا مشکل تھا اور اس کے بعد ... بھی وہ غائب ہی رہا تو یہ اندازہ ہوا کہ وہ اپنی شخصیت سے ... گیا تھا بہرطور رانا پرت جیسا وحشی انسان کسی ... ساتھ بھی کر سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے سنیل کی شخصیت ... ہو۔ جو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ لیکن رانا پرت کے ہاتھوں ... بے بس ہو گیا ہو بہرطور اس بار وہ کچھ وعدہ کر کے ... گیا تھا۔ یہ اس کا اپنا مسئلہ تھا۔ میں نے اس سے ... دوستی کی تھی میں تو اب خود بہت ... اہمیت رکھتی ہوں سنیل بھلا کیا حیثیت رکھتا ... خیر اب یہ جو کچھ ہوا سو ہوا مسئلہ یہ ہے کہ اب میرا ... اقدام کیا ہو؟ کافی کے گرم گرم گھونٹ لیتے ہوئے ... اس بارے میں سوچتی رہی۔ کلاٹ واپس جا چکی ... اس کے بعد ممکن ہے مجھے وقت مل جائے میرے ذہن میں ... بہت سے مسئلے الجھے ہوئے تھے۔ انجلی تھی جس کا تعلق ... شری سے تھا۔ اگر انجلی صحیح معنوں میں میرے ہاتھ ... لگے تو میں بے شری کی زبان کھلوا سکتی ہوں اور اگر ... مسئلہ حل نہ ہو سکے تو بہرطور گیان چند تھا جس کے ... میں بائرن نے انکشاف کیا تھا۔ کچھ نہ کچھ معلومات ... حاصل کر لوں۔ دیکھیں گیان سے بھی۔ یہ سارا کچھ ... ایک تک میرے ذہن کو الجھائے رہیں اور اس کے ... بعد سکون ہو کر یہ طے کرانے کا فیصلہ کیا جو لندن ... گھر کرتے تھے۔ بائرن کی موت سے شکر یا آگی ... نے قتل کرنے کا ارادہ تو نہیں تھا لیکن اب سمجھ ... جو انکشافات بائرن نے کیے تھے ان کے بعد کیا اس کی

کی زندگی میرے حق میں بہتر ہوتی؟ ظاہر ہے وہ کسی نہ کسی طور رانا پرت اور آئرن فیرک کو اس کی اطلاع دیتا کہ میں نے کس طرح اس سے معلومات حاصل کی ہیں اور اس کے بعد یہ لوگ میرے سلسلے میں مزید محتاط ہو جاتے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب مجھ سے چاہتے کیا ہیں؟ میرے معاملے میں وہ اتنے بے بس بھی نہیں ہیں کہ مجھ پر قابو نہ پا سکتے۔

لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی بھی نہیں ہوئی تھی جو براہ راست میرے خلاف ہو۔ پتہ نہیں مجھ سے انہیں کیا دلچسپی ہے اور پتہ نہیں میری اس بدنصیب زندگی کا راز کیا ہے؟ وہ کیا مسئلہ ہے جس کے لیے اتنے سارے لوگ سرگرم عمل ہیں؟ بائرن کے الفاظ پر بھی غور کیا۔ کیا واقعی میری ذات سے کوئی ایسی دولت وابستہ ہے جس کے حصول کے لیے یہ لوگ پاگل ہو رہے ہیں؟ مگر یہ ایک احمقانہ خیال تھا۔ پراسرار ناولوں کا سا ایک خیال جو میں ایک ایسی شخصیت جس نے ہمیشہ ایک پرسکون زندگی گزاری ہے اس کے اندر کوئی بھی ایسی اہم بات پوشیدہ ہے جس کا تعلق کسی بڑی دولت سے ہو۔ یہ سب کچھ اس تھی بائرن کی اصل مسئلہ کچھ اور ہی ہے لیکن کیا؟ اور اس کا جواب نجانے کب مجھے ملنے والا تھا؟ مجھے اس کے لیے طویل انتظار کرنا تھا اور یہ انتظار میری فطرت کے لیے بڑا اذیت ناک تھا۔ بہرحال جو چیز اپنے بس میں نہ ہو اس کے لیے کیا کیا اور کیا کیا جا سکتا ہے؟ رات گزر گئی دوسرے دن صبح جاگی تو طبیعت ہلکی تھی۔ پرسکون نیند آئی تھی اور یہ تعجب کی بات تھی کیونکہ جو کچھ میں کر چکی تھی اس کے بعد ایک پرسکون نیند کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن میری شخصیت بہت کافی ٹھوس ہو چکی تھی اور اس قسم کے چھوٹے موٹے کام میرے لیے اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ یونہی بس تجسس کے تحت اخبار دیکھ لیا تھا اور بہرطور لندن پولیس کی تعریف بھی کرنی پڑی تھی کیونکہ جھیل کے درمیان موجود جزیرے سے لاش برآمد کر لی گئی تھی۔ ابھی یہ نہیں پتا چل سکا تھا کہ لاش کس کی ہے؟ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ اسے کسی ایسے شخص نے قتل کیا ہے جو مارشل آرٹس کا ماہر ہے۔ موت مارشل آرٹس کی ضرب لگنے ہی سے واقع ہوئی تھی۔ میں دیر تک اس خبر کو نظریں جمائے دیکھتی رہی تھی اور اس کے بعد بے پروائی سے اخبار ایک سمت ڈال دیا تھا۔ پھر وہی روز مرہ کے معمولات۔ کمپنی آفس سے اپنے

شیڈو والی کے بارے میں معلومات حاصل کریں تو پتا چلا کہ دوسرے دن صبح ساڑھے آٹھ بجے مجھے واپس انڈیا جانا ہے۔ میں خوش ہو گئی تھی۔ لندن میں اب مجھے بیزاری سی محسوس ہونے لگی تھی۔ زیادہ سے زیادہ اپنے ہوٹل کے کمرے میں رہتی اور کیا کر سکتی تھی۔ یہ دن میں نے کافی ہوٹل کے کمرے ہی میں گزارا۔ رات کو بیزار ہو کر نیچے ہال میں اتر آئی اور ہوٹل کے بے ہودہ پروگراموں سے دل بہلانے کی کوشش کرتی رہی لیکن ایسے پروگرام دل کہاں بہلاتے ہیں، اور ذہن پراگندہ کر دیتے ہیں لیکن وقت تو گزارنا ہی تھا۔ اس رات بھی سکون سے سوئی اور ذرا جلدی سو گئی تاکہ صبح کو اپنے معمولات خوش اسلوبی سے سنبھال سکوں۔ صبح کے گرم غسل اور لندن کے شفاف موسم نے جو لندن والوں کے لیے تحفے سے کم نہیں ہوتا طبیعت میں ایک خوشگوار کیفیت پیدا کر دی اور جب ساڑھے آٹھ بجے میں نے لندن ایئرپورٹ چھوڑا تو میں کافی مسرور تھی اور ظاہر ہے طبیعت میں خوشگوار کیفیات ہوں تو ہوائی سفر کرنے والے بھی بہت زیادہ ہی خاطر ہو جاتے ہیں طرح طرح کے لوگ جنہیں میں ان کے درمیان سرگرداں رہی اور یہ طویل سفر بالآخر طے ہو گیا۔ پہلا طیارہ بحفاظت ایئرپورٹ پہنچا تھا اور پھر وہی معمولات زندگی۔ وہی گھسے پٹے اصول جن میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ البتہ میں اپنے آپ سے نجانے کیوں بہت زیادہ خوفزدہ ہو چکی تھی اور میرے یہ خیال ذہن میں جاگزیں رہتا تھا کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ یہ احتیاط اور فطرت کے تقاضے قطعی طور پر غیر فطری نہیں تھے کیونکہ اس وقت میں جس معاملے میں گھری ہوئی تھی ان کا مجھے اندازہ تھا۔ بائرن کی موت کا تو کبھی دھچکا لگے گی لیکن یہ ذرا مشکل ہے کہ ان کا ذہن میری طرف چلا جائے پھر اس کے علاوہ انسپکٹر لوئی والے بھی تھے جو بلیک چینل کے لوگوں کو ابھی تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ اس کے علاوہ یہاں دوسری الجھنیں بہت سی گرداں، انجلی، مسٹر رسی اور دلیپ شرما۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی یہ شخص میرے ذہن میں جگہ حاصل کرتا جا رہا ہے جس کا نام دلیپ شرما ہے۔ اس سے ملاقات یقیناً کرنی ہی ہو گی ہو سکتا ہے وہ مجھ سے ملنے کی کوشش کرے لیکن ظاہر ہے یہ اس کے لیے ممکن نہیں تھا بہرطور ٹیکسی میں بیٹھ کر رانی کے فلیٹ جاتے ہوئے میں انہی خیالات میں سرگرداں تھی اور غیر محسوس انداز میں میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی جسے ایک بار اتفاق سے میں نے عقب نما آئینے میں دیکھ لیا اور چونک کر سنبھل گئی کیونکہ ٹیکسی ڈرائیور کے ہونٹوں پر کئی بار مسکراہٹ آ چکی تھی میں نے گھور کر اسے دیکھا اور وہ سنبھل گیا قصور میرا تھا یہ معصوم لوگ ایک محدود سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔

فلیٹ پر رما جی اور دنو دنے میرا استقبال کیا تھا۔ رانی موجود نہیں تھی۔ اور پھر وہی سب کچھ لیکن میرے پاس اس بار کئی منصوبے تھے جن پر مجھے عمل کرنا تھا البتہ ایک آرزو تھی کہ آرام کرکے ذہن کو پُرسکون کرنا چاہتی تھی اور وقت کو پُرسکون طور پر گزارنے کے لیے دنو دسے اچھا ساتھی اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ دنو دکے ساتھ تفریحات کا آغاز ہو گیا یہ کام کے بیچ دو قلمیں عمدہ ہوٹل میں گزر ذہن کافی بٹ گیا تھا۔ اور اب میں اپنے کام کے لیے فٹ تھی۔ ذہن میں دو پروگرام تھے نمبر ایک انجلی نمبر دو گیان چند لیکن گیان چند ذرا مشکل مرحلہ تھا اس کے بارے میں چھان بین کرنی تھی اور یہ کام آسان نہیں تھا اس لیے پہلے انجلی کو دیکھ لینا مناسب سمجھا۔

انجلی سے چونکہ میں دوسری شکل میں ملی تھی اور وہ مجھے میری اس شکل میں نہیں پہچان سکتی تھی کیونکہ میک اپ ضروری تھا لیکن اس کے لیے مجھے پہنچنا تھا۔ پڑتا۔ فلیٹ سے باہر نکلی تو ذہن نے ایک اور فیصلہ کیا۔ کیوں نہ پہلے انجلی کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں دلیپ شرما کی باتوں پر آنکھیں بند کرکے تو نہیں یقین کیا جا سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے اس کی اطلاع غلط ہو چنانچہ اس اہتمام کی کیا ضرورت ہے۔ پرنس اسٹریٹ تک جانے کے لیے میں نے ٹیکسی ہی استعمال کی تھی۔ پرنس اسٹریٹ ایک رہائشی علاقہ تھا جہاں زیادہ تر فلیٹ بنے ہوئے تھے بعض عمارتیں خوبصورت اور معیاری تھیں اور بعض درمیانہ درجے کی تھیں۔ عمارت نمبر سات بھی کافی اچھی عمارت تھی۔

میں نے ایک بار اس کا جائزہ لیا اور پھر اندر داخل ہو گئی۔ اس کے بعد فلیٹ نمبر تیس تلاش کرنا کچھ مشکل کام نہیں تھا میں نے ایک بار اس فلیٹ کے سامنے سے گزر کر اس کا جائزہ لیا اور پھر رک کر کال بیل بٹن پر انگلی رکھ دی۔ باہر ایسا لاک لگا ہوا تھا جس سے یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ تالا بند ہوا ہے یا کھلا ہوا ہے۔ آس پاس دوسرے فلیٹوں کے دروازے بھی تھے۔ بیل کا کوئی جواب

نہ ملا تھا۔ میں نے کئی بار بٹن دبایا اندر سے گھنٹی بجنے کی آواز بھی آئی تھی لیکن جواب ندارد مجھے تشویش ہونے لگی دو ہی باتیں ہو سکتی تھیں۔ یا تو اندر کوئی موجود نہیں ہے یا پھر کوئی گھپلا ہے۔

اسی وقت کچھ فاصلے کے فلیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان عورت باہر نکل آئی۔ اچھی قبول صورت عورت تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی۔ میں اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دی اس کے ہونٹوں پر بھی جوابی مسکراہٹ آ گئی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"مس میریا سے ملنے آئی ہیں۔"

"مس۔" میں جھجک کر کہا۔

"ہاں، پچاس سالہ مس۔" وہ ہنس کر بولی۔

"اوہ۔ ہاں شاید۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو دو دن ہو گئے یہاں سے چلی گئیں۔"

"کہاں۔؟"

"یہ تو معلوم نہیں لیکن وہ شاید یہ فلیٹ چھوڑ گئیں کیونکہ کل فلیٹ کے مالک نے یہاں صفائی کرائی تھی اور وہ اسے دوبارہ کرائے پر چڑھانے کی بات بھی کر رہا تھا۔"

"اوہ آپ کو یقین ہے!"

"ہاں بالکل۔" عورت نے کہا۔

"آپ بھی اسی فلیٹ میں رہتی ہیں۔" میں نے پوچھا

"جی ہاں مجھے تو یہاں رہتے ہوئے ساڑھے چار سال گزر چکے ہیں۔" عورت نے جواب دیا۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ تب تو آپ ان مس میریا کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں گی۔ یہ کتنے سال سے یہاں رہتی تھیں؟"

"تقریباً ڈیڑھ سال پہلے یہاں آئی تھیں۔"

"آپ نے کہا کرائے کا فلیٹ تھا۔"

"ہاں۔ اس فلیٹ سے پہلے ایک اور خاندان رہتا تھا۔ توبہ توبہ بچے تھے کہ قیامت۔ مصیبت بن گئے تھے پورے عمارت کے لیے۔ ان کے جانے پر بہت سے لوگوں کو خوشی ہوئی تھی بہت ہی شریر بچے تھے۔" عورت نے گھریلو انداز میں کہا۔ خاصی گھریلو قسم کی معلوم ہوتی تھی۔ میں بھی مسکرانے لگی۔

"یہ اچانک مس میریا یہ جگہ چھوڑ کر کہاں چلی گئیں؟"

"کسی کے ذاتی معاملات کے بارے میں تو کچھ معلوم نہیں ہوتا چنانچہ قطعاً ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی رہنے لگی تھی۔ بہت ہی خوبصورت لڑکی تھی لیکن مس میریا اسی طرح محفوظ رکھتی تھیں جیسے دروازے سے باہر نکلی تو سامنے ڈاکئیں گے پتا نہیں کیا قصہ تھا اس لڑکی کا! مس میریا سے میں نے پوچھا تو عادت کے مطابق کہنے لگیں کہ اپنے کام سے کام رکھنا بہتر ہوتا ہے۔ دوسرے کے ذاتی معاملات میں ٹانگ اڑانا بھی اچھی بات نہیں۔ بڑی خشک قسم کی خاتون تھیں۔ دراصل اس فلیٹ کی تقدیر ہی خراب ہے پہلے جو لوگ رہتے تھے انہوں نے ویسے مصیبت ڈھا رکھی تھی۔ مس میریا آئیں تو یہ فلیٹ قبرستان بن گیا۔ میرا خیال وہ بعض اوقات چار چار دن تک فلیٹ کا دروازہ نہیں کھولتی تھیں اور اندر ہی گھسی رہتی تھیں ہم تو سوچتے تھے کہ کہیں کسی دن ایسا نہ ہو کر فلیٹ سے بدبو اٹھنے لگے اور بعد میں مس میریا کی لاش ہی برآمد ہو۔"

میں ہنس ہنس کر اس عورت سے گفتگو کرتی رہی لیکن انجلی کے بارے میں اور کچھ نہیں معلوم ہو سکا البتہ میں نے جب انجلی کا حلیہ بتایا تو عورت نے اس کی تصدیق کر دی تھی یعنی اس کا مطلب تھا کہ دلیپ شرما کی اطلاع بہرطور درست تھی انجلی کو ہوسٹل سے یہاں لے آیا گیا تھا لیکن اس کے بعد شاید اسے یہاں بھی غیر محفوظ سمجھا گیا اور اس جگہ سے بھی ہٹا دیا گیا مجھے تھوڑا سا افسوس بھی ہوا کاش میں اس سے یہاں مل سکتی۔ مگر کیا کرتی شیڈو والے کے مطابق فلائٹ پر بھی جانا ہی تھا۔ عورت بھی مجھ سے پوچھنے لگی۔

"آپ کا مس میریا سے کیا تعلق ہے؟"

"اوہ! کوئی خاص نہیں۔ مس میریا کے شیئرز ہماری فرم میں تھے اور فرم کی طرف سے مجھے پہلی بار ان سے ملاقات کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا ذرا کچھ معلومات حاصل کرنا تھیں میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ مس تھیں یا مسز بس میریا کے نام سے واقف تھی۔"

"آئیے ایک آدھ پیالی چائے وغیرہ۔"

"بے حد شکریہ۔ میں نے آپ کو ویسے ہی اس قدر پریشان کر دیا۔"

"نہیں کوئی بات نہیں ہے۔"

"جی۔ اچھا بہت بہت شکریہ۔" میں نے کہا اور آہستہ قدموں سے واپس چل پڑی۔

یہ ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا۔ انجلی کو یہاں سے بھی ہٹا دیا گیا۔ دلیپ شرما کی اطلاع بہرطور درست تھی میں سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگی اور پھر دفعتاً ہی مجھے ٹھٹھک جانا پڑا۔

دلیپ شرما سامنے نظر آگیا تھا۔ وہ غالباً ادھر ہی آرہا تھا لیکن مجھ کے لیے میرے انداز میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے دلیپ شرما سے یہاں انجلی کے بارے میں پوچھنا چاہا۔ لیکن پھر دل ایک دم دھک سے ہو گیا۔ میں اس وقت اس میک اپ میں تو نہیں تھی جس میں دلیپ شرما مجھے جانتا تھا اگر میں اسے مخاطب کر بیٹھتی تو بڑی گڑبڑ ہو جاتی چنانچہ میں نے فوراً خود کو سنبھالا اور اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئی۔ دلیپ شرما سیڑھیوں سے اوپر چلا گیا تھا لیکن مجھے اترنے کے بعد میرے ذہن میں عجیب سی گڑبڑ پیدا ہو گئی تھی۔ یہ یہاں کیوں آیا ہے؟ کیا اسے علم ہے کہ مس جیوتی اور انجلی یہاں سے جا چکی ہیں؟ یا پھر یونہی ان کی معلومات حاصل کرنے آگیا ہے۔ ذہن ایک دم سے الجھ سا گیا تھا اور اس وقت دلیپ شرما سے ملاقات بھی نہیں کر سکتی تھی اس کے گلے میں وہی ان کا ٹائی ملک کیمرہ لٹک رہا تھا۔ یہ شخصیت واقعی میرے لیے بے حد پراسرار ہو گئی تھی اگر میک اپ کرنے کا موقع ہوتا تو پھر اس سے ملاقات کرنے میں آسانی ہوتی۔ دل ہی دل میں میں نے سوچا کہ مجھے اس طریقے کار میں تھوڑی سی تبدیلی اور پیدا کرنی ہوگی۔ میک اپ کے لیے کوئی جگہ مناسب نہیں ہے بلکہ میرے لیے اور بھی اچھا نہیں ہوگا ایسے جانا ہے جہاں میں بوقت ضرورت پہنچ کر میک اپ بنا سکوں۔ ساتھ ساتھ آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے میں نے یہی سوچا کہ مجھے کچھ اور بندوبست کرنا ہوگا پیسے کی کوئی کمی نہیں تھی۔ خرچ کرنے کے لیے بھی کوئی فکر نہیں تھا بس یہ کہ بڑے بڑے سر لیے ہوئے تھے چنانچہ اگر تھوڑی سی رقم خرچ کر دی جائے تو کیا حرج ہے؟ ایک دو ہوٹلوں میں بکنگ کرا لی اور ہو سکے تو کوئی ایک آدھ فلیٹ وغیرہ۔ یہ سب کچھ مشکل نہیں تھا میرے لیے۔ بہرطور دلیپ شرما سے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی تھی میں یہاں سے نکل کر سیدھی چلی گئی یہاں رکنا بھی مناسب نہیں تھا کیونکہ دلیپ شرما کی شخصیت سے واقف تھی۔ بہت دیر تک سوچتی رہی اور اس کے بعد کوٹھی ہی کا رخ کیا تھا۔ میں جانتی تھی کہ میرے ملازمین مجھے ایک بدروح کی حیثیت سے جانتے ہوں گے اور اچانک ہی کوٹھی سے باہر آجاتی ہوں۔ خفیہ راستے کے بارے میں ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ سارے معاملات ختم کرنے کے بعد میں نے اپنی ... کوئی ... نے جو فیصلہ کیا تھا ... نہیں ... دلچسپ ... تھی۔

کے بعد دروازے سے اندر داخل ہو گئی جیسے پر جھکا ہو گیا اور اس کے بعد اسی چور دروازے سے باہر نکل آئی اب کسی ٹیکسی ڈرائیور کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا جو مجھے سامنے ہی کے دروازے سے جاکر کوٹھی کے دروازے پر پہنچی اور اندر داخل ہو گئی میرے ملازمین بھی بد روحوں کی مانند ہی تھے۔ کوٹھی میں عام طور سے سناٹا چھایا رہتا تھا اور وہ لوگ بس اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اپنے کوارٹروں میں جا گھستے تھے۔ مجھے دیکھ کر سرفراز بھی باہر نکل آئے تھے۔

"کوئی خاص بات۔؟"

"نہیں میڈم کوئی خاص بات نہیں" انہوں نے جواب دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

"وہ دلیپ شرما جی آئے تھے۔ یہ ٹیلی فون نمبر دے گئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ اگر اس فون نمبر پر ان کے لیے پیغام دے دیا جائے تو انہیں مل جائے گا۔"

میں نے ٹیلی فون نمبر لے لیا۔ یہ اچھا ہوا تھا۔ دلیپ شرما سے تھوڑی ملاقات ضروری تھی پھر اس شخص سے دوستی بھی نہیں ہو سکتی تھی میں ... کے ... کہ اب انجلی کہاں ہے یہ ہو سکتا ہے اس کے بارے میں دلیپ شرما کو معلومات حاصل ہوں۔ اندر داخل ہو کر میں تھوڑی دیر انتظار کرتی رہی اور پھر میں نے وہی ٹیلی فون نمبر ڈائل کیا۔ ایک نسوانی آواز نے جواب دی تھی۔

"ہیلو! کیا بات ہے۔؟"

"معاف کیجئے گا میں دلیپ شرما سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"اوہ دلیپ جی سے۔ وہ تو ابھی موجود نہیں ہیں۔ آپ ان کے لیے اگر کوئی پیغام ہو تو دے دیجیے۔"

"آپ کون بول رہی ہیں۔؟"

"میرا نام دیو بالا ہے اور میں ان کے دوست کی بہن ہوں۔ وہ یہاں آتے رہتے ہیں۔ آپ مجھے پیغام دے دیجیے جیسے ہی وہ آئیں میں ان کو اطلاع دے دوں گی۔"

"براہ کرم آپ انہیں میرا یہ فون نمبر دے دیں اور اگر وہ دو گھنٹے کے اندر اندر آجائیں تو مجھے ٹیلی فون کرا دیں۔"

"نمبر نوٹ کرا دیجیے" اس نے کہا اور میں نے اپنا نمبر نوٹ کرا دیا۔

بہرطور دلیپ شرما کو تھوڑی ہی دیر ... دیکھ ... تھی اس لیے یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ دو گھنٹے کے اندر ہی اندر اس کا ٹیلی فون آجائے گا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر آدھ گھنٹے کے بعد اس

... یا۔

"ہیلو!"

"کون صاحب بول رہے ہیں۔؟"

"میں دلیپ شرما بول رہا ہوں۔"

"اوہو! دلیپ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"دیوی جی میں تو آپ کا ٹیلی فون نمبر دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ آپ ہو سکتی ہیں۔"

"آ سکتے ہو۔؟"

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔ آ رہا ہوں بس تھوڑا سا وقت دے دیں آپ کو۔"

"ہاں۔ ہاں ہو گیا۔؟"

"کسی ملازم کے ہاتھ ٹیکسی کا بل بھجوا دیجیے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔"

"ٹھیک ہے تم ٹیکسی سے آجاؤ۔" میں نے کہا اور ٹیلی فون بند کر کے پھر ایک ملازم کو میں نے اس بارے میں ہدایات دے دیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دلیپ شرما اندر آگیا میں کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی وہی حلیہ تھا جو تھوڑی دیر پہلے میں نے دیکھا تھا۔ دلیپ اندر آگیا اور پھر بے تکلفی سے میرے سامنے بیٹھ گیا۔

"... کے بعد یاد کیا آپ نے" دلیپ شرما کو ... جیسے مجھے تمہارے بارے میں پوری تفصیل معلوم تھی" میں نے بے تکلفی کے انداز میں کہا۔

"پوری تفصیلات۔" وہ عجیب سے انداز میں مسکرایا۔

"کیوں اس میں مسکرانے کی کیا بات تھی؟" میں نے کہا۔

"دیوی جی پوری تفصیلات تو معلوم ہیں آپ کو میرے بارے میں۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ نے ان تفصیلات پر ... نہیں کیا۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں لیکن مجھی تو تفصیل ... ہے جو وہ تو کچھ بھی نہیں ہیں" میں نے آہستہ سے کہا۔

"خیر چھوڑیے۔ میں نے آپ کو اپنا ٹیلی فون نمبر بھی دیا تھا شاید کہیں گم ہو گیا آپ کے پاس سے۔"

"اوہ! ہاں۔ سوری اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹیلی فون نمبر میرے پاس کہیں گم ہو گیا ... یہ ٹیلی فون نمبر ہے جو تم نے میرے ملازم کو بتایا تھا۔"

"جی ہاں۔ یاد دہانی کرا دی تھی۔ یہ سوچ کر کہ شاید کبھی آپ کے ذہن میں آجاؤں۔" دلیپ شرما نے اسی لاابالی مسکراہٹ سے بولا۔

وہ گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر دفعتاً ہی میں نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا یہ چونکنا ایک عجیب نوعیت رکھتا تھا مجھے خود بھی حیرت ہوئی اور میں نے کہا۔

"کیوں کیا بات ہے! تم کچھ چونک سے گئے۔"

"نہیں دیوی جی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ خیر چھوڑیے اور سنائیے کیسے مزاج ہیں آپ کے۔؟"

"ٹھیک ہوں۔ مگر تمہارے بارے میں سوچ سوچ کر الجھتی رہتی ہوں۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔ بہرحال۔"

"انجلی کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟"

دلیپ شرما نے گہری نگاہوں سے میرا جائزہ لیا۔ اور پھر آہستہ سے بولا۔

"آپ جانتی ہیں۔؟"

اب میرے چونکنے کی باری تھی۔ میں نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں نہیں جانتی اور ان الفاظ سے تمہارا مطلب کیا ہے؟"

"بات یہ ہے دیوی جی کہ قدرت نے مجھے بہت سی صلاحیتیں بخشی ہیں لیکن یہ سب کچھ دینے کے بعد اس نے ایک کام اور کیا وہ یہ کہ ان صلاحیتوں کو اس دنیا کی ٹھوکروں میں پھینک دیا اور کہا کہ جتنی ٹھوکریں کھائی جا سکتی ہیں کھائی جائیں اور اب مجھ جیسا انسان دنیا کی ٹھوکروں میں ہے۔"

"تمہاری گفتگو میں فلسفہ زیادہ ہوتا ہے اور تم بلاوجہ مجھے الجھانے کی کوشش کرتے رہتے ہو میرے خیال میں یہ اچھی بات تو نہیں ہے۔ میں نے تم سے انجلی کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"اور میں نے جواب دیا تھا کہ آپ جانتی ہیں۔"

"اسی بات کا مطلب میں پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ پیرا ڈائز اسٹریٹ کی عمارت نمبر سات کے فلیٹ نمبر تین کی کال بیل بجا رہی تھیں۔" دلیپ شرما کے الفاظ نے دھماکے سے کہے۔ میں ... تک میرے ذہن میں کوئی تصور نہ بن سکا۔ وہ کیسے پہچان گیا کہ میں وہ تھی وہ میرے حلیے میں کیسے ... میں نے سوال سا اٹھایا اور میرے ہاتھ آہستہ آہستہ ... کی جانب رینگ گئے جہاں ریوالور رکھا ہوا تھا اور اس

پرس میں ایک چھوٹا سا آٹومیٹک پستول تھا۔ میں نے غیر محسوس انداز میں پستول نکال لیا۔ کم از کم دلیپ شرما کو میں یہ موقع نہیں دینا چاہتی تھی کہ وہ میری اصل شخصیت سے واقف ہو جائے اور آگاہ بہتر یہی تھا کہ دلیپ شرما کی اصل شخصیت میرے سامنے آجائے وہ خاموش نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا اور پھر بولا۔

"یقیناً آپ کو حیرت ہوئی ہوگی کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ عمارت نمبر سات میں موجود تھیں اور سیڑھیاں اتر رہی تھیں جبکہ میں اوپر جا رہا تھا۔"

دفعتاً ہی میں نے پستول کا رخ دلیپ شرما کی طرف کر دیا میرے ذہن میں اچانک ہی بجلیاں سی کوندگئی تھیں اور اب میں دلیپ شرما کی زندگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی۔ دلیپ شرما نے پستول دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اب وہ زیادہ اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا تھا جیسے اسے میرے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کی ذرا بھی پروا نہ ہو۔

"دلیپ شرما اب تم اپنی اصلیت اگلو گے سمجھے اگر تم نے اپنی اصلیت نہ اگلی تو یہ پستول گولیاں اگلے گا اور اس کے بعد تم کسی کو کچھ بتانے کے قابل نہیں رہ جاؤ گے۔"

وہ خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"پھر کیوں نہ شخصیتوں کا تبادلہ ہو جائے میڈم۔"

"بکواس مت کرو۔ بتاؤ تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے؟"

"ہا ہا... میرا تعلق کسی سے ہو نہ ہو کوئی اس قابل تو سمجھتا مجھے۔ آپ سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کی تو اس کا آپ کے ہاتھ میں پستول ہے اور آپ میرا خون کر لینے کی دھمکیاں دے رہی ہیں۔"

"بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش بعض اوقات نقصان دہ بھی ہوتی ہے دلیپ شرما۔"

"میں اس دنیا میں ہر نقصان اٹھانے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہوں اور آپ یقین کیجیے اگر میری تھوڑی سی کوشش ہو تو آپ کا یہ پستول میرے ہاتھ میں آ سکتا ہے اور یہی دھمکیاں میں آپ کو دے سکتا ہوں۔"

"بہت ناز ہے اپنے اوپر۔"

"بدقسمتی تو یہی ہے کہ صرف میں ہی ہوں جو اپنے آپ پر ناز کرتا ہوں۔ کوئی دوسرا کمبخت نہیں ملتا جو مجھ پر ناز کرے۔"

"بکواس زبانی کا مظاہرہ مت کرو دلیپ شرما اس وقت صورتحال بالکل مختلف ہو گئی ہے۔ تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ وہ میں تھی۔"

"آپ کے ناقص میک اپ کی وجہ سے آپ نے اپنے چہرے پر میک اپ کی ماسک چڑھائی ہے اور شاید جلدی میں چڑھائی ہے آپ کے کان کے پاس سے تھوڑی سی ماسک ہٹی ہوئی ہے اور اس کے علاوہ کان کے نچلے حصے میں چہرے کے رنگ میں اتنی قدرتی تبدیلی ہے کہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ چہرہ الگ ہے اور رنگ الگ۔ میک اپ کے لیے یہ ضروری ہے کہ تھوڑا سا وقت صرف کیا جائے۔ اس قسم کے مختلف لوشن اور پاؤڈر آتے ہیں جن سے نقلی کھلے ہوئے بنالو بھی چہرے کی رنگت کے مطابق بنایا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات کچھ لوگ کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور چہرے کو صاف کرتے ہیں لیکن جسم کے دوسرے حصوں پر توجہ نہیں دیتے لیکن ان کے چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں میں ایک معمولی سی ہم آہنگی ہوتی ہے جبکہ آپ کی ماسک ایک لکیر نمایاں ہوئی کان کے پاس سے گزر رہی ہے۔"

میں کسی طرح بالکل ساکت رہی اور دلیپ شرما کا چہرہ دیکھتی رہی ہو سکتا ہے اس نے جو کچھ کہا ہو وہ درست کہا ہو لیکن اس کے ان الفاظ میں ایک [illegible] میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ بہر طور میں اس وقت کسی قدر بے بسی محسوس کر رہی تھی [illegible] کو دلیپ شرما کو میرے [illegible] میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ اب میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ صرف اس بات پر اسے ہلاک نہیں کیا جا سکتا کہ وہ میرے میک اپ سے واقف ہو گیا ہے۔ یہ تو بہت معمولی سی بات تھی [illegible] کے لیے میرے ذہن میں خلش پیدا ہو رہی تھی کہ آخر وہ کیا ہے؟ چند لمحات میں اسے دیکھتی رہی اور اس کے بعد میں نے پستول واپس پرس میں رکھ لیا اور اس کے بعد دلیپ شرما سے بولی۔

"دیکھو دلیپ شرما در حقیقت میں تمہاری طرف سے الجھنوں کا شکار ہو گئی ہوں اور میں الجھنیں برداشت نہیں کر سکتی۔"

"دیوی جی در اصل دلیپ شرما کچھ عجیب و غریب کیفیت کا حامل ہے۔ سوچیں تو میرے ذہن میں بھی آپ کے لیے پہیلیاں ہو سکتی ہیں لیکن آج تک دنیا سے مجھے کچھ نہیں مل سکا تو اس کے بارے میں سوچ کر وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ میں آپ کی طرف صرف اس لیے متوجہ ہوا تھا کہ آپ نے مجھ جیسے بدکردار لوگوں کو کیفر [illegible] سمجھایا تھا جو ایک معصوم لڑکی کو اغوا کرنا چاہتے تھے [illegible] کی بات یہ ہے کہ اس لڑکی کے بارے میں تھوڑی سی معلومات مجھے بھی حاصل تھیں اور میں اپنی فطرت کی وجہ سے اس کی کھوج میں لگ گیا تھا۔ آپ [illegible] میرے دل میں کوئی برائی اس لیے پیدا نہیں ہوئی [illegible] نے بہر طور اس کے اغوا کی کوشش ناکام بنائی [illegible] میں جانتا ہوں کہ میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ فارغ [illegible] ہوں اور مجھے اپنی ان کاوشوں سے کچھ نہیں ملے گا لیکن انسان کی فطرت ہوتی ہے اب آپ خود دیکھیے [illegible] سے زیادہ تو آپ کی اپنی کیفیت مشکوک ہے۔ آپ [illegible] اپ کر کے دوسری شخصیت اختیار کرتی ہیں۔ میں آپ [illegible] چاہوں کہ پہلے مجھے آپ کے چہرے پر کوئی شبہ نہیں تھا [illegible] میری نگاہیں اور حس بہت تیز ہے میں نے آپ کو [illegible] سے اترتے ہوئے دیکھا تھا لیکن کوئی خاص توجہ [illegible] نہیں تھی سوائے اس کے کہ آپ مجھے دیکھ کر ایک لمحے [illegible] ٹھٹک گئیں۔ اور یہ سمجھا تو اتفاق ہے وہ خاتون جن [illegible] انہوں نے تھوڑی دیر پہلے آپ سے گفتگو کی تھی میں [illegible] ان سے فلیٹ نمبر تین کے بارے میں پوچھا تھا [illegible] میرا کے بارے میں انہوں نے مجھے وہی تفصیل بتائی [illegible]۔ انہوں نے خود ہی تذکرہ کیا [illegible] مس میرا کے [illegible] میں معلومات حاصل کر گئی ہیں۔ بہر طور اس وقت [illegible] آپ پر شبہ نہیں ہوا تھا پھر اتفاق کی بات یہ ہے [illegible] نے مجھے آپ کے سیل فون کے بارے میں [illegible] میں ادھر چلا آیا۔ دیوی کا صاحبہ کے پاس بھی بس [illegible] سے ہی پہنچا تھا ورنہ ہو سکتا ہے مجھے آپ کا یہ [illegible] نہ ملتا یا ہو سکتا ہے کل بھی نہ ملتا۔ بہر طور یہ کوئی [illegible] بات نہیں ہے۔ میں نے آپ کو آپ کے اسی میک اپ [illegible] کی وجہ سے پہچانا ہے۔ یقین نہ ہو تو آئینہ دیکھ [illegible] پستول تو آپ کے پاس موجود ہی ہے۔ جب چاہیں [illegible] چلا سکتی ہیں۔"

[illegible] نے ایک گہری سانس لی اور کان کے پاس سے اپنی [illegible] انگلی پھیری میں نے محسوس کیا کہ اس کا کہنا درست [illegible] بہر طور اس نے میری خامی کی جانب نشاندہی کی تھی [illegible] سے خطرناک حیثیت بھی اختیار کر سکتی تھی [illegible] ہی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دلیپ شرما تم جو کچھ بھی ہو بہر طور خطرناک آدمی ہو [illegible]

مجھے جانے کا کوئی خاص مقصد [illegible]" اس نے اچانک سرد لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں بس یہی پوچھنا تھا کہ کیا انجلی کی نئی رہائش گاہ سے بھی تم واقف ہو؟"

"اتفاق سے نہیں۔ بس ایک دو دن تو جو نہیں دے سکا تھا اس طرف ورنہ کھوج میں تو لگا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے جے شری دیوی نے وہاں بھی اس کے لیے خطرہ محسوس کیا اور اسے مس میرا سمیت وہاں سے ہٹا لیا گیا۔"

"جے شری دیوی سے تمہاری خاص واقفیت معلوم ہوتی ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ نہ وہ میری صورت آشنا ہوں گی۔ نہ میرے نام سے واقف ہوں گی۔ نہ میرے وجود سے۔ بس میری یہ ہی معلومات ہیں۔"

"تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں دلیپ شرما لیکن دل لرزتا ہے کہ کہیں دھوکا نہ کھا جاؤں۔"

"جب دل لرزنا ختم کر دے تو آپ وہ باتیں مجھ سے کر لیجیے گا۔ جلدی کیا ہے؟"

"تم سے ملنا اتنا آسان بھی تو نہیں ہوتا۔" میں نے جواب دیا اور وہ میری صورت دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے میں عجیب و غریب تبدیلیاں رونما ہو گئیں۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"اٹھیے۔"

"کیا مطلب ہے؟"

"اٹھیے، مجھے یقین ہے کہ آپ کے پاس تھوڑا بہت وقت ضرور ہو گا۔"

"کام کیا ہے تمہیں مجھ سے؟"

"میں کہتا ہوں اٹھیے۔" اس کی آواز میں ایک غراہٹ تھی۔

ایک لمحے کے لیے میں بھی جھجک گئی۔ لیکن دوسرے لمحے میں اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ یہ غراہٹ ایک عجیب سی کیفیت کا پتا دیتی تھی۔ جس میں اپنائیت کا عنصر شامل تھا میں کھڑی ہو گئی تو وہ آہستہ سے بولا۔

"اپنا پرس ساتھ لے لیجیے ممکن ہے آپ کو اپنے پستول کی ضرورت پیش آ جائے۔"

"کہیں جانا چاہتے ہو؟"

"جی۔"

چلو میں نے پرس اٹھایا اور اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔

اس نے کار کے قریب پہنچ کر ہاتھ پھیلا دیا تھا اور مجبوراً مجھے کار کی چابی اس کے حوالے کرنی پڑی تھی۔ میں کار کے پچھلے حصے میں بیٹھی تھی۔ دلیپ شرما نے کار اسٹارٹ کی کار آگے بڑھا دی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ لیکن کچھ ایسے سوچیں گردش ہو گئی تھی کہ اس سے سوال بھی نہ کر سکی۔ کار ایک گھنٹے سے علاقے میں پہنچ گئی تھی جہاں احمد گلیوں میں کار لے جانے کی جگہ بھی نہیں تھی۔ دلیپ شرما نے اسے ایک جگہ پارک کر دیا اور مجھ سے بولا۔

"تشریف لائیے۔"

میں نے ایک لمحے اسے دیکھا اور پھر خاموشی سے وہاں سے اتر گئی۔ ٹوٹی پھوٹی گلیاں بکھری ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان گندے ننگے بچے کھیل کود رہے تھے اور ماحول بہت تعفن انگیز تھا۔ میں اس کے ساتھ آگے بڑھتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں پانچ چھ دروازے نظر آ رہے تھے۔ بوسیدہ سی عمارت تھی اور اس میں بیمار زندگی نظر آ رہی تھی۔ ایک دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے جیب سے چابی نکالی اور دروازہ کھول دیا۔

"چلیے اندر۔" وہ تحکمانہ لہجے میں بولا۔

اسی وقت برابر کے دروازے سے ایک بوڑھی عورت نکل آئی۔

"ارے یہ دلیپ ہے، وہ تیرا چاچا آیا تھا اپنے پیسے لینے کے لیے۔ کہہ گیا ہے کہ تو نے اس کے پیسے نہ پہنچائے تو مار مار کر بھس بھر دے گا اور یہ کون ہے؟ اب تو نے یہ دھندہ بھی شروع کر دیا؟"

دلیپ نے ایک نگاہ اسے دیکھا اور پھر بولا۔ "جا ڈی اماں اپنے گھر جا۔" اور وہ میرے ساتھ اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا جس کا تالا اس نے کھولا تھا۔

ایک کمرہ تھا جس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک ٹوٹی سی چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ اس پر بستر بچھا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک چھوٹی سی میز تھی۔ جس پر الماری نما شیلف بنی ہوئی تھی جس میں بہت سے کاغذات بکھرے ہوئے تھے مٹی کے تیل کی ایک لالٹین رکھی ہوئی تھی۔ ایک طرف گھڑا رکھا ہوا تھا۔ غرض یہ کہ اس کمرے کا نقشہ تھا۔ اس نے کرسی نہیں ہے، چارپائی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تشریف رکھیے۔"

"تم یہاں رہتے ہو؟"

"جی ہاں۔ میں اچھا یہ معلومات کسی کو نہیں دیتا لیکن آپ نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں آپ کو اپنے بارے میں تفصیلات بتا دوں۔ ذرا ایک منٹ رکیے۔" یہ کہہ کر وہ اور اس کے بعد دروازے سے باہر چلا گیا۔

وہ عورت شاید اندر نہیں گئی تھی جس نے دلیپ کو یہ اطلاع دی تھی۔ اس نے غالباً اس عورت سے کہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ اندر آ گئی۔ اس کی آنکھوں میں تجسس کے آثار تھے۔

"ہاں ماسی ذرا کچھ سوالات کرتے ہیں تم سے جواب دینا پسند کرو گی؟"

"کیسے سوالات؟ کیسے جواب؟ کوئی وکیل لگا ہوا ہے تو؟" ماسی نے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماسی دراصل بہت ضروری معاملہ ہے۔ بس تھوڑی سی مہربانی کرو اور میرے سوالات کے جواب دے دو۔"

"کیا بات ہے؟"

"ماسی اس کھولی میں میں کتنے عرصے سے رہتا ہوں؟"

"پانچ سال سے اور چار سال سے تو نے کرایہ نہیں دیا ہے۔ کیا سمجھا۔"

"کرایہ کی بات کون کر رہا ہے ماسی۔ یہ میری یہاں کی بات کر رہا ہوں۔"

"ہاں ۔ ہاں۔"

"اور ماسی میں زندگی کیسے گزارتا ہوں؟"

"جیسے چیونٹیوں کی طرح۔ سارے لوگوں کے قرضے چڑھے ہوئے ہیں تجھ پر۔ گالیاں سہتے ہیں جوتیاں مارتے ہیں مگر تو ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ ہاں تو کیا سمجھتا ہے بیبی یہ کوئی ساہوکار بتاؤں گی؟"

"نہیں ماسی بس ایسے ہی بی بی کے لیے انہیں بتانے کے لیے تم سے یہ سوال کیا تھا بس اب تم جا سکتی ہو۔"

"وہ تیری ٹانگیں توڑ کر رکھ دے گا اور ہم اپنے محلے میں دنگا فساد نہیں چاہتے۔ اچھا ہے تو اس کے پیسے دے دے ورنہ یہاں سے بھاگ جا اگر وہ یہاں آ گیا تو مار مار کر ... گا تیرا۔"

"ٹھیک ہے ماسی میں اس کے پیسے دے دوں گا تم بے فکر رہو۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

میں خاموش نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی، تب دلیپ شرما مسکرا کر میری طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"... اور کم از کم میری پچھلی زندگی کے پانچ سال کی رپورٹ ... گئی میڈم۔ اب اس سے پہلے کی زندگی کے ... میں بتاتے ہوئے ذرا وقت لگے گا۔ باقی اگر آپ کا ... سے چل جائے تو بہتر ہے۔"

میں کچھ متاثر سی ہو گئی تھی۔ یقیناً یہ سب کچھ سوچے ... کے تحت نہیں ہوا تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا ... تم سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں دلیپ شرما یہ زندگی کیا ... ہے؟ یہ کوئی زندگی ہے؟"

"میں دوسری زندگی صرف ایک ... پر چاہتا ہوں۔ ... میڈم کسی کی ایک دی ہوئی زندگی مجھے ناپسند ہے ... میں اس کو خوشی پر تم سے بعد میں بات ہو جائے گی ... لگ رہا ہے؟"

"اگر چلنا چاہیں آپ تو ضرور چلیے ورنہ میں آپ کو چائے ... گا۔ آپ کیا سمجھتی ہیں کیا مجھے اصل ... کا ... تھا؟"

"... کل تمہارے پاس بالکل پیسے نہیں ہیں؟"

"... سب سروں نے منہ پھیر لیا ہے کوئی ایک ... دینے کے لیے تیار نہیں ورنہ ٹیکسی کر لیتے ... چلیں۔"

"... چلے۔ میرے ساتھ چلو۔"

"..." دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"... ہے؟"

"اچھا یہ میک اپ ذرا اتار دیں۔"

"... نہیں ... اب جب تم نے میری اصل صورت ... تو اتار دوں گی۔ اس وقت یوں ہی رہنے دو ... اس میک اپ میں رہنا مجبوری ہے۔"

دلیپ شرما چند لمحات مجھے دیکھتا رہا اور پھر بولا "سب سے پہلے آپ یہ فرمائیے کہ میرے بارے ... سے وہ شکوک و شبہات نکل گئے یا نہیں؟"

"... پریشان ہوں دلیپ شرما۔"

"... ہے۔"

"یہاں سے چلو کسی ریستوران میں بیٹھ کر ... گی۔"

"... گئے۔ یہ ہوئی کام کی بات۔" دلیپ ... بولا اور اس کے بعد میرے ساتھ باہر

دروازے کو اس نے پھر تالا لگا دیا تھا۔ عقب سے آواز آئی۔

"اب اسی وقت یہاں آنا جب جیب میں پیسے ہوں ورنہ سارے محلے والے تیری ٹانگیں توڑ دیں گے۔ پتا نہیں کہاں سے موٹے مسٹنڈے سے آجاتے ہیں" یہ ماسی کی آواز ... رہی۔

میں دلیپ شرما کے ساتھ گلی میں آ گئی تھی گلی سے باہر آنے کے بعد میں نے گہرے گہرے سانس لیے اور پھر کار میں آ بیٹھی۔ اس بار میں نے خود ہی دلیپ کو ... برابر کا دروازہ کھول لیا تھا۔ اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

"میرے نزدیک بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دل میں میرے لیے کچھ گداز پیدا ہوا ہے۔"

"پاگل ہو تم۔ بالکل ہی پاگل ہو۔"

"ٹھیک ہے آپ مجھے پاگل کہہ لیں۔ لیکن میں جو کچھ کہتا ہوں ایک مخلص انسان ہوں۔"

"چلو کسی اچھے سے ریستوران میں چل کر بیٹھتے ہیں وہاں تفصیل سے باتیں کریں گے۔"

دلیپ شرما نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کار سڑکوں پر دوڑتی رہی اور پھر ایک ریستوران کے سامنے آ کر رک گئی تھی۔

"ٹھیک ہے؟"

"ہاں بالکل۔ آؤ۔"

وہ اطمینان سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا تو میں نے اس سے کہا۔

"اچھا یہ ... کار میں ہی ڈال دو۔"

"نہیں میڈم یہ کیموفلاج میری زندگی کا سب سے بڑا ساتھی ہے۔ آپ یقین کیجیے میں سوتے وقت بحالت مجبوری اسے اپنے گلے سے اتار کر رکھ دیتا ہوں کہ کہیں ٹوٹ نہ جائے ورنہ میرا جی چاہتا ہے کہ اسے سینے پر رکھ کر سو جاؤں۔"

"تم بے حد پاگل ہو۔" میں نے مسکرا کر کہا اور وہ مجھے سمیت میرے ساتھ اندر داخل ہوا ... ہوگی ریستوران کے ایک گوشے میں جا بیٹھے ... دلیپ شرما مجھے ایک بہت عجیب ہستی نظر آ رہا تھا بہت کچھ جو چاہتا ہے اس دنیا میں اپنے دوست بنانے کے لیے۔ لیکن میری بدنصیبی کے میرا ساتھ نہیں

چھوڑا۔ اگر کسی کو دوست بنایا بھی تو بھی نہ کہیں گڑبڑ ہو گئی۔"

"اور اگر آئندہ کبھی آپ کو موقع ملے گا تب بھی تو آپ دوست نہیں بنائیں گی کسی کو؟"

"نہیں یہ بات نہیں ہے۔ یہ آرزو کس کے دل میں نہیں ہوتی۔"

"تو پھر ایک ایسا دوست چل جائے گا جسے آپ کو بتانا بھی پڑے، میرا مطلب ہے جس کے اخراجات بھی پورے کرنا پڑیں۔"

"دیکھو دلیپ شرما اخراجات وغیرہ کچھ نہیں ہوتے میرے پاس، اگر کچھ ہے اور کہیں اس میں سے کچھ مل جائے تو میں سمجھتی ہوں یہ انسان کا انسان پر فرض ہے۔ تمہارے پاس اگر کچھ ہے اور اگر مجھے مل جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔"

"اس کے علاوہ میں آپ کو اپنی زندگی تک دے سکتا ہوں۔" دلیپ شرما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا بتاؤ کیا کھاؤ گے؟"

"کھانے پینے کی جو چیزیں آپ منگوا سکتی ہیں منگوا لیجیے۔"

اس نے بے تکلفی سے کہا اور میں نے مس گروور کو اشارہ کر دیا۔ پھر بیٹھے کافی چیزیں طلب کر لی تھیں اور دلیپ شرما کرسی کی پشت سے گردن ٹکا کر بیٹھ گیا تھا۔

"کیوں تم نہیں سکتے کیوں ہو گیا؟"

"آپ نے ویٹر کو جو آرڈر دیا ہے اس کے تصور میں گم رہنا چاہتا ہوں۔ اس وقت تک جب تک ویٹر اپنا آرڈر سرو نہ کر دے۔"

"ٹھیک ہے جب تم حلق تک ٹھونس لو تب مجھ سے بات کرنا۔ لیکن کیا اس وقت تک تم بات کرنے کے قابل رہو گے؟"

"ہاں پیٹ بھرنے کے بعد میں نہایت عمدہ گفتگو کرتا ہوں اور میرا ایک اخلاقی فرض بھی یہ ہوتا ہے جتنا کچھ آپ اطمینان سے کھلانے کے بعد گفتگو ہوگی تو وہ بہت نفیس ہوگی۔" میں ہنستی رہی۔

ویٹر نے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد جو کچھ منگوایا تھا لا کر سامنے سرو کر دیا اور دلیپ شرما معمول کے مطابق سارے ماحول سے بے خبر ہو کر کھانے پینے کی چیزوں میں جٹ گیا تھا۔

میں نے بھی اپنی پلیٹ میں کچھ رکھ لیا تھا لیکن کھاتے ہوئے بھی میرا ذہن اس شخص میں الجھا ہوا تھا۔ یہ ایک عجیب سا کردار تھا۔ اگر کہیں اس کا تعلق انٹرپول سے ہے جو اسمگلروں کی سرکوبی کی حیثیت سے مجھے پہچانتا ہو، کوششوں میں مصروف ہو مگر دلیپ شرما یہ نہیں ہے تو اس کے علاوہ وہ جو کچھ بھی ہے میں اسے برداشت کر سکتی ہوں۔ لیکن اگر اس کا تعلق انٹرپول سے ہوا تو پھر شاید میرا رویہ اس کے بارے میں بہتر نہ رہے۔ پھر صاحب اتنی اچھی طبیعت بھی نہیں رہی تھی کہ بہت زیادہ اس مسئلے پر پریشان ہو جاتی۔ میں نے سوچا کہ وقت گزرنے دیا جائے۔ دلیپ شرما سے تھوڑا بہت کام بھی لیا جائے تاکہ اگر اس کا تعلق انٹرپول سے ہے بھی تو اس کا ذہن بٹ جائے اور میں اسے [illegible] الجھا رہی۔ کیونکہ اس بات کا مجھے یقین تھا کہ کم از کم [illegible] کے مسئلے سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوگا کہ میں [illegible] کی رکن رہی ہوں۔ دلیپ شرما کھاتا رہا۔ بہت اچھی خوراک تھی اس کی، ویسے بھی صحت مند اور کسرتی بدن کا مالک تھا۔ اندر کیا خوراک جاتی ہوگی [illegible] اس کے بارے میں ابھی تک مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ کھانے سے فراغت حاصل ہو گئی اور اس کے بعد ہم دونوں کافی پینے لگے۔ دلیپ شرما بہت مطمئن نظر آنے لگا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔

"میڈم ویسے تو کام چلانے کے لیے لفظ میڈم ہی کافی ہے لیکن [illegible] سوچتا ہوں اگر میں آپ کا نام بھی جان سکتا تو کہہ کر مخاطب کرنے میں آسانی ہوتی ورنہ جیسا آپ پسند کریں۔ آپ جانتی ہیں کہ میں نے اس معاملے کے علاوہ آپ کی ذاتیات کے بارے میں کوئی کرید نہیں کی ہے۔"

"اوہو اتنی لمبی چوڑی تمہید باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔ بھارتی ہے میرا نام۔"

"بہت خوب۔ مس بھارتی؟"

"ہاں مس بھارتی۔" میں نے کسی قدر خوشگواری سے کہا۔

"سوری۔ سوری میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ مجھے مس نہیں لگتیں، بس ایسے ہی یہ سوال کر لیا تھا۔"

"شرارت نہیں۔"

"جی میڈم۔ بس مس بھارتی۔" اس نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور میں چند لمحات خاموشی سے اس کی صورت دیکھتی رہی۔ پھر میں نے اس سے کہا۔

"دلیپ شرما بہت سے خیالات میرے ذہن میں … ابھی ہمارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے … روشنی میں آگے بڑھنا چاہتی ہوں۔"

"… بڑے پیچھے میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"دیکھو دلیپ جیسا کہ تم نے ابھی کہا کہ تم نے میری ذاتیات میں ابھی کوئی سوال نہیں کیا ہے۔ میں خود بھی … کہ تم میری ذات کی گہرائیوں میں اترنے کی کوشش … میں۔ تمہیں بتا دوں اس پر آ کر گفتگو کرنا …"

"… ایک دوست کے لیے خواہشات کا اظہار ہے یا … شخص کے لیے جس پر آپ احسانات کرنا چاہتی ہیں۔"

"… مرد دوستی کا نام دوں تو تمہارا کیا خیال …"

"… میں بہت خوشی سے آپ کی یہ خواہش قبول کروں گا …"

"… کہ درحقیقت ہم دونوں کے درمیان اعتماد کی فضا … قائم ہو سکتی ہے۔ میں تمہارے بارے میں ابھی … کا شکار ہوں۔ اس بات سے انکار نہیں کر سکتی … یہ بھی بتا دوں کہ ابھی تک تمہیں کچھ بھی نہیں … کرنے والا وقت نہیں، ایک دوسرے کے بارے میں … جائے گا، مجھے اس پر اعتراض نہیں کریں گے۔"

"… ویسے وہ بات بتاؤں میں کہ آپ … فاصلہ تو حل … اگر اس سے پہلے نہیں جانا چاہتی ہیں یا اگر … کو دیکھنے کے بعد میری ذات سے … کی خواہاں ہیں تو میں آپ کو مجبور نہیں … بھارتی۔ جیسا آپ پسند کریں۔ سوچتی رہیں … میں۔ اگر آپ سوچتی ہیں کہ میرا تعلق کسی ایسی … آرگنائزیشن سے ہے جو کسی بھی سلسلے میں … تو یہ بتا دینا ضروری سمجھتا … کوئی بات نہیں ہے۔ باقی بھارتی جی … اس پر کوئی اعتراض ہوگا اور نہ اس … دلچسپی ہے۔"

"… گڈ۔ ویری گڈ۔ تم مجھ سے بھی میرے بارے … چاہو گے؟"

"… باتیں ہیں ذہن میں اگر آپ بتانا پسند کریں … اس کا حق تو نہیں رکھتا اور وہ آدمی کسی … رکھتا جو دوسروں کا دوست نہ ہو۔"

"… بالکل اگر تم آئندہ نہ کرو تو بہتر ہے۔"

"… ہے دوست کی حیثیت سے کہہ رہی ہیں یہ بات؟"

"ہاں بھئی ہاں دوست کی حیثیت سے۔ بار بار یہ سوال کیوں کرتے ہو؟"

"محتاط آدمی ہوں، کسی کی حاکمیت قبول کرنے کا عادی نہیں ہوں۔"

"کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

"ٹھیک اب؟"

"دراصل دلیپ میرا تعلق انڈین ایئر لائنز سے ہے۔ میں انڈین ایئر لائنز میں ایئر ہوسٹس کی حیثیت سے ملازمت کرتی تھی۔ میرا اصل کچھ ایسی الجھنوں کا شکار ہو گیا ہے جس سے میں خود بھی ناواقف ہوں اور ان ہی الجھنوں کو سلجھانے کے لیے میں یہ تمام کارروائیاں کر رہی ہوں۔ اب تم اس کوٹھی کے بارے میں سوال کرو گے کہ ایک ایئر لائنز کی ایئر ہوسٹس کے پاس اتنی اعلیٰ درجے کی کوٹھی اور دوسرے بہت سے لوازمات کہاں سے آ گئے؟ تو میں تمہیں ایک بات بتا دوں۔ میں ایک خاندانی شخصیت ہوں۔ ایئر ہوسٹس کی ملازمت میں نے صرف شوقیہ طور پر اختیار کی تھی اور اس شوق کے سلسلے میں ملازمت جاری ہے۔ میرے والدین میرے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں اور میں اس سے پوری زندگی بآسانی گزار سکتی ہوں لیکن اپنے اس شوق کی تکمیل کے لیے میں یہ سب کچھ کر رہی ہوں۔ یہ تو ہوئیں ابتدائی باتیں۔ اب آ جاؤ انجلی کے سلسلے میں۔ تو انجلی ایک ایسا مسئلہ ہے جو میری ذات کی ایک الجھن سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اسے سلجھانے میں کوشاں ہوں اور اس الجھن کے بارے میں ابھی کسی کو کچھ بتانا نہیں چاہتی۔"

"ایک اور سوال۔" دلیپ شرما نے کہا۔

"ہیں۔ جی پوچھیے مسٹر شرما؟" میں نے کس قدر شوخی سے کہا۔

"اس طرز تخاطب کا شکریہ۔ میڈم۔ بلکہ مس بھارتی یہ فرمائیے کہ وہ لوگ کون ہیں جو انجلی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں؟"

"یقین کرو دلیپ شرما مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ میں نے صرف انجلی کو دیکھا تھا ایک بار اور میرے ذہن میں اس کے لیے کچھ جستجو پیدا ہو گئی۔ انجلی جس ہوٹل میں مقیم تھی اس میں اوما دیوی نامی ایک خاتون ہیں جو اس ہوٹل کی نگراں ہیں۔ ان کی جانب

"دوست کی حیثیت سے" میں نے پھر جواب دے دیا اور وہ مجھے گھورنے لگا۔

"آئندہ اگر یہ لفظ استعمال کیا تو اچھا نہیں ہوگا۔"

"کیوں ۔۔۔؟"

"کیونکہ یہ لفظ میرا ہے۔"

"میرا بھی تو ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ٹھیک ہے۔ لفظ پر کسی کی اجارہ داری کیسے ہو سکتی ہے۔"

"اس کے علاوہ ڈونیبر ولیپ اگر تم چاہو تو میں تمہیں اپنی کوٹھی میں رہائش گاہ بھی دے سکتی ہوں۔"

"دوست کی حیثیت سے؟" اس نے سوال کیا۔

"بالکل۔"

"ہرگز نہیں ۔۔۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں اسی جگہ رہنا چاہتا ہوں، جہاں میں رہتا ہوں۔"

"اچھی جگہ تو نہیں ہے۔ تم اگر چاہو تو ۔۔۔"

"نہیں چاہوں گا ۔۔۔ بالکل نہیں چاہوں گا۔"

"میں اگر تم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گی تو مجھے دقت ہوگی۔"

"ولیپ کا نام بھی کو میسج دے دیا کریں۔ وہ مجھ تک آپ کا میسج پہنچا دیا کریں گی۔"

"کچھ دقتیں درپیش ہوں گی۔"

"تو پھر ایک اور کام کیے لیتے ہیں۔ میں روزانہ آپ کو مخصوص وقت پر فون کر لیا کروں گا اور آپ کے کسی ملازم سے ہدایات وصول کر لیا کروں گا۔"

"وہاں رہنے پر کیوں مُصر ہو اس کے پس پردہ کوئی خاص بات ہے؟"

"اگر وہ خاص بات کسی لڑکی کی شکل میں ہے تو ہرگز نہیں۔ میں اس قسم کی خاص باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔"

"اس کے علاوہ ۔۔۔؟"

"نہیں کچھ نہیں۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ زندگی کے پانچ سال وہاں گزارے ہیں۔ ان سب کے درمیان رہ کر زندگی کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے اور میں زندگی کو قریب ہی سے دیکھنے کا عادی ہوں۔"

"چلو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی میں تو چاہتی تھی کہ تم کوٹھی میں آ جاتے۔"

"ہرگز نہیں جی ۔۔۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہاں اس خوشبودار کوٹھی میں، میں کیسے زندہ رہ سکوں گا جبکہ پانچ سال پورے پانچ سال وہ تمام بدبو میرے پھیپھڑوں میں بھی ہوئی ہے جو وہاں اُڑتی رہتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں اسی کی وجہ سے صحت مند ہوں۔ کسی پُرفضا اور صاف ستھرے ماحول میں تھوڑا بہت وقت تو گزارا جا سکتا ہے ساری زندگی نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے بھئی۔ تم تو سوچ کچھ اور بتاؤ تم کے آدمی۔ اچھا یہ کام تو کرو گے میرا۔"

"دوست کی حیثیت سے؟" اس نے پھر سوال کیا۔

"بالکل ۔۔۔ بالکل۔"

"بیگم ۔۔۔ حکم دوستوں کا حکم سر آنکھوں پر۔"

"انجم کو تلاش کرو۔ یہ معلوم کرو کہ مس میر جاوید کے فلیٹ سے نکل کر کہاں چلی گئی ہیں۔"

"او کے میں اسے تلاش کر دوں گا۔ اور کوئی حکم؟"

"نہیں ابھی حکم بالکل نہیں ہے۔ بس ذرا تمہیں اپنے بارے میں تفصیل بتانے کا وقت آ جائے اس کے بعد تم سے میں کچھ اور بھی مدد مانگوں گی۔"

"ہوں! کوئی خطرہ تو نہیں ہے کسی قسم کا ۔۔۔؟"

"دشمنوں سے تو خطرہ ہی ہوتا ہے؟"

"میں چلوں ۔۔۔؟"

"کیوں گھبرا گئے خطرے سے؟"

"ہاں مجھے لگتا ہے۔ آپ لوگ کافی خطرناک ہیں۔ آپ کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں اور آپ سچ مچ قتل کر ڈالتی ہیں۔"

"اور اس کے باوجود تم میرے دوست بن گئے؟"

"آپ لوگوں سے مجھے بہت دلچسپی ہے۔ آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں ذرا تجسس پسند قسم کا آدمی ہوں۔ ہر طرح کے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا جاؤ۔ کب فون کرو گے مجھے؟"

"آج رات کو دس بجے۔"

"میں وہاں موجود نہیں ملوں گی۔"

"تو پھر ۔۔۔؟"

"یہ ایک اور نمبر نوٹ کر لو۔ یہ میرا مستقل ٹھکانہ ہے۔" میں نے اس بار اسے راگنی کے فلیٹ کا فون نمبر دے دیا۔

"یہ تو بالکل ہی الگ جگہ ہے۔"

"ہاں۔ میں اپنی اصل شکل میں نہیں رہتی ہوں میری دوست ہے راگنی وہ بھی میرے ساتھ انڈیا سے اسٹیر لائنز میں ائیر ہوسٹس ہے۔ میں اس کے ساتھ رہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے بھارتی جی۔ میں آپ کو ٹھیک [...] کر دوں گا اور روزانہ یہی وقت مقرر کر لیا جائے گا۔"

"بالکل ٹھیک ۔۔۔ بالکل ٹھیک۔" اس نے کہا اور [...] کے بعد احمقوں کی طرح بغیر کچھ کہے سنے باہر نکل گیا۔ میں خود بھی احمقوں کی طرح منہ پھاڑے رہ گئی تھی [...] اس نے مجھے دکھایا تھا جو کچھ اس نے مجھے بتایا تھا [...] کے بعد اس کی شخصیت پر شک کرنے کا جواز نہیں [...] جاتا تھا۔ بس اسے ایک لاابالی انسان ہی کہا جا سکتا تھا [...] اور یہ لاابالی انسان کسی حد تک مجھے پسند آ گیا تھا [...] دوست کی حیثیت سے۔

باہر نکلی تو دور دور تک اس کا پتا نہیں تھا۔ کار کی [...] میرے پاس چھوڑ گیا تھا۔ نجانے کہاں چلا گیا تھا وہ بہرحال [...] مسئلہ نہیں تھا۔ میں نے سوچا کہ اپنے اس پروگرام پر [...] ڈالوں جس کے بارے میں میں نے پہلے سے طے کیا تھا [...] کسی ہوٹل میں اپنے لیے ایک الگ جگہ تلاش کر لی جائے [...] مجھے آسانیاں ہو جائیں اور اس کے بعد پھر کوئی ایسا [...] وغیرہ بھی دیکھوں گی جو وقتاً فوقتاً میرے کام [...] اپنے سلسلے میں اپنے حساب سے باقاعدہ کام کا آغاز کر دیا تھا [...] چیزوں کو بھی مدنظر رکھنا تھا۔ ہوٹل میں کمرہ [illegible] میں نے ایک عمدہ [...] ہوٹل میں [illegible] کا ایک کمرہ حاصل کر لیا [...] وہاں قیام کرنے کے بعد نکل آئی اور [illegible] کو میں نے [...] تھا کہ میں مصروف ہوں اور ضروری نہیں ہے کہ روزانہ [...] آؤں۔ بس یہ کمرہ میرے نام تک رہنا چاہیے [...] ہوتی رہتی تو اس کا تذکرہ کرنے کا سوال ہی نہیں [...] تا تھا لیکن بہرطور میں نے اس کا تذکرہ کر دیا تھا [...] آ گئی۔ آج کا دن واقعی بڑا مصروف دن گزرا [...] میں اس گزرے ہوئے دن کے بارے میں سوچتی [...] رات کو واپس آ گئی۔ اسے دوسرے دن پھر جانا تھا [...] زیادہ تفصیلی ملاقات نہیں ہو سکی اور پھر [...] پھر چلی گئی۔ اس دن مجھے بھی ایک خلائی شیڈول [...] پیدا ہو گیا تھا۔ مختصر سا تھا لیکن مجھے صرف ایک دن کے [...] میں سب کچھ بھول کر اپنی خلائی پر روانہ ہو [...] ذمہ داریاں ۔۔۔ وہی سب کچھ اور دوسرے دن بھی [...] بعد کئی دن کی فرصت تھی جس کی مجھے اطلاع [...] تو شاید میں چھٹی لے لیتی کیونکہ میں نے اب [...] زندگی میں شاید ہی کبھی چھٹی لی ہو۔ خود اتنا وقت مل جاتا تھا کہ مجھے چھٹی لینے کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی تھی۔

بہرطور اب میں انجم کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھی۔ میں نے واپس آنے کے بعد سب سے پہلے کسی فون وغیرہ کی معلومات حاصل کی تھیں۔ لیکن پتا چلا کہ کوئی فون وغیرہ نہیں آیا تھا۔ ولیپ شیرا میرے ذہن پر چھایا ہوا تھا اور میں اس کے بارے میں بہت کچھ سوچتی رہی تھی۔ بہرحال اس کے بعد میں ہوٹل پہنچی چہرے پر میک اپ کیا اور باہر نکل آئی۔ مجھے اب ذرا سی آسانی ہو گئی تھی، کیونکہ میک اپ کرنے کے لیے ایک جگہ مل گئی تھی۔

ٹیکسی کر کے کوٹھی پہنچی تھی اور اس کے بعد کار کے سلسلے میں بھی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے فی الحال ہوٹل ہی چھوڑ دیا جائے گا اور فرصت کے وقت اسے وہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام کافی آسان ہو گیا تھا اور رفتہ رفتہ میں اپنے اس ذہنی بحران پر قابو پانے میں کامیاب ہوتی جا رہی تھی، جو مجھ پر طاری رہتا تھا۔ طبیعت میں ایک ٹھہراؤ سا آ گیا تھا اس سلسلے میں ۔۔۔ میں نے خود کو تسلیم بھی کیا تھا، حالات نے مجھے یہ بتا دیا تھا کہ جو کام میں نے اپنے ذمے لیا ہے اور جو کام میری زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے وہ اتنا آسان نہیں ہے کہ میں اسے چند دنوں یا چند ہفتوں یا چند مہینوں میں سرانجام دے سکوں۔ مجھے تو شناخت اپنی پہچان کے لیے طویل جدوجہد کرنی تھی اور اس جدوجہد میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی میرے لیے نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ چشم تصور سے میں نے اس پیچیدہ جال کو دیکھ لیا تھا جو میرے چاروں طرف بُن دیا گیا تھا اور اب میرے لیے بہترین طریقہ یہی تھا کہ میں رفتہ رفتہ اس جال کو کاٹتی جاؤں کہیں جلد بازی سے کام لیا تو میں نقصان اٹھا سکتی ہوں ۔۔۔ اور اس پُراسرار جال کو کاٹنے کے لیے مجھے ٹھنڈے دل، ٹھنڈے ذہن اور ٹھنڈے دماغ سے کام لینا ہوگا۔

ولیپ شیرا بھی ایک پُراسرار کردار تھا لیکن بہرطور اب اس پر تھوڑا تھوڑا اعتبار ہوتا جا رہا تھا جس فطرت کا وہ مالک تھا اسے میں اچھی طرح پہچان چکی تھی۔ وہ ایک خود سر نوجوان تھا، بس اپنی ذات میں مست قسم کا اور اگر اس کے علاوہ وہ کچھ اور ہے تو پھر ایسے بہت سے کردار ایسے موجود ہیں جو سامنے سے کچھ اور اندر سے کچھ اور ۔۔۔ اور یہ سب مجھے دیکھنا تھا۔

دلیپ کا فون نمبر معلوم تھا جس کے لیے ولیپ

خبر سے رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اگر وہ غائب ہو گئی ہے تو پھر مجھے بھی یہ نہیں چاہیے کہ اس کی تلاش کروں کیونکہ یوں وہ غلط فہمی کا شکار ہو جائے گا۔ ہر چند کہ کام کا آدمی ہے اور میری ضرورت بھی ہے، لیکن اس کے سامنے ساکھ بھی مجھے اپنا وقار بھی قائم رکھنا تھا۔

چنانچہ دلیپ شرما سے رابطہ کا فیصلہ میں نے ملتوی کر دیا۔ فی الحال اور کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں تھا جو نگاہوں کے سامنے ہو۔ چنانچہ کافی دیر کوٹھی میں گزارنے کے بعد پھر واپس فلیٹ پر آ گئی۔

یہاں کے معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی وہ بھی تو افراد تھے یہاں اور انہوں نے اپنی دلچسپیوں کو محدود کر لیا تھا۔ وہ تو تعلیم حاصل کر رہا تھا اور تفریح باز بھی تھا۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہیں باہر جانے کی فرمائش نہیں کی تھی۔ گھر پہنچی تو ماما جی نے ایک لفافہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔

"ڈاک سے آیا ہے تمہارے نام بھیجا ہے۔" میں متحیر رہ گئی۔ یہ پہلا موقع تھا زندگی میں جب کسی نے ڈاک سے میرے نام کوئی خط بھیجا تھا۔ میرے شناسا ہی کتنے تھے۔ بس چند ہی لوگوں سے تو واقفیت تھی۔ پرانی سہیلیوں سے تو رابطہ منقطع ہی ہو گیا تھا اور کبھی بھی جب سے اپنے حالات بگڑے تھے، میں نے جان بوجھ کر ان سے اپنے سارے رشتے ختم کر دیے تھے۔ جو فراغت کے لمحے ہوتے ہیں، محبتوں اور دلچسپیوں کے دن ہی میں سفر کرتے ہیں۔ لیکن میرے سفر کے راستے تو بالکل ہی مختلف ہو گئے تھے۔

لفافے کو متحیرانہ انداز میں دیکھتی ہوئی میں اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اور پُرتجسس انداز میں اسے کھول لیا اندر سے ایک پرچہ نکلا جو میرے لیے انتہائی حیرت کا پہلو رکھتا تھا۔ لکھا تھا۔

"مجھے تمہاری اشد ضرورت ہے۔ ایک ایسا ہی مشکل کام آ پڑا ہے جس میں تم سے ملاقات کرنا ضروری ہے۔ اپنی مصروفیات میں جو اوّل وقت ملے اس میں فوراً مجھ سے خرم حالپور آ کر ملو۔

جے شری۔"

میں اس تحریر کو سنسنی خیز نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ یا خدا یہ تحریر میرے لیے انتہائی حیرت ناک تھی۔ جے شری دیوی نے مجھے خرم حالپور بلایا تھا۔ میں نے اس تحریر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اس کے بعد خیالات میں ڈوب گئی۔

کیا کرنا چاہیے جے شری کو میری کیا ضرورت پیش آ گئی؟ وہ اگر ایسا ہی اہم مسئلہ سمجھتی تھیں تو خود بھی یہاں آ سکتی تھیں۔ میرے بارے میں انہیں تمام تفصیلات معلوم تھیں۔ بہر طور ہو سکتا ہے کوئی ایسی ہی الجھن ہو جس کی وجہ سے وہ خود یہاں نہ آ سکتی ہوں۔ پھر میں شاہ میرے تمام معاملات سے جے شری کا براہِ راست تعلق تھا اور پھر ان دنوں تو انجلی بھی میرے لیے ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ چنانچہ اگر جے شری دیوی سے مل جاؤں ان کی خواہش کے مطابق تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ میں نے چند ہی لمحات میں فیصلہ کر لیا کہ مجھے خرم حالپور چلے جانا چاہیے اور اس کے بعد میں تیاریاں کرنے لگی۔

خرم حالپور جانے کے لیے مجھے کوئی قباحت نہیں تھی۔ شیڈول میں ایسا کوئی پروگرام نہیں تھا جو فوری نوعیت کا ہو۔ چنانچہ میں تیاریاں کرنے کے بعد ماما جی کے پاس پہنچی۔

"ماما جی! میں خرم حالپور جا رہی ہوں۔"

"خرم حالپور...؟"

"ہاں۔ میری ایک شناسا کا خط آیا ہے بہت ضروری کام ہے انہیں مجھ سے۔ اگر دلیپ شرما آئیں تو آپ ان سے کہہ دیجیے گا کہ میں کسی کام سے خرم حالپور گئی ہوں جے شری دیوی نے مجھے بلایا ہے۔"

"دلیپ شرما کون ہیں؟"

"میرے ایک شناسا ہیں۔ اگر ان کا فون بھی آ جائے تو یہی بات کہہ دیجیے گا آپ۔"

"اچھا۔ کب تک واپس آ جاؤ گی؟" ماما جی نے پوچھا۔

"تھوڑا وقت تو لگے گا ظاہر ہے میں خود بھی زیادہ عرصہ کہیں نہیں رہ سکتی۔"

"ٹھیک ہے۔" ماما جی نے کہا اور میں ضروری تیاریاں کرنے کے بعد چل پڑی۔ دو جوڑے کپڑے ایک بیگ میں رکھ لیے تاکہ اگر کچھ وقت گزارنے کی ضرورت پیش آ جائے تو دقت نہ ہو۔

خرم حالپور میں پہلے بھی جا چکی تھی اس لیے مجھے کوئی مشکل پیش نہ آئی اور بالآخر میں خرم حالپور روانہ ہو گئی۔ ذہن تمام راستے شدید سنسنی کا شکار رہا تھا۔ آخر شری دیوی مجھ سے کیا چاہتی ہیں؟ بہر طور خرم حالپور سے میری انوکھی یادیں وابستہ تھیں، زندگی کے سنسنی خیز

لمحات کا آغاز یہیں سے ہوا تھا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ جے شری دیوی اصل میں انجلی ہیں۔ میں مسز پدما گھوش کا ... کیونکہ مجھ سے زیادہ آپ لوگ میری ان الجھنوں سے واقف ہو چکے ہیں۔

خرم حالپور سے جے شری کی رہائش گاہ تک کا سفر مشکل کا باعث رہا اور بالآخر میں وہاں پہنچ گئی۔

سوالات ذہن کے تانے بانے بن رہے تھے اور میں بار بار سوچ رہی تھی ... جے شری دیوی شاید اس وقت یہاں موجود نہیں تھیں، لیکن دوسرے لوگ میرے شناسا تھے انہوں نے میرے قیام کا بندوبست کر دیا۔ ابھی مجھے یہاں پہنچے ہوئے بمشکل چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں گزرے تھے ... میں جے شری دیوی کا انتظار کر رہی تھی۔

جے شری دیوی میرے کمرے میں داخل ہوئیں تو وہی شکل و صورت وہی کیفیت ... میں نے ان کا استقبال کیا تھا۔ جے شری دیوی نے ... پر ہاتھ رکھا اور بولیں۔

"خیریت سے پہنچ گئیں؟ تمہیں اچانک میری یاد کیسے آئی؟"

میں حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گئی، اور پھر میں نے کہا ...؟

"آپ نے مجھے بلایا تھا۔"

"میں نے؟" جے شری دیوی حیرت سے بولیں۔

"تو کیا آپ نے مجھے نہیں بلایا تھا؟"

"تم آ گئی ہو میرے لیے خوشی کی بات ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آتی جاتی رہا کرو مجھے خوشی ہو گی۔ جب تم کوئی توجہ نہیں دیتیں تو میں بھی خاموش ہو جاتی ہوں یہ سوچ کر کہ تم سوچتی ہو گی کہ میرا تم سے رشتہ ہی کیا ہے ... پھر تم ان باتوں کو ... یہ بتاؤ تمہیں کس نے بلایا ہے؟"

میں نے وہ خط نکال کر جے شری دیوی کو دکھا دیا۔

جے شری دیوی نے عجیب سے انداز میں مجھ سے وہ لفافہ لے لیا اور خط نکال کر پڑھا اور پھر ان کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔

... انہوں نے کہا اور خود بھی میرے قریب ... میں تعجب سے ان کی صورت دیکھ رہی تھی کہ

ان کے چہرے سے کچھ پتا چلتا تھا۔ پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"ڈیئر! میں نہیں جانتی یہ خط کس نے لکھا ہے؟"

"کیا مطلب...؟" میں اچھل پڑی۔

"ہاں یہ میری تحریر نہیں ہے اور میں نے تمہیں یہاں نہیں بلایا۔ لیکن تمہارے آنے سے میں بے حد خوش ہوں بے حد۔"

"اس خوشی کی بات چھوڑ دیجیے جے شری دیوی جی۔ اس بات کو سوچیں کہ اگر یہ خط آپ نے نہیں لکھا تو پھر کس نے لکھا ہے؟ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب کیا ہے۔"

"میں بھی یہی سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔" جے شری دیوی نے جواب دیا۔

میرے تن بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی کوئی مجھے یہاں بلا کر کیا کرنا چاہتا ہے؟ کیا مقصد ہے اس کا اور کیا فائدہ حاصل کرنے کا خواہش مند ہے وہ؟ جے شری دیوی کو میں نے شک کی نگاہوں سے دیکھا تھا لیکن عجیب سی بات ہے اگر جے شری دیوی نے یہ خط نہیں لکھا تو پھر کس نے لکھا ہے اور اس کا مجھے یہاں بلانے سے کیا مقصد ہے؟ شری دیوی شاید خود بھی اسی سوچ میں گم تھیں۔ پھر انہوں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"بہرحال تمہارے یہاں آنے سے جو اطمینان سا ہو گیا ہے اسے ختم کر دینا کوئی اچھی صورت نظر نہیں آتی ہے۔"

"انجلی بے قرار ہیں مگر پہلے میں اس کی تصدیق کر لینا چاہتی ہوں کہ یہ خط مجھے آپ نے نہیں لکھا۔ دیکھیے لفافے پر خرم حالپور کی مہر بھی ہے گویا یہیں سے بھیجا گیا ہے۔"

"ہوں... دیکھوں ذرا۔" جے شری دیوی نے کہا اور لفافے کو ہاتھ میں لیے رہیں ... اور پھر آہستہ سے کہا۔

"ہاں۔ لفافہ خرم حالپور سے ہی بھیجا گیا ہے ایک منٹ میں ابھی آتی ہوں۔" وہ باہر نکل گئیں اور میں تعجب سے اس لفافے اور اس میں لکھے ہوئے پرچے کو دیکھتی رہی۔ بہر طور ذہن میں بہت سے عجیب و غریب خیالات آ رہے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ میں نے خود کو پُرسکون کر لیا۔ تمام معاملات سے نبرد آزما ہونے کے لیے مجھے تیار رہنا چاہیے تھا اور کسی بھی ایک مسئلے کے لیے اپنی الجھنوں کا اظہار قطعی غیر مناسب تھا۔ جے شری دیوی واپس آ گئیں

ان کے ہاتھ میں ایک پیپر ویٹ اور قلم تھا۔ پیپر ویٹ کا ٹکڑا تو وہ نہیں تھا جو اس لفافے میں موجود تھا بلکہ اس سے مختلف قسم کا تھا۔ جے شری دیوی میرے سامنے بیٹھ گئیں، میں حیرت سے انہی کی صورت دیکھ رہی تھی۔ جے شری دیوی نے ایک پرچے پر وہی مضمون لکھا جو اس پرچے میں موجود تھا اور پھر کاغذ میری طرف بڑھا دیا۔

"یہ میری تحریر ہے۔ تم ان دونوں تحریروں کا موازنہ کر لو، تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ پرچہ میرے نہیں لکھا۔" میں نے غور کیا دونوں تحریروں میں نمایاں فرق تھا۔ پھر میں نے سوچا، جے شری دیوی کی طرف سے یہ خط لکھ کر مجھے بلانے والا کون تھا اور اس کا مقصد کیا تھا۔

جے شری دیوی مجھے دیکھ رہی تھیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولیں۔ "مجھے یقین ہے کہ تم مجھے جھوٹا نہیں سمجھ رہی ہو گی۔"

"یقیناً ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ آخر اس کا مقصد کیا ہے۔؟"

"بھگوان ہی جانے۔" جے شری دیوی گہری سانس لے کر بولیں پھر کہنے لگیں۔ "خیر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ تمہیں بلانے والی میں نہیں ہوں اور کسی دوسرے نے خط لکھ کر تمہیں یہ تکلیف دی ہے، لیکن تمہاری یہاں آمد سے میں بہت خوش ہوں، وہ اصل بھارتی ہے اور تمہارے درمیان کچھ عجیب و غریب کیفیات پیدا ہو گئی ہیں، مختصراً میں نے تمہیں ابھی اُلجھنوں کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اب یہ بات میں نہیں کہہ سکتی کہ تم نے ان پر یقین کیا یا نہیں، لیکن ایک بات ضرور ہے، میری ذات سے کبھی تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، اس بات پر پورا پورا بھروسہ رکھو۔"

مگر دیکھا جس جگہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہماری گفتگو کے لیے موزوں ہے۔؟"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ یہاں سے ہماری باتیں کہیں اور تو نہیں جا سکتی ہیں؟"

"نہیں، اس کا امکان تو نہیں ہے۔ تاہم ہم تھوڑی دیر کمرے میں چلو۔ میں تمہیں اپنے کمرے میں لیے چلتی ہوں۔ وہ جگہ بالکل محفوظ ہے۔" جے شری دیوی نے کہا اور میں ان کے ساتھ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ ان کا اندرونی کمرہ میں

پہلے بھی دیکھ چکی تھی جو ان کی خواب گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ جے شری نے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر کے روشنیاں کر دیں اور پھر مجھے ایک سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ خود بھی میرے نزدیک ہی آ بیٹھی تھیں، پھر وہ کہنے لگیں۔

"کہو! تم اس دوران کیسے حالات سے گزرتی رہی ہو؟"

"کوئی خاص بات نہیں، بس ٹھیک ہوں۔ زندگی پُر اسرار واقعات ایک معمول بن گئے ہیں اور اب میں ان معمولات سے بددل نہیں ہوں۔"

"ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی ہم دونوں سے کیا چاہتا ہے۔"

"آپ سے؟"

"ہاں۔ میرا مطلب ہے جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ کچھ اُلجھنیں ہیں میری زندگی کے ساتھ بھی لیکن بہر طور میں اتنی زیادہ پریشان نہیں ہوں، وقت تو گزر ہی رہا ہے اور جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا، مجھے اس کی زیادہ پروا نہیں ہوتی۔ میں تو اس لیے پریشان ہوں کہ آخر تمہیں یہاں کیوں بلایا گیا ہے۔ کہیں تمہیں مجھ سے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے، ظاہر ہے تم یہ کہہ کر آئی ہو گی کہ تم شری دیوی کے پاس آ رہی ہو۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو اس کی تمام ذمہ داری مجھ پر عائد ہو گی۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں جے شری دیوی۔ آپ اس بات کا بالکل اطمینان رکھیں، اگر مجھے کوئی پریشانی پیش بھی آئی تو اس سلسلے میں آپ کا نام کبھی منظر عام پر نہیں آئے گا۔"

"ہوں۔ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھیں جس کے لیے تم تنہائی چاہتی تھیں۔"

"جی ہاں۔ کہنا نہیں بلکہ کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"پوچھو۔" جے شری دیوی نے مجھے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مسئلہ تو بعد میں حل ہو جائے گا کہ مجھے یہاں بلانے کا مقصد کیا ہے، ظاہر ہے جن لوگوں نے مجھے یہاں تک بلایا ہے وہ میرے ساتھ کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور کریں گے جس سے مجھے ان کے بارے میں اندازہ ہو جائے گا لیکن یہ بات خود اب جبکہ میں آپ سے آ ہی ملی ہوں تو ایک سوال میرے ذہن میں بُری طرح کلبلا رہا ہے۔"

"کیا؟"

"انجلی کون ہے؟" میں نے سوال کیا اور جے شری دیوی کسی قدر تعجب سے مجھے دیکھنے لگیں۔ میں اُن کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ تب انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"تم انجلی کو کیسے جانتی ہو؟"

"اصولاً پہلے سوال کا جواب دینا چاہیے۔ اور اس کے بعد دوسرا سوال کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص سوال کے جواب میں سوال کر دے تو اس کے بارے میں یہی تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ احساس برتری کا شکار ہے اور صرف اپنے مقصد کی تکمیل چاہتا ہے۔" جے شری دیوی سنبھل گئیں۔ وہ تعجب خیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں، پھر انہوں نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں احساس برتری کا کوئی سوال نہیں ہے مجھے حیرت ہوئی ہے تمہارے منہ سے انجلی کا نام سن کر۔" جے شری دیوی بولیں۔

"ہو سکتا ہے۔ لیکن مجھے میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں ملا۔"

"بھارتی۔ بھلا تمہارا رویہ میرے ساتھ کبھی بہتر نہیں رہا۔ تم جو تصور لے کر مجھ سے ملنے آئی تھیں وہ یقیناً پورا نہیں ہوا۔ اگر میں تم سے جھوٹ بول دیتی یا فریب کرتی تو شاید تمہارا رویہ بہت مختلف ہوتا۔ اب کیا تم مجھے یہ احساس دلانا چاہو گی کہ میری جیسی دنیا میں کوئی نہیں ہے؟"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے جے شری دیوی۔ میں نے اس حقیقت کا اظہار کر کے کہ جو بات مجھے معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ تمہیں میری رہنمائی کی ضرورت ہے۔ میں آپ کی مخالف نہیں ہوں۔ بہت سے راز ایسے ہیں جو مجھے پتہ ہیں۔ اگر اپنی زبان کھول دیں تو وہ سمجھ بھی سکتے ہیں مگر ادھر احساس میرے دل میں ضرور رہے گا کہ میرے اور آپ کے درمیان کچھ پُر اسرار رکاوٹیں موجود ہیں۔ لیکن جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ میں آپ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتی ہوں یا آپ سے نفرت کرتی ہوں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان کچھ راز ضرور ہیں، لیکن نفرت کا تصور نہیں ہے۔ آپ اس بات کو دل سے نکال دیجیے کہ میں آپ کے لیے کوئی بُرا کام کرنا چاہتی ہوں۔ یا کوئی بُرا قدم اٹھانا چاہتی ہوں۔ ہاں اپنی ذات کی شناخت کے لیے ضرور ان پُر اسرار واقعات کے حل کے لیے اگر میں کچھ کروں اور آپ زد میں آ جائیں تو میں اس سلسلے میں خود کو ذمہ دار قرار نہیں دے سکتی یعنی ایسا ہو سکتا ہے۔" میں نے صاف گوئی سے کہا۔

جے شری دیوی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں پھر انہوں نے کہا۔

"بدقسمتی سے ان دنوں انجلی بھی مصیبتوں کا شکار ہے۔ اور یہ مصیبتیں اس پر میری وجہ سے نازل ہوئی ہیں صرف میری وجہ سے۔"

"انجلی کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"تم اُسے میری بھانجی کہہ سکتی ہو۔ وہ میری بڑی بہن پدما شری کی بیٹی ہے۔"

"بڑی بہن؟"

"ہاں۔ مجھ سے چھ سال بڑی۔ میری بڑی بہن جو ہو بہو میری ہم شکل ہیں۔"

"کیا وہ زندہ ہیں۔؟"

"ہاں۔"

"کہاں رہتی ہیں۔؟"

"اسی شہر میں جہاں تمہارا قیام ہے۔"

"انجلی کے پتا؟"

"وہ موجود نہیں ہیں۔"

"مطلب؟" میں نے پوچھا۔

"انجلی کی پیدائش کے تین مہینے کے بعد وہ مر گئے تھے۔"

"اپنی موت؟"

"ہاں اپنی موت۔"

"پدما شری جی کا ذریعہ آمدنی؟"

"میں اُن کی کفالت کرتی ہوں۔"

"انجلی ہوسٹل میں رہتی تھی۔"

"ہاں۔ تم تو اس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو۔"

"وہ کون لوگ ہیں جو اس معصوم کالج گرل کے دشمن بن گئے ہیں؟"

"بدقسمتی سے وہ ابھی تک روشنی میں نہیں آئے۔ لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ حقیقت میں میرے دشمن ہیں اور انجلی کے ذریعے مجھے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ سے؟"

"ہاں مجھ سے۔ کیونکہ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ میں انجلی کو بہت چاہتی ہوں۔ میری اپنی کوئی اولاد نہیں ہے۔ بھلا یہ بات تم بھی جانتی ہو۔ اپنی بہن کی بیٹی کو میں نے اپنی بیٹی کی طرح رکھا ہے اور ہر طرح سے ان کے معاملات نمٹائے ہیں لیکن کبھی انجلی پر کوئی آنچ نہیں آئی تھی۔ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اُسے اس معصوم بچی کو کوئی نقصان پہنچانے

ناول کے ہاتھ میں ایک پیپر اور قلم تھا۔ پیپر کا کاغذ وہ نہیں تھا جو اس لفافے میں موجود تھا بلکہ اس سے مختلف قسم کا تھا۔ جے شری دیوی میرے سامنے بیٹھ گئیں، میں حیرت سے ان کی صورت دیکھ رہی تھی۔ جے شری دیوی نے ایک پیپر پر وہی مضمون لکھا جو اس پرچے میں موجود تھا اور پھر اسے میری طرف بڑھا دیا۔

"یہ میری تحریر ہے۔ تم ان دونوں تحریروں کا موازنہ کر لو، تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ پرچہ میں نے نہیں لکھا۔" میں نے غور کیا دونوں تحریروں میں نمایاں فرق تھا۔ پھر میں نے سوچا جے شری دیوی کی طرف سے یہ خط لکھ کر مجھے بلانے والا کون تھا اور اس کا مقصد کیا تھا۔

جے شری دیوی مجھے دیکھ رہی تھیں پھر وہ آہستہ سے بولیں: "مجھے یقین ہے کہ تم مجھے جھوٹا نہیں سمجھ رہی ہو گی۔"

"یقیناً ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ آخر اس کا مقصد کیا ہے؟"

"بھگوان ہی جانے۔" جے شری دیوی گہری سانس لے کر بولیں پھر کہنے لگیں: "خیر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ تمہیں بلانے والی میں نہیں ہوں اور کسی دوسرے نے خط لکھ کر تمہیں یہ تکلیف دی ہے، لیکن تمہاری یہاں آمد سے میں بہت خوش ہوں، دراصل بھارتی میرے اور تمہارے درمیان کچھ عجیب و غریب کیفیات پیدا ہو گئی ہیں، مختصراً میں نے تمہیں ابھی الجھنوں کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اب یہ بات میں نہیں کہہ سکتی کہ تم نے ان پر یقین کیا یا نہیں، لیکن ایک بات ضرور ہے، میری ذات سے کبھی تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، اس بات پر پورا پورا بھروسہ رکھو۔"

"مگر دیکھا جس جگہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہماری گفتگو کے لیے موزوں ہے؟"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ یہاں سے ہماری باتیں سنی تو نہیں جا سکتی ہیں؟"

"نہیں، اس کا امکان تو نہیں ہے تاہم تھوڑا دوسرے کمرے میں چلو، میں تمہیں اپنے کمرے میں لیے چلتی ہوں۔ وہ جگہ بالکل محفوظ ہے۔" جے شری دیوی نے کہا اور میں ان کے ساتھ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی، ان کا اندرونی کمرہ میں پہلے بھی دیکھ چکی تھی جو ان کی خوابگاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ جے شری نے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر کے روشنیاں گل کر دیں اور پھر مجھے ایک سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی میرے نزدیک ہی آ بیٹھی تھیں، پھر وہ کہنے لگیں۔

"کہو، تم اس دوران کیسے حالات سے گزرتی رہی ہو؟"

"کوئی خاص بات نہیں، بس ٹھیک ہوں۔ زندگی پُراسرار واقعات ایک معمول بن گئے ہیں اور اب میں ان معمولات سے بددل نہیں ہوں۔"

"ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی ہم دونوں سے کیا چاہتا ہے؟"

"آپ سے؟"

"ہاں۔ میرا مطلب ہے جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ کچھ الجھنیں ہیں میری زندگی کے ساتھ بھی لیکن بہرطور میں اتنی زیادہ پریشان نہیں ہوں، وقت تو گزر ہی رہا ہے اور جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا لیکن مجھے اس کی زیادہ پروا نہیں ہے۔ میں تو اس لیے پریشان ہوں کہ آخر تمہیں یہاں کیوں بلایا گیا ہے، کہیں تمہیں کسی سے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے، ظاہر ہے تم یہ کہہ کر آئی ہو گی کہ تم شری دیوی کے پاس آ رہی ہو، اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو اس کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر عائد ہو گی۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں جے شری دیوی جی۔ آپ اس بات کا بالکل اطمینان رکھیں، اگر مجھے کوئی پریشانی پیش بھی آئی تو اس سلسلے میں آپ کا نام کبھی منظر عام پر نہیں آئے گا۔"

"ہوں۔ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھیں جس کے لیے تم تنہائی چاہتی تھیں؟"

"جی ہاں۔ کہنا نہیں بلکہ کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"پوچھو۔" جے شری دیوی نے مجھے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مسئلہ تو بعد میں حل ہو جائے گا کہ مجھے یہاں بلانے کا مقصد کیا ہے، ظاہر ہے جن لوگوں نے مجھے یہاں تک بلایا ہے وہ میرے ساتھ کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور کریں گے جس سے مجھے ان کے بارے میں اندازہ ہو جائے گا لیکن بہرحال اب جبکہ میں آپ سے آ ملی ہوں تو ایک سوال میرے ذہن میں بری طرح کلبلا رہا ہے۔"

"کیا؟"

"انجلی کون ہے؟" میں نے سوال کیا اور جے شری دیوی کسی قدر تعجب سے مجھے دیکھنے لگیں۔ میں ان کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ تب انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"تم انجلی کو کیسے جانتی ہو؟"

"اصولاً پہلے سوال کا جواب دینا چاہیے۔ اور اس کے بعد دوسرا سوال کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص سوال کے جواب میں سوال کر دے تو اس کے بارے میں یہی تصور کیا جاتا ہے کہ وہ احساس برتری کا شکار ہے اور صرف اپنے مقصد کی تکمیل چاہتا ہے۔" جے شری دیوی کچھ سنبھل گئیں۔ وہ تعجب خیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں، پھر انہوں نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں احساس برتری کا کوئی سوال نہیں ہے۔ حیرت ہوئی ہے تمہارے منہ سے انجلی کا نام سن کر۔" جے شری دیوی بولیں۔

"ہو سکتا ہے۔ لیکن مجھے میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں ملا۔"

"بھارتی۔ بھلا تمہارا رویہ میرے ساتھ کبھی بہتر نہیں رہا۔ تم جو تصور کر کے مجھ سے ملنے آئی تھیں وہ یقیناً پورا نہیں ہوا۔ اگر میں تم سے جھوٹ بول دیتی یا فریب کرتی تو شاید تمہارا رویہ بہت مختلف ہوتا۔ اب کیا تم مجھے یہ احساس دلانا چاہتی ہو کہ تم جیسی دنیا میں کوئی نہیں ہے؟"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے جے شری دیوی۔ میں نے اس حقیقت کا اظہار کر کے جو بات مجھے معلوم ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے مجھے سمجھی میری رہنمائی کی۔ میں آپ کی مخالف نہیں ہوں۔ بہت سے راز ایسے ہیں جو مجھے پریشان کیے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اپنی زبان کھول دیں تو وہ سلجھ بھی سکتے ہیں مگر یہ احساس میرے دل میں ضرور رہے گا کہ میرے اور آپ کے درمیان کچھ پُراسرار رکاوٹیں موجود ہیں۔ لیکن جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ میں آپ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتی ہوں یا آپ سے نفرت کرتی ہوں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان کچھ راز ضرور ہیں، لیکن نفرت کا تصور نہیں ہے۔ آپ اس بات کو دل سے نکال دیجیے کہ میں آپ کے لیے کوئی برا کام کرنا چاہتی ہوں۔ یا کوئی برا قدم اٹھانا چاہتی ہوں۔ ہاں اپنی ذات کی شناخت کے لیے اور ان پُراسرار واقعات کے حل کے لیے اگر میں کچھ کروں اور آپ زد میں آ جائیں تو میں اس سلسلے میں خود کو ذمہ دار قرار نہیں دے سکتی۔ یعنی ایسا ہو سکتا ہے۔" میں نے صاف گوئی سے کہا۔

جے شری دیوی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں پھر انہوں نے کہا۔

"بدقسمتی سے ان دنوں انجلی بھی مصیبتوں کا شکار ہے۔ اور یہ مصیبتیں اس پر میری وجہ سے نازل ہوئی ہیں صرف میری وجہ سے۔"

"انجلی کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"تم اسے میری بھانجی کہہ سکتی ہو۔ وہ میری بڑی بہن پدما شری کی بیٹی ہے۔"

"بڑی بہن؟"

"ہاں۔ مجھ سے چھ سال بڑی۔ میری بڑی بہن جو ہو بہو میری ہم شکل ہیں۔"

"کیا وہ زندہ ہیں۔؟"

"ہاں۔"

"کہاں رہتی ہیں۔؟"

"اسی شہر میں جہاں تمہارا قیام ہے۔"

"انجلی کے پتا؟"

"وہ موجود نہیں ہیں۔"

"مطلب؟" میں نے پوچھا۔

"انجلی کی پیدائش کے تین مہینے کے بعد وہ مر گئے تھے۔"

"اپنی موت؟"

"ہاں اپنی موت۔"

"پدما شری جی کا ذریعہ آمدنی؟"

"میں ان کی کفالت کرتی ہوں۔"

"انجلی ہوسٹل میں رہتی تھی؟"

"ہاں۔ تم تو اس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو۔"

"وہ کون لوگ ہیں جو اس معصوم بچی کے دشمن بن گئے ہیں؟"

"بدقسمتی سے وہ ابھی تک روشنی میں نہیں آئے۔ لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ حقیقت میں میرے دشمن ہیں اور انجلی کے ذریعے مجھ سے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ سے؟"

"ہاں مجھ سے۔ کیونکہ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ میں انجلی کو بہت چاہتی ہوں۔ میری اپنی کوئی اولاد نہیں ہے بھارتی یہ بات تم بھی جانتی ہو۔ انجلی کو میں نے بیٹی کی طرح رکھا ہے اور ہر طرح سے ان کے معاملات نبھائے ہیں لیکن کبھی انجلی پر کوئی آنچ نہیں آئی تھی۔ میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اس معصوم بچی کو کوئی نقصان پہنچانے

کی کو حاصل کر سکتا ہے۔ وہ معصوم بچی تو ابھی اس دنیا سے
ناواقف ہے۔ پتا نہیں کون ہیں وہ جو اس کی جان کے
دشمن بن گئے ہیں۔"
"ایک سوال میں آپ سے اور کرنا چاہتی ہوں جے
شری دیوی۔"
"ضرور پوچھو۔ تم نے ایسی حیرت انگیز بات بتائی ہے
کہ میں ششدر رہ گئی ہوں۔"
"انجلی آپ کو اپنی ماں سمجھتی ہے؟"
"شاید۔ اور اس کی وجہ ہے کہ بچپن سے میں نے
اسے ماں ہی کی سی محبت دی ہے جبکہ پدما شری جی نے
اپنی بیٹی نہیں سمجھا صرف میری وجہ سے۔ میری بہن بہت
مجبور اور بے بس عورت ہے۔ وہ اپنے کچھ وسائل نہیں رکھتی
اور بالکل ایک سیدھی سادی سی عورت ہے۔ میں نے انجلی کو
اپنی اولاد تصور کر کے پرورش کیا ہے اور اسے بچپن سے ہی بتایا گیا ہے کہ
میں اس کی ماں ہوں۔"
"کیا یہ باتیں تعجب خیز نہیں ہیں؟"
"ہو سکتا ہے کہ ہوں، کسی کے لیے ہوں لیکن ہمارے
لیے تعجب خیز نہیں ہیں۔ اور ویسے بھی یہ ہمارے گھریلو معاملات
ہیں۔"
"اور آپ نے ابھی کہا ان دنوں انجلی کے لیے کچھ خطرات
پیدا ہو گئے ہیں۔"
"ہاں بھارتی۔ میں تمہیں ان کی تفصیلات نہیں بتا
سکتی۔ لیکن بس یہ سمجھ لو کہ میں مجبور ہوں بس یوں سمجھ لو کہ میں اس کے
بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتی کہ وہ معصوم بچی کسی حیثیت کا
شکار ہو رہی ہے،" جے شری دیوی بولیں۔
"اور آپ یہ جانتی ہیں کہ وہ معصوم بچی اس وقت کہاں ہے؟"
"کیا مطلب؟"
"تھوڑی سی تفصیل میں آپ کو بتا دوں جے شری دیوی۔
ہو سکتا ہے اس سے آپ کے سوچنے کے انداز میں کچھ تبدیلی
پیدا ہو۔"
"کیسی تفصیل؟" جے شری دیوی نے حیرانی سے سوال
کیا۔ وہ اب بھی متعجب نظر آ رہی تھیں اور گہری نگاہوں سے
میرا جائزہ لے رہی تھیں۔
"انجلی جس ہوٹل میں ٹھہری تھی میں وہاں اس سے مل
چکی ہوں اور وہ مجھے جانتی ہے۔"
"مگر تو۔ تم۔ تم کس حیثیت سے؟"
"ایک دوست کی حیثیت سے۔"

"تمہیں اس کے بارے میں اندازہ کیسے ہوا کہ اس کا تعلق
مجھ سے ہے؟"
"جو سوالات آپ مجھ سے کر رہی ہیں ان میں سے کچھ
سوالات ایسے ہیں جن کا جواب میں ابھی دینا پسند نہیں کرتی۔
بہرطور اس کی تفصیل اور سن لیجیے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس
وقت میں وہیں موجود تھی جس وقت انجلی کو اغوا کرنے کی کوشش
کی گئی تھی۔ یعنی اس کے اسکول کے گیٹ کے سامنے۔ انجلی سے
میری ملاقات ہوئی اور اس ملاقات کے بعد چند افراد نے مجھے
گھیر کر نقصان پہنچانا چاہا۔ وہ مجھ سے یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ انجلی
سے میرا کیا تعلق ہے۔ بہرطور میں نے ان میں سے دو افراد کو زخمی
کر دیا اور اس کے بعد وہاں سے فرار ہو گئی۔ اور اس وقت
میں اسکول کے گیٹ کے پاس ہی موجود تھی جب انجلی کو اغوا
کرنے کی کوشش کی گئی اور جو شخص وہاں ہلاک ہوا اس کا مطلب
ہے اغوا کرنے کی کوشش کے سلسلے میں وہ میرے ہاتھوں
ہلاک ہوا تھا۔ میں نے اسے گولی کا نشانہ بنایا تھا اور اغوا
کرنے کی یہ کوشش ناکام بنا دی تھی۔"
جے شری دیوی کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا تھا انہوں
نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تو وہ تم تھیں۔ تم تھیں۔ وہ [illegible] میں حیران
تھی کہ [illegible]
واقعی تم سچ کہہ رہی ہو بھارتی، تم سچ کہہ رہی ہو؟"
"ہاں۔ آپ کے سامنے ایک قتل کا اعتراف کیا ہے میں
نے اور میں جانتی ہوں کہ آپ اگر کبھی میری مخالفت میں بھی
کھڑی ہو گئیں تو اس قتل کو ثابت نہیں کر سکیں گی۔ چنانچہ
جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اسے ذرا مختلف انداز میں سوچیے۔"
"آہ۔ اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ میری ذات سے تمہیں کوئی نقصان
پہنچے گا تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔ ایسا ہوا تو میں
خودکشی کر لوں گی کیا سمجھیں۔ میرے دل میں تمہارے لیے
بھی ایک انسیت ہے یقین کرو بھارتی میرے دل میں
تمہارے لیے انسیت ہے میں تمہاری مخالفت نہیں کرتی میں
تمہیں نقصان پہنچانا نہیں چاہتی لیکن۔ بس یوں سمجھو کہ
میں بھی ایک ایسی زنجیر سے بندھی ہوئی ہوں جسے نہ کھول
سکتی ہوں اور نہ ہی [illegible] ہوں کہ مجھے بندھا
رہنا ضروری ہے [illegible]"
"شاید میں ان کے بارے میں کچھ جانتی ہوں
لیکن ابھی بہت [illegible] نہیں کروں گی
آپ کے سامنے جے شری دیوی [illegible] اور یک [illegible]

[illegible] خاموش رہنے کے بعد بولی۔ "بات انجلی کی ہو رہی تھی۔ انجلی
کو اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور میں نے وہ کوشش ناکام
بنا دی لیکن میرے وسائل اس سے زیادہ نہیں تھے۔ اس کے
بعد اسے ہوسٹل سے بھی ہٹا دیا گیا اور اسکول سے بھی۔
[illegible] تھی۔ مانتی ہو تم سب کچھ جانتی ہو۔ بہت کچھ جانتی
[illegible]
"ہاں جے شری دیوی اور اس کے بعد اسے پرنس اسٹیٹ
[illegible] بلڈنگز کے فلیٹ نمبر تین میں اس میرا کے ساتھ
[illegible]" جے شری دیوی سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں۔ اب وہ میری
طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھیں۔ کافی دیر تک وہ اسی طرح
[illegible] رہیں۔ پھر میں نے کہا۔
"لیکن اب اس میرا بھی وہاں نہیں ہے اور انجلی بھی
وہاں نہیں ہے۔ جے شری دیوی میں یہ جاننا چاہتی ہوں
[illegible] اب کہاں ہے؟"
"آہ۔ کیوں جاننا چاہتی ہو۔ کیوں جاننا چاہتی ہو میں
[illegible] وہاں سے بھی ہٹا دیا ہے۔ میں اس کے لیے خوف زدہ
ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ کچھ لوگ اس کی تاک میں لگے ہوئے
[illegible]
"اگر آپ مجھے ان لوگوں کے بارے میں بتا دیں تو ہو سکتا
ہے آئندہ بھی انجلی کا تحفظ کر سکوں۔" میں نے جے شری کو
[illegible]
"میں۔ میں نہیں بتا سکتی۔ میں کچھ نہیں جانتی یقین
کرو میں ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی۔" جے شری
دیوی بولیں۔
"یہ جانتی ہیں کہ وہ انجلی کے دشمن بن گئے ہیں۔" میں
[illegible]
"ہاں۔"
"اور آپ کی وجہ سے۔"
"ہاں۔ یہ بھی درست ہے۔"
"لیکن آپ ان سے شناسائی کا اظہار نہیں کر سکتیں۔"
"اس سلسلے میں تم مجھے معذور تصور کرو۔" جے شری دیوی کا
[illegible] بدل گیا۔
[illegible] انجلی کی حفاظت اور [illegible] اگر مناسب
[illegible]
[illegible] اب مجھے آپ کو سنبھال
[illegible]
"کیا میں پدما شری جی سے مل سکتی ہوں؟"
"کیوں ملنا چاہتی ہو؟"

"بس آپ سے میرا شوق سمجھیں یا یوں سمجھیں کہ میں خود
بھی جو کچھ کر رہی ہوں اس کا تعلق بھی ان واقعات سے
ہو گیا ہے۔"
جے شری دیوی کچھ دیر تک سوچتی رہیں پھر بولیں "ٹھیک
ہے تم پدما شری جی سے مل لو۔ اس وقت انجلی بھی ان کے
پاس ہی موجود ہے لیکن۔ لیکن ایک بات ذہن نشین رکھنا
انجلی کو کوئی نقصان پہنچا تو۔" جے شری دیوی خاموش
ہو گئیں۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔
"یہ وعدہ بھی میں آپ سے کرتی ہوں جے شری دیوی کہ
انجلی کو میرے ہاتھوں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ویسے پدما
شری جی کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟"
"میں اپنی بہن سے کئی دن سے ملاقات نہیں کر سکی ہوں۔"
جے شری دیوی نے کہا۔
"اور بالا ہی بالا تمام کارروائیاں کرتی رہی ہیں۔"
"ہاں۔ اور اگر تم اس سلسلے میں کوئی شبہ رکھتی ہو تو مجھے
اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔" جے شری دیوی کا لہجہ اچانک
تبدیل ہو گیا تھا۔ پھر میں نے کہا۔
"اچھا ٹھیک ہے۔ آپ مجھے پدما شری کا پتا بتائیں گی؟"
"ہاں لکھو۔" جے شری دیوی نے کہا اور پھر انہوں نے مجھے
پدما شری جی کا پتا نوٹ کرا دیا۔ یہ بھی شہر کی علامت کا ایک
فلیٹ ہی تھا۔
"بہت بہت شکریہ جے شری دیوی۔ میں آپ سے ایک
وعدہ کرتی ہوں کہ انجلی کو آپ میری تحویل میں دے دیں تو
شاید میں اس کا بہترین تحفظ کر سکوں۔"
"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بھارتی۔ براہ کرم ان معاملات
سے دور رہو۔ یہ تمہارے حق میں بھی بہتر رہے گا اور میرے
حق میں بھی۔" میں یہ خیال لگا رہی ہوں کہ جے شری دیوی کو کیوں
رہی۔ واقعات بہت ہی دلچسپ صورت اختیار کر گئے تھے
پدما شری۔ پدما شری۔ میرا ذہن اسی لفظ کی گردان کر رہا تھا
جے شری دیوی سے میں پدما شری کے بارے میں اور بھی بہت
کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن ان کے بدلے ہوئے انداز سے مجھے یہ
احساس ہو گیا تھا کہ اب وہ مجھ سے تعاون نہیں کریں گی۔
یہ بھی کافی تھا کہ انہوں نے مجھے پدما شری جی کا پتا بتا دیا تھا۔
اور ان سے ملاقات کی اجازت دے دی تھی بہرحال اس کے
بعد [illegible] بیکار رہی تھا۔ چنانچہ میں نے
ان سے اجازت مانگی۔
"جلدی کیا ہے؟" جے شری دیوی نے کہا۔

"اوہ۔ آپ جانتی ہیں میں کس قدر مصروف رہتی ہوں۔ میں آپ کو یہاں آنے کی وجہ بتا چکی ہوں۔ ورنہ شاید یہ سفر میرے لیے آسان نہ ہوتا۔" میں نے کہا اور جے شری مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولیں۔

"بھارتی۔۔؟"

"جی۔" میں نے کہا۔

"وہ ایک دن رک جاؤ میرے پاس۔"

"لیکن جے شری دیوی، یہ کیسے ممکن ہے۔؟"

"کیوں؟"

"آپ میری مصروفیات جانتی ہیں۔"

"بہت سی باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے تم سے۔"

"میں وہ باتیں سننا چاہتی ہوں۔"

"یوں اجنبیوں کی طرح؟"

"اجنبی، اجنبی کے پاس نہیں جاتے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ اور جے شری جی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہیں پھر بولیں۔

"نوکری کیسی کرتی ہو؟"

"کیا مطلب؟"

"تم اس کی ضرورت مند تو نہیں ہو؟"

"ہاں اس سے ہونے والی آمدنی کی ضرورت تو نہیں۔"

"پھر۔؟"

"وہ میرا شوق ہے۔"

"ابھی پورا نہیں ہوا۔؟"

"نہیں۔" میں مسکرا دی۔

"میں چاہتی ہوں تم میرے پاس آ جاؤ۔"

"کس حیثیت سے جے شری دیوی۔؟"

"میں تمہارے پتا کی پتنی رہ چکی ہوں۔"

"یہ رشتہ کافی نہیں ہوتا۔"

"تو پھر بہن بنا لو مجھے۔"

"آپ یہ کیوں چاہتی ہیں؟" میں نے گہری نگاہوں سے جے شری کو دیکھتے ہوئے کہا۔ میرے اس سوال پر جے شری کا چہرہ مغموم ہو گیا۔

چند لمحات وہ گردن جھکائے کچھ سوچتی رہیں پھر انہوں نے کہا۔

"میں اس تنہائی سے تنگ آ گئی ہوں بھارتی۔ اگر تم یقین کرو اس بھری دنیا میں، میں بھی تنہا رہ گئی ہوں۔"

"معاف کیجیے گا جے شری دیوی۔ میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتی۔ آپ کے ساتھ تو زندگی کے اتنے ہنگامے لگے ہوئے ہیں کہ آپ کو تنہائی کا احساس بھی نہ ہوتا ہوگا۔ آپ کے دوست آپ کے ساتھ ہیں۔ خاص طور سے میں رانا پرتاپ سنگھ کا تذکرہ کروں گی جو بہت ہی رنگین مزاج انسان ہیں۔"

جے شری دیوی نے چونک کر مجھے دیکھا اور پھر پھیکی سی ہنسی کے ساتھ بولیں۔

"طنز کر رہی ہو مجھ پر اس کے باوجود کہ میں اپنا اور رانا پربت کا رشتہ بتا چکی ہوں تمہیں۔"

"انتہائی معذرت خواہ ہوں جے شری دیوی۔ میں جب تک اپنی شناخت نہیں پا لوں گی کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتی بہرحال آپ دکھی ہیں تو میں آپ کے لیے اچھی خواہشات رکھتی ہوں اور میری دعا ہے کہ آپ اپنے دکھوں سے نجات پا لیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے کون کسی کا ساتھ دیتا ہے؟ رشتے ناطے سب بیکار کی باتیں ہیں۔ کسی کو کسی سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ اوکے بھارتی بہرطور میں تم سے اس بات کے لیے شرمندہ ہوں کہ کسی نے تمہیں میرے نام سے تکلیف دی۔"

"نہیں کوئی بات نہیں ہے۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ وہ کون ہو سکتا ہے؟" جے شری دیوی نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اپنا نہیں ریلوے ٹائم کیا ہے؟ بہرطور مجھے ... پر پہنچ جانا چاہیے تاکہ [illegible]"

"اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے واپسی کا بندوبست کر دوں؟" جے شری دیوی نے کہا۔

"ارے نہیں۔ نہیں۔ میں بہت ہاشمگر ہوں چلی جاؤں گی آپ چنتا نہ کریں۔" میں نے کہا اور اس کے بعد میں نے یہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

جے شری دیوی مجھے باہر تک چھوڑنے آئی تھیں میں نے ان سے آخری سلام دعا کی اور اس کے بعد ریلوے اسٹیشن کے لیے چل پڑی۔

لیکن راستے میں، میں نے دو باتیں سوچیں پہلی بات تو یہ کہ میں نے جے شری دیوی سے اس بات کا اظہار کر دیا تھا کہ میں انجلی سے مل چکی ہوں جبکہ میں انجلی سے اپنی اصل صورت میں نہیں ملی تھی اور موجودہ شکل میں اگر میں انجلی کے سامنے جاتی تو وہ مجھے پہچاننے سے انکار کر دیتی۔ اگر کہیں جے شری دیوی اس بات پر آمادہ ہو جاتیں کہ وہ مجھے انجلی سے ملا دیں تو یہاں میری بات غلط ثابت ہو جاتی اور میں کسی بھی طرح جے شری دیوی کو نہیں بتا سکتی تھی کہ میں نے ایک دوسرا

...اختیار کیا ہوا ہے۔ اس غلطی کا مجھے شدت سے احساس ... دوسری حماقت ابھی ابھی کی تھی۔ یعنی ریلوے ٹائم ٹیبل ... سے گفتگو کر کے۔ ہر چیز کو مدنظر رکھنا ضروری تھی ... کہ مجھے جے شری دیوی کو یہ بات نہیں بتانا چاہیے ... ریلوے سے واپس جاؤں گی۔ کوئی ایسا واقعہ ... سکتا ہے جس سے جے شری دیوی منسلک ہوں چنانچہ ... انداز کرنے کے لیے دوسری کوئی ترکیب سوچنا بہتر ... طور اب ریلوے اسٹیشن تو جانا ہی تھا۔ وہاں پہنچ کر ... حاصل کرنا پڑے گی اور میں نے یہی کیا۔ ریلوے ... پہنچنے کے بعد میں نے اپنی واپسی کے لیے ٹرینوں کے ... دیکھا اور یہ بھی اتفاق تھا کہ ابھی مجھے ڈیڑھ گھنٹہ ... انتظار کرنا پڑتا۔ اس کے بعد ایک ٹرین مجھے اپنے شہر جانے ... سکتی تھی۔ میں نے ایک مسافر سے اس سلسلے میں ... حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ ٹرین کے علاوہ بس ... ہے لیکن کوئی بس براہ راست میرے شہر تک نہیں ... اس کے لیے مجھے فیروزپور سے جگت پور جانا پڑے ... ہاں سے مجھے شہر کے لیے بس مل سکتی ہے۔ مسافر سے ... بس اڈے کے بارے میں معلوم کیا اور پھر وہاں سے ... چل پڑی۔ ایک بس جگت پور جانے کے لیے بالکل تیار ... [illegible] چنانچہ میں جلدی ... میں سوار ہو گئی اور اس طرح کم از کم مجھے تھوڑا سا ... ہو گیا کہ اب میں آسانی سے گھر پہنچ سکتی ہوں۔ بس کے ... دوران بھی میں محتاط رہی تھی۔ دراصل یہ خیال شدت ... ذہن میں جڑ پکڑ گیا تھا کہ مجھے یہاں جے شری کے نام سے ... والوں کا کوئی خاص مقصد بھی ہو سکتا ہے اور اس کے ... ہوشیار رہنا بے حد ضروری تھا۔ بس کے سفر کے دوران میں ... محتاط رہی۔ میں نے پہلے مسافروں کا جائزہ لیا۔ ان ... ایک بھی شکل ایسی نظر نہیں آ رہی تھی جو میرے لیے ... شکوک ہو۔ سب کے سب سیدھے سادے دیہاتی قسم کے ... تھے۔ اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جسے میں کوئی ... اسرار تصور کر سکتی۔ چنانچہ میں بس کے اندرونی ماحول ... میں مطمئن ہو گئی۔ بیرونی طور پر کم از کم مجھے اس وقت ... شدید محتاط رہنا پڑا۔ جب تک کہ بس جگت پور نہ پہنچ ... جگت پور پہنچنے کے بعد میں نے اپنے شہر جانے والی بسوں ... بارے میں معلومات حاصل کیں تو یہاں بھی مجھے تھوڑی ... مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ یعنی یہ بس ایک گھنٹے کے بعد روانہ ہونے والی تھی۔ میں نے سوچا کہ اب جو کچھ بھی ہو بھگتنا ہی پڑے گا۔ چنانچہ وہیں بس اسٹینڈ پر میں نے ایک جگہ منتخب کی اور یہ ایک گھنٹہ وہیں گزار دیا۔ بہت سے لوگ آتے جاتے مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ جگت پور شروع سے ہی چھوٹی جگہ تھی، بس ایک چھوٹا سا گاؤں کہا جا سکتا تھا اسے۔ لیکن چونکہ یہاں بہت بڑی سبزی منڈی تھی اس لیے بسوں کی آمدورفت رہتی تھی۔ بے شمار لوگ شاید شہر سے یہاں آ کر سبزی خریدتے تھے اور دوسرے دن فروخت کرنے کے لیے لے جاتے تھے۔ بس کی چھت سبزی سے اٹی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ بہرطور یہاں بھی مجھے انہی بے چارے مسافروں کے ساتھ سفر کرنا پڑا اور ایک گھنٹے کے بعد ہماری بس جگت پور سے بھی روانہ ہو گئی۔ جب میں شہر پہنچی تو مجھے ایک گونہ سکون ہوا کہ کم از کم میری واپسی پرسکون ہو گئی تھی۔ رات ہو چکی تھی۔ میں نے ایک ٹیکسی کی اور سیدھی گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ راگنی بھی آ گئی تھی مجھے دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھارتی تمہاری حرکتیں کافی پُراسرار ہو گئی ہیں۔"

"کیوں؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس اگر تم یہاں ہوتی ہو تو نجانے کیسے کیسے کاموں میں مصروف رہتی ہو۔ کبھی کہیں۔ کبھی کہیں۔ آخر تم شہر سے باہر کیوں گئی تھیں؟"

"بس راگنی تم خوش نصیب ہو کہ تمہاری زندگی ایک محور پر ہے۔ جبکہ میرا کوئی محور نہیں ہے۔"

"تم ایک الجھی ہوئی لڑکی ہو اور میں تمہیں سمجھ نہیں سکتی نجانے تمہاری کیا کیفیت ہے۔ مانتی ہوں کہ تمہاری زندگی میں بہت سے پُراسرار واقعات ہیں لیکن بھارتی انسان اپنی زندگی جیتے ہیں۔ تم نے اپنی زندگی کو ان الجھنوں میں ضائع کیا ہے۔ یہ الجھنیں تمہیں کچھ نہیں دیں گی یقین کرو بھارتی یہ تمہیں کچھ نہیں دیں گی۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر میں نے کہا۔

"ضروری تو نہیں ہے راگنی کہ انسان جو کچھ چاہتا ہے اسے مل ہی جائے بعض اوقات کچھ پانے کی آرزو میں زندگی بڑے اطمینان سے گزرتی ہے۔ یہ آرزو زندہ ہی رہ جاتی ہے لیکن اگر زندگی میں آرزو کے لیے جدوجہد ہی نہ ہو تو پھر زندگی ہی کیا۔؟"

"یہ شاعرانہ باتیں ہیں۔ حقیقی دنیا سے ان کا کوئی تعلق

"نہیں ہے۔"

"سو دنیا کی حقیقت کیا ہے اس کا اندازہ لگانا ابھی تو مشکل ہو گیا ہے راگنی۔"

"بھئی یوں لگ رہا ہے جیسے باتوں میں، میں تم سے نہیں جیت سکتی۔ بہرطور آج کل فرصت ہے۔ سو پیار ہی کر تم سے کچھ باتیں کروں گی۔"

"تو ان باتوں کا آغاز ہوا یا ابھی نہیں؟"

"ابھی کہاں۔ پہلے تم اپنے کپڑے وغیرہ بدل لو۔ کھانا وانا کھاؤ، مل جل کر، اس کے بعد اطمینان سے بیٹھ کر آج باتیں کریں گے۔"

میں مسکرا دی۔ راگنی بے چاری کیا جانتی تھی کہ میرے ذہن میں کیا کیا ہے؟ البتہ ماتا جی سے میں نے دلیپ شرما کے ٹیلی فون کا تذکرہ ضرور کیا تھا۔ کوئی ٹیلی فون نہیں ملا تھا۔ بہرطور دلیپ شرما کے سلسلے میں بھی صبر ہی کرنا پڑے گا۔ پتا نہیں کیا چیز تھا اور کہاں غائب ہو گیا۔ میں نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک وہ مجھ سے رابطہ قائم نہیں کرے گا میں اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کروں گی۔ ماتا جی نے کھانا [illegible] میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے دوران [illegible] کے قصے چھوڑتا رہا تھا۔ پھر رات کو راگنی [illegible] ساتھ میرے بستر میں آ گھسی۔

"[illegible] تو بتاؤ کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے؟"

"[illegible]"

"[illegible] زندگی اسی طرح گزرتی رہے گی؟"

"[illegible] شادی ہو جائے راگنی [illegible]"

"[illegible] میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"تو پھر کرو ناں۔ اس سلسلے میں تکلف کیوں برتا جا رہا ہے؟"

"تکلف نہیں۔ بس ذرا سی الجھن ہے۔"

"کیا الجھن ہے بتاؤ؟"

"وہ تم پورن کے بارے میں جانتی ہو؟ پورن شرما۔"

"پورن شرما۔؟"

"ہاں بھئی فلائٹ پورن شرما۔"

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔ خیریت؟"

"وہ بے وقوف آدمی مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" راگنی نے کہا اور میری ہنسی چھوٹ گئی۔

"واقعی بے وقوف ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں۔ اس میں بے وقوفی کی کیا بات ہے؟" راگنی نے مجھے گھورا۔

"مطلب تم ہی تو کہہ رہی ہو کہ وہ بے وقوف آدمی تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

"بی سیریس بھارتی۔ بی سیریس۔"

"اچھا۔ اچھا میں سیریس ہو جاتی ہوں تمہارا اپنا کیا خیال ہے؟"

"تم سے گفتگو کرنے کی وجہ اور کیا ہے؟"

"اوہو! اچھا۔ اچھا تو چکر ہے۔ ویسے میرا خیال ہے راگنی پورن بہت نفیس انسان ہے۔ تم یقین کرو، میں اپنے اطراف میں بکھرے ہوئے لوگوں میں اُسے سب سے اچھا انسان جانتی ہوں۔ اگر اس نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ماتا جی سے بات کروں۔؟"

"ارے باپ رے۔ ابھی نہیں۔ ابھی تو بالکل نہیں۔"

"کیوں۔؟"

"میں نے ابھی پورن کو کوئی جواب بھی تو نہیں دیا ہے۔"

"اس نے خود تم سے اس بات کا اظہار کیا؟"

"ہاں۔"

"کب۔؟"

"بنکاک [illegible] کہا تھا۔"

"ہوں! تم نے خود اس سلسلے میں کیا سوچا راگنی؟"

"تم سے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ تو نہیں کر سکتی تھی۔"

"کوئی جواب تو دیا ہو گا پورن کو؟"

"ہاں۔ میں نے اس سے کہا کہ ابھی میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"تو اس نے کیا جواب دیا؟"

"کہنے لگا وہ میرے فیصلے کا انتظار کرے گا۔"

"آدمی تو اچھا [illegible] معلومات حاصل کر لیں [illegible]"

"تم بھی کیا کہتی ہو؟"

"[illegible]"

"تو پھر [illegible]"

"[illegible]"

میں خود بھی اس کے بارے میں [illegible]

"[illegible] دونوں طرف سے آگ برابر لگی ہوئی ہے؟"

"[illegible] نہیں یہاں آگ وآگ کچھ نہیں لگی۔ بس سوچ [illegible] زندگی کے بارے میں کہ آخر ایک طرح سے ہی زندگی [illegible] رہنی چاہیے۔"

"[illegible] کے بارے میں بھی سوچا ہے؟"

"[illegible] ہاں۔" راگنی نے جواب دیا۔

"[illegible] سوچا ہے؟"

"[illegible] کہ ہم اپنی اپنی ملازمتیں جاری رکھیں گے۔"

"[illegible] اچھی بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں بہت اچھی بات ہے۔ [illegible] بھی چاہتا ہے۔"

"[illegible] کچھ گڑبڑ کر رہی ہو۔ اتنی ساری باتیں ہو چکی [illegible] کیا چاہتا ہے اور اس کے بعد تم کہہ رہی ہو کہ تم نے [illegible] نہیں دیا۔"

"[illegible] واقعی میں اس سلسلے میں تم سے جھوٹ نہیں بول [illegible] نے اُس سے کہا ہے کہ پورن ابھی مجھے سوچنے کے لیے [illegible] پہلے میں اپنے طور پر کوئی فیصلہ کر لوں اس [illegible] جواب دوں گی۔"

"[illegible] ہوں میرا خیال ہے راگنی کہ اگر تم اس سے مطمئن ہو تو پھر [illegible] میں زیادہ چھان بین اچھی نہیں ہے۔"

"[illegible] نہیں کہا جا سکتا [illegible] تم سے مشورہ ضروری تھا۔ جب میں تم سے کہوں تو [illegible] سے تذکرہ کر دینا۔"

"[illegible] بہت بہتر۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

راگنی کچھ جھینپ سی گئی تھی۔ دیر تک میں اس سے مختلف [illegible] چھیڑتی رہی۔ اس انکشاف سے طبیعت پر کچھ [illegible] اثرات مرتب ہوئے تھے۔ بہرطور راگنی سو گئی اور دوسرے [illegible] ناشتے پر اُس نے مجھ سے پوچھا۔

"[illegible] تمہارا شیڈول کیا ہے؟"

"[illegible] ابھی کچھ نہیں۔ شرما صاحب کے پاس جا کر معلوم [illegible]"

"[illegible] میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی ضرورت [illegible] تو شرما جی تمہیں ٹیلی فون کر دیتے۔"

"[illegible] کون سے شرما جی؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور [illegible] ہنس پڑی۔

"[illegible] میں جانتی ہوں تمہیں ایک موضوع ہاتھ لگ گیا ہے۔"

"[illegible] خیر میری چھوڑو تمہارا اپنا شیڈول کیا ہے؟"

"میں بھی دو تین دن آرام کروں گی۔"

"اور اس کے بعد۔؟"

"اس کے بعد مجھے جانا ہو گا۔"

"کہاں؟"

"ناروے۔"

"پورن کے ساتھ؟"

"ہاں۔ وہ فلائٹ پورن ہی لے جائے گا۔ میں نے اسکا لیے کچھ چھٹی مانگ لی ہے۔"

"تو یہ بات ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

ویسے راگنی کا اس طرح رُک جانا مجھے زیادہ پسند نہیں آیا تھا۔ کیونکہ اس سے میرے معمولات میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی۔ میں اپنا کام دلجمعی سے انجام نہیں دے سکتی تھی۔ خیر اب اس سلسلے میں جو کچھ بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ درحقیقت مجھے وہ سارا دن ہی راگنی کے ساتھ گزارنا تھا۔ بڑی الجھن پیدا ہو گئی تھی دل میں۔ مجھے کام کرنے تھے۔ اور راگنی مجھ پر مسلط تھی لیکن میری یہ مشکل اچانک ہی حل ہو گئی۔ کیونکہ اس شام راگنی کو پورن شرما کا فون ملا اور اس نے شاید اسے [illegible] سے آگاہ کیا۔ یہ بات تو خود مجھے راگنی نے ہی بتائی تھی کہ کل صبح وہ چلی جائے گی۔ کیونکہ پورن شرما کا پروگرام اچانک تبدیل ہو گیا ہے۔ اور اس نے مجھے بھی اپنے ساتھ ہی لے لیا ہے۔

"جاؤ عیش کرو۔ بھگوان تمہارا بھلا کرے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خیر میری بات چھوڑو۔ اب یہ بتاؤ کہ بھگوان تمہارا کب بھلا کر رہا ہے؟"

"جب اُس کی مرضی۔" میں نے جواب دیا۔

"نہیں، یہ بھلا کر جو کچھ کرو گے ساتھ ساتھ ہی کرو گے۔"

"اوہو۔ تو کیا تم نے میرے لیے بھی کوئی پورن تلاش کر لیا ہے۔؟"

"میں تلاش بھی کر سکتی ہوں۔ یہ بات مجھ پر اچھی طرح سے ہے۔"

"نہیں راگنی۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں ابھی اس دور میں داخل نہیں ہوئی ہوں۔"

"سب کچھ تمہارا اپنا کیا دھرا ہے۔ خیر خواہ اپنی ذات پر نہ جانے کیا کیا مصیبتیں مول لے لی ہیں۔ سوکھ کر کانٹا ہو جاؤ گی۔"

"ہو جانے دو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے واہ کیسے جانے دوں؟" راگنی بڑی اپنائیت سے بولی۔ اور میں مسکراتی رہی۔ راگنی نے پھر کہا۔

"دیکھو بھارتی۔ ابھی تو میں خیر اس سلسلے میں۔ میں تم سے زیادہ باتیں نہیں کر سکتی۔ کچھ دنوں کے بعد میں اور پرنس دونوں تم سے ایک باقاعدہ ملاقات کریں گے۔"

"کتنی اپنائیت ہے تمہارے لہجے میں راگنی۔"

"ہاں بھئی۔ تم نے اب بات میرے ذہن میں اچھی طرح پختہ کر دی ہے۔ اپنائیت تو پیدا کرنی ہی پڑے گی۔"

"خیر چھوڑو ان باتوں کو۔"

"کیا نہیں چھوڑا جا سکتا ان باتوں کو؟ میں نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ میں اور پرنس تم سے اس سلسلے میں کچھ باتیں کریں گے۔"

"پلیز راگنی! ابھی نہیں۔ ابھی میرا خیال ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے تذکرہ بھی مت کرنا۔"

"پھر کب؟"

"اس کے لیے بھی میں خود ہی تمہیں بتا دوں گی۔"

"خوب بات آتی ہے تم نے۔ میں نے ماتا جی کے سلسلے میں تم سے کہا اور تم نے اپنے بارے میں مجھ سے کہہ دیا۔"

"[illegible]" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور بات آئی گئی ہو گئی۔

دوسرے دن راگنی چلی گئی۔ پچھلا دن بالکل بے مقصد ہی گزرا تھا۔ لیکن آج کا دن میں ضائع کرنا نہیں چاہتی تھی۔ میرے پاس وہ پتا موجود تھا جو جے شری دیوی نے مجھے دیا تھا۔ کچھ تھوڑی دیر تک تیاریاں کرتی رہی۔ فلیٹ سے باہر نکلنے کے بعد میں نے سوچا کہ کہیں چلی جاؤں۔ پہلے ارادہ تھا کہ ایک آپ وغیرہ کروں اور اس کے بعد اس پتے پر جاؤں۔ لیکن پھر خود ہی میں نے یہ پروگرام ملتوی کر دیا۔ بہر طور کسی اجنبی شکل میں جے شری کے حوالے سے پدما شری دیوی سے ملنا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ ایک ٹیکسی کر کے سیدھا اس طرف کا رخ کیا جہاں کا پتا مجھے جے شری دیوی نے دیا تھا۔ یہ بھی ایک رہائشی عمارت تھی اور اعلیٰ درجے کی نہیں تھی۔ بلکہ درمیانے درجے ہی کی ایک عمارت تھی۔ چنانچہ اس عمارت میں داخل ہونے کے بعد وہ فلیٹ نمبر تلاش کرنے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی۔ میں نے کال بیل پر انگلی رکھ دی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والی ایک خاتون ہی تھیں اور وہ جے شری دیوی کی ہم شکل۔ بس معمولی سا فرق نظر آ رہا تھا ان دونوں میں۔ غالباً پدما شری جی اپنے غموں کی وجہ سے وقت سے پہلے بڑھاپے کی طرف چل پڑی تھیں۔ جبکہ جے شری دیوی ان سے عمر میں دو سال چھوٹی تھیں۔ لیکن ان سے تقریباً بارہ سال چھوٹی نظر آتی تھیں۔ میں نے دونوں ہاتھ جوڑ کر انہیں پرنام کیا تو انہوں نے محبت سے مجھے اس کا جواب دیا اور سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگیں۔

"میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں پدما شری جی۔ کیا آپ تھوڑا سا وقت دے سکیں گی۔۔؟"

پدما شری جی پیچھے ہٹ گئیں اور میں اندر داخل ہو گئی انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ میں نے ان سے کہا۔

"میرا نام بھارتی ہے۔"

"ہوں! آؤ۔" پدما شری دیوی نے کہا۔ اسی وقت اندر سے آواز آئی۔

"کون ہے ماں؟" اور اس آواز کو میں بخوبی پہچانتی تھی۔

پدما شری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ مجھے لیے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی تھیں۔ درمیانے درجے کا ڈرائنگ روم تھا۔ پدما شری نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ میری طرف سے کچھ چونکی چونکی نظر آ رہی تھیں۔ بہر طور میں بیٹھ گئی۔ اور اسی وقت دروازہ کھول کر انجلی اندر داخل ہو گئی۔ وہی پیاری سی لڑکی [illegible] اس کی آنکھوں میں شناسائی کے تاثرات نہ ابھرے۔ البتہ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"ہیلو انجلی۔"

"ہیلو آنٹی۔ میں آپ کو پہچانی نہیں۔" اس نے شگفتگی سے کہا۔

"مگر میں تمہیں جانتی ہوں۔"

"ہو سکتا ہے آنٹی۔"

پدما شری جی اس دوران مجھے دیکھتی رہی تھیں پھر انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ نے اپنا کیا نام بتایا؟"

"بھارتی۔"

"مجھ سے کیا کام ہے؟ انجلی تم چائے بنا لاؤ۔"

"جی ماں۔" انجلی نے کہا اور باہر نکل گئی۔

"ہاں بھارتی جی میں آپ کی کیا سیوا کر سکتی ہوں؟"

"میں جے شری دیوی کے حوالے سے آپ کے پاس آئی ہوں۔"

"اوہ! جے شری۔" پدما شری نے آہستہ سے کہا۔

"جی ہاں۔ میری ان سے گہری دوستی ہے اور بہت عرصے سے [واق]ف ہے۔"

"انہوں نے آپ کا تعارف کرایا تھا مجھ سے اور میں نے کہا تھا کہ میں آپ سے ملوں گی۔"

"اچھا۔ اچھا کب ملاقات ہوئی تھی تمہاری؟"

"دو دن پہلے۔"

"شیو صاحب پور میں۔۔؟"

"جی ہاں۔"

"کیسی ہے وہ؟"

"بالکل ٹھیک ہیں۔"

"اچھا۔ اچھا کوئی کام تو نہیں ہے مجھ سے؟"

"جی نہیں بس ملنا ہی چاہتی تھی۔"

"شکریہ۔ جے شری میری چھوٹی بہن ضرور ہے لیکن میرے لیے اس کے لیے ماں کی سی ممتا ہے۔"

"یہ انجلی ہے؟"

"ہاں۔ تم اس سے واقف ہو؟"

"ہاں جے شری نے اس کا تعارف کرایا تھا اور کچھ اور باتیں بتائی تھیں۔"

"کیا۔۔؟" پدما شری [...]

"یہی کہ انجلی بے چاری کچھ عجیب سے واقعات کا شکار ہے۔"

"یہ جے شری نے تمہیں یہ بتایا تھا؟" پدما شری حیرت سے [بولی]ں۔

"مطلب ہے اگر وہ مجھ پر اعتبار نہ کرتیں تو مجھے یہاں تک [آ]نے دیتیں۔ جبکہ میں جانتی ہوں کہ اس سے پہلے انجلی اس [کے] ساتھ رہتی تھی۔"

"اوہ! واقعی انہیں تو سب کچھ معلوم ہے۔ پھر یہ بھی معلوم [ہو]گا کہ نامعلوم لوگ انجلی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔"

"جی۔ جی ویسے انجلی آپ کو کیا کہتی ہے؟"

"ہاں۔ کیا تم یہ بات بھی جانتی ہو کہ۔" پدما شری خاموش ہو گئیں۔

"ہاں پدما شری جی۔ میں یہ بات جانتی ہوں کہ انجلی [آپ] کی بیٹی ہے مگر وہ جے شری کو ماں کہتی ہے۔"

"براہ کرم اس موضوع پر گفتگو نہ کرو۔ انجلی کسی بھی لمحے [آ سک]تی ہے۔"

"مگر پدما شری جی! آپ نے انجلی کے بارے میں سوچا۔"

"بھگوان جانے اب کیا ہونے والا ہے۔ [illegible] ہوں اس بات پر کہ یہ بے سہارا لوگوں کے پیچھے لوگ کیوں پڑ گئے ہیں۔۔؟"

"کیا انجلی آپ کے پاس یہاں محفوظ بھی ہے؟"

"میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ ہمارے بارے میں جو فیصلہ بھی کرتی ہے جے شری ہی کرتی ہے۔"

"آپ کو انجلی کے سلسلے میں فکر تو ہوتی ہے؟"

"بھگوان ہی اس کا رکھوالا ہے اور پھر جے شری نے مجھ سے کہا ہے کہ مجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں تو پھر میں زیادہ پریشان نہیں ہوں۔ جے شری اپنا اچھا برا خوب سمجھتی ہے۔"

"آپ کو اس پر بہت اعتماد ہے؟"

"بھگوان کے بعد اسی پر اعتماد رکھا ہے بس اب۔" پدما شری جی نے جواب دیا۔ پھر بولیں۔

"لیکن بھارتی تمہارے سلسلے میں، میں حیران ہوں۔"

"کیوں؟"

"تم کون ہو اور اس سے پہلے جے شری نے مجھے تمہارے بارے میں کچھ کیوں نہیں بتایا۔؟"

"ہو سکتا ہے پدما شری جی وہ اپنی ذاتی باتیں آپ کو نہ بتاتی ہوں۔"

"ہاں میری اس سے زیادہ بات چیت بھی تو نہیں ہوتی۔ بہت عرصے سے میں اس سے الگ رہ رہی ہوں۔ بس ہمارے کچھ خاندانی معاملات تھے۔ بہت عرصے کے بعد وہ مجھے ملی ہے۔"

"اور ہوا اس دوران انجلی۔۔؟"

"انجلی اسی کی تحویل میں تھی مکمل طور سے۔"

"گویا آپ نے اپنی بیٹی اسے سونپ رکھی تھی؟"

"ہاں، میری بہن ہے آخر وہ۔ اور پھر اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس کی خواہش تھی۔ میں نے انجلی کو اس کے حوالے کر دیا۔"

"اور اس طرح کہ انجلی خود اپنے بارے میں یہ بات نہیں جانتی ہے؟"

"پلیز اس سلسلے میں بار بار تذکرہ مت کرو۔ وہ کسی بھی وقت آ سکتی ہے۔"

"انجلی یہ بات تو جانتی ہے کہ آپ جے شری کی بڑی بہن ہیں۔؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"ٹھیک ہے بہرطور پدماشری جی۔ میں شریعاپور گئی تھی وہاں آپ کا اور انجلی کا تذکرہ نکل آیا۔ میں نے سوچا شری دیوی سے کہا کہ میں ان لوگوں سے ملاقات ضرور کروں گی۔"

"ہوں! کوئی بات نہیں ہے۔ اچھا ہوا تم آگئیں۔ میں تو یہاں خود کو بڑا اکیلا اکیلا محسوس کرتی ہوں۔"

"اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کبھی کبھی یہاں آتی جاتی رہوں۔"

"دیکھو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں تو خوشی سے تمہیں اس بات کی اجازت دے رہی ہوں۔ لیکن بہتر ہے کہ ایک بار یہ شری سے بھی پوچھ لینا کیونکہ اگر یہ شری نے تمہیں حالات بتائے ہیں تو تمہیں یہ اندازہ ہوگا کہ کوئی بلاوجہ ہماری جان کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی خطرہ پیش آئے۔"

"آپ اطمینان رکھیں، ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔"

"اگر تم بہتر سمجھتی ہو تو میں ہمیشہ تمہارا سواگت کروں گی۔"

اتنی دیر میں انجلی چائے لے آئی تھی۔ وہی شگفتہ چہرہ، وہی معصوم مسکراہٹ جو دل کو بھلی لگتی تھی اور ایک عجیب سا احساس ہونے لگتا تھا۔ بہرطور انجلی پاس ہی بیٹھ گئی۔ اس نے چائے بنا کر مجھے اور پدماشری کو پیش کی۔

"ہیلو انجلی تم چائے تو بہت اچھی بناتی ہو۔"

"آپ کو پسند آئی آنٹی؟"

"ہاں کیوں نہیں بھئی۔ تمہارے خوبصورت ہاتھوں سے بنی ہوئی ہے۔"

"میں پراٹھے بھی بہت اچھے پکاتی ہوں اور کھیر بھی۔ اگر آپ چاہیں تو کسی دن آپ کو پکا کر کھلاؤں گی۔" انجلی خاصی ملنسار تھی۔

مجھ سے اس حیثیت میں بھی بہت گھل مل گئی تھی اور اس وقت بھی بہت پیار سے اس سے بات چیت کی تھی۔

"اگر تمہاری ماتا اجازت دیں گی تو ہم ضرور کسی وقت تمہارے ہاتھ کے بنے ہوئے کھانے کھائیں گے۔ ویسے انجلی تمہارا آج کل کیا مشغلہ ہے؟"

"کچھ نہیں آنٹی۔ پڑھتی تھی پہلے اب سلسلۂ تعلیم ختم ہو گیا ہے۔"

"ہوں۔ تمہیں پڑھنے سے دلچسپی ہے؟"

"بہت زیادہ آنٹی میں۔ میں تعلیم سے بہت محبت کرتی ہوں مگر جانے کیوں۔" انجلی خاموش ہو گئی۔

"ٹھیک ہے انجلی اطمینان رکھو، ہم کوشش کریں گے کہ تمہاری تعلیم دوبارہ جاری ہو جائے۔"

"آنٹی آپ میرے اوپر بہت بڑا احسان کریں گی۔" انجلی نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر تک میں وہاں بیٹھی رہی۔ یہاں آنے کا کوئی خاص مقصد ظاہر نہیں کیا تھا۔ میں نے بہرطور یہ شری کی اس بات کی تصدیق کر لی تھی کہ انجلی اس کی بیٹی نہیں تھی بلکہ اس کی بہن پدماشری کی بیٹی تھی۔ جب میں نے پدماشری جی سے جانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے مل کر واقعی بہت اچھا لگا ہے۔ کاش ہم لوگ بار بار مل سکتے۔"

"اور آنٹی میں تو بس انسانوں سے دور رہ کر پاگل ہی ہوتی جا رہی ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں؟"

"تم صرف پروا مت کرو انجلی۔ بہت جلد میں تمہارے لیے کوئی صحیح فیصلہ کروں گی۔" میں نے کہا اور اس کے بعد انجلی نے مجھ سے دوبارہ ملنے کا وعدہ لے لیا۔

میں فلیٹ سے باہر نکل آئی۔ باہر کے معمولات بالکل پرسکون تھے۔ بہرطور ان حالات میں ایک پُراسرار کیفیت ضرور تھی اور میں اسی کے بارے میں سوچتی ہوئی وہاں سے چلی آئی۔ نیچے آنے کے بعد کافی دیر تک پیدل چلتی رہی۔ میں نے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ یہ شری کی بات بالکل درست نکلی تھی۔ پدماشری جی واقعی اس کی بہن تھیں اور انجلی کے بارے میں جیسا کہ یہ شری نے بتایا پدماشری کی بیٹی تھی، پھر وہ یہ دور ہو گئے تھے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو انجلی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے دوبارہ ملاقات کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس سلسلے میں، میں نہیں جانتی تھی کہ دوسری ملاقات کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر ایک ٹیکسی کر کے اپنے ہوٹل چل پڑی۔ جہاں میں میک اپ کر کے کوٹھی جانا چاہتی تھی۔ کوٹھی پر ایک نگاہ ڈال لینا ضروری تھا۔ ہوٹل میں داخل ہوئی اپنا کام مکمل کیا اور پھر کوٹھی پہنچ گئی۔ یہاں سے میں نے اپنی کار [illegible] میں داخل ہوئی تو سارے کا سارا ماحول پُرسکون [illegible] یوں لگتا تھا جیسے کوئی خاص بات نہ ہو۔ بہرطور میں اپنی کوٹھی کے خاص کمرے میں داخل ہو گئی اور اس کے بعد وہاں لیٹ کر سوچتی رہی کہ اب مجھے آگے کیا کرنا چاہیے؟ انجلی کا مسئلہ تو پھر ایک طرح سے الجھ کر رہ گیا تھا۔ یہ شری دیوی نے جو کچھ بتایا تھا اس کی روشنی میں، میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ صحیح صورت حال مجھے معلوم ہی نہیں ہوئی تھی۔ اب کیا کیا جائے۔ اس مسئلے کو کیا یونہی چھوڑ دیا جائے۔ یا اس مسئلے میں کوئی

[illegible] کی جائے؟ ایک بار پھر کمبخت دلیپ شرما یاد آیا جو صرف پچیس ہزار روپے پر اکتفا کر کے روپوش ہو گیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے دل چاہا کہ کم از کم دیوی کماری سے اس بارے میں معلومات حاصل کروں۔ لیکن پھر وہی انا آڑے آئی اور میں نے سوچا کہ اگر دلیپ شرما اس طرح سے غائب ہو سکتا ہے تو مجھے [illegible] اعتبار نہیں ہے اور ایک ایسے آدمی کا دور رہنا ہی مناسب ہے چنانچہ میں نے دلیپ شرما کو ذہن سے نکال پھینکا۔ جس شخص نے کوئی کام نہیں لینا اس کے بارے میں سوچنے سے کیا فائدہ؟ لیکن سوچنے کے لیے تو بہت کچھ موجود تھا۔ انجلی بے چاری پہچان نہیں سکی تھی کچھ نظر آ رہی محبت کرنے والی لڑکی تھی۔ کیسے عجیب و غریب حالات کا شکار ہے۔ آرام سے رہ رہی تھی۔ پتا نہیں اس سے پہلے وہ لوگ اس کے راستے پر کیوں نہیں لگے۔ پھر ایک خیال مجھے اور آیا۔ یہ شری وہ تمام باتیں جانتی تھی جن کا تعلق انجلی سے تھا اور انجلی سے وہ محبت بھی کرتی تھی۔ لیکن اس نے مجھے انجلی کا سب کچھ بتا دیا تھا۔ کیوں آخر کیوں؟ جبکہ اس نے اس سے متعلق حالات چھپائے تھے اور اس سلسلے میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ پھر اس نے اتنی رعایت کیوں کی؟ اس کی کوئی خاص وجہ؟ ہو سکتا ہے کہ معلوم ہونے کے بعد کہ میں نے انجلی کی مدد کی تھی۔ یہ شری نے سوچا ہو کہ مجھے انجلی کے [illegible] کر دیا تاکہ میں اس کے تحفظ کے لیے کچھ کر سکوں لیکن یہ [illegible] اندازہ نہیں تھا کہ میں ایسا کوئی کام کر سکتی ہوں۔ ایک اتفاقیہ واقعہ الگ بات ہے لیکن باقاعدہ کسی کے تحفظ کے لیے کچھ کرنا آسان کام تو نہیں ہوتا۔ بُری طرح دماغ تھکنے لگا تھا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ ایک عجیب و غریب الجھن کا شکار ہو گئی تھی۔ چنانچہ بہتر یہی سمجھا کہ ان خیالات کو عارضی طور پر ذہن سے نکال پھینکوں۔ ذہن کو دوسری طرف منتقل کرنے کے لیے میں نے بائرن کے بارے میں سوچا جو میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گیا تھا۔ بائرن کے ذریعے جس کا نام معلوم ہوا تھا جو ٹورنٹو بار کا مالک تھا اور اگر بائرن کا بتانا درست تھا تو وہ میرے ماتا جی کا قاتل بھی تھا۔ بھلا ایسے کسی شخص کو بھول کیسے سکتی تھی؟ لیکن اکیلی ذات اور اتنے سارے معاملات میں نہیں آ رہے تھے کہ کیسے پہلے سلجھانے کی کوشش کروں۔ اس بات پر مجھے پورا یقین تھا کہ یہ سارے سلسلے ایک ہی داستان کی کڑیاں ہیں اور جہاں کہیں بھی یہ صورت حال دیکھا سب کچھ سامنے آ جائے گا، سب کچھ۔ کیا خیال ہے کیوں نہ [illegible] بار کا جائزہ لیا جائے؟ [illegible] چند روز [illegible]

چاہیے اور اس کے بعد اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا تو پھر اس کے بعد کارروائی کی جائے گی۔ ویسے بائرن کی موت کے تاثرات پتا نہیں چل سکے تھے۔ میں جانتی تھی کہ آرزن فیرک کا تعلق براہ راست ماتا پربت سے ہے اور ماتا پربت کا تعلق یہ شری سے۔ ماتا پربت کے بارے میں پوچھ لیتی تو شاید کچھ اندازہ ہو سکتا۔ لیکن اس وقت یہ بات ذہن ہی میں نہیں آئی تھی۔ بہت دیر تک اسی طرح لیٹی رہی تھی اور پھر سوچا کہ اگر بلاوجہ دماغ کو خراب رکھا تو کہیں دماغ ہی خراب نہ ہو جائے۔ بہتر یہ ہے کہ کچھ دیر آرام کیا جائے اور ان تمام مسئلوں کو ذہن سے نکال پھینکا جائے۔ اسی میں بھلا تھا۔ میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے لیٹی رہی۔ اور جب لیٹے لیٹے طبیعت اکتا گئی تو اٹھ کر باہر نکل آئی۔ ابھی کہیں جانے کا ارادہ نہیں تھا بس یونہی اس عمارت کے لان میں آ رہی تھی کہ میں نے عمارت کے سامنے ایک آٹو رکشہ رکتے ہوئے دیکھا۔ آٹو رکشہ مین گیٹ کے سامنے رُکا تھا اس لیے میری نگاہیں اس طرف اٹھ گئیں اور پھر اس سے اترنے والے کو دیکھ کر ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا تھا۔ دلیپ شرما ہی تھا۔ میں سکتے میں رہ گئی۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں اس وقت یہاں موجود ہوں؟ ہو سکتا ہے کسی طرح کے طور پر آگیا ہو۔ بہرطور میں اپنی جگہ کھڑی اس کا انتظار کرتی رہی۔ وہی مخصوص انداز۔ وہی چال ڈھال، لاابالی پن اور یہ تمام چیزیں مل کر اس کی شخصیت میں ایک انوکھی چیز پیدا کر دیتی تھیں۔ اس طرح اندر آیا تھا جیسے کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔ مجھے دیکھ کر میری طرف ہی آگیا تھا۔

"ہیلو بھارتی جی۔"

میں خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ اس نے ایک لمحے میری صورت دیکھی اور پھر پُراعتماد لہجے میں بولا۔

"اندر چلیں گی یا باہر ہری ہری گھاس پر؟"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے لان کی جانب چل پڑی اور پھر گھاس کے ایک قطعے پر جا بیٹھی۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے چلا آیا تھا۔ بغل میں ایک بڑا سا لفافہ دبا ہوا تھا۔ لباس بھی ذرا بہتر پہنے ہوئے تھا۔ اس وقت کہنے لگا۔

"کافی چل جائے گی۔؟"

"ہوں! اندر جا کر کسی ملازم سے کہہ دو۔" میں نے کھرے لہجے میں کہا اور وہ سعادت مندی سے اٹھ گیا۔

ملازم سامنے ہی نظر آ گیا تھا۔ چنانچہ اس نے قریب پہنچ کر اسے میرا پیغام دے دیا اور ملازم گردن خم کر کے چلا گیا۔

واپسی پر دلیپ شرما کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی وہ میرے سامنے آکر بیٹھ گیا۔

"ایک بات کہوں دیوی جی بُرا تو نہیں مانیں گی؟"

میں نے پھر کوئی جواب نہیں دیا تو وہ خود ہی بولا۔

"جب کوئی کسی سے ناراض ہوتا ہے تو سامنے والے کو یہ اندازہ ضرور ہو جاتا ہے کہ ناراض ہونے والے کے دل میں اس کی کوئی نہ کوئی گنجائش ضرور ہے۔ کیا میں اس گنجائش کی بات کر سکتا ہوں۔؟"

"بہتر یہ نہ ہوگا دلیپ شرما کہ تم صرف کام کی بات کرو کہو کیسے آنا ہوا؟"

"او ہو... او ہو۔" یہ لہجہ اور یہ انداز بتاتا ہے کہ معاملہ حد سے زیادہ سنگین ہے۔ بہتر یہ نہ ہوگا کہ گرمی کو گرمی سے مار دیا جائے۔ میرا مطلب ہے کہ جب آپ کالی پی لیں تب گفتگو کا آغاز کریں۔"

"بے تکلفی مجھے بھی ناپسند نہیں ہے۔ لیکن اس میں ایک حد کی قائل ہوں۔"

"ہاں۔ ہاں آپ اطمینان رکھیے میں تو آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ہر طرح کی بے تکلفی حد میں ہوگی۔ ویسے آپ بتا سکتی ہیں کہ ناراض کیوں ہیں؟"

"غلط فہمی ہے تمہاری۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ بس یہ سوچ رہی ہوں کہ کسی کو اگر نرم لہجے میں مخاطب کر لیا جائے تو وہ سر پر سوار ہونے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔"

"نہیں دیوی جی آپ نے مجھے صرف نرم لہجے میں مخاطب نہیں کیا بلکہ بات اس سے آگے بڑھ جاتی ہے۔ میرا گھر دیکھا ہے میری زندگی پر تبصرہ کیا ہے۔ یہ سب کچھ صرف نرم لہجے والی بات تو نہیں ہے اور اس کے علاوہ مجھے آپ نے ایک بہت بڑی رقم دی ہے کیوں آخر کیوں؟"

"تم جس رقم کو بڑا کہہ رہے ہو دلیپ شرما یقین کرو وہ میرے لیے بے حیثیت ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ اگر آپ سے اتنا ہی ناواقف ہوتا تو وہ رقم کبھی نہیں لیتا۔ یہ سوچ کر کہ اس وقت تو آپ جذباتی ہو رہی ہیں بعد میں شاید تیس ہزار ان یا تیس ہزار مجھے ضرور افسوس کرتی رہیں گی۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ آپ کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اسی لیے میں نے اُسے قبول بھی کر لیا تھا۔"

"اس وقت میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟"

"ابتدائی امداد تو آپ نے کر دی ہے یعنی کافی کی ایک پیالی۔ اس کے بعد تھوڑی دیر باتیں کیجیے۔ پھر خادم رخصت ہو جائے گا۔"

"تم نے یہ کیسے تصور کر لیا کہ میرے پاس باتیں کرنے کے لیے وقت ہے۔"

"دیکھیے بھارتی جی۔ آدمی میں بھی بگڑا ہوا ہوں۔ اگر بات تیس ہزار کے دباؤ کی ہے تو واپس تو نہیں کر سکوں گا بس یہ سوچتی رہ جاؤ گی کہ ذلیل آدمی تھا پیسے لے کر بھاگ گیا ہے۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا؟"

"مطلب یہ ہے کہ آپ ذرا نرم اور محبت بھرے لہجے میں باتیں کیجیے۔ میں بھی ادائیگیاں کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ تو یہ نہیں پتا، سا آپ کی کافی۔ لیجیے تیس ہزار روپے کا حساب کر لیجیے۔" اُس نے ہنستے ہوئے انداز میں لفافہ اٹھایا اور اُسے کھول لیا۔

"اب کیا نکالو گے اس لفافے سے؟"

"حساب لگائی جانے کا غذ پہ۔ اگر کام کی کوئی چیز ہو تو پیسے کا حق جائے۔ پوری ادائیگی کر کے رہوں گا فیصلہ کر لیا ہے میں نے۔"

میں کسی قدر شگفتہ ہو گئی۔ اس کے بات کرنے کے انداز میں ایک جھلاہٹ تھی اور اس جھلاہٹ سے مجھے بہت مزا آ رہا تھا۔ غالباً میری حس کو تسکین پہنچی تھی۔ اس نے لفافے میں سے ایک اور چھوٹا لفافہ نکالا اور اُسے کھولنے لگا پھر اس نے اس لفافے میں سے ایک فوٹو گراف نکال کر میرے سامنے کر دیا۔

"یہ لیجیے۔ یہ تصویر اُس وقت بنائی گئی تھی جب آپ شردھا پور میں جے شری دیوی سے ملی تھیں۔"

"کب کی بات کر رہے ہو؟"

"تصویر دیکھ لیجیے اندازہ ہو جائے گا۔"

میں نے تصویر دیکھی اور میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ یہ تصویر بالکل تازہ تھی۔ اُس دن کی تھی جس دن میں جے شری دیوی سے ملی تھی۔ انہی کا کمرہ تھا یہی بدلتے پوشاک لباس تھا جو میں اُس دن پہنے ہوئے تھی۔ دلیپ شرما نے دوسری تصویر میرے سامنے کر دی۔

"اور یہ اُس وقت کی تصویر ہے جب آپ وہاں سے واپس چلی تھیں۔"

"تم۔ تم۔"

"جی ہاں۔ میں آپ کا باڈی گارڈ تو نہیں ہوں لیکن گارڈ ضرور ہوں۔ میں نے سوچا کہ جے شری کے بلاوے پر آپ وہاں ضرور جائیں گی اور اس بلاوے سے میں ذرا سا حیران بھی ہوا کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ انہوں نے آپ کو کیوں بلایا ہے؟"

"تو تم۔ تو تم میری جاسوسی کرتے رہے ہو؟"

"جی نہیں۔ میں یہ سوچتا رہا ہوں کہ آپ کے اس احسان کا مناسب بدلہ اتار سکوں۔ اسی لیے ذرا مستعدی سے کام کرتا رہا ہوں۔ یہ لیجیے یہ تیسری تصویر جب آپ وہاں سے ریلوے اسٹیشن کے لیے کہہ کر چلی تھیں اور ریلوے اسٹیشن سے بس کے اڈے کی جانب چل پڑی تھیں۔"

"اوہ۔ مائی گاڈ۔ تم میرے پیچھے تھے؟"

"یہ چوتھی تصویر جب آپ جگت پور میں آ رہی تھیں دراصل میں یہ جائزہ لیتا رہا تھا کہ کوئی آپ کے تعاقب میں تو نہیں ہے۔ جو گفتگو آپ کے اور اُن کے درمیان میں ہوئی وہ بھی میرے علم میں ہے۔"

"تو تم اس وقت جے شری دیوی کے گھر میں گھس آئے تھے؟"

"میری بات جانے دیجیے۔ اپنی بات کیجیے۔ ابھی تو میں نے بہت پورا نہیں کیا ہوں۔ یہ تصویر اور دیکھیے آپ۔" دلیپ شرما نے کہا۔

اب میں پوری دلچسپی سے اس کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔ دلیپ شرما نے ایک تصویر میرے سامنے رکھی اور اسے دیکھ کر میں ششدر رہ گئی۔ جے شری کے سامنے کچھ چیزیں رکھی ہوئی تھیں اور وہ اپنے کمرے ہی میں تھیں۔

"یہ۔ یہ۔"

"جی ہاں یہ جے شری دیوی ہیں۔"

"مگر یہ ان کے پاس کیا ہے؟"

"یہ دیکھیے۔" دلیپ شرما نے دوسری تصویر میرے سامنے رکھ دی۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ وہ تصویر ہے جب جے شری دیوی پدما شری بن رہی تھیں۔"

میں ساکت رہ گئی۔ میرے اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ جے شری دیوی اس تصویر میں ایک وِگ اپنے سر پر چڑھا رہی تھیں اور دوسری تصویر میں وہ اپنے چہرے پر میک اپ کر رہی تھیں اور تیسری تصویر میں جو دلیپ شرما نے مجھے اس کے بعد دی وہ پدما شری کے روپ میں نظر آ رہی تھیں۔ میرا سر بُری طرح چکرانے لگا۔ میں نے چڑھی ہوئی آنکھوں سے دلیپ شرما کو دیکھا تو دلیپ شرما نے ایک اور تصویر میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ وہ جگہ ہے جہاں انجلی اس وقت موجود تھی۔ جب آپ اُس سے ملنے کے لیے آ رہی تھیں اور یہ وہ تصویر ہے جب جے شری دیوی پدما شری بن کر اس فلیٹ میں داخل ہوئی تھیں اور یہ وہ تصویر ہے جب آپ نے جے شری سے پدما شری کی حیثیت سے ملاقات کی تھی اور اس کے بعد یہ وہ تصویر ہے جب آپ اُن سے مل کر واپس چلی تھیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کی کوئی تصویر نہیں بنائی کیونکہ آپ کے پاس پہنچنا بھی تھا۔"

میں نے تصویریں دیکھیں اور پھر انہیں لگا اس پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ ماحول میری آنکھوں میں دھندلا گیا تھا اور دماغ ہوا میں اُڑتا جا رہا تھا۔ دلیپ شرما نے تمام تصویریں یکجا کیں اور انہیں لفافے میں بند کر دیا پھر اُس کی آواز ابھری۔

"بتائیے آپ کے تیس ہزار روپے میں سے کتنے روپے کٹ گئے؟ میں پورا پورا حساب رکھنا چاہتا ہوں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے گھٹنوں پر چہرہ رکھے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بھینچے بیٹھی رہی تھی۔

"یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ جے شری دیوی۔ جے شری دیوی خود پدما شری بن کر اس فلیٹ میں آ گئی تھی۔ اور انہوں نے پدما شری کی حیثیت سے مجھ سے ملاقات کی تھی۔ ناقابلِ یقین ناقابلِ یقین۔ میری سمجھ میں واقعی کچھ نہیں آ رہا تھا۔ تب دلیپ شرما کی آواز ابھری۔

"اور وہ خط جو شری دیوی نے آپ کو لکھا تھا اور جس کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ اُن کی تحریر نہیں ہے۔ جے شری دیوی ہی کا لکھا ہوا تھا۔ غالباً وہ آپ کا ذہن اس طرف سے ہٹانا چاہتی تھیں کہ انجلی اُن کی بیٹی ہے اور اسی لیے انہوں نے اتنا لمبا ناٹک کھیلا۔"

میں نے گردن اٹھائی۔ دھندلائی ہوئی نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھا اور پھر تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

"دلیپ شرما۔ دلیپ شرما تم جادوگر ہو کیا؟ تم واقعی ہی

جادوگر ہو۔"

"نہیں میڈم ان الفاظ سے کام نہیں چلے گا جس نام کا اظہار آپ نے کیا ہے اور جس انداز میں کیا ہے اس میں بہت یا طلب نہیں تھی بلکہ احساس تھا کہ آپ نے مجھے ایک بڑی رقم دی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ لعنت ہے رقم کے بارے میں سوچنے والے پر۔" میرے منہ سے نکلا۔

"نہیں دیوی جی غلط کہہ رہی ہیں آپ۔"

"بھگوان کی سوگند میں نے اس بارے میں سوچا بھی نہیں، تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں تو اس لیے تم سے ناراض تھی کہ اس دن سے گئے تو پلٹ کر خبر بھی نہ لی۔" میں نے کہا اور دلیپ شرما کا منہ حیرت سے پھیل گیا۔

"کیا واقعی۔؟"

"بھگوان کی سوگند کھائی ہے۔ میں نے جھوٹ نہیں بول رہی۔" نجانے میرا انداز کیسا ہو گیا۔

نجانے کیوں مجھے ایسا لگا جیسے میرا اپنا کوئی میرے سامنے بیٹھا ہو۔ واقعی دلیپ شرما کے بارے میں جس انداز میں کہا تھا، اس انداز کی اس وقت نفی ہو رہی تھی۔ یہ۔ یہ جادوگر یہ جادوگر تو واقعی ہی چھلاوا نگلنے والا تھا۔ ایک لمحے میں اس نے مجھے الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا تھا۔ دلیپ شرما چند لمحات مجھے گھورتا رہا پھر بولا۔

"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔" میرا غصہ اتر گیا۔

"ٹھیک ہے دلیپ۔ ٹھیک ہے میں واقعی تمہارے نہ آنے سے کچھ اداس ہو گئی تھی یہ سوچنے لگی تھی کہ پتا نہیں تم غائب کیوں ہو گئے؟ کس قسم کے آدمی ہو تم؟ غصہ آ رہا تھا تم پر، بہت یاد کیا میں نے تمہیں اس دوران۔"

"اچھا۔ اچھا۔ دل میں کوئی ہوک وغیرہ تو نہیں اٹھی؟ میرا مطلب ہے یوں یوں تو نہیں ہوا۔؟" اس نے ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا۔

"اب میرا مذاق مت اڑاؤ۔ فضول باتیں مت کرو۔"

"نہیں دیوی جی مرض کی تشخیص ضروری ہے میرا انتظار کس حیثیت سے کیا جا رہا تھا۔؟"

"دوست کی حیثیت سے۔" میں نے کہا اور ہنس پڑی یہ اسی کا جملہ تھا۔ دلیپ شرما نے گہری سانس لے کر گردن ہلائی اور بولا۔

"تب ٹھیک ہے۔"

ملازم دروازے سے کافی کی ٹرالی دھکیلتا ہوا آ رہا تھا میں نے پھر وہ تصویریں اٹھالیں اور ایک ایک تصویر دیکھنے لگی۔ پھر میں نے کہا۔

"بڑی ناقابل یقین بات ہے۔ تم اتنے قریب موجود تھے کہ تم ہماری تصویریں لے رہے تھے اور مجھے تمہارے بارے میں علم بھی نہیں تھا۔"

"آپ نے فلش لائٹ تک محسوس نہیں کی ہو گی۔ دراصل یہ میرے کیمرے کا کمال ہے کہ وہ کسی کو ہلکا سا احساس بھی نہیں ہونے دیتا۔"

"مگر دلیپ شرما ایک بات بتاؤ تم نے ریلوے اسٹیشن پہنچ کر میں میری تصویریں بنا ڈالیں۔ لیکن اس کے بعد تم بے شری دیوی کے پاس واپس کیسے پہنچ گئے۔؟"

"بس یہی تو فن ہے دلیپ شرما بتا دیں اگر آپ یہ بات تو غلام ہو جائیں گے آپ کے۔"

"نہیں تم بتاؤ۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جب تک یہ اعتبار نہیں ہو جائے گا آپ پر کہ آپ کو دلیپ شرما پر مکمل بھروسہ ہو گیا ہے اپنی کوئی بات آپ کو نہیں بتاؤں گا۔ بھگوان کی سوگند یہ میرا عہد ہے۔"

"کیوں آخر کیوں؟ یہ عہد کیوں کیا تم نے۔؟"

"آپ نے خود یہ بے اعتمادی کا اظہار کیا ہے بھلا یہ کوئی بات ہوئی چند روز نہیں آیا تو نجانے کیا کیا سوچ کر بیٹھ گئیں۔ دوستی ایسی ہوتی ہے۔؟"

"تو تمہیں آنا چاہیے تھا کم از کم فون پر مجھے میسج دے دیتے۔"

"بس نہیں دیا۔ میرا ٹائپ یہ نہیں ہے۔"

"اچھا ٹائپ ہے۔ دوسرا چاہے تمہارے لیے کتنا ہی پریشان کیوں نہ ہوتا رہے۔؟"

"دوست کی حیثیت سے پریشان ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے آگے آپ کسی حیثیت سے پریشان نہیں ہوں گی۔"

"دیکھو میں تم سے بے تکلف نہیں ہوں۔ کوئی ایسی بات منہ سے نکل جائے گی جو تمہیں ناگوار گزرے گی۔"

"مثلاً۔؟"

"مثلاً میں تم سے یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ تمیز سے بات کرو ورنہ تھپڑ مار دوں گی۔"

دلیپ شرما کا منہ حیرت سے کھل گیا وہ میری طرف دیکھتا رہا اور پھر ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ ملازم نے اسی وقت کافی کے برتن ہمارے سامنے رکھ دیے اور پھر خاموشی سے گردن جھکا کر چلا گیا تھا۔ دلیپ شرما عجیب سے انداز میں بیٹھا رہا میں نے خود کافی بنائی ایک پیالی اسے دی اور دوسری اپنے سامنے رکھی اور پھر اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"برا مان گئے یا میری بات کا۔؟"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں بھارتی جی۔ آپ نے زبردست وار کیا ہے مجھ پر۔"

"کیا مطلب۔؟"

"یہ جملہ۔ یہ جملہ کون کہہ سکتا ہے۔ بس چھوڑیے اس کے بعد اس موضوع پر بات نہیں کریں گے۔ آپ کا جب کبھی دل چاہے میرے گال پر تھپڑ مار سکتی ہیں۔"

"سوری دلیپ تم تو واقعی سنجیدہ ہو گئے۔"

"نہیں خوش ہوا ہوں۔ آج اس بات سے خوشی ہوئی ہے مجھے۔"

"کیوں۔؟"

"خوشیوں کی کوئی وجہ نہیں ہوتی بھارتی جی۔ بس بعض اوقات کوئی انجانے زاویے کے کون سے تار جھنجھنا دیتا ہے کبھی اس کا علم ہوتا ہے کبھی نہیں۔ خوشی۔ اب آپ کے اس جملے سے خوشی ہوئی ہے مجھے۔ میں اس کی وضاحت نہیں کر سکتا۔"

میں عجیب سی نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھتی رہی اتنے دن کے بعد آیا تھا اور چند لمحات میں اس نے میرا ذہن صاف کر دیا تھا۔ بہرطور اس کا اندازہ مجھے تھا کہ میرے اس جملے سے وہ کسی قدر دلگرفتہ ہو گیا ہے لیکن اس کی وجہ میں نہیں جان سکتی تھی اور اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ وہ بتانے کا بھی نہیں۔ ہم دونوں خاموشی سے کافی پیتے رہے میں نے دلیپ شرما سے کہا۔

"اس کا مقصد ہے تمہارا کہنا درست تھا دلیپ شرما کہ شری دیوی ہی انجلی کی ماں ہیں۔؟"

"میرا کہنا غلط نہیں ہوتا بھارتی دیوی۔"

"لیکن پھر شری دیوی مجھ پر یہ کیوں ظاہر کرنا چاہتی تھیں کہ وہ اس کی ماں نہیں ہیں۔"

"بات یہ ہے بھارتی جی کہ بہت سے سوالات میرے اپنے ذہن میں بھی آتے ہیں۔ لیکن میں حد کا قائل ہوں جو کچھ آپ نے مجھے اس بارے میں بتانا پسند کیا میں نے سن لیا۔ بہت سے سوالات میرے ذہن میں جاگے لیکن میں نے آپ سے ان میں سے کوئی نہیں کیا۔ صرف یہ سوچ کر کہ آپ اسے حد سے آگے بڑھنے والی بات نہ سمجھیں میں نے وہ کام کیے ہیں اب تک جو مجھے کرنے چاہیے تھے۔ اپنے بہت سے سوالات کو میں نے دل میں گھونٹ کر رکھا ہے یہ سوچ کر کہ یہ مداخلت بے جا ہو گی۔ آپ اب اگر مجھ سے ایسا کوئی سوال کرتی ہیں تو میں اس کا صحیح جواب دینے سے صرف اس لیے قاصر ہوں کہ مجھے ان کا کوئی صحیح اندازہ نہیں ہے۔"

میں عجیب سی نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھنے لگی۔ یہ تو میں خود اسے کسی قیمت پر نہیں بتا سکتی تھی کہ میرا تعلق کسی ایسے گروہ سے بھی رہ چکا ہے جو جرائم پیشہ تھا اور میں اس گروہ کے لیے بھی کام کرتی رہی ہوں۔ لیکن باقی معاملات میں اگر اسے شریک کر لیا جائے تو کوئی خاص حرج بھی نہیں ہے ویسے بے حد چالاک آدمی ہے اور ایسے کام بھی انجام دے سکتا ہے جو ناقابل یقین ہوں پہلے بھی یہ تصور میرے ذہن میں آیا تھا لیکن اب ان تصویروں کو دیکھ کر یہ بات ذہن میں جڑ پکڑ گئی تھی کہ اس پر اعتبار کر کے دیکھ لیا جائے۔ چاہے خطرناک کیوں نہ ہو۔ میں اسے گھورتی رہی تھی دلیپ شرما کے لبوں کی چھوٹی چھوٹی چسکیاں لے رہا تھا اور اس کے چہرے پر بھی سوچ کے گہرے آثار تھے۔ اس طرح کافی دیر گزر گئی اور جب مجھے احساس ہوا کہ وہ خاموشی کے اس طلسم کو نہیں توڑے گا تو میں نے خود ہی اس سے کہا۔

"دلیپ شرما تمہارے ذہن میں میرے لیے کیا سوالات ابھرتے ہیں۔؟"

"بہت سے سوالات بھارتی جی۔ اگر آپ ایک بار بھی مجھے اپنی زندگی کے بارے میں تفصیلات بتائیں تو وہ سوالات میرے ذہن میں تازہ ہو جائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ مجھے سب کچھ بتائیں گی۔ میں آپ کے چہرے پر کھنچی ہوئی لکیروں کی تحریر پڑھ سکتا ہوں۔ آپ سوچ رہی ہیں کہ یہ شخص قابل اعتماد ہے یا نہیں۔ اپنا راز اسے دے دیں گی تو کہیں یہ آپ کے لیے نقصان دہ ثابت نہ ہو۔ اس کے جواب میں، میں یہ کہوں گا کہ بھارتی دیوی کہ زندگی میں تو نفع نقصان کے سودے چلتے ہی رہتے ہیں۔ کوئی نقصان زندگی نہیں چھین سکتا۔ کوئی نفع زندگی نہیں بنا سکتا۔ یہ

ساری چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ بعض اوقات آنکھیں بند کر کے بھی بات کرنی چاہیے ہمیشہ کھلی رکھی جانے والی آنکھیں بھی کبھی کبھی بری طرح دھوکا بھی کھا جاتی ہیں۔"

"تم واقعی جادوگر ہو دلیپ شرما۔ واقعی تم جادوگر ہو۔ میں تمہاری شخصیت کا اعتراف کرتی ہوں لیکن تھوڑی سی گڑبڑ تم نے بھی کی ہے۔ اپنے بارے میں اور کچھ بھی بتا دیتے تو کیا حرج تھا؟"

"اپنے بارے میں، میں نے سب کچھ بتا دیا ہے دیوی جی۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ اس میں کچھ گنجائش نہیں ہے۔ مختصر الفاظ میں اتنا عرض کر دوں کہ پیدا ہونے کے بعد زمانے کی ٹھوکروں میں آ پڑا۔ بکھر جانے پر فطرت کیسے بن گئی۔ دنیا بہت بری لگتی ہے۔ بعض اوقات میرا دل چاہتا ہے کہ کسی کو بھی کوئی حیثیت نہ دوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی گھپلا نہیں ہے میری فطرت میں۔ جو کچھ بن گیا ہوں وہ اس دنیا سے نفرت کا نتیجہ ہے۔ اپنے آپ پر بھروسہ کرتا رہا ہوں صرف۔ کسی دوسرے پر بھروسہ نہ کرنے کے فائدہ ہی ہوا ہے مجھے نقصان نہیں۔ باقی جو کچھ تھا وہ آپ کے سامنے ہے انا، خودداری جیسے الفاظ مجھے بھی بہت پسند تھے۔ لیکن ان سے ہمیشہ دھوکا کھایا چنانچہ انہیں بلیڈ سے کاٹ کر پھینکا اور اب ایسی کوئی شے میرے پاس نہیں ہے۔ احسان مندی کے جذبات رکھتا ہوں اور احسان ماننے کی صلاحیتیں بھی۔ اس کے علاوہ آپ میرے بارے میں اور کیا جاننا چاہتی ہیں۔؟"

"نہیں۔ کچھ نہیں۔" میں نے مغلوب لہجے میں کہا۔

دلیپ شرما کے الفاظ پر کافی دیر تک غور کرتی رہی تھی۔ یہ پہلا انسان تھا جس نے مجھے پست کر دیا تھا۔ واقعی کچھ ایسی ہی عجیب و غریب شخصیت تھی اس کی کہ میں اس کے سامنے اپنے آپ کو کسی قدر ہلکا محسوس کرنے لگی تھی۔ اس کے بعد مزید کچھ دیر خاموشی سے گزر گئی پھر میں نے کہا۔

"تم میری کہانی سننا چاہتے ہو۔؟"

"ہاں ابتدا سے اور شرط یہ ہے کہ اس کہانی کا کوئی بھی حصہ حذف نہ کیا جائے۔"

"یہ ممکن نہیں ہے دلیپ شرما۔" میں نے کہا اور اس کے چہرے پر اپنے الفاظ کا ردعمل تلاش کرنے لگی لیکن اس کی پیشانی پر ناگواری کی کوئی شکن نمودار نہیں ہوئی تھی۔ وہ چند لمحات بہ غور نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا اور پھر بولا۔

"بڑی عمدہ بات کہی ہے آپ نے۔ واقعی انسان اپنی زندگی کے کچھ حصے اپنے لیے محفوظ نہ رکھے تو پھر اس کے پاس کچھ نہیں رہ جاتا۔ چلیے جن حصوں کو آپ محسوس کریں کہ وہ کسی قیمت پر کسی کو نہیں بتائے جا سکتے تو انہیں اپنی اس کہانی میں محفوظ رکھیے گا۔ لیکن آپ کے اپنے سوالات سے متعلق چھ کردار۔ میرا مطلب ہے ایسے کردار جو چھپانے کے نہ ہوں آپ کے ذہن میں آئیں تو مجھے ضرور بتا دیجیے۔"

میں نیم خوابیدہ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ ماضی کو اپنے ذہن میں تازہ کر رہی تھی۔ اپنے بارے میں دلیپ شرما کو کچھ واقعات بتا دیے تھے۔ لیکن اس وقت محسوس کر رہی تھی کہ دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے اسے اگر یہ کہانی دوبارہ سنائی جائے تو ذہن کا کچھ بوجھ ہی ہلکا ہو جائے گا۔ غالباً یہ ایک لاشعوری کیفیت تھی کسی کو خود سے برتر تسلیم کرنے کی۔ لیکن اپنی ذات کے داغ بھی اسے نہیں دکھانا چاہتی تھی۔ چنانچہ میں نے آہستہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں بتا چکی ہوں دلیپ شرما کہ میرا تعلق ایک ایسے گھرانے سے ہے جو دولت مند بھی تھا باعزت بھی۔ میں نے ہوش سنبھالا اور اپنے دادا جی موسی جی اور پتا جی کے زیرِ سایہ پرورش پاتی رہی۔ ماتا جی کا وجود نہیں تھا میرے سامنے۔ ماں کی حیثیت سے موسی جی نے مجھے سہارا دیا ہوا تھا اور انہوں نے کبھی اس شے کی کمی نہیں محسوس ہونے دی تھی لیکن شعور جاگا تو ماں کی اہمیت واضح ہوئی۔ ماں کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ مر چکی ہے اور مجھے شعور حاصل کرنے کے بعد یہ علم بھی ہو گیا تھا کہ دنیا میں، میں وہ تنہا شخصیت نہیں ہوں جس کی ماں نہیں ہے اور بھی بہت سے ایسے کردار ہیں اطراف بکھرے ہوئے ہیں جن میں میری جیسی لڑکیاں ماں سے محروم ہیں۔ بہرطور ماں کی کمی کو میں نے ہمیشہ اپنے دل میں محسوس کیا۔ لیکن یہ ایک ایسی مجبوری تھی جس کا کوئی حل نہیں تھا چنانچہ میں صبر کرتی رہی پھر اچانک ہی پتا جی مجھ سے چھن گئے میرا شعور اس حد تک نہیں جاگا تھا کہ میں ان کی موت کی حقیقتیں جان سکتی۔ ان کا چھن جانا میرے لیے مزید غم کا باعث بن گیا۔ میرے دادا جی کی کمر بھی ٹوٹ گئی تھی اور وہ وقت سے بہت پہلے بوڑھے ہو گئے تھے۔ لیکن انہوں نے میرے لیے اپنے آپ کو سنبھالا کافی دن تک میں غم کا شکار رہی لیکن اس وقت میرا کچا ذہن

یہ بات نہیں جان سکا کہ پتا جی طبعی موت نہیں مرے بلکہ انہیں قتل کیا گیا ہے۔ یہ بات باقاعدہ میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ دادا جی نے پتا جی کی کمی بھی پوری کرنا شروع کر دی اور بہت جلد میں انہیں دنیا کا عظیم انسان سمجھنے لگی کیونکہ انہوں نے بہت جلد میرے دل سے یہ غم نکال دیا۔ شعور کی منزلیں سامنے آتی رہیں اور میں ایک ایک قدم آگے بڑھتی رہی۔ گھر سے فراغت تھی اور کوئی الجھن نہیں تھی کہ مجھے جو میرے لیے باعث پریشانی ہوتی۔ سکھیاں سہیلیاں تھیں جن کے ساتھ وقت اچھا گزر رہا تھا۔ مستقبل کے بہت سے تصورات میرے ذہن میں بھی ایک نوجوان اور نوخیز لڑکی کی مانند جاگتے تھے لیکن شعور کچھ پختگی دے رہا تھا۔ دنیا کی وسعت سے مجھے بچپن سے دلچسپی تھی۔ تاریخ اور جغرافیہ سے بہت شوق رکھتی تھی اور پھر ایک بار اخبار میں انڈین ائیر لائنز کا اشتہار شائع ہوا جس میں ایک ائیر ہوسٹس کی جگہ تھی تو میں نے بھی دادا جی کو مجبور کیا کہ وہ میرے لیے کوشش کریں۔ دادا جی نے لاکھ منع کیا لیکن میں نے انہیں اپنا مقصد سمجھاتے ہوئے کہا کہ اس نوکری سے مجھے مالی آمدنی نہیں حاصل کرنی بلکہ دنیا کو دیکھنے کا وہ شوق پورا کرنا چاہتی ہوں جو عام حالات میں ذرا مشکل ہو جائے گا۔ دادا جی میری ہر وہ بات مان لیتے تھے جو ان کے خیال میں بہت بری نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ پہلے تو انہوں نے تھوڑا سا اختلاف کیا لیکن اس کے بعد مجھے اجازت دے دی گئی تقدیر بھی ساتھ دے رہی تھی اور کچھ میری صلاحیتیں بھی تھیں پھر دادا جی کی کوشش بھی شامل تھیں چنانچہ مجھے یہ نوکری مل گئی اور میں ملک ملک کی سیر کرنے لگی۔ اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے مجھے خوشی تھی دلیپ شرما۔ میں اپنی دانست میں اپنی زندگی کا محور پا چکی تھی ماتا پتا کا خیال کبھی دل میں آتا تو بس اتنی سی سوچ دامن گیر ہوتی کہ میں ان بدنصیبوں میں سے ہوں جو ماتا پتا سے محروم ہو جاتے ہیں۔ میری اپنی زندگی بڑی خوش اسلوبی سے گزر رہی تھی لیکن دلیپ شرما زندگی یکسانیت کا نام نہیں ہے۔ ایک راستہ کبھی سیدھا نہیں رہتا اس میں بلا خرابات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ایک سفر میں مجھے تین ایسے افراد ملے جنہوں نے میری زندگی کے رخ ہی تبدیل کر دیے۔ ان میں ایک بوڑھا شخص آکٹرن نیرک کے نام سے تھا اور اس کے ساتھ اس کے دو نوجوان بیٹے تھے جن میں ایک کا نام باسُن اور دوسرے کا نام ہارن تھا۔ بوڑھے شخص نے میری صورت دیکھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں فلاں شخص کی بیٹی ہوں! بوڑھے نے مجھ سے کہا کہ میری ماں بھی

سو فیصدی میری ہم شکل تھی۔ میں حیران رہ گئی جو حوالے مجھے اس شخص نے دیے تھے وہ سو فیصدی مجھ سے ہی متعلق تھے۔ وہ میرے پتا جی کو جانتا تھا۔ یہ صورتحال معلوم کرنے کے بعد میرے ذہن میں یہ تجسس پیدا ہو گیا کہ میں اس سلسلے میں مزید تفصیلات معلوم کر سکوں میں واپس آ گئی۔ دادا جی اور موسی جی کو میں نے مجبور کیا اور ان سے کہا کہ وہ مجھے میرا ماضی بتائیں۔ تب مجھ پر انکشاف ہوا کہ میری ماں زندہ ہے اور شرمیلا پور میں ہے۔ دلیپ شرما یہ بات سن کر میں دنگ رہ گئی تھی ماں جیسی نعمت کو مجھ سے چھپایا گیا تھا۔ میں نے اس سلسلے میں کافی واویلا کیا اور دادا جی نے مجھے شرمیلا پور جانے کی اجازت دے دی۔ دل میں امیدوں اور آرزوؤں کا سمندر لیے شرمیلا پور پہنچی اور وہاں جے شری دیوی سے ملی جو میری ماں تھیں۔ یہ بات تو میرے لیے بھی باعث حیرانی تھی کہ جیسا آکٹرن نیرک نے کہا تھا میں اپنی ماں کی ہم شکل بالکل نہیں تھی جے شری دیوی مجھ سے بالکل مختلف صورت رکھتی تھیں۔ وہ مجھ سے ملیں لیکن اس تپاک سے نہیں جس تپاک سے ایک ماں اپنی بچھڑی ہوئی بچی سے ملتی ہے۔ ان کا انداز سپاٹ سپاٹ سا تھا اور اس انداز نے میری تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ میں بددل ہوئی۔ اس دوران جے شری دیوی کے پاس رانا پربت نامی ایک شخص مجھے ملا جو عجیب شیطانی فطرت کا مالک تھا۔ اس کے مشاغل بھی شیطانی تھے اور اس کی گفتگو سے بھی شیطانیت ٹپکتی تھی۔ یہ شخص جے شری دیوی کا دوست تھا۔ رانا پربت نے مجھ پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی۔ مجھے کچھ تحائف دیے ایک دو تفریحات میں لے گیا اور پھر ایک دن وہ مجھے تنہا اپنے ساتھ لے گیا ایک ایسی جگہ جو بے حد عجیب تھی لیکن جو رانا پربت کی رہائش گاہ تھی۔ ابھی اس رہائش گاہ میں اس نے میرے حسن جمال کی تعریف کی لیکن وہیں ایک اور کردار شامل ہو گیا جس کا نام سنیل تھا۔ سنیل رانا پربت کا بیٹا تھا اور اپنے باپ سے نالاں۔ بیٹے کی موجودگی میں رانا پربت سنبھل گیا۔ سنیل نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور واپس چھوڑنے چل پڑا۔ اس نے میرے گلے میں رانا پربت کا دیا ہوا ایک ہار دیکھا اور وہ غصے سے دیوانہ ہو گیا۔ وہ ہار اس نے توڑ دیا اور مجھ سے کہا کہ رانا پربت ایک درندہ ہے اور میں ایک درندے کے جنگل میں پھنس رہی ہوں۔ سنیل کی باتوں پر میں حیران رہ گئی تھی۔ تب سنیل سے میرے تعلقات تھوڑے سے بڑھے اور ایک دن اپنی رہائش گاہ میں اس نے مجھے ایک لاش دکھائی جو ایک

تالاب میں تیر رہی تھی اور اس کے بدن پر جگہ جگہ سے گوشت نچا ہوا تھا۔ سنیل نے بتایا کہ وہ رانا پربت کی درندگی کا شکار ہوئی ہے۔ رانا پربت قاتل بھی تھا۔ بہرطور میں خوفزدہ ہوگئی اور اس کے بعد سنیل مجھے واپس چھوڑ گیا۔ یہ حالات دیکھ کر میں رانا پربت سے دور رہی۔ اس دوران گفتگو سنیل نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ اس کی ماں بھی رانا پربت کی درندگی کا شکار ہوئی ہے لیکن اس درندگی کی نوعیت کیا ہے؟ یہ سنیل بھی مجھے نہیں بتا سکا تھا۔ تمام واقعات بڑے پیچ در پیچ میرے ذہن میں الجھن پیدا کر رہے تھے۔ سب سے زیادہ حیران کن رویہ جے خری جی کا تھا جن کے بارے میں مجھے یہ علم ہوا تھا کہ وہ میری ماں ہیں لیکن ماں جیسی کوئی بات میں نے ان کے اندر نہیں پائی تھی۔ پھر ایک بار جب میں نے جے خری سے اس سلسلے پر سوال کیا تو انہوں نے سرد لہجے میں مجھے بتایا کہ وہ میرے باپ کی بیوی ضرور ہیں لیکن میری ماں نہیں ہیں گویا وہ میری سوتیلی ماں تھیں۔ مجھے یہ بھی علم ہوا کہ میری ماں کی زندگی ہی میں وہ میرے پتا کو چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ اس کی وجوہات آج تک نامعلوم ہیں۔ دلیپ شرما، جے خری سے یہ سننے کے بعد میری تمام آرزوئیں مٹی میں مل گئیں اور میں نے سوچا کہ بلاوجہ اب تک یہاں وقت ضائع کیا ہے۔ جے خری جی نے مجھے بیٹی کی کوشش کی کہ میں وہاں رکوں اور جو وہ نہیں ہیں وہ انہیں سمجھوں۔ لیکن اب میرے وہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ میں وہاں سے لوٹ پڑی اور دلیپ شرما جب غم و اندوہ میں ڈوبا دل لے کر میں اپنے دادا جی اور موسی جی سے یہ سوال کرنے پہنچی کہ آخر انہوں نے کس بنیاد پر مجھے جے خری کے پاس بھیجا تھا اور کیوں یہ بات نہیں بتائی تھی کہ وہ میری سوتیلی ماں ہے تو یہاں آکر میں نے ایک اور منظر دیکھا۔ میرا پورا گھر تہ و بالا کر دیا گیا تھا۔ موسی جی اور دادا جی کو بھی قتل کر دیا گیا تھا۔ میں شدت غم سے دیوانی ہوگئی۔ مرتے سے موسی جی کے ہاتھ میں مجھے ایک چابی دبی ہوئی ملی۔ ہاں میں یہ بات تمہیں بتانا بھول گئی کہ جب میں نے جے خری سے اپنی زندگی کا راز پوچھا تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میری زندگی کی کہانی ایک سفید ڈائری میں چھپی ہوئی ہے جو میرے پتا جی لکھا کرتے تھے۔ بہرطور یہاں اس غم انگیز واقعے سے دو چار ہو کر میں باقی تمام باتیں بھول گئی اور پھر اس عمارت میں ایک لمحے بھی نہ رکی۔ میں اپنی ایئر ہوسٹس دوست راگنی کے فلیٹ پر آ گئی۔ راگنی کی ماتا جی نے راگنی اور اس کے چھوٹے بھائی ونود نے میرے غم بانٹ لیے اور ان تینوں نے مجھے اپنے گھر کا سا سکون دیا اور حقیقت یہ ہے دلیپ شرما کہ اگر وہ نہ ہوتے تو نجانے میرا کیا حشر ہوتا۔ بہرطور تمام واقعات میرے ذہن میں الجھے رہے۔ دادا جی اور موسی جی کی موت کے بعد دنیا میری نگاہوں میں تاریک ہوگئی تھی لیکن راگنی اور اس کے گھر والوں نے مجھے سنبھال لیا اور بمشکل تمام میں دوبارہ نارمل ہو سکی۔ میری اپنی زندگی اسی انداز میں جاری تھی کچھ عرصے کے بعد ایک پولیس آفیسر نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے بتایا کہ میرے گھر میں قتل و غارت گری ہوئی ہے چنانچہ میں نے اس منحوس عمارت سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اسے فروخت کر دیا۔ جانتے ہو یہ عمارت کس نے خریدی تھی؟ رانا پربت نے۔ میں نے اس عمارت سے قطع تعلق کرنے کے بعد کبھی اس کی جانب توجہ نہیں دی تھی لیکن یہ تمام کردار میرے ذہن میں چکراتے رہے۔ سنیل سے میرا رابطہ ٹوٹ گیا تھا اور پھر وہ چونکہ رانا پربت کا بیٹا تھا چنانچہ میں اس سے ملنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ایک بار وہ مجھے مختلف ممالک میں ملا۔ وہ خود بھی اپنے باپ سے نالاں تھا اس نے مجھ سے کہا بھی تھا کہ وہ میری زندگی کے راز حل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن مجھے اس کا سہارا پسند نہیں آیا اور دلیپ شرما میں نے اسے اپنے ذہن سے نکال پھینکا۔ یہ واقعات تھے میری زندگی سے متعلق اور [illegible] میری کہانی میں اپنی ذات کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ دادا جی کی چھوڑی ہوئی دولت میرے پاس کافی ہے اور ملازمت سے بھی مجھے بہت کچھ ملتا رہا ہے۔ یہ ساری دولت میرے پاس جمع ہے دلیپ شرما اور اس کا کوئی مصرف نہیں میرے پاس۔ راگنی کے اس کے فلیٹ میں رہتی ہوں اور سادہ سی زندگی بسر کرتی ہوں۔ لیکن یہ سب کچھ میرے لیے باعث حیرت رہا ہے میں آج بھی اپنی شناخت کے لیے سرگرداں ہوں۔ یہ کوٹھی میں نے اس لیے خریدی کہ یہاں میں اپنی دہری شخصیت جاری رکھ سکوں اور ان لوگوں کے بارے میں سراغ لگاؤں۔ یہ ہے میری کہانی۔"

دلیپ شرما دلچسپی سے یہ تمام داستان سن رہا تھا اور اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار تھے۔ کافی دیر تک وہ خاموش رہا جیسے واقعات کی کڑیاں جوڑ رہا ہو۔ پھر اس نے کہا۔

"اب آپ میرے چند سوالات کے جوابات دیں انجلی

جی۔"

"پوچھو۔ آج تمہیں آزادی ہے دلیپ شرما تمہیں یہ کہانی سنانے کے بعد دل میں بہت سے غم تازہ ہوگئے ہیں لیکن ذہن سے بوجھ بھی اترتا ہوا محسوس ہوا ہے۔ پوچھو اور بے دھڑک پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟"

"اس کی ایک ترتیب ہوگی۔"

"ہاں۔ ہاں میں تمہیں ترتیب سے ہی جوابات دوں گی۔"

"رانا پربت کا جے خری سے کیا واسطہ تھا؟" دلیپ شرما نے سوال کیا۔

"میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ وہ صرف جے خری کا دوست ہے۔ بعد میں مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ وہ جے خری کو بلیک میل کرتا ہے ایک ایسے سلسلے میں جو جے خری کا نہیں ہے لیکن اس کی ذات سے منسوب کر دیا گیا ہے اور وہ ہے اس کے پتا کا قتل جو آج تک منظر عام پر نہیں آیا۔"

"اوہ۔ اور کچھ۔؟"

"نہیں۔ لیکن بہت سی پروازوں کے دوران جب میں نے کسی ملک میں قیام کیا۔ رانا پربت کی جھلکیاں مجھے نظر آتی رہیں۔ آئزن فیرک بھی رانا پربت کا ساتھی ہے فلپائن میں مجھے ایک بار آئزن فیرک کا بیٹا بارٹن ملا لیکن مجھے دیکھتے ہی وہ فرار ہو گیا۔ ایک بات اور بھی بتاؤں گی تمہیں۔ لیکن ذرا [illegible] تمہارے ذہن میں [illegible] دوسرا سوال۔"

"ہاں۔ وہ چابی جو تمہیں اپنی موسی جی کے پاس ملی تھی وہ کہاں گئی۔؟"

"میری زندگی کی بہت بڑی بھول ہے وہ دلیپ شرما میں نے وہ راگنی کی ماتا جی کے سپرد کر دی تھی اور ابھی بہت تھوڑے دن پہلے کی بات ہے کہ راگنی کی ماتا جی پر حملہ ہوا اور وہ چابی کسی نے حاصل کر لی۔"

"آپ کو اس کوٹھی میں وہ سفید ڈائری نہیں ملی۔؟"

"نہیں۔ میں نے بہت تلاش کیا اسے۔"

"چابی کے بارے میں آپ کا کیا اندازہ ہے۔؟"

"وہ کسی بینک لاکر کی چابی تھی۔"

"اس کا مقصد ہے کہ سفید ڈائری ان لوگوں کے قبضے میں چلی گئی اور اب آپ کی زندگی کا راز ان کے پاس ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔

"انجلی کا کیا قصہ ہے۔؟"

"انجلی کو میں نے پراسرار انداز میں جے خری کے ساتھ دیکھا اور اس تشویش کا شکار ہوگئی کہ وہ کون ہے۔ بعد میں اس کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا وہ تمہیں معلوم ہے۔"

"ہوں۔ اس کے علاوہ انجلی کے بارے میں اور کچھ جانتی ہیں آپ۔؟"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ قطعی نہیں۔ میں اب تمہیں وہ تفصیل بھی بتانا چاہتی ہوں جو مجھے ابھی پچھلے دنوں فرانس میں معلوم ہوئی۔"

"جی۔ جی۔" دلیپ شرما نے کہا۔

"فرانس میں مجھے بارٹن نظر آیا۔ بارٹن فیرک کا بیٹا میں نے بارٹن کی جانب دوستی کے قدم بڑھائے اور اسے لے کر ایک ڈسٹرکٹ میں نکل گئی۔ وہاں میں نے ساؤتھ اینڈ آن کے ذریعے بارٹن پر تشدد کیا اور اس سے ان واقعات کے بارے میں پوچھا اور پھر اسے ہلاک کر دیا۔

دلیپ شرما نے چونک کر مجھے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن پھر اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا تھا۔

"بارٹن نے کیا انکشاف کیا۔؟"

"اس نے مجھے بتایا کہ میرے پتا جی دادا جی اور موسی جی کے قتل میں گیان چند نامی ایک آدمی ملوث ہے اور گیان چند یہاں کسی کوئٹن بار کا مالک ہے۔ میں ابھی تک اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکی۔"

"اور بارٹن کو آپ نے ہلاک کر دیا۔؟"

"ہاں تاکہ یہ معلومات باہر نہ جائیں۔"

"ایک بات کہوں بھارتی جی۔؟"

"ہاں کہو۔ پوچھ کیوں رہے ہو۔؟"

"آپ نے قتل و غارت گری کا یہ کھیل کہاں سے سیکھا۔؟" دلیپ شرما نے مجھے بغور دیکھتے ہوئے کہا اور میں نے آنکھیں بند کر لیں۔

بہت ہی ذہین شخص تھا وہ۔ بہت ہی تیز تھا بالآخر اس نے وہ خلا تلاش کر لیا تھا جو میں نے باقی رکھا تھا۔ لیکن میں اس خلا میں کسی صورت اسے داخل نہیں ہونے دے سکتی تھی۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"یہ وہ حصہ ہے دلیپ شرما جسے میں نے اس کہانی سے نکال دیا ہے اور تم وعدہ کر چکے ہو کہ اس بارے میں کوئی سوال نہیں کرو گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے لیکن میں تو آپ کے اس اقدام کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ وہ لوگ بے عقل ہوتے ہیں جو اپنے لیے کچھ نہیں کر پاتے۔ آپ میں کچھ کرنے کی صلاحیت ہے اور مجھے یقین ہے دیوی جی کہ بالآخر ایک دن آپ اپنے گرد بنے ہوئے جال کے تمام تار توڑ دیں گی۔ اور حقیقتیں کھل کر آپ کے سامنے آجائیں گی۔"

"کوئی اور سوال۔؟" میں نے دلیپ شرما کو گھورتے ہوئے کہا اور دلیپ شرما سوچنے لگا پھر اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"میرا خیال ہے اس چھپائے ہوئے حصے کے علاوہ آپ نے اور کچھ مجھ سے نہیں چھپایا۔ آپ کا شکریہ اب مجھے اور کوئی سوال نہیں کرنا۔" دلیپ شرما نے پھر جواب دیا اور میں خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

گزرتے ہوئے واقعات دہرانے سے میری ذہنی کیفیت کافی حد تک خراب ہو گئی تھی۔ میں نے ملازم کو اشارہ کر کے قریب بلایا اور مزید کافی لانے کے لیے کہا۔ ملازم گردن خم کر کے چلا گیا تھا۔ پھر اس وقت تک مکمل خاموشی رہی جب تک دوبارہ کافی نہ آگئی۔ میں نے کافی دلیپ شرما کو بھی دی تھی پھر میں نے اس سے کہا۔

"تم تو کچھ بولتے ہی نہیں۔ بس میں ہی بولے جا رہی ہوں۔"

"نہیں بھارتی جی ایسی کوئی بات نہیں ہے بس حالات کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ واقعی آپ کے گرد بڑے پراسرار کردار پھیلے ہوئے ہیں۔ بدقسمتی سے وہ سفید ڈائری ہاتھ سے نکل گئی اور اب کوئی ذریعہ نہیں ہے ہمارے پاس کہ ہم اسے دوبارہ حاصل کر سکیں۔ ہاں شینل کے بارے میں آپ کو بالکل علم نہیں کہ وہ کہاں مل سکتا ہے۔؟" دلیپ شرما نے پوچھا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں۔؟"

"میرے خیال میں شینل کے ذہن میں اور بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔"

"مجھے کسی سے دلچسپی نہیں ہے۔ میں اپنے طور پر خود ہی سب کچھ کرنا چاہتی ہوں۔"

"دنیا کا ہر شخص اپنے لیے خود ہی جو کچھ کر سکتا ہے دوسرا کبھی وہ اس کے لیے نہیں کر سکتا۔"

"دلیپ میں نے اپنی زندگی کی کہانی جس تفصیل سے تمہیں سنائی ہے وہ تفصیل تم پر بھی قرض ہو گئی ہے میرے راز کو راز رکھنا تمہاری ذمہ داری ہے تم جانتے ہو کہ میں کتنے دشمنوں میں گھری ہوئی ہوں۔ کون مجھ سے کیا چاہتا ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا تو میں یقینی طور پر کچھ کر سکتی تھی لیکن ابھی سب تاریکی میں ہیں اور میں انہیں روشنی میں لانے کی خواہش مند ہوں۔ دلیپ شرما تم بے حد باصلاحیت آدمی ہو اگر تم میری مدد پر آمادہ ہو جاؤ تو میں سمجھتی ہوں کہ میرے بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے۔"

دلیپ شرما نے کافی کی پیالی نیچے رکھ دی اور عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"تو صاف سمجھ لو۔ میں ہر قیمت پر تمہیں اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتی ہوں اور اس کے عوض جتنی دولت تم طلب کرو گے میں تمہیں دے سکتی ہوں جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا کہ دولت کی کمی میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میں اپنے وجود سے ناواقف ہوں۔ میں اپنے وجود کی تلاش کے لیے اپنی دولت کی ایک ایک پائی خرچ کر سکتی ہوں۔"

"دیوی جی! آپ کے لیے دلیپ شرما بالکل بیکار ثابت ہو گا۔ آپ کسی کام کے آدمی سے رجوع کریں تو بہتر ہے۔"

کافی کی پیالی میرے ہاتھ سے گرتے گرتے بچی تھی۔ میں نے حیرت سے دلیپ شرما کو دیکھا اور پھر دفعتاً ہی مجھے غصہ آگیا۔

"گویا گویا تم میرا ساتھ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔؟"

"معافی چاہتا ہوں دیوی جی دراصل میری اپنی شخصیت اتنی بے تکی ہے کہ میں اپنی ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا تو آپ کے لیے میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"تو پھر تم اتنی دیر سے جھک کیوں مار رہے تھے۔؟"

"جھک مارنا میری عادت ہے۔"

"تم مجھے غصہ دلا رہے ہو دلیپ شرما۔؟"

"نہیں دیوی جی آپ کا احترام کرتا ہوں۔ بڑی عزت کرتا ہوں آپ کی بھارتی دیوی۔ میں نے ایک سچائی آپ کے سامنے بیان کی ہے۔ میری فطرت میں ٹھہراؤ نہیں ہے۔ اب دیکھئے نا آپ سے تیس ہزار روپے لیے گیا تھا اور وعدہ کر گیا تھا کہ ہر روز نو بجے آپ کو ٹیلیفون کروں گا۔ دراصل مجھے اس وقت تک مجھے اس چیک کے کیش ہو جانے کا یقین نہیں تھا جو باآسانی کیش ہو گیا اور اس کے بعد میں نے بڑے عیش کی زندگی گزاری۔ سب کے قرضے ادا کر دیے وہ دیرینہ خواہشیں پوری کر لیں۔ آپ میرے بدن پر یہ نیا لباس دیکھ رہی ہوں گی۔ میرا پسندیدہ لباس تھا کسی زمانے میں اب نہیں ہے کیونکہ یہ میرے بدن پر آ چکا ہے پھر خیال آیا آپ سے بہت عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ کے بارے میں کھوج کی تو پتا چل گیا کہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ سوچا کہ آپ سے ملوں تو پھر سے کر ہی چلو سو یہ تصویر بس نے آیا اور یہ انکشاف کر دیا آپ پر۔ میں سمجھتا ہوں یہ آپ کے ان دیے پیسوں کا بدل تو نہیں ہے لیکن آپ کو فائدہ ضرور پہنچا آپ اس سے انکار کریں گی۔؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ لیکن مجھے غصہ چڑھ رہا تھا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دلیپ شرما پھر بولا۔

"میں نے آپ پر یہ بات ظاہر کر دی کہ جے شری دیوی نے آپ کو ایک خوبصورت دھوکا دیا ہے اور بڑی محنت سے ایک دوسرا کردار بن کر آپ کے سامنے آگئی ہیں۔ میں نے ان کی اس کارروائی کو آپ کے سامنے غلط ثابت کر دکھایا اور شاید آپ کو یہ سن کر بھی لطف آئے کہ جس فلیٹ میں آپ سے پدما شری جی نے ملاقات کی تھا اس فلیٹ میں آپ کو صرف انجلی سے ملانے کے لیے لایا گیا تھا اور اب وہ آپ کو وہاں نہیں ملے گی۔"

میں چونک پڑی۔ میں نے عجیب سی نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھا اور پھر بولی۔

"گویا تم اس کی رہائش گاہ سے واقف ہو۔؟"

"جی ہاں کیوں نہیں۔ یہ بھی آپ کے علم میں لایا جا سکتا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔"

"دلیپ شرما دیکھو مجھے زیادہ تنگ نہ کرو میں دولت کے بل پر نہ ہی دوستی اور انسانیت کے ناطے تم سے مدد مانگ رہی ہوں۔ ان معاملات میں میرا ساتھ دو مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے ورنہ میں تمہارے بارے میں بھی تشویش کا شکار ہو جاؤں گی۔"

"کوئی وعدہ نہیں کر سکتا دیوی جی۔ کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ میں اپنی دنیا کا شہنشاہ ہوں۔ آپ اپنی دولت سے مجھے مرعوب نہیں کر سکتیں اور نہ ہی مجھے آپ کی دولت میں سے کچھ اور چاہیے۔ باقی جہاں تک رہا سوال اس تیس ہزار کا تو سمجھ لیجیے کہ آپ جذباتی ہو گئی تھیں۔ میں نے زندگی میں کبھی اتنی رقم ایک ساتھ حاصل نہیں کی اور نہ اسے واپس کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں میرے اندر چند خامیاں ہیں اور میں یہ خامیاں دور نہیں کر سکتا میں کوئی وعدہ پورا کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ بہر حال اگر کبھی کوئی ایسا ہی مسئلہ آ پڑا تو میں کوشش کروں گا کہ آپ کے کام آسکوں۔"

"لعنت ہے تم پر اور تمہاری کوششوں پر۔ مجھے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے جو کچھ کر رہی ہوں کرتی رہوں گی۔ کامیاب ہو جاؤں یا ناکام رہوں اور اب تم جا سکتے ہو دلیپ شرما اور سنو آئندہ میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا۔ میں ایک لمحہ تمہیں اپنے پاس برداشت نہیں کر سکتی۔"

"وہ کافی آپ نے مجھے دی ہے اور ابھی اس میں کچھ باقی ہے۔" دلیپ شرما نے کافی کی پیالی میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ اور میں نے ایک زوردار ہاتھ اس کی پیالی پر مار دیا پھر اپنی پیالی بھی اٹھا کر دور پھینک دی۔ کچھ ایسا ہی جنون چڑھ گیا تھا مجھ پر۔ دلیپ شرما اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے لباس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بال بال بچ گیا ورنہ ساری کافی اس پر گر پڑتی۔ ٹھیک ہے جیسا آپ پسند کریں تو اب میں آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کروں۔؟"

"میں۔ اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گی۔"

"نہیں دیوی جی جینا چاہتا ہوں۔ اس لیے چلتا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کیا اور پھر پلٹ کر واپس چل پڑا۔

میں بے وقوفوں کی طرح اس کی پشت دیکھتی رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا دل چاہ رہا تھا کہ کسی درخت سے سر پٹخ پٹخ کر مر جاؤں کیا کمینہ انسان ہے یہ۔ بہت ہی ذلیل اور بے غیرت انسان ہے اوہ! اس نے مجھے وہ جگہ نہیں بتائی جہاں انجلی اس وقت رہتی ہے۔ بے بسی کی شدت سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ دلیپ شرما کے بارے میں سوچ سوچ کر خون کھول رہا تھا۔ بلاوجہ ہی اسے میں نے اپنی کہانی سنائی۔ اسے منہ ہی نہیں لگانا چاہیے تھا۔ کمبخت تمام باتوں سے واقف ہو گیا ہے۔ بھگوان نہ کرے اگر میں اسے اپنے ایک اور راز سے آگاہ کر دیتی تو نجانے کیا ہوتا۔ کم از کم میں نے بلیک چینل کا معاملہ ہی چھپا لیا تھا۔ میرے پورے وجود میں نفرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں

اور دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ اب اس دنیا میں کسی پر اعتبار نہیں کروں گی کچھ بھی ہو جائے کسی کا سہارا لینے کی کوشش نہیں کروں گی نجانے کب تک میرے ذہن میں یہ دھواں بھرا رہا اور پھر میری آنکھوں سے بے بسی کے آنسو ٹپک پڑے۔ بہت دیر تک آنسو بہاتی رہی تھی۔ نجانے کیوں دل رو رہا تھا اور اپنے آپ کو سمجھا نہیں پا رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اٹھی اور کوٹھی میں جا کر بستر پر گر پڑی۔ بہت بہت دیر تک اسی کیفیت کا شکار رہی اور آخر آنسو بند ہو گئے۔

میں نے غسل خانے کا رخ کیا، غسل کیا اور اس کے بعد باہر نکل آئی۔ یہاں رکنا اب بے مقصد تھا۔ تصویروں کا لفافہ میں اپنے ساتھ اٹھا لائی تھی جو دلیپ شرما میں چھوڑ گیا تھا اور اب میں نے اسے کوٹھی میں محفوظ کر دیا تھا پھر جب کوٹھی سے باہر نکل کر ہوٹل پہنچی تو پھر وہیں کافی دیر تک آرام کرتی رہی۔ دلیپ شرما کا تصور ذہن میں آتا تو انگارے بھر جاتے۔ میں نے اپنی قوت ارادی سے کام لے کر اس تصور کو ذہن سے جھٹک دیا تھا اور اب جے مکھرجی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جنہوں نے ایک عجیب و غریب چال چلی تھی۔ صرف مجھے یہ باور کرانے کے لیے کہ انجلی سے ان کا کوئی براہ راست رشتہ نہیں ہے لیکن دراصل یہ مسئلہ کیا ہے؟ انجلی کا چکر کیا ہے آخر؟ ہوٹل ہی میں میں نے فیصلہ کیا کہ انجلی کے مسئلے کو فی الحال پس پشت ڈالنا چاہیے اور گیان چند کو دیکھنا چاہیے یہ کمبخت کیا چیز ہے؟ ہو سکتا ہے اس سے مجھے کوئی سراغ مل جائے۔ گیان چند میرے ذہن میں یہ لفظ چکراتا رہا اور میں سوچنے لگی کہ اس کے لیے کس انداز میں کام کیا جائے۔ بہر طور محتاط رہ کر کام کرنا تھا۔ مسئلہ اپنی ڈیوٹی کا بھی تھا اور یہ تمام باتیں بہر طور بہت زیادہ تھیں۔ ایک تنہا ذات کون کون سی مصیبتوں کو جھیلے پھر ہوٹل سے نکل کر گھر واپس چل پڑی تھی۔ جہاں کی فضا میں سکون تھا محبت اور اپنائیت تھی۔ گو ذہن بری طرح پریشان تھا لیکن خود کو دودی کی باتوں میں بہلانے کی کوشش کرنے لگی۔ دوسرے دن شکلا جی کے پاس چلی گئی اور ان سے اپنے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ شکلا جی نے کہا کہ دو دن کے بعد مجھے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے کہیں جانا پڑے گا۔ میں بعد میں انہیں ٹیلیفون کر کے معلوم کر لوں۔ واپس آئی اور کافی دیر تک [illegible] پھر آوارہ گردی کرتی رہی پھر نجانے کیا خیال آیا کہ سرلا دیوی کی جانب چل پڑی۔ کئی دن سے ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے سوچا انہی سے تھوڑی سی گپیں لگائی جائیں کم از کم ذہن کو سکون تو ملے جو بری طرح الجھنوں کا شکار تھا۔ سرلا دیوی کی کوٹھی میں داخل ہوئی تو ان کی کار نظر آگئی جسے دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ سرلا دیوی گھر پر موجود ہیں۔ ملازم سے اطلاع بھجوائی تو سرلا دیوی خود ہی باہر آگئیں اور بہت تپاک سے مجھ سے ملاقات کی۔ پھر مجھے اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لے گئیں۔

"ہیلو بھارتی۔ کیسے حال ہیں تمہارے۔؟"

"ٹھیک ہوں۔"

"چہرہ کچھ اترا اترا نظر آ رہا ہے۔"

"کوئی خاص بات نہیں۔"

"اس کا مطلب ہے عام بات ہے۔؟"

"نہیں جو عام بات ہے وہ آپ جانتی ہیں۔" میں نے کہا اور سرلا دیوی ہمدردانہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگیں۔

"تم بھی اپنی ذات میں بری طرح الجھی ہوئی ہو بھارتی۔"

"کیا کروں مقدر ہی ایسی ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"کوئی بات بنی۔؟"

"ابھی تک کوئی خاص نہیں۔"

"اگر تم کہو تو میں تمہیں ایک شخصیت سے ملاؤں، تم اسے دیکھ کر حیران رہ جاؤ گی۔"

"کون ہے۔؟" میں نے سرلا دیوی سے سوال کیا اور سرلا دیوی اٹھ کر باہر نکل گئیں۔

میں ان شخصیتوں کے بارے میں سوچنے لگی جن سے سرلا دیوی مجھے ملا سکتی تھیں بہر طور تھوڑی دیر کے بعد وہ اندر داخل ہوئیں اور میں اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ ودیا میرے سامنے کھڑی تھی۔ وہی لڑکی جو میری ہم شکل تھی اور بلیک چینل کی طرف سے میری خدمات انجام دے رہی تھی اور جس نے انتہائی ذہانت سے میری جگہ سنبھال رکھی تھی اور ایک بار بھی کسی کو شک نہیں ہونے دیا تھا۔ یہاں تک کہ راگنی، سوتو اور ماتا جی کو بھی نہیں۔ مجھے یاد تھا کہ میں ودیا کو جاپان میں پھنسا آئی تھی اور خود وہاں سے آرام سے نکل آئی تھی۔ بلیک چینل کے ٹوٹ

[illegible] نے کے بعد ودیا نے مجھے دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ [illegible] اس سے بہتر شاید کچھ بھی نہ تھی کیونکہ اپنی جان بچانے کے لیے میں نے اسے دھوکا دے کر پھنسا دیا تھا۔ میں نے [illegible] طور آگے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ودیا کیسی ہو۔؟"

"ٹھیک ہوں بھارتی جی۔"

"تم یہاں کب آئیں۔؟"

"جاپان سے سیدھی یہیں آگئی تھی۔"

"کوئی مشکل تو نہیں پیش آئی تمہیں۔؟"

"کچھ زیادہ نہیں۔"

"بہت زیادہ پریشانی تو نہیں ہوئی۔؟"

"نہیں بھارتی جی۔"

"ویسے ودیا میں نے تمہارے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا تھا مگر صورتحال ہی ایسی تھی کوئی چارہ کار نہیں [illegible]"

"[illegible] آپ نے۔ میں نے تو سنا ہے کہ یہ میسج آپ کو اوپر سے ملا تھا اور میں نے بھی اس کے مطابق عمل کیا۔" ودیا نے کہا۔

میں بغور اس کا چہرہ دیکھتی رہی کہ کیا وہ مجھ پر طنز کر رہی ہے لیکن ودیا کے چہرے پر ایسے بالکل تاثرات نہیں تھے چنانچہ میں نے بات فوراً ہی سنبھال لی اور کہا [illegible]

"ہاں کہا تھا ورنہ اپنے طور پر تو میں یہ سب کچھ نہیں کر سکتی تھی۔"

"مجھے بھی آپ کے اس طرح چلے آنے سے کوئی خاص [illegible] نہیں ہوئی بلکہ ایک طرح سے آسانی ہو گئی۔ کچھ تم [illegible] لگ گئی تھی ورنہ میں تو بالکل قلاش ہی ہو جاتی۔"

"اوہ! اچھا۔ اچھا۔" میں نے کسی قدر سکون محسوس کرتے ہوئے کہا۔ ورنہ ودیا کے سامنے آنے سے ایک شرمندگی مجھ پر سوار ہو گئی تھی۔ سرلا دیوی مسکرا کر بولیں۔

"ویسے اس سلسلے میں بلیک چینل نے جو کمال کیا تھا [illegible] میں آج بھی قائل ہوں۔ ودیا کو خوب ڈھونڈ کر نکالا [illegible] نے۔ تمہیں معلوم ہے بھارتی کہ ودیا تقریباً گیارہ سال [illegible] میں رہ رہی ہے۔ یعنی وہ یہاں کبھی نہیں [illegible] بلیک چینل کی رکن وہ بہت کم وقت میں بنی تھی۔ یعنی اس سے کہیں سینئر ہو [illegible]"

"اوہ۔ مجھے اس موضوع پر ودیا سے بات کرنے کا بھی [illegible]"

"ہاں۔ ودیا بیچاری وہ واحد لڑکی ہے جو بلیک چینل کی فراخدلی سے فائدہ نہیں اٹھا سکی۔"

"کیسے۔؟" میں نے سوال کیا۔

"بھئی بلیک چینل کے اپنے کچھ اصول بنائے ہوئے تھے۔ ودیا ابھی ٹرائل پر تھی اور اسے صرف الاؤنس مل رہا تھا یعنی وہ بلیک چینل کے باقاعدہ چارج میں نہیں آئی تھی البتہ الاؤنس اتنا ہوتا تھا کہ ودیا آرام سے گزر بسر کر رہی تھی۔ لیکن ابھی اس کی باقاعدہ کمیشن شپ نہیں ہوئی تھی کہ یہ مسئلہ ختم ہو گیا تھا۔ ودیا ان دنوں بہت پریشان ہے یا یوں ہی جس انداز میں وہ زندگی گزار رہی تھی اب اس کے لیے وہاں کوئی چانس نہیں ہے۔ جاپان میں یہ کام کرتے ہوئے اسے تقریباً بیس ہزار ڈالر ملے تھے جو بہر طور اس نے خرچ کر ڈالے اور اب پریشان ہو کر میرے پاس آگئی۔ بہر طور میں سوچ رہی ہوں کہ اس کے لیے کوئی ذریعہ معاش تلاش کیا جائے۔ یہ سکون سے زندگی گزارنا چاہتی ہے اور اس بات پر خوش ہے کہ بلیک چینل کے چنگل سے نکل آئی۔"

میرے ذہن میں ایک دم برق سی کوند گئی تھی ایک انوکھا خیال میرے ذہن میں آیا تھا لیکن فوراً ہی اس کا اظہار کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ سرلا دیوی میری خاطر مدارت میں مصروف ہو گئیں اور میں ودیا سے باتیں کرنے لگی۔

"تمہارا اور کوئی نہیں ہے ودیا؟ میرا مطلب ہے عزیز و اقارب۔ والدین وغیرہ۔؟"

"نہیں میں نے ایک خیراتی ادارے میں پرورش پائی ہے البتہ اتنا اپنے بارے میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ میرا تعلق ہندوستان سے ہے اور جو ادارہ میری پرورش کر رہا تھا وہ بھی ایشیائیوں کا ہی تھا۔ چنانچہ مجھے میرے دھرم پر رکھا گیا اور مقامی زبان بھی مجھے وہیں حاصل ہوئی۔ اسپینش جانتی ہوں، انگریزی زبان جانتی ہوں اور بھی ایک دو زبانوں پر عبور حاصل کیا ہے۔ لیکن یہ خیال نہیں تھا دل میں کہ کبھی کسی ایسے ادارے سے منسلک ہو جاؤں گی۔ بس یوں سمجھو کہ اچانک ہی کچھ لوگوں سے میری ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے یہ پیشکش کر دی۔ میں نے بھی سوچا کہ اچھے مستقبل کے لیے یہ سب کچھ کر لینے میں حرج نہیں ہے۔ ریل یا جیل کچھ بن گئی بات تو دولت مند ہو جاؤں گی، نہ بنی تو بقیہ عمر جیل میں کٹ جائے گی۔ درمیانی زندگی مجھے ناپسند ہے۔ کم از کم انسان کے پاس زندگی گزارنے کے کچھ سہارے تو ہونے چاہئیں۔"

سرلا دیوی اتنی دیر میں واپس آگئیں اور ہمارے لیے بہت سی چیزیں بنا لے آئیں۔ ہم تینوں ہی مشغول ہو گئے تھے بالآخر میں نے اپنے خیال کا اظہار کر دینا مناسب سمجھا۔ میں نے سرلا دیوی سے کہا۔

"ودیا کس قسم کی ملازمت چاہتی ہے سرلا جی۔؟"

"بھئی اس وقت تو اسے کوئی عام سی ملازمت بھی مل جائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ اپنی جیبیں بالکل خالی کر چکی ہے مجھے لگی ہے، میں کسی جگہ اسے نوکری دلا دوں بس اتنی ہو کر سر چھپانے کا ٹھکانہ، تن ڈھکنے کے لیے کپڑے اور پیٹ بھرنے کے لیے کھانا مل جائے بعد میں کچھ اور سوچے گی۔"

"ہوں! تو سرلا دیوی یہ پیشکش تو میں بھی ودیا کو کر سکتی ہوں۔"

"کیا۔؟" سرلا دیوی چونک پڑیں۔

"ودیا میری مشکل ہے اور آپ میرے مسائل جانتی ہیں، آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ودیا میری انیرا ئانز میں میری جگہ بڑی خوبصورتی سے میرا فرض انجام دیتی رہی ہے۔ وہ دونوں ماتا جی اور رانی کے ساتھ بھی رہی ہے اس نے شکلا جی سے بھی گفتگو کی ہے اور ہمارے تمام شناساؤں سے اس نے ہر طرح کی گفتگو کی ہے لیکن کوئی اس پر شک نہیں کر سکا۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔" سرلا دیوی نے اپنی گردن کو ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور آپ میرے مسائل جانتی ہیں اگر ودیا میرے ساتھ کام کرنے پر تیار ہو جائے تو میں اس کو معقول تنخواہ دوں گی اتنی کہ یہ سکون سے زندگی بسر کر سکے۔ کھانا، لباس اور سر چھپانے کا ٹھکانہ۔ اس کے علاوہ میں اسے پانچ ہزار ماہوار پیش کر سکتی ہوں اگر یہ میرے لیے کام کرنے پر تیار ہو جائے اور آپ کو معلوم ہے کہ اتنی تنخواہ کسی اور ملازمت میں نہیں مل سکتی۔"

سرلا دیوی کے بجائے ودیا سری نے کہا "بھارتی اگر تم واقعی میری ضرورت محسوس کرتی ہو تو میں انتہائی خوشی کے ساتھ۔ پوری دیانتداری اور وفاداری کے ساتھ تمہاری ملازمت میں آنے کے لیے تیار ہوں اور اس بات کا تو خود تم نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے کبھی کسی کو شبہ نہیں ہونے دیا۔ آئندہ مزید احتیاط رکھوں گی۔ تم سے تربیت حاصل کروں گی تاکہ اور کوئی دقت نہ ہو بھارتی پلیز اگر یہ کر سکتی ہو تو مجھ لو کہ میرے لیے خوشیوں کے دروازے کھل جائیں گے۔"

سرلا دیوی کہنے لگیں "یہاں بھارتی بڑا خوبصورت آئیڈیا سوچا ہے تم نے۔ تم جس وقت یہاں مصروف ہو یا کہیں بھی مصروف ہو ودیا معمول کے مطابق اپنی ذمہ داریاں پوری کرتی رہے گی اور کسی کو شبہ بھی نہیں ہونے دے گی کہ وہ تم نہیں ہو اور ایسے حالات میں تمہارا اپنا بہترین ڈبلفس بھی ہو سکتا ہے کیا سمجھیں۔"

"میں جانتی ہوں اور یہ پیشکش میں نے خوب سوچ سمجھ کر کی ہے۔ ودیا جیسا کہ وہ کہہ رہی ہے اگر خوشی سے تیار ہے تو یوں سمجھیے کہ یہ مسئلہ اس وقت حل ہو گیا۔"

"مبارک ودیا بعض اوقات جس کام کو ہونا ہوتا ہے وہ اس طرح ہو جاتا ہے۔ ہم دونوں یہی سوچ رہے تھے کیا کرنا چاہیے اس سلسلے میں۔ اب دیکھو بھارتی یہاں آگئیں۔"

"ودیا تمہارے دل میں میرے لیے کوئی برائی تو نہیں ہے۔؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بھارتی جی آپ بھی اگر چاہیں تو مجھے آزمائشی وقفے کے لیے رکھ لیجیے گا اگر آپ کے لیے غلط ثابت ہوں تو آپ کو اس بات کا حق ہو گا کہ مجھے اپنی نوکری سے نکال دیں۔"

"کیا نوکری۔ نوکری نہ کہو بلکہ یوں سمجھو کہ تم میرے لیے بہنوں کی مانند ہو اور پھر خاص طور سے تم سے لگاؤ ہونا ضروری ہے اس لیے کہ ایک بہن کی طرح ہی تم میری مشکل بھی ہو۔ باقی جو کچھ بھی تھا اسے کہہ دیا گیا اب تم اطمینان رکھو کہ ہم دونوں ایک ہیں اور کسی کا کسی پر کوئی احسان نہیں ہے تم میرے لیے کام کرو گی اور میں اس کے عوض میں تمہیں ایک حقیر سا معاوضہ پیش کروں گی سمجھیں۔"

ماحول بے حد خوشگوار ہو گیا۔ ودیا بھی خوش تھی سرلا دیوی بھی خوش تھیں اور چونکہ ہم تینوں بلیک چینل کے مسئلے میں ایک دوسرے کے رازدار تھے۔ اس لیے بلیک چینل کے بارے میں بھی گفتگو ہوتی رہی۔ ودیا بھی جیل سے نکلنے کے بعد ان معاملات سے بالکل بے خبر ہو گئی تھی سرلا دیوی نے بتایا کہ وہ پرسکون ہیں اور انسپکٹر کا کوئی رکن ان تک نہیں پہنچ پایا اس کا مقصد تھا کہ ہم تینوں ہی محفوظ تھے۔

ودیا، میں اور سرلا دیوی دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے اور پھر میں نے مسکراتے ہوئے کہا "میرا بہت بڑا کام بن گیا ہے سرلا دیوی اب میں اجازت چاہتی ہوں آپ کی ودیا کو ساتھ لے جا رہی ہوں۔"

"اب تو یہ تمہاری ودیا ہے بھئی۔ بہرحال میری نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں۔" سرلا دیوی نے مسکراتے ہوئے شکلا جی سے کہا اور ہم دونوں اٹھ گئے۔ ودیا اپنا مختصر سا سامان اٹھا لائی تھی۔ میں نے کوٹھی کا رخ کیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ میں ودیا کو ڈرائنگ روم میں لے آئی تھی۔

"بیٹھو ودیا۔"

"یہ آپ کی کوٹھی ہے بھارتی جی۔؟"

"بس کس کا کون ہے ودیا کون جانے۔" میں نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔ ودیا خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"میں اپنی ذمہ داریاں جاننا چاہتی ہوں بھارتی جی۔"

"ودیا میں ایک بہت بڑی الجھن کا شکار ہوں ... بہت بڑی الجھن کا شکار۔"

"کیسی الجھن بھارتی جی۔؟"

"بس کیا کہوں ودیا کیا بتاؤں، یوں سمجھو کہ پہلے ... کے لیے کام کرتی تھی اور بلیک چینل ... تمہیں ... سے تلاش کیا گیا ... یہ مشکل حل کر دی گئی کہ میں اپنی ذمہ داریاں بھی ... رکھوں۔ لیکن بلیک چینل کے خاتمے کے بعد بھی میری ... میں کمی نہیں ہوئی اور میں ان الجھنوں کو ختم کرنے ... مصروف عمل ہوں۔ پلیز ودیا تفصیلات مت پوچھنا ... میں تمہیں بتا نہیں سکوں گی۔ بس یوں سمجھ کہ تمہیں ... اسی طرح انجام دینا پڑے گا جیسے تم بلیک چینل کے ... کرتی تھیں ودیا میں نہیں جانتی کہ بلیک چینل سے ... کیا آمدنی ہو جاتی تھی لیکن میرے پاس رہ کر تم ... بہت بڑی رقم حاصل نہیں کر سکو گی۔ البتہ اپنے ... معاملات کے لیے جب اور جتنی رقم کی ضرورت پیش آئے ... لیا کرنا مجھے اس میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ ... نے تم سے پانچ ہزار کے لیے کہہ دیا ہے لیکن وہ کوئی ... نہیں ہے۔ تم اپنی تمام ضرورتیں اپنی خواہش پوری کرتی ... ہاں ایک وعدہ کرتی ہوں تم سے کہ جب میرا کام ختم ... ئے گا اور تم کوئی پرسکون زندگی حاصل کرنا چاہو گی تو ... تمہاری بھرپور مدد کروں گی۔ جب تک مجھے وقت دے سکتی ہو، دیتی رہو۔ میری یہ پیشکش تمہارے لیے کل تک کے لیے برقرار ہے۔ یعنی کل ہی اگر تم مجھے چھوڑنا چاہو گی تو میں تمہیں اپنے وعدے کے مطابق نظر نہیں آؤں گی اور سنو دس بیس لاکھ روپے تک میں تمہیں باآسانی دے سکتی ہوں اور میرا خیال ہے کہ اگر تمہیں زندگی میں تبدیلی کی خواہش ہو، اپنے طور پر شادی کر کے عام انسانوں کی مانند خوشگوار انداز میں زندگی گزارنا چاہتی ہو تو جب تمہارا جی چاہے اس پر عمل بھی کر سکتی ہو میں تمہیں روکنے کی کوشش نہیں کروں گی۔ سمجھ رہی ہو نا میری بات۔؟"

ودیا خاموشی سے میری صورت دیکھ رہی تھی، پھر اس نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"جس مستقبل کا ذکر آپ نے کیا ہے بھارتی جی وہ شاید میری ریکھاؤں میں ہی نہیں ہے۔ مجھے تو بس زندگی گزارنے کے لیے کوئی عمل چاہیے۔ کوئی ایسا عمل جو مجھے پریشان نہ ہونے دے۔ آپ کی یہ پیشکش میں بہت شکریے کے ساتھ قبول کرتی ہوں جہاں تک میرے اخراجات کا تعلق ہے تو وہ اتنے بھی نہیں ہیں جتنا آپ مجھے دے رہی ہیں، میں بھی حالات سے کچھ بیزار سی ہوں، جو ذمہ داری انیرا ہوسٹس کی حیثیت سے بلیک چینل کی طرف سے سونپی گئی تھی وہ مجھے بے حد پسند تھی۔ سیر و سیاحت کی رسیا ہوں۔ ملک ملک کی سیر کرنا چاہتی ہوں۔ اس طرح طبیعت کو سکون ملتا ہے، مختلف جگہیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ بس یہی میرا مشغلہ ہے۔ باقی کچھ نہیں ہے میری زندگی میں۔"

"نہیں ودیا تمہاری عمر اتنی تو نہیں ہے، میں تم سے تمہاری پچھلی زندگی کے بارے میں کبھی نہیں پوچھوں گی، لیکن حال میں تمہارے ساتھ ہوں اور مستقبل میں تمہاری مدد کرنے کے لیے تیار۔ بہرطور میرے ان الفاظ سے کم از کم تمہیں یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ بہرصورت تم میرے لیے پابند نہیں ہو۔ میں بس یہی چاہتی ہوں کہ جب میں کسی فلائٹ پر جانا چاہوں گی تو چلی جاؤں گی ورنہ تم میری جگہ اسی خوش اسلوبی سے سنبھالے رکھو جس طرح تم نے سنبھال رکھی تھی۔"

"میں خوشی سے اس کے لیے تیار ہوں۔"

"اور ودیا اگر تم کسی ایسی الجھن کا شکار نہیں ہو جس نے تمہاری زندگی کو روگ لگا رکھے ہیں تو مستقبل کے لیے کوئی اچھا سا ساتھی تلاش کرو۔ میں سمجھتی ہوں کہ انسان چاروں طرف گھومنے کے بعد پھر اپنے ماضی کی جانب لوٹتا ہے اور ماضی یہی ہے، جس طرح لوگ زندگی گزارتے آئے ہیں

کیا سمجھیں۔؟"

ودّیا سر جھکا کر گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی پتا نہیں بے چاری کا ماضی کیسا تھا۔ کیا کہا نیاں اس سے وابستہ تھیں بہر طور میں ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتی تھی تھوڑی دیر کے بعد ودّیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے بھارتی جی آپ اطمینان رکھیے میں آپ کی یہ ذمہ داری بخوشی سنبھال لوں گی اور کوئی ایسی ہی خصوصی ہدایت ہو تو مجھے دے دیجیے گا۔"

"چند باتیں اور ذہن نشین کرلو ودّیا باقی سب کچھ تو تم کرتی رہی ہو۔ ماتا جی کا مزاج' خود کی فطرت اور راگنی کی محبت اور میرے اردگرد پھیلے ہوئے تھوڑے سے کردار' تم اچھی طرح سمجھ چکی ہو اور یہ جانتی ہو کہ ان کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے۔ راگنی کا ایک مسئلہ اور ہو گیا ہے جس کا تذکرہ وہ مجھ سے کر چکی ہے' لیکن دوبارہ وہ تم سے بات کرے تو تمہیں انجانے پن کا احساس نہ ہو۔"

"ہاں وہ مجھے بتا دیجیے۔"

"راگنی اپورن شرما نامی ایک پائلٹ سے محبت کرنے لگی ہے اور شاید وہ دونوں شادی بھی کرلیں۔ مجھ سے کہہ رہی تھی اس بارے میں۔ ابھی کوئی سلسلہ نہیں ہے۔ دوبارہ بات کرے تو تم بھی اس سے یہی کہنا کہ وہ ایک اچھی زندگی اپنانے کی کوشش کرے۔" ودّیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی تھی' اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے بھارتی جی' میں یہی کہوں گی۔"

"ایک اور کردار کے بارے میں' میں تمہیں بتا دوں۔ اس کا نام دلیپ شرما ہے' یوں سمجھ لو شیطان کی آنکھ رکھتا ہے حقیقتوں کی گہرائیوں میں پہنچ جانا اس کے لیے مشکل نہیں ہے ایک لاابالی سا نوجوان ہے' مجھے اپنی خدمات پیش کرنے کی پیشکش کر چکا ہے تیس ہزار روپے بھی دیے تھے میں نے اسے' لیکن ان کا کوئی تذکرہ نہیں ہے میں اس سے نالاں ہو گئی ہوں۔ میں نے اسے اپنے ساتھ مستقل کام کرنے کی پیشکش کی تھی۔ لیکن اس نے قبول نہیں کی اور چند باتیں میں اسے بتا چکی ہوں' اگر اتفاق سے تم تک پہنچ جائے یا تمہیں مل جائے تو تم اس سے بیزاری اور غصّے کا اظہار کرو گی۔ اور کسی بھی مسئلے پر گفتگو کرنے کے لیے تیار نہیں ہو گی۔"

"دلیپ شرما۔" ودّیا نے دُہرایا۔

"ہاں۔"

"حلیہ اور بتا دیجیے اس کا کوئی تصویر ہے۔؟"

"نہیں میرے پاس اس کی کوئی تصویر نہیں ہے۔ حلیہ بتائے دیتی ہوں۔" میں نے کہا اور دلیپ شرما کا حلیہ بتا دیا۔ ودّیا نے گردن ہلا دی تھی۔ پھر وہ بولی۔

"یہ کوٹھی آپ کی ہے۔؟"

"ہاں میری ہی ہے۔ تم پہلے بھی یہ سوال کر چکی ہو۔" میں نے کہا۔

"ہاں۔ وہ دراصل یہ سوال میں نے اس لیے پوچھا ہے کہ اگر آپ سے مجھے فوری طور پر کوئی رابطہ قائم کرنا ہو تو۔"

"ہاں اس کوٹھی کا فون نمبر ہے تو یہاں تم مجھے میسج دے سکتی ہو' ایک اور فون نمبر نوٹ کر لو۔ یہ ہوٹل کا ہے یہاں بھی مجھے تلاش کر سکتی ہو۔ ان دو جگہوں پر اگر میں نہ ملوں تو میرا انتظار کر لینا کیا سمجھیں۔؟"

"ٹھیک ہے سمجھ گئی۔" ودّیا نے کہا۔ وہ دونوں ہی ٹیلیفون نمبر اس نے نوٹ کر لیے تھے۔ پھر وہ بولی۔

"میں رہوں گی کہاں۔؟"

"ظاہر ہے راگنی کے فلیٹ پر۔ معمول کے مطابق شکلا جی سے رابطہ قائم کرتی رہنا میرا خیال ہے کوئی فلائیٹ شیڈول وہ جلد ہی دینے والے ہیں۔ تم چلی جانا۔"

"اوکے" ودّیا نے بے تکلفانہ طور پر تیار ہو گئی اور مسکرا کر بولی۔

"وہ بھارتی جی آپ کے لباس وغیرہ استعمال کرنا پڑتے تھے کیا اب بھی وہ سلسلہ رہے گا۔۔۔؟"

"پلیز ودّیا کسی بھلے انداز میں مت سوچو۔ میری حیثیت سے تم سب کچھ کر سکتی ہو۔"

"ٹھیک ہے بھارتی جی۔ بہت بہت شکریہ۔" ودّیا نے کہا اور اس کے بعد وہ دیر تک خاموش بیٹھی رہی۔

"تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے ودّیا۔؟"

"تھوڑے سے پیسے دے دیجیے مجھے۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"او وہ پلیز ضرور ضرور۔" میں نے ودّیا کو اچھی خاصی رقم دے دی تھی اور پھر میں نے کہا۔

"اب تم ٹیکسی سے چلی جاؤ۔ میں یہاں کچھ وقت گزاروں گی۔" ودّیا نے سعادت مندی سے گردن ہلائی اور اس کے بعد کوٹھی سے نکل گئی۔ میں تھکے تھکے انداز میں ایک آرام کرسی پر دراز ہو گئی تھی۔ ودّیا کے مل جانے سے بہت بڑا سہارا مل گیا تھا۔ ورنہ ذہنی طور پر ان الجھنوں کا شکار تھی کہ اپنے کام کو کس طرح جاری رکھ سکوں گی کم بخت دلیپ شرما۔ دلیپ

شرما میں اب اس کے بارے میں کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے تو سمجھتا رہے جہنم میں جائے۔ بہر طور شام ہوتی جا رہی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھی باتھ روم میں جا کر غسل کیا اور پھر باہر نکل آئی اور پھر اس کمرے میں پہنچ گئی جو ڈریسنگ روم کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ یہاں میک اپ کا نفیس ترین سامان موجود تھا جو میں نے مختلف ملکوں سے خریدا تھا اعلیٰ درجے کا ایسا لوشن جس سے ماسک بنائی جا سکتی تھی اور ہر طرح کے بال۔ غرض ہر وہ چیز موجود تھی جو میک اپ کے سلسلے میں استعمال کی جا سکتی ہے اور مجھے اس میں تھوڑی بہت مہارت بھی ہو گئی تھی۔

میں نے اپنے پروگرام کے مطابق اپنے چہرے کو ایک مخصوص شکل دینا شروع کر دی۔ نچلا ہونٹ اپنے بالائی ہونٹ کی نسبت کچھ نیچا کر لیا۔ ٹھوڑی میں ایک مخصوص انداز سے گڑھا پیدا کیا' رخسار بھی تھوڑے سے ابھار لیے۔ آنکھوں کے پپوٹے بھاری کر لیے تاکہ میں ایک شرابی کی شکل میں نظر آؤں چہرے کا حسن ہر حالت میں برقرار رکھا تھا۔ بلکہ میک اپ مکمل ہو جانے کے بعد میرا چہرہ بہت دلکش نظر آنے لگا تھا خاص طور سے اوباش قسم کے مردوں کے لیے۔

میں نے اپنے اس میک اپ میں کمال کیا تھا اور یہ کمال کوئی پہلی بار میرا نہیں تھا۔ بالوں کے اسٹائل کو بھی میں نے تبدیل کر لیا تھا اس کے لیے میرے پاس مختلف قسم کے وگ اور ویرا سپرے موجود تھے بالوں کے رنگ کو بھی تھوڑا سا تبدیل کرنا پڑا تھا۔ مجھے اب اس کی پروا نہیں تھی کہ میں کس طرح اپنا کام جاری رکھوں گی۔ ودّیا واقعی میرے لیے ایک بہت ہی قیمتی چیز ثابت ہوئی تھی اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ وہ مجھے اس طرح دوبارہ مل گئی جہاں تک اس کی فطرت کے بارے میں سوچنے کا سوال تھا تو بہت زیادہ خدشات بھی بعض اوقات کارکردگی ختم کر دیتے ہیں اور انسان وسوسوں ہی میں پھنسا رہ جاتا ہے اور میں کسی وسوسے کا شکار ہونا نہیں چاہتی تھی۔ ودّیا اگر کبھی کوئی گڑبڑ کرے گی تو دیکھا جائے گا فی الحال اس کے بارے میں سوچ سوچ کر ذہن پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

میک اپ کے بعد لباس کے انتخاب کا مسئلہ آیا اور اس سلسلے میں بھی مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی میں نے ایک بہت ہی جدید تراش کا لباس نکالا یہ بھی بمبئی سے خریدا گیا تھا' ویسے لباس عام طور سے استعمال کرنے کی عادی نہیں تھی۔

لیکن اس وقت میں نے یہ شوخ بھڑکدار اور کسی قدر عریاں لباس زیب تن کیا۔ اپنے بدن کو اس طرح سامنے لاتے ہوئے مجھے خود بھی وحشت ہوتی تھی لیکن بعض اوقات ضرورتیں بھی انسان کو سب کچھ کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ یہ میری ہیجانی کیفیت تھی۔ جو مجھے سب کچھ کرنے پر آمادہ کر رہی تھی۔

انجلی کے سلسلے میں فی الحال ذرا تساہل برتنا چاہتی تھی حالانکہ کمبخت دلیپ شرما جو انکشاف کر گیا تھا ان کے تحت مجھے فوراً ہی کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے تھا۔ لیکن بس ذہن دوسری جانب بھٹک گیا تھا۔

اور اب میں ٹوئن بار کے لیے پوری طرح تیار تھی میں نے اس سلسلے میں اپنا ذہن ایک خاص منصوبے پر موڑ دیا تھا اور اس سے مطمئن تھی کہ بہرحال میرا یہ منصوبہ غلط نہیں ہے۔ باہر نکلی اور کافی دور تک پیدل چلتی رہی پھر ایک ٹیکسی کر کے ٹوئن بار کی طرف چل پڑی۔ ٹیکسی ڈرائیور کو ٹوئن بار کے بارے میں بتانا پڑا تھا کوئی بے چارہ شریف ہی آدمی تھا۔ جو اس قسم کی جگہوں کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ ٹوئن بار باہر ہی سے دیکھا تھا میں نے' بس سرسری سی ایک نگاہ ڈالنے کے لیے۔ لیکن اس وقت میں اس طرح اس میں داخل ہوئی' جیسے اکثر یہاں آتی رہی ہوں' میرے ہاتھ میں پرس جھول رہا تھا اور میں اٹھلاتی ہوئی چال چل رہی تھی۔

ٹوئن بار میں ابھی زیادہ رش نہیں ہوا تھا لیکن رفتہ رفتہ میزیں بھرتی جا رہی تھیں واقعی ایسی جگہ تھی جہاں آیا جا سکتا ہے۔ بار ہونے کے باوجود وہاں ایک نفاست تھی آراستگی تھی جو عام طور پر اس قسم کے باروں میں نہیں ملتی لوگ بھی مدھم لہجے میں گفتگو کر رہے تھے۔ گلاس چھنکنے کی آوازیں لوگوں کی بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی میں ایک میز کی جانب بڑھ گئی اور میز پر جا بیٹھی۔

تمام انتظامات کر لیے تھے میں نے اپنے آپ کو اس شکل میں ظاہر کرنے کے لیے جس شکل میں میں یہاں تک آئی تھی اچھی طرح جانتی تھی کہ ایسی جگہوں پر نظر آنے والی لڑکیوں کے کیا انداز ہوتے ہیں کس قسم کے لباس ہوتے ہیں کیا حرکات ہوتی ہیں اور بہر طور خود کو اسی انداز میں پیش کیے بغیر میں اپنے کام کی تکمیل نہیں کر سکتی تھی۔

چنانچہ میں نے اپنے پرس سے اعلیٰ درجے کی سگریٹ کا پیکٹ نکالا' نفیس لائٹر نکالا' پیکٹ میں سے ایک سگریٹ

نکال کر ہونٹوں میں دبائی اور اس کے بعد اسے دانتوں میں دبا کر سلگانے لگی۔ سگریٹ کا کش لے کر میں نے دھوئیں کا بادل فضا میں چھوڑ دیا۔ منہ کا مزا ستیاناس ہو گیا تھا لیکن ظاہر ہے یہ سب کچھ کرنا میرے لیے اس وقت بہت ضروری تھا حالانکہ اگر کوئی بھی سگریٹ پینے والا مجھے بغور دیکھتا تو یقینی طور پر ایک اناڑی اسموکر سمجھتا، لیکن اس کے باوجود مجھے یہ عمل جاری رکھنا تھا۔ سگریٹ کے دھوئیں کی آڑ میں میں نے ہال پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑائی۔ ابھی صحیح معنوں میں ہال بھرنے کا وقت نہیں ہوا تھا۔ شرابی تو شام ڈھلے سورج چھپنے کے بعد ایسی جگہوں کا رخ کرتے ہیں جبکہ ابھی فضا میں ہلکی ہلکی مدھم روشنی باقی تھی۔ میں نے ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کو دیکھا جسے بہت ہی خوبصورت انداز میں بنایا گیا تھا اور کھڑکے پیچھے لاتعداد ملکی اور غیر ملکی بوتلیں جگمگا رہی تھیں۔ کاؤنٹر پر ایک دراز قامت آدمی موجود تھا۔ جس نے اچھا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور شکل و صورت سے کافی چست و چالاک نظر آتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ہیلپ کے لیے ایک پستہ قامت لڑکی بھی موجود تھی جو سانولے رنگ کی تھی لیکن دلکش نقوش کی مالک تھی۔ دونوں اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے ویٹر بار میں سروس کرتے پھر رہے تھے، ابھی تک کوئی میرے پاس نہیں آیا تھا۔ ہال کا طائرانہ جائزہ لینے کے بعد میں نے پھر سگریٹ کے دو تین کش لیے۔

اس میز کا انتخاب میں نے ایک خاص مقصد کے تحت کیا تھا۔ بار میں جگہ جگہ گملے لگے ہوئے تھے اور گملوں میں خوبصورت پودے نظر آ رہے تھے، میری یہ میز جس جگہ پڑی ہوئی تھی یہاں بھی ایک چوکور اور بڑے سائز کا گملا موجود تھا جو میرے بائیں ہاتھ کے قریب تھا، میں نے خاص طور سے یہ جگہ جان بوجھ کر منتخب کی تھی کیونکہ یہاں کے لوازمات بھی پورے کرنے تھے۔ میں خاموشی سے سگریٹ کے کش لیتی رہی۔ ابھی تک کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آئی تھی جو قابل توجہ ہوتی۔ بار ہی کے اندرونی حصے میں اوپر جانے کا راستہ بھی تھا۔ لیکن یہ عام راستہ نہیں تھا۔ اوپر کا سلسلہ بالکل مختلف تھا۔ دل ہی دل میں نے گیان چند کے بارے میں سوچا گیان چند کون ہے، کس حلقے کا مالک ہے، ہو سکتا ہے وہ اس بار سے براہ راست واسطہ رکھتا ہو، کہیں باہر رہتا ہو۔ مجھے ایسی شخصیت کا انتخاب کرنا تھا جس سے مجھے گیان چند کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں لیکن میں اس سلسلے میں کوئی جلد بازی نہیں کرنا چاہتی تھی بلکہ اب تو صورتحال بگڑ گئی تھی کہ اگر میں دو تین دن تک مسلسل ان کوششوں میں مصروف رہنا چاہتی تو میرے لیے کوئی الجھن نہ ہوتی۔ وقیلانے میری تمام پریشانیاں سنبھال لی تھیں، اگر دیپ شرما بھی میرے ساتھ شامل ہو جاتا تو اس وقت یقینی طور پر میں اسے بھی اپنے ساتھ مدعو کرتی اور یہیں اس بار کی کسی میز پر وہ بھی موجود ہوتا لیکن خود پرست انسان بے وقوف، احمق۔ میں دیر تک انہی باتوں کے بارے میں سوچتی رہی اور پھر ایک ویٹر میرے سامنے آ کر جھکا۔

"یس میڈم!" اس نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"ہوں۔ ابھی نہیں رک جاؤ کچھ دیر۔" میں نے کہا۔ اور ویٹر نے گردن خم کر دی اور پھر وہ پیچھے قدموں کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ میزیں آہستہ آہستہ بھرتی جا رہی تھیں میں کافی دیر سے یہاں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی اور اس بات پر شاید یہاں کسی کو اعتراض نہیں ہوتا تھا۔ کچھ اور لڑکیاں بھی دوسری میزوں پر نظر آنے لگیں اور میں نے انہیں دیکھ کر یہ اندازہ لگا لیا کہ وہ پیشہ ور نہیں ہیں وہ اپنے اپنے ساتھیوں کی منتظر تھیں پھر اس کے بعد دوسری کارروائیاں بھی دیکھنے میں آ رہی تھیں۔ لوگ ان کی اجازت لے کر ان کے ساتھ بیٹھ رہے تھے اور میزوں پر بوتلیں جگمگانے لگیں تھیں، اب ہے آپ کو یہاں قائم رکھنے کے لیے مجھے بھی کچھ کرنا ضروری تھا چنانچہ میں نے ویٹر کو اشارہ کیا اور وہ میرے قریب پہنچ گیا میں نے ایک غیر ملکی اور اعلیٰ درجے کی شراب کا آرڈر دے دیا تھا۔ کم از کم میں اپنا کوئی معیار دکھانا چاہتی تھی ویٹر نے فوراً سے ایش ٹرے اور دوسرے لوازمات لا کر میرے سامنے رکھ دیے۔ بہرطور اس غلیظ شے سے مجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ لیکن دنیا کے بے شمار ملکوں میں ایسی بے شمار جگہیں دیکھ چکی تھی جہاں اسے سلیقے سے استعمال کیا جاتا تھا چنانچہ میں نے بھی اسی سلیقے سے اپنا گلاس بنا لیا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اسے بائیں ہاتھ پر رکھ لیا تھا۔ تاکہ گلاس کی شراب گملے میں الٹنے میں آسانی رہے، ویٹر کچھ اور چیزیں بھی لے آیا تھا جو شغل کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ میں ان چیزوں سے شغل کرنے لگی اور پھر گلاس کو ہاتھ میں لے لیا اسے ہونٹوں تک لے گئی ایک عجیب سا بھبکا میری ناک میں چڑھ گیا تھا لیکن سب کچھ برداشت کرنا تھا سب کچھ۔ گلاس کی تھوڑی سی شراب با آسانی گملے میں پہنچ گئی اور میں نے گلاس دوبارہ میز پر رکھ دیا۔ اس کے بعد میں نے پھر سے سگریٹ جلائی اپنے آپ کو کسی بھی طرح اندر کی

نہیں ثابت کرنا چاہتی تھی اب تک میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ کوئی بھی خاص طور سے میری جانب متوجہ نہیں ہے لیکن پھر ایک درمیانی سی جسامت کا پستہ قامت آدمی دروازے سے داخل ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا، چند لمحات وہ نگاہیں دوڑاتا رہا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ میری جانب بڑھا اس کے چہرے پر عجیب مکروہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"ہیلو!" اس نے نیچے جھک کر کہا اور میں نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جی، کیا بات ہے؟" میرا لہجہ کھردرا اور سخت تھا۔

"اگر آپ کی اجازت ہو تو...؟"

"نہیں، میری اجازت نہیں ہے" میں نے اسی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ شاید کوئی آنے والا ہے...؟"

"جا سکتے ہو" میں غرائی ہوئی آواز میں بولی اور وہ شانے ہلا کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ میں شراب کا گلاس آدھے سے زیادہ گملے میں خالی کر چکی تھی۔ پھر میں نے تھوڑی سی شراب اور گلاس میں انڈیلی پھر خود کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ میں کتنی پی چکی ہوں، ابھی تک کوئی ایسی شخصیت نگاہ ہوئی نہیں آئی تھی جو قابل توجہ ہوتی لیکن یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا وہ شخص بالائی منزل سے نیچے اترا تھا۔ گویا اس کا تعلق بھی بالائی منزل سے تھا۔ لیکن جب وہ اوپر سیڑھیاں اتر کر بار کے درمیان پہنچا تو دفعتاً ہی میرے اعصاب کھنچنے لگے میری یادداشت بہت عمدہ تھی اور میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں، میں نے اس شخص کو دیکھا تھا... ہاں... میں نے اس شخص کو دیکھا تھا غالباً اس وقت جب پہلی بار انجلی کے سلسلے میں مجھ پر حملہ کیا گیا تھا اور دوسری بار اس وقت جب انجلی کو اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ شخص وہاں موجود تھا اور میرے ہاتھوں بچ گیا تھا، میں دعوے سے کہہ سکتی تھی کہ یہ وہی تھا اس وقت سفید سوٹ میں وہ بہت اسمارٹ نظر آ رہا تھا ویسے بھی ٹھیک ٹھاک شکل و صورت کا مالک تھا لیکن اس شخص کو یہاں دیکھ کر میرے اعصاب میں شاید تناؤ پیدا ہو گیا تھا۔ اس تناؤ کی وجہ یہ احساس تھا کہ وہ لوگ جو انجلی کے سلسلے میں ملوث تھے اور انہوں نے اس سلسلے میں عمل بھی کیا تھا کسی نہ کسی طور گیان چند سے تعلق رکھتے ہیں اور گیان چند کے بارے میں بائرن نے بتایا تھا کہ وہ میرے باپ کے قتل میں ملوث ہو سکتا ہے گویا یہ کڑی یہاں آ کر مل گئی۔ اس شخص کا تعلق ہو سکتا ہے گیان چند سے ہو اور بہر کی منزل سے اترنے کا بھی ایک ذریعہ ہو سکتا تھا۔ وہ کون بار کے خاص لوگوں میں سے ہو سکتا ہو؟ کیا وہ گیان چند ہے میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ بہرطور وہ جو کوئی بھی ہے میری توجہ اس نے اپنی طرف مبذول کر لی تھی۔ وہ شخص بقیہ سیڑھیاں طے کرتا ہوا نیچے آ گیا اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔ کاؤنٹر مین سے اس نے کچھ گفتگو کی۔ لڑکی مسکرا مسکرا کر اس سے باتیں کرنے لگی تھی اور اس کے بعد وہ کاؤنٹر پر کہنی ٹکا کر ہال کا طائرانہ جائزہ لینے لگا ہال کی میزیں اب تیزی سے بھرتی جا رہی تھیں شکاری لڑکیاں کافی تعداد میں جمع ہو گئیں اور باقاعدہ شکار کیا جا رہا تھا۔ ماحول ایسا اب بھی کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آ رہی تھی یعنی یہاں ایک معیار رکھا گیا تھا اور شرابیوں کو غلط حرکتوں کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ بہرطور میں کونی بار کا اچھی طرح جائزہ لیتی رہی وہ شخص کاؤنٹر سے نگاہ ہٹا کر ادھر ہی دیکھ رہا تھا پھر دفعتاً ہی میں نے محسوس کیا کہ اس کی نگاہیں مجھ پر آ ٹکی ہیں۔ میں نہیں جانتی تھی کہ اس کے دیکھنے کا مقصد کیا ہے لیکن میں نے لاپروائی اختیار کر لی تھی۔ سگریٹ جو اللہ اس وقت بھی میری انگلیوں میں دبا ہوا تھا اور میں کبھی کبھی اس کے ایک دو کش لے لیتی تھی۔ بوتل آدھی کے قریب خالی ہو چکی تھی گویا اتنی مقدار میں شراب معدے میں پہنچ جانے کے بعد مجھے حق حاصل تھا کہ میں کسی بھی طرح کی اداکاری کر سکوں۔ پھر دفعتاً ہی میں نے محسوس کیا کہ وہ میری طرف آ رہا ہے۔ میں سنبھل گئی بہرطور اس شخص کو ٹٹولنا ضروری تھا ہو سکتا ہے یہی گیان چند ہو رفتہ رفتہ وہ میرے قریب پہنچ گیا اور پھر انتہائی بے تکلفی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ میں نے بوجھل پلکیں اٹھائیں اور اسے دیکھنے لگی تب وہ مسکرا کر بولا۔

"ہیلو!"

"ہیلو" میں نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا۔

"اجنبی ہو...؟"

"کیا مطلب؟" میں نے پلکیں اٹھا کر اس سے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ پہلی بار یہاں دیکھ رہا ہوں۔"

"کیوں، کیا پہلی بار کسی کو یہاں نہیں آنا چاہیے...؟" میں نے سوال کیا۔

"ضرور آنا چاہیے۔ بلکہ دوسری بار بھی آنا چاہیے اور تیسری بار بھی آنا چاہیے۔" وہ ہلکے سے قہقہے کے ساتھ بولا۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر میں نے سگریٹ کا دھواں آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر چھوڑ دیا وہ میری آنکھوں میں جھانک رہا تھا اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"بہت خوبصورت ہو۔"

"شکریہ۔"

"کیا نام ہے تمہارا۔؟"

"روزی۔" میں نے جواب دیا۔

"میرا نام میگ ہے۔ کیا تم کرسچن ہو۔؟" اس نے سوال کیا اور میں شرابیوں کے سے انداز میں پینے لگی۔

"تم نے جواب نہیں دیا۔؟" وہ بولا۔

"انسان ہوں۔ صرف انسان۔"

"گڈ۔ پڑھی لکھی معلوم ہوتی ہو۔؟"

"تمہیں ان بے کار چیزوں سے کیا دلچسپی ہے۔؟" میں نے خود اعتمادی سے کہا۔

"مجھے ہر کارآمد چیز سے دلچسپی ہے، بیکار چیزوں کو اہمیت تو میں کبھی نہیں دیتا۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا چاہتے ہو۔؟"

"ظاہر ہے تمہارے علاوہ اور کیا چاہوں گا۔" میں نے ایک بار پھر اسے غور سے دیکھا۔ آنکھوں میں خاص خمار آلود والی کیفیت تھی اب پتا نہیں اس اداکاری میں، میں کہاں تک کامیاب ہوئی تھی۔

"میرے بارے میں اگر کسی غلط فہمی کا شکار ہو تو یہ غلط فہمی دل سے نکال دو۔"

"مطلب۔؟" اس نے سوال کیا۔

"میں پیشہ ور لڑکی نہیں ہوں۔"

"شوقین تو ہو۔" اس نے کہا۔

"ہاں۔ اپنے ہر شوق کی تکمیل خود ہی کرتی ہوں۔"

"گڈ ویری گڈ۔ میں بھی پیشہ ور لڑکیوں میں دلچسپی نہیں رکھتا مس روزی۔ مس ہی کہوں نا آپ کو۔؟"

"کہا نا جو دل چاہے کہہ دو۔"

"بہرطور تمہاری شخصیت میں کوئی ایسی خوبی ہے جو دوسروں کو اپنی جانب کھینچ سکتی ہے۔"

"اگر تم میری جانب کھنچ رہے ہو تو نا کھنچو تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔"

"خیر جب دل کسی کو پسند کرلے تو پھر یہ سوچنا تو بے مقصد ہو جاتا ہے کہ حق میں بہتر ہوگا یا غلط ہوگا۔ تم کچھ بیزار بیزار سی نظر آرہی ہو روزی۔؟"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کروں۔؟"

"بس [illegible] ہے۔ بہتر خدمت کر [illegible] ہے تم ان [illegible] شامل ہونا چاہتے ہو۔"

"میرا مطلب یہ نہیں، مطلب یہ ہے کہ اب یہاں آئی ہو میری مہمان ہو۔ تو کچھ نہ کچھ تو مجھے کرنا ہی چاہیے۔"

"تمہاری مہمان۔؟"

"ہاں میں اس ہوٹل کا منیجر ہوں۔"

"اوہ اچھا اچھا۔ مگر صرف منیجر! شکل و صورت اور حلیے سے تو تم مالک لگتے ہو۔" میں نے کہا۔

"اوہ۔ منیجر ہو کر بھی بہت کچھ ہوں۔"

"مالک کون ہے اس ہوٹل کا۔؟ میرا مطلب ہے بار کا۔؟"

"داداگیان چند۔" اس نے جواب دیا۔ اور میرے ذہن میں آگ لگ گئی۔ گیان چند۔ داداگیان چند! میری آواز کی غراہٹ کو اس نے بھی محسوس کیا تھا اور چونک کر مجھے دیکھنے لگا تھا۔

میگ کے چہرے پر حیرانی کے آثار پھیل گئے تھے۔ جو مجھے صاف محسوس ہوگئے اور مجھے کسی قدر افسوس ہونے لگا کہ میں یہ نام سن کر جذباتی کیوں ہوگئی؟ مجھے خود پر کنٹرول رکھنا چاہیے تھا۔ بہرحال [illegible] برداشت کرکے اور پھر بولا۔

"کیا بات ہے روزی؟ داداگیان چند کا نام سن کر تم کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہوگئیں۔"

"یہ اندازہ تو مجھے ہو گیا تھا کہ میگ مشکوک ہو گیا ہے اب تردید کرکے میں اسے مزید مشکوک نہیں کرنا چاہتی تھی چنانچہ میں نے فوراً سنبھل کر کہا۔

"جانے دو، یہ نام میری زندگی میں ایک ناخوش گوار مقام رکھتا ہے۔"

"کیا مطلب؟" میگ بولا۔

"بس یہ سمجھ لو کہ یہ نام ہی مجھے ان برے راستوں پر لے آیا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا داداگیان چند سے تمہارا کوئی تعلق رہ چکا ہے؟" میگ نے پوچھا۔

"داداگیان چند سے نہیں بلکہ وہ ایک اور گیان چند تھا میرے کالج کا ساتھی۔"

"اوہ! گویا صرف نام کی بات ہے کہانی کچھ اور ہے؟"

"ہاں۔"

"مجھے نہیں سناؤ گی؟"

"عجیب آدمی ہو کیا صرف کہانی سننے کے لیے میرے پاس آئے ہو؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیئر ایسی بات نہیں ہے۔ بس یونہی دل میں خیال آیا کہ تمہاری کہانی سن لی جائے۔"

"ایک فضول کہانی ہے جس سے تمہیں دلچسپی نہیں ہوگی" میں نے بے پروائی کا انداز اختیار کرتے ہوئے کہا اور میگ ہنسنے لگا پھر بولا۔

"چلو جانے دو۔ تم تو ایک مجسم داستان ہو۔ مجھے تم نے بہت متاثر کیا ہے۔ ویسے یہ اعتراف کرکے تم نے مجھے تھوڑے سے افسوس کا شکار کردیا کہ تم اس لائن کی لڑکی ہو۔"

"یہ احمقانہ بات ہے تمہاری میگ، ظاہر ہے میں اگر اس لائن کی نہ ہوتی تو تم تک کیسے آسکتی؟"

"ہاں بعض اوقات۔ میں سوچتا ہوں روزی کہ اپنی تنگ میں کسی ایک شخص کو، کسی ایک انسان کو وہ زندگی دوں جو اس کے تمام کرب اور مصیبت کا خاتمہ کردے۔" میں نے چونک کر میگ کو دیکھا۔ وہ میری آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"تمہارے اندر ایک اچھا انسان چھپا ہوا ہے میگ۔ بہرطور [illegible] زندگی کو اس انداز سے بھی دیکھو۔"

میگ بے خیالی انداز میں رخسار کھجانے لگا پھر بولا۔

"آؤ اس گھٹن زدہ ماحول سے نکلتے ہیں۔"

"چلو۔" میں نے فوراً آمادگی کا اظہار کردیا۔

میگ کے بارے میں اب مزید کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اوّل تو میں اسے اس حیثیت سے پہچان چکی تھی کہ یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو انجلی کو اغوا کرنا چاہتے تھے۔ پھر یہ بات بھی ثابت ہوگئی تھی کہ وہ داداگیان چند کا آدمی ہے۔ اور گیان چند کے بارے میں مجھے یہ علم ہوا تھا کہ میرے والدین کے قتل سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ بات اُلجھی ہوئی تھی۔ براہ راست گیان چند تک پہنچنا بھی اتنا آسان کام نہیں تھا اُس کے مہرے بھی تلاش کرنے پڑیں گے اور فی الحال میرے سامنے ایک مہرہ آگیا تھا اور میری رسائی اس تک ہوگئی تھی۔ آہ! میں اس مہرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میگ کی خواہش پر میں اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔ باہر نکل کر اس نے ایک خوبصورت کار کا دروازہ کھول کر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں اندر بیٹھ گئی۔ وہ خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا ہوا بولا۔

"ساحل سمندر پر اس وقت موسم پُرسکون ہوگا اور پھر وہاں میری ایک خوبصورت ہٹ بھی موجود ہے۔"

"میں نے اپنے آپ کو تمہارے سپرد کردیا ہے میگ اب جو تم مناسب سمجھو۔" میں نے خود سپردگی کے انداز میں کہا۔ اور کار کی سیٹ سے گردن ٹکا دی۔

اس کے بعد میگ نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔ میں اپنا لائحہ عمل کا فیصلہ کر رہی تھی اور میرے ذہن میں نجانے کیسے کیسے خیالات بیدار ہوتے جا رہے تھے۔ بلیک چینل کی رکن رہنے کے فائدے اب ظاہر ہو رہے تھے۔ کم از کم میرے اندر اتنا اعتماد پیدا ہوگیا تھا کہ میں کسی بھی ایسے جرائم پیشہ شخص کے ساتھ تنہا سفر کر سکتی تھی اور اس کی خلوتوں میں جا سکتی تھی۔ میں جانتی تھی کہ کسی ایک شخص پر قابو پانا میرے لیے مشکل نہیں ہوگا۔ اور میں سمجھتی تھی کہ بلیک چینل میں شامل ہونے کے بعد میں نے وقت گنوایا نہیں ہے بلکہ کچھ حاصل ہی کیا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کار کے ایک طرف سے داخل ہوکر دوسری سمت سے نکل رہے تھے اور میں ایک خوش گوار ٹھنڈک محسوس کر رہی تھی۔ میگ بھی غالباً کسی سوچ میں گم تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کار ساحل سمندر پر پہنچ گئی چھوٹے چھوٹے سفید اور خوبصورت ہٹ چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان کبھی اکا دکا لوگ نظر آ جاتے تھے۔ میں ان ہٹس کی حقیقت اچھی طرح جانتی تھی۔ دولت مند لوگوں کے لیے عیش گاہیں جو ساحل سمندر پر بنی ہوئی تھیں۔ ایسی ہی ایک عیش گاہ کے سامنے میگ نے اپنی کار روک دی۔

"یہ میرا ہٹ ہے۔"

"داداگیان چند کے ساتھ مل کر تم بڑی عیش کی زندگی گزار رہے ہو۔"

"ہاں اس عیش کی زندگی میں تمہارا بھی بڑا حصہ ہو سکتا ہے۔" میگ نے کہا۔

"وہ کیسے؟"

"داداگیان چند بہت رنگین مزاج آدمی ہے۔ اگر اس تک رسائی حاصل کرلو تو یہ سمجھ لو کہ بہت کچھ حاصل ہو جائے گا تمہیں۔ وہ بادشاہ قسم کا آدمی ہے۔ اس نے اپنی زندگی کو بہت خوبصورت بنا رکھا ہے۔ بظاہر وہ صرف داداگیان چند سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک راجہ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔"

"زمانہ ہی ایسے لوگوں کا رہ گیا ہے کہا کیا جائے۔"

"بہت بددل ہو اس زمانے سے؟"

"ہاں بہت" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر آؤ۔ اندر چلو۔ میں تمہاری ساری بددلی دُور کر دوں گا" میگ نے کہا اور میں اس کے ساتھ کاٹیج کے دروازے تک پہنچ گئی جس کی چابی اس کی جیب ہی میں موجود تھی۔ اس نے تالا کھولا اور پھر اندر داخل ہو کر روشنی کر دی۔ کاٹیج بے حد خوبصورت تھا۔ جس کمرے میں وہ مجھے لایا وہ ایک بہت وسیع و عریض کمرہ تھا۔ یہاں اعلیٰ درجے کے بیڈ پڑے ہوئے تھے اور ضروریاتِ زندگی کا تمام سامان موجود تھا۔ میگ مجھے مسکراتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اور پھر بولا۔

"سمندر کے کنارے چلو گی؟"

"کیا فائدہ۔ رات ہو چکی ہے۔"

"ہاں۔ اس وقت بس یہ شراب ہو۔ ایش ہمارے لیے کافی ہیں۔ یہ بتاؤ تمہیں کیا پلاؤں؟" میگ نے کہا اور ایک جانب بڑھ گیا۔ پھر اس نے ایک بٹن دبایا اور دیوار سے ایک چادر سی کھسک گئی۔ اس کے پیچھے ایک خوبصورت شراب خانہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے گہری نظروں سے میگ کا جائزہ لیا پھر بولی:

"جو دل چاہے پلا دو۔"

میگ نے اطمینان سے دو تین بوتلیں نکالیں اور پھر ان کی ایک کاک ٹیل تیار کرنے لگا۔ اس نے دو گلاس بنائے۔ میں اس دوران اطراف کا بغور جائزہ لیتی رہی تھی۔ دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور مجھے یہ اندازہ تھا کہ اب میں کہاں سے آغاز کروں گی۔ ظاہر ہے اس آغاز میں دیر نہیں لگ سکتی تھی۔ چنانچہ میں نے انتظار کے لمحات گزارے۔ میگ میرے سامنے آکر بیٹھ گیا تھا۔ میں خود بھی خاموشی سے صوفے پر بیٹھی رہی۔ ویسے میں نے میگ کی پھولی ہوئی جیب کے بارے میں اندازہ لگا لیا تھا اور مجھے یہ علم ہو چکا تھا کہ اس میں پستول موجود ہے۔ میگ نے دو گلاس بنائے اور پھر بولا۔

"یہ میری اپنی ایجاد کردہ کاک ٹیل ہے، چکھ کر دیکھو۔"

میں نے گلاس سامنے رکھ لیا۔ میگ اپنا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا چکا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو روزی ڈیئر؟"

"کچھ نہیں میگ، زندگی اتنی ناآسودہ ہے کہ بعض اوقات مجھے اپنے آپ پر بھی یقین نہیں آتا۔"

"فلسفیانہ باتیں چھوڑو۔ ہمیں اپنے آپ پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ ہم سانس لے رہے ہیں۔"

"میں تم سے کچھ اور پوچھنا چاہتی ہوں میگ۔"

"پوچھو۔ اگر اتنا ہی ضروری سمجھتی ہو تو۔"

"دادا گیان چند کس قسم کا آدمی ہے؟"

"بتا چکا ہوں اس کے بارے میں تمہیں۔"

"میں اس کے ذریعے کچھ نقصانات اٹھا چکی ہوں میگ اور اس کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتی ہوں۔"

"کیسے نقصانات۔؟"

اس کے بارے میں بعد میں بتا دوں گی۔ ہاں یہ بتاؤ تم نے ابھی کہا تھا کہ دادا گیان چند تک رسائی حاصل کروں تو میری زندگی پُرسکون گزر سکتی ہے؟"

"اس وقت تم میرے ساتھ زیادتی کر رہی ہو۔ میں بھی کسی سے کم تو نہیں ہوں۔ بولو تمہیں کیا چاہیے؟"

"نہیں میگ مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے۔ بس دادا گیان چند کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ کیا تم یہ بات پسند کرو گے کہ میں دادا گیان چند تک پہنچ جاؤں؟"

"پہنچ جانا بھی۔ اس وقت مجھے کیوں بور کر رہی ہو۔ ویسے دادا گیان چند رکمنی پر دیوانہ ہے۔"

"رکمنی۔ یہ کون ہے؟"

"تم سے کہیں زیادہ خوبصورت ایک لڑکی۔" میگ نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اوہ! یقیناً تم درست کہہ رہے ہو گے۔ میں خوبصورت کہاں ہوں؟ ویسے رکمنی رہتی کہاں ہے؟"

جواب میں میگ نے ایک پتا بتا دیا جو ایک عمارت کے ایک فلیٹ کا تھا۔

"دادا گیان چند اس سے ملتا جلتا رہتا ہے؟"

"ہوں! یہ کیسی عورت ہے؟"

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" میگ اب آؤٹ ہوتا جا رہا تھا۔

"ہاں میگ میرا دماغ خراب ہے اور اس کی بنیادی وجہ جانتے ہو کیا ہے۔؟"

"کیا ہے۔؟"

"ایک لمبی کہانی۔ جواب تمہیں سنانی ہی پڑے گی۔"

"اس وقت میں نے تمہیں کہانی سنانے کو کہا تھا۔ تو تم نے اسے ایک فضول کہانی کہہ کر ٹال دیا تھا اور اس وقت میرا موڈ خراب کرنے پر تلی ہوئی ہو۔ کاک ٹیل پیو اور دیکھو اس میں کیا لطف ہے۔؟"

میں نے کاک ٹیل کا گلاس آہستہ سے اٹھا لیا اور اس کے بعد اسے ہاتھوں میں لے کر دیکھنے لگی۔ پھر دوسرے لمحے میں نے

پوری کاک ٹیل میگ پر انڈیل دی۔ میگ ہکا بکا رہ گیا تھا۔ کاک ٹیل نے اس کی آنکھیں بھی خراب کر دی تھیں اور اس موقع سے فائدہ نہ اٹھانا حماقت تھی۔ چنانچہ میں پھرتی سے اٹھی اور میں نے اس کی پھولی ہوئی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکال لیا۔ میگ پھر ہکا بکا رہ گیا تھا۔ اس نے رومال سے آنکھیں صاف کیں اور عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"مطلب۔؟" وہ غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔ لیکن پھر پستول کا رخ اپنی جانب دیکھ کر ساکت رہ گیا۔

"گیان چند کے بارے میں کچھ اور تفصیلات؟"

"کیا تو پاگل ہو گئی ہے؟ گیان چند۔ گیان چند لگائے ہوئے ہے اور یہ پستول۔ مقصد کیا ہے تیرا؟"

"میگ تم شاید مجھے پہچان نہیں سکے۔ ایک ہلکی سی ملاقات ہو چکی ہے تم سے میری۔"

"کب۔؟ کہاں؟" میگ غرا کر بولا۔

"اس وقت جب تم انجلی نامی ایک لڑکی کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔" میرے اس انکشاف پر میگ بری طرح اچھل پڑا۔

"تمک۔ کیا مطلب؟"

"ہاں میگ میں وہی ہوں جس نے تمہارے ایک آدمی کو اس وقت قتل کر دیا تھا جب تم لوگ انجلی کو اس کے اسکول سے اغوا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

میگ کا منہ ایک لمحے کے لیے بند ہوا اور پھر کھل گیا۔

"مگر تو۔ تم اس کا مقصد ہے تم تم یہاں۔ میرا مطلب ہے خاص طور سے۔"

"ہاں میگ تمہارا تمام سوچنا بالکل درست ہے۔ میں کوئی عیاش لڑکی نہیں ہوں۔ دادا گیان چند تک پہنچنے کے لیے میں نے یہ راستہ اختیار کیا تھا۔"

"مگر اب کیا چاہتی ہو؟"

"میں نے کہا نا جو سوال میں نے کیا ہے پہلے اس کا جواب دو۔"

"انجلی نامی لڑکی کو اغوا کرنے کے لیے گیان چند سے ہدایات ملی تھیں۔"

"وہ کون ہے اور تم اسے کیوں اغوا کرنا چاہتے تھے؟"

"میں نے کہا نا ہم گیان چند کے ملازم ہیں اور سب کچھ اسی کی ایما پر کرتے ہیں۔"

"رکمنی کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا اس کی کیا حیثیت ہے؟"

"بالکل ٹھیک ہے۔" دادا گیان چند رکمنی سے گہری دوستی رکھتا ہے اور اکثر اس کے پاس آتا جاتا ہے۔"

"میگ انجلی کے بارے میں مجھے اور کچھ نہیں بتاؤ گے؟"

"یقین کرو اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"مجھے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ ہو اس کی زندگی ایک طرح سے بے مقصد ہی ہوتی ہے۔"

"تمک۔ کیا مطلب ہے؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"

"تم لوگوں نے مل کر میرا بہت کچھ بگاڑا ہے میگ اس لیے تم سے معافی چاہتی ہوں۔" اس سے پہلے کہ میگ سنبھلتا میں نے پستول کا رخ اس کی جانب کر کے ٹریگر دبا دیا۔

گولی نے اس کے سینے کو چھید دیا تھا۔ خون ابلا اور میں پیچھے ہٹ گئی۔ ظاہر ہے مجھے واپس بھی جانا تھا۔ میگ نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے۔ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا لیکن سامنے رکھی ہوئی میز سے ٹکرا کر نیچے آ رہا۔ میں سرد نگاہوں سے اسے دم توڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ ایک ہی گولی کافی تھی کیونکہ میں نے دل کا نشانہ لیا تھا۔ چند لمحات کے بعد میگ کے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ اس کا بدن سرد ہو گیا تھا تب میں نے پاؤں کی ٹھوکر سے اسے سیدھا کیا اور اس کے لباس کی جیب سے دو تین چیزیں نکال لیں جن میں کار کی چابی بھی موجود تھی۔ میں نے بڑی احتیاط سے اپنا کام انجام دیا۔ اس کے بعد یہاں رکنا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ میں واپس پلٹی اور باہر آ گئی۔ باہر اب مکمل خاموشی اور سناٹا پھیل گیا تھا۔ اس کار کو استعمال کر کے شہر تک جانا تو میرے لیے ضروری تھا۔ گیان چند کے بارے میں جو تھوڑی سی تفصیلات معلوم ہوئی تھیں وہ میرے لیے قابل قدر تھیں۔ رکمنی۔ رکمنی۔ واپسی میں کار ڈرائیو کرتے ہوئے میں رکمنی کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔ سب سے پہلے اس کار سے چھٹکارا حاصل کر لینا ضروری تھا کیونکہ یہ کسی کی نگاہوں میں بھی آ سکتی تھی۔ چنانچہ ایک بھری پُری جگہ پہنچنے کے بعد میں نے کار چھوڑ دی۔ اس پر سے اپنی انگلیوں وغیرہ کے نشانات مٹا دیے اور پھر آہستہ قدموں سے آگے بڑھ کر ایک ٹیکسی میں جا بیٹھی۔ ٹیکسی کو میں نے اسی عمارت کا پتا بتا دیا تھا جہاں میں رہتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اپنی اس عیش گاہ میں داخل ہو رہی تھی۔ دادا گیان چند کے سلسلے میں، میں نے جو کارروائی کی تھی وہ اطمینان بخش رہی تھی۔ اب تو ممکن نہیں تھا کہ میں گھر سے نکلتی اور سیدھے اس کے حلقوم تک پہنچ جاتی۔ بہر طور آہستہ آہستہ کسی نہ کسی طرح وہ میرے جال میں پھنس ہی جائے گا۔ معاملہ رکمنی سے دوستی کرنے کا تھا۔ وہ پہلا مرحلہ

یہ ایک بہت بڑی نعمت تھی جو میری غیر موجودگی کو ختم کر دیتی تھی۔ اور میں اس دُہری شخصیت سے بے حد فائدہ حاصل کر رہی تھی۔ اگر کبھی کسی کو میرے بارے میں کوئی شک بھی ہو جاتا تو پھر وہ دوریا کی موجودگی کی وجہ سے میں اس شک سے محفوظ رہتی اور صاف پتا چل جاتا کہ میں تو اپنی ڈیوٹی انجام دے رہی ہوں۔ دوریا کو بھی میں نے ہوشیار کر دیا تھا۔ ویسے بھی وہ ٹھیک ٹھاک چنچل سی لڑکی تھی۔ اور اپنے معاملات کو اچھی طرح نبھانا جانتی تھی۔ پھر اس نے اس طرح مجھ سے تعاون کر رہا تھا کہ اس کے بعد اس کے لیے بھی کسی قسم کی غلط گنجائش نہیں رہی تھی۔ میں نے دوریا سے رابطہ قائم کیا اور اس سے کہا کہ اب اُسے مسلسل اپنا فرض انجام دینا ہو گا۔ میں ایک اہم مسئلے میں کافی دن تک مصروف رہوں گی۔ دوریا نے مجھے یقین دلایا کہ اُسے میری جگہ کام کرنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی۔ بلکہ وہ اس زندگی کو بہت بہتر محسوس کر رہی ہے۔ اُس نے مجھے مسکراتے ہوئے بتایا کہ بہت عرصہ قبل اس کے دل میں یہ خواہش اُبھری تھی کہ اگر اُسے کسی ایئر ہوسٹس کی ملازمت مل جائے تو اپنے آپ کو وہ خوش قسمت ترین سمجھے گی۔ یہ اُس وقت تو ممکن نہ ہو سکا جب اُس نے چاہا تھا لیکن قسمت نے اُسے یہ لمحات مہیا کر دیے تھے۔ بہر طور دوریا کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد میں نے رکنی کے پیچھے بھاگ دوڑ شروع کر دی۔ اور اس کے بعد تقریباً چھ دن کی کوششوں کے بعد مجھے کامیابی نصیب ہو گئی۔ رکنی میری دوست بن گئی تھی۔ وہ بہت اچھے مزاج اور بہت اچھی عادت کی لڑکی تھی۔ نوعمر تھی اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ مینگ کے بیان کے مطابق وہ مجھ سے کہیں زیادہ خوبصورت تھی۔ رکنی سے خوب گہری دوستی کر کے میں اس کے فلیٹ تک پہنچ گئی اور اس سے اپنے آپ کو ایک کال گرل کی حیثیت سے ہی روشناس کرایا۔ رکنی نے درد بھرے انداز میں کہا تھا کہ بعض لوگوں کی زندگی بھی عام لوگوں کی زندگی سے کتنی مختلف ہو جاتی ہے جیسے ہم۔ رکنی نے مجھے اپنی درد بھری کہانی سنائی۔ اور بلاشبہ اس کہانی میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو ناقابل یقین ہوتی۔ بہر طور رکنی سے میں یہ پینگیں بڑھا کر بہت مطمئن ہو گئی تھی۔ ابھی تک میں نے اُس سے داوا گیان چند کے بارے میں سوال نہیں کیا تھا کیونکہ بہر طور میں محتاط رہنا چاہتی تھی لیکن پھر ایک دن اس سے اس موضوع پر بات ہو ہی گئی۔

"کوئی ایسا مستقل آدمی نہیں ہے تمہارے پاس جو تمہاری زندگی کے لیے بہتر راستوں کا انتخاب کر سکے؟" رکنی میرے اس سوال پر ہنس پڑی تھی۔ پھر اس نے کہا تھا۔

"ہاں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو میرے مستقبل کے بارے میں سوچتے ہیں لیکن صرف اس وقت جب وہ میرے نزدیک ہوتے ہیں۔ یہاں سے جا کر وہ میرا اور اپنا مستقبل بھول جاتے ہیں۔ البتہ داوا گیان چند ذرا مختلف قسم کا آدمی ہے۔ وہ تھوڑی بہت ہمدردی رکھتا ہے مجھ سے۔"

"یہ کون ہے؟"

"ایک انتہائی دولت مند اور عیاش طبع انسان جو جرائم پیشہ بھی ہے۔"

"اوہ مائی گاڈ، تم ایسے لوگوں سے بھی رابطہ رکھتی ہو؟"

"وہ بہر طور بہت سے لوگوں سے اچھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جھوٹ نہیں بولتا جو کچھ کہتا ہے وہ ضرور کر دیتا ہے۔ اس نے مجھ سے صاف کہا تھا کہ وہ میرے حسن سے متاثر ہوا ہے اور مجھے اس وقت تک سہارا دے گا جب تک میں اس کا سہارا بنی رہوں گی۔"

"ہوں! یہ ہے کہاں؟"

"ان دنوں تو شاید رانا پور میں ہے۔"

"رانا پور۔۔؟"

"ہاں دولت لوگوں کی ایک بستی ایک صنعتی آبادی۔ جو شاید ابھی کچھ عرصہ پہلے تک کچھ نہیں تھا لیکن جب دولت مندوں کی توجہ اس کی جانب مبذول ہوئی تو رانا پور۔۔ رانا پور بن گیا۔"

"بہت خوب۔ ویسے گیان چند نے تم پر دوسروں سے ملاقات پر کوئی پابندی نہیں لگائی؟"

"نہیں۔ میں نے کہا نا کہ بُرے لوگوں میں وہ کچھ ذرا اچھا آدمی ہے۔ ہر چیز کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں اس کے لیے مجبور رہوں۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ مستقل میری زندگی کا ساتھی نہیں بن سکتا چنانچہ وہ میرے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتا۔ البتہ ایک فرمائش کی ہوئی ہے اُس نے۔ اُس نے کہا ہے کہ ایک ہفتہ قبل وہ مجھے اپنے بارے میں اطلاع دے دیا کرے گا اور جب میں یہ اطلاع وصول کر لوں تو پھر ایسا نہ ہو کہ میں اُسے دستیاب نہ ہو سکوں۔"

"خوب تو ان دنوں۔"

"ہاں ان دنوں وہ اپنی کسی مصروفیت میں لگا ہوا ہے۔"

"تم کبھی رانا پور نہیں گئیں۔۔؟"

"نہیں کوئی ضرورت نہیں پیش آئی۔ ویسے رانا پور کے بارے میں بس تفصیلات جانتی ہوں۔"

میں خاموش ہو گئی۔ بہت زیادہ کریدنا ابھی مناسب نہیں تھا لیکن پھر اتفاق سے ایک ایسا دلچسپ موقع ہاتھ آگیا جس نے گیان چند سے تھوڑا سا مجھے قریب کر دیا۔ میں اسے کامیابی ہی کہہ سکتی ہوں کیونکہ واقعات بالکل انوکھے اور انتہائی سنسنی خیز تھے میں نے اپنے آپ کو چونکہ داوا گیان چند کی تلاش کے لیے مخصوص کر دیا تھا اس لیے اور تمام باتیں ذہن سے نکال ڈالی تھیں۔ دلچسپ شخصیت بھی ان دنوں میرے سامنے نہیں آیا تھا۔ ویسے وہ ناقابل بھروسہ آدمی جب بھی میرے سامنے آتا تھا تبھی وہ متضاد کیفیتیں مجھ پر چھوڑ جاتا ہے۔ ایک تو بہت اچھی ہوتی تھی اور دوسری الجھن کہ اُس سے نفرت کے سوا کچھ بھی نہ کیا جائے اور ان دنوں میں اس سے بے انتہا نفرت کر رہی تھی۔ بہر طور اس شام رکنی اچانک ہی مجھے ایک ہوٹل میں مل گئی۔ میں یونہی دن بھر کی آوارہ گردی سے تھک کر چائے پینے کے لیے اس ہوٹل میں آگئی تھی۔ ہال میں داخل ہوئی تو رکنی پر میری نگاہ پڑ گئی تھی اور اس نے اشارے سے مجھے اپنی میز پر بلا لیا۔ میں اُس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ سگریٹ کے چھلے بنا رہی تھی۔ میں نے مخصوص انداز میں اُس سے سوال کیا۔

"آج شام تنہا گزارنے کا ارادہ ہے کیا؟"

"ایسے نصیب کہاں ہیں ہمارے؟"

"تو پھر مجھے تمہارے پاس نہیں بیٹھنا چاہیے رکنی" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور اُٹھنے کی تیاری شروع کی تو وہ فوراً بول اٹھی "بیٹھو بیٹھو۔ کیوں بیکار کی باتیں کرتی ہو۔ ہاں اگر تمہاری شام معروف ہے تو میں اصرار نہیں کروں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں۔ میں تو فارغ ہوں۔"

"ہوں۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تب تمہیں ڈیرک راڈ سے مل کر خوشی ہو گی۔ وہ ایک خوبرو اور دولت مند آدمی ہے۔"

"ڈیرک راڈ۔ کون ہے یہ؟"

"میرا نیا دوست۔" رکنی نے ہنستے ہوئے کہا "بہت دلچسپ آدمی ہے۔ فراخدل اور فراخ آنکھوں والا۔ میرا خیال ہے کہ سال چھ مہینے کے لیے اس کی دوستی بُری نہیں رہے گی۔"

"کہاں رہتا ہے؟" میں نے یونہی سوال کر ڈالا۔

"رانا پور۔" رکنی نے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ وہ پھر بولی۔

"وہاں اُس کی کوٹھی ہے۔ کہتا ہے بزنس کرتا ہوں مگر تم جانتی ہو کہ محض بزنس کرنے سے آدمی اتنا دولت مند نہیں ہو سکتا۔ رانا پور جیسی شاندار جگہ رہ سکے۔ یقیناً اُس کے بزنس میں کہیں نہ کہیں داغ دھبے ضرور ہیں۔ بہر حال ہمیں اس سے کیا؟"

"بہت خوب۔ تو تمہیں مبارکباد دینی چاہیے رکنی۔"

"شکریہ۔ اگر شام تم واقعی فارغ ہو تو ہمارے ساتھ رہو۔ تمہیں لطف آئے گا۔"

"یہ بات اصول کے خلاف نہیں ہو گی؟"

"اگر اصول کے خلاف ہوتی تو میں خود ایسا نہ کرتی۔ اوہ!

دیکھو۔ وہ آ گیا ہے۔" رکمنی بولتے بولتے دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔

آنے والا ایک دراز قامت خوش شکل آدمی تھا۔ عمر تقریباً پینتیس چالیس کے درمیان رہی ہوگی۔ وہ ایک ہاتھ سے بالوں میں انگلیاں پھیرتا ہوا ہماری طرف بڑھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

"تاخیر کی معافی چاہتا ہوں مگر مجھے زیادہ دیر نہیں ہوئی" اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا۔

"اگر دیر بھی ہو جاتی تو کیا فرق پڑتا تھا۔" رکمنی نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ بے حد شکریہ۔ آپ۔ آپ؟"

"میری دوست روزی۔" رکمنی نے جواب دیا۔

"مجھے دیپک کہتے ہیں۔" اس نے اپنا ہاتھ میری جانب بڑھا دیا اور میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہمارے سامنے ایک مشروب آ گیا اور ہم تینوں اسے آہستہ آہستہ پیتے رہے۔ اس دوران دیپک راؤ مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ بہت دیر تک ہم گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد دیپک راؤ نے کہا۔

"آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے ڈیئر روزی۔ کیا ہم دوبارہ بھی ملاقات کر سکتے ہیں؟"

"مگر میں اپنی دوست کے راستے میں آنا پسند نہیں کروں گی۔"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے درمیان تکلف تو نہیں۔" رکمنی نے جواب دیا اور مسکرانے لگی۔

اس کے بعد ہم لوگ رخصت ہو گئے تھے۔ لیکن رکمنی نے دیپک راؤ کی خواہش پر مجھ سے ملاقات کا وعدہ لے لیا تھا۔ دیپک راؤ سے مجھے صرف اتنی ہی دلچسپی ہو سکتی تھی کہ اس کا تعلق بھی رانا پور سے تھا اور رانا پور میرے لیے اس لیے دلچسپ ہو گیا تھا کہ وہاں گیان چند رہتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ دیپک راؤ کے ذریعے کسی طرح گیان چند تک رسائی حاصل ہو جائے بہرطور ایسے سہارے نظرانداز تو نہیں کیے جا سکتے۔ یہی سہارے منزل تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ دوسرے دن میں پروگرام کے مطابق رکمنی کے پاس پہنچ گئی۔ وہ میرا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو روزی! کہو کیا حال ہیں؟"

"ٹھیک ہوں۔ وہ تمہارا مرغا کہاں گیا؟"

"چلا گیا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"نہیں رانا پور آنے کی دعوت دے گیا ہے۔ اور ایک خوبصورت کار بھی چھوڑ گیا ہے ہمارے لیے۔"

"ہوں! بہ عیش ہو رہے ہیں۔ تو کب جا رہی ہو رانا پور؟"

"اکیلی؟" رکمنی نے سوال کیا۔

"میں کبھی نہیں۔"

"تمہیں بھی میرے ساتھ چلنا ہے۔"

"اوہ! نہیں رکمنی۔ یہ مناسب نہیں ہوگا۔"

"بھئی سمجھا کرو۔ دیپک راؤ کی خواہش ہے اور اگر وہ یہ چاہتا ہے تو پھر آخر میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟"

"دیکھو رکمنی، بات یہ ہے کہ۔"

"نہیں، میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی۔ تمہیں میری خاطر رانا پور چلنا ہی پڑے گا۔ میں تمہاری طرف سے وعدہ کر چکی ہوں۔"

"مگر۔"

"اگر مگر کچھ نہیں۔ دیپک راؤ کاروباری آدمی ہے بقول اس کے کوئی ایسا اہم کام نکل آیا ہے اسے بہرطور وہ وہاں سے رانا پور پہنچ جائے گا۔ کار چھوڑ گیا ہے میرے لیے اور کہہ گیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ رانا پور آ جاؤں۔"

"مگر کچھ باتیں تم ... مروری سمجھتی ہوں رکمنی ہمارے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں اور اصول درمیان میں رہنے چاہئیں۔ چنانچہ میں چاہتی ہوں کہ تمہارے اور میرے درمیان کبھی کوئی غلط فہمی پیش نہ آئے۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا؟" رکمنی نے سوال کیا۔

"بس میں چاہتی ہوں کہ۔ کہ۔"

"اچھا چھوڑو بیکار باتیں مت کرو۔ یہ بتاؤ کب تک تیار ہو جاؤ گی؟ باقی باتیں ہم بعد میں کر لیں گے۔"

"چلنا کب ہے؟"

"کل۔"

"اچھا اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں تم سے انکار نہیں کروں گی۔ لیکن کچھ باتیں کرنا ضروری ہوگا۔"

"تو کر لینا بابا۔ کس نے منع کیا ہے تمہیں۔" رکمنی واقعی ایک مخلص لڑکی تھی۔ چنانچہ میں تیار ہو گئی اور پھر ویسے بھی میں دل سے چاہتی تھی کہ کسی طرح رانا پور پہنچنے کا موقع مل جائے۔ یہ کام میرے لیے مشکل تو نہیں تھا۔ لیکن اگر رکمنی کا سہارا حاصل رہے تو زیادہ کام کرنے میں آسانی ہوگی اور پھر گیان چند سے ملاقات کرنے میں کوئی مشکل بھی تو پیش نہیں آئے گی۔ دوسرے دن پروگرام کے مطابق میں اس کے پاس پہنچ گئی۔ میں نے تھوڑا سا سامان اپنے ساتھ لے لیا اور اس کے بعد میں رکمنی کی جانب چل پڑی۔ رکمنی میرا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے پرمسرت انداز میں میرا خیر مقدم کیا اور اس کے بعد ہم لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کار ڈرائیونگ رکمنی کر رہی تھی اور اس کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔

"مجھے لمبی ڈرائیونگ کا شوق ہے۔ اور میں اس سلسلے میں بہت پرجوش رہتی ہوں اور اب تو تمہارا ساتھ حاصل ہے مجھے۔"

"میری سمجھ میں ایک بات نہیں آ رہی رکمنی۔"

"کیا؟"

"کیا رانا پور میں گیان چند سے ملاقات نہیں ہو سکتی؟"

"ہو سکتا ہے۔ لیکن گیان چند کی طرف سے مجھے کوئی ہدایت تو نہیں ہے۔"

"کیا یہ عجیب بات نہیں ہے۔ وہ تمہیں دیپک راؤ کے ساتھ دیکھ کر کچھ محسوس تو نہیں کرے گا۔"

"ارے نہیں ڈیئر۔ میرا اس سے کون سا رشتہ ہے اور پھر کوشش کریں گے کہ ہم اس تک نہ پہنچ پائیں۔ ویسے اور کوئی بات نہیں ہے تمہارے ذہن میں۔"

"... جواب دیا۔

"ہوں! آخر کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"رکمنی میری، تمہاری دوستی زیادہ مستحکم ہے میں کسی شخص کی خاطر نہیں کھونا نہیں چاہتی۔ میرا اشارہ دیپک راؤ کی طرف ہی ہے۔ براہ کرم تم اس پر یہ بات واضح کر دینا کہ میں اس کی کوئی بھی اوچھی حرکت برداشت نہیں کروں گی۔ اسے بتا دینا کہ ہمارے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔"

رکمنی نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

اس کا مقصد ہے کہ تم اس کاروبار میں بے فیکٹ نہیں ہو۔"

"یہی سمجھ لو۔"

"خیر میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں جہاں تک رہا میرا مسئلہ تو اطمینان رکھو، میرے دل میں کبھی تمہارے لیے کوئی برائی نہیں پیدا ہوگی۔ ہاں البتہ میں دیپک راؤ کو یہ بات بتا دوں گی کہ وہ تم سے کوئی بدتمیزی نہ کرے۔"

میں نے تشکر کے انداز میں گردن جھکا دی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا۔

"اچھا اب تم مجھے رانا پور کے بارے میں کچھ بتاؤ۔"

"رانا پور ایک صنعتی شہر ہے۔ آبادی مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ہوٹل بھی ہیں اور نائٹ کلب بھی مصنوعی آبشاروں اور جھیلوں کی بھرمار ہے۔ تم بہت لطف اندوز ہوگی وہاں جا کر، بہت اچھی جگہ ہے۔"

"ٹھیک۔۔۔ میں ایسی پرسکون جگہ کو بے حد پسند کرتی ہوں۔"

کار ایک پہاڑی شاہراہ پر دوڑ رہی تھی کئی میل کی مسافت طے کرنے کے بعد ہم ایک چوراہے سے اس طرف مڑ گئے، جہاں ایک تیر نما نشان کی تختی لگی ہوئی تھی۔ اور اس پر رانا پور تحریر تھا۔ میری نظریں اردگرد کے ماحول کا بغور جائزہ لے رہی تھیں سفر میں ویسے ہی بھاگتے اور دوڑتے مناظر آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں۔ لیکن پھر نہ جانے کیوں میری چھٹی حس نے مجھے خبردار کیا اور میں عقب نما آئینے میں اس کار کو دیکھنے لگی جو کافی دیر سے ہمارا تعاقب کر رہی تھی۔ ویسے تو بہت سی گاڑیاں اس چوڑی شاہراہ سے گزر رہی تھیں۔ کچھ کی رفتار تیز ہوتی تھی اور کچھ کی سست۔ لیکن اگر کوئی کار سست رفتاری کے باوجود آگے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو اسے شک کی نگاہ سے دیکھا ہی جاتا ہے۔ اس نے آگے نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کا مقصد تھا کہ وہ ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔ میں نے گہری نگاہوں سے کار کا جائزہ لیا۔ تو دو انسانی سر اس میں نظر آ رہے تھے۔ عقبی حصے کا کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ رکمنی یقینی طور پر ان واقعات سے لاعلم ہوگی۔ لیکن اگر کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے تو آخر کیوں؟ یہ جاننا میرے لیے بے حد ضروری تھا۔ بہت سے احساسات دل میں آ رہے تھے لیکن کسی بھی احساس کو کوئی ٹھوس حیثیت نہیں دے سکتی تھی کافی دیر تک خاموشی طاری رہی اور پھر خاموشی کا طلسم رکمنی نے توڑا۔

"کیا خیال ہے روزی اس علاقے کے بارے میں؟"

"بے حد خوبصورت۔ میں تو اس کے حسن میں کھو گئی ہوں۔"

"میں بھی جب پہلی بار اس علاقے سے گزری تھی تو مجھ پر بھی ایسا ہی سکوت طاری ہو گیا تھا۔ اتنے حسین مناظر میں تو ڈرائیونگ بھی دشوار ہو جاتی ہے۔" رکمنی نے کہا۔

"مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رکمنی کے وہم و گمان میں بھی اس تعاقب کا اندازہ نہیں ہوگا۔ پتا نہیں کون لوگ ہیں۔ بہرطور چند لمحات کے بعد میں نے کہا۔

"جب تم ڈرائیونگ سے تھک جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ کار میں

چلاؤں گی۔"

"واقعی۔ کیا تم ابھی ڈرائیونگ کر سکتی ہو؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"تب میں نیلی جھیل کے پاس ڈرائیونگ تمہارے حوالے کر دوں گی۔"

"نیلی جھیل۔؟" میں نے سوالیہ انداز میں اُسے دیکھا۔

"ہاں۔ ایک جھیل جو بہت دلکش ہے اس کے اطراف میں آڑو، خوبانی اور نارنجوں کے درخت لگے ہوئے ہیں۔"

"تب ہم وہاں تھوڑی دیر رکیں گے۔" میں نے پُرخیال انداز میں کہا۔

"کیوں نہیں۔ لطف رہے گا۔" رکمنی بولی

کار ایک موڑ سے گھومی تو تعاقب کرنے والی گاڑی بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ پھر چند لمحوں کے بعد وہ پھر نظر آنے لگی۔ تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد رکمنی نے کار کی رفتار سست کر دی۔

"نیلی جھیل تک پہنچنے کے لیے ہمیں کار بائیں سمت سڑک سے اُتارنی پڑے گی۔"

"اوہ! کیا کچا راستہ ہے؟"

"کچا تو ہے مگر ناہموار نہیں۔"

"اس جھیل پر اکثر رش ہوتا ہوگا۔؟" میں نے کہا۔

"بالکل نہیں۔ راناپور والوں کے لیے اس جگہ میں کوئی کشش نہیں ہے۔ سیر کو آنے جانے والے کبھی کبھی راستے میں رُک جاتے ہیں۔ میں نے عموماً اس جھیل کو سنسان ہی پایا ہے اس میں دور تک گول پتھر ہی ڈالے گئے ہیں جس سے شفاف پانی کے حسن میں اضافہ ہو گیا ہے۔ کیا تم پانی کے اندر گول پتھروں پر چلنا پسند کرو گی۔؟"

"کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

رکمنی نے بالآخر ایک جگہ پہنچنے کے بعد کار سڑک سے اُتار دی۔ اس نے رفتار سست کی تو میں یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکی کہ ہمارے تعاقب میں آنے والوں نے بھی رفتار سست کر دی ہے۔ جب ہم ڈھلان سے اُتر کر سیدھے راستے پر آئے تو میں نے عقبی کار کو پہنچنے کے سے انداز میں سڑک پر آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر جھیل نظر آ رہی تھی اور رکمنی کا اس کے بارے میں یہ کہنا درست تھا کہ وہ حسین ترین جگہ ہے۔ پھلوں سے لدے ہوئے درختوں کے جھنڈ ہوا میں جھوم رہے تھے۔

"پیچھے آنے کا کوئی اور راستہ بھی ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ کچھ فاصلے پر ہے۔ سڑک سے اُتر کر پیدل آیا جا سکتا ہے۔ لیکن کار کو لانے کا بھی ایک راستہ ہے۔" رکمنی نے کار کو ایک طرف روکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کافی کا تھرماس شانے پر لٹکایا اور دروازہ کھول کر کار سے نیچے اُتر گئی۔ میں نے بھی اس کا پیچھا کیا تھا۔

سورج اب سر پر آ گیا تھا اور موسم میں بہت خوشگوار حدت تھی۔ میں رکمنی سے نظر بچا کر بار بار سڑک کے کنارے دیکھ لیتی تھی۔ جھیل کے کنارے اُونچے اُونچے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ رکمنی ایک پتھر پر بیٹھ کر جوتے اُتار رہی تھی۔

"کیا خیال ہے۔ تھوڑی دیر پہلے ہم لوگ پانی میں چہل قدمی کیوں نہ کریں؟" وہ اپنے پیروں کو مسلتے ہوئے بولی۔

میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا اور ایک اُونچے سے پتھر پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی۔ یہاں سے سڑک کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ میرا خیال درست نکلا۔ وہ کار سڑک کے کنارے کھڑی تھی اور پیچھے آنے والے راستے سے اس کا فاصلہ بہت کم رہ گیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ اب زیادہ دور نہیں تھے۔ اُن لوگوں کا مقصد کیا ہے۔ میں ابھی تک ناکام ہوئی تھی آخر وہ چاہتے کیا تھے اور کون تھے؟ صرف نگرانی کر رہے تھے یا کوئی اور مقصد بھی تھا اُن کا۔ میں سوچتی تو میرا ذہن اُلجھ جاتا۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کروں؟ کیا رکمنی سے میری قربت کو شک کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے؟ لیکن شک کی نگاہ سے دیکھنے والے کون ہو سکتے ہیں۔؟ کیا دادا گیان چند؟ چند لمحات کے بعد رکمنی کی آواز پھر سنائی دی۔

"تم بھی جوتے اُتار لو روزی۔"

"میں تھوڑی دیر کے بعد تمہارا ساتھ دوں گی۔ مجھے ذرا یہیں بیٹھے رہنے دو۔"

"اچھا تم یہاں کے درختوں کے کسی بھی جھنڈ میں جا سکتی ہو۔ تم نے دیکھ لیا ہوگا یہاں کوئی نہیں ہے۔" رکمنی نے یہ کہا اور پانی میں اُتر گئی۔

میں نے رکمنی کی ہدایت کے مطابق ایک جھنڈ کا رُخ کیا اور پھر ذرا سی دور جا کر میں نے اپنی سمت بدل دی۔ اب میں کسی بلی کی طرح دبے پاؤں چل رہی تھی اور اپنے قدموں کی چاپ مجھے خود بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ رکمنی کو احساس بھی نہ ہوا کہ میں کدھر جا رہی ہوں؟ وہ جھیل کے پانی میں مزے لے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ دراز قامت

نوجوان تھا جس نے آنکھوں پر دھوپ کی عینک لگا رکھی تھی اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز دبی ہوئی تھی۔ اور وہ نہایت محتاط طریقے سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کا رُخ جھیل کی جانب تھا۔ غالباً اس کے ذہن میں یہ بات ابھی نہیں آئی تھی کہ جس کی تلاش میں وہ آگے بڑھ رہا ہے۔ وہ اس کی پشت پر موجود ہے۔ وہ کچھ آگے بڑھا تو میں بھی گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھک گئی۔ یہ میرے حملے کی پوزیشن تھی وہ خود بھی جھک کر چل رہا تھا تاکہ نگاہوں سے بچا رہے اس کی سمت کا اندازہ لگانے کے بعد میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی اور پھر شاید اسے میرے قدموں کی سرسراہٹ سنائی دے گئی۔ وہ اس سرسراہٹ کی تصدیق کرنے کے لیے جونہی پلٹا میں نے جست لگائی اور اپنا گھٹنا زور سے اس کی ٹھوڑی پر مارا۔ اس کے منہ سے آواز نکلنے ہی والی تھی کہ میں نے پھرتی سے اس کی ٹانگوں میں ٹانگیں پھنسائیں اور اسے نیچے گرا کر اس کا منہ دبا لیا۔ نوجوان کو غالباً اس بات کی اُمید نہیں تھی کہ میرے جیسی کوئی لڑکی اس انداز میں حملہ آور بھی ہو سکتی ہے۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تب میں نے خونی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے منہ سے جو الفاظ نکلیں گے وہ صرف میرے سوال کے جواب میں ہوں گے۔ کون ہو تم اور میرا تعاقب کیوں کر رہے ہو؟"

جواب میں اس نے دفعتاً اپنی ٹانگیں اُٹھا کر پیچھے سے میری گردن میں پھنسانے کی کوشش کی اور میں نے پھرتی سے اپنے آپ کو بچایا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میرا ایک زوردار ہاتھ اس کی گردن پر پڑا۔ مجھے خود اس کی توقع نہیں تھی کہ میرا یہ ہاتھ اس قدر خوفناک ثابت ہوگا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور دوسرے لمحے اس کا بدن بُری طرح زمین پر تڑپنے لگا۔ میں اُسے چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ مجھے اس بات کا احساس بھی تھا کہ اس جدوجہد کی آواز آس پاس سُن لی جائے گی۔ اس بات کا اندازہ بھی مجھے یقینی طور پر ہو چکا تھا کہ وہ تنہا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے میں اُسے دیکھتی رہی چند ہی لمحات کے بعد اس کا بدن ٹھنڈا ہو گیا اور اس نے زمین پر منہ رگڑتے ہوئے جان دے دی مجھے افسوس ہوا کہ ایک شخص بلاوجہ میرے ہاتھ سے مارا گیا۔ میں قتل و غارت گری کی رسیا نہیں تھی۔ بس مجھے میری منزل سے ہٹا کر اس دلدل میں دھکیلا گیا تھا کہ مجھے یہ گھناؤنے کام انجام دینے پڑ رہے تھے۔ بہرطور اب کیا ہو سکتا تھا۔ اگر رکمنی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہاں اس نیلی جھیل کے کنارے میرے ہاتھوں ایک خون ہو گیا ہے تو پتا نہیں میرے بارے میں اُس کے

تاثرات کیا ہوں؟ لیکن اب میں اس حد تک آمادہ تھی کہ اگر مجھے رکمنی کا بھی خون کرنا پڑا تو شاید میں اُس سے گریز نہ کروں۔ اپنے آپ سے بے خبر رہنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ دُنیا میری مخالف ہو گئی تھی۔ چاروں طرف سے میرے خلاف کارروائی ہو رہی تھی آخر کیوں؟ میں اس کی وجہ جاننا چاہتی تھی اور اب مجھے اپنے دوسرے شکار کی تلاش تھی جو کہ ظاہر ہے قرب و جوار میں کہیں موجود ہوگا۔ میں بہت تیزی سے ادھر اُدھر کا جائزہ لے رہی تھی۔ درختوں کے ایک جھنڈ میں سے دوسرے جھنڈ میں داخل ہوتے ہوئے میں بہت چابک دستی سے کام لے رہی تھی اور چند ہی لمحات کے بعد مجھے بائیں جانب والی جھاڑی سے سرسراہٹ سنائی دی۔ میرا پورا وجود کانوں میں سمٹ آیا تھا۔ اب میں صاف طور سے اس کے قدموں کی آہٹ سُن سکتی تھی وہ میری طرف ہی آ رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے تیار کر لیا اور قریب کی ایک جھاڑی میں چھپ گئی۔ دراصل میں یہ جاننا چاہتی تھی کہ یہ لوگ کون ہیں اور میرا تعاقب کیوں کر رہے ہیں؟ لیکن اب یہ بدقسمتی تھی کہ وہ میرے ہاتھوں جدوجہد میں مارا گیا۔ میں نے اُسے دیکھ لیا۔ آنے والے کا انداز خاصا غیر محتاط تھا۔ یوں نہیں لگتا تھا جیسے وہ کسی خاص کام سے آیا ہو۔ میں اُسے آگے بڑھتے ہوئے دیکھتی رہی اور دوسرے لمحے وہ اتنے قریب آ گیا کہ میرے لیے سب کچھ آسان ہو گیا۔ میں آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہوئی اور دوسرے لمحے میں نے اپنا ہاتھ اس کی گردن میں ڈال لیا۔ پھر وہ میرے شانے پر سے اچھل کر نیچے آ گرا۔ یہ پہلے شخص کی نسبت ذرا پستہ قامت تھا۔ میں نے اس کو نیچے گرا لیا اور پھر غراتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"دیکھو۔ سنو! آس پاس کوئی موجود نہیں ہے اور تمہارا ایک ساتھی جو میری تلاش میں یہاں آیا تھا میرے ہاتھوں موت کا شکار ہو چکا ہے۔ اگر تم بھی مرنا نہیں چاہتے تو مجھے صرف اس بات کا جواب دو کہ میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے؟"

اب بدقسمتی یہ تھی کہ یہ لوگ کسی کو اس حیثیت سے تسلیم کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔ غالباً ابھی یہاں یہ بات ماننے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں کہ کوئی لڑکی کسی کے لیے موت کا پیغام بن سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے ایک لمحے میں سنبھل کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ غالباً یہ شخص جوڈو کراٹے کا ماہر تھا۔ اس کی ایک ٹانگ جو جمناسٹ کے انداز میں اُٹھی لیکن بدقسمتی اس کی یہ تھی کہ وہ مکمل طور پر اس کا استعمال نہیں کر سکا اور میں نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اُسے گھما دیا۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرا اور میں اس کی پشت پر سوار

ہوگئی۔

"میں صرف ایک بات جاننا چاہتی ہوں کہ تم میرا تعاقب کیوں کر رہے ہو؟"

جواب میں اُس شخص کے منہ سے کچھ نکلا جو غالباً گالی تھی اور اس نے پلٹ کر اپنا ہاتھ میری گردن کی طرف گھمایا۔ لیکن میں نے اُس کا سر زمین سے رگڑ دیا تھا۔ اور اس کے بعد صورتِ حال کچھ ایسی ہوگئی کہ یہ شخص بھی میرے ہاتھوں سے نہ بچ سکا۔ مجھے اس کو ہلاک کر کے دلی دُکھ ہوا تھا۔ لیکن کیا کرتی۔ میں نے ایک بار پھر اپنے ماحول کا جائزہ لیا۔ اور پھر اُس گاڑی کی طرف دوڑ پڑی جو سڑک کے کنارے کھڑی تھی۔ مجھے اندیشہ تھا کہ گاڑی کے آس پاس بھی کوئی موجود نہ ہو۔ چنانچہ گاڑی کے نزدیک پہنچ کر رفتہ رفتہ میں نے اپنی رفتار سست کر دی اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ جب مجھے اطمینان ہوگیا کہ گاڑی میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا تو میں جلدی سے گاڑی کی جانب بڑھی اور اس کے اندر جھانکنے لگی۔ گاڑی میں ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی، سوائے چند ٹوکریوں کے جن میں سامان خورد و نوش بھرا ہوا تھا۔ ایک تھرماس پر بھی نظر پڑی۔ گاڑی کے پچھلے حصے میں ایک مونوگرام بنا ہوا تھا۔ لیکن اُس سے بھی کوئی اندازہ نہیں ہو پایا تھا۔ چنانچہ میں ایک گہری سانس لے کر وہاں سے واپس جھیل کی جانب چل پڑی۔ رکمنی ان تمام ہنگامہ خیزیوں سے ناواقف پانی سے کھیل رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے اپنی جانب اشارہ کیا اور میں اس کے پاس پہنچ گئی۔

"تمہیں کیسا لگ رہا ہے یہاں۔؟" اُس نے سوال کیا۔

"بہت خوبصورت جگہ ہے یہ۔"

"میری پسندیدہ ترین۔" رکمنی نے پُرمسرت انداز میں کہا۔

اُس کے چہرے سے مجھے ایسا کوئی تاثر نہیں ملا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوتا کہ وہ مجھ پر کسی قسم کا شک کر رہی ہے۔ میری غیر موجودگی نے اس کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہیں کیا تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے جھیل میں بڑے پتھروں پر چلنے لگے۔ اگر کوئی مجھے اس طرح اٹکھیلیاں کرتے دیکھتا تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ابھی چند لمحات قبل میرے ہاتھوں دو آدمی مارے جا چکے ہیں۔ میں خود بھی اس سلسلے میں تھوڑی سی نروس ہو رہی تھی۔ لیکن مجبوری تھی کیا کرتی۔ رکمنی نے یہاں پکنک کا سا انداز اختیار کر لیا تھا۔ وہ کافی کا تھرماس اور کھانے پینے کا کچھ سامان نکال لائی۔ اور پھر ہم ایک پتھر کے قریب بیٹھ کر کھانے پینے میں مصروف ہوگئے۔ پھر ہم اپنی جگہ سے اُٹھ گئے۔

موسم بدستور خوشگوار تھا۔ ایک بار پھر ہمارے سفر کا آغاز ہوگیا۔ اب بار میں ڈرائیونگ کر رہی تھی۔ میں رکمنی سے کچھ گفتگو بھی کرتی جا رہی تھی اور اطراف سے بے خبر نہیں تھی۔ میری نگاہیں بار بار عقبی شیشے پر پڑ رہی تھیں لیکن مجھے کوئی ایسی کار نظر نہیں آئی، جس پر تعاقب کا شبہ کیا جا سکتا۔ یہاں تک کہ فاصلے طے ہوگئے اور بالآخر ہم رانا پور میں داخل ہوگئے۔ رانا پور بڑا شہر ایک اچھی جگہ تھی۔ رکمنی کے بیان کے مطابق وہ ایک صنعتی شہر تھا لیکن اس کی نفاست قابلِ دید تھی۔ چوڑی اور خوبصورت سڑکیں شہر کا حسن بڑھا رہی تھیں۔ درختوں کے درمیان سفید پتھروں کی عمارتیں جاذبِ نگاہ لگ رہی تھیں [illegible] کی تعمیر میں ماہرین نے اپنا تجربہ استعمال کیا تھا۔ رکمنی مجھے راستے بتاتی رہی کافی دلچسپ شہر معلوم ہوتا تھا۔ میں نے رکمنی سے سوال کیا۔

"کیا تم اُس پتے سے واقف ہو جو تمہیں دیپک راؤ نے بتایا تھا؟"

"ہاں کیوں نہیں۔" اُس نے جواب دیا۔

"تم دیپک راؤ کے بارے میں اور کیا جانتی ہو؟"

"کچھ نہیں۔ کچھ زیادہ نہیں۔" اس نے بے پروائی سے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے اپنے مرغوں کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنا ہمارے اصولوں کے خلاف ہے۔"

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو۔" میں نے اس کے اشارے پر دائیں سمت کار موڑتے ہوئے کہا اور خاموشی سے آگے بڑھتی رہی۔ رکمنی سے دیپک راؤ کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکی تھیں۔ ویسے بھی وہ ایک عام سی لڑکی تھی میں خوامخواہ اپنے ذہنی معیار سے ناپ رہی تھی۔ بہرطور ہم ایک خوبصورت علاقے میں داخل ہوگئے اور ایک حسین عمارت کے سامنے رکمنی نے مجھے کار روک دینے کا اشارہ کیا۔ پہلی ہی نظر میں وہ عمارت مجھے اچھی خاصی محسوس ہوئی تھی۔ دروازے پر پیتل کی ایک تختی لگی ہوئی تھی۔ جس پر جلی الفاظ میں دیپک راؤ لکھا ہوا تھا۔

"تو یہ ہے تمہارا دیپک محل۔" میں نے رکمنی سے ہنس کر کہا۔

"کتنی خوبصورت عمارت ہے۔" وہ خوشی سے پھولی نہیں سما رہی تھی۔

دروازے کے دوسری جانب غالباً اس کار کو پہچان لیا گیا

تھا کیونکہ اگلے ہی لمحے دروازہ کھول دیا گیا۔ دروازہ کھولنے والا ایک گٹھے ہوئے بدن کا مالک ملازم قسم کا آدمی تھا۔ جس نے مؤدبانہ انداز میں ہمیں نمسکار کیا۔ میں بڑے اعتماد سے کار چلاتی ہوئی اندر لے آئی۔ اور پورچ میں اُسے روک دیا۔ اس عمارت کو سرسری طور سے دیکھنے والا شخص بھی دیپک راؤ کی مالی حیثیت سے آگاہ ہو سکتا تھا۔ رکمنی تو بے حد مرعوب نظر آ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں کے حلقے پھیل رہے تھے اور وہ بار بار مجھے داد طلب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے کہہ رہی ہو۔ دیکھو کتنا موٹا مرغا پھانسا ہے اس سے پہلے تصور بھی نہ کیا ہوگا۔ ہم کار سے اُترے تو کئی ملازم ہماری جانب بڑھ آئے۔ وہ سب کے سب خوش اخلاق اور خوش لباس تھے۔ غالباً انہیں ہماری آمد کی اطلاع تھی۔ ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تشریف لایئے میڈم۔"

میں اور رکمنی ایک ساتھ اس کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ وہ ہمیں عمارت کے اندر لے گیا۔ پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہی مجھے دیپک راؤ کی نفاست کا قائل ہونا پڑا۔ ڈرائنگ روم بہت ہی خوبصورت تھا اور اب یہ بات میری سمجھ میں آ رہی تھی کہ دیپک راؤ کس قسم کا انسان ہو سکتا ہے۔ راؤ کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ شام تک واپس آ جائے گا اور ہم ڈرائنگ روم سے نکل کر ایک بڑے کمرے میں آ گئے۔ رکمنی کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ سرشاری سے اس نے کہا۔

"یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم جنت میں آ نکلے ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے روزی؟"

"ہاں دیپک راؤ بہت دولت مند آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"مائی گاڈ۔ میں نے تو اس بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ ویسے وہ مجھ سے بہت اُنسیت رکھتا ہے۔"

"تم ہو بھی تو اتنی ہی خوبصورت رکمنی۔"

"خیر کم تو کچھ تم بھی نہیں ہو۔ دیپک راؤ نے خصوصاً تمہارے سلسلے میں مجھے ہدایات دے دی تھیں۔ اور میں۔ تمہارا کیا خیال ہے میں مرد کی نگاہ نہیں پہچان سکتی؟"

"اس سلسلے میں، میں تم سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں رکمنی پیاری۔ میں صرف ایک دوست کی حیثیت رکھتی ہوں اگر اس سے آگے بڑھا گیا تو شاید ایک لمحہ بھی میں تمہارے ساتھ نہ رہ سکوں۔"

"پگلی ہو تم۔"

"ہاں جو کچھ بھی کہو۔ لیکن اس پاگل پن کی لاج تمہیں رکھنا ہوگی۔"

"وعدہ تو کر لیا تھا بابا۔ اب پریشان کیوں ہوئی جا رہی ہو؟"

تھوڑی دیر تک آرام کرنے کے بعد ہم اُٹھ گئے۔ رکمنی نے بال بال موتی پرو دئے تھے۔ پتا نہیں وہ میرے اس اعلان سے خوش تھی یا بددل۔ ویسے کشادہ ذہن کی مالک تھی اور اس نے بڑے خلوص کے ساتھ مجھے اپنے ساتھ یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن ظاہر ہے میں اس گھناؤنی دُنیا سے کوئی تعلق نہیں رکھتی تھی چنانچہ میرا تو کام اپنا مقصد پورا کرنا تھا پھر تقریباً ساڑھے سات بجے دیپک راؤ واپس آ گیا۔ بہت چست و چالاک آدمی تھا اور اس وقت ہلکے کریم کلر کے سوٹ میں بے حد اسمارٹ نظر آ رہا تھا۔ ہمارے سامنے آنے کے بعد وہ ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا اور شرارت آمیز نگاہوں سے ہمیں دیکھنے لگا۔

"سُنا ہے چراغ کی صرف ایک لو ہوتی ہے۔ لیکن مجھے یہاں دو دو روشنیاں نظر آ رہی ہیں اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کس کی چمک زیادہ ہے۔"

"مسٹر دیپک آپ یہ فیصلہ کر کے ہمارے درمیان آپس میں رنجش ڈال دیں گے۔"

"ارے نہ۔ نہ بھئی ایسا تو پھر میں کبھی نہیں کروں گا دونوں ہی چراغ بھرپور طریقے سے روشن ہیں۔ تم لوگوں کو یہاں دیکھ کر مجھے جس قدر خوشی ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتا۔ خاص طور سے روزی جی سے میں بڑا مرعوب ہوا ہوں۔ یہ بہت اچھی طبیعت کی مالک ہیں اور انہوں نے میری دعوت قبول کر کے مجھ پر احسان کیا ہے۔"

"معاف کیجئے گا دیپک راؤ جی۔ میں صرف اپنی دوست کے کہنے پر آئی ہوں۔" میں نے کہا اور دیپک راؤ مجھے چونک کر دیکھنے لگا پھر ہنس پڑا۔

"چلئے کسی دوست کے کہنے ہی سے سہی آپ آئیں تو۔ آیئے میں آپ کو اپنی کوٹھی دکھاؤں میرا خیال ہے کہ میری غیر موجودگی میں آپ نے صرف آرام کیا ہوگا۔"

رکمنی اور میں تیار ہوگئے۔ دیپک راؤ کی کوٹھی کی جتنی جھلکیاں دیکھی تھیں وہی بتاتی تھیں کہ پوری کوٹھی کیا ہوگی۔ بلاشبہ دولت کے ایسے ایسے مظاہرے کئے گئے تھے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ ہم لوگ اُس کی کوٹھی کی تعریفیں بھی کرتے رہے اور میں نے محسوس کیا کہ یہ دیپک راؤ کی کمزوری ہے۔ وہ اپنی کسی چیز کی تعریف سُن کر بہت خوش ہوتا ہے۔ ڈنر بہت اعلیٰ درجے کا تھا اور دیپک راؤ ہماری خوب خاطر مدارات کر رہا تھا پھر وہ کہنے لگا۔

"میں نے تم لوگوں کی وجہ سے اپنے تین دن تک کے پروگرام کینسل کر دیے ہیں اور اب کل دن کی روشنی میں تمہیں رانا پور دکھاؤں گا اس کے نواحات بے حد خوبصورت ہیں۔"

بات کو مجھے جو آرام گاہ بتائی گئی تھی۔ میں نے اُس کے دروازے مضبوطی سے بند کر دیے۔ رکشنی میرے ساتھ نہیں تھی۔ میں خاموشی سے اپنے کمرے میں لیٹی حالات کا تجزیہ کرتی رہی۔ رکشنی نے میرے بارے میں دیپک راؤ کو تفصیلات بتا دی ہوں گی۔ ویسے میں یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ دیپک راؤ جیسا اوباش طبع آدمی مجھے یہاں کس لیے لایا ہے؟ کل صبح ہی صورتحال واضح ہو جائے گی۔ لیکن دوسری صبح کسی بھی تبدیلی کی حامل نہیں تھی۔ دیپک راؤ اسی طرح چہک رہا تھا اور اُس نے آج کے جو پروگرام ترتیب دیے تھے وہ بہت دلچسپ تھے۔ پھر جب وہ ہمارے ساتھ باہر نکلا تو ایک خوبصورت لباس میں ملبوس تھا مجھے اور رکشنی کو بھی اُس نے خصوصی لباس پہننے کی دعوت دی تھی رکشنی نے تو اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔ لیکن میں ایک سادہ سے لباس میں تھی۔ دیپک راؤ نے مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"غلطی میری ہی تھی جو میں نے آپ کے لیے ایک غلط لباس کا انتخاب کیا روزی جی۔ آپ تو اسی لباس میں اچھی لگتی ہیں۔"

ہم اس کی شاندار کھلی چھت کی جیپ میں بیٹھ کر چل پڑے۔ دیپک راؤ ڈرائیو کر رہا تھا جو لباس وہ اس وقت پہنے ہوئے تھا اُس میں اُس کے چوڑے اور قوی ہیکل بازو نمایاں تھے اور وہ واقعی ایک شاندار شخصیت کا مالک تھا۔ میں اُس کے بارے میں گہرے انداز میں سوچ رہی تھی۔ ہمیں ایک انتہائی پُرفضا مقام پر لے جایا گیا۔ جہاں چاروں طرف رنگ برنگے بکھرے ہوئے تھے۔ پھولوں کے تختے جگہ جگہ نمایاں تھے۔ ایک طرف خوبانی کا باغ لگا ہوا تھا جس کی بھینی بھینی خوشبو اُڑ کر آ رہی تھی۔ اطراف کا ماحول بے حد حسین تھا۔ دیپک راؤ اس ماحول میں بہت زیادہ گھل مل گیا اور ہم سے بہت سی باتیں کرتا رہا۔ لطائف سنانے لگے۔ اس کے بعد وہ ایک جگہ آرام کرنے لیٹ گیا۔ رکشنی اس کے نزدیک بیٹھی ہوئی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھی اور ٹہلتی ہوئی وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ اس ماحول میں، میں اُن کے درمیان مداخلت نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ویسے بھی مجھے یہ سب کچھ بہت عجیب لگ رہا تھا۔ ٹہلتی ہوئی میں ڈھلان پر نکل گئی۔ جہاں خوبانی کے باغات نظر آ رہے تھے۔ ان ڈھلانوں پر سے اُترتے ہوئے مجھے عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ بار بار درختوں کو پکڑ پکڑ کر اُن کا سہارا لینا پڑ رہا تھا۔ رکشنی اور دیپک راؤ کافی دور رہ گئے تھے۔ تب بہت دُور نکل آئی۔ اُن کے اور میرے درمیان اب درختوں کے جھنڈ حائل ہو گئے تھے۔ میں یونہی خوبانیوں کو محسوس کرتی آگے بڑھ رہی تھی کہ دفعتاً مجھے ایک آہٹ محسوس ہوئی اور میں چونک کر ٹھٹک گئی۔ یقینی طور پر یہ آہٹ کسی انسانی قدموں کی تھی۔ میری نگاہیں پُرتجسس انداز میں چاروں طرف بھٹکنے لگیں۔ تبھی جو کوئی بھی تھا نکل کر میرے سامنے آ گیا اور اُسے دیکھنے کے بعد میری جو کیفیت ہوئی وہ بھی ناقابلِ دید تھی۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ ہاں وہ سنیل ہی تھا سو فی صدی سنیل۔ بہت عرصہ بعد میں نے اسے دیکھا تھا۔ لیکن یہاں اس جگہ اس انداز میں۔ وہ چند لمحات اپنی جگہ رُکا پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر میرے نزدیک پہنچ گیا اس کی آواز اُبھری۔

"تمہیں یقیناً مجھے یہاں دیکھ کر حیرت ہوئی ہو گی بھارتی لیکن میں تم سے دُور کبھی نہیں رہا سمجھیں۔ میں اپنے طور پر تمہاری نگرانی کرتا رہا ہوں۔"

میں ایک دم چونک پڑی۔ "تم میری نگرانی کرتے رہے ہو؟"

"ہاں۔ جو کچھ کہہ کر تمہارے پاس سے ہٹا تھا اس پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میری دلی خواہش ہے۔ بہرطور تقدیر مجھے کسی مرحلے پر اپنے وعدے کی پابندی کی توفیق عطا کرتی ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جو کچھ میں کر سکتا ہوں وہ میں ضرور کروں گا۔"

"اوہ! تھینک یو سنیل۔ لیکن یہ ذمہ داری تم پر تو نہیں ہوتی ہے۔"

"ان باتوں کو جانے دو بھارتی۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت صورتحال بہتر نہیں ہے۔ وہ دونوں اُوپر موجود ہیں اور کسی بھی وقت تمہاری طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔ میں تم سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں اس کے لیے مجبور ہو گیا تھا ورنہ بیشتر مواقع ایسے آئے جب میں تمہارے سامنے آ سکتا تھا مگر نہیں آیا۔"

میں خاموشی سے سنیل کی صورت دیکھتی رہی۔ اس وقت سنیل کا یہاں مل جانا میرے لیے انتہائی حیرت کا باعث تھا۔ وہ کہنے لگا۔

"کیا تم یہ بات جانتی ہو کہ دیپک راؤ رانا پربت کا آدمی ہے؟"

سنیل کے یہ الفاظ میرے لیے دھماکے سے کم نہیں تھے۔ میرا دماغ جھنجھنا گیا تھا۔ میں ان الفاظ کی بازگشت محسوس کر رہی تھی اور یقین کرنا چاہتی تھی کہ جو کچھ میں نے سنا ہے وہی سنیل نے کہا بھی ہے یا یہ صرف میری سماعت کا دھوکا ہے۔ اوّل تو اس طرح سامنے آ جانا ہی ناقابلِ یقین اور بے حد پُراسرار تھا۔ آخر وہ یہاں کیسے پہنچ گیا؟ اور پھر اتنے دن کے بعد۔ کچھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کے

الفاظ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ میرے اب تک کے تمام حالات سے واقف ہو۔ میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے سنیل کو دیکھتی رہی۔ سنیل نے پھر کہا۔

"اُس کا تمہارے نزدیک آ جانا رانا پربت کے ایما پر بھی ہو سکتا ہے۔"

"مگر سنیل۔"

"میری پوری بات سن لو۔ دیپک راؤ، رانا پربت کا خاص آدمی ہے اور اُس کے لیے کام کرتا ہے۔ اس بات کو ذہن سے ہمیشہ کے لیے نکال دو بھارتی کہ وہ تمہیں پہلے سے نہیں جانتا ہو گا۔ اگر وہ خود تم تک پہنچا ہے تو یہ سمجھو کہ اس میں رانا پربت کی ہدایت بھی ہو سکتی ہے اور اگر تم خود بھی اُس تک آئی ہو تب بھی کم از کم اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ رانا پربت۔"

"مگر سنیل سنو تو سہی۔ میری ایک بات کا جواب اور دے دو۔ تم یہ ہیں۔"

"ہوں کہا۔؟"

"تم گیان چند نامی کسی شخص کو بھی جانتے ہو؟"

سنیل کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔

"تم ایسے لوگوں کا نام لے رہی ہو جو رانا پربت کے خاص نمک خواروں میں سے ہیں۔ گیان چند بھی انہی میں سے ایک ہے۔"

"اوہ! مائی گاڈ۔" میں نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ مجھے چکر سے آ گئے تھے یہ سب کچھ میرے لیے ناقابلِ یقین تھا اور میں پریشان نگاہوں سے سنیل کو دیکھ رہی تھی۔ اسی وقت اوپر سے رکشنی کی آواز سنائی دی اور وہ مجھے آواز دیتی ہوئی شاید نیچے آ رہی تھی۔ سنیل برق رفتاری سے پیچھے ہٹا اور ایک درخت کی آڑ میں گم ہو گیا۔ رکشنی تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس پہنچ گئی تھی۔

"بھئی کیا بیوقوفی ہے تم نے تو حد ہی کر دی ہے حالانکہ دیپک راؤ تمہارے بارے میں بہت اچھے خیالات رکھتا ہے مگر وہ پوچھ رہا تھا کہ یہ روزی آخر کس قسم کی لڑکی ہے اس پروفیشن میں اس نے اس قسم کی لڑکیوں کو تو نہیں دیکھا۔" میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے آہستہ سے کہا۔

"رکشنی تمہارے کہنے سے یہاں چلی آئی ہوں ورنہ اصولاً مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔"

"وہی، بیوقوفی کی باتیں۔ کیوں آخر کیوں نہیں آنا چاہیے تھا؟"

"بھئی دیکھو اصول بھی کوئی چیز ہوتے ہیں اور میں کسی قیمت پر یہ پسند نہیں کروں گی کہ تمہارے درمیان ہڈی بنوں بلکہ اب میں تم سے ایک اور درخواست کرنا چاہتی ہوں جسے پورا کرنا تمہارا فرض ہے ورنہ میں یہاں سے واپس چلی جاؤں گی۔"

"کیا۔ آخر کیا؟" رکشنی نے واپسی کے لیے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

مجھے بھی مجبوراً اُس کے ساتھ واپس جانا پڑا تھا۔ حالانکہ ابھی تو سنیل سے باتوں کا آغاز ہی ہوا تھا۔ میں تو اُس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ لیکن رکشنی نے اُس کا موقع نہیں دیا تھا۔ پتا نہیں سنیل دوبارہ ہاتھ لگے یا نہ لگے۔ ظاہر ہے وہ ان لوگوں کے سامنے آنا تو پسند نہیں کرے گا۔ رکشنی میرے ساتھ چلتی رہی پھر اُس نے کہا۔

"ہاں کیا کہہ رہی تھیں تم؟"

"رکشنی میں دیپک راؤ کی کوٹھی میں نہیں رہ سکوں گی۔"

"کیوں۔ آخر کیوں؟"

"بس تم سمجھا کرو بھئی۔ میں کسی ہوٹل ہی میں رہنا پسند کروں گی۔"

رکشنی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر شانے ہلا کر بولی "ظاہر ہے میں تمہیں مجبور تو نہیں کر سکتی لیکن تمہارا رویہ کچھ عجیب سا ہو گیا ہے۔"

"کوئی عجیب نہیں ہے۔ میری اتنی سی خواہش پوری نہیں کر سکتیں تم؟" میں نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں کیوں نہیں۔ اگر تم ایسا ہی چاہتی ہو تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

ہم واپس دیپک راؤ کے نزدیک پہنچ گئے۔ وہ آرام سے ایک جگہ دراز تھا۔ تھوڑی بہت تفریحات یہاں جاری رہیں اور اس کے بعد واپسی کا فیصلہ کر لیا گیا۔ دن کے کسی حصے میں غالباً رکشنی نے دیپک راؤ سے میری اس خواہش کا اظہار کر دیا تھا۔ رات کو ڈنر پر دیپک راؤ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"تمہارے بارے میں ہمارے خیالات بہت عجیب ہیں روزی۔ پتا نہیں تم نے کیا محسوس کیا۔ کوئی غلطی ہو گئی ہم سے تو ہمیں بتا دیا جائے۔ ہم تو تمہارے لیے بہت اچھے خیالات رکھتے تھے۔"

"اور اب ان خیالات میں کوئی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے دیپک راؤ؟"

صاحبہ کو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ سنا ہے تم یہاں سے جانا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟"

"یہ میری مرضی ہے اور بعض اوقات میں اپنے دل کی بات کسی کو بتانا پسند نہیں کرتی۔"

"ٹھیک ہے بیٹی۔ تم ہماری مہمان ہو جب تک تم نے ہمارا مہمان رہنا پسند کیا ہمارے سر آنکھوں پر۔ لیکن اگر اب تم جانا چاہتی ہو تو تمہاری مرضی، ویسے یہاں سے واپس چلی جاؤ گی یا رانا پور میں رکنے کا ارادہ ہے؟"

"نہیں۔ ابھی تو رانا پور میرے لیے بہت دلکش ہے۔ میں بس کسی ہوٹل میں قیام کرنا چاہتی ہوں۔"

"کون سے ہوٹل میں؟"

"اس کا انتخاب کر لیا جائے گا۔"

"کیا مجھے اس کا موقع بھی نہیں دو گی کہ میں تمہارے لیے ہوٹل کا انتخاب کر سکوں؟"

"اوہ! نہیں مسٹر ڈیک راؤ۔ آپ ایسے انداز میں گفتگو نہ کریں۔ آپ یہ نہ سوچیں کہ میرے دل میں آپ کے لیے کوئی بات ہے، بس نہ جانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہاں سے ذرا ہٹ کر رہوں۔"

"ٹھیک ہے بیٹی۔ دل کی باتوں کو بھلا کون ٹال سکتا ہے۔ میں تمہارے لیے بندوبست کر دوں گا۔ ابھی جا رہی ہو یا؟"

"نہیں، اتنی جلدی بھی نہیں۔ کل مجھے وہاں منتقل کرا دیا جائے۔"

"ٹھیک ہے۔" ڈیک راؤ نے کسی قدر ناخوشگوار انداز میں کہا۔

رکمنی بھی بالکل خاموش تھی۔ بہر طور رات کو میں اپنی خوابگاہ میں چلی گئی۔ رکمنی کا کمرہ الگ تھا۔ ویسے بھی میں نے اس کے معاملات میں مداخلت کرنا پسند نہیں کیا تھا۔ یہ ظاہر ہے میری مرضی کی چیز نہیں تھی۔ لیکن وہ رات میرے لیے بڑی ہولناک رات تھی۔ میں [illegible] کے بارے میں سوچتی رہی اور اس کے انکشافات کے بارے میں غور کرتی رہی تھی۔ ویسے تو میں جانتی تھی کہ رکمنی کا تعلق گیان چند سے ہے اور اس کی نشاندہی میں نے کی تھی۔ لیکن یہ معاملہ کچھ اس انداز میں الجھ جائے گا اس کا مجھے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کسی شکنجے میں پھنس گئی۔ یہاں رانا پور میں گیان چند کا پتا بھی تلاش کرنا تھا۔ ویسے ظاہر ہے یہ کام رکمنی اور ڈیک راؤ کے ذریعے بھی ہو سکتا تھا۔ رکمنی کی شخصیت کچھ عجیب سی ہو گئی تھی۔ میری نگاہوں میں۔ وہ بظاہر یوں تو ظاہر کر رہی تھی جیسے رانا پور پہلی بار آئی ہو۔ راستے کے بارے میں بھی تفصیلات بتاتی جا رہی تھی اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ گیان چند سے اس کا کوئی تعلق تھا تو پھر اُسے یہ بات کیوں نہیں معلوم کہ گیان چند رانا پور میں کہاں رہتا ہے؟ اس کا مقصد ہے کہ کم از کم رکمنی ڈیک راؤ کی آلۂ کار ہے اور میرے سلسلے میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ شینل نے بڑے اعتماد سے یہ بات کہی تھی کہ اگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ مجھ سے ناواقف ہیں تو یہ میری سب سے بڑی بھول ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ وہ مجھے جانتے ہیں اور اگر مجھے جانتے ہیں تو مجھے یہاں لانے میں کوئی خاص ہی مقصد کارفرما ہو گا۔ بس یہ آخری احساس تھا جو میرے حواس کے ساتھ رہا۔ اور اس کے بعد میں گہری نیند سو گئی۔ دوسری صبح جلد آنکھ کھل گئی تھی، حالانکہ رات کو دیر تک ذہنی انتشار کا شکار رہا تھا۔ لیکن صبح کو معمول سے کچھ پہلے ہی جاگ گئی تھی۔ میرا ذہن انہی سوچوں میں گم ہو گیا اور نہ جانے کیوں اندر سے ایک تپش سی اٹھنے لگی۔ تپش کسی خاص خیال کا محرک نہیں تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ میرے ذہن پر یہ تپش سوار ہوتی گئی اور پھر میرے خیالات نے ایک نیا روپ دھار لیا۔ جگر دل و دماغ میں آگ جل رہی تھی اور آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ یہ کیسی دنیا ہے جس میں، میں بالکل بے سہارا رہ گئی ہوں۔ [illegible] فطرت انسانی نکلتا ہے۔ کیوں؟ آخر کیوں؟ یہ سب میرے دشمن پر کیوں ہو گئے۔ میں اور اگر اس دشمنی کے جواب میں، میں نے بھی دشمنی کا رویہ اختیار کر لیا تو کون سی غلط بات ہے۔ مجھے یہ حق حاصل ہے۔ میں نے اب تک جن لوگوں کو اپنے اس مقصد کے لیے ہلاک کیا وہ قابلِ رحم نہیں تھے۔ انہیں موت آنی ہی چاہیے تھی۔ آنکھوں کی نمی دفعتاً آگ کا روپ دھار گئی اور میری آنکھوں سے آگ بہنے لگی۔ یہ آگ شرارہ دار خونی قطرے تھے جو میرے درد مندی کے لمحوں کو جگا رہے تھے۔ اور اس کے بعد میرے دل میں نفرت کے دھوئیں کے علاوہ کچھ نہ رہا۔ میں اسی نفرت کو سمیٹتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور باتھ روم میں داخل ہو گئی۔ نل کھولے اور اپنے جسم پر ٹھنڈا پانی گرانے لگی۔ درحقیقت مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تپتے ہوئے لوہے پر ٹھنڈا پانی ڈالا جا رہا ہو۔ میرا سارا وجود انتقام کی آگ میں جھلس رہا تھا اور نہ جانے کب تک میں اپنے بدن پر پانی گراتی رہی جب کسی قدر سکون کا احساس ہوا تو نل بند کیے اور لباس تبدیل کرنے لگی۔ اسی وقت ایک ملازم نے مجھے ناشتے کے کمرے میں پہنچنے کی اطلاع دی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو پُرسکون

کیا۔ اور ناشتے کے کمرے کی جانب چل پڑی۔ ناشتے کے کمرے میں رکمنی اور ڈیک راؤ موجود تھے۔ رکمنی نے تو مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا، لیکن ڈیک راؤ کا چہرہ کچھ ستا ستا سا تھا۔ ناشتا شروع ہو گیا اور پھر ناشتے کے بعد ڈیک راؤ نے کہا۔

"بہت افسوس کے ساتھ میں آپ کو یہ اطلاع دے رہا ہوں میڈم روزی کہ میں نے آپ کی خواہش کے مطابق ایک ہوٹل میں بندوبست کر دیا ہے۔"

میں ہنس پڑی۔ "اس میں افسوس کی کیا بات ہے مسٹر ڈیک راؤ؟"

"بات صرف یہ ہے کہ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تاہم اس سلسلے میں گفتگو کرنا بیکار ہے۔ اگر وہ ہوٹل آپ کو پسند نہ آئے تو براہ کرم مجھے اطلاع دے دیجیے گا۔ میں کہیں اور بندوبست کروں گا۔"

"نہیں۔ بے حد شکریہ۔"

رکمنی نے آہستہ سے کہا "تو کیا تم ابھی چلی جاؤ گی؟"

"نہیں۔ اگر تم چاہو تو تھوڑی دیر تک بھی رک سکتی ہوں۔"

"رکمنی نہیں چلنا ہے۔" ڈیک راؤ نے کہا۔

"اوہ! واقعی۔"

"کوئی بات نہیں۔ آپ مجھے ہوٹل کا پتا بتا دیجیے میں چلی جاؤں گی۔"

"میرا ایک ملازم تمہیں وہاں چھوڑ آئے گا۔" ڈیک نے جواب دیا۔

وہ بظاہر بڑے خشک انداز میں مجھ سے گفتگو کر رہا تھا، لیکن میں نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ رکمنی نے مجھے خدا حافظ کہا اور اس کے بعد میں ایک ملازم کے ساتھ ایک ہوٹل میں پہنچ گئی۔ اعلیٰ درجے کا ہوٹل تھا۔ رانا پور جیسی چھوٹی آبادیوں میں ایسے ہوٹلوں کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا، لیکن یہ ہوٹل ہر طرح سے ایک معیاری ہوٹل تھا۔ مجھے اس کی تیسری منزل پر ایک کمرہ مل گیا۔ ملازم خود مجھے پورٹر کے ساتھ اوپر تک چھوڑنے آیا تھا اور پھر وہ وہاں سے واپس چلا گیا۔ یہاں آنے کے بعد میں گہری سوچ میں گم ہو گئی۔ یہ جگہ مجھے ڈیک راؤ ہی نے فراہم کی تھی، لیکن بہر طور اب ایسی کوئی بات بھی نہیں ہے۔ میں موم کی مورت نہیں ہوں کہ ہر ایک کے بس میں آ جاؤں۔ یہاں تک پہنچ جانا مناسب ہوا۔ اور اس کے بعد میرے اپنے اقدامات ہوں گے۔ میرے اور اُن کے درمیان ایک باقاعدہ جنگ کا آغاز تو ہو ہی گیا تھا اور اب میں ایک بدلی ہوئی شکل میں اُن سے ہر طرح سے نمٹنے کے لیے تیار تھی۔ بلیک چینل نے مجھے جو تربیت دی تھی اب اُس کے استعمال کا ممکن طور سے وقت آ گیا تھا اور یہ استعمال پہلی بار میں اپنی ذات کے لیے کر رہی تھی۔ چنانچہ میں نے پُرسکون نگاہوں سے کمرے کے ماحول کو دیکھا اور پھر جوتے اتار کر مسہری پر دراز ہو گئی۔ اور فی الوقت کوئی خاص کام تو تھا نہیں بس یہ سوچنا تھا کہ میرے آئندہ اقدامات کیا ہوں گے۔ ڈیک راؤ کے بارے میں شینل نے کہا تھا کہ وہ رانا پربت کا آدمی ہے اور رانا پربت شروع ہی سے میری بلیک لسٹ پر تھا بلکہ بعض اوقات تو مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میری تمام مصیبتوں کی جڑ رانا پربت ہی ہے مگر وہ کمبخت سامنے تو آئے۔ باپ کیسا ہے؟ اور بیٹا کیسا؟ خیالات کی رو پھر شینل کی جانب مڑ گئی۔ کیا شینل سے ایک بار پھر ملاقات ہو سکتی ہے؟ اگر وہ مجھے مل جائے تو میں ذرا تفصیل معلومات حاصل کروں، ویسے وہ کمبخت میرے سلسلے میں پتا نہیں کس کیفیت کا شکار رہے۔ دو چار بار اس کی طرف سے انتہائی طور پر مشکوک ہو گئی تھی لیکن بعد میں اس بات کا احساس ہوا کہ شینل اپنے طور پر بھی مجبور رہتا۔ اب پتا نہیں مجبور رہتا یا پھر اپنے باپ ہی کا آلۂ کار تھا۔ یہاں تو ہر ایک شخص ہی ایک دوسرے سے آگے نظر آتا تھا۔ چنانچہ خود پر ہی انحصار کرنا ہو گا اور ان خیالات کے تحت میں دفعتاً ہی چونک پڑی۔ مجھے ایک دم احساس ہوا تھا کہ ڈیک راؤ نے اگر اپنے مقصد کے تحت مجھے اس ہوٹل میں منتقل کیا ہے تو کیا یہ ہوٹل میرے لیے محفوظ ہے۔ یہ سوال میرے ذہن میں جاگا تھا اور اس سوال نے بہت سے احساسات میرے ذہن میں پیدا کر دیے تھے۔ اگر ڈیک راؤ کا اس ہوٹل پر کسی طرح کا اختیار ہے تو اس نے میرے معاملات کو جاننے کے لیے بھی کسی نہ کسی طرح کی کارروائی کی ہو گی اس کا اندازہ بہ آسانی ہو جائے گا۔ چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ اور اس کے بعد کمرے کا دروازہ بند کر کے اس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ یہاں میری آواز سننے کے لیے کوئی انتظام تو نہیں کیا گیا۔ بلیک چینل کی زیرِ تربیت ہونے کی حیثیت سے بہت سے ایسے معاملات سے واقف ہو گئی تھی۔ چنانچہ اسی پر کام کرنا چاہتی تھی۔ میں ہر چیز کو دیکھتی رہی اور اپنے طور پر تسلی کرتی رہی۔ پھر میری نظر اس خوش رنگ گلدان پر پڑی جو ایک تپائی پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر وہ گلدان اٹھایا۔ اس میں تازہ پھول مہک رہے تھے۔ تمام پھول نکال کر میں نے گلدان کو الٹا۔ اس میں سے کچھ بھی برآمد نہ ہوا۔ پھر میں نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا اندر بھی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو مشتبہ ہوتی۔ ایک ایک پھول کو جھاڑ پھٹک کر دیکھا مگر یہ عمل بھی مایوس کن ثابت ہوا اور پھر دفعتاً مجھے اس تپائی کا خیال آیا جس پر یہ گلدان رکھا

سپاٹ تھا اور پھر میں نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس پستول کو دیکھو جو میرے ہاتھ میں ہے یہ بے آواز فائر کرتا ہے۔ تمہاری لاش اس چھت پر شیشے کی طرح بکھر جائے گی اور دوسرے یہ کہ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔ جن لوگوں نے تمہیں اس کام پر مامور کیا ہے وہ میرے بارے میں بخوبی جانتے ہیں۔ میں رعایت کرنے کی عادی نہیں ہوں۔"

"آپ یقین کریں میڈم۔"

"تمہارے پاس صرف دس سیکنڈ رہ گئے ہیں۔ ایک۔ دو۔ تین۔"

"یہ۔ یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟"

"پانچ۔ چھ۔" میں نے کہا اور میرا بوکھلا کر پلٹ گیا اس کے عقب میں چھت ختم ہو رہی تھی۔

اس نے پلٹ کر نیچے تاریکی میں جھانکا پھر گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"تم۔ منیجر۔ ہوٹل منیجر مسٹر گنگولی۔" اس نے کہا اور دوسرے لمحے میں نے اس کے سینے پر ایک زوردار لات رسید کی وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ نیچے گرتے ہوئے اس کی چیخ نے ایک لکیری بنا لی تھی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے نیچے جھانکا اور پھر بڑے اطمینان اور اعتماد کے ساتھ سیڑھیاں اترتی ہوئی اپنی منزل کی راہداری میں پہنچ گئی۔ اتفاق سے میری کسی سے مڈ بھیڑ نہیں ہوئی تھی۔ میں جاتے ہوئے صرف دروازہ بند کر گئی تھی۔ تالا نہیں لگایا تھا اس لیے اندر داخل ہونے میں کوئی دقت نہیں پیش آئی۔ ایک عجیب سا سکون رگ و پے میں دوڑ رہا تھا۔ جو کچھ کیا تھا اس پر قطعی افسردہ نہیں تھی یہ سب کچھ ضروری تھا زندہ رہنے کے لیے۔ ان کے لیے جو مجھ سے میری زندگی چھیننے کے خواہاں تھے۔ کافی دیر تک میں بستر پر لیٹی رہی پھر غسل خانے میں داخل ہوئی منہ ہاتھ دھویا۔ تولیے سے منہ پونچھتی ہوئی غسل خانے سے باہر نکلی تو ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی میں نے جلدی سے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اوہ انوبھا روزی کیا ہو رہا ہے؟" دوسری طرف سے رکمنی کی آواز سنائی دی۔

"تمہیں اس سے کیا غرض؟" میں نے برا مانتے ہوئے کہا۔ "دوسری روزی در اصل میں دیپک کے ساتھ چلی گئی تھی۔"

"مجھے معلوم ہے۔ میں نے فون بھی کیا تھا۔"

"حالانکہ تم نے اپنا نام بھی نہیں بتایا۔ سر میں کچھ گڑبڑ تھی۔" اس نے کہا پھر بڑے پیار سے بولی۔

"کیا سو گئی تھیں؟"

"نہیں جاگ رہی تھی۔"

"تنہا ہو؟" رکمنی کی آواز میں شرارت تھی۔ مجھے اس کے سوال پر تعجب نہیں ہوا۔ وہ مجھے اس حیثیت سے ہی تو جانتی تھی۔

"نہیں معلوم ہے کہ میں یہاں صرف سکون کے لیے آئی ہوں اپنے آپ سے ملنے کے لیے۔"

"کیا خفا ہو مجھ سے؟" رکمنی نے پوچھا۔

"نہیں۔ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"بہرحال میں تمہارے جانے سے خوش نہیں ہوں۔ آج کا دن ——— اتنا خوشگوار گزرا ہے کہ بتا نہیں سکتی۔ کاش تم ہمارے ساتھ ہوتیں تو کتنا لطف آتا۔"

"کہاں گئی تھیں؟"

"مسٹر دیپک راؤ کے ایک دوست شام شندے کے گھر گیا بتاؤں روزی کتنے شاندار آدمی ہیں۔ بے حد دولت مند۔" رکمنی نے دولت پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"واقعی؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"بہت ہی عمدہ آدمی ہیں اگر تم ان سے دوستی کرلو تو مزے آجائیں گے۔"

"کیوں فضول باتیں کرتی ہو۔ میں اپنے حالات میں بہت خوش ہوں۔ مجھے اپنی تنہائی عزیز ہے۔ میں کسی کو اس میں شریک نہیں کر سکتی۔"

"تمہاری مرضی ہے۔ دیپک جی تمہیں پوچھ رہے تھے۔"

"ان کو پوچھنے پر میرا شکریہ ادا کر دو۔" میں نے کہا اور اس کے بعد رسمی گفتگو کر کے فون بند کر دیا۔

اب میں یہ اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ میری تھوڑی دیر پہلے کی حرکت کا کسی کو علم ہوا ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ گنگولی جی کو بھی دیکھنا تھا جنہوں نے میرے کمرے میں ڈکٹا فون لگوایا تھا پتا نہیں کیوں ایک مزا سا آنے لگا تھا ان تمام باتوں سے۔ میرا میرے دشمنوں سے باقاعدہ سا تعلق پڑ گیا تھا۔ اور اب کچھ لطف سا آرہا تھا۔ کام کرنے کے معاملے میں۔ بہرطور میں تیار ہو کر نیچے اتر آئی اور ہال میں پہنچ گئی۔ ہال میں جشن کا سا سماں تھا۔ موسیقی کی دھنوں پر لوگ دیوانے ہو رہے تھے۔ کسی کو اچھا ہوش نہیں تھا۔ انہی رونقوں اور مسرتوں کو یکجا دیکھ کر خیال دل میں آتا تھا کہ اس ہوٹل کی عقبی گلی میں ایک لاش بھی پڑی ہے۔ نوجوان جوڑے ادھر سے ادھر تھرکتے پھر رہے تھے۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ کچھ بزرگ بھی تھے جو زندگی کے گزرے ہوئے سالوں کو

بھول جانا چاہتے تھے۔ بہرطور میں ایک جانب بڑھ گئی اور ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے ایک ویٹر اپنی جانب آتا ہوا نظر آیا اور میں نے اس سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"یس میڈم۔"

"مجھے منیجر سے ملنا ہے۔ وہ اس وقت کہاں ہوں گے؟"

"آپ بائیں والی راہداری میں چلی جائیں۔" اس نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ راہداری ان کے کمرے پر ہی ختم ہوتی ہے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑی۔

منیجر کے آفس تک پہنچنے میں کچھ دیر لگ گئی تھی۔ راستے میں مجھے ایک ادھیڑ عمر کی عورت نظر آئی جو یقیناً ٹائلٹ سے نکل کر واپس ہال میں جا رہی تھی۔ جب وہ ہال میں چلی گئی تو میں نے اپنے ہاتھوں سے آنکھوں کو ملا اور پھر دروازے پر بڑی بے ترتیب سی دستک دی۔

"کون ہے اندر آجاؤ۔" اندر سے آواز آئی اور میں لڑکھڑاتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

بھاری بھرکم تن و توش کا ایک دراز قد شخص کرسی پر بیٹھا سگار پی رہا تھا۔ اس کے سامنے والی میز پر اس کے عہدے اور نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ یہ گنگولی تھا۔ میں ادھ کھلی آنکھوں سے بیٹھ گئی۔ منیجر کو میری حالت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ اٹھ کر میرے پاس آگیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار بھی تھے۔ غالباً وہ مجھے پہچان گیا تھا۔ اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے۔ وہ ذرا جھکتا ہوا بولا۔

"کیا بات ہے میڈم؟"

"مم۔ مسٹر۔" میں نے اپنی آواز کو نشیلی بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے؟ کہاں جانا چاہتی ہیں آپ؟" وہ اپنے آپ کو سنبھالتا ہوا بولا۔

"بس تقدیر کے ہاتھوں کھیل رہی ہوں تقدیر جہاں بھی لے جائے۔" میں نے زمین پر دراز ہوتے کہا اور منیجر بوکھلا گیا۔

"تو تقدیر آپ کو یہاں لے آئی ہے؟ مجھے بتایئے کہ میں آپ کے لیے کیا کروں؟"

"مجھے جنت میں پہنچا دو۔" میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔ اور وہ بے اختیار مسکرا اٹھا۔

"بہلا۔ تو یہ بات ہے تو پھر آیئے میں آپ کو جنت ہی لے چلوں؟" اس کے چہرے پر خباثت پھیل گئی۔

اس نے سہارا دے کر مجھے کھڑا کیا میں جھومنے لگی وہ مجھے بازو سے پکڑ کر جنوبی حصے کی طرف لے گیا۔ میں سمجھ رہی تھی کہ وہ مجھے کسی اور کمرے میں لے جائے گا۔ جو عام طور سے ہوٹلوں میں ایسے مینجروں کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ مگر میرا خیال غلط نکلا دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے گول بٹن کو کسی ٹیلیفون کے ڈائل کی طرح گھمایا اور دیوار ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ ایک طرف سرک گئی۔ اک نیا دروازہ نمودار ہو گیا تھا اس نے دروازے سے اندر داخل ہونے سے پہلے دروازے میں بایاں ہاتھ ڈال کر ایک بلب روشن کیا اور مجھے اندر لے گیا اس کی آنکھوں میں لرزتی ہوئی شیطانیت سے میں سمجھ گئی کہ اس نے اپنے لیے یہ خفیہ عیش گاہ بنا رکھی ہے۔ بہرحال یہ عیش گاہ ہی اس کا قبرستان بننے والی تھی۔ اور میں اس کے لیے پوری طرح تیار ہو کر آئی تھی۔ وہ مجھے سہارا دیتے ہوئے اندر لے آیا اور پھر تیز روشنی میں مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"آہ! یہاں تو بہت شور ہے۔" میں نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ ہنس پڑا۔

"شور۔ یہاں تو چڑیا کے بچے کے چیخنے کی آواز بھی نہیں آرہی۔"

"آ نہیں رہی تو آسکتی ہے۔" میں نے بدستور لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈارلنگ! اس سے زیادہ پرسکون جگہ تمہیں پورے راناپور میں اور کہیں نہیں ملے گی۔ یہاں سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ نہ ادھر کوئی آسکتا ہے نہ اس جگہ کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم ہے۔" اس نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر میں نے اس کا سہارا لے کر اس سے لپٹ جانے کی اداکاری کی اور اس نے مجھے اس کے لیے بھرپور مدد دی لیکن درحقیقت میں اس کے لباس کو ٹٹول رہی تھی اور مجھے اس کے لباس میں ایک پستول نظر آگیا دوسرے لمحے اس کی جیب کا پستول میرے ہاتھ میں منتقل ہو چکا تھا۔ گو میرے پاس وہ پستول بھی تھا جو میں نے اس شخص سے حاصل کیا تھا جسے میں نے جھیل کنارے قتل کیا تھا۔ لیکن اس پستول کو استعمال کرنا اب میرے لیے ضروری نہیں تھا منیجر کا پستول میرے ہاتھ میں تھا اور دوسرے لمحے منیجر کو میری اس حرکت کا احساس بھی ہو گیا تھا۔

"ٹھک۔ کیا مطلب۔ یہ کیا؟"

"ہاں ڈیئر اب سب ٹھیک ہے۔ تمہاری اس اطلاع کا شکریہ کہ یہاں، ہمیں کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا۔"

"تت... تم؟"

"تم، مجھ سے ناواقف نہیں ہو ڈیئر منیجر کیونکہ تم نے میرے کمرے میں ڈکٹا فون رکھوایا تھا۔"

"م، میں نے۔ میں نے تو نہیں۔" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"خیر، خیر پریشان ہونے کی بات نہیں اب دیکھو ہاں تم نے ایک کام کیا۔ میرے خلاف میرے لیے بھی مجبوری تھی کہ میں تمہارے خلاف عمل کروں۔"

"تمہیں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔" منیجر نے اپنے آپ کو سنبھال کر لیا۔

"افسوس وہ غلط اطلاع دینے والا بھی اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"کک۔ کون۔؟"

"اس نے اپنا نام تیواری بتایا تھا۔"

"تت۔ تیواری۔ کک کیا مطلب۔" منیجر خوفزدہ سا ہو گیا۔

"ہاں میں نے اسے چھت کی آخری منزل سے نیچے پھینک دیا ہے۔ مرتے ہوئے وہ بیچارہ تمہارا نام بتا گیا تھا۔"

"اوہ مائی گاڈ۔ مگر اس نے تمہیں غلط اطلاع دی۔"

"خیر جو اطلاعات غلط پہنچی ہیں مجھ تک، اب انہیں صحیح کر دو یہ بتا کر ڈکٹا فون کس کے حکم پر تم نے میرے کمرے میں رکھوایا تھا۔؟"

منیجر خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا میرے ہاتھوں میں دبے ہوئے پستول کو دیکھ رہا تھا۔

"اس سے خوفزدہ ہو۔ چلو اس کا قصہ تمام کیے دیتے ہیں۔" میں نے میگزین پستول خالی کر کے اس کی گولیاں ایک جانب اچھال دیں۔

"منیجر اب شیر ہو گیا تھا۔ اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ تم یہ بکواس کر رہی ہو۔ تم غالباً مجھ سے کچھ حاصل کرنا چاہتی ہو۔"

"ہاں منیجر تمہارا خیال بالکل درست ہے گفتگو ہے تاہم نام میں واقعی تم سے کچھ حاصل کرنا چاہتی ہوں میری گفتگو وہ سلسلہ جو پھر طور تمہیں مہنگا ہی پڑے گی۔"

"میرے ہاتھوں ہی مرنا چاہتی ہو بہتر ہو تمہیں ہو گا کہیں اور جاؤ...."

"نہیں تمہارے ہاتھوں ہی مرنا چاہتی ہوں چلو پھر آؤ موت زندگی کا کھیل شروع ہو جائے۔"

"تمہارا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے۔"

"ہاں، ظاہر ہے اگر دماغ خراب نہ ہوتا تو تم سے ایسی باتیں کیوں کرتی، اچھا چلو اب ابتدا کی جاتی ہے۔" میں نے کہا اور اچھل کر ایک بھرپور ٹھوکر اس کے پیٹ پر ماری۔

منیجر دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھ کر دوہرا ہو گیا۔ تو میرا زور دار گھونسا اس کی ٹھوڑی پر پڑا اور وہ چاروں خانے چت گر پڑا۔

"منیجر میں اس قسم کے کھیلوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میرا خیال ہے پہلے تمہیں اس کے لیے تیار کر لوں کہ تم زبان کھول دو۔" میں نے کہا اور دوسرے لمحے میری ٹھوکر اس کی پنڈلی پر پڑی۔

"بڑی خوفناک ضرب ہوتی ہے یہ۔" منیجر بلبلا کر ٹانگ پکڑ کر لوٹنے لگا۔ میری دوسری ٹھوکر اس کی ایڑی پر لگی اور تیسری پیٹھ پر اور چوتھی سر کے پچھلے حصے میں اور پھر میں پیچھے ہٹ کر رک گئی۔

"دیکھو اگر بیہوش ہونے کی اداکاری کی تو میں تمہاری گردن کی ہڈی توڑ دوں گی۔" میں نے اپنے دونوں پاؤں اس کی بغلوں میں پھنسائے اور منیجر کے حلق سے دہشت بھری آواز نکل گئی۔

"ٹھہرو پلیز ٹھہرو۔ ایک منٹ۔ ایک منٹ۔ م، میں تم کو سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہوں۔"

میں نے آہستہ سے ایک ٹھوکر اس کی پسلی پر رسید کی اور پیچھے ہٹ گئی۔ منیجر کی زمین سے اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"تمہارا۔ تمہارا۔" اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر حالات کی نزاکت کو محسوس کر کے خاموش ہو گیا۔

"ہاں منیجر جاری رکھو۔"

"وہ ڈکٹا فون میرے باس نے مجھے وہاں رکھنے کے لیے کہا تھا۔"

"اس کا تعلق کہاں سے ہے۔؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔"

"ڈکٹا فون کی باتیں کہاں سنی جانے والی تھیں۔؟"

"یقین کرو میں نہیں جانتا۔"

"تو پھر تمہارا باس۔؟"

"میں اپنے باس کو بھی نہیں جانتا۔ میرا اور اس کا صرف

ٹیلیفون پر رابطہ رہتا ہے اس نے مجھے آج تک اپنا نام بھی نہیں بتایا۔"

"اور دیپک راؤ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟" میں نے کہا اور منیجر چونک پڑا۔

"مسٹر دیپک راؤ تو بہت شریف آدمی ہے۔"

"ہوں! اور اسی شریف آدمی نے یہ کمرہ میرے لیے حاصل کیا تھا۔"

"ہاں اپنی کسی مہمان کے لیے۔"

"اور تمہارے باس نے اس مہمان کے خلاف کارروائی کا آغاز کر دیا۔ کیا تم نے اس کارروائی کی اطلاع دیپک راؤ کو دی تھی۔؟"

"ظاہر ہے۔ وہ میرا باس تھا۔"

"دیکھو منیجر اگر چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو تم جانتے ہو تمہیں اس سے فائدہ نہیں ہو گا۔"

"یقین کرو میں کوئی چالاکی نہیں دکھا رہا جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔"

"تب تو تم بیکار ثابت ہوئے میرے لیے۔"

"تم جو کچھ کہو لو۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔"

"جو لوگ کچھ نہیں جانتے انہیں اس دنیا میں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔ تمہارا ویٹر بھی کچھ نہیں جانتا تھا اور [illegible] کیا خیال ہے منیجر۔؟"

"دیکھو۔ م۔ میں شرافت سے کہہ رہا ہوں۔"

"ہاں میں بھی چاہتی ہوں کہ اب تم شرافت سے کام لو ویسے سنو تم نے مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ اگر کچھ کہنا چاہتے ہو تو شاید میں تمہاری زندگی کے امکانات کا سوچوں لیکن اگر تم نے یونہی خاموشی اختیار کی تو پھر تمہارے حق میں بہتر نہیں ہو گا۔"

"کیا اس مت کرو اب میں اتنا بھی نہیں ہوں۔" منیجر نے کہا اور ہمت کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

میں جانتی تھی کہ اب وہ کوئی کارروائی کرنے والا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس کمرے میں کیا کیا موجود ہے چنانچہ میں اسے کارروائی کرنے کا موقع ہی نہیں دینا چاہتی تھی میرے ذہن میں جو آگ سلگ رہی تھی اس نے اب مجھے آتش نشاں بنا دیا تھا اور میں ہر اس شخص کو ختم کر دینا چاہتی تھی جو میرے خلاف عمل کر رہا تھا۔ اور یہ جنون مجھ پر پوری شدت سے حاوی تھا۔ چنانچہ میں نے اچھل کر ایک ٹھوکر اس کے سینے پر ماری اور جونہی وہ آگے جھکا میں نے فوراً

اچھل کر دوسری بار اس کی گردن میں قینچی ڈال دی اور ایک مخصوص انداز میں بل کھا کر اسے زمین پر گرا ڈالا۔ یہ گردن کی ہڈی توڑنے کا انداز تھا اور میرا کام میری مرضی کے مطابق ہی ہوا تھا۔ منیجر کے ہاتھ پاؤں گردش کرنے لگے۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن کو سنبھالنا چاہتا تھا لیکن اس کے ہاتھ اس کی گردن تک بھی نہیں پہنچ پائے چند ہی لمحات کے بعد اس کی گردن ٹیڑھی ہو گئی اور زبان باہر نکل پڑی۔ اس نے دم توڑ دیا تھا۔ مجھے اس کی صورت دیکھ کر ایک گونہ سکون ہوا۔ یہ میرا دشمن تھا وہ جس نے ڈکٹا فون میرے کمرے میں رکھوایا تھا اور آہستہ آہستہ اپنے ایک ایک دشمن کو اب جہنم رسید کر دوں گی۔ میں نے دل میں سوچا اور اس کے بعد کمرے سے باہر نکل آئی۔ باہر کی رونقوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ میں پرسکون انداز میں ٹہلتی ہوئی پھر ڈائننگ ہال میں پہنچ گئی۔ یہاں وہی تمام شور شرابا تھا۔ ویسے ایک اور خیال بار بار دل میں آ رہا تھا۔ اب یہاں سے نکل جانا ہی بہتر ہے بہرچند کہ اس طرح میرا دیپک راؤ سے رابطہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن بہرطور یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ میں دشمنوں میں گھری رہوں۔ بہت جلد ویٹر کی موت کی خبر پھیل جائے گی۔ ہو سکتا ہے کسی کی توجہ مجھ پر چلی جائے۔ اپنے کمرے میں آنے کے بعد میں نے بہت دیر تک اس بات پر غور کیا۔ بہرطور رات کے اس وقت یہاں سے نکلنا مناسب نہیں تھا۔ ابھی تو بہت سے ایسے کام تھے جو مجھے کرنے تھے چنانچہ میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ خود کو پرسکون کر کے گہری نیند سو گئی اور دوسری صبح خوب دن چڑھے جاگی۔ ناشتہ طلب کیا اور ویٹر میرے لیے ناشتہ لے آیا اور اس نے مجھے اطلاع دی۔ "ہمارا ایک ساتھی ہلاک ہو گیا ہے میڈم۔ پولیس باہر تحقیقات کر رہی ہے۔"

"اوہ کیسے۔؟" میں نے انجان بن کر سوال کیا۔

"پتا نہیں۔ پچھلی گلی میں اس کی لاش پائی گئی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ چھت سے گر گیا ہو۔"

"ویٹر تھا۔؟"

"ہاں۔"

"پتا نہیں چل سکا کہ ایسا کیسے ہوا۔؟"

"پتا نہیں میڈم سب لوگ بہت پریشان ہیں۔" ویٹر نے جواب دیا۔

بیچارہ سہما سہما سا نظر آ رہا تھا۔ بہرطور میں نے افسوس کا اظہار کیا اور ویٹر باہر چلا گیا تو پولیس تحقیقات کر رہی ہے

میں نے ناشتے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد خود بھی باہر نکلنے کا فیصلہ کیا لیکن ابھی باہر نکل بھی نہ پائی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور میں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی پھر میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

"آجاؤ۔ کون ہے۔؟"

لیکن دروازہ کھول کر جو دو افراد اندر داخل ہوئے ان میں ایک رکنی تھی اور دوسرے مسٹر دیپک راؤ۔

"ہیلو۔" میں نے پُر مسرت انداز میں کہا اور دیپک راؤ بھی مسکرانے لگا پھر بولا۔

"کہیے دیوی جی کیا ہو رہا ہے۔؟"

"آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں مسٹر دیپک راؤ۔" میں نے کہا۔ "ارے۔ ارے ایسی کون سی بات کہی میں نے۔" دیپک راؤ نے سوالیہ نگاہوں سے رکنی کو دیکھا۔

"ہم جیسی دیویاں اس دنیا میں ہونے لگیں تو پھر دیویوں کا کیا ہو گا۔؟"

"اوہ۔ ویسے معاف کیجیے گا، مزاجاً تو آپ دیوی ہی لگتی ہیں۔" دیپک راؤ نے آہستہ سے کہا اور پھر بولا۔ "رکنی کہتی ہے مس روزی ناشتا کر چکی ہیں۔ ہم تو یہ سوچ کر آئے تھے کہ ناشتا مس روزی کے ساتھ کیا جائے گا۔"

رکنی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے جلدی سے کہا۔ "اس سے کیا فرق پڑتا ہے ناشتا منگوا لیا جائے گا۔"

"نہیں بھئی اب بیکار ہے۔ بہرطور ہم دونوں تمہیں لینے کے لیے آئے ہیں۔"

"کہاں۔؟"

"بھئی اب تم یہاں رہ رہی ہو لیکن ضروری نہیں ہے کہ دن تنہائیوں میں گزار دو۔"

"ہاں ضروری نہیں ہے لیکن اس وقت...."

"بھئی تمہیں کیا ہو گیا روزی۔ مسٹر دیپک کو تم سے بڑی شکایتیں ہیں۔"

"ہاں مسٹر دیپک کو افسوس ہو گا کہ انہوں نے مجھے یہاں کیوں بلایا۔؟"

"سچی بات یہ ہے کہ مجھے اس بات کا افسوس ہے اس بدذوقی کی امید نہیں تھی آپ سے مس روزی۔"

"مجھے کچھ دن سکون کے درکار ہیں مسٹر دیپک اس کے بعد میں آپ لوگوں کے ساتھ سیر و سیاحت ضرور کروں گی۔"

"گویا اس وقت بھی آپ ہمارے ساتھ...."

"جی ارادہ تو یہی ہے۔" میں نے جواب دیا۔ اور پھر روم سروس کو فون کر کے ان دونوں کے لیے ناشتا منگوایا۔

رکنی کسی قدر سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔ دونوں نے ناشتا کیا پھر اُٹھتے ہوئے بولے۔

"اچھا بھئی پھر اجازت۔ ویسے کسی شے کی ضرورت ہو تو آپ اب بھی تکلف نہ کریں۔"

"نہیں بے حد شکریہ۔" میں نے جواب دیا اور وہ دونوں چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں دیر تک کمرے میں رہی پھر باہر نکل آئی۔

نیچے اب بھی پولیس والے موجود تھے اور اس سلسلے میں معلومات حاصل کر رہے تھے۔ پتا نہیں منگولی کی لاش دستیاب ہوئی تھی یا نہیں۔ بہرحال اس بات کے امکانات کم ہی تھے کیونکہ اس کی لاش اس کی خفیہ عیش گاہ میں تھی اور ہو سکتا ہے انہیں اس وقت اس کے بارے میں پتا نہ چل سکے جب تک کہ عیش گاہ کے اطراف میں تعفن نہ پھیل جائے۔ مجھے اب اس سے غرض نہیں تھی۔

میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ اب مجھے ہوٹل چھوڑ دینا چاہیے اور اس سلسلے میں کسی اچھے ہوٹل کی تلاش میں، میں باہر نکل آئی۔ ہر چند کہ دیپک راؤ اور رکنی سے ملاقات بھی ہو سکتی تھی اور وہ یہ سوال کر سکتے تھے کہ میں نے ہوٹل کیوں تبدیل کر دیا؟ لیکن مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ بہرحال میں پیدل چلتی ہوئی نجانے کہاں سے کہاں نکل آئی۔ رانا پور کے بارے میں ابھی مجھے تفصیلات نہیں معلوم تھیں۔ میں اپنے اطراف میں دیکھتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ مجھے ایک چھوٹا سا پارک نظر آیا جس میں درخت جھول رہے تھے۔ ویسے بھی رانا پور بڑی سرسبز جگہ تھی۔ درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ سڑکوں کے کنارے کنارے نظر آتے تھے اور ان کی وجہ سے شاید یہاں کا موسم بے حد خوشگوار ہو گیا تھا۔ پارک میں جا کر میں ایک خوبصورت سے بنچ پر جا بیٹھی اور یہاں بیٹھ کر سکون کے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ میں نے سوچا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ منیجر کا قتل یا ویٹر کا قتل کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا جو میرے لیے کارآمد ہوتی۔ کوئی ایسا موثر عمل ہونا چاہیے جس سے براہِ راست گیان چند تک رسائی حاصل ہو جائے۔

رکنی کے بارے میں جب سے میرا نظریہ تبدیل ہوا تھا وہ مجھے عجیب سی لگنے لگی تھی کبھی تو یوں احساس ہوتا جیسے وہ ان لوگوں کی برابر کی شریک کار ہو اور کبھی یوں لگتا جیسے وہ ان حالات سے بھی واقف نہیں ہے۔ لیکن دیپک راؤ

بارے میں کم از کم یہ بات میں دعوے سے کہہ سکتی تھی کہ وہ دل کا صاف نہیں ہے اور یقیناً سنیل کے کہنے کے مطابق اس نے مجھے یہاں خاص مقصد کے تحت ہی بلوایا ہے لیکن یہ سب کچھ... آخر وہ لوگ اب میرے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹا فون کی موجودگی اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ وہ لوگ خود بھی میری طرف سے باخبر رہنے کے خواہش مند ہیں کیوں؟ آخر کیوں؟ اور اگر میں ان کی نگاہوں میں ہوں تو کیا میرا گیان چند تک پہنچنا ممکن ہو گا؟ یہ سوال قابلِ غور تھا۔ بہت دیر تک اس پارک میں بیٹھی ہوئی اس بات پر غور کرتی رہی اور پھر کچھ بددل ہو کر واپس اپنے اسی ہوٹل میں آ گئی۔ ابھی تک میں نے کسی دوسرے ہوٹل کا بندوبست بھی نہیں کیا تھا۔ دراصل یہ بات کچھ میں نہیں آ رہی تھی کہ دوسرے ہوٹل کو تبدیل کرنے سے مجھے کیا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ کمرے میں داخل ہوئی تو ایک دم چونک پڑی ایک سفید لفافہ زمین پر پڑا ہوا تھا اور یقیناً میرے دروازے کی درز سے اندر ڈالا گیا تھا۔ میں نے بے اختیار دروازہ بند کیا اور لفافہ اُٹھا کر اسے کھولنے لگی۔ اندر سے ایک پرچا برآمد ہوا جس پر بگڑی ہوئی تحریر درج تھی

"ڈیئر بھارتی میرا خیال ہے کہ میں ان لوگوں کی نگاہوں میں آ گیا ہوں چنانچہ میں یہاں اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ بس ایک خبر ہے کہ تمہاری یہاں موجودگی کا علم تقریباً تمام لوگوں کو ہو گیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ تم یہاں کچھ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکو گی۔ چنانچہ بہتر یہی ہے کہ یہاں سے واپس چلی جاؤ۔ کوئی خطرہ بھی پیش آ سکتا ہے تمہیں۔ میں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی مجبور ہو گیا ہوں اور اس کے بعد تمہیں رانا پور میں نظر نہیں آؤں گا۔ سنیل۔"

میرے ہونٹ بھینچ گئے سنیل۔ میں نے عجیب سے انداز میں سوچا اور پھر لفافے کو پرزے پرزے کر کے اسے واش بیسن میں ڈال دیا اور پانی کا نل کھول دیا۔ کاغذ کے ٹکڑے سوراخوں سے اندر داخل ہو کر بالآخر نگاہوں سے معدوم ہو گئے اور میں گہری گہری سانس لیتی ہوئی باہر نکل آئی۔ سنیل سے مجھے فائدہ ہی کیا پہنچا تھا، بلاوجہ میرے معاملات میں مداخلت کرتا ہے۔ ہاں بس اتنا سا کام اس نے ضرور کیا تھا کہ کم از کم مجھے اس بات سے آگاہ کر دیا کہ دیپک راؤ رانا پور کا بہت بڑا آدمی ہے۔ رانا پور [illegible] بہت۔ آخر یہ کیسا شخص چاہتا کیا ہے؟ مجھے ایک بار [illegible] تو جائے۔ باقی رہا معاملہ خزی اور تخیل کا تو وہ بھی میری نگاہوں میں عجیب سا ہو گیا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے اور اس کا اختتام کیا ہو گا؟ کبھی کبھی تو ذہن اُلجھ جاتا تھا اور میں یہ سوچنے لگتی تھی کہ جو کچھ میں کر رہی ہوں وہ بے مقصد ہی رہے گا۔ اس سے مجھے زندگی بھر کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ بھی نہ کروں تو پھر کیا کروں؟ کیا خاموشی سے اپنے آپ کو ماضی کی قبر میں گم کر دوں۔ یہ ناممکن تھا۔ اپنی شناخت کے بغیر جینا بالکل بے معنی ہے۔ یہی تمام تصور میرے ذہن میں جنون کو جنم دیتا تھا اور یہ جنون بہت کچھ کروا چکا تھا مجھ سے۔ وہ کچھ جس کا کبھی میں نے تصور عالمِ خواب میں بھی نہ کیا ہو گا۔ لیکن اب ان راستوں پر نکلنے کے بعد واپسی ممکن نہیں تھی۔ وہ دن بھی گزر گیا۔ مجھ سے کسی نے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ میں بھی خود کاہلوں کی طرح کمرے میں پڑی رہی۔ رات کو بھی میں اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ دوسرے دن دس گیارہ اور پھر بارہ بج گئے۔ کوئی چیز سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ پتا نہیں رکنی نے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں قائم کیا تھا۔ دل میں سوچا کہ اس سے ہی ذرا بات چیت کروں۔ ویسے وہ بھی مشکوک کردار تھا میری نگاہ میں۔ لیکن اس کے بارے میں تحقیقات کیے بغیر چارۂ کار بھی نہیں رہا تھا۔ ابھی یہ فیصلہ کر ہی رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور میں اس تصور کے ساتھ دروازے کی جانب بڑھی کہ ہو سکتا ہے رکنی یا دیپک راؤ میں سے کوئی ہو یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہی ہوں۔ بہرحال دروازہ کھولا اور یہ دیکھ کر چونک گئی کہ میرے سامنے دیپک راؤ کھڑا تھا اور اس وقت وہ تنہا تھا۔ میں نے اس کے عقب میں جھانکا تو وہ مسکرا کر بولا۔

"نہیں رکنی میرے ساتھ نہیں ہے۔"

"اوہ! آئیے مسٹر دیپک۔" میں نے کہا۔

"بہتر یہ نہیں ہو گا کہ آپ میرے ساتھ خود چلیں۔"

"کہاں۔؟"

"میرے گھر۔ رکنی وہاں آپ کا انتظار کر رہی ہے اور اس نے مجھ سے اصرار کر کے کہا ہے کہ آپ کو اپنے ساتھ لے کر آؤں۔"

"لیکن؟"

"پلیز دوپہر کا کھانا آپ میرے ساتھ میری کوٹھی پر کھائیں۔ مجھے یقین ہے کہ ابھی آپ نے کھانا نہیں کھایا ہوگا۔"

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر گردن جھکا کر بولی۔

"ٹھیک ہے لباس تبدیل کرلوں۔؟"

"ضرور۔"

"میں باہر ہی آپ کا انتظار کرتا ہوں۔"

"نہیں آپ اندر آجائیے۔" میں نے کہا اور دیپک راؤ اندر داخل ہوگیا۔

میں نے ایک لباس نکالا اور باتھ روم کی جانب چل پڑی۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد میں باہر نکلی تو دیپک راؤ خاموشی سے بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا مجھے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے۔" اس نے کہا اور پھر میں اس کے ساتھ باہر نکل آئی۔

باہر اس کی خوبصورت کار کھڑی ہوئی تھی۔ دیپک راؤ میرے ساتھ کار میں بیٹھ گیا اور اس نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔

"دراصل ایک بات میں روز اول سے ہی سوچ رہا ڈیئر روزی۔" اس نے کہا۔

"کیا۔؟" میں نے سوال کیا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہیں رکمنی کے ساتھ یہاں آنا اچھا نہیں لگتا ہے۔"

"میں کچھ نہیں سمجھی مسٹر راؤ۔"

"معافی معاف کرنا ہوسکتا ہے غلط فہمی کا شکار ہوگیا ہوں لیکن دل کی بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تمہارا رویہ بے حد عجیب سا ہے۔"

"یہ آپ صرف محسوس کررہے ہیں حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ہے۔ رانا پور آنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ تمہیں میرے ساتھ یہاں تک آنا گوارا نہیں تھا لیکن مجھے یوں محسوس ہوا کہ رکمنی کی موجودگی کو تم نے اپنی شخصیت پر کسی حریف کی حیثیت دی ہے۔"

"آپ بہت غلط راستوں پر سوچنے لگے ہیں مسٹر راؤ۔"

"انسان ہوں غلط بھی سوچ سکتا ہوں اور اسی لیے اس وقت تمہیں دھوکا دے کر ساتھ لایا ہوں۔"

"کیا مطلب۔؟"

"مطلب یہ کہ میں رکمنی سے ہٹ کر تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو اس میں دھوکے کی کیا بات ہے۔؟"

"مطلب یہ ہے کہ رکمنی نے مجھے یہاں نہیں بھیجا بلکہ میں اس سے بہانہ کرکے آیا ہوں کہ میں کہیں اور جارہا ہوں اور وہ میرا انتظار کرے اور اس کے بعد میں تمہارے پاس آگیا تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لیے۔"

"تو کیا آپ کوٹھی نہیں چل رہے۔؟"

"نہیں میں تمہیں کہیں اور لے جارہا ہوں۔؟"

"میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔"

"تم سے صرف باتیں کرنا چاہتا ہوں عزت و احترام کے ساتھ۔ اطمینان رکھو میری ذات سے تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی وعدہ۔"

میں ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گئی اور دوسرے لمحے میرے دل میں کچھ نئے احساسات جنم لینے لگے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ ٹھیک ہے مسٹر دیپک راؤ اگر خود ہی تم نے مجھے یہ موقع مہیا کیا ہے تو میں اسے اپنی خوش بختی ہی سمجھتی ہوں چلو تم سے بھی دو دو ہاتھ ہوجائیں اور اس کے بعد میں نے پھر اس بات کو نظرانداز کردیا کہ دیپک مجھے کہاں لے جارہا ہے؟ یہ طویل فاصلے طے کیے تھے اس نے اور اس کے بعد ایک خوبصورت سی عمارت میں داخل ہوگیا تھا۔ لیکن یہ عمارت ذرا دیہی طرز کی تھی۔ اور جتنا فاصلہ اس نے طے کیا تھا اس سے بھی مجھے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ رانا پور کے نواحی علاقے میں کسی سمت نکل آیا تھا۔ عمارت میں کئی آدمی نظر آئے تھے مجھے جو دیپک راؤ کے سامنے مؤدب تھے ویسے یہ اندازہ تو مجھے ہوچکا تھا کہ رانا پور میں دیپک راؤ کے خاصے معاملات پھیلے ہوئے ہیں پھر وہ مجھے لیے ہوئے ایک اندرونی کمرے میں داخل ہوگیا اور جب میں نے کمرے میں قدم رکھا تو دو آدمی میرے سامنے آگئے ان کے ہاتھوں میں پستول دبے ہوئے تھے۔

"سوری میڈم آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں۔" ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں کہا اور میں چونک کر دیپک راؤ کو دیکھنے لگی۔ دیپک راؤ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"احتیاطی امور ابھی دونوں کے ہاتھوں میں ہیں اور میں ان کے معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کرتا۔"

"مگر اس بات کا مقصد۔؟"

"وہ بھی بتاسکیں گے۔" دیپک راؤ نے بے نیازی

[illegible] ان میں سے ایک نے پستول کی نال میری گردن پر [illegible] اور دوسرا میرا لباس کی تلاشی لینے لگا۔ اس نے [illegible] سے پستول برآمد کرلیا تھا اور اس کے بعد وہ تمام [illegible] جو میرے لباس میں موجود تھیں۔

"سوری ڈیئر۔ دراصل یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ اور [illegible] بھی محبت کی دنیا میں پستول کا کوئی دخل نہیں کیا [illegible] ہے تمہارا؟ چلو تم لوگ جاؤ۔" دیپک راؤ نے ان [illegible] کو اشارہ کیا اور وہ دونوں مؤدبانہ انداز میں باہر [illegible] گئے۔

میں ہونٹ بھینچے دیپک راؤ کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے [illegible] صوفے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"بیٹھ جاؤ روزی ڈیئر۔ بیٹھ جاؤ۔ تم سے بہت سی [illegible]۔ سنجیدہ باتیں کرنی ہیں یہ تمام کارروائی صرف اس [illegible] ہے کہ کہیں تم کسی اشتعال میں نہ آجاؤ اور خواہ مخواہ [illegible] درمیان کوئی گڑبڑ ہوجائے۔"

میں چبھتی ہوئی نگاہوں سے دیپک راؤ کو دیکھتی [illegible] صوفے پر بیٹھ گئی۔ وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک کرسی [illegible] بیٹھا تھا اور اس کے چہرے پر سنجیدگی کے گہرے آثار [illegible] ہے تھے۔ چند لمحات مکمل خاموشی سے گزر گئے اس [illegible] دیپک راؤ نے [illegible] کہا۔

"دراصل میں یہ سوچ رہا تھا کہ بات کہاں سے شروع [illegible]۔ لیکن اس کے لیے میں نے سیدھا سادہ راستہ اختیار [illegible] ہے۔ میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہاری ان [illegible] کی کارروائیوں کا پس منظر کیا ہے؟ دراصل میں [illegible] تمہیں روزی کے نام سے نہیں مخاطب کرنا چاہتا کیونکہ [illegible] تمہارے بارے میں حقیقت معلوم ہوچکی ہے ڈیئر بھارتی [illegible]" راؤ نے کہا اور میرے جبڑے مضبوطی سے ایک دوسرے [illegible] بھنچ گئے۔

میں نے خونخوار بلی کے سے انداز میں دیپک راؤ کو [illegible] کہا اور پھر میرے ہونٹوں پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل [illegible]۔

"گڈ ویسے مجھے اس بات کی خوشی ہے مسٹر دیپک راؤ [illegible] آپ نے مجھ سے صاف صاف گفتگو کرنے کا فیصلہ کرلیا [illegible] اس مقصد کے تحت اب واقعی مجھے یہاں آکر خوشی [illegible] ہے۔"

"ہاں دراصل میں کوئی درمیانی راہ نکالنا چاہتا ہوں۔ پتا نہیں رکمنی بیوقوف تمہیں کیا سمجھتی ہے لیکن یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ جو تمہیں سمجھا جارہا ہے اور اب میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جھیل کے کنارے میرے جن دو آدمیوں کا قتل کیا گیا ان میں تمہارا ہاتھ تھا کیونکہ وہ تمہارا تعاقب کررہے تھے۔"

میں دلچسپ نگاہوں سے دیپک راؤ کو دیکھتی رہی البتہ میں نے اس بات کی کوئی تردید یا تائید نہیں کی تھی۔

"کیا جواب دینا پسند کروگی۔؟"

"اس سے پہلے بھی میں جو کچھ کرچکی ہوں اس کے بارے میں بھی تفصیل بتاؤ دیپک راؤ۔"

"ہاں سیگل کی لاش بھی ہمیں دستیاب ہوگئی تھی اور میرا دعویٰ ہے کہ سیگل سے تمہیں رکمنی کے بارے میں معلوم ہوا ہوگا۔"

"ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ کچھ اور سناؤ دیپک راؤ تمہاری باتوں میں مجھے لطف آرہا ہے۔"

"دیکھو بھارتی بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو۔ میرا اور تمہارا براہ راست کوئی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ بات تم بھی جانتی ہو کہ ہم کسی اور کے لیے سرگرم عمل ہیں۔"

"تم اتنی اچھی باتیں کررہے ہو کہ میں مسرت سے جھوم رہی ہوں۔ وہ کوئی اور کون ہے۔؟"

"بھارتی اپنی گفتگو کا انداز تبدیل کرو۔ شاید اس دوران تم نے میرے بارے میں کچھ معلومات حاصل نہیں کیں۔ میں ان تمام چیزوں کا عادی نہیں ہے تمہیں بہت کچھ بتلانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اور اس کے طریقے مختلف ہوسکتے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہو دوستانہ انداز میں ہو اور مجھے یہ سب کچھ دوستانہ انداز میں معلوم کرکے خوشی ہوگی۔"

"تم نے میرے لیے ایک نئی فکر پیدا کردی ہے دیپک راؤ اور اب مجھے ذرا مختلف انداز میں سوچنا پڑ گیا جب تم اس قدر تفصیلات بتاسکتے ہو تو کیا تم یہ بتانا پسند نہیں کروگے کہ گیان چند کہاں ہے۔؟"

"ہوں! گیان چند سے بھی تمہاری ملاقات کرائی جاسکتی ہے لیکن اس سے پہلے تمہیں کچھ اور باتیں ذہن نشین کرلینی چاہئیں اب ہم جب صاف گفتگو پر آہی گئے ہیں تو کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کروگی کہ ہوٹل کے منیجر کا قتل کس نے کیا اور ان کے دیپک کو کس نے چھت پر سے نیچے گرایا تھا۔؟"

"تم میرے بارے میں بہت کچھ جان چکے ہو پھر ان اقدا

باتوں سے کیا تعلق ہے؟"

"گویا تم ان دونوں کے قتل کا بھی اعتراف کر رہی ہو۔ ویسے معاف کرنا بھارتی میں نے تم جیسی سفاک عورت اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ تمہاری شخصیت دُہری ہے، یہاں وہ ساری کہانیاں جھوٹی پڑ جاتی تھیں جو ہم نے اب تک سنی ہیں۔"

"بات دراصل یہ ہے دیپک راؤ کہ تم نے اس انداز میں گفتگو کا آغاز نہیں کیا جس انداز میں تمہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"مطلب۔؟"

"مطلب وہاں سے شروع کرو جہاں سے تم سب کنٹرول ہوتے ہو۔" دیپک راؤ مجھے دیکھتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"گویا تم رانا پربت کا نام سننا چاہتی ہو۔"

"گڈ ویری گڈ۔ دیپک راؤ بہت سے معاملات میرے اور تمہارے درمیان طے ہو سکتے ہیں اور اس کے بعد میں تم سے یہ سوال بھی کر سکتی ہوں کہ براہ راست گیان چند مجھ سے کیا چاہتے ہو اور ہو سکتا ہے میں اس بات پر آمادہ بھی ہو جاؤں کہ تم سے تعاون بھی کر ڈالوں لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ابتدا سے کام شروع ہو گا۔"

"ہوں۔ میں سمجھ رہا ہوں تمہاری بات۔ تعاون بھی لیا جا سکتا ہے بلکہ یوں کہو کہ تم سے تعاون ہی کرنا چاہتے ہیں ہم لوگ۔"

"ہم لوگ کی تفصیل۔؟"

"گیان چند اور میں اور ہم لوگوں کے پس پردہ ایک اور نام۔"

"اس نام کے بارے میں بتا دو۔"

"وقت سے پہلے تمہیں کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔"

"رانا پربت کا نام لیا تھا تم نے ابھی۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں گیان چند اور دوسرے بے شمار افراد رانا پربت کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن رانا پربت کی شخصیت میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو رفتہ رفتہ ہم لوگوں کے لیے اعتراض کا باعث بن گئیں اور وہ اس اعتراض کو دور کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ تب یوں کہو کہ ہم نے اس سلسلے میں ایک دوسری پارٹی سے معاہدہ کر لیا اور اب ہم اس معاہدے پر عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات ذرا الجھنوں میں چلی گئی ہے۔ میں تمہاری زبانی بہت کچھ سننا چاہتا ہوں۔ جہاں تک تم نے ابتدا کی بات کی ہے تو یہ بات تم بھی جانتی ہو کہ رانا پربت نہیں تمام تفصیلات بتا چکا ہے کیا اس کے باوجود تم مجھ سے کچھ پوچھنا پسند کرو گی۔؟"

"واہ! دیپک راؤ جی تم تو میرے لیے کھلونا بن گئے بڑی دلچسپ شخصیت ہو گئی تمہاری میرے لیے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"پھر وہی انداز اختیار کیا تم نے جس سے مجھے احساس ہوا کہ تم مجھے بیوقوف بنا یا بچہ سمجھتی ہو۔"

"خیر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم لوگ تو ابتدا سے بات کر رہے تھے۔"

"ایک ہی صورت میں یہ تمام باتیں ہو سکتی ہیں بھارتی جی کہ تم ہم سے مکمل تعاون کا وعدہ کر لو۔"

"ہو سکتا ہے میں آپ سے تعاون کر لوں دیپک راؤ جی لیکن اس وقت جب مجھے اس بات کی امید ہو جائے گی کہ آپ میرے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں۔"

دیپک راؤ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا چند لمحات کے بعد اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو۔؟"

"سب سے پہلا سوال یہ ہے آپ سے دیپک راؤ جی کہ آپ ابتدا سے وہ ساری کہانی جانتے ہیں جو میرے نام کے ساتھ منسوب ہے۔؟"

"نہیں۔"

"تو پھر آپ سے تعاون کرنے کا کیا فائدہ۔"

"ہو سکتا ہے آگے چل کر میں تمہارے اس تعاون پر پورا اتروں۔"

"ہو سکتا ہے لیکن اس کا اندازہ لگانا پڑے گا مجھے۔"

"ہوں! تو ٹھیک ہے میں کہانی رانا پربت سے شروع کرتا ہوں۔ رانا پربت کا خیال ہے کہ تمہاری شخصیت میں ایک ایسا راز پوشیدہ ہے جو بے شمار انسانوں کے لیے باعث دلچسپی ہو سکتا ہے۔ تم سرن کمار جی کی بیٹی ہو لیکن بے خزی کی نہیں جو سرن کمار کی دوسری بیوی تھی۔ تم شاید سرن کمار کی پہلی بیوی کی اولاد ہو۔ تمہارے نام کے ساتھ جو واقعات وابستہ ہیں وہ ایک سفید ڈائری میں درج تھے اور یہ ڈائری شاید تمہارے پتا جی نے لکھی تھی رانا پربت کو سفید ڈائری کی تلاش تھی اور اس سلسلے میں وہ قیام کا دعویٰ کر رہا تھا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ اس سفید ڈائری یا تم سے متعلق دلچسپی کی جانچ پڑتال کے لیے رانا پربت نے شروع حا پور کی بے خزی دیوی کو اس کام کے لیے مجبور کیا

وہ تمہارے پتا سے شادی کر لیں خزی حا پور کی بے خزی تمہارے پتا سے شادی کر لی لیکن واقعات میں کچھ گڑبڑ ہو گئی اور بے خزی تمہارے پتا سے علیحدہ ہو گئی۔ اور اس کے بعد کسی طرح سرن کمار جی کو قتل کر دیا گیا اس قتل سے مسئلہ حل نہیں ہو سکا تھا اور یہ لوگ نجانے کتنے عرصے تک اس چکر میں پڑے رہے کہ تم سے متعلق زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں رانا پربت سنگھ نے بے خزی کو بلیک میل کر کے اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا اور بالآخر کچھ ایسے معاملات ہوئے کہ رانا پربت نے تمہارے دادا جی اور موسی جی کو بھی قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور شاید اس کے ایما پر ان دونوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔ لیکن قتل سے شاید رانا پربت کا مقصد پورا نہیں ہوا تھا وہ کوشش کرتا رہا اور طرح طرح سے اس سلسلے میں کارروائی کرتا رہا۔ میں اور گیان چند اس کے آلۂ کار تھے۔ اس کے ساتھ ہی رانا پربت کا ایک گروہ سے بھی رابطہ تھا۔ جو اس معاملے میں دلچسپی لینے لگا تھا لیکن پھر اس گروہ اور رانا پربت کے درمیان ٹھن گئی اس گروہ کا ایک آدمی رانا پربت کے ہاتھوں مارا گیا وہ اس گروہ کے سربراہ کا بیٹا تھا اور اپنے بیٹے کے قتل کے بعد وہ شخص رانا پربت کے خلاف ہو گیا تھا اس نے ہم سے رابطہ قائم کیا چنانچہ بھارتی جی بظاہر ہم اس وقت تو رانا پربت کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن درپردہ ہمارا تعلق اس گروہ کے سربراہ سے ہے اور وہ ہمارے لیے زیادہ کام کا شخص ہے چنانچہ ہم یہاں پر جو کچھ کر رہے ہیں اب اس دوسرے شخص کے لیے کر رہے ہیں تم سمجھ گئی ہو گی۔ ویسے اب سنا ہے کہ سفید ڈائری رانا پربت کے پاس موجود ہے اور رانا پربت آج کل روپوش ہے۔"

میرے ذہن میں سناٹے در آئے تھے اور میرے ذہن میں بار بار ایک نام ابھر رہا تھا میں نے اس نام کی تصدیق کر لینا مناسب سمجھی اور دیپک راؤ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس گروہ کے سربراہ کا نام آرٹن فرگ تو نہیں۔"

دیپک راؤ اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے عجیب سی کیفیت نظر آئی لیکن پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ "یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا۔؟"

"اور قتل ہونے والے بیٹے کا نام ہارٹن تو نہیں تھا؟" میں نے اس کے سوال کو نظرانداز کر کے کہا اور دیپک راؤ نے سناٹے کے عالم میں مجھے دیکھنے پر اکتفا کی۔

اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا چند لمحات کے بعد وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"وہ جو کوئی بھی ہے بھارتی جی ابھی آپ کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ لیکن ایک بات آپ ذہن نشین کر لیجیے کہ رانا پربت کے ہاتھوں صرف آپ کو نقصان پہنچ سکتا ہے جبکہ اگر آپ کا تعاون بھی ہمیں حاصل ہو جائے تو ایک طرح سے ہم رانا پربت پر فوقیت حاصل کر لیں گے اور میں اس بات کا اعلان کر سکتا ہوں کہ اب کامیابی ہمارا مقدر ہے۔"

"خطرہ یہ ہے کہ مجھے اس راز کے بارے میں تفصیلات معلوم ہونی چاہئیں جو میری زندگی سے وابستہ ہے۔"

"آپ یقین کیجیے بھارتی جی یہ بات ہم سے کسی کو نہیں معلوم ہو سکتا ہے اب رانا پربت کو اس ڈائری سے معلومات حاصل ہو گئی ہوں لیکن کسی اور کے لیے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"دوسری بات کیا میرے دادا جی اور موسی جی کو گیان چند نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ہے؟"

"یہ بھی مجھے نہیں معلوم ہو سکتا ہے رانا پربت نے یہ کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیا ہو۔"

"کیا تم میری ملاقات گیان چند سے کرا سکتے ہو۔؟"

"نہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ فی الحال بات مجھ تک ہی رہنے دو تو بہتر ہے۔"

"تب میں تم پر کوئی بھروسہ نہیں کر سکتی دیپک راؤ جی۔" میں نے جواب دیا۔

"تم اس کے لیے مجبور ہو بھارتی جی۔ تمہارا کیا خیال ہے یہاں لانے کے بعد میں تمہیں آسانی سے یہاں سے جانے دوں گا۔ یہ جگہ تمہارا مقبرہ بھی بن سکتی ہے۔ میں اس وقت تک تمہیں یہاں پوشیدہ رکھوں گا جب تک کہ میرے تمام مقاصد پورے نہ ہو جائیں جہاں تک رکنی کا تعلق ہے تو یوں سمجھ لو کہ وہ بھی ہماری ساتھی ہے اور ہم نے مل کر تمہارے لیے بڑا عمدہ جال بنا ہے میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میگ کو قتل کر کے تم نے رکنی کا پتا معلوم کیا تھا ورنہ ظاہر ہے تم وہ نہیں ہو جو خود کو ظاہر کرتی رہی ہو اور یہ بات رکنی بھی اچھی طرح جانتی ہے۔"

"ہوں۔ اچھا کیا یہ بتا دیا مجھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں آپ سے تعاون پر آمادہ ہو جاؤں تو اس تعاون کی قسم کیا ہو گی۔؟"

"اس سفید ڈائری کے بارے میں تفصیلات اور ایسے معاملات جس میں ہم یہ ظاہر کر سکیں کہ اب تمہارے ساتھ تعاون کر رہی ہو۔ اسی طرح ہم رانا پربت کو زیر

پاؤں سے نکالی تھی۔"

"گویا تم ان دونوں کے قتل کا بھی اعتراف کر رہی ہو۔ ویسے معاف کرنا بھارتی میں نے تم جیسی سفاک عورت اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ تمہاری شخصیت دُہری ہے، جہاں وہ ساری کہانیاں جھوٹی پڑ جاتی تھیں جو ہم نے اب تک سنی ہیں۔"

"بات دراصل یہ ہے دیپک راؤ کہ تم نے اس انداز میں گفتگو کا آغاز نہیں کیا جس انداز میں تمہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"مطلب۔؟"

"مطلب وہاں سے شروع کرو جہاں سے تم سب کے طلب ہوتے ہو۔" دیپک راؤ مجھے دیکھتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"گویا تم رانا پربت کا نام سُننا چاہتی ہو۔"

"گڈ ویری گڈ۔ دیپک راؤ بہت سے معاملات میرے اور تمہارے درمیان طے ہو سکتے ہیں اور اس کے بعد میں تم سے یہ سوال بھی کر سکتی ہوں کہ براہ راست تم گیان چند مجھ سے کیا چاہتے ہو اور ہو سکتا ہے میں اس بات پر آمادہ بھی ہو جاؤں کہ تم سے تعاون بھی کر ڈالوں لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ابتدا سے کام شروع ہوگا۔"

"ہوں۔ میں سمجھ رہا ہوں تمہاری بات۔ تعاون بھی لیا جا سکتا ہے بلکہ یوں سمجھو کہ تم سے تعاون ہی کرنا چاہتے ہیں ہم لوگ۔"

"ہم لوگ کی تفصیل۔؟"

"گیان چند اور میں اور ہم لوگوں کے پس پردہ ایک اور نام۔"

"اس نام کے بارے میں بتا دو۔"

"وقت سے پہلے تمہیں کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔"

"رانا پربت کا نام لیا تھا تم نے ابھی۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں گیان چند اور دوسرے بے شمار افراد رانا پربت کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن رانا پربت کی شخصیت میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو رفتہ رفتہ ہم لوگوں کے لیے اعتراض کا باعث بن گئیں اور اس اعتراض کو دور کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ تب یوں سمجھو کہ ہم نے اس سلسلے میں ایک دوسری پارٹی سے معاہدہ کر لیا اور اب ہم اس معاہدے پر عملدرآمد کرنا چاہتے ہیں۔ بات ذرا اُلجھنوں میں چلی گئی ہے۔ میں تمہاری زبانی بہت کچھ سننا چاہتا ہوں۔ جہاں تک تم نے ابتدا کی بات کی ہے تو یہ بات تم بھی جانتی ہو کہ رانا پربت تمہیں تمام تفصیلات بتا چکا ہے کیا اس کے باوجود تم مجھ سے یہ کچھ پوچھنا پسند کرو گی۔؟"

"واہ! دیپک راؤ جی تم تو میرے لیے گتھی بن گئے بڑی دلچسپ شخصیت ہو گئی تمہاری میرے لیے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"پھر وہی انداز اختیار کیا تم نے جس سے مجھے احساس ہوا کہ تم مجھے بیوقوف بنایا بچہ سمجھتی ہو۔"

"خیر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم لوگ تو ابتدا سے بات کر رہے تھے۔"

"ایک ہی صورت میں یہ تمام باتیں ہو سکتی ہیں بھارتی جی کہ تم ہم سے مکمل تعاون کا وعدہ کرو۔"

"ہو سکتا ہے میں آپ سے تعاون کر لوں دیپک راؤ جی لیکن اس وقت جب مجھے اس بات کی امید ہو جائے گی کہ آپ میرے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں۔"

دیپک راؤ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا چند لمحات کے بعد اس نے گردن اٹھا کر کہا۔

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو۔؟"

"سب سے پہلا سوال یہ ہے آپ سے دیپک راؤ جی کہ آپ ابتدا سے وہ ساری کہانی جانتے ہیں جو میرے نام کے ساتھ منسوب ہے۔؟"

"نہیں۔"

"تو پھر آپ سے تعاون کرنے کا کیا فائدہ۔"

"ہو سکتا ہے آگے چل کر میں تمہارے اس تعاون پر پورا اتروں۔"

"ہو سکتا ہے لیکن اس کا اندازہ لگانا پڑے گا مجھے۔"

"ہوں! تو ٹھیک ہے میں کہانی رانا پربت سے شروع کرتا ہوں۔ رانا پربت کا خیال ہے کہ تمہاری شخصیت میں ایک ایسا راز پوشیدہ ہے جو بے شمار انسانوں کے لیے باعث دلچسپی ہو سکتا ہے۔ تم سرن کمار جی کی بیٹی ہو لیکن بے خبری کی جہیں جو سرن کمار کی دوسری بیوی تھی۔ تم شاید سرن کمار کی پہلی بیوی کی اولاد ہو۔ تمہارے نام کے ساتھ جو واقعات وابستہ ہیں وہ ایک سفید ڈائری میں درج تھے اور یہ ڈائری شاید تمہارے پتا جی نے لکھی تھی رانا پربت کو سفید ڈائری کی تلاش تھی اور اس سلسلے میں وہ قدیم کا جادو بھی کرتا رہتا تھا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس سفید ڈائری یا تو تم سے متعلق دلچسپی کی چھان بین کے لیے رانا پربت نے خزنوعا پور کی بے خبری دیوی کو اس کام کے لیے مجبور کیا

وہ تمہارے پتا سے شادی کر لیں خزنوعا پور کی بے خبری تمہارے پتا سے شادی کر لی لیکن واقعات میں کچھ گڑبڑ ہو گئی اور بے خبری تمہارے پتا سے علیحدہ ہو گئی۔ اور اس کے بعد کسی طرح سرن کمار جی کو قتل کر دیا گیا اس قتل سے مسئلہ حل نہیں ہو سکا تھا اور یہ لوگ نجانے کتنے عرصے تک اس چکر میں پڑے رہے کہ تم سے متعلق زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کریں رانا پربت سنگھ نے بے خبری کو بلیک میل کر کے اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا اور بالآخر کچھ ایسے معاملات ہوئے کہ رانا پربت نے تمہارے دادا جی اور موسی جی کو بھی قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور شاید اس کے ایما پر یہ دونوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔ لیکن قتل سے شاید رانا پربت کا مقصد پورا نہیں ہوا تھا وہ کوشش کرتا رہا اور طرح طرح سے اس سلسلے میں کارروائی کرتا رہا۔ میں اور گیان چند اس کے آلۂ کار تھے۔ اس کے ساتھ ہی رانا پربت کا ایک گروہ سے بھی رابطہ تھا۔ جو اس معاملے میں دلچسپی لینے لگا ہو گیا تھا لیکن پھر اس گروہ اور رانا پربت کے درمیان ٹھن گئی اس گروہ کا ایک آدمی رانا پربت کے ہاتھوں مارا گیا وہ اس گروہ کے سربراہ کا بیٹا تھا اور اپنے بیٹے کے قتل کے بعد وہ شخص رانا پربت کے خلاف ہو گیا تھا اس نے ہم سے رابطہ قائم کیا چنانچہ بھارتی جی بظاہر ہم اس وقت تو رانا پربت کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن در حقیقت ہمارا تعلق اس گروہ کے سربراہ سے ہے اور وہ ہمارے لیے زیادہ کارآمد شخص ہے چنانچہ ہم یہاں پر جو کچھ کر رہے ہیں اب اس دوسرے شخص کے لیے کر رہے ہیں تم سمجھ گئی ہوں گی۔ ویسے اب سنا تمہارے ہے کہ سفید ڈائری رانا پربت کے پاس موجود ہے اور رانا پربت آج کل روپوش ہے۔"

میرے ذہن میں سناٹے دوڑ گئے تھے اور میرے ذہن میں بار بار ایک نام ابھر رہا تھا میں نے اس نام کی تصدیق کر لینا مناسب سمجھی اور دیپک راؤ کی آنکھوں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس گروہ کے سربراہ کا نام آرتن فرک تو نہیں۔"

دیپک راؤ اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے عجیب سی کیفیت نظر آئی لیکن پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ "یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا۔؟"

"اور قتل ہونے والے بیٹے کا نام بارٹن تو نہیں تھا۔" میں اس کے سوال کو نظر انداز کر کے کہا اور دیپک راؤ نے سناٹے کے عالم میں مجھے دیکھنے پر اکتفا کی۔

اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا چند لمحات کے بعد وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"وہ جو کوئی بھی ہے بھارتی جی ابھی آپ کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ لیکن ایک بات آپ ذہن نشین کر لیجیے کہ رانا پربت کے ہاتھوں صرف آپ کو نقصان پہنچنا ہے گا جبکہ اگر آپ کا تعاون بھی ہمیں حاصل ہو جائے تو ایک طرح سے ہم رانا پربت پر فوقیت حاصل کر لیں گے اور میں اس بات کا اعلان کر سکتا ہوں کہ اب کامیابی ہمارا مقدر ہے۔"

"شرط یہ ہے کہ مجھے اس راز کے بارے میں تفصیلات معلوم ہونی چاہئیں جو میری زندگی سے وابستہ ہے۔"

"آپ یقین کیجیے بھارتی جی یہ بات ہم سے کسی کو نہیں معلوم ہو سکتا ہے اب رانا پربت کو اس ڈائری سے معلومات حاصل ہو گئی ہوں لیکن کسی اور کے لیے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"دوسری بات کیا میرے دادا جی اور موسی جی کو گیان چند نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ہے؟"

"یہ بھی مجھے نہیں معلوم ہو سکتا ہے رانا پربت نے یہ کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیا ہو۔"

"کیا تم میری ملاقات گیان چند سے کرا سکتے ہو۔؟"

"نہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ فی الحال بات مجھ تک ہی رہنے دو تو بہتر ہے۔"

"تب میں تم پر کوئی بھروسہ نہیں کر سکتی دیپک راؤ جی۔" میں نے جواب دیا۔

"تم اس کے لیے مجبور ہو بھارتی جی۔ تمہارا کیا خیال ہے یہاں لانے کے بعد میں تمہیں آسانی سے یہاں سے جانے دوں گا۔ یہ جگہ تمہارا مقبرہ بھی بن سکتی ہے۔ میں اس وقت تک تمہیں یہاں پوشیدہ رکھوں گا جب تک کہ میرے تمام مقاصد پورے نہ ہو جائیں جہاں تک رکمنی کا تعلق ہے تو یوں سمجھو کہ وہ بھی ہماری ساتھی ہے اور ہم نے مل کر تمہارے لیے بڑا عمدہ جال بنا ہے میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میگ کو قتل کر کے تم نے رکمنی کا پتا معلوم کیا تھا ورنہ ظاہر ہے تم وہ نہیں ہو جو خود کو ظاہر کرتی رہی ہو اور یہ بات رکمنی بھی اچھی طرح جانتی ہے۔"

"ہوں۔ اچھا کیا یہ بتا دیا مجھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں آپ سے تعاون پر آمادہ ہو جاؤں تو اس تعاون کی قسم کیا ہوگی۔؟"

"اس سفید ڈائری کے بارے میں تفصیلات اور ایسے معاملات جس میں ہم یہ ظاہر کر سکیں کہ اب تم ہمارے ساتھ تعاون کر رہی ہو۔ اس طرح ہم رانا پربت کو ذرا [illegible]

کرسکتے ہیں۔"

"اور اگر میں اس سے انکار کردوں تو۔؟"

"تو اس کے لیے میں نے آپ کو پہلے ہی بتا دیا ہے کہ آپ یہاں ہماری قیدی رہیں گی اس وقت تک جب تک ہم چاہیں گے۔"

"گویا اب میں یہاں سے واپس نہیں جاسکتی۔؟"

"نہیں دیوی جی اسی لیے آپ کی تلاشی وغیرہ بھی لے لی گئی ہے۔ سنا ہے کہ آپ بہت طاقتور، توانا اور اپنے معاملات کی ماہر ہیں اور ظاہر ہے اگر نہ ہوتیں تو ان دو تین افراد کو کیسے قتل کر دیتیں۔ ویسے آپ جیسی خوبصورت لڑکی کے ہاتھوں قتل، بڑی عجیب چیز محسوس ہوتی ہے۔"

"اچھا تو کیا آپ اس کا ذاتی تجربہ بھی کرنا چاہتے ہیں؟"

"کیا مطلب۔؟"

"اب میری خواہش ہے کہ آپ بھی میرے ہاتھوں قتل ہو جائیے۔ یہ اچھا ہوا کہ آپ نے مجھے کچھ تفصیلات بتا دیں لیکن مزید کچھ ایسی تفصیلات ہیں جو میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ تاہم اس کے سلسلے میں اپنا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ ابھی تو گولیاں چند باقی ہیں۔"

"تو گویا تم ہم سے تعاون پر آمادہ نہیں ہو۔؟"

"میں تم جیسے لوگوں کو اپنا سلام تو بھیج سکتی ہوں، تم سے کام لے سکتی ہوں۔ لیکن جس چیز کو تم تعاون کہہ رہے ہو ظاہر ہے تم اس معیار کے آدمی نہیں ہو دیپک راؤ۔" میرا لہجہ تلخ ہو گیا اور دیپک راؤ کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آنے لگے۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"اب تو تم یہ بھی جان چکی ہو کہ میں آئرن فیرک کے لیے کام کر رہا ہوں اور یہ بھی جان چکی ہو کہ میں رانا پربت سنگھ کا مخالف ہو چکا ہوں۔ اتنی ساری باتیں جاننے کے بعد ڈیئر بھارتی میرے لیے یہ ممکن نہیں رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کوئی رعایت کروں کیونکہ اس عمارت میں چونکہ ایک عظیم الشان تہہ خانہ موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تہہ خانہ تاریخی نوعیت کا ہے اور اس میں بے شمار انسانوں نے دم توڑا ہے۔ باہر کا راستہ تلاش کرتے کرتے۔ میں نے جب عمارت خریدی تھی تو اسے از سر نو تعمیر کرایا اور یقین کرو وہ تہہ خانہ میرے لیے بھی انتہائی حیرت انگیز چیز ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس کی سیر کرا دوں۔؟"

"ہاں۔ ہاں ضرور۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ میرا قید خانہ کیسا ہے۔؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دیپک راؤ نے ایک دیوار میں لگی ہوئی بیل بجا دی۔ وہی دونوں آدمی اندر داخل ہو گئے جو مجھے یہاں چھوڑ کر گئے تھے۔ دونوں مسلح تھے اور کافی خونخوار نظر آتے تھے تب دیپک راؤ نے کہا۔

"چلو میڈم کو تہہ خانے میں لے چلو۔"

وہ دونوں میرے نزدیک آ کر کھڑے ہو گئے اب اصل میں فیصلہ یہ کرنا تھا کہ میں ان دونوں کے ساتھ تہہ خانے تک چلوں یا پھر یہیں حساب کتاب پورا کروں۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ مجھے اس عمارت میں موجود لوگوں کی تعداد معلوم نہیں تھی۔ ہو سکتا ہے اس افراتفری میں باہر والوں کو اطلاع ہو جائے اور وہ یہاں پہنچ جائیں لیکن اگر تہہ خانے کے بارے میں دیپک راؤ نے درست کہا ہے تو وہاں پہنچنے کے بعد اس بات کے امکانات بھی تھے کہ میں وہاں پھنس کر رہ جاتی اور میرے لیے نکلنا ممکن نہ ہوتا چنانچہ جو کچھ بھی کرنا تھا یہیں کرنا تھا۔ ان دونوں نے پستولیں نکال لی تھیں اور میں عجیب سی نگاہوں سے دیپک راؤ کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ آپ ہی کی خواہش ہے دیوی جی کہ آپ ایک غیر تعاون کرنے والے شخص کی حیثیت سے اس تہہ خانے تک جائیں ورنہ آپ کو دوستانہ انداز میں بھی وہاں تک لے جایا جا سکتا تھا۔"

"ٹھیک ہے بہرحال میں [illegible] منافقت نہیں کر سکتی۔" میں نے کہا اور دوسرے لمحے تھوڑا سا جھکی۔

ان دونوں نے سہارا دینے کے لیے میرے بازو پکڑنے چاہے تو میں چاہتی تھی۔ میرے دونوں ہاتھ پھیلے اور میں نے بڑی چابکدستی کے ساتھ دونوں کے پستولوں پر ہاتھ ڈالا۔ ان کے حلق سے آوازیں نکل گئیں لیکن میرے ہاتھ جس انداز میں ان کی کلائیوں پر پڑے تھے اس کے بعد یہ تو ممکن نہیں تھا کہ پستول ان کے ہاتھ میں رہ جاتے چنانچہ پستول نیچے گرے۔ دیپک راؤ نے ایک دھاڑ کے ساتھ ہی پستولوں پر چھلانگ لگا دی۔ غالباً وہ اس بات کا منتظر تھا کہ میری طرف سے کوئی کارروائی ہو لیکن احمق میں بھی نہیں تھی مجھے یاد تھا کہ تیسرا آدمی عقب میں موجود ہے۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کو زمین پر لٹاتے ہی الٹی چھلانگ لگائی اور دیپک راؤ کو جھکے ہوئے دیکھ لیا میں نے اس کے جھکے ہوئے سر پر ایک زوردار دوہتڑ لگایا اور دیپک راؤ اوندھے منہ نیچے گر پڑا۔ اس کے ساتھ میں نے اچھل کر دونوں پاؤں سیدھے کیے اور دیپک راؤ کے ہاتھوں پر ضربیں لگا دیں۔ دیپک راؤ ایک کراہ کے ساتھ الٹ گیا

تھا اور اس کے بعد پستول اٹھانے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی لیکن وہ دونوں آدمی سنبھل چکے تھے اور غالباً دوبارہ میری طرف متوجہ ہونا چاہتے تھے لیکن یہاں بھی یا تو میری مشق تھی یا صرف اتفاق کہ میں نے دونوں پستولوں کی نالیں ان کے کھلے ہوئے منہ میں گھسا دیں اور اس کے بعد ٹریگر دبانے میں بھی کوئی دقت نہیں ہوئی۔ پستولوں کے دھماکے زیادہ نہیں ہوئے تھے غالباً ان کے کھلے ہوئے حلق نے سائلنسر کا کام دیا تھا۔ گولیاں ان کی گدیوں سے نکل کر دیواروں سے ٹکرائی تھیں۔ اس دوران دیپک راؤ نے دوبارہ اٹھ کر مجھ پر حملہ کر دیا تھا۔ لیکن میں نے فوراً اپنی جگہ خالی کر دی اور وہ ان دونوں کو رگیدتا ہوا خود بھی دیوار سے جا ٹکرایا اس کا سر دیوار سے ٹکرا کر پھٹ گیا تھا اور اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں دیپک راؤ کو بھی سنبھال لوں چنانچہ میں نے پستول کا فائر تو نہیں کیا البتہ پورا پستول ہی اس پر پھینک مارا۔ میرا یہ نشانہ بھی کارآمد ہوا تھا اور پستول پوری قوت سے اس کی ناک پر پڑا۔ دیپک راؤ کے حلق سے ایک آواز نکلی لیکن اب اسے چھوڑنا تو ممکن نہیں تھا میں فوراً آگے بڑھی اور اس کے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے اور اس کے بعد میں اس برق رفتاری سے دوڑی کہ خود دیپک راؤ [illegible] گیا۔ میں دوڑتی ہوئی اسے سامنے کی دیوار تک لے گئی اور پھر اس کے سامنے سے ہٹ گئی دیپک راؤ کا سر دھماکے سے دیوار سے ٹکرایا اور کسی خربوزے ہی کی طرح کھل گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ دیوار سے چپک گئے اور پھر وہ دیوار سے لگا لگا نیچے آ رہا اگر اس کے بعد اس میں زندگی کا تصور تلاش کیا جاتا تو یہ ایک احمقانہ بات تھی وہ دونوں آدمی بھی تڑپ تڑپ کر سرد ہو گئے تھے جن کے حلق میں گولیاں اتر گئی تھیں میں اچھل کر پیچھے ہٹ گئی تاکہ میرے کپڑے وغیرہ داغدار نہ ہوں۔ ان تینوں کو جس آسانی سے میں نے زیر کر لیا تھا اس کی خود مجھے بھی توقع نہیں تھی لیکن اس وقت شاید میرے بدن میں کچھ زیادہ ہی بجلیاں بھر گئی تھیں اور میں بہت زیادہ پاگل ہو گئی تھی۔ جس کا نتیجہ میرے سامنے تھا کمرے میں گہرا سکوت طاری تھا اور اب خاموشی اور سناٹے کے علاوہ یہاں کچھ نہیں باقی رہا تھا۔ میں نے ایک نگاہ اپنے لباس کا جائزہ لیا اور یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ میرے لباس پر کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جو کسی کو میری جانب متوجہ کر دے۔ باہر نکلنے کا مسئلہ تھا یقینی بات تھی کہ یہاں دیپک راؤ کے اور بھی بہت سے آدمی ہوں گے ان کی نگاہوں سے بچ کر نکلنا آسان کام نہیں ہوگا لیکن یہاں وقت بھی تو نہیں گزارا جا سکتا تھا چنانچہ میں نے دروازے کو کھول کر تھوڑا سا باہر جھانکا اور سب بالکل سنسان پا کر وہاں سے نکل آئی دروازہ میں نے باہر سے بند ہی کر دیا تھا تھوڑے سے فاصلے پر میں نے راہداری دیکھی اور اس میں چل پڑی۔ راہداری مجھے کہاں لے جائے گی اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ لیکن راہداری سے گزرتے ہوئے میں نے بائیں سمت تین سیڑھیاں دیکھیں جو اس گھر کے احاطے میں اترتی تھیں۔ ان سیڑھیوں کے دوسری طرف دیوار نظر آ رہی تھی اور اب اس کے علاوہ اور کوئی بہتر ذریعہ نہیں ہو سکتا تھا کہ میں احاطے کی یہ دیوار کود کر دوسری جانب چلی جاؤں۔ راستوں کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا لیکن یہ ساری باتیں تو بعد کی ہیں۔ یہاں اگر ان تین لاشوں کے ساتھ مجھے دیکھ لیا جائے تو میری زندگی محال ہو جائے گی اب تو یہ ممکن نہیں ہے کہ چاروں طرف سے چلنے والی گولیوں سے میں اپنے آپ کو بچا سکوں چنانچہ برق رفتاری سے میں نے سیڑھیاں عبور کیں اور احاطے کی دیوار تک پہنچ گئی پھر دیوار کی دوسری طرف کودنا میرے لیے کوئی مشکل عمل نہیں رہا۔ دوسری جانب ایک گہرا نالہ تھا جو خشک پڑا ہوا تھا نالے میں اترے بغیر چارہ کار نہیں تھا لیکن کچھ آگے چل کر یہ نالہ ایک ایسی پلیا کے نیچے سے گزرتا تھا جو کافی طویل تھی اور اس طرح میں دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل ہو سکتی تھی چنانچہ نالے میں اترنے کے بعد میں نے برق رفتاری سے پلیا کی جانب دوڑنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد اس کے نیچے پہنچ گئی۔ یہاں جھاڑ جھنکاڑ اُگے ہوئے تھے۔ اور ان میں حشرات الارض کی موجودگی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا بہرطور سفر مجھے کرنا ہی تھا اور بہتر میں نے یہی سمجھا کہ جب تک میں نالے میں سفر کر سکتی ہوں کروں اور اس کے بعد کوئی موزوں جگہ دیکھ کر ابھر آؤں۔ میں نالے میں چلتی رہی۔ خشک نالہ کافی طویل تھا اور بعض جگہ کافی ٹیڑھا میڑھا بھی ہو گیا تھا تقریباً ایک میل کا سفر میں نے نالے کے اندر ہی اندر طے کیا اور اس دوران میرا حلیہ جو کچھ بھی بن گیا ہوگا اس کا مجھے خود بھی اندازہ تھا۔ لیکن کافی دیر گزرنے کے بعد دفعتاً مجھے ویسی ہی ایک پلیا کا احساس ہوا اور میں پلیا کے نیچے پہنچی ہی تھی کہ اوپر سے کوئی گاڑی گزرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں ایک دم سے ساکت ہو گئی تھی اس کا مقصد ہے کہ پلیا کے اوپر کوئی سڑک

بچی ہوئی ہے اور اب نالے سے او پر آ جانا میرے لیے بہت سوزوں تھا لیکن اپنا یہ حلیہ۔ بہر طور میں نالے کی دیوار عبور کرتی ہوئی اوپر پہنچ گئی۔ چوڑی سڑک پلیا کے اوپر سے گزرتی ہوئی نجانے کہاں چلی گئی تھی۔ میں سڑک کے کنارے کھڑی سوچنے لگی کوئی مجھے دیکھے گا تو کیا کہے گا بہتر یہ تھا کہ اپنا یہ حلیہ درست ہی کر لیا جائے۔ میں وہاں سے ہٹ کر ایک درخت کے نیچے پہنچ گئی اور پھر اپنا لباس وغیرہ جھاڑنے لگی۔ لباس پر سے تو گرد اتر گئی لیکن جوتے بری طرح خراب ہو رہے تھے اور اب اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں بیٹھ کر جوتے وغیرہ بھی صاف کروں چنانچہ میں نے اس پر عمل کیا اور بیٹھ کر جوتوں کو صاف کرنے لگی۔ پاؤں بھی بے حد گندے ہو رہے تھے چہرے کی کیفیت کا کوئی اندازہ نہیں تھا لیکن حتی الامکان میں نے اسے بھی صاف کر لیا اور اس کے بعد بال وغیرہ سنوار کر دوبارہ سڑک پر آ گئی پھر میں نے ایک سمت اختیار کی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئی دور دور تک کوئی سواری نظر نہیں آ رہی تھی۔ اور اس علاقے میں یہاں کسی سواری میں سوار ہونا بھی میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ اور قدرے خطرناک تھا چنانچہ بہتر تھا کہ جس قدر بھی جلد ممکن ہو سکے یہاں سے دور نکل جاؤں اور میں سفر کرتی رہی۔ پاؤں شل ہو گئے تھے لیکن رکنے کا تصور بھی محال تھا۔ پتا نہیں کہاں سے کہاں پہنچ جاؤں۔ بہت دور نکلنے کے بعد بالآخر مجھے ایک بستی سی نظر آئی۔ رانا پور کا کوئی نواحی علاقہ ہو سکتا تھا میں نے رفتار تیز کر دی اب آخری کوشش یہی تھی کہ اس بستی تک پہنچ جاؤں اور میں نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے خود کو بستی کے درمیان پایا تھا۔ رانا پور کی نواحی بستی میں پہنچنے کے بعد مجھے ایک سواری مل گئی اور میں ٹیکسی میں بیٹھ کر شہر چل پڑی ٹیکسی ڈرائیور بہت ہی معصوم سا آدمی تھا اس نے نہ تو میرے حلیے پر غور کیا اور نہ اس بات پر توجہ دی کہ میں کون ہوں؟ بہر طور میں وہاں سے شہر پہنچنے کے بعد ایک جگہ اتر گئی اور پھر دوسری ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے فیصلے کے مطابق دیپک راؤ کی کوٹھی کی جانب چل پڑی۔ اس وقت ہوٹل میں واپس جانا کسی طور مناسب نہیں تھا کیونکہ میری شخصیت کافی مشکوک تھی اور میں نے سوچ لیا تھا کہ یہاں کچھ کرنے کے بعد یہاں سے فوراً روانہ ہو جاؤں گی۔ یہ جگہ میرے لیے کافی خطرناک ہو گئی تھی۔ دیپک راؤ کی کوٹھی کے سامنے ٹیکسی رکوا کر میں اتری اور بل ادا کیا پھر اندر داخل ہو گئی میرے ذہن میں یہ تصور بھی تھا کہ ممکن ہے رکمنی مجھے یہاں نہ ملے۔ لیکن جب میں اندر داخل ہوئی رکمنی اتفاق سے سامنے ہی نظر آ گئی اس نے مجھے دیکھا اور ٹھٹک گئی۔ ایک لمحے کے لیے اس کے چہرے پر پیلاہٹ سی دوڑ گئی تھی۔ میں نے اس پیلاہٹ کو اچھی طرح نوٹ کیا۔ آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ بالآخر رکمنی میری طرف دوڑی۔

"ہیلو۔!" اس نے بظاہر پر تپاک انداز میں کہا۔

"ہیلو۔ رکمنی خیریت۔؟ تمہاری صورت کیسی ہو رہی ہے۔؟"

"کیوں کیا ہوا مجھے۔؟" رکمنی نے مصنوعی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "بس یوں لگا جیسے تمہیں میرا پسند نہ آیا ہو۔"

"غلط فہمیاں تمہارے دل میں اس قدر گھر کر گئی ہیں روزی کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ غلط فہمیاں کیسے دور کروں؟ آؤ اندر تو آؤ۔ اور یہ تم آ کہاں سے رہی ہو بالوں میں گرد اٹی ہوئی ہے اور لباس بھی خراب ہو رہا ہے۔"

"بس آوارہ گردی۔ میں اسی مزاج کی عورت ہوں، کبھی کبھی مجھ پر دیوانگی سوار ہو جاتی ہے۔"

"کبھی کبھی نہیں۔ میرا خیال ہے ہر وقت ہی دیوانگی سوار رہتی ہے۔ آؤ اندر آؤ۔ لباس وغیرہ تبدیل کر لو کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھینک یو ونڈرفل۔" میں نے کہا اور رکمنی کے ساتھ اندر داخل ہو گئی۔ اندر قدم رکھتے ہوئے میں نے کہا۔

"کیا مسٹر دیپک راؤ اندر موجود ہیں۔؟"

"نہیں۔ کہیں گئے ہوئے ہیں۔" لیکن اس جواب کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیل گئے تھے۔ گویا وہ صرف اس بات سے خوفزدہ تھی کہ مجھے دیپک راؤ کے بارے میں کچھ معلوم ہے یا نہیں۔ باتھ روم میں جا کر میں نے اطمینان سے اپنا حلیہ درست کیا بال وغیرہ سنوارے اور نہا دھو کر باہر نکل آئی۔ رکمنی میرا انتظار کر رہی تھی۔ مجھ سے کہنے لگی۔

"میں نے کافی بنوائی ہے تمہارے لیے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ تم بھی کافی آوارہ گردی کرتی رہی ہو۔"

"ہاں۔ بس ذرا نواحات میں نکل گئی تھی۔" میں نے جواب دیا۔

"بے وقوف نہیں ہو تم۔" رکمنی نے کہا۔

"شاید۔ کافی کہاں ہے۔؟"

"آ رہی ہے۔" اس نے کہا اور ہم دونوں خاموشی سے کافی کا انتظار کرنے لگے۔

ملازم نے کافی لا کر رکھ دی اور رکمنی نے ایک پیالی اپنے لیے اور دوسری میرے لیے بنائی۔ میں کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے دیپک راؤ کے بارے میں پوچھنے لگی۔

"دیپک راؤ کہاں گئے ہیں۔؟"

"کچھ کہہ کر نہیں گئے۔ ویسے ظاہر ہے اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ تم سے بہت بدظن ہو گئے ہیں وہ۔"

"کیا کروں رکمنی جو کچھ میرے ذہن پر سوار ہے تمہیں اس کی تفصیل نہیں بتا سکتی۔"

"بلاوجہ۔ بے مقصد۔ ہم لوگوں کا تعلق جس زندگی سے ہے ان میں یہ ساری چیزیں کیا حیثیت رکھتی ہیں؟"

"ہاں ٹھیک کہتی ہو۔" میں نے کہا۔

"اب کیا ارادہ ہے یہاں رکو گی یا واپس جانا ہے۔؟"

"تمہارا کیا پروگرام ہے۔؟"

"اپنے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ دیپک راؤ نے اگر اجازت دی تو واپس چلی جاؤں گی ورنہ یہاں کیا برا ہے۔"

"ہاں بقول تمہارے مرفا ذبح ہو رہا ہے۔"

"بیچارہ یہ شخص بہت اچھا انسان ہے۔ تم نے بلاوجہ ہی کوئی اور بات... [illegible] تو کیا حرج تھا۔"

"چھوڑو ان باتوں کو رکمنی کیا رکھا ہے ان باتوں میں، بس نجانے کیوں بعض اوقات طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے اور یہ دنیا کچھ عجیب عجیب لگنے لگتی ہے۔" میں نے پرخیال انداز میں کہا۔ رکمنی میری صورت دیکھتی رہی تھی۔

مجھے لطف آ رہا تھا۔ رکمنی کے بارے میں یہ انکشاف ہو چکا تھا کہ وہ ان معاملات میں براہ راست ملوث ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ وہ گیان چند کے ایما پر ہی کر رہی ہو گی۔ اس وقت بھی وہ اس پروگرام سے واقف ہو گی جو دیپک راؤ نے میرے لیے ترتیب دیا تھا۔ میرے یہاں آ جانے کی اسے امید نہ ہو گی اس بات کے امکانات بھی تھے کہ اسے میرے بارے میں سب کچھ بتا دیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ میری صورت دیکھ کر پیلی پڑ گئی تھی پھر جب میں نے اس سے دیپک راؤ کے بارے میں پوچھا تھا تو اس نے اطمینان کا گہرا سانس لیا تھا۔ اور شاید یہ فیصلہ کیا تھا کہ دیپک راؤ سے میری ملاقات نہیں ہو سکی۔ بہرحال اس کے بعد سے وہ مسلسل الجھی ہوئی تھی۔ اور شاید دیپک راؤ کا انتظار بھی کر رہی تھی۔

میں نے غسل کے دوران اس صورت حال پر کافی غور کر لیا تھا کوئی ناگہانی ہو تو ہو جائے ورنہ ابھی دیپک راؤ کی یہ کوٹھی میرے لیے محفوظ تھی۔ کسی کو اگر دیپک راؤ کی موت کے بارے میں معلوم بھی ہو جائے تو وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کا قاتل اس کی کوٹھی میں ہی پناہ لے گا۔ اس لیے میں نے سکون سے وقت گزارا۔ پتا نہیں رکمنی کی اندرونی کیفیت کیا تھی۔ لیکن اتنا میں جانتی تھی کہ وہ شدت سے دیپک راؤ کا انتظار کر رہی تھی یہاں تک کہ رات ہو گئی۔

رکمنی اس وقت میرے پاس بیٹھی مجھ سے باتیں کر رہی تھی۔ "پتا نہیں دیپک راؤ کہاں رہ گئے؟"

"کچھ کہا نہیں تھا تم سے؟"

"نہیں۔"

"معروف آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کسی کاروباری الجھن میں پھنس گیا ہو۔" میں نے کہا اسی وقت ایک ملازم اندر داخل ہو گیا۔

"میم صاحب کھانا لگوا دیں؟"

"کیوں روزی؟"

"ہاں کیا حرج ہے۔" میں نے کہا اور رکمنی نے کھانا لگانے کی اجازت دے دی۔ کھانے کی میز پر بھی وہ پریشان تھی۔ میں نے محسوس کیا اس نے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ کھانے کے بعد ہم دیر تک باتیں کرتے رہے۔ میں نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت دیر ہو گئی رکمنی۔"

"اوہ روزی ڈیئر۔ آج یہیں رک جاؤ نا۔" میں نے مسکرا کر رکمنی کو دیکھا میرا تو جانے کا خود کوئی ارادہ نہیں تھا۔ بہرحال رکمنی کے کہنے کے جواب میں میں نے کہا۔

"تم کچھ خوفزدہ ہو؟"

"نہیں۔"

"لگتا تو ہے کہ تم کسی سے خوفزدہ ہو؟"

"یقین کرو کسی سے نہیں۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"نہ جانے کیوں مجھے ایک عجیب سی گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔"

"آؤ چہل قدمی کریں۔" میں نے کہا اور پھر رات کو پہنے

بارہ بجے تک ہم لان میں ٹہلتے رہے تھے۔ ملازم آرام کرنے چلے گئے اور ہم اندر آ گئے۔

"روزی میرے کمرے میں سو جاؤ۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔" میں نے اس کی یہ بات بھی مان لی اور ہم روزی کی خواب گاہ میں آ گئے۔ میں نے اپنا لباس اتار کر روزی کا دیا ہوا دوسرا لباس پہن لیا تھا۔ اور پھر ہم دونوں ایک ہی مسہری میں گھس گئے تھے۔

"اوہ رکمنی تمہارا بدن گرم ہو رہا ہے۔"

"شاید بخار ہو گیا ہے۔" رکمنی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں رکمنی؟ آخر کیوں؟ تمہارے ذہن میں کوئی بوجھ ہے؟ مجھے بتاؤ کیوں نہیں کیا کوئی ایسی ہی بات ہے جس کا مجھ سے چھپایا جانا ضروری ہو؟" میں نے بغور رکمنی کی صورت دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیئر تم یقین کرو بس یوں ہی کبھی کبھی مجھ پر ایسے خوف دہراس کے دورے پڑتے ہیں۔"

"پہلے سے بتاتیں کسی ڈاکٹر سے رجوع کر لیا جاتا۔ اب اس وقت تو کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔"

"تم اطمینان رکھو، خود ٹھیک ہو جاؤں گی میں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ تم بس بلاوجہ ہی میرے لیے پریشان ہو رہی ہو۔" رکمنی نے کہا اور میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھتی رہی۔ رات کچھ اور گزر جانے کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ رکمنی سوئی نہیں۔ پھر اس وقت ایک بج کر دس منٹ ہوئے تھے چاروں طرف ہولناک سناٹا سا طاری ہو گیا تھا میں اپنی جگہ سے اٹھی عقبی کھڑکی کھول کر میں نے باہر جھانکا اور ان آہٹوں سے رکمنی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سوئی نہیں؟"

"ہاں رکمنی نیند مجھے بھی نہیں آ رہی۔" بہت سے خیالات ذہن میں الجھے ہوئے ہیں۔"

"کیا؟"

"تم اس قدر پریشان کیوں ہو، کیا تمہارا ضمیر اندر سے ملامت کر رہا ہے یا پھر یہ سوچ رہی ہو کہ جو لڑکی یا عورت اتنے قتل کر سکتی ہے وہ کہیں تمہارے لیے خوفناک نہ بن جائے۔" میرے ان الفاظ پر رکمنی کا چہرہ دہشت سے سفید پڑ گیا تھا۔

وہ اپنی مسہری پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اور اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی روزی؟"

"مطلب بالکل صاف ہے رکمنی۔ ظاہر ہے تمہارا ذہن صاف نہیں ہے۔ تم اچھی جانتی ہو کہ تم مجھے کس لیے یہاں لائی ہو اور اس سازش کی جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں؟"

رکمنی نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے تھے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"بھگوان کی قسم۔ بجانے تم کیا کہہ رہی ہو؟ میری حالت ویسے ہی کافی خراب ہے اور تم۔ تمہاری یہ باتیں مجھے اور پریشان کر رہی ہیں۔"

"تمہاری پریشانی بالکل بجا ہے رکمنی۔ تم یقینی طور پر یہ بات جانتی ہو کہ دیپک راؤ اس وقت کہاں ہے؟ تم یہ بھی جانتی ہو کہ دیپک راؤ میرے پاس گیا تھا اور پروگرام یہ تھا کہ وہ مجھے میرے ہوٹل سے اغوا کر لے۔ اور کہیں لے جائے۔ اور اس اغوا کا مقصد بھی تم اچھی طرح سمجھتی ہو دیپک راؤ مجھ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ دیپک راؤ مجھ سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکا رکمنی جس طرح میں نے اپنے چند افراد کو قتل کر دیا جن کی اطلاع تم تک پہنچ چکی ہوگی۔ اس طرح میں نے دیپک راؤ اور اس کے دو ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔"

رکمنی کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی تھی۔

"نہیں رکمنی اگر تم ایک سمجھدار لڑکی ہو تو اس وقت اس صورتحال کی نزاکت کا احساس کر سکتی ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ تم جیسی بے وقوف لڑکی مجھے بے وقوف بنا سکتی ہے؟ اور تمہارا یہ خیال بھی غلط تھا رکمنی کہ تم اس طرح مجھے گیان چند کے جال میں پھنسا دو گی۔ میں تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتی ہوں اور تمہارے حق میں اس وقت بہترین بات یہی ہے کہ جو کچھ میں تم سے پوچھ رہی ہوں اس کا ایک لفظ کے الٹ پھیر کے بغیر صحیح صحیح جواب دو ہو سکتا ہے میرے دل میں تمہارے لیے رحم پیدا ہو جائے۔ ورنہ رکمنی اس دنیا نے مجھے اتنا زہریلا بنا دیا ہے کہ اب میرے خون میں مکمل طور پر زہر دوڑتا ہے۔ اور اس زہریلے جسم میں رحم کی کہیں بھی گنجائش نہیں ہوتی۔"

رکمنی نے مسہری سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے پاؤں بے جان ہو رہے تھے۔ وہ اٹھ نہ سکی۔ مسہری پر گری لیٹی ہی تھی۔ میں کھڑکی بند کر کے اس کے ساتھ ہی کھڑی ہو گئی تھی۔ اور میری نگاہیں رکمنی کا جائزہ لے رہی تھیں۔

شاید میں نے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل ہی سچ تھا۔ اپنا تجربہ کرنے سے مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ میں اب قطعی وہ بھارتی نہیں ہوں جو صرف ایک زیر پوشش تھی۔ پے در پے حالات نے مجھے ایک خوفناک قاتل بنا دیا ہے اور یہ ایک خوفناک قاتلہ رحم کرنا نہیں جانتی مجھے سہمی ہوئی رکمنی پر ذرا بھی رحم نہیں آ رہا تھا۔ کیونکہ وہ مجھے اس لیے یہاں لائی تھی کہ میرے خلاف میرے دشمنوں کی مدد کرے۔ بھلا ایسی کسی لڑکی سے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی؟ رکمنی سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی مجھے دیکھتی رہی تب میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ سونے کے لیے تو طویل وقت پڑا ہوا ہے ہو سکتا ہے اس کے بعد تمہیں صرف سونا پڑے۔"

"بھگوان کے لیے۔ بھگوان کے لیے ایسی باتیں مت کرو۔" رکمنی رو پڑی۔

"تم گیان چند کی منظور نظر ہو اور دیپک راؤ گیان چند کا دست راست ہے اور گیان چند اور دیپک راؤ رانا پربت کے ساتھی ہیں اور اس وقت وہ رانا پربت کے لیے نہیں بلکہ کسی دوسرے گروہ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ تم جانتی ہو ناں رکمنی؟ اگر تم نہیں جانتیں تو میرے منہ سے جان لو۔ دیپک راؤ تمہیں سب کچھ بتا گیا تھا اور اس سے بہت پہلے تمہیں یہ سب کچھ بتا دیا تھا اس وقت جب گیان چند نے تمہاری ذمہ داری لگائی تھی اور میں پہلی بار تم سے ملی تھی۔ تمہیں میرے بارے میں ہدایت مل چکی تھی۔ رکمنی تمہیں میرے بارے میں ہدایت مل چکی تھی اور اس کے بعد دیپک راؤ سے میری ملاقات ہوئی۔ دیپک راؤ نے تمہیں تجویز پیش کی کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے تم مجھے ساتھ لے کر راناپور آ جاؤ۔ یہ سب کچھ غلط تو نہیں ہے رکمنی؟"

رکمنی بے آواز رو رہی تھی۔ اس کی سہمی ہوئی آنکھیں مجھ پر گڑی ہوئی تھیں۔ میں نے دو قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"بولو رکمنی یہ سب کچھ درست ہے نا؟"

"ہاں۔ ہاں۔" نجانے کس طرح اس کے منہ سے آواز نکلی۔

میرے چہرے پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل گئی تھی میں مزید دو قدم آگے بڑھی۔ اور مسہری کے بالکل قریب پہنچ گئی۔

"تب پھر رکمنی دوسری بات مجھے یہ بتاؤ کہ گیان چند کہاں ہے؟"

رکمنی نے آنکھیں بند کرنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھ آگے بڑھ کر اس کی گردن پر جا پہنچے۔

"گیان چند کہاں ہے رکمنی جواب دو۔"

"وہ۔ وہ شام سندر کے نام سے۔ شام سندر کے نام سے ایک بنگلے میں موجود ہے۔"

"پتا؟"

اور رکمنی نے اٹکتے ہوئے لہجے میں ایک پتا دہرا دیا۔

"اور یہ جھوٹ نکلا تو؟"

"نہیں یہ جھوٹ نہیں ہے۔"

"میرے بارے میں اور تم سے کیا کہا گیا تھا؟"

"بس اتنا ہی کہ تم ایک خوفناک لڑکی ہو۔"

"یقین کرو۔ یقین کرو میں۔ میں۔ میں بس گیان چند کی غلام ہوں۔ تمہاری دشمن نہیں ہوں۔"

"بہرطور رکمنی تم جو کچھ بھی ہو تم نہیں سمجھتیں کہ اپنے دشمنوں کے لیے میرا طریقۂ کار کیا ہے؟ میں تم سے معافی مانگتی ہوں کہ اگر میں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا تو خود میں زندہ نہ رہ سکوں گی۔"

"بھگوان کے لیے ایسا نہ کرو۔ ایسا نہ کرو۔"

"اگر میں ایسا نہ کروں گی رکمنی تو خود جیتی نہ رہ سکوں گی۔" میں نے عقب سے ایک تکیہ اٹھایا اور رکمنی کے منہ پر رکھ دیا۔

رکمنی نے میری گرفت سے نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن شاید بلیک چینل کی تربیت نے میری جسمانی قوتیں بھی شدید تر کر دی تھیں میں اسے دلوچے ہوئے تکیہ اس کے منہ پر رکھے ہی رہی۔ میں نے اس کی سانس بند کر دی تھی اور اس وقت میرے ذہن میں رحم کا ذرہ برابر شائبہ نہیں تھا۔ بس ایک دشمن تھا جسے میں کیفر کردار تک پہنچا رہی تھی ہو سکتا ہے کبھی بعد میں اپنی اس کیفیت پر میں خود ہی خوف سے بے ہوش ہو جاؤں لیکن ان دنوں مجھ پر ایک جنون سا طاری تھا۔ میں ان لوگوں کے خلاف نبرد آزما تھی۔ جنہوں نے مجھ سے میرا نام چھین لیا تھا میری شخصیت چھین لی تھی۔ سب کچھ چھین لیا تھا انہوں نے مجھ سے۔ میں انہیں کیسے جیتا چھوڑ سکتی تھی۔ رکمنی کافی دیر تک جدوجہد کرتی رہی اور اس کے بعد سرد پڑ گئی۔ اس کے بدن میں اب کوئی جنبش باقی نہ رہی تھی۔ میں اس کی سانسوں کی آمد و رفت کا جائزہ لیتی رہی۔ اور جب مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اب اس کے اندر کچھ بھی باقی نہیں رہا ہے تو میں نے تکیہ واپس اس کی جگہ پر

رکھ دیا۔ رکمنی کو آہستہ سے اٹھایا اور مسہری پر سیدھا سیدھا لٹا کر اسے ایک چادر اوڑھا دی۔ اس کے بعد میں نے اپنے تمام فنگر پرنٹس ضائع کرنا شروع کر دیے تھے۔ میں کسی بھی جگہ اپنے فنگر پرنٹس نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ ذہن میں ابھی تک کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ یہ سب کچھ جو کر رہی تھی ایک جنون کے عالم میں کر رہی تھی اور یہ جنون ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ میرا سامان ہوٹل میں موجود تھا اور سامان بھی کیا تھا؟ بس چند جوڑے کپڑے جنہیں میں کسی بھی وقت ہوٹل سے لے سکتی تھی لیکن پے در پے واقعات سے مجھے یہ خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اب میری بھی نشاندہی ہونے ہی والی ہے چنانچہ مجھے جو کچھ کرنا چاہیے جلد کرنا چاہیے۔ رات کے دو بجنے والے تھے۔ اور اس وقت رانا پور کی سڑکیں ویران ہوں گی جس جگہ کا مجھے پتا بتایا گیا تھا وہ بھی یہاں سے کافی دور تھی باہر گاڑی موجود تھی لیکن کیا یہ سب کچھ مناسب ہوگا؟ کیا اس وقت میرا جانا مشکوک نہیں ہوگا؟ لیکن صبح کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے ہو سکتا ہے صبح میرے لیے بہت خوفناک ہو۔ دیپک راؤ اور اس کے دو ساتھیوں کی موت کا پتا چل جائے۔ ویسے بھی ہوٹل میں پولیس مشکوک ہو چکی تھی اور وہاں ہونے والے منیجر اور ویٹر کے قتل کے سلسلے میں چھان بین کر رہی تھی۔ رانا پور میں آ کر مجھے کتنے قتل کرنے پڑے تھے۔ اس سفر کی ابتدا ہی خونریزی سے ہوئی تھی۔ بہر طور میں صبح کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن اب اس وقت ایک جگہ کا پتا تلاش کرنا آسان کام نہیں تھا۔ میں کافی دیر تک اپنی جگہ بیٹھی غور کرتی رہی۔ اور اس کے بعد میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اب جس طرح بھی بن پڑے یہاں سے نکل جانا چاہیے چنانچہ میں تیار ہو کر باہر نکل آئی۔ کوٹھی گہرے سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کمپاؤنڈ بالکل سنسان پڑا ہوا تھا۔ پورچ میں کار موجود تھی۔ لیکن ظاہر ہے کار کی چابی مجھے اندر ہی تلاش کرنی تھی۔ اور اس کے لیے میں کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کار کی چابی کہاں تلاش کروں؟ وہ میں کار کی چابی کی تلاش میں مصروف ہو گئی لیکن وہ مجھے کہیں نہ ملی۔ ہو سکتا ہے یہاں موجود کسی ڈرائیور کے پاس ہو بہر حال اب جو کچھ بھی تھا کرنا ہی تھا۔ چنانچہ میں نے پیدل ہی سفر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور پیدل سفر کافی طویل ثابت ہوا تھا جس علاقے کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا اسے تلاش کرنے میں مجھے بہت دقت ہوئی۔ اور اس وقت پونے چار بج رہے تھے جب میں اپنی مطلوبہ جگہ پہنچی تو تھک کر چور ہو گئی تھی۔ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ شام سندر کی اس حویلی میں جس کا انداز حویلیوں جیسا ہی تھا کتنے افراد موجود ہوں گے ہو سکتا ہے شام سندر تنہا ہی ہو اور ہو سکتا ہے اس کے ساتھ ملازموں کی ایک پوری فوج ہو۔ گیان چند کافی خطرناک آدمی تھا۔ اس نے یہاں نجانے کیوں شام سندر کا روپ دھار رکھا تھا۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ یہ سب میری وجہ سے ہو۔ ویسے یہ عجیب تجربات تھے کہ ان لوگوں کو بہت مختصر وقت میں میری کارروائی کے بارے میں علم ہو گیا تھا اس دوران اور بھی بہت سی باتیں سوچتی رہی تھی آخر نیرج ذہن میں آیا تھا اس نے رانا پربت کے خلاف ایک گروہ بنا لیا ہے باشرن کی موت کا ذمہ دار وہ رانا پربت کو سمجھتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ سفید ڈائری۔ یہ تمام کے تمام خیالات میرے ذہن میں گڈمڈ ہو رہے تھے۔ میں نے دماغ کو جھٹکا دیا یہاں اس خوفناک صورتحال کے بعد کسی الٹی سیدھی بات کے لیے سوچنا میرے حق میں نقصان دہ ہو سکتا تھا۔ اب تو اس حویلی میں داخل ہونے کے لیے راستے تلاش کرنے لگی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے ایک ایسی جگہ مل گئی جہاں سے میں حویلی میں داخل ہو سکتی تھی تھوڑی دیر کے بعد میں اس ویران اور سنسان حویلی میں داخل ہو گئی۔ یہاں بھی گہری تاریکی اور سناٹے کا راج تھا۔ بہت مدھم مدھم روشنیاں کہیں نظر آ رہی تھیں۔ میں کسی آوارہ روح کی مانند حویلی کے اندر داخل ہونے کا راستہ تلاش کرتی رہی اور پھر بہرحال میں [illegible] حویلی کے اندر داخل ہو گئی۔ پرانے طرز کے دروازے اور کھڑکیاں اور طویل و عریض راہداریاں۔ ایک کمرے میں مدھم سی روشنی نظر آ رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ گیان چند اسی کمرے میں ہو۔ بہر طور میں اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اندر ہلکی ہلکی سی آوازیں آ رہی تھیں۔ رات کے اس حصے میں یہ آوازیں کیا حیثیت رکھتی رہی ہیں؟ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ اندازہ ہو رہا تھا کہ آواز کسی ایک انسان کی ہے میں نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔ کسی شخص کے قدموں کی آوازیں دروازے تک پہنچیں اور پھر دروازہ کھل گیا۔ میرے سامنے ایک اچھی خاصی جسامت کا آدمی کھڑا ہوا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر نشے کے آثار تھے۔ پلکیں جھکی پڑی رہی تھیں۔ میں نے بغور اسے دیکھا اور اندازہ لگایا کہ یہی گیان چند ہو سکتا ہے۔ تب میں اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکیلتے ہوئے کمرے میں گھس آئی۔ نشے میں ڈوبا ہوا شخص ڈگمگا گیا تھا۔ گیان چند کی صورت صرف ایک بار دیکھی تھی۔ ذہن میں محفوظ نہیں رہ سکتی تھی لیکن جہاں تک یادداشت کا تعلق تھا وہ کہہ رہی تھی کہ یہ شخص حلیہ

گیان چند نہیں لگتا ہے۔ میں اسے گھورتی رہی تھی۔ شراب کے نشے میں ڈوبا ہوا شخص استفہامیہ انداز میں مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اس سے سوال کیا۔

"کون ہو تم؟"

"مرلی دھر!" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"نہیں مرلی دھر نہیں سندر۔ سندر شام۔ یہ بھی نہیں شام سندر۔" اس نے کہا اور میں ایک دم ساکت رہ گئی۔

کوئی گڑبڑ نظر آ رہی تھی۔ کچھ ہو گیا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور آگے بڑھ کر اس شخص کے قریب پہنچ گئی پھر میں نے اس کا گریبان پکڑتے ہوئے کہا۔

"بالکل سوچ سمجھ کر جواب دو۔ کون ہو تم؟ ورنہ تمہارا حلیہ درست کر دوں گی۔" میرا زوردار تھپڑ اس کے گال پر پڑا تھا اور اس تھپڑ نے اسے نیند سے چونکا دیا۔

وہ ہلکی سی جھرجھری لے کر سیدھا ہو گیا اور پھر اس نے کہا۔ "میں شاید گیان چند ہوں۔ ہاں یہی تو ہے میرا نام گیان چند مہاراج۔ گیان چند مہاراج کی جے!" اس نے نشے آلود لہجے میں ایک انگلی اٹھا کر جے جے کار شروع کر دی اور میرا دوسرا تھپڑ اس کے گال پر پڑا۔ یہ پہلے سے بھی زیادہ زوردار تھا۔ وہ ایک دیوار سے جا ٹکا تھا۔

"ارے [illegible] نام بھی ناپسند ہے تو کوئی اور نام رکھ لو۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

میں غراتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی اور میں نے اس کے پیٹ میں انگلی چبھوتے ہوئے کہا۔

"گیان چند کہاں ہے؟ اس کے بارے میں بتاؤ ورنہ تم زندہ نہیں رہ سکو گے۔" میں اس کی طرف متوجہ تھی کہ عقب سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ارے نہیں۔ نہیں۔ اس بے چارے کو مار کر کیا کرو گی بھارتی دیوی وہ تو ویسے ہی نیم مردہ آدمی ہے۔ میں گیان چند ہوں مجھ سے بات کرو۔"

میں سانپ کی طرح پلٹی تھی اور میری نگاہیں دروازے پر کھڑے ہوئے گیان چند پر گڑ گئی تھیں۔ گیان چند کے عقب میں کچھ اور لوگ بھی نظر آ رہے تھے جو فوراً ہی آگے بڑھے۔ اور گیان چند کے دونوں سمت کھڑے ہو گئے یہ دو آدمی تھے اور ان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے پستولوں کا رخ میری جانب تھا۔ میں سرد نگاہوں سے گیان چند کو گھور رہی تھی۔

"ہوں! تو تم گیان چند ہو؟"

"دیوی کی سیوا میں۔" گیان چند نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

میں چند لمحات ساکت رہ کر اسے دیکھتی رہی۔ اس دوران یہ احساس مجھے مسلسل ہوتا رہا تھا کہ میں اپنے طور پر چالاک بننے کی کوشش کر رہی تھی لیکن کچھ اور لوگ بھی تھے جو انتہائی چالاکی سے اپنا کام انجام دے رہے تھے۔ رات کے اس آخری حصے میں بھی گیان چند جانتا تھا کہ میں یہاں آؤں گی۔ اور اس نے میرے لیے معقول بندوبست کر رکھا تھا۔ ہو سکتا ہے گیان چند کو رکمنی کی موت کے بارے میں بھی علم ہو گیا ہو۔ گیان چند نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"دیوی جی بہتر یہ ہے کہ آپ آئیے۔ کچھ باتیں ہوں گی۔ کچھ قصے سنائے جائیں گے اور اب ہمارے اور آپ کے درمیان باقاعدہ انڈر اسٹینڈنگ رہے گی۔ کیا خیال ہے؟"

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ دونوں پستول برداروں کی موجودگی میں اب کسی قسم کی بہادری دکھانا حماقت ہی تھی۔ چنانچہ میں نڈھال لہجے میں بولی۔

"گیان چند میری تم سے براہ راست دشمنی نہیں ہے بس چند چند باتیں ہیں جو تم سے معلوم کرنا چاہتی ہوں؟"

گیان چند نے ایک قہقہہ لگایا تھا پھر اس نے کہا۔ "دیوی جی آپ کا مذاق بھی کافی اچھا ہوتا ہے۔ مجھے پسند آیا۔ صرف مجھ سے چند باتیں کرنے کے لیے آپ نے بے شمار قتل کر ڈالے۔ رکمنی کا کیا حال ہے؟ وہ بھی مر گئی ہو گی۔ میں جانتا تھا۔"

گیان چند کے لہجے میں ایسی بے پروائی تھی جیسے وہ کسی کی موت کی بات نہ کر رہا ہو بلکہ کوئی دلچسپ قصہ سنا رہا ہو پھر اس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"لیکن بھارتی دیوی۔ میرا مسئلہ ذرا مختلف ہے۔ میں دوسری قسم کا آدمی ہوں۔ آئیے بہتر ہے آپ میرے ساتھ صرف زبانی بات چیت سے کام لیجیے۔ ہاں اگر دل میں کوئی خواہش ہے تو میں آپ کو اس سے روکوں گا بھی نہیں۔ آئیے۔" اس نے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔

انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین ہو کہ میں اس کے پیچھے چلی ہی آؤں گی۔ اور یہی مناسب تھا کیونکہ دونوں پستول برداروں کی آنکھیں مجھ پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے میری ذرا سی بھی کوئی جنبش انہیں اپنا کام کرنے پر مجبور کر دے گی۔ چنانچہ میں خاموشی سے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ شخص جو گیان چند کے روپ میں یہاں موجود تھا اب بھی نشے میں لڑکھڑا رہا تھا گیان چند نے اس کی جانب توجہ نہیں دی تھی۔ وہ باہر نکل گیا میں بھی باہر نکل آئی۔ اور پھر ہمارے پیچھے وہ دونوں پستول والے

باہر نکل آئے۔ مجھے ایک دوسرے حصے میں لے جایا گیا تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد مجھے ایک کمرے میں داخل کر دیا گیا۔ وسیع و عریض کمرہ تھا۔ کوئی فرنیچر نہیں تھا۔ چاروں طرف ایسی عجیب و غریب دیواریں نظر آ رہی تھیں جیسی اذیت خانوں میں ہوا کرتی ہیں۔ ویسے کمرے کی ساخت کے بارے میں، میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اسے بآسانی قید خانے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ فرش بالکل صاف ستھرا تھا اور دیواریں بالکل سپاٹ۔ تقریباً بیس فٹ اونچی چھت تھی۔ اور چھت کے بالکل آخری حصے میں روشندان بنے ہوئے تھے۔ تین چار روشندان۔ آدھے گھنٹے ہوئے تھے گیان چند مجھے یہاں لے آیا۔ اس کے پیچھے فوراً ہی وہ دونوں آدمی بھی داخل ہو گئے اور تیسرے آدمی نے اندر آنے کے بعد ایک کرسی زمین پر رکھ دی۔ گیان چند آرام سے اس پر بیٹھ گیا اور دونوں پستول بردار اس کے باڈی گارڈ کی طرح اس کے دونوں سمت کھڑے ہو گئے۔

"دیوی جی آپ اطمینان سے زمین پر بیٹھ جائیے۔ میں قیدیوں کو بہت زیادہ حیثیت نہیں دیتا۔ باقی جہاں تک معاملہ رہا آپ کے حسن و توانائی کا تو گیان چند حسن پرست ضرور ہے۔ لیکن بے وقوف نہیں ہے۔ آپ جیسی خطرناک قاتلہ کو عورت سمجھنا ہی حماقت ہے۔"

دل ہی دل میں، میں نے سکون کی ایک گہری سانس لی تھی۔ کم از کم یہی بہتر تھا کہ اب مجھے براہ راست عورت نہیں سمجھا جا رہا تھا۔ بہر طور زمین پر تو کیا بیٹھتی تھوڑے فاصلے پر دیوار سے جا لگی تھی۔ گیان چند خاموشی سے میری صورت دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"حیرت ہوتی ہے دیوی جی۔ حیرت ہوتی ہے آپ کا ماضی مجھے کافی حد تک معلوم ہے آپ صرف ایک ایکٹریس تھیں اور اس سے پہلے ایک گھریلو قسم کی لڑکی۔ پھر یہ قتل و غارت گری کا سلسلہ آپ نے کب سے شروع کر دیا۔ اور اس کے گر کہاں سے سیکھے۔ جھیل کے کنارے آپ نے ان دو آدمیوں کو قتل کر دیا تھا وہ اتنی آسانی سے مر جانے والے نہیں تھے۔ اس کے بعد آپ نے ہوٹل کے منیجر اور ایک بیرے کو قتل کر دیا۔ پھر آپ نے ڈیک راؤ کو قتل کر دیا۔ اور اب شاید رکھی کو قتل کر کے آئی ہیں۔ اس کے بغیر تو آپ کے یہاں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔"

میں مسکرا دی۔ اب میں کیسے بتاتی کہ میں نے اس دوران کیا کیا کچھ کیا ہے ویسے خوشی تھی کہ بلیک چینل کا معاملہ اب تک بالکل صیغۂ راز میں تھا اور کوئی بھی غیر متعلق آدمی یہ بات نہیں جانتا تھا کہ میں کیا رہ چکی ہوں۔ میں نے بغور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گیان چند میرے اور تمہارے درمیان بہت سے معاملات ہیں لیکن تم نے ابتدا ہی اس انداز میں کی ہے کہ میں تمہیں دشمن سمجھنے پر مجبور ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں بھارتی دیوی۔"

"جس طرح تم کرسی پر بیٹھے ہو اور تم نے مجھے یہاں کھڑا کر رکھا ہے تمہارا کیا خیال ہے اس سے دوستی کا اظہار ہوتا ہے؟"

"نہیں۔ اس سے صرف یہ اظہار ہوتا ہے کہ میرے اور تمہارے بیچ کیا فرق ہے۔"

"تو تم اس فرق سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہو؟" میں نے سوال کیا اور گیان چند کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"خیر میں زیادہ با اخلاق آدمی نہیں ہوں لیکن بہر طور تمہیں تھوڑی سی رعایت بھی دیتا ہوں۔ ایک کرسی اور منگوا دو۔" اس نے رخ تبدیل کیے بغیر کہا اور چند ہی لمحات کے بعد ایک کرسی آ گئی۔

میں بہت آہستہ چلتی ہوئی کرسی پر جا بیٹھی تھی گیان چند میری حرکات و سکنات سے اس طرح چوکنا نظر آ رہا تھا۔ جیسے اسے خدشہ ہو کہ کہیں بھی بھول چوک ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔ غالباً اس نے پہلے کرسی بھی نہیں منگوائی تھی۔ وہ کوئی خطرہ مول لینے کو تیار نہیں تھا۔ میں کرسی پر بیٹھ کر اسے دیکھتی رہی۔ اور پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اس بات کو تسلیم کرو گیان چند کہ تم مجھ سے خوفزدہ ہو۔"

"ہاں۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ میں تم سے ڈرتا ہوں کیوں ڈرتا ہوں اس کی وجہ بھی جاننا چاہو گی۔ وجہ صرف یہ ہے کہ میں تم سے نہیں اپنے آپ سے ڈرتا ہوں۔ عورت میری بہت بڑی کمزوری ہے۔ لیکن وہ عورت جو حسین ہونے کے ساتھ خطرناک بھی ہو بعض اوقات مصیبت بن جاتی ہے۔ میں صرف اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ اگر تمہارے حسن نے مجھے متاثر کر دیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس شوقین فطرت کی وجہ سے مار کھا جاؤں۔"

"بدتمیز آدمی ہو۔ ظاہر ہے غنڈے ہو اور ایک گھٹیا سا شراب خانہ چلاتے ہو۔"

"واہ۔ واہ۔ ساری وہ باتیں کہہ ڈالیں آپ نے دیوی جی جو میں آپ سے سننے کا منتظر تھا۔"

"خیر بکواس کرو۔ آگے کیا بکواس کرنا چاہتے ہو؟"

"دیوی جی صورتحال تو سب آپ کے علم میں ہے۔ میں آپ سے جو معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ ایک الجھی بات ہے۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"آپ بتا سکتی ہیں دیوی کماری کہ باٹرن کو کس نے قتل کیا؟"

"کون باٹرن؟"

"نہیں دیوی جی آپ اس سے ناواقف نہیں ہیں۔"

"گیان چند جو سوال میں کروں مجھے اس کا جواب دو۔" میں نے کہا اور گیان چند مجھے گھورنے لگا پھر بولا۔

"ناممکن ہے دیوی جی۔ یہ بات ناممکن ہے۔ ہم بھی دماغ رکھتے ہیں۔ سوچ سکتے ہیں۔ باٹرن کے سلسلے میں آپ کو اپنی زبان کھولنا ہی پڑے گی۔"

"بے وقوف آدمی میں پوچھتی ہوں کہ باٹرن کون ہے؟" میں نے غصیلے لہجے میں کہا۔

گیان چند کو مشتعل کرنے میں کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہتی تھی جو میرے لیے فائدہ مند ہو چنانچہ اس سلسلے میں اس کے لیے میں خراب زبان استعمال کر رہی تھی۔ گیان چند گو بہت ڈھیٹ آدمی تھا پہلے وہ مجھے غصے سے گھورتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔

"میں سمجھ رہا ہوں دیوی جی آپ کیا چاہتی ہیں؟"

"کیا چاہتی ہوں میں؟"

"جو کچھ آپ چاہتی ہیں میں نے وہ سمجھ لیا۔ اب بیکار باتوں سے کیا حاصل؟"

"تو پھر مجھے یہاں سے جانے دو۔"

"ارے۔ ارے آپ غلط سمجھیں میرا مطلب ہے کہ ادھر ادھر کی باتوں سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جہاں تک آپ کے جانے کا مسئلہ ہے تو آپ یقین کیجیے میں نے آپ کے لیے یہ جال بننے میں بڑا نقصان اٹھایا ہے۔ بہت سے لوگوں سے ہاتھ دھو بیٹھا ہوں۔ رکھی بے چاری بھی بہت اچھی لڑکی تھی۔ میرا بڑا ساتھ دیتی تھی۔ بہر طور دیوی جی آپ یہ سمجھ لیجیے کہ میں آپ کی کسی حرکت سے لاعلم نہیں ہوں۔ آپ میرے ہوٹل میں داخل ہوئیں سمگ بے وقوف آدمی آپ کو نہ سمجھ سکا۔ اور بالآخر آپ کے ہاتھوں مار کھا گیا۔ اور اس کے بعد آپ نے دوسرے چکر چلانا شروع کر دیے۔ میگ ہی کے ذریعے آپ کو رکھی کے بارے میں معلوم ہوا ہوگا۔ اور اس کے بعد کے حالات ظاہر ہے وہ میں خوب بھی جانتا ہوں۔ اور آپ بھی۔ ڈیک راؤ کی موت البتہ میرے لیے بہت دکھ بھری ہے۔ آپ نے اس کے دو ساتھیوں کو بھی اس کے ساتھ ہی ہلاک کر ڈالا۔ ویسے دیوی جی آپ کو قتل و غارت گری کا بے حد شوق ہے۔ کتنی عجیب بات ہے۔ پرانے زمانے میں حسینائیں قتل ضرور کیا کرتی تھیں لیکن یہ قتل بھی ایسے ہوتے تھے کہ انسان بار بار مرنے کا خواہشمند ہوتا تھا۔ زمانۂ جدید میں آپ جیسی قاتلاؤں کا انداز بھی بدل گیا ہے اور آپ سچ مچ قتل کر دیا کرتی ہیں۔ ہاں تو میں آپ سے پہلا سوال یہ کروں گا دیوی جی کہ آپ کو گیان چند کا نام کیسے معلوم ہوا؟ اگر آپ باٹرن کو نہیں جانتیں اور اس کی موت سے واقف نہیں ہیں تو پھر یہ بتا دیجیے کہ گیان چند کے بارے میں آپ کو معلومات کیسے حاصل ہوئیں؟"

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ میرے دماغ کی چرخی تیزی سے چل پڑی تھی۔ میں جانتی تھی کہ اس وقت میں گیان چند کے قبضے میں ہوں۔ اور صورتحال میرے خلاف ہے ذرا بھی چوک ہوئی تو مار کھا جاؤں گی۔ چنانچہ جو کچھ کہنا تھا بڑے سوچ سمجھ کر کہنا تھا ظاہر ہے باٹرن کے قتل کی ذمہ داری میں اپنے شانوں پر قبول نہیں کر سکتی تھی۔ چند لمحات خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا۔

"اس سے پہلے میں تم سے ایک سوال اور کروں گی گیان چند۔"

"چلیے کر ڈالیے عورت ہیں نا آپ۔ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئیں گی۔"

"انجلی کو تم کیوں اغوا کرنا چاہتے تھے؟"

"انجلی؟" گیان چند نے کہا۔

"دیکھو گیان چند انجان بننے کی کوشش مت کرنا ورنہ ہمارے تمہارے درمیان صحیح انداز میں گفتگو نہیں ہو سکے گی۔"

"نہیں میں اس نام سے ناواقفیت کا اظہار نہیں کر رہا مسز انجلی کے بارے میں تم کیا جانتی ہو؟"

"تم نے ابھی مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں تمہاری جانب متوجہ کیسے ہوئی۔ تو گیان چند میں تمہارے بارے میں تفصیل سے نہیں جانتی تھی لیکن میگ کو میں نے دو بار دیکھا تھا اس وقت جب اس نے انجلی کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور میں نے مداخلت کر کے اسے اغوا ہونے سے بچا لیا تھا دوسری بار جب اسے اسکول سے اغوا کیا جا رہا تھا اور میرے ہاتھوں، تمہارا ایک آدمی قتل ہو گیا تھا۔"

"ہوں! تم نے میرے آدمیوں میں جو تباہی پھیلائی ہے میں اسے کبھی معاف نہیں کر سکوں گا۔ بڑے کام کے لوگ تھے میرے جو تمہارے ہاتھوں مارے گئے۔"

"تو تمہارا کیا خیال تھا میں ان کے ہاتھوں ماری جاتی؟" میں نے سوال کیا اور گیان چند کسی سوچ میں گم ہو گیا۔

میں نے جو کوشش کی تھی وہ مجھے سو فیصدی کارگر ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ گیان چند کے بارے میں مجھے باٹرن سے معلوم ہوا تھا لیکن میں ظاہر ہے اس پر یہ ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی کہ باٹرن میرے ہاتھوں مارا گیا۔ اور اس کی وجہ وہ انکشاف تھا جو دیپک راؤ نے مجھ پر کیا تھا یعنی رانا پربت اور آرزن فیرک میں چل گئی ہے اور آرزن فیرک نے اپنا گروہ الگ بنا لیا ہے اگر ان دونوں میں بات بڑھا دی جائے تو میرا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں آپس میں لڑیں گے اور میرے لیے راہیں ہموار ہوتی جائیں گی چنانچہ کسی بھی قیمت پر یہ نہیں تسلیم کرنا تھا کہ باٹرن میرے ہاتھوں مارا گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی گیان چند کو بھی اس بات کا یقین دلانا تھا کہ اس کی جانب کسی نے توجہ نہیں کیا۔ بلکہ میں میگ کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ میرے ان الفاظ کا ردعمل گیان چند کے چہرے پر صاف نظر آ رہا تھا اور وہ سوچ میں ڈوبا ڈوبا سا لگ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"تو تم میگ کی وجہ سے مجھ تک پہنچی ہو؟"

"ظاہر ہے میں ان لوگوں کے بارے میں جاننا چاہتی تھی جو انجلی کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"پھر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے ڈیئر بھارتی وہ یہ کہ تمہیں انجلی سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی؟"

"اگر تم اتنے ہی بے وقوف ہو گیان چند تو تم سے باتیں کرنا بیکار ہے۔ کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ انجلی سے میرا کیا واسطہ ہو سکتا ہے؟"

"دیکھو تمہاری زبان مسلسل خراب ہے جب کہ میں نے ابھی تک تم سے کوئی تلخ بات نہیں کہی۔ جو تمہاری توہین کرتی ہو اس کے باوجود تم مسلسل میری توہین کیے جا رہی ہو۔"

میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "تم نے مجھے یہاں قید تو کیا ہے؟"

"تمہارا کیا خیال تھا۔ کیا اتنے آدمیوں کے قتل کے بعد مجھے یہ حق بھی نہیں پہنچتا؟" گیان چند نے کہا۔

"خیر چھوڑو انجلی سے میرا کیا واسطہ ہے کیا تم یہ بات نہیں جانتے؟"

گیان چند پُرخیال انداز میں رخسار کھجانے لگا پھر بولا۔ "کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ انجلی کون ہے؟"

"ہاں۔ وہ جے شری کی بیٹی ہے۔"

"لیکن جے شری اسے اپنی بیٹی کہاں تسلیم کرتی ہے؟"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"گویا تمہیں یہ یقین ہے کہ انجلی جے شری ہی کی بیٹی ہے؟"

"سو فیصدی یقین ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"اور یہ بھی جانتی ہو کہ وہ تمہارے باپ سرن کمار کی بیٹی نہیں ہے؟"

"ہاں۔ یہ بھی جانتی ہوں۔"

"گویا تم انجلی کے بارے میں چھان بین کرنا چاہتی ہو۔"

"ظاہر ہے۔ میری زندگی سے جو پُراسرار واقعات منسلک ہو گئے ہیں۔ میں ان کی چھان بین کرنا چاہتی ہوں۔ کیا تم یہ بھی نہیں جانتے گیان چند کہ اب سے کچھ عرصہ پہلے میں ایک معصوم اور سادہ سی لڑکی تھی اور اپنے شوق کی تکمیل کے لیے انر ہوسٹس کی ذمہ داری پوری کر رہی تھی لیکن اس کے بعد میری زندگی میں اچانک زہر گھول دیا گیا اور مجھے کہیں کا نہ چھوڑا گیا۔ مجھ سے میری شناخت چھین لی گئی۔ میرے باپ کو قتل کیا گیا تھا۔ یہ بات مجھے پہلے معلوم نہیں تھی لیکن مجھے یہ بھی بتا دیا گیا اور اس کے بعد میری زندگی کے آخری سہارے میرے دادا جی اور میری موسی جی کو بھی قتل کر دیا گیا۔ تمہارے خیال میں اگر کوئی بے حد بے حس شخص ہوتا تو وہ بھی اس بات کو اس حیثیت سے برداشت کر سکتا تھا؟ میں کیسے برداشت کر سکتی تھی اور اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو تبدیل کیا اور اس بات کی کھوج میں لگ گئی کہ میری اپنی کہانی کیا ہے؟"

"تمہیں اپنی کہانی معلوم ہو گئی؟"

"نہیں۔ اگر مجھے میری کہانی معلوم ہو جاتی تو سارے قصے ہی ختم ہو جاتے۔"

"کیا تمہیں اس سفید ڈائری کے بارے میں بھی نہیں معلوم جس میں تمہاری داستانِ حیات موجود ہے۔"

"ہاں اس کا پتا مجھے بہت بعد میں چلا۔ لیکن وہ ڈائری میرے ہاتھوں سے نکل گئی۔ آہ۔ مجھے اس کا انتہائی افسوس ہے کہ ڈائری میری نگاہوں سے نہ گزر سکی۔"

"اور یہ بھی نہیں جانتیں تم کہ وہ ڈائری کس کے پاس ہے؟"

"اطلاع یہ ہے کہ وہ رانا پربت سنگھ کے پاس ہے۔"

"ہوں۔ کیا تم اس قابل نہیں ہو کہ رانا پربت سے وہ ڈائری حاصل کر سکو؟"

"رانا پربت سنگھ کیا ہے یہ بھی تو میں نہیں جانتی لیکن ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب میں رانا پربت کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں گی۔"

"جب راؤ کے ذریعے تمہیں پیشکش کی گئی تھی کہ تم رانا پربت کے خلاف محاذ قائم کرتے ہوئے آرزن فیرک کا ساتھ دو تو تمہیں اس میں کیا اعتراض ہے؟"

"میں کسی کا ساتھ کیوں دوں؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں کسی کی آلۂ کار کیوں بنوں؟ جب کہ میں خود اپنے طور پر اپنی شناخت حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ تمہارے لیے ممکن نہیں ہو گا بھارتی۔ آؤ مفاہمت کی بات کریں۔ تم آرزن فیرک سے منسلک ہو جاؤ۔ آرزن فیرک تمہیں ہر تحفظ فراہم کرے گا۔ اور رانا پربت تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ ہم وہ گمشدہ ڈائری حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی ایسی پلاننگ تیار کی جائے گی جس کے تحت یہ سب کچھ ممکن ہو جائے لیکن شرط یہی ہے کہ تم ہم سے تعاون کرو۔"

"میں اس کیفیت میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"فیصلہ تو کرنا پڑے گا بھارتی۔ یہ ضروری ہے۔"

"ایک سوال کروں تم سے؟"

"ہاں۔"

"تمہارے بارے میں بھی تو یہ سنا گیا تھا کہ تم رانا پربت کے خاص آدمی ہو۔"

"ہوں۔ میں واقعی رانا پربت کا خاص آدمی تھا۔ ہوں نہیں۔ دیپک راؤ اور دوسرے تمام لوگ بھی اس کے لیے ہر طرح کی جاں نثاری کرتے رہتے تھے۔ لیکن رانا پربت بے حد خود غرض انسان ہے۔ وہ صرف اپنے مفاد کے لیے جیتا ہے۔ اسے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ہم نے اس کے لیے بہت کچھ کیا لیکن اس کے جواب میں ہمیں کچھ نہیں مل سکا۔ چنانچہ کیا ضروری ہے کہ ہم اس کی غلامی کرتے رہیں۔"

"کیا رانا پربت یہ بات جانتا ہے کہ تم اس سے برگشتہ ہو گئے ہو؟"

"نہیں۔ ابھی تک نہیں۔ اور یہی چیز ہمارے لیے سود مند ہے بھارتی اگر تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ تو ہمارا پلا گروہ مکمل ہو جائے کیونکہ پوری ہی کہانی تمہارے ہی گرد گھومتی ہے۔ رانا پربت ہم سب کو چھوڑ سکتا ہے لیکن تمہاری ذات سے دلچسپی ختم نہیں کر سکتا۔ اور اگر تم در پردہ ہمارے لیے کام کرو تو پھر یوں سمجھو کہ ہم رانا پربت کو چاروں شانے چت کر سکتے ہیں۔"

"میں تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ اس سلسلے میں مجھے سوچنا پڑے گا۔" میں محسوس کر رہی تھی کہ گیان چند میری باتوں کے جال میں پھنس گیا ہے اور اب اس کے ذہن میں یہ تردد نہیں ہے کہ میں کس طرح اس تک پہنچی؟ چند لمحات کے بعد میں نے سوال کیا۔

"باٹرن کے بارے میں مجھے دیپک راؤ نے بتایا تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے۔"

"ہاں آرزن فیرک اس کے لیے غم زدہ ہے یوں سمجھو کہ آرزن فیرک اس وجہ سے رانا پربت سے برگشتہ ہوا ہے۔"

"مگر رانا پربت نے اپنے ایک ایسے دوست کے بیٹے کو کیوں قتل کر دیا؟"

"رانا پربت کے بارے میں، میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ بہت ہی خود غرض انسان ہے تم اگر خلوص دل سے اس کا ساتھ دو تو بھی تمہیں اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ وہ اپنی مقصد براری کرے گا اور اس کے بعد تمہیں بھول جائے گا۔"

"میں اس کا ساتھ دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔" میں نے کہا۔ "یہ اچھی بات ہے۔ بھول کر بھی نہ سوچنا کہ تم اس کا ساتھ دو گی۔"

"تو پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے گیان چند؟"

"دیکھو ڈیئر بھارتی میں ابھی تمہیں آزاد نہیں کر سکتا۔ تمہارے ذریعے مجھے جو نقصانات اٹھانے پڑے ہیں ان کا ازالہ ممکن ہے۔ میں تمہیں کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا رہا۔ تمہیں یہاں رہنا ہو گا اس وقت تک جب تک میں اپنے طور پر معاملات ہموار نہ کر لوں۔"

"گویا میں تمہاری قیدی ہوں گی۔"

"یہی سمجھ لو۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا خاص طور سے اس لیے کہ تم مجھ سے کچھ رعائتیں چاہو گی اور اس وقت میں تمہیں قطعی طور پر کوئی رعایت نہیں دے سکتا۔"

میں خاموش ہو گئی۔

گیان چند گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا تھا پھر اس نے کہا۔ "اور اس امید کے ساتھ یہاں سے جا رہا ہوں کہ تم مجھ سے تعاون کرو گی۔ اگر تم نے یہ تعاون نہ کیا تو بھارتی تمہیں جو نقصان پہنچے گا اس کی ذمہ داری صرف اور صرف تم پر عائد ہو گی۔"

میں ہونٹ سکوڑ کر خاموش ہو گئی تھی۔ اس وقت صورتحال ایسی تھی کہ میں گیان چند کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ گیان چند اٹھنے لگا تو میں نے ایک بات اور اس سے پوچھی۔

"ایک سوال کا جواب دو گے گیان چند؟"

"کیا؟"

"مجھے دیپک راؤ کی زبانی یہ بات بھی معلوم ہوئی تھی کہ میرے دادا جی اور موسی جی کے قاتل تم ہو۔ تم نے انہیں قتل کیا ہے۔"

"گیان چند بری طرح اچھل پڑا تھا۔ "کیا بکواس ہے؟ دیپک راؤ نے تم سے یہ بات کیوں کی ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔ میں یونہی اس سے گفتگو کر رہی تھی کہ اس نے روا روی کے عالم میں مجھے یہ بات بتائی اور اور کہا کہ گیان چند معمولی آدمی نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ پتا؟ میرا مطلب ہے دادا اور موسی کا قاتل بھی وہی ہے۔"

"وہ بکواس کرتا تھا، کرتا تھا وہ۔ اس نے تمہیں غلط راستو پر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔"

"گیان چند! اگر تم صرف یہ بات بتادو کہ میرے دادا جی اور موسی جی کو کس نے قتل کیا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارے ساتھ بھرپور تعاون کروں گی۔"

گیان چند کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "کیا تمہیں اب تک یہ بات معلوم نہیں ہو سکی بھارتی کہ تمہارے دادا اور موسی کا قاتل رانا پربت ہے۔"

"یہ بات مجھے معلوم ہوئی تھی لیکن یہ بھی پتا چلا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھوں قتل ہوئے۔"

"نہیں یہ جھوٹ ہے۔ رانا پربت نے اگرچہ کام خود نہیں کیا تو کسی اور سے کرایا گیا ہوگا۔ میں اس سلسلے میں ذرا بھی ملوث نہیں ہوں۔ بہرحال بھارتی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمہارے اپنے مسائل بھی ہیں اور یقیناً تم انہیں حل کرنا چاہتی ہوں گی۔ لیکن میں تمہیں ایک مشورہ ضرور دے سکتا ہوں کہ ان مسائل کا حل ہمارے ساتھ شمولیت میں ہے۔ تم اس پر غور کر لینا اور اس سلسلے میں تمہارا فیصلہ جب تک ہمارے حق میں نہیں ہوگا میں تم سے معذرت خواہ ہوں کہ تمہیں یہاں قید رہنا پڑے گا۔" گیان چند اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر نکل گیا۔

دونوں کرسیاں وہیں پڑی رہ گئی تھیں۔ گیان چند کے ساتھ اس کے دونوں آدمی بھی باہر چلے گئے تھے میں بے چینی سے دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔ جس کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ وہ باہر سے بند کر دیا گیا ہوگا کافی دیر تک میں خاموش رہی۔ اور اس کے بعد میں دروازے کے پاس پہنچ گئی۔ یہ قید میرے لیے بے حد پریشان کن تھی اور میں اس قید میں زیادہ دیر تک نہیں رہنا چاہتی تھی۔ گیان چند کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا ان حالات میں ممکن نہیں تھا۔ باشرن نے مرتے ہوئے مجھے بتایا تھا کہ گیان چند میرے دادا جی اور موسی جی کا قاتل ہے۔ چنانچہ میں اس مرنے والے کی بات کو جھوٹ نہیں کہہ سکتی تھی۔ اگر گیان چند کو بھی قتل کر دوں تو اس سے مجھے کیا حاصل ہوگا۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ کوئی ایسا طریقہ دریافت ہو کر مجھے اپنے بارے میں مکمل تفصیلات دستیاب ہو جائیں۔ رانا پربت کم بخت پر ہاتھ ڈالنا بے حد مشکل کام تھا۔ وہ چھلاوہ تھا۔ کبھی کہیں کبھی کہیں۔ اور پھر اس نے ایسے ایسے جال پھیلا رکھے تھے کہ میں ابھی اپنے آپ کو اس کے ذہنی مقابلے پر لانے کے قابل نہیں پاتی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر میں نے دروازے کو ٹٹولا۔ یہ اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ دروازہ کس قدر مضبوط ہے اور اس کے کھلنے کے امکانات کیا ہیں؟ لیکن مجھے اندازہ ہو گیا کہ دروازہ غیر معمولی ہے۔ اور قید خانے کے لیے اسے یقینی طور پر بڑے مضبوط انداز میں بنایا گیا ہے۔ گویا یہاں سے نکلنا اتنا آسان کام نہیں ہوگا ہو سکتا ہے اس قید خانے میں مجھے کافی وقت گزارنا پڑ جائے۔ اب تک میں نے جو کچھ کیا تھا اگر اس پر غور کرتی تو مجھے اپنے آپ پر حیرت ہونے لگتی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بلیک جینس نے مجھے کندن بنا دیا تھا اور میں اپنا کام تیزی، برق رفتاری اور پھرتی سے کرنے کی قائل ہو گئی تھی۔ ذہنی سوچ میں بھی تبدیلیاں ہوئی تھیں لیکن بہرطور ایسے مراحل سے انکار نہیں کر سکتی تھی جہاں مجھ پر بھی کبھی کبھی بے بسی طاری ہو جاتی تھی اور اس وقت بھی لمحات تھے وہ کرسیاں قطعی طور پر اس کام کے لیے ناکافی تھیں کہ میں ان کے ذریعے کسی طرح اس روشندان تک پہنچ جاؤں جو اوپر نظر آ رہا تھا۔ ایسے کئی روشندان یہاں اس کمرے میں موجود تھے جن سے روشنی اور ہوا اندر آ رہی تھی۔ گویا اس قید خانے میں جینے کے انتظامات کر دیے گئے تھے۔ باقی یہاں اور کچھ نہیں تھا۔ یہ تمام باتیں میں نے اچھی طرح سوچیں اور اس کے بعد میں یہ تقدیر پر ہی انحصار ہے اب وقت کا انتظار ہی ضروری تھا وقت جو یقینی طور پر اپنے اندر تبدیلیاں رکھتا ہے اور ہو سکتا ہے خود میرے ذہن میں ہی ایسی بات آ جائے جس سے میں وقت کے لحاظ سے کوئی فائدہ اٹھا سکوں۔ حالانکہ میں اگر چاہتی تو ایسے ہی گیان چند سے کہہ دیتی کہ میں آئرن فیرک کے لیے کام کرنے پر تیار ہوں لیکن اس کے بعد اگر کچھ اور تبدیلیاں رونما ہو جاتیں تو ان سے بچنا میرے لیے مشکل ہوتا۔ چنانچہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ضروری تھا۔ زمین پر لیٹ گئی بدن کچھ تھکن سا محسوس کر رہا تھا لیٹنے کے بعد نجانے کتنی دیر تک سوچتی رہی اور پھر آنکھ لگ گئی کیسی عجیب بات تھی یہ زندگی کہ میں نے کبھی اس انداز میں نہیں گزارا تھا لیکن انسان ہر طرح کے حالات کا اندرونی طور پر عادی ہوتا ہے۔ وہ اپنی ذات پر کتنے ہی خول چڑھائے رکھے اس کی اصلیت یکساں ہوتی ہے۔ اور اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہوتی۔ چنانچہ کسی بھی قسم کے بستر سے بے نیاز زمین میرے لیے بہترین بستر بن گئی۔ اور اس بہترین بستر پر نجانے کتنی دیر تک سوتی رہی۔

پھر جب جاگی تو منظر کچھ بدلا ہوا تھا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا اور میری نگاہ اس ٹرے پر گئی جس میں ناشتے کا سامان موجود تھا۔ روشندانوں کے دوسری جانب سے تیز دھوپ چمک رہی تھی۔ اور اس کے سائے مختلف طریقوں سے دیواروں پر بکھر رہے تھے۔ کمرے میں اچھی خاصی روشنی ہو گئی تھی میں چند لمحات سوچتی رہی اور اس کے بعد میں نے ناشتے کی ٹرے کی جانب رخ کر لیا۔ اس میں پانی وغیرہ بھی تھا۔ منہ ہاتھ دھو کر فارغ ہوئی اور ناشتا کرنے لگی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازے پر آہٹیں ابھرنے لگیں اور اس کے بعد کوئی اندر آ گیا۔ یہ ایک چھریرے بدن کا اچھے خاصے قد و قامت کا آدمی تھا۔ لیکن اس کی چال میں لنگڑاہٹ تھی۔ اور چہرہ بھی عجیب سا نظر آ رہا تھا۔ وہ اپنے ساتھ چائے کا سامان لایا تھا میں نے اسے ایک لمحے کے لیے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"میرے لیے کچھ اور چیزیں بھی درکار ہوں گی۔ ان کا کیا بندوبست ہو سکتا ہے؟"

"کک۔ کک۔ کیا کام۔ تم میڈم؟" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ لنگڑا ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ہکلا بھی تھا اور اس کی آنکھ بار بار جھپکتی رہتی تھی۔

"میرا مطلب ہے یہاں باتھ روم کہاں ہے؟"

"بب۔ بب۔ باتھ روم تت۔ تت تو نہیں ہے۔"

"ہاں [illegible] گیان چند سے بات کرو۔"

"بب۔ بب۔ بات کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور وہ واپسی کے لیے مڑ گیا۔ دروازہ پھر اسی طرح بند ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دو افراد آئے اور انہوں نے پستولوں کا رخ میری جانب کر دیا۔

"تم باتھ روم جا سکتی ہو۔" ان میں سے ایک نے کہا اور میں ان کی زیر نگرانی باہر نکل آئی۔

باتھ روم کے لیے اس کمرے کے عین سامنے بندوبست کیا گیا تھا چنانچہ میں تھوڑی دیر تک باتھ روم میں رہی اور یہ سوچتی رہی کہ اگر میں یہاں سے فرار کی کوشش کروں تو یہ باتھ روم میرا اس سلسلے میں کیا مددگار ہو سکتا ہے؟ لیکن تمام امیدوں پر اوس پڑ گئی تھی کیونکہ باتھ روم بھی خاص طور پر قیدیوں کے لیے ہی بنایا گیا تھا۔ اگر یہ اس حجرے کمرے سے ملحق ہوتا تو کیا حرج تھا۔ باہر وہ دونوں موجود تھے میں چند لمحات کے بعد باہر نکل آئی۔ اور ایک بار پھر مجھے اسی کمرے میں قید کر دیا گیا۔ میری یہ قید مسلسل جاری تھی۔ اور میں صحیح طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔ کہ کون سی ایسی ترکیب ہو سکتی ہے کہ مجھے اس قید سے رہائی مل جائے۔ وہ پورا دن گزر گیا۔ دوپہر کا کھانا بھی کم بخت تول ہی کر گئے تھے۔ غالباً انہیں یہ احساس بھی تھا کہ زیادہ خوراک میرے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اور ان کے لیے بھی۔ البتہ رات کو وہی ہکلا اور لنگڑا آدمی کھانا لے کر آیا تھا۔ میں اسے بغور دیکھنے لگی۔ بہت ہی بے ضرر سا آدمی معلوم ہوتا تھا لیکن ظاہر ہے گیان چند کا ساتھی تھا میں نے اپنے دل میں ایک پروگرام ترتیب دیا لیکن جلد بازی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ ہو سکتا ہے ابھی وہ لوگ میری جانب سے بہت زیادہ محتاط ہوں۔ چنانچہ انتظار کر لینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ ویسے بھی میں یہ بات جانتی تھی کہ یہاں جب تک ہوں تو میرے لیے کوئی بات خطرناک نہیں ہے۔ صبح کو پھر ناشتا آیا لیکن ناشتے سے پہلے انہوں نے کمرے کا دروازہ کھول کر مجھے باتھ روم جانے کی اجازت دی تھی۔ اور میں نہایت فراغت کے ساتھ واپس آ گئی تھی۔ البتہ کمرے سے نکل کر میں نے ادھر ادھر کا جائزہ ضرور لے لیا تھا۔ اور یہ اندازہ لگاتی رہی تھی کہ اگر میں کوئی کوشش کروں تو کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں یا کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ یہ نہیں اندازہ ہو سکا تھا کہ ان دونوں سائیڈوں کی راہداریوں میں کیا ہے لیکن بہرطور کسی بھی قسم کا خطرہ مول لینا ضروری تھا ایک اور بات میرے ذہن میں بار بار آتی تھی کہ یہ سارے کے سارے لوگ میری ذات سے کوئی ایسی دلچسپی رکھتے تھے جس کی بنا پر یہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ کم از کم مجھے کسی طرح بھی ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ میں اپنی اس حیثیت سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ دوپہر کو معمول کے مطابق کھانا نہیں آیا۔ لیکن شام کو پانچ بجے وہی لنگڑا ہکلا شخص، میرے لیے چائے کے برتن لے کر آیا۔ برتنوں میں چائے تھی۔ ایک پلیٹ میں خشک میوے رکھے ہوئے تھے۔ البتہ اس کی آمد اس وقت غیر متوقع تھی۔ ویسے بھی اس وقت میری گھڑی کے مطابق ساڑھے چھ بج رہے تھے اور کسی بھی طور یہ چائے کا وقت نہیں تھا۔ لیکن اچانک ہی میرے ذہن میں ایک منصوبہ پروان چڑھا۔ اور میں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ اس نے چائے کے برتن نیچے رکھے اور پھر پلیٹیں وغیرہ درست کرنے لگا۔ میں نے برق رفتاری سے آگے بڑھ کر اپنی لات اس کے پیٹ پر رسید کرنے کی کوشش کی۔ وہ کم بخت شاید اس کے لیے پہلے سے تیار تھا۔ کیونکہ جونہی میں نے لات چلائی وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور میرا وار بیکار گیا۔ البتہ اس نے چائے کا سامان گرنے سے بچا لیا تھا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ میری اس

حرکت سے چونکتا، سنبھل جاتا۔ لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے میری اس حرکت کو دیکھا ہی نہ ہو اور اتفاق سے سیدھا ہو گیا ہو۔ اس نے چائے کی ٹرے اٹھائی اور میری طرف رخ کر کے بولا۔

"چائے پی لیجیے۔"

لیکن میں نے انتہائی مہارت سے ایک ایڑی پر گھوم کر اپنی لات اس پر چلا دی اور اس کی گردن کو نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ وہ چائے کی ٹرے لیے لیے بیٹھ گیا۔ اور میرا وار بھی خالی گیا۔ اس نے بدستور سپاٹ انداز میں کہا۔

"بیچ۔ بیچ۔ چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔"

میں اب متحیر رہ گئی تھی۔ یہ شخص۔ یہ شخص کیا مجھے کھلا رہا ہے۔ اپنے آپ کو بہت پھرتیلا اور چاق و چوبند سمجھتا ہے یہ شخص۔ نجانے کیوں مجھے اپنی توہین کا احساس ہوا۔ اور میں باقاعدہ اس سے مقابلے کے لیے ڈٹ گئی۔ چائے کی ٹرے بدستور اس کے ہاتھ میں تھی۔ اور چائے جیسی چیز ایسی تھی کہ چھلک کر گر بھی سکتی تھی۔ لیکن وہ مطمئن انداز میں کھڑا مجھے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ مجھے اس نمبول سے شخص پر بے پناہ غصہ آیا اور میں نے دانت پیستے ہوئے اس پر چھلانگ لگا دی۔ کوشش یہ کی تھی کہ اس بار اس کی گردن میری ٹانگوں کی گرفت میں آ جائے لیکن وہ کمبخت جھکائی دے کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور اپنے مخصوص انداز میں ہکلاتے ہوئے بولا۔

"بیچ۔ چائے گگ۔ گر پڑے گی میڈم۔ آپ پلیز۔ مذاق نہ کریں۔"

میرے غصے کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔ وہ میری ان کوششوں کو مذاق سمجھ رہا تھا۔ میں نے طوفانی رفتار سے اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک لگانے کی کوشش کی اور وہ پھر ٹرے سنبھالے ہوئے رقص کرنے کے سے انداز میں میری گرفت سے نکل گیا۔ فلائنگ کک لگا کر میں بری طرح نیچے گری تھی اور ایک لمحے کے لیے مجھ سے اٹھا نہ گیا کیونکہ کمر اور شانوں میں چوٹ لگی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں میں ٹرے سنبھالے مجھے بدستور اسی انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے میری اچھل کود سے لطف اندوز ہو رہا ہو اور اپنے طور پر آپ کو خوب بھی رکھنا چاہتا ہو۔ ایک لمحے کے لیے میں اپنے آپ کو چغد محسوس کرنے لگی تھی۔ اس نے پھر کہا۔

"نم میں نے پپ۔ پہلے ہی کہا تھا کہ مم۔ مذاق ہی مذاق میں بیچ۔ چوٹ لگ جائے گی۔ اب لگ گئی ناں۔"

میں اٹھ کر بیٹھ گئی۔ یہ اندازہ مجھے بخوبی ہو گیا تھا کہ وہ بہت ہی ستم ظریف انسان ہے اور اسے بلا وجہ ہی تہہ خانہ بھیج دیا گیا ہوگا لیکن اب کیا کیا جائے؟ میں تو بس یہ چاہتی تھی کہ جس طرح بھی بن پڑے میں اس تہہ خانے سے نکل بھاگوں اور اس کے لیے میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اب وہ شخص آ پھنسا ہے تو اس سے نجات حاصل کر لوں لیکن وہ کوئی بہت ہی اونچی چیز تھی۔ میری تمام کوششیں رائیگاں کرنے کے باوجود اس نے چائے تک نہ چھلکنے دی تھی اور یہ پھرتی کا کمال تھا۔ میں نے ایک لمحے میں ایک اور فیصلہ کیا اور ہمت کر کے ایک بار پھر کھڑی ہو گئی۔ اس دوران میں نے چور نگاہوں سے دروازے کو دیکھ لیا تھا وہ کھلا ہوا تھا اور میں تھوڑی سی کوشش کر کے اس تک پہنچ سکتی تھی۔ کم از کم کوشش تو کر لی جائے۔ نتیجہ کچھ بھی ہو لیکن اس کے لیے اسے دھوکا دینا ضروری تھا چنانچہ میں اس طرح تن کر کھڑی ہو گئی جیسے اس پر آخری اور فیصلہ کن حملہ کرنا چاہتی ہوں اور وہ بھی شاید میرا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ٹرے اس نے مضبوطی سے سنبھالی ہوئی تھی۔ میں نے اپنے بدن کو ہلکی سی جنبش دی اور وہ ابھر آیا۔ لیکن میں نے دروازے کی جانب الٹی قلابازی کھائی تھی۔ اندازہ پہلے ہی لگا لیا تھا کہ دروازہ اس جگہ سے کتنے فاصلے پر ہے چنانچہ اس اندازے کی کامیابی کا اندازہ کرنے کے بعد میں نے فوراً ہی دوسری چھلانگ دروازے کی طرف لگا دی تھی اور خراب سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی۔ اب اتنا موقع نہیں تھا کہ پلٹ کر دروازہ بند کرنے کی کوشش کروں۔ باہر کے ماحول کا مجھے کوئی پتا نہیں تھا کہ اس وقت کتنے افراد باہر موجود ہیں اور مجھے روکنے کے لیے کیا کوششیں کی جا سکتی ہیں۔ میں بے تحاشا ایک راہداری کی طرف دوڑ رہی تھی اور تقدیر یاور تھی کہ یہ راہداری مجھے بیرونی حصے کی جانب ہی لے گئی۔ برآمدے میں پورچ تھا اور پورچ میں ایک لینڈ روور کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے لینڈ روور کی طرف چھلانگ لگا دی اس تصور کے ساتھ کہ اگر وہاں کوئی ہوا بھی تو ایک لمحے میں اس کا خاتمہ کر دوں گی۔ لینڈ روور کے پاس کوئی موجود نہیں تھا۔ عمارت تقریباً سنسان نظر آ رہی تھی۔ میں نے پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا۔ اس لینڈ روور کو حاصل کرنے کے لیے مجھے کیا ترکیب کرنی چاہیے۔ لینڈ روور تو میری دسترس میں تھی لیکن چابی۔ میں نے حسرت بھری نگاہوں سے اگنیشن میں دیکھا۔ پھر دوسرے لمحے میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اگنیشن میں چابی لگی تھی بس اس کے بعد مجھے لینڈ روور میں داخل ہونے سے کون روک

سکتا تھا چنانچہ میں دوسری طرف سے پھرتی سے گھوم کر لینڈ روور کے دروازے کے قریب آ گئی۔ اسے کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔ پھر لینڈ روور اسٹارٹ ہونے میں دیر نہیں لگی تھی سامنے گیٹ نظر آ رہا تھا لیکن گیٹ کھولنے کے لیے پیچھے کون آتا ہے لینڈ روور کی زوردار ٹکر نے گیٹ کھول دیا تھا اور گاڑی کمان سے نکلے ہوئے تیر کی مانند آگے بڑھ گئی تھی۔ میرے دل میں پٹاخے لگے ہوئے تھے۔ بس یہی آرزو تھی کہ کوئی اس وقت یہاں موجود نہ ہو اور اس کی امید اس لیے بندھ گئی تھی کہ اس عمارت میں آس پاس کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ لینڈ روور سیدھی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ پکی سڑک کافی دور تک چلی گئی تھی اور اس کے بعد بلندی پر چڑھ کر وہ باقاعدہ سڑک سے جا ملتی تھی۔ میں نے مین روڈ پر پہنچنے کے بعد سمت کا تعین کرنا چاہا اور پھر سیدھے ہاتھ پر چل پڑی۔ لینڈ روور کی رفتار طوفانی کیفیت اختیار کر گئی تھی اور اپنے خوف و دہشت کے عالم میں میں نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کے دباؤ کو محسوس بھی نہیں کیا تھا۔ رفتار بتانے والی سوئی سو کے قریب پہنچ چکی تھی اور آگے ہی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اسٹیرنگ قابو میں رکھنا مشکل ہی ہوتا جا رہا تھا ویسے شاندار لینڈ روور زمین پکڑ کر دوڑ رہی تھی۔ یہ سڑک کافی طویل و عریض اور آگے چل کر کافی گہرائی میں تھی سڑک کے دونوں جانب گہرے نشیب تھے۔ اس رفتار سے لینڈ روور سنبھالنا مشکل کام تھا چنانچہ میں نے عقب نما آئینے میں پیچھے کا منظر دیکھا اور جب دور دور تک مجھے سڑک سنسان نظر آئی تو میں نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ کم کر دیا۔ لینڈ روور کا طاقتور انجن بے آواز تھا اور اپنی کارکردگی دکھا رہا تھا میں نے آہستہ آہستہ اس کی رفتار کنٹرول کی اور پھر اسے سامنے اور راستے کے درمیان لے آئی۔ اس کے فوراً بعد ہی لینڈ روور نشیب میں اتر گئی تھی اور دفعتاً ہی مجھے اپنی عقبی سیٹ پر ایک دھکا سا محسوس ہوا اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کوئی شے عقبی سیٹ سے آ کر لگی تھی۔ میں نے عقب نما آئینے میں ایک بار پھر دیکھا اور اس کے بعد میرا پاؤں خود بخود بریک پر جا پڑا۔ اعصاب کا سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ عقب نما آئینے میں مجھے جو کچھ نظر آیا تھا وہ انتہائی حیرت ناک اور سحر انگیز تھا۔ میں نے پچھلی سیٹ پر اسی ہکلے کو دیکھا اور اس کی یہاں لینڈ روور میں موجودگی ناقابل یقین تھی۔ ساری پوزیشن میں کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا تھا جس میں یہ سوچتی کہ وہ مجھ سے پہلے نکل کر لینڈ روور میں آ بیٹھا ہے۔ لیکن اب جو کچھ تھا سامنے ہی تھا۔ میں نے بے اختیار لینڈ روور نشیبی سڑک پر روک دی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کروں دفعتاً ہی مجھے ہکلے کی آواز سنائی دی۔

"پپ۔ پپ۔ چلتی رہو کک۔ کک کیا ہو گیا ہے کک۔ کوئی خطرہ درپیش ہے کیا؟" اس نے سوال کیا اور میں سرد نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"نیچے اترو۔"

"کک۔ کیوں۔؟" وہ معصومیت سے بولا۔

"میں چاہتی ہوں نیچے اترو۔ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ مجھ سے جنگ کرو اور مجھے گرفتار کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گی۔" میں نے غراتے ہوئے کہا اور ہکلا بھونڈے انداز میں ہنس پڑا۔

"نن۔ نہیں۔ قق۔ قتل کر سکتیں۔ تمہاری جان طوطے میں ہے اور یہ طوطا یہاں نہیں ہے۔ وہ وا۔ واشنگٹن کے چڑیا گھر میں ہے۔ تت۔ تم وہاں کک۔ کیسے پہنچ سکو گی۔؟"

"میں کہتی ہوں نیچے اترو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔"

"بیچ۔ چائے نہیں پیا۔ مم۔ میں اپنا فرض پورا کیے بغیر بب۔ باز نہیں آؤں گا۔ بیچ چاہے تم میرے ساتھ کیسا ہی سلوک کرو۔"

میں ابھی اسے کوئی جواب نہیں دے پائی تھی کہ دفعتاً ہی مجھے کسی کار کے انجن کی آواز سنائی دی اور میں پلٹ کر پیچھے دیکھنے لگی دوسرے لمحے میرے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ عقب سے ایک سیاہ رنگ کی کار طوفانی رفتار سے آ رہی تھی اور پھر ڈھلان پر آ کر اسے اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔ اس نے بریک لگائے اور سڑک کے دونوں طرف ڈولتی ہوئی بالآخر لینڈ روور کے بالکل قریب آ کھڑی ہوئی۔ ہکلے نے جلدی سے کہا۔

"مم۔ میں چھپ رہا ہوں مم۔ میری طرف سے بے فکر رہنا۔ تت۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔" میں سن رہ گئی تھی۔ غصے کے عالم میں میں نے لینڈ روور کا انجن بھی بند کر دیا تھا ورنہ شاید اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ نکل بھاگنے کی کوشش کرتی۔ لیکن عقب سے آنے والوں نے مجھے موقع نہیں دیا تھا۔ وہ سب مسلح تھے اور ان کی تعداد چار تھی۔ آن کی آن میں وہ میرے قریب پہنچ گئے۔ چاروں کی پستولوں کا رخ میری طرف تھا۔ پھر ان میں سے ایک نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کتیا ہمیں دھوکا دے کر بھاگ رہی تھی۔ جانتی نہیں کہ ہم کون ہیں؟"

میں سرد نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہی تب ان میں سے ایک نے لینڈ روور کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"نیچے اترو۔ ورنہ اتنے سوراخ کر دیے جائیں گے بدن میں کہ چاروں طرف سے ہوا اندر داخل ہونے لگے گی۔ چل نیچے اتر۔" اس نے بازو سے پکڑ کر مجھے نیچے گھسیٹنا چاہا لیکن اسی وقت کچھ ہوا۔ عقب سے دو آدمیوں کی چیخیں سنائی دی تھیں مجھے نیچے اتارنے والے چونک کر پلٹے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے بھی عجیب سی آوازیں نکل گئیں۔ کوئی اچھلتا ہوا ان پر آگرا تھا اور انہیں رگیدتا ہوا خود بھی نیچے جا پڑا۔ یہ ریسلنگ کا ایک مخصوص داؤ تھا اور یہ داؤ لگانے والا وہی مجہول سا لنگڑا تھا۔ پچھلے دو آدمیوں کے جسم خون اگل رہے تھے۔ غالباً خنجر سے وار کیا گیا تھا اور خنجر اب بھی اس شخص کے ہاتھ میں تھا لیکن اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر ان کی گردنوں پر مارے تھے۔ اور وہ دونوں بے اختیار نیچے آ رہے تھے لنگڑے نے ایک قلابازی کھائی سیدھا کھڑا ہوا اور پھر اس کی ٹھوکریں ان دونوں کے سروں پر پڑیں اور وہ سڑک پر قلابازیاں کھانے لگے۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پکڑے ہوئے تھے پستول ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئے تھے۔ میں نے جھپٹ کر پستول اٹھا لیے لیکن اس کے ساتھ ہی لنگڑا پھر فضا میں اچھلا اور میرے ہاتھوں میں دبے ہوئے پستول ہاتھوں سے نکل گئے ہاتھوں کی کلائیوں پر چوٹ بھی لگی تھی۔ لنگڑے نے دو قدم پیچھے ہٹ کر کہا۔

"م۔ معاف کرنا م۔ میڈم تت۔ تم ذرا عقل سے پیدل لگتی ہو اگر تت۔ تم مجھ پر حملہ کر دیتیں تت۔ تو م۔ میں کیا کرتا؟ اس لیے میں نے تمہارے ساتھ یہ بدتمیزی کی ہے۔ اب جلدی سے اسٹیئرنگ پر بیٹھو اور یہاں سے نکل چلو یہ لوگ دوبارہ گگ۔ کوشش کر سکتے ہیں۔"

میں حیرت سے اس کی باتیں سن رہی تھی اور دوسرے لمحے میں نے لینڈ روور کی جانب چھلانگ لگائی۔ لیکن لنگڑا بھی مجھ سے پیچھے نہیں تھا۔ میں نے جس طرح لینڈ روور اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی تھی وہ ناقابل یقین تھا لیکن دوسرا منظر بھی ناقابل یقین تھا کیونکہ لنگڑے نے ایک لمبی چھلانگ لگائی تھی اور لینڈ روور کے کھلے ہوئے شیشے سے اندر داخل ہو گیا تھا وہ انسان نہیں چھلاوا تھا جو مظاہرہ اس نے اس وقت کیا تھا۔ وہ مجھے متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ ویسے تو میں اپنے قید خانے ہی میں اس کی طاقت اور پھرتی کا اندازہ لگا چکی تھی۔ وہ جس قدر پھرتیلا تھا۔ اس کی مثال ملنا مشکل تھی لیکن اس وقت تو اس نے کمال ہی کر دکھایا تھا۔ بہرطور اس نے میری مدد کی تھی اور ان چاروں آدمیوں کے بارے میں وثوق سے کہا جا سکتا تھا کہ یہ گیان چند ہی کے آدمی تھے جنہیں کسی طرح میرے فرار کا علم ہو گیا تھا۔ چند لمحات کے بعد جب میں نے لینڈ روور کو پوری طرح سنبھال لیا اور اس جگہ سے کافی دور نکل آئی تو میری نگاہیں لنگڑے کی جانب اٹھ گئیں۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیوقوفوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم کیا چیز ہو۔؟"

"آدمی ہوں۔ پپ۔ پکا آدمی ہوں گگ۔ کوئی گیا پن بھی نہیں ہے م۔ مجھ میں۔" اس نے جواب دیا۔

"تم ان کے غلام ہو۔ لیکن تم نے میری مدد کیوں کی؟"

"اے۔ ز۔ ز۔ زبان سنبھال کے م۔ میں کسی کا غلام نہیں ہوں گگ۔ کیا سمجھتی ہو تم مجھے۔؟"

"تم نے میری مدد کیوں کی ہے؟"

"م۔ میری مرضی۔ کوئی اجارہ داری ہے تمہاری۔؟" اس نے کہا۔

"مجھے تم پاگل معلوم ہوتے ہو۔"

"دو۔ دیکھو ز۔ ز۔ زبان سنبھال کر بب۔ بات کرو گگ۔ م۔ میں نے تمہاری [illegible] مجھے پپ۔ پاگل لگ رہی ہو۔"

"تو کیوں مدد کی ہے تم نے میری۔؟"

"م۔ میری م۔ مرضی ج۔ جس کی چاہوں م۔ مدد کروں ج۔ جس کی چاہوں نہ کروں۔ تم آگے چل کر م۔ مجھے شہر میں اتار دینا م۔ میں کوئی تت۔ تمہارے سر نہیں پڑنے جا رہا ہوں۔"

میں پریشان نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی ایک بات جو سمجھ میں آ رہی تھی بہرحال اطراف پر نگاہ رکھنا بھی بے حد ضروری تھا۔ ویسے اس شخص نے مجھے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ بظاہر یہ انہی کا آدمی تھا لیکن اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کے بعد تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ رعایت کریں گے وہ لوگ۔ میں گیان چند کے قبضے سے نکل آئی تھی اور اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ رانا بلو کے لقا ہی تمام ہی معاملات ختم ہو گئے تھے اور میں اب اپنے شہر کی جانب جا رہی تھی کیا کرنا چاہیے؟

اس شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔ جس نے میری مدد کر کے بہرحال مجھ پر احسان کیا تھا چنانچہ میں نے اپنا رویہ تھوڑا سا تبدیل کیا۔ بہت سے خیالات میرے ذہن میں آ رہے تھے ہو سکتا ہے یہ خود بھی ان سے باغی ہو گیا ہو اور میری مدد کر کے مجھے یہاں سے نکال لے جانا چاہتا ہو۔ لیکن میں اس کے لیے کیا کر سکوں گی؟ دوسرے لمحے میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ ہو سکتا ہے اس سے کچھ کام کی باتیں معلوم ہو سکیں چنانچہ اس کے ساتھ کیوں نہ تھوڑا سا نرم لہجہ اختیار کیا جائے اور اس خیال کے تحت میں نے ایک بار پھر اس کا چہرہ دیکھا وہ اسی طرح بکھرا بکھرا سا بیٹھا تھا۔

"بہرحال تمہارا شکریہ۔ تم نے میری مدد کی۔ لیکن اب کہاں جانا چاہتے ہو۔؟"

"شش۔ شہر میں۔ گگ۔ کہیں اتار دینا۔ بب۔ بس چلا جاؤں گا۔ گگ۔ کہیں۔"

"لیکن تم تو ان کے آدمی تھے۔"

"م۔ میں۔ گگ۔ کسی کا آدمی۔ نن۔ نہیں ہوں۔ ابھی شش۔ شادی نن۔ نہیں ہوئی ہے۔ م۔ میری۔" اس نے جواب دیا۔

"مطلب۔؟"

"آدمی تت۔ تو۔ گھر والی کا۔ کا ہی ہوتا ہے۔" اس نے کہا۔

"اوہ۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ تم تو ان کے لیے کام کرتے تھے۔"

"گگ۔ کرتا تھا۔ م۔ میری مرضی تھی۔ بس م۔ میں اب نہیں گگ۔ کرتا۔ اب بھی م۔ میری مرضی۔" اس نے جواب دیا۔

"بہرحال میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں تم نے میری مدد کی۔ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔؟"

"گگ۔ کچھ نہیں۔ بب۔ بس ٹھیک ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"شہر میں کہاں جاؤ گے تم۔؟"

"م۔ میرا گھر ہے ایک وہاں میری پھوپھی کی سالی رہتی ہے۔"

"پھوپھی کی سالی!" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"تت۔ تو۔ گگ۔ کیا ہو گیا۔ تت۔ تمہیں اعتراض ہے۔؟"

"پھوپھی۔ کی سالی ہوتی ہے۔"

"نن۔ نہیں ہوتی۔ تت۔ تو۔ پھوپھا کی سالی ہوگی۔ م۔ میرا مطلب ہے پھوپھی کی بہن۔" اس نے جواب دیا۔

"مجھے تو تم کوئی بہت ہی چالاک آدمی معلوم ہوتے ہو بے وقوف بن کر دوسروں کو بے وقوف بنانے والے۔"

"گگ۔ کیا۔ بب۔ بے وقوف بنایا ہے۔ تت۔ تمہیں؟ ج۔ جواب دو۔"

"چھوڑو۔ میں بے کار باتیں نہیں کرتی۔ پتا بتاؤ پتا۔"

"ارے واہ گگ۔ کیوں بتاؤں؟ گگ۔ کیا پولیس کو اطلاع دو گی۔"

"نہیں بھئی میں شکریے کے ساتھ تمہیں تمہارے ٹھکانے چھوڑ دینا چاہتی ہوں۔"

"اوہ! اچھا تت۔ تو ٹھیک ہے۔" اس نے ایک پتا بتا دیا اور ایک بار پھر میرا پاؤں لینڈ روور کے بریک پر جا پڑا۔ یہ پتا اس کوٹھی کا تھا جو میری تھی میں نے خریدی تھی میں رہتی تھی اس کوٹھی میں۔ میرے اپنے معاملات تھے وہاں سے۔ میں نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"گگ۔ کیا ہو گیا۔؟" اس نے گھبرائے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ بتایا تم نے؟" میں نے کہا اور اس نے جواب میں ہکلاتے ہوئے وہی پتا دہرا دیا۔

"اور اس جگہ تمہاری پھوپھی کی بہن رہتی ہے۔؟"

"گگ۔ کیوں نہیں رہ سکتی ہیں۔؟"

"نہیں۔ اس لیے کہ وہاں میں رہتی ہوں۔"

"تت۔ تم۔؟" اس نے متحیر رہ جانے کا مظاہرہ کیا۔

"جی۔" میں طنزیہ انداز میں بولی۔

"تت۔ تم وہاں گگ۔ کیوں رہتی ہو؟ گگ۔ کس کی اجازت سے رہتی ہو۔؟" اس نے کہا۔

"اپنی اجازت سے اس لیے کہ وہ میری کوٹھی ہے۔"

"اوہ! اس کا مطلب ہے کہ تت۔ تم م۔ میری پھوپھی گگ۔ کی بہن ہو؟ م۔ میرا مطلب ہے کہ م۔ میرے پھوپھا کی سالی۔"

"جی نہیں۔ نہ میری کوئی بہن ہے اور نہ میں کسی پھوپھا کی سالی ہوں سمجھے۔ تم ہو کون آخر؟ اب میں تمہاری طرف سے مشکوک ہو گئی ہوں۔ نام کیا ہے تمہارا اپنا نام تو بتاؤ۔؟"

"نن۔ نام بتا دوں گا تو کہیں اتار دو گی۔" اس نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔؟"

"ارے گگ۔ گاڑی کی رفتار تت تیز کرو، کوئی اور بھی آسکتا ہے۔ مین روڈ پر رر حرکت۔ گگ۔ کی ہے ہم نے گگ۔ کوئی گزرنے والا بھی پتا ہے چلانے کی گگ۔ کوشش گگ کر سکتا ہے۔"

"تم فراڈ آدمی نام بتاؤ مجھے اپنا۔" میں نے غرا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی میں نے غیر اختیاری طور پر لینڈ روور کی رفتار تیز کر دی تھی۔

"گگ۔ گھر پہنچ دو۔ تت۔ تب بتاؤں گا۔"

"اسی گھر جاؤ گے جہاں میں نے تم سے کہا ہے۔؟"

"ہاں۔ وہی میرا گھر ہے۔ تت۔ تمہیں اس سے گگ کیا؟ ارے واہ تم۔ میری کوٹھی پر ہی قبضہ جمانے بیٹھ گئیں۔" اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ لیکن میری کھوپڑی بھی خراب ہو رہی تھی۔ کچھ میں آتی کوئی بات تو سوچتی بھی۔ یہ کمبخت ہے کیا بلا؟ بہر طور اس کے بعد میں نے خاموشی ہی اختیار کر لی تھی۔ میں نے سوچا کہ کم از کم اسے کوٹھی لے جاؤں، سچ اور جھوٹ کا پتا چل جائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد شہر تک کا سفر خاموشی ہی سے طے ہوا تھا اور ہم وہ تمام راستے طے کرتے ہوئے بالآخر اپنے شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ میں ہونٹ بھینچے ہوئے لینڈ روور ڈرائیو کر رہی تھی۔ یہ احساس بھی تھا کہ اس نے میری مدد کی ہے اس کے ساتھ کوئی سخت سلوک روا نہ ہو گا لیکن یہ بھی سوچ رہی تھی کہ آخر اس نے میری ہی کوٹھی کا پتا کیوں بتایا ہے؟ پھر مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی بالآخر میں کوٹھی کے نزدیک پہنچ گئی اور وہاں پہنچ کر میں نے کوٹھی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ ہے تمہاری پھوپھی کی بہن کی کوٹھی۔؟"

"ہاں یہی ہے۔" اس نے بڑے اطمینان انداز میں کہا۔

"تو پھر جاؤ۔ اندر چلے جاؤ۔ میں یہاں انتظار کر رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ مم۔ مگر تت۔ تم کیوں انتظار کر رہی ہو۔ تم میں دوبارہ واپس نن۔ نہیں آؤں گا گگ۔ کوئی گیا وقت نہیں ہوں۔" اس نے کہا۔

"جاؤ۔ جاؤ اندر جاؤ۔" میں نے کہا۔

میں جانتی تھی کہ ملازم اسے دھکے مار کر باہر نکال دیں گے۔ وہ کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا اور میں انتظار کرتی رہی کچھ ہونے کا۔ لیکن کافی دیر گزر گئی اور وہ واپس نہ آیا تو مجھے بھی حیرت ہوئی اور اس کے بعد میں نے ہارن بجایا۔ چوکیدار نے گیٹ کھول دیا تھا۔ لینڈ روور دیکھ کر وہ صورت حال معلوم کرنے آگے بڑھا اور پھر مجھے دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"ابھی یہاں سے کوئی اندر داخل ہوا ہے؟" میں نے کہا۔

"جی ہاں وہ دلیپ شرما صاحب ابھی ابھی آئے ہیں۔"

"کون؟" میرے پورے وجود میں اینٹھن سی پیدا ہوئی۔

"دلیپ شرما صاحب۔ کہاں ہیں۔؟"

"اندر ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ ابھی ابھی آپ آنے والی ہیں۔" چوکیدار نے جواب دیا اور میں سن کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ چوکیدار گیٹ کھولے میرے اندر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ میں لینڈ روور اندر لیتی چلی گئی اور اس کے بعد اسے پورچ میں کھڑا کر کے اندر کی جانب بھاگی۔ ڈرائنگ روم میں واقعی دلیپ شرما بیٹھا ہوا تھا۔ لباس وہی تھا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اس بگلے اور لنگڑے شخص کے بدن پر دیکھا تھا لیکن چہرہ دلیپ شرما کا تھا۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی اور پھر دلیپ شرما اسی انداز میں بولا۔

"گگ۔ کیا ہوا۔ تت۔ تم یہاں گگ۔ کیسے گھس آئیں؟"

"اوہ! تم۔ تم" میں دانت پیس کر اس کی جانب بڑھی۔

"ارے گگ۔ کاٹو گی کیا۔" دلیپ شرما خوفزدہ انداز میں اپنا بدن سکوڑتے ہوئے بولا۔

"تو یہ۔ تو یہ تم تھے۔ اور تم نے اپنے چہرے پر میک اپ کر رکھا تھا۔؟"

"اوہ! تم۔ میں تو بھول ہی گیا۔ میں نے اپنے چہرے سے میک اپ اتار لیا ہے۔ دراصل یہاں داخل ہونے کے لیے ضروری تھا۔ معافی چاہتا ہوں میڈم بھارتی۔"

"میں تمہیں شوٹ کر دوں گی۔"

"بہتر ہے۔" اس نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

"میں کہتی ہوں تم۔ تم۔ تم اوہ! تم کہاں مر گئے تھے وہاں؟"

"جی نہیں، سو فیصدی زندہ تھا وہاں بھی اور یہاں بھی دیکھ لیجیے نا بول رہا ہوں میں۔ ہوں۔ ہوں۔" اس نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

مجھ پر شدید جھنجلاہٹ کا حملہ ہوا تھا۔ دلیپ شرما وہ میرے ذہن میں ایک تاریکی بن کر چھا گیا تھا۔ جوں جوں گزرتے ہوئے لمحات یاد کر رہی تھی عجیب سے احساسات ہو رہے تھے۔ لیکن اس کا وہاں پہنچ جانا بھی ناقابل یقین تھا۔ آخر

اس کمبخت کو کیسے پتا چلا کہ میں وہاں موجود ہوں بہت سی باتیں ذہن میں آ رہی تھیں کیا اسے معلوم تھا کہ میں ایک عجیب و غریب کیفیت میں گیان چند کے ہوٹل میں پہنچی تھی؟ کیا اسے معلوم تھا کہ ریگ مجھے فاحشہ سمجھ کر اپنے ساتھ لے گیا تھا؟ کیا دلیپ شرما جانتا تھا کہ وہ میرے سے مجھے رکنی کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی تھیں؟ کیا اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کس حیثیت سے دیپک راف کے گھر گئی تھی اور میں نے راستے میں یہ سب کچھ کیا تھا۔ کیا کیا جانتا تھا وہ آخر؟ گیان چند کے پاس وہ کیسے پہنچ گیا۔ نجانے کیسے کیسے خیالات میرے ذہن میں آ رہے تھے اور میں دل ہی دل میں کٹی جا رہی تھی۔ جھلا کر میں ایک صوفے پر جا بیٹھی۔ دلیپ شرما اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"آپ ناراض کیوں ہو رہی ہیں میڈم بھارتی میں نے کوئی ایسی حرکت تو نہیں کی جو آپ کے لیے ناقابل برداشت ہو۔"

"میں کہتی ہوں تم وہاں گئے کیوں۔؟"

"آپ کی حفاظت کے لیے۔"

"کیا حق پہنچتا ہے تمہیں میری حفاظت کرنے کا۔ میں [illegible] تم میرے پاس نہ آتا۔"

"میں ایسی بیکار باتوں پر توجہ نہیں دیتا۔" اس نے جواب دیا۔

"تم زبردستی مجھ پر مسلط ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔؟"

"ایک بار بھی یہ کوشش کی ہے؟ بیکار باتیں کر رہی ہیں آپ۔" وہ بھی کسی قدر جھلا گیا۔

"تم ہوتے کون ہو میرے۔؟"

"دوست ہوں اور کون ہوں۔"

"ارے واہ! زبردستی کے دوست۔ تم جیسی سطح کے لوگوں کو میں دوست نہیں بناتی۔"

"میں اپنی سطح کسی سے کم نہیں سمجھتا۔ غلط فہمی ہے تمہاری۔"

"جاؤ نکل جاؤ یہاں سے۔"

"چلا جاؤں گا۔ چلا جاؤں گا اس کوٹھی میں رہنے کے لیے نہیں آیا۔ نہ ہی میری پھوپھی کی سالی۔ مم۔ میرا مطلب ہے کوئی پھوپھا کی سالی یہاں رہتی ہے جو میں یہاں رکنا چاہوں گا۔ زبردستی کی بات ہے۔ ارے اگر دس منٹ کے لیے یہاں آ کر بیٹھ گیا تو کیا ہوا؟ اتنی لعنت بھی تو کی ہے آپ کے لیے۔"

"کس نے کہا تھا تم سے لعنت کرنے کے لیے۔؟"

"بس۔ بس میری پریشانیوں سے فائدہ اٹھا رہی ہیں آپ۔ جانتی ہیں کہ آج کل میرے پاس پیسے بالکل نہیں ہیں اسی لیے اتنے نخرے دکھائے جا رہے ہیں ورنہ آپ کو اگر یہ علم ہو جاتا کہ آج کل مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے تو پتا نہیں آپ کس طرح میری خاطر مدارت کرتیں۔ یہ دنیا بڑی سنگدل ہو گئی ہے خیر کوئی بات نہیں ہے۔ فاقہ کشی ہی کرنا پڑ رہی ہے تو کریں گے اس کی کوشش ہے ہمیں۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں اسے گھورنے لگی۔

"اچھی بات ہے پیسوں کی ضرورت ہوئی تو آ گئے میرے پاس ہمدردیاں جتانے کے لیے۔"

"دنیا یہی کر رہی ہے میں اکیلا تو نہیں کر رہا۔"

"مگر اب میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دوں گی۔"

"نہ دیں۔ دو چار دن کھانا وغیرہ تو کھلا دیں گی اس دوران کہیں نہ کہیں سے بندوبست کر لوں گا۔ ارے جو کچھ ہو جائے کر ڈالیں۔"

"دیکھو دلیپ شرما مجھے سخت غصہ آ رہا ہے کوئی ایسی بات کہہ بیٹھوں گی تمہیں۔ بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔"

"نہیں جا سکتا بدقسمتی تو یہی ہے۔"

"کیوں۔ آخر کیوں۔؟"

"یہاں سے جانے کے لیے میرے پاس کرایہ کے پیسے نہیں ہیں سمجھیں آپ۔" اس نے جواب دیا اور میں نے بے بسی سے گردن جھٹکے سے نکالی۔

ذہن کو غصے سے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی نجانے کیوں اس کی صورت دیکھ کر اس شدت سے غصہ آ گیا تھا حالانکہ۔ حالانکہ اس نے میری ان لمحات میں مدد کی تھی جب میں تقریباً بے بسی کا شکار ہو چکی تھی اور گیان چند کی قید سے نکلنا میرے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔ میں پریشانی سے اس کی صورت دیکھتی رہی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ اور وہ اتنے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا جیسے اب تک میرے اور اس کے درمیان کوئی تلخ بات ہی نہ ہوئی ہو کافی دیر تک اسی طرح بیٹھی رہی دل و دماغ کو سنبھالنے کی کوشش کی اور یہ احساس کر کے خوش بھی ہوئی کہ بالآخر میں ان لوگوں کے چنگل سے نکل آئی ہوں پھر میں نے اس سے کہا۔

"دیکھو دلیپ شرما میں تم سے معذرت کر چکی ہوں دراصل

اس وقت سے مجھے شدید غصہ آ رہا ہے تم پر جب تم مجھ سے سب کچھ معلوم کرنے کے بعد اس طرح مجھے بے وقوف بنا کر چلے گئے تھے اور جب میرا تم سے کوئی تعلق ہی نہ ہو میں نے فیصلہ کر لیا تھا اب تم سے کسی قسم کی کوئی مدد نہیں لوں گی۔"

"یہ فیصلہ آپ نے کر لیا تھا نا اس بھارتی میں نے تو نہیں کیا تھا۔"

"لیکن کیا یہ زبردستی مناسب ہے۔؟"

"اگر اس زبردستی سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچ رہا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اب دیکھیے نا گیان چند جیسا مردود آدمی آپ کے ساتھ کوئی بدسلوکی بھی کر سکتا تھا اور اگر آپ کے ساتھ کوئی بدسلوکی ہو جاتی تو کیا دلیپ شرما کو زندہ رہنے کا حق تھا؟"

"خوب مجھے ورغلا باتیں کر لیتے ہو۔ تمہیں میرے ساتھ ہونے والی بدسلوکی سے کیا واسطہ۔؟"

"ارے جانیے۔ جانیے۔ بس آپ نے مجھ جیسے دیکھے ہی نہیں ہیں۔ ایک بڑا احسان کر دیا ہے آپ نے اب اس کے فائدے آپ کو کیا کیا حاصل ہوتے ہیں۔ یہ دیکھتی رہیے۔"

"میں تمہارے ذریعے کوئی فائدے نہیں حاصل کرنا چاہتی۔"

"نہ کریں آپ سے مطلب کیا ہے مجھے۔ اور ہاں سنیے ایک پانچ ہزار روپے چاہئیں مجھے۔ فوراً ادا کر دیجیے ورنہ بڑی بے عزتی ہو جائے گی۔ کچھ لوگوں کا قرض چڑھ گیا ہے ان دنوں میں بہت سخت پریشان ہوں۔"

"ایک پیسہ نہیں دوں گی تمہیں کیا سمجھتے ہو۔"

"پھر تو واقعی غلطی کی میں نے۔ میں اسی امید پر وہاں پہنچ گیا تھا کہ آپ کو خوش کر دوں گا اور کچھ پیسے اینٹھ لوں گا۔ آپ کی مرضی نہ سہی۔ اب تو یہ قیمتی وقت ضائع ہونے کا ہی افسوس ہو رہا ہے۔ بہتر تھا کہیں اور کوشش کرتا۔ اچھا ٹھیک ہے چلتا ہوں۔" وہ صوفے سے اٹھ گیا۔

میں نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی میرا خیال تھا وہ رک کر مجھ اور بکواس کرے گا لیکن وہ ڈرائنگ روم کے دروازے سے باہر نکل گیا تھا۔ میں سناٹے کے عالم میں بیٹھی رہی۔ یہ احساس کر کے اور دل چھوٹا ہو رہا تھا کہ اس کمبخت کو میری زندگی کا یہ بدترین راز اور بھی معلوم ہو گیا۔ کیا عجیب و غریب بات ہے لیکن پھر میں اچانک اچھل پڑی۔ کیا وہ واقعی چلا گیا؟

اُمید تو نہیں تھی تیز رفتاری سے ڈرائنگ روم سے باہر آئی۔ دلیپ شرما کا کہیں پتا نہیں تھا میں دوڑتی ہوئی گیٹ تک پہنچ گئی اور چوکیدار سے پوچھا۔

"کیا دلیپ شرما چلے گئے۔؟"

"جی بی بی ابھی ابھی گئے ہیں۔"

"اوہ۔" نجانے کیوں مجھے ایک عجیب سے جرم کا احساس ہونے لگا۔ اس کے الفاظ مجھے یاد آ رہے تھے پانچ ہزار روپے اگر نہ ملے تو بڑی بے عزتی اٹھانی پڑے گی۔ واقعی پانچ ہزار کا معاملہ مجھے اس طرح نہیں ٹال دینا چاہیے تھا ضرورت ہی ہو گی اسے اور پھر کیا یہ ضروری تھا کہ ان پیسوں کے لیے اس نے اتنی کاوش کی ہو۔ انسان تھا یا جادوگر اور اس کے ساتھ ساتھ ہی آج مجھ پر ایک اور انکشاف ہوا تھا وہ یہ کہ دلیپ شرما بھی لڑائی بھڑائی کا ماہر اور بے حد پھرتیلا آدمی ہے۔ اس نے جس طرح بند کمرے میں چلنے کی ٹرے سنبھالے ہوئے اپنے کرتب دکھائے تھے وہ میرے لیے ناقابلِ یقین تھے اور اس کے بعد اس نے ان لوگوں کو بھی مار پیٹا تھا آہ! کتنا شاندار آدمی ہے کیسا اچھا ساتھی بن سکتا ہے لیکن مجھے بڑا ہے اور اس نے مجھے بہت بری طرح ٹھکرا دیا تھا۔ یہ بے عزتی مجھ سے بھولے نہیں بھول رہی تھی اور اسی لیے جنون کے عالم میں اپنے طور پر یہ سب کچھ کرنے نکل کھڑی ہوئی تھی ملاشبہ اس نے میری بہت بڑی مدد کی تھی لیکن انکار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں کون سا یہ چاہتی تھی کہ وہ ہر وقت مجھ پر مسلط رہے۔ بہت دیر تک پریشان انداز میں سوچتی رہی کہ کیا کروں اور اس کے بعد تھکے تھکے قدموں سے اندر کوٹھی میں واپس آ گئی اور اپنے بیڈ روم میں جا کر اپنے بستر پر جا گری جو واقعات پیش آئے تھے وہ قصے اور کہانیوں کی بات معلوم ہوتی تھی۔ لیکن بہرطور یہ سب کچھ ہو چکا تھا اور اس کے بعد بہت کچھ ہونا باقی تھا اور جو کچھ ہونا باقی تھا اس میں میرا اپنا کردار کیا ہو گا؟ کردار ہوتا ہی میرا تھا تمام تر الجھنیں تو پال لی تھیں میں نے اپنے لیے۔ ان الجھنوں سے نجات کا ذریعہ یہ پاس ہی تھا کہ اپنے آپ کو اس طرح بھول جاتی جیسے ان تمام واقعات سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے جیسے میں صرف ایک ایئر ہوسٹس ہوں جس کی زندگی میں کبھی کوئی حادثہ نہیں ہوا رفتہ رفتہ وہ تمام لوگ مجھ سے دور چلے جاتے جو صرف میری اپنی کوششوں کی وجہ سے میرے اردگرد چکرا رہے تھے۔ لیکن کیا ایسا ہو سکتا ہے اور کیا ایسا کر کے میں بچ سکتی ہوں۔ کیسے کیسے پراسرار

کردار تو میرے اردگرد بکھرے ہوئے تھے اب ایک نئی صورتحال پیدا ہو گئی تھی یعنی رانا پربت اور آئرن فیرک کے درمیان جنگ چل گئی تھی۔ باشرن کے قتل کا معمہ اگر حل ہو جائے تو یہ دونوں آپس میں صلح بھی کر سکتے تھے لیکن باشرن کے قتل کا معمہ حل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس طرح جیسے میں نے سوچا ہے وہ نہ ہو سکے گا یا تو ن چیک اور رانا پربت آپس میں الجھ جائیں تو دونوں میں سے کسی نہ کسی کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور کم از کم میرا ایک ہی دشمن ختم ہو گا ورنہ اس سے پہلے تو ان دونوں نے مل کر ہی میرے خلاف سازش کی تھی اگر ایک دشمن فنا ہو جائے تو دوسرا دوسرا۔ اور نجانے کیوں میرے ذہن میں ایک ہوا سی چلنے لگی۔ ہاں میں نے ابھی اس پیمانے پر کام نہیں شروع کیا تھا جس پیمانے پر یہ کام ہونا چاہیے میں صرف جذباتی ہو گئی تھی اور جذبات میں آ کر الٹی سیدھی سی حرکتیں کر رہی تھی۔ حالانکہ ان حرکتوں میں بہت سے لوگ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے لیکن ان کا حاصل کچھ نہیں ہوا تھا گیان چند تک پہنچنا ہی تھا نا تو میں گیان چند تک پہنچ گئی اور اس کے اطراف میں بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا تھا لیکن گیان چند کا کہنا تھا کہ اس نے میرے دادا اور سوری جی کو قتل نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہو۔ لیکن میں یہ کچھ تو ... اتنا تو میں جان گئی تھی کہ وہ میرے قتل کے درپے نہیں ہیں بلکہ میری ذات سے ان کا کوئی ایسا مفاد وابستہ ہے جو صرف مجھی سے حاصل ہو سکتا ہے آہ! کیا ہے کمبخت میری ذات میں؟ میں خود کیوں اس کے بارے میں نہیں جانتی۔ کتنی درد بھری داستان تھی میری' اور اس داستان میں مجھے ایک اور چہرہ بھی یاد آیا۔ یہ سنیل کا چہرہ تھا۔ وہ پاگل شخص کیا کر رہا ہے۔ اس کا کردار کیا ہے؟ کیسی الجھی ہوئی باتیں تھیں۔ کبھی کبھی تو یوں محسوس ہوتا کہ سنیل بھی میرے دشمنوں میں سے ایک ہو اور دشمنوں کے پروگرام کے مطابق عمل کر رہا ہو۔ لیکن بہت سے واقعات ایسے بھی تھے جب سنیل کی شخصیت ان سب سے ہٹ کر کھڑی ہو جاتی تھی۔ البتہ اس وقت جب وہ میرے ساتھ باہر کی سیر کے لیے گیا تھا سنیل کا کردار کئی مرتبہ میری نگاہوں میں مشکوک ہو گیا تھا اور میں نے اسی بنا پر سنیل کو دھتکار دیا تھا لیکن وہ نمودار ہوتا رہا۔ بار بار۔ کبھی کسی شکل میں۔ کبھی شکل میں اور اب رانا پور میں اچانک ہی وہ نازل ہوا تھا اور ایک عجیب سی کہانی سنا کر چلا گیا تھا۔ وہ بھی کیا میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔



ایک اور خیال میرے دل میں آیا۔ دلیپ شرما کا سنیل سے کوئی تعلق تو نہیں ہے لیکن اس خیال پر میں جم نہیں پائی تھی اگر ان کا تعلق بھی ہے تو کیا ہو سکتا ہے ہم از کم دلیپ شرما جس شخصیت کا مالک ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کسی کا آلۂ کار نہیں بن سکتا۔ اگر اسے ان لوگوں کا آلۂ کار بننا ہوتا تو وہ بڑے اطمینان سے میری پیش کش قبول کر لیتا

کیونکہ اس کمبخت کو میں نے اپنی کہانی بڑے درد سے سنا دی تھی۔ لیکن اس درد کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا تھا اس نے پوری ہمدردی کے ساتھ یہ کہانی سنی تھی اور میں نے سوچا تھا کہ میرے بارے میں سب کچھ سننے کے بعد اس کے دل کے تمام گوشے میرے لیے نرم ہو جائیں گے لیکن وہ کتے کی دم تھی۔ ٹیڑھی کی ٹیڑھی۔ اور اس ٹیڑھی دم پر مجھے جس قدر غصہ آ رہا تھا کم تھا۔ میرے احساسات ٹوٹ گئے تھے اور ان احساسات کو میں ابھی تک نہیں جوڑ سکی تھی۔ نجانے کیوں مجھے یہ احساس ہوتا تھا کہ دلیپ نے میرے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا اس کی وجہ کیا تھی؟ جبکہ سنیل کے مسئلے میں میں نے کبھی اپنے آپ کو اس طرح غصے میں نہیں پایا تھا۔ بہرطور اس کے فیصلے مشکل تھے اور یہ فیصلے کرنے کے لیے تنہائی درکار تھی۔ وقت درکار تھا اور میرے پاس وقت نہیں تھا۔ میرے ذہن میں تو الجھنوں کا چڑیا گھر بن گیا تھا ایک کے بعد ایک الجھن۔ ایک کے بعد ایک الجھن گیان چند کے مسئلے میں اچھا خاصا وقت صرف کیا تھا لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات یا پھر زیادہ سے زیادہ یہ اندازہ ہو گیا کہ آنند پرکاش نے اپنا گروہ الگ بنا لیا ہے اور بائرن کو قتل کرنے کی میری کوشش کارگر ثابت ہوئی ہے۔ پھر نجانے کیوں اچانک شری دیوی کا خیال آ گیا۔ بے خبری کے ساتھ ساتھ انجلی کا تصور بھی ذہن میں آ گیا اور انجلی کا سفر گھوم کر پھر دلیپ شرما تک پہنچ گیا۔ دلیپ شرما کیا اس وقت انجلی کی رہائش گاہ سے واقف ہے؟ نجانے کیوں اس بچی سے دوبارہ ملنے کو جی چاہتا تھا ویسے کئی دن سے ونود سے بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ونود سے مجھے تھوڑی سی انسیت ہو گئی تھی بالکل بھائی کی طرح چاہتا تھا مجھے۔ میں جانتی تھی کہ ودیا بڑی خوش اسلوبی سے اپنا کام سرانجام دے رہی ہے اور ونود کو شک بھی نہ ہوا ہوگا کہ اس کی بھابی دیدی اس سے دور رہ کر بھی اس کے قریب رہتی ہے۔ ودیا کا کام بھی لاجواب تھا اتنے عرصے سے

وہ میرا کردار ادا کر رہی تھی کہ شاید وہ اپنا اصل کردار بھی بھول گئی ہوگی میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ان تمام باتوں کو سوچتے ہوئے ایک بار پھر دلیپ شرما ذہن میں گھس آیا کمبخت کو بیویوں کی ضرورت ہے۔ کیا عجیب انسان ہے۔ زندگی کو اگر وہ چاہے تو اپنی صلاحیت سے کام لے کر حسین سے حسین تر بنا سکتا ہے۔ لیکن نجانے کیوں اس کائنات میں بے سروپا بھٹک رہا ہے۔ کوئی مقصد نہیں ہے۔ میرے پیچھے کیوں لگا ہوا ہے؟ میرا تعاقب کرنے کے لیے نکلا تھا۔ آہ کیسی عجیب بات ہے اگر اس نے شروع ہی سے میرا تعاقب کیا ہے تو پھر اسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس دوران کیا زندگی گزار رہی ہوں کیا اس نے اس بارے میں کچھ نہیں سوچا ہوگا۔ ایک عجیب سی شرمندگی کا احساس ذہن میں آیا اور میں اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ میں نے فیصلہ کیا تھا کہ باقی ساری باتیں تو اپنی جگہ لیکن دلیپ شرما کو کم از کم پیسے پہنچانے ہوں گے۔ پانچ ہزار تو کیا میں اس پر پانچ لاکھ بھی قربان کر سکتی تھی۔ وہ شخصیت ہی ایسی تھی لیکن بس مجھے غصہ دلا دیا تھا اس نے۔ اندر جا کر میں نے کیش رقم دیکھی پندرہ ہزار روپے کے قریب تھے میں نے اس میں سے دس ہزار روپے نکال کر باقی رقم تجوری میں محفوظ کر دی۔ مجھے زیادہ رقم کی ضرورت بھی نہیں پیش آتی تھی۔ اس لیے بس تھوڑی سی بہت رقم نکال لیتی تھی اور وہ یہاں لے لی بھی پڑی رہتی تھی۔ یہ دس ہزار روپے اپنے لباس میں رکھنے کے بعد میں نے اپنا حلیہ درست کیا اور اس کے بعد دلیپ کی تلاش میں نکل گئی۔ میں نے اپنی کار ہی استعمال کی تھی پہلے ہی گندی سی بستی سے بہت فاصلے پر کھڑا کرنا پڑا تھا۔ میں کار کھڑی کرنے کے بعد گلیاں طے کرتی ہوئی اس مکان تک پہنچ گئی جس میں دلیپ شرما رہتا تھا۔ ایک بار پھر اس مکان کو دیکھ کر میرے اندر غصے کی لہریں ابھر آئی تھیں۔ آخر وہ سمجھتا کیا ہے خود کو۔ کون سا عظیم کارنامہ انجام دے رہا ہے اس گندی سی بستی میں رہ کر یہ ہو سکتا ہے کہ گندی نالی کا کیڑا گندگی ہی میں جی سکتا ہے۔ اسے عطر میں رکھ دو تو اس کا سانس بند ہو جائے گا دلیپ شرما کے مکان کے دروازے پر پہنچی تو دروازہ بند ملا تھا میں کھڑی ہی تھی کہ عقب سے ایک عورت آئی اور اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا

”کس سے ملنا ہے بی بی۔؟“

”شرما جی موجود نہیں ہیں۔؟“

”اس وقت تو شاید نہیں ہیں، آپ بیٹھ جائیے ہو سکتا ہے آ جائیں۔“ عورت نے کہا۔

”کہاں بیٹھ جاؤں۔؟“

”ان کے گھر میں۔“

”مم۔ مگر دروازہ تو بند ہے۔“

”کھول لی! اس بند دروازے کے پیچھے کیا ہے چیتھڑے میں کھولے دیتی ہوں۔“ عورت نے ہاتھ ڈال کر عجیب سے انداز میں دروازہ کھول دیا اور میں ہنس پڑی۔

یہاں کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ کوئی آ جائے کوئی بھی چلا جائے۔ یہاں داخل ہونے کے بعد دلیپ شرما کا انتظار کرتی رہی۔ کافی دیر گزر گئی۔ میں نے اس کی رہائش گاہ کی ایک ایک چیز دیکھ ڈالی۔ تھا ہی کیا یہاں؟ چند جوڑے کپڑے۔ وہ بھی ادھر ادھر بے ترتیبی سے پڑے ہوئے۔ نجانے کیوں دل چاہا کہ ان کپڑوں کی ترتیب کر دوں حالانکہ یہ کام میں نے زندگی میں کبھی نہیں کیا تھا۔ بس یونہی ایک روسی آئی تھی چنانچہ میں نے اس لباس سنبھال کر ایک سمت رکھ دیے اور اس کے بعد اس کا بستر وغیرہ درست کرنے لگی پھر تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن دلیپ شرما واپس نہیں آیا تھا۔ میں نے سوچا کب اس کا انتظار کرنا بیکار ہے۔ ایک اور خیال میرے دل میں آیا چنانچہ میں نے دس ہزار روپے سنبھال کر احتیاط سے تکیے کے نیچے رکھ دیے۔ اور پھر وہاں سے باہر نکل آئی دروازہ میں نے اسی طرح بند کر دیا جیسے بند تھا پھر اپنی کار میں بیٹھی اور واپس کوٹھی کی جانب پلٹ پڑی۔ ودیا کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں ہے؟ اور یہ کام سرلا دیوی کے ذریعے ہو سکتا تھا۔ سرلا دیوی بیچاری ہمارے رابطے کی چیز بنی ہوئی تھیں میرے دل میں یہ سوچ رہی تھی کہ اگر ودیا کہیں پر ہو تو اسے بلا لوں اور اب اس کے بعد اس کی جگہ لے لوں؟ راگنی اور ونود سے ملنے کو جی چاہ رہا تھا چنانچہ کوٹھی پہنچنے کے بعد میں نے سرلا دیوی کو فون کیا اور دوسری طرف سے فون ریسیو کر لیا گیا۔

”سرلا دیوی۔؟“

”ہاں بول رہی ہوں۔“

”میں بھارتی ہوں۔“

”اوہ! بھارتی کہو کیسے مزاج ہیں۔؟“

”ٹھیک ہوں آپ سے ایک بات معلوم کرنی تھی۔؟“

”ہاں۔ ہاں بولو۔“

”ودیا کہاں ہے اس وقت۔؟“

”یہیں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس کا فون مجھے ملا تھا غالباً کوئی مسئلہ ہو گیا ہے۔ وہ یہاں پہنچنے والی ہے میرے پاس۔“

”آپ کے پاس۔؟“

”ہاں۔“

”مسئلہ کیا ہے اس نے بتایا۔؟“

”نہیں ابھی نہیں۔“

”ٹھیک ہے پھر میں بھی وہیں پہنچ رہی ہوں۔“

”آ جاؤ۔“ سرلا دیوی نے کہا اور میں نے فون بند کر دیا۔ ایک بار پھر میں اپنی کوٹھی سے نکل آئی تھی اور میری کار سرلا دیوی کی کوٹھی کی جانب دوڑ رہی تھی۔ میں ودیا سے پہلے سرلا دیوی کے پاس پہنچ گئی۔ سرلا دیوی نے میرا استقبال کیا اور مجھ سے معاملات کے بارے میں پوچھنے لگیں پھر بولیں۔

”بھارتی کب تک ان جھمیلوں میں پھنسی رہو گی۔ زندگی کے دوسرے رخ تلاش کرو۔ نجانے کون کون سے انسان کونسی کہانیوں سے محروم رہتے ہیں۔ تم اپنی ذات کی تلاش میں اپنا حال کھو بیٹھی ہو اور شاید مستقبل کھوتی جا رہی ہو۔ سوچو ذرا آئندہ زندگی کیا ہوگی تمہاری؟ تم ان جھمیلوں میں جس طرح الجھ گئی ہو مجھے تو نظر نہیں آتا کہ کافی وقت برباد کر دو گی۔“ وہ ایک لمحہ ٹھہر کر بولیں۔

”لیکن اس سے تمہیں ملے گا کیا۔؟“

”سرلا دیوی ایک بات عرض کروں آپ سے۔ انسان کے پاس کچھ نہ ہو۔ اس کا اپنا نام تو ہو۔ اپنی شناخت تو ہو۔“

”یہ سب بیکار باتیں ہیں۔ سڑکوں پر فٹ پاتھ پر گھومنے پھرنے والے جو لوگ ہوتے ہیں وہ بھی تو انسان ہی ہوتے ہیں کبھی ان کے پاس بیٹھ کر ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوچھو وہ یہی کہیں گے کہ انہیں زندگی کی آسائش درکار ہیں۔ بے گھروں کو ایک چھت درکار ہوتی ہے اور بے روزگاروں کو روزگار۔ یہ تمام چیزیں مل جانے کے بعد دوسری چیزوں کا سوال پیدا ہوتا ہے۔“

”نہیں سرلا دیوی وہ کم از کم اپنی پشت پر لوگوں کو دیکھتے ہوں گے تو انہیں اپنا گھر اپنا ماضی یاد آ جاتا ہوگا جبکہ میری پشت پر کچھ بھی نہیں ہے ایک اندھیری گھاٹی میں چھپائی ہوئی ہیں۔ میں گمناموں کے پیچھے جھانکنا چاہتی ہوں

اور یہ میری زندگی کا واحد مقصد ہے جب میں نے اپنے آپ کو دیکھ لیا تو اس کے بعد میں اس زندگی سے پیار کروں گی ورنہ شاید یونہی خلاؤں میں بھٹکتی رہوں۔"

"ٹھیک ہے میں تمہارے ان جذبوں کو کیا نام دوں؟" سرلا دیوی نے گہری سانس لے کر کہا۔

اس وقت ودیا کوٹھی میں داخل ہوتی ہوئی نظر آئی اور ہم دونوں اس کا انتظار کرنے لگے۔ ودیا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ ہمارے قریب پہنچ گئی۔ اور پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ! بھارتی دیوی آپ یہاں مل گئیں یہ بہت اچھا ہوا۔ میں آپ کے لیے بہت پریشان تھی۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ سرلا دیوی کے پاس میں صرف اس لیے آئی تھی کہ آپ سے کسی طرح ان کے ذریعے رابطہ قائم ہو جائے۔"

"خیریت ودیا کیا بات ہے؟ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے؟"

"بظاہر تو گڑبڑ نہیں ہوئی لیکن ہمارے گھر دو تین بار پولیس والے آ چکے ہیں۔ وہ آپ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔"

"کیا؟" میں بھی ایک لمحے کے لیے سن رہ گئی تھی۔

"ہاں۔ میں آج ہی فلائٹ سے واپس آئی ہوں اور اب پانچ چھ دن تک میری کوئی فلائٹ نہیں ہے۔ میرے آنے سے پہلے یعنی آج صبح ساڑھے دس بجے ایک پولیس افسر چند کانسٹیبلوں کے ساتھ آیا تھا۔ اور ماتا جی سے میرے بارے میں پوچھ کر چلا گیا تھا۔ پھر شام کو چار بجے ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر آیا تھا اور اس کے بعد شام ساڑھے چھ بجے چند اور پولیس والے۔ وہ مسلسل مجھے پوچھ رہے تھے۔ میں اس کے فوراً بعد وہاں پہنچی تھی۔ اور حیران رہ گئی تھی۔ آخر پولیس کا ہم سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے؟"

اس بات پر سرلا دیوی بھی گھبرا گئی تھیں۔ ہمارے ذہن میں بہت سے وسوسے تھے۔ بلیک چینل کا مسئلہ ابھی ابھی ختم نہیں ہوا تھا اور کبھی کبھی اخبارات میں اس کے بارے میں خبریں آ جاتی تھیں۔ تو پھر یہ سب کیا ہو سکتا ہے؟ کیا ہو سکتا ہے؟ ہم تینوں خاموشی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھتے رہے۔ سبھی کے چہروں پر خوف کے آثار پھیلے ہوئے تھے۔ پھر سرلا دیوی نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا خیال ہے بھارتی۔ پولیس کی یہ آمد بلیک چینل کے سلسلے میں ہو سکتی ہے؟"

"کیا کہا جا سکتا ہے جب تک کہ ان سے ملاقات نہ ہو۔"

"میں واقعی خوفزدہ ہو گئی ہوں بھارتی جی۔ بڑی عجیب صورتحال ہے۔ ہمیں کوئی مناسب فیصلہ کرنا ہوگا۔"

میں پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی پھر میں نے سرلا دیوی سے کہا۔

"اس دوران میرا خیال ہے آپ ودیا کو اپنے ساتھ ہی رکھیے۔ آپ زیادہ چوکس رہ سکتی ہیں۔ ودیا اتنی آسانی سے حالات کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ میں پولیس والوں سے ملاقات کرتی ہوں۔ اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوشش کروں گی۔ معاملہ اگر بلیک چینل کے سلسلے میں ہے تو میں آپ کو اطلاع دے دوں گی کسی نہ کسی طرح اور اگر کوئی اور بات ہے تو پھر تو کوئی خوف ہی نہیں ہے۔ ہاں ودیا تم ذرا ایک تکلیف کرو۔ اس دوران مجھے وہ سارا شیڈول بتا دو جس کے تحت تم آتی جاتی رہی ہو تاکہ میں اپنا پروف دے سکوں۔"

ودیا نے گردن ہلائی اور اس کے بعد وہ مجھے میری حیثیت سے ساری تفصیلات بتانے لگی۔ جنہیں میں نے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

"اس کے باوجود سرلا دیوی پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔ ہمیں بہرطور حالات سے نمٹنا پڑے گا۔"

سرلا دیوی نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی پھر بولیں۔

"مجھے اپنی ہی نہیں تمہاری بھی فکر ہے۔ ظاہر ہے ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ جن لوگوں سے ہمارا تعلق تھا ان کا تو اب کوئی وجود نہیں رہا۔ لیکن ہمیں کافی عرصے تک محتاط رہنا پڑے گا۔ اس وقت تک جب تک بلیک چینل کا فائل بند نہ ہو جائے۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ دوران تفتیش انسپکٹر کچھ اور انکشافات کرے اور اس کے تحت ہم تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ سوچنا تو بالکل غلط ہے کہ ہم ابھی سے بالکل محفوظ ہو گئے ہیں۔"

"آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ بہرطور یہاں تو ہم محفوظ ہی ہیں۔ کم از کم ہمیں اپنے سلسلے میں ضرور محتاط رہنا پڑے گا۔"

سرلا دیوی نے مجھ سے مکمل اتفاق کر لیا تھا۔ میں نے کہا۔

"ودیا اب تم کوٹھی کا رخ بھی نہ کرنا بہتر ہے کہ سرلا دیوی کے ساتھ ہی وقت گزارو۔"

"میں تو شاید اس وقت تک اپنے اعصاب پر قابو نہیں پا سکوں گی جب تک مجھے یہ علم نہ ہو جائے کہ معاملہ

کس سلسلے میں ہے؟"

"اور کوئی ایسی خاص بات جس سے تمہارا سابقہ پڑا ہو ان دنوں؟"

"بالکل نہیں۔ تمام معمولات عام رہے ہیں۔"

"بہرطور ٹھیک ہے اب میں خود کچھ دن تک اپنی ڈیوٹی انجام دوں گی۔ اور اس وقت تک تم یہاں محدود رہو جب تک میں دوبارہ تم سے رابطہ قائم نہ کر لوں۔" میں نے کہا۔ اور اس کے بعد میں ان دونوں سے رخصت ہو کر چل پڑی۔

رخ فلیٹ ہی کی جانب تھا اور میں ہر قسم کے معاملے کے لیے تیار تھی۔ فلیٹ پہنچی تو مجھے ایک احساس ہوا۔ دو آدمی میری عمارت سے کچھ دور ایک فٹ پاتھ پر کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ فٹ پاتھ کے آس پاس اور کوئی چیز نہیں تھی۔ یہ فٹ پاتھ چہل قدمی کے لیے ہوتے۔ ایسے یہاں باقاعدہ کھڑے رہنا ایک عجیب سی بات تھی۔ چنانچہ میرے ذہن میں تصور ابھرا کہ وہ میرے فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ میں کوئی اور اندازہ نہیں لگا پائی تھی۔ بہرطور تشویش تو فطری تھی۔ اس وقت تک جب تک تمام صورتحال واضح نہ ہو جائے میرا اندازہ غلط نہیں نکلا۔ گھر پہنچی تو کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ونود معمول کے مطابق اپنی پڑھائی میں مصروف تھا۔ [illegible] تھی جس کی اطلاع مجھے ودیا سے مل چکی تھی۔ [illegible] میں داخل ہو گئی کتنی عجیب بات تھی۔ اتنے دنوں کے بعد یہاں آئی تھی لیکن وہ لوگ ذہنی طور پر ایک لمحے کے لیے بھی مجھ سے دور نہیں تھے جب کہ میں ان سے کافی دور رہی تھی۔ یہ دہری زندگی میرے لیے عجیب تھی لیکن اب اس کے لیے سوچنا ہی بیکار تھا۔ یہ تو میری تقدیر تھی۔ تو میں کہہ رہی تھی کہ میرا سوچنا غلط نہیں نکلا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازے کی بیل بجی اور ماتا جی اٹھ کر باہر نکل گئیں۔ پھر وہ کسی سے باتیں کرتی رہی تھیں۔ میرے کان دروازے پر ہی لگے ہوئے تھے۔ چند لمحات کے بعد ماتا جی میرے پاس پہنچیں اور بولیں۔

"وہ لوگ پھر آئے ہیں بھارتی۔"

"آپ نے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ تم آ گئی ہو۔"

"اچھا کیا ماتا جی یہ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جو چھپانے کی ہوتی۔"

"مگر آخر یہ پولیس بار بار کیوں آ رہی ہے؟"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ پریشانی کس بات کی ہے؟" میں نے پُراعتماد انداز میں کہا۔

اپنے اندر میں نے وہ تمام قوتیں بیدار کر لی تھیں، جو کسی کا سامنا کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہیں اور پھر میں بڑی بے نیازی اور اعتماد سے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی۔ بھاری بھرکم بدن کا ایک چڑھی ہوئی مونچھوں والا پولیس افسر اپنی گول گول آنکھوں سے مجھے گھور رہا تھا۔ اس کے ساتھ دو اور افراد بھی تھے لیکن یہ ان میں سے نہیں تھے جو باہر فٹ پاتھ پر نگرانی کر رہے تھے۔

"بھارتی دیوی؟" مونچھوں والے آفیسر نے مجھ سے سوال کیا۔

"جی میں ہی ہوں اور مجھے علم ہوا کہ آپ کئی بار آ چکے ہیں معاف کیجیے گا اس زحمت کے لیے معافی چاہتی ہوں۔ آپ کو علم ہے کہ میں آن ڈیوٹی تھی۔"

"جی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ سے کچھ معلومات کرنی ہیں بھارتی دیوی۔"

"جی فرمائیے اول تو میں آپ کے آنے ہی سے حیران ہوں۔ خیر چھوڑیے یہ بتائیے آپ کیا پینا پسند کریں گے؟"

"نہیں شکریہ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں۔"

"جی۔ جی فرمائیے کیا خدمت کر سکتی ہوں میں آپ کی؟" میں نے سوال کیا۔

"بھارتی جی کیا آپ اپنی ایک ہفتے کی رپورٹ ہمیں پیش کر سکتی ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ ایک ہفتے کے دوران آپ کی مشغولیات کیا رہی ہیں۔"

"خیریت آفیسر کوئی خاص مسئلہ ہے کیا؟" میں نے کسی قدر الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"جی ہاں پولیس عام مسئلوں میں نہیں آتی خاص ہی مسئلے ہوتے ہیں تو وہ آتی ہے۔"

"میری مصروفیات کوئی خاص نہیں رہیں۔ شاید آپ کو میرے بارے میں کچھ علم ہو میں ملازمت پیشہ ہوں اور انٹرنیشنل ایئر لائنز میں ایئر ہوسٹس کے فرائض انجام دیتی ہوں۔"

"جی ہاں یہ تمام معلومات ہم کر کے آئے ہیں۔ آپ براہ کرم یہ بتلائیے کہ اس ایک ہفتے کے دوران آپ کہاں گئیں؟"

"میرا شیڈول میری ڈائری میں ہوتا ہے ویسے زبانی

بھی یاد ہے مجھے آپ کو پیش کر دوں؟"

"جی" پولیس آفیسر نے کہا اور میں اسے اس ہفتے کی مصروفیات بتانے لگی جو مجھے ڈائری سے معلوم ہوئی تھیں۔ پولیس آفیسر ایک کاغذ پر یہ تفصیلات نوٹ کرتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے یہ سب کچھ لکھنے کے بعد بغور اسے دیکھا اور بولا۔

"اس طرح تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو گھر پر صرف چند گھنٹے ملے ہیں۔"

"چند گھنٹوں سے مراد یہ ہے کہ دو راتیں اور ایک دن مجھے گھر پر گزارنے کا موقع ملا ہے اور اس کی تاریخ بھی آپ کے سامنے درج ہے لیکن آپ کے ان سوالات نے مجھے جس قدر الجھن میں ڈال دیا ہے کیا آپ کو اس کا اندازہ ہے آفیسر؟"

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔ اچھا یہ بتائیے کہ آپ کی ان مصروفیات کی تفصیل آپ کی کمپنی سے معلوم ہو سکیں گی؟"

"ظاہر ہے کمپنی مذا قاً تو کسی کو بلا کر کہیں نہیں بھیج دیتی۔ پورا شیڈول کاسٹ ہوتا ہے اور ہر شخص کی ڈیوٹی تعین کی جاتی ہے اس کے بعد یہ ساری پلاننگ ہوتی ہے۔"

"آپ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہیں بھارتی دیوی یعنی مجھے یہ بتا سکتی ہیں کہ آپ کا رابطہ براہ راست کن لوگوں سے رہتا ہے؟"

"میرا خیال ہے آپ اس سلسلے میں ہمارے آفیسر انچارج مسٹر شکلا سے ملاقات کر سکتے ہیں وہ آپ کو تمام تفصیلات بتا دیں گے۔"

"پورا نام پی کے شکلا۔"

"بہت بہتر۔ اچھا بھارتی دیوی یہ بتائیے کہ آپ نے کبھی اپنی کسی ایسی ہم شکل ہستی کو دیکھا ہے جسے دیکھ کر آپ کو حیرت ہوئی کہ وہ ہو بہو آپ کی جیسی ہے۔"

"سنا تو ہے کہ اس دنیا میں انسان کے کئی ہم شکل ہوتے ہیں لیکن ایسی بھی کوئی صورت سامنے نہیں آئی۔ آفیسر کیا اب بھی آپ یہ بتانا پسند نہیں کریں گے کہ معاملہ کیا ہے ہم اصل یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان کو کسی سلسلے میں تشویش ہو جاتی ہے۔ آپ اگر مجھے بتائے بغیر چلے گئے تو میں پُرسکون نہ رہ سکوں گی۔ اور آفیسر جبکہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی ایسی بات بھی نہیں ہے میں ہر طرح سے آپ سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں چنانچہ ہم دوستانہ طور پر ایک دوسرے کو مطمئن کر سکتے ہیں۔"

"جی بھارتی دیوی آپ سچ کہہ رہی ہیں میں مانتا ہوں اس بات کو۔ دراصل رانا پور میں آپ کی کسی ہم شکل شخصیت نے کئی قتل کر دیے ہیں ایک ہوٹل کا منیجر، ایک دھیرج دیپک راؤ نامی ایک شخص اور اس کے دو ساتھی۔ دو اور افراد تھے جنھیں بہ قتل کیے گئے۔ اس کے علاوہ ایک قتل اور بھی ہوا ہے۔ جو ایک رگنی نامی عورت کا ہے اور دیپک راؤ کی کوٹھی میں قیام کرنے والوں نے جو تفصیلات فراہم کی ہیں ان کے تحت آپ کی نشاندہی ہوتی ہے۔"

"میرے خدا اتنے سارے قتل کر ڈالے میں نے۔" میں نے کسی قدر خوفزدہ ہونے والے انداز میں کہا۔

"ہاں بھارتی دیوی جو حلیہ اور شکل و صورت بتائی گئی اور نشاندہی کی گئی وہ آپ ہی کی ہے اور تعجب ہوتا ہے۔ اس بات پر کہ آپ ہو بہو اس حلیے سے ملتی ہیں جو آپ کے بارے میں کئی دیگر لوگوں نے بتایا ہے۔ لیکن ظاہر ہے آپ کی مشغولیات ایسی ہیں کہ ان پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ آپ تو ملک سے باہر رہی ہیں ہم ذرا اس کی تحقیقات کریں گے۔ ان پائلٹوں اور ایئر ہوسٹسوں کے نام بھی بتا دیجیے جو اس دوران آپ کے ساتھ تھے۔"

"آپ نے میرے اعصاب مفلوج کر دیے ہیں آفیسر۔ بہتر کہ آپ مسٹر شکلا ہی سے ابتدائی تفصیلات معلوم کریں اور اس کے بعد جن لوگوں کی نشاندہی ہو ان سے تصدیق کر لیں میں اگر آپ کو بتاؤں گی تو ظاہر ہے آپ اس سلسلے میں شک ہی کریں گے۔ لیکن ایک بات ذرا اور سنتے جائیے میں نے زندگی میں کبھی کسی کیڑے مکوڑے کو بھی نہیں مارا چنانچہ آپ یہ سمجھ لیجیے کہ کسی انسان کا قتل میرے لیے کیا حیثیت رکھتا ہے؟"

"یقیناً کوئی غلط فہمی درمیان میں ضرور ہے آپ سے ملاقات کرنے کے بعد مجھے بھی اپنا خیال بدلنا پڑا ہے۔" آفیسر نے اٹھتے ہوئے کہا پھر بولا۔

"اس تکلیف کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ آپ واقعی پریشان ہو گئی ہوں گی۔ اور ہر شریف آدمی کو پولیس سے پریشان ہونا ہی چاہیے اب دیکھیے نا ہم لوگ اپنے آپ کو اپنی نگاہوں میں کیا سمجھتے رہیں۔"

"ذمہ داری ہر شخص کی الگ الگ ہوتی ہے آفیسر کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر آپ افسوس کریں۔"

"اچھا بھارتی دیوی۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔ بہتر ہے کہ آپ اپنے شیڈول میں ابھی کچھ تعطل رکھیں۔ میں یہاں سے مسٹر شکلا کے پاس ہی جا رہا ہوں۔ اور ان سے درخواست کروں گا کہ ابھی آپ کی کوئی ڈیوٹی نہ لگائی جائے تاکہ پولیس کا کام مکمل ہو جائے۔"

میں نے سہمے ہوئے سے انداز میں گردن ہلا دی تھی۔ اور یہ اظہار کیا تھا کہ پولیس آفیسر کے ان الفاظ سے میں خوفزدہ ہو گئی ہوں۔ آدمی شریف تھا جاتے ہوئے اس نے مجھ سے کافی معذرت کی تھی اور میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں۔ پولیس آفیسر میرا خوف اپنی جگہ اور آپ کی ذمہ داریاں اپنی جگہ۔" اس کے بعد پولیس آفیسر چلا گیا تھا میں نے اس کے جانے کے بعد سکون کی گہری سانس لی۔ کم از کم میں شیلا بلیک چینل سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ میں جانتی تھی کہ سرلا دیوی اور ونو دیا کی کیا کیفیت ہو گی۔ انہیں اس سلسلے میں شدید تشویش تھی لیکن فوراً ہی ان کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی حالات کو ذرا ذہن میں رکھنا تھا میں دیر تک سوچتی رہی۔ اور فیصلے کرتی رہی کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ پھر جب یہ اطمینان ہو گیا کہ پولیس آفیسر جا چکا ہے اور اب اس سلسلے میں کوئی گڑبڑ نہیں رہی ہے تو میں اپنی جگہ سے اٹھی۔ اسی وقت ماتا جی میرے پاس پہنچ گئیں۔

"کیا قصہ تھا بھارتی بیٹی؟"

"اوہ کچھ نہیں ماتا جی پولیس کسی کے سلسلے میں مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔"

"کس کے سلسلے میں؟"

"کوئی تھا جسے میں بھی نہیں جانتی۔ بے چاروں کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔"

"میں تو بڑی بری پریشان ہو گئی ہوں۔"

"نہیں ماتا جی اگر آپ پریشان ہو گئی تھیں تو اب نہ ہوں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو پریشانی کا باعث ہو۔" میں نے ان الفاظ میں ماتا جی کو سمجھایا کہ انہیں اطمینان ہو گیا۔

اس کے بعد میں نے نمبر ڈائل کیے وہ لوگ شاید میرے فون کا انتظار کر رہی تھیں۔ میں نے کہا۔

"ہیلو دیوی جی آپ ہیں؟"

"ہاں میں ہی بول رہی ہوں۔" سرلا دیوی نے میرے بولنے کے مخصوص انداز کو نوٹ کیا تھا اور نہ ہی میرا نام لیا تھا۔ اور نہ ہی اپنا نام دہرایا تھا۔

"آپ بالکل فکر مند نہ ہوں۔ کچھ غلط فہمیاں تھیں جو دور ہو گئیں معاملہ کسی سے تعلق نہیں رکھتا بس آپ اسے ایک غلط فہمی ہی کہہ سکتی ہیں اور ہم سب لوگ کسی الجھن میں نہیں پھنس رہے۔ میرا مطلب ہے تو کچھ گئی ہوں گی آپ۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جو باعث تشویش ہو۔"

"گویا۔ گویا۔"

"جی ہاں۔ جی ہاں آپ کا اندازہ بالکل درست ہے۔ وہ معاملہ بالکل نہیں ہے۔"

"تھینکس گاڈ۔ ہم لوگ تو واقعی سولی پر چڑھے ہوئے تھے۔"

"فون بند کر رہی ہوں میں۔"

"اوکے۔" سرلا دیوی نے کہا اور میں نے فون بند کر دیا۔ اتنے گول مول انداز میں گفتگو کی تھی ہم نے کہ اگر ہماری یہ گفتگو کہیں سن بھی لی جاتی تو کوئی خوف کی بات نہیں تھی بہرحال اس کے بعد گھر کے معمولات میں مصروف ہو گئی تھی۔ ذہن بٹانے کے لیے ونود سے گپیں لگانے لگی۔ اور پھر رات کا کھانا ماتا جی اور ونود کے ساتھ ہی کھایا۔ اور خوب ڈٹ کر کھایا۔ اس کے بعد ونود کے ساتھ بیٹھی گپیں لڑاتی رہی پھر آرام کرنے لیٹ گئی۔ دوسرے دن صبح ناشتے سے فارغ ہوئی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور میں نے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف بولنے والے شکلا جی تھے۔

"ہیلو بھارتی دیوی۔"

"جی شکلا جی میں بول رہی ہوں۔"

"کل شام کو کچھ پولیس آفیسر میرے پاس آئے تھے اور تمہارے بارے میں چھان بین کر رہے تھے۔ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ اس دوران تمہارا شیڈول کیا رہا ہے۔"

"جی شکلا جی وہ میرے پاس بھی آئے تھے پتا نہیں کیا غلط فہمی ہو گئی ہے انہیں مجھ سے میری ایک ہفتے کی معروفیات پوچھ رہے تھے جو میں نے انہیں بتا دیں اس کے بعد انہوں نے میرے آفیسر انچارج کے بارے میں پوچھا تو میں نے آپ کا نام بتا دیا آپ کو پتا چل سکا کہ مسئلہ کیا تھا؟"

"نہیں بھئی پولیس کہاں بتاتی ہے؟ لیکن تم کسی قسم کی الجھن تو محسوس نہیں کر رہی ہو؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا شکلا جی مجھے بھلا کیا الجھن ہو سکتی ہے؟ میں تو ایک ملازمت پیشہ شخصیت ہوں اور اپنی ڈیوٹی انجام دیتی ہوں۔ ہو سکتا ہے پولیس کو کسی نے غلط انفارمیشن دی ہو اور وہ تحقیق کر رہی ہو لیکن یہ کوئی خطرناک بات تو نہیں ہے۔"

"ہاں بالکل نہیں۔ لیکن پوری گہرائی سے چھان بین کی جا رہی تھی۔ تمہارے بارے میں۔ میں تو پریشان ہو گیا سوچا کہ رات ہی کو تمہیں اطلاع دوں لیکن وقت بہت گزر چکا تھا۔ اس لیے نہ دے سکا۔"

"کوئی بات نہیں شکلا جی۔ میرے ہاتھ بالکل صاف ہیں ہماری یہ ڈیوٹی کتنی نازک ہوتی ہے جہاز کے عملے کے ذریعے کچھ لوگ اسمگلنگ بھی کرتے ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہیں کوئی ایسی بات تو نہیں لیکن میں اتنی محتاط رہتی ہوں کہ اس کی گنجائش نہیں ہے۔"

"ہاں مجھے تم پر بہت اعتماد ہے بھارتی۔ انہوں نے تمہارے ساتھیوں کے بارے میں بھی پوچھا تھا ہو سکتا ہے بعد میں کوئی بات معلوم ہو۔"

"آپ بالکل اطمینان رکھیے شکلا جی۔ کوئی مسئلہ ہوتا تو سب سے پہلے آپ سے رجوع کرتی۔"

"بس مجھے بالکل اطمینان ہے۔ میں تمہیں جاننا چاہتا ہوں اور پھر تمہیں اسمگلنگ وغیرہ کی ضرورت بھی کیا ہے بھگوان نے سب کچھ ہی تو دے رکھا ہے تمہیں۔"

"جی آپ کی دعائیں بھی۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے بھارتی ویسے ابھی دو تین دن تمہارے لیے کوئی ڈیوٹی نہیں تیار کی گئی ہے۔ اس لیے آرام کرو۔"

"پولیس نے دوبارہ تو تم سے رابطہ قائم نہیں کیا؟"

"نہیں بالکل نہیں۔ تاہم اگر وہ مجھ سے ملیں گے تو آپ اطمینان رکھیے کوئی ایسی بات نہیں ہوگی جو آپ کے لیے باعث تشویش ہو۔"

"اوکے بھارتی۔" شکلا جی نے فون بند کر دیا۔ اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی رہی۔

دن کسی خاص مصروفیت میں نہیں گزرا تھا۔ شام کو راگنی واپس آ گئی جس کی وجہ سے رونق کچھ اور بڑھ گئی میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس دوران وہ ساری کسر پوری کروں گی جو اتنے دن ان سے دور ہو کر رہی ہے۔ چنانچہ راگنی کے آنے کے بعد خوب ہنسی مذاق رہا کچن میں بھی کام کیا گیا تھا اور دن بے حد خوشگوار گزرا۔ رات کو بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے پورن شرما کے بارے میں پوچھا تو راگنی ہنس پڑی۔

"ٹھیک رہیں شرما جی اور سنجیدہ سے سنجیدہ تر ہوتے جا رہے ہیں کہہ رہے ہیں کہ فیصلہ کر دو کیا ہونا چاہیے اب تم بتاؤ کیا فیصلہ ہو؟"

"راگنی پورن شرما بہت اچھا انسان ہے میں ذاتی طور پر اسے جانتی ہوں۔ اور میرا مشورہ ہے کہ اب تمہیں یکسو ہو جانا چاہیے۔"

"یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کیا پورن شرما سے شادی کر کے میں اپنی زندگی کا رخ تبدیل کر دوں؟ ایک ہی شرط ہو سکتی ہے اس سلسلے میں وہ یہ کہ میں اپنی ملازمت جاری رکھوں۔ شادی ہوتی ہے ہو جائے۔"

"تم نے یہ شرط پورن شرما کو نہیں پیش کی؟"

"ایک بات کہوں بھارتی۔ برا تو نہیں مانو گی؟"

"نہیں بھئی کہو۔ برا ماننے کا کیا سوال ہے؟"

"میری ذات کے بارے میں اگر تم نے کوئی غلط فیصلہ کیا ہے تو اسے تبدیل کر دو۔"

"مطلب؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"مطلب یہ کہ شرما جی نے ڈھکے چھپے الفاظ میں ان تمام معاملات کا اظہار ضرور کیا ہے اور میں نے انہیں سختی سے انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ ماہک چیز میں میری اور ان کی شامیں ساتھ گزر رہی ہیں تو یہ سوچنا حماقت ہے میں زندگی میں اعتدال کی قائل ہوں بے اعتدالیاں حادثوں کو جنم دیتی ہیں اور پھر ہم دنیا کو اتنا دیکھے ہوئے ہیں کہ کسی بھی بات میں جی نہیں لگتا۔ میں وہ فلمی کہانیاں نہیں پڑھ سکتی جنہیں دیکھ کر ہم خود ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ شرما اگر کسی غلط فہمی کا شکار ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ وہ مجھے ایک ایسی ہی رومان پسند لڑکی نہیں پائے گا۔ جو زندگی میں صرف رومانس ہی کو سب کچھ سمجھتی ہیں۔ میں زندگی کی حقیقتوں کو قریب سے دیکھنے کی عادی ہوں اور دو انسانوں کا ملاپ بھی ایک ایسی ہی ذمہ داری ہے جیسی اپنے شانوں پر دوسری ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔"

"اے لڑکی بہت زیادہ چہرے لٹکائے ہوئے انداز مت اختیار کرو۔ زندگی میں دلکشی کا عنصر تو ہونا ہی چاہیے۔"

"مانتی ہوں اس بات کو لیکن اس کے انداز اگر مختلف ہوں تو کیا بہتر نہیں ہے۔"

"بالکل بہتر ہیں۔ تو نے مجھے بہت سی اصل باتوں سے بھٹکا دیا یا تو یہ تیری چالاکی ہے یا پھر بہت زیادہ بول رہی ہو اس وقت۔"

"نہیں۔ نہیں تم سوچ لو کیا کہنا چاہتی تھیں اس وقت۔"

"ہاں یاد آ گیا۔ ذرا یہ فرمائیے محترمہ کہ بیچارے پورن شرما

ہوں بتا یہ آپ سے پہلے کیا ہیں؟"

"پہلی بار تو کچھ نہیں کہہ سکے تھے۔ دوسری بار کچھ کہنے کی کوشش کی تھی۔ تیسری بار کچھ کہہ ڈالا تھا اور چوتھی بار کہنے میں پختگی پیدا کر رہے تھے۔ میرے خیال میں پانچویں باری نہیں آئی۔"

"ہوں۔ وہ پختگی کیا تھی؟"

"کہنے لگے کہ راگنی میں تم سے ان تمام اصولوں کے ساتھ ملنا چاہتا ہوں جو زندگی میں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس زندگی کے جذبے میں تمہاری چاہت تو سو پرسنٹ ہے اور سو فیصد تمہاری شخصیت ہے ہو سکتا ہے کہ اس شخصیت کا تجزیہ میں اس لیے نہیں کر پایا ہوں کہ تو سے فیصد محبت کرتا ہوں۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے اگر ہم اس کو اٹ کر دیکھیں گے شخصیت بھی ہم کو سو فیصد نظر آئے گی۔ تاہم میں اپنے اس اظہار میں حق بجانب ہوں اور تم اپنے انکار میں حق بجانب ہو بشرطیکہ تم مجھے پسند نہ کرو۔"

"واہ محبت کے اظہار کا ایک اچھوتا انداز تو میں نے پہلی بار سنا ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

راگنی بھی ہنستی رہی تھی پھر اس نے کہا۔ "ویسے تمہارا خیال ہے اگر ہم اچھوتا ہے تو گیا۔ مروت نئی حرکتیں پیدا کر رہے ہوں گے۔ ظاہر ہے ایک ہی انداز میں اظہار محبت تو بہت پرانا ہو گیا ہے چنانچہ بھی ایک انداز پر ریسرچ کرتے رہتے ہیں۔"

"اور تم لوگ اسے ٹھکراتے رہتے ہو۔ کیوں؟" میں نے کہا۔

"تم لوگ سے کیا مراد ہے؟ آپ کیا بوڑھی ہو گئیں۔"

"ہماری بات جانے دو بھئی۔ یہ سب ہم ہماری تقدیر میں نہیں ہے۔"

"خیر قیامت تک نہیں مان سکتی یہ بات۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ میں نے ابھی یہ موضوع تمہارے سلسلے میں چھیڑا نہیں۔" راگنی نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی ہنسنے لگی۔

وقت بڑا خوبصورت گزرا۔ دوسرا دن بھی راگنی کے ساتھ گزرا تھا اور اس دوران میرے لیے کوئی مصروفیت نہیں تھی۔ تیسرے دن راگنی چلی گئی اور اس دن مجھے بھی میرا شیڈول مل گیا مجھے بھی کسی دن رات کو روانہ ہونا تھا چنانچہ تمام تر تیاریاں کرنے کے بعد میں بھی چل پڑی اور اس کے بعد وہی معمول کی زندگی وہی سب کچھ۔ جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ ویسے میرے کام میں ایک تھرل ضرور ہے وہ یہ کہ اس میں کبھی اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ زندگی اس طرح سسپنس کا شکار

ہوتی ہے کہ اکتاہٹ کا تصور بھی ذہن میں نہیں جاگتا اپنی اس فلائٹ سے میں دو دن بعد واپس آئی اور پھر لگاتار تین چار فلائٹ پر گئی اور ریسٹ کا وقت نہیں مل سکا چنانچہ اس دوران نہ تو وتیا سے کوئی رابطہ قائم ہو سکا نہ دلیپ شرما سے اور نہ سرلا دیوی سے بس اپنے کام سے کام رکھا تھا میں نے اس کے بعد میں نے معلومات کیں تو پتا چلا کہ پولیس کا کوئی آفیسر یا کوئی آدمی بھی ادھر نہیں آیا تھا گویا وہ معاملہ ہو گیا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ کم از کم وتیا کی وجہ سے مجھے یہ بڑی سہولت حاصل ہو گئی کہ میں بڑے سے بڑا کام آسانی سے کر سکتی تھی ہاں چونکہ پہلی بار یہ صورتحال سامنے آئی تھی اور میرے سلسلے میں چھان بین ہوئی تھی اس لیے فی الحال مستعد رہنا ضروری تھا اور اپنی ڈیوٹی میں خود ہی انجام دے رہی تھی۔ پھر مجھے فلائٹ لے کر ترکی جانا پڑا اور یہاں مجھے کچھ ایسے واقعات پیش آئے جو اس تحریک میں اضافے کا باعث بنے۔ ہوٹل آشیاں ہمارا پسندیدہ ہوٹل تھا اور مجھے اس میں ایک مستقل کمرہ حاصل ہوتا تھا چنانچہ میں آشیاں کے اس کمرے میں منتقل ہو گئی۔ معمولات سے فراغت کے بعد ترکی کے حسین ترین تاریخی مقامات میری نگاہوں میں دلکش ترین جگہ کی حیثیت رکھتے تھے چنانچہ میں ان کی سیر کی تیاریاں کرنے لگی۔ مجھے یہ تاریخی مقامات بے حد پسند تھے اور ان کی تاریخ مجھے زبانی یاد تھی چنانچہ اپنی پسندیدہ جگہوں پر میں کافی سیر و سیاحت کرتی رہی۔ یہاں کا قیام پانچ دن کا تھا چنانچہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ مجھے کوئی وقت ہوتی اور یہ اس قیام کا تیسرا دن تھا۔ دوپہر کو اچھی خاصی بارش ہو چکی تھی اور موسم بے حد خوشگوار تھا۔ اس وقت تمام گلی کوچے اور بازار انسانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ میں خود بھی چہل قدمی کرتی بہت دور نکل آئی۔ سڑک کے دونوں طرف خوبصورت دکانیں اور شو کیس نظر آ رہے تھے اور ان میں حسین ترین نادر اشیا سجی ہوئی تھیں۔ میں ان پر ایک نگاہ ڈالتی آگے بڑھتی رہی۔ پھر ایک بڑے سے سٹور کے سامنے میں نے دیکھا۔ اور میرے قدم ٹھٹک گئے۔ میری یادداشت مجھے فریب دھوکا نہیں دیتی اور جو لڑکی میرے سامنے تھی وہ انجلی کے سوا اور کوئی نہیں تھی۔ لیکن اس کی یہاں موجودگی ایک طرح سے ناقابل یقین تھی۔ کیا واقعی وہ انجلی ہے؟ سب سے پہلے میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے گوشے میں پوشیدہ کیا جہاں سے کم از کم انجلی کی نگاہ مجھ پر نہ پڑ سکے لیکن میں اسے بخوبی دیکھ سکوں۔ انجلی بڑے مسرت بھرے انداز میں وہاں خریداری کر رہی تھی۔

اور بہت خوش نظر آتی تھی۔ اس کے ساتھ میں نے گٹھے ہوئے بدن کے ایک آدمی کو دیکھا جو یقینی طور پر ہندوستانی ہی تھا چہرے مہرے سے عجیب سا لگتا تھا۔ لیکن انجلی کے ساتھ اس کا انداز بہت اچھا نظر آ رہا تھا۔ اور انجلی بار بار اس سے گفتگو ہو جاتی تھی۔ اس کی ایک ایک ادا کو غور دیکھنے کے بعد اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ وہ انجلی ہی ہے۔ لیکن اس کی یہاں موجودگی میرے لیے ایک فکر تھی۔ آخر وہ یہاں کیسے آئی؟ ویسے اس کا پر مسرت انداز بتاتا تھا کہ اس کا آنا جس طرح سے بھی ہوا ہے لیکن وہ بہرطور اپنی خوشی سے یہاں آئی ہے۔ اور جو شخص اس کے ساتھ ہے اس سے کافی بے تکلف ہے۔

میں اسے دیکھتی رہی اور پھر میں نے ایک بات سوچی کہ اگر انجلی یہاں سے کسی سواری میں جائے گی تو میں اس کا تعاقب کیسے کر سکوں گی۔ لیکن فوراً ہی مجھے اس جگہ سے کچھ فاصلے پر ایک ٹیکسی اسٹینڈ نظر آ گیا۔ اور میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔ بڑی عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئی تھی۔ اگر انجلی بھی یہاں سے پیدل ہی آگے بڑھے گی تو یہاں رہ کر میں اس کا تعاقب کیسے کر سکوں گی؟ لیکن یہ خطرہ مول لیے بغیر چارہ کار نہیں تھا اور یہ خطرہ میرے لیے کارآمد ہی ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر بعد انجلی بہت سے پیکٹوں سے لدی ہوئی باہر آئی۔ فٹ پاتھ کے ساتھ ایک خوبصورت سی کار کھڑی ہوئی تھی اور کار میں ڈرائیونگ سیٹ پر ایک اور شخص بیٹھا ہوا تھا جس نے پھرتی سے نیچے اتر کر تمام پیکٹ انجلی کے ہاتھ سے لیے اور کار کی پچھلی سیٹ پر رکھ دیے۔ پھر انجلی وہیں بیٹھ گئی۔ اور وہ بھاری جسم کا شخص اگلا دروازہ کھول کر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تھی۔ میں نے فوراً ہی اپنے نزدیک کھڑی ہوئی ٹیکسی کا دروازہ کھولا۔ اور ٹیکسی کا ڈرائیور جو عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا فوراً ہی مستعد ہو گیا۔ اس نے اسٹیئرنگ سنبھال کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"اس کار کے پیچھے چلو ہمیں نے غصے انگریزی میں حکم دیا۔ اور ڈرائیور نے بلاچوں و چرا گاڑی آگے بڑھا دی۔

کار مناسب رفتار سے جا رہی تھی۔ میں نے ڈرائیور سے کہا، "ہمیں مسلسل اس کا پیچھا کرتے رہنا ہے۔"

ڈرائیور نے گردن خم کر دی۔ اس نے ایک بھی سوال نہیں کیا تھا۔ بہرطور ہماری ٹیکسی اس کار کے پیچھے لگی رہی۔ کار کا سفر کافی طویل تھا۔ وہ دوڑتی رہی یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی نواحی علاقے میں جا رہی ہو۔ میرے لیے ایک فکر یہ تھا لیکن بہرطور اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں انجلی کا تعاقب

کرتی رہوں۔ خطرہ یہ تھا کہ انجلی کو کہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے لیکن پھر کچھ میں نہیں آتا تھا کہ بے شری نے کیا جال پھیلایا ہوا ہے۔ ویسے بے شری جس حیثیت کی مالک تھی اس کے تحت یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی۔ کہ انجلی ترکی کی سیر کو چلی آئے لیکن جو حالات چل رہے تھے اس کے تحت بس ذرا مجھے تشویش ہو گئی تھی۔ اس لڑکی کی طرف جانے کیوں میرا دل کھنچتا تھا۔ حالانکہ یہ بات مجھے معلوم ہو چکی تھی کہ وہ جے شری کی بیٹی ہے جو میری سگی بہن نہیں ہے۔ جے شری کی زندگی میں وہ شخص کون تھا؟ یہ ایک پُراسرار معمہ تھا جس کا حل نہ تو میں نے ابھی تک تلاش کیا تھا اور نہ اس کے بارے میں مجھے کوئی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ میں ٹیکسی میں بیٹھی نگاہیں جمائے آگے بڑھتی رہی اور گاڑی شہر کے نواحی علاقے میں پہنچ کر ایک ذیلی سڑک کی جانب مڑ گئی۔ یہاں نوح کے ایک نشیب میں بستی نظر آ رہی تھی۔ جو انتہائی خوبصورت مکانات پر مشتمل تھی یقینی طور پر یہ عام لوگوں کی بستی نہیں تھی۔ ٹیکسی اس ذیلی سڑک پر مڑ گئی۔ ڈرائیور کو بھلا کیا پڑی تھی کہ اس سلسلے میں کسی احتیاط کا مظاہرہ کرتا بہرطور سفید رنگ کی لمبی خوبصورت کار ایک بنگلے نما عمارت کے سامنے جا رکی اور پھر گیٹ کھلا اور کار اندر داخل ہو گئی۔ میں نے ٹیکسی تھوڑے فاصلے پر ہی رکوالی تھی پھر میں نے اس کا میٹر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیور یہ تمہارے بل کی رقم۔ یہ پ اور اس کے بعد میں یہاں سے واپس بھی جاؤں گی ہو سکتا ہے ایک گھنٹے یا ہو سکتا ہے کئی گھنٹے تمہیں انتظار کرنا پڑے اس کے لیے میں تمہیں ایڈوانس ادائیگی پر تیار ہوں۔"

"نو میڈم اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بعد میں ہی مکمل ادائیگی کر دیں۔" ڈرائیور بھی فراخدل ہی معلوم ہوتا تھا میں نے گردن ہلائی اور بولی۔

"او کے ڈرائیور تب پھر تم اسی جگہ میرا انتظار کرو۔" لیکن میں نے کرنسی نوٹ ڈرائیور کی جیب میں ٹھونس دیے تھے۔ اور اس نے مؤدب انداز میں گردن ہلا دی تھی۔

میں نیچے اتر آئی اور اس کے بعد تیز تیز قدموں سے انداز میں آگے بڑھنے لگی کچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں۔ اور پھر میں نے ایک فیصلہ کیا۔ اب جو بھی صورتحال ہو گی۔ دیکھا جائے گا۔ انجلی سے ملاقات کیے بغیر میں یہاں سے واپس نہیں جا سکتی تھی۔ اور ملاقات کرنے کے لیے کوئی پُراسرار طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بہتر یہ تھا کہ سیدھی سیدھی ہی چلی جاؤں۔ میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی گیٹ تک پہنچی۔

میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی اطلاعی گھنٹی کا بٹن ہو تو دبا کر اپنی آمد کا اعلان کر دوں۔ لیکن ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھولی اور ٹھٹکتے ہوئے سے میں اندر پہنچ گئی۔ بیرونی حصہ سنسان نظر آ رہا تھا۔ وہ باغیچے میں ہی کھڑی ہوئی تھی بنگلہ بہت بڑا نہیں تھا لیکن بہت خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔ میں گیٹ پر پہنچ کر صورتحال کو سوچنے لگی۔ اور اسی وقت بغلی سمت سے ایک دروازہ کھلنے کی چرچراہٹ سنائی دی اور میں نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ مجھے دو چیزیں نظر آئی تھیں ایک تو وہی گٹھے ہوئے بدن والا اور دوسری اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی پستول جس کی نال کا رخ میری ہی جانب تھا اس کے چہرے پر ناخوشگواری کے آثار نظر آ رہے تھے میں نے مدہم سی مسکراہٹ کے ساتھ

"ہیلو مسٹر دراصل مجھے"

"اندر چلو" اس نے بھاری لہجے میں کہا۔ زبان اردو کا استعمال کی گئی تھی۔

"ہاں۔ ہاں میں اندر چلنا چاہتی ہوں لیکن یہ پستول"

"دروازہ کھولو ورنہ اس پستول کی نال سے پھول نہیں نکلیں گے" اس نے غراتے ہوئے انداز میں کہا اور میں نے ایک گہری سانس لینے کے بعد دروازے کا ہینڈل گھما لیا۔ دروازہ آسانی سے کھل گیا تھا وہ پھرتی سے آگے بڑھ کر میرے عقب میں پہنچ گیا۔ اور اس نے پستول کی نال میری کمر سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اندر۔ اندر" میں اندر داخل ہو گئی۔ دروازے کی دوسری جانب ایک بڑا سا ہال تھا اس ہال میں بھی دو دروازے نظر آ رہے تھے۔ تیسرا دروازہ یہ تھا جو داخلی تھا۔ ہال میں پہنچنے کے بعد اس نے پاؤں سے دروازہ بند کیا اور اندر سے چٹخنی لگا دی۔

"کون ہو؟" اس نے سوال کیا۔

"کیا تم کوئی فلمی ولن ہو؟ انداز تو ایسا ہی اختیار کر رہے ہو" میں نے خشک لہجے میں کہا۔

"دیکھو میں بہت بڑا آدمی ہوں۔ زیادہ چکروں میں نہیں پڑتا۔ سیدھا سادھا کام کرتا ہوں اور اگر تم اپنی زندگی چاہتی ہو تو ایک منٹ میں اپنے بارے میں سب بتا دو۔"

اسی وقت دوسرے دروازے سے ایک اور آدمی باہر نکل آیا۔ اور اس نے بھی مجھے پہچان لیا۔ یہ وہی ڈرائیور تھا۔ جو کار ڈرائیو کر کے لایا تھا۔ ڈرائیور بھی مجھے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے میری یہاں موجودگی سے باخبر ہو۔ اور میرا اس طرح یہاں موجود ہونا اس کے لیے تعجب خیز نہ ہو۔ دل ہی دل میں میں نے سوچا کہ شاید یہ لوگ میری یہاں آمد سے باخبر ہو چکے ہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے انہوں نے ٹیکسی میں بھی میرے تعاقب کو محسوس کیا ہو۔ میں عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔ پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"اگر تم لوگ کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہو۔ تو یہ غلط فہمی اپنے ذہن سے نکال دو۔ میں انجلی سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"کون انجلی؟"

"وہ جو تمہارے ساتھ یہاں آئی ہے۔"

"ہمارے ساتھ یہاں کوئی نہیں آیا۔ تم یہ بتاؤ تم نے اس بنگلے میں داخل ہونے کی جرأت کیسے کی؟"

"جھوٹ بولنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ میں انجلی کی دشمن نہیں ہوں۔ وہ مجھے جانتی ہے میں اسے جانتی ہوں۔ اسے بازار میں دیکھ کر مجھے عجیب سا احساس ہوا اور میں نے اسے پہچان لیا پھر میں نے سوچا کہ میں یہاں آ کر اس سے ملاقات کر لوں۔"

گٹھے ہوئے بدن کے مالک شخص کے چہرے پر ایک سفاک مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"تو تم نے اسے بازار میں دیکھ لیا تھا؟"

"ہاں۔"

"تو پھر تم نے اس سے بازار ہی میں ملنے کی کوشش کیوں نہ کی؟"

"بس یونہی۔ میں اس کی رہائش گاہ دیکھنا چاہتی تھی۔"

"کیوں؟" اس نے سوال کیا۔

"یہ عجیب سوال ہے۔ میں یہاں اس سے ملنے کی خواہشمند تھی۔"

"میڈم اوّل تو یہاں کوئی انجلی نہیں رہتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ رہتی بھی ہے تو آپ کا رویہ بے حد پُراسرار ہے آپ نے اس طرح اس کا تعاقب کیا اور اس کے بعد اس گھر میں گھس آئیں۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا ذہن صاف نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ ہم آپ کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتے۔"

"دیکھو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمہارا تجزیہ تھوڑا بہت درست ہے میں نے بازار میں اس سے یوں ملنا نہیں چاہا کہ یہ مناسب نہیں تھا۔ لیکن میرے ہاتھوں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ تم اطمینان رکھو میں بس اس سے ملنا چاہتی ہوں۔ بلاوجہ غلط فہمیوں کا شکار ہو کر کوئی ایسی بات مت کر بیٹھو جس سے تمہیں بھی نقصان پہنچے اور مجھے بھی۔"

"ہوں۔ اس کے باوجود میڈم یہاں آپ کو کوئی رعایت

نہیں دی جا سکتی۔ آپ کو اپنے بارے میں مفصل تفصیلات بتانا ہوں گی۔"

"تم یوں کرو میری انجلی سے ملاقات کرا دو اگر وہ مجھے پہچاننے سے انکار کر دے گی تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

"آپ کا کیا خیال ہے آپ کا یہاں سے جانا اتنا ہی آسان ہوگا؟" اس بار اس شخص نے کہا جو ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ "ہاں میرا یہاں آنا بھی آسان تھا اور یہاں سے جانا بھی آسان ہے لیکن تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو یہ میرے لیے ذرا مشکل ہو رہی ہے۔"

"تو پھر آپ اپنی تفصیل اگل دیں ورنہ کیا فائدہ آپ کی لاش ٹھکانے لگانے کے لیے ہمیں محنت کرنی پڑے گی۔"

میرے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر میں نے اس سے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ پہلے تم مجھے ہلاک کرو اور میری ارتھی تیار کرو۔ اس کے بعد باقی باتیں ہو جائیں گی۔"

"مطلب؟" پستول والے شخص نے کرخت آواز میں کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ مجھے سیدھے سیدھے انجلی سے ملا دو۔ ورنہ تمہیں جو نقصان پہنچے گا اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔" میں آگے بڑھی تو ڈرائیور برق رفتاری سے میرے راستے میں حائل ہونے کے لیے آگے بڑھ آیا۔

میں اسی کی منتظر تھی۔ ساری پوزیشن میری توقع کے مطابق تھی جونہی وہ آگے بڑھا میں نے اس کا بازو پکڑا اور پوری قوت سے اسے پیچھے دھکیل دیا۔ وہ میری جسمانی قوت کا اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ اس بری طرح اپنے ساتھی سے ٹکرایا کہ دونوں زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ میں پھرتی سے پلٹی اور میں نے اس شخص کی کلائی پر اپنے جوتے کی ایڑی سے زوردار ضرب لگائی جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ میری اس کوشش سے پستول اس شخص کے ہاتھ سے نکل گیا اور میں نے جھک کر پستول اٹھا لیا۔ وہ دونوں ہکا بکا رہ گئے تھے پھر دونوں ہی سنبھلے اور کھڑے ہو کر مجھ پر جھپٹنے کی کوشش کی لیکن میں نے جھکائی دے کر ایک لات ان میں سے ایک شخص کے منہ پر رسید کر دی اور دوسرے کے سر پر پستول کے دستے سے وار کر دیا۔ اتفاق کی بات تھی کہ اس نے یہ وار بچانے کی کوشش کی اور اس کے سر کی پشت میرے سامنے آ گئی۔ پستول کا دستہ اس کے سر کی پشت پر ہی پڑا تھا اور یہ وہی شخص تھا جو گٹھے ہوئے بدن کا مالک تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر لیٹ گیا۔ اور اس دوران میں نے اسے نظرانداز کر کے دوسرے ڈرائیور کو پکڑ کر اس کے بال پکڑ لیے اور اسے زمین پر دے مارا۔ وہ شخص تو وہیں ڈھیر ہو گیا البتہ گٹھے ہوئے بدن کا مالک اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن میں نے دوسری ضرب اس کی گدی پر لگائی اور اس کے بعد وہ اپنے ہوش و حواس قائم نہ رکھ سکا۔ میں نہیں جانتی تھی کہ اس عمارت کی پوزیشن کیا ہے اور اس ہال سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ ہے یا نہیں تاہم میں نے آگے بڑھ کر ہال کا دروازہ اندر سے بند کر دیا تاکہ اگر آس پاس کوئی اور شخص ہو تو اس راستے سے اندر داخل ہونے کی کوشش نہ کر سکے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے یہ بھی سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ لوگ جلدی ہوش میں آ جائیں۔ انجلی ——— سے ملاقات سے پہلے میں ان کا ہوش میں آنا پسند نہیں کرتی تھی چنانچہ میں نے ان میں سے ایک شخص کی ٹائی کھولی اور اس کے ہاتھ پشت پر کر کے مضبوطی سے کس دیے۔ لیکن یہ قطعی ناکافی تھا چنانچہ مجھے کسی ایسی شے کی تلاش ہوئی جس سے میں ان لوگوں کو کس کر باندھ سکوں۔ ایسی شے اس ہال میں تو نہیں مل سکی تھی لیکن جس دروازے سے وہ ڈرائیور نما شخص نکل کر باہر آیا تھا اس سے اندر داخل ہو کر میں نے دیکھا تو مجھے ایک کمرہ نظر آیا جس میں بستر وغیرہ لگے ہوئے تھے۔ کپڑے بھی تھے اور اس کمرے میں دوسرا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ میں نے وہیں سے ایک چادر اٹھائی اور اس کی پٹیاں پھاڑ کر باہر آ گئی۔ لیکن پھر ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا اور میں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ میں نے پوری قوت سے ان دونوں کو ایک ایک کر کے اندر گھسیٹا اور اس کمرے میں پہنچا دیا۔ یہ زیادہ بہتر طریقہ تھا انہیں کمرے میں پہنچانے کے بعد میں نے ان کے ہاتھ پاؤں چادر کی پھاڑی ہوئی پٹیوں سے مضبوطی سے کس دیے اس دوران مجھے کسی نے ڈسٹرب نہیں کیا تھا۔ پھر میں نے ان کے منہ میں بھی کپڑا ٹھونسا اور چند لمحات کے بعد اس کام سے فارغ ہو کر باہر نکل آئی۔ اب میں کافی حد تک مطمئن تھی۔ اس جدوجہد میں جو حلیہ بگڑ گیا تھا میں نے اسے درست کیا اور دوسرے دروازے کی جانب بڑھ گئی جو اس ہال میں تیسرے دروازے کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں نے اسے کھولا تو مجھے ایک راہداری نظر آئی جو آگے جا کر گھوم گئی تھی اور اس میں سے باہر جانے کا راستہ بھی تھا لیکن اس راہداری کے اختتام پر ایک کمرہ بھی نظر آ رہا تھا۔ میرا رخ اسی کمرے کی جانب ہو گیا کمرے کے قریب پہنچ کر میں نے

آہستہ سے دستک دی تو چند لمحات کے بعد اندر سے آواز سنائی دی۔

"کون ہے...؟"

اس آواز کو میں نہیں پہچان سکی تھی۔ یہ انجلی ہی کی آواز تھی۔ دروازہ کھلا تو میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ انجلی کو دیکھا وہ مسرور اور مطمئن نظر آ رہی تھی اس نے متعجبانہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ دیکھتی رہی اور پھر دفعتاً ہی اس کے چہرے پر عجیب سے آثار پھیل گئے۔

"آپ... آپ دیدی آپ؟"

"ہاں انجلی شکر ہے تم مجھے پہچان گئیں۔"

"مگر آپ یہاں دیدی کیسے آ گئیں...؟" اس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اگر تم مجھے اندر آنے کی اجازت دو تو میں تمہیں تفصیل سے بتا دوں۔"

"سوری دیدی۔ آئیے۔ اندر آئیے۔" انجلی نے کہا اور میں مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

"ہاں انجلی سناؤ کیسی ہو...؟"

"میری حیرت اب بھی برقرار ہے دیدی۔ آپ یہاں کیسے آ گئیں...؟"

"اس بات کا جواب دو انجلی اور مجھے یقین ہے کہ تم مجھے بالکل صحیح جواب دو گی۔"

"جی کہیے۔"

"تمہیں میرا آنا ناگوار تو نہیں لگا...؟"

"نہیں دیدی بالکل نہیں۔ قطعی نہیں۔ آپ یقین کیجیے کہ میری کچھ مجبوریاں تھیں کہ میں آپ سے نہیں مل سکتی تھی۔ لیکن میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات کروں۔ دیدی میں بہت خوش ہوں اس وقت مجھے حیرت ہے خدا کے لیے یہ تو بتائیے آپ کو ساگر انکل نے آنے سے روکا تو نہیں...؟"

"نہیں۔ مجھے تمہارے پاس آنے کی اجازت مل گئی ہے۔"

"گڈ دیدی گڈ۔ اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ یہاں آ رہی ہیں تو میں ساگر انکل کو خصوصی ہدایت کر دیتی کہ وہ آپ کو میرے پاس آنے دیں۔ دراصل مجھ پر بہت سی پابندیاں عائد ہیں جب بھی کہیں باہر جاتی ہوں ساگر انکل ساتھ ہوتے ہیں کسی سے ملنا جلنا نہیں ہوتا۔ سیر و سیاحت کے سلسلے میں بھی ساگر انکل کا سہارا لینا پڑتا ہے لیکن ٹھیک ہے یہ سب کچھ ضروری بھی تو ہے۔" انجلی نے جیسے خود سے کہا اور پھر چند لمحات تک کچھ سوچتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بولی۔ "دیدی آپ یقین کریں آپ کی یہاں آمد سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ مگر آپ یہاں کیسے آ گئیں...؟"

"میں۔ شاید تمہیں یہ بات معلوم ہو کہ میں ایئر ہوسٹس ہوں اور ایئر انڈیا کمپنی میں ملازمت کرتی ہوں چنانچہ میں اپنے جہاز کے ساتھ یہاں آئی تھی تم اتفاق سے مجھے بازار میں نظر آ گئیں بس تمہارے پیچھے چلتی ہوئی یہاں تک پہنچ گئی۔"

"آپ ایئر ہوسٹس ہیں دیدی...؟" انجلی نے پُرمسرت انداز میں کہا۔

"ہاں... کیوں...؟"

"بس۔ دیدی مجھے یہ ملازمت بہت اچھی لگتی ہے اس میں تو دنیا بھر کی سیر کا موقع ملتا ہے...؟"

"ہاں انجلی۔ کیا تمہیں دنیا کی سیر سے دلچسپی ہے...؟"

"بہت زیادہ دیدی مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے نجانے کیوں دنیا سے چھپائے چھپائے پھرتی ہیں۔"

"میں اسی موضوع پر تم سے بات کرنا چاہتی ہوں انجلی کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمہاری ممی تمہیں دنیا سے کیوں چھپانا چاہتی ہیں...؟"

"بس یہ ان کا معاملہ ہے میں کیا کہوں...؟"

"یہ بتاؤ کہ تم مجھے دوست سمجھتی ہو یا دشمن...؟"

"نہیں دیدی سو فیصدی دوست۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے میری مدد کی تھی اور مجھے ان لوگوں سے بچایا تھا جو جانے میرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے تھے۔"

"انجلی میں تمہیں ہر اس شخص سے بچانا چاہتی ہوں جو تمہاری طرف ٹیڑھی نگاہوں سے دیکھے۔ لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے کہ تم مجھ سے تعاون کرو گی۔ مجھ پر اعتماد کرو گی۔" میں نے کہا۔ اور انجلی عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھنے لگی اور پھر اس نے آگے بڑھ کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ یہ مجھ پر اعتماد کا اظہار تھا اور نجانے کیوں مجھے یہ سب بہت عجیب لگا۔ مجھے محسوس ہوا جیسے مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد ہو گئی ہو۔

انجلی کے بارے میں جہاں تک مجھے معلومات حاصل

ہوئی تھیں وہ ایک طرح سے میری سوتیلی بہن تھی۔ جے شری کے سلسلے میں اب یہ بات بھی چھپی نہیں رہ گئی تھی کہ وہ بہرطور میرے پتاجی کی پتنی رہ چکی تھیں۔ اور کسی ایسی بات پر ان دونوں کے درمیان نااتفاقی ہو گئی تھی جو نامعلوم تھی۔ یہ بات بھی بہرطور اب میرے علم میں آ چکی تھی کہ میں خود جے شری کی بیٹی نہیں ہوں۔ اور انجلی درحقیقت جے شری کی بیٹی ہے۔ پہلے واقعات اس قدر اُلجھے ہوئے تھے کہ میرا ذہن ان گتھیوں کو سلجھانے میں ناکام رہتا تھا لیکن میری تو پوری زندگی ہی اُلجھی ہوئی داستان یا کہانی تھی جسے سلجھانا ابھی تک میرے لیے ممکن نہیں ہو سکا تھا۔ انجلی کا یہ لمس مجھے نجانے کون سے جذبوں کی بیداری دے رہا تھا بعض اوقات میں شدید جذباتی ہو جاتی تھی اور اس وقت نجانے کیسا احساسات میرے رگ و پے میں گردش کرنے لگتے تھے۔ اگر صحیح معنوں میں سوچتی تو اس وقت سنسار میں کوئی ایسا نہیں تھا جس سے میرا کوئی خونی رشتہ ہو۔ یوں تو بہت سے انسان ایسے ہوتے ہیں کہ خونی رشتے بھی اُن کے سامنے ماند پڑ جائیں لیکن بہرطور میرے ساتھ جو واقعات بیت رہے تھے اُن میں ذہنی کیفیت کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ کسی بھی انسان پر بھروسہ نہیں رہ گیا تھا۔ حالانکہ میں غور کرتی تو ایسے لوگوں کی کمی نہیں تھی جن کی محبت پر میں اعتماد کر سکتی تھی۔ ان میں سرفہرست تو راگنی تھی۔ وشو دادا ان دونوں کی ماتاجی تھیں۔ راگنی نے بے لوث ہی مجھے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا کوئی فائدہ تو نہیں تھا اُسے میری ذات سے لیکن یہ احساس ہی نہیں ہوتا تھا اب کہ میں اس گھر کی فرد نہیں ہوں میں اور راگنی اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے تھے۔ وشو زندگی کے وہ مراحل طے کر رہا تھا جو اُسے بالآخر ترقی کے راستوں پر لے جا کر ایک دن اس سنسار کا ایک قابلِ فخر انسان بنا دیں گے لیکن اس میں ابھی ایک طویل عرصہ درکار تھا۔ ابھی تو راگنی کو ان دونوں کی پرورش کرنی تھی۔ انہیں سینچنا تھا۔ ان دنوں راگنی بے چاری دل کے مرض میں گرفتار تھی۔ اور بڑھاپا اُس کے حواس پر چھاتا جا رہا تھا۔ حقیقت یہی تھی کہ زندگی کے چند ہی لمحات تو ایسے ہوتے ہیں جہاں انسان اپنی ذات کے لیے سوچتا ہے۔ راگنی جس عمر میں آ چکی تھی اب اصولی طور پر اُسے اپنی زندگی کو ایک نیا راستہ دے دینا چاہیے تھا اور یہ حیثیت اُسے حاصل تھی کہ اگر وہ چاہتی تو اس راستے پر قدم اُٹھا سکتی تھی۔ اُس کی زندگی میں میری طرح اُلٹ پھیر نہیں تھے۔ سبھی میری طرح بدقسمت تو نہیں ہوتے۔ میں جیسے زندگی کا کوئی سہارا حاصل نہیں رہا تھا۔ بہرطور راگنی کی زندگی قابلِ رشک تھی اور میں یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتی تھی کہ اُس نے ایک دوست ہونے کا پورا پورا اظہار کیا تھا اور مجھ سے میری تنہائیاں چھین لی تھیں۔ وشو بھی مجھے بہن ہی کی طرح چاہتا تھا۔ یہ تمام احساسات اس وقت میرے دل میں جاگزیں تھے اور انجلی کا خوبصورت بالوں بھرا سر میرے سینے سے لگا ہوا تھا۔ میں نے اُس کے چہرے کو پکڑ کر دونوں ہاتھوں سے اپنے سامنے کیا اور آہستہ سے بولی۔

"انجلی تم میری کون ہو؟ کیا ہے؟ یہ میں نہیں جانتی دنیا کے رشتے سے دیکھا جائے تو تو میری کچھ بھی نہیں ہے' لیکن اگر تیرے دل میں یہ خیال آ جائے تو اس پر یقین کر لینا کہ تو مجھے سگی بہنوں سے زیادہ عزیز ہے اور یہ بات بھی اپنے ذہن میں بٹھا لینا کہ تیرے لیے اگر جان بھی دینا پڑی تو میں جان دے دوں گی۔"

"بھگوان نہ کرے دیدی۔ بھگوان آپ کی جان کو محفوظ رکھے۔" انجلی نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن انجلی تیرے اور میرے بیچ کچھ دیواریں کھڑی کر دی گئی ہیں۔"

"دیدی بیٹھ جاؤ۔ آرام سے بیٹھ جاؤ۔ میں بھی آج تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں' میں بے شک عمر میں تم سے بے حد چھوٹی ہوں' لیکن جو حالات میرے سامنے پیش آ رہے ہیں اب انہوں نے [illegible] کر دیا ہے کہ یہ سب کیا ہے؟ دیدی جیسا کہ میں انہیں بتا چکی ہوں کہ میں اب تک اپنی ماں سے دور ایک ہوسٹل میں رہتی رہی ہوں مجھے وہاں پر کوئی تکلیف نہیں تھی کوئی دقت نہیں تھی' ممی میرے پاس آتی تھیں اور مجھے دنیا کی ہر ضرورت فراہم کر دیا کرتی تھیں۔ میں بہت عیش و عشرت سے جیون گزار رہی تھی کہ دفعتاً ہی ممی کو مجھے ہاسٹل سے نکالنا پڑا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ کچھ ایسی ہی ضروریات پیش آ گئی ہیں کہ اب میں ہاسٹل میں نہیں رہ سکتی' اس کے بعد سے دیدی میں دربدر بھٹکتی ہی رہی ہوں بے شک میں سکول جاتی رہی لیکن ایک خوف کے ساتھ' ایک احساس کے ساتھ کہ کہیں کوئی مجھے نقصان نہ پہنچا دے اور اس کے دیدی جبکہ آپ نے میری زندگی بچائی تھی نجانے کیوں میرے ساتھ یہ سب کچھ کیا جا رہا تھا؟ میں نے ممی سے یہ سب کچھ پوچھنے کی کوشش کی لیکن ممی نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ یہ کہہ دیتی ہیں کہ بچوں کو ایسے معاملات میں اُلجھنا نہیں چاہیے اور اب تو میری تعلیم کا سلسلہ بھی ختم ہو

گیا ہے دیدی! میں سوچتی ہوں کہ میرا کیا ہو گا؟ اب آپ دیکھیے نا مجھے یہاں پہنچا دیا گیا ہے۔ رانا انکل اور ان کے ساتھ ایک دو آدمی اور بھی ہیں جو میری نگرانی کرتے ہیں۔ رانا انکل بہت اچھے ہیں میری ممی کے بہت خاص آدمی اور مجھ سے بہت اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ لیکن کیا یہ بات میں نہیں جانتی کہ رانا انکل درحقیقت میری حفاظت پر معمور ہیں اور ممی انہیں اس کی تنخواہ دیتی ہیں۔" میں انجلی کا چہرہ دیکھتی رہی پھر میں نے کہا۔

"انجلی' ایک بات بتاؤ! تمہاری ممی ایک بار مجھ سے ملی تھیں مگر روپ بدل کر۔"

"ہاں! وہ اپنے دو روپ رکھتی ہیں۔"

"کیا اُن کی کوئی بڑی بہن نہیں ہے؟"

"نہیں دیدی! میں نے آج تک اپنی کسی خالہ کے بارے میں نہیں سنا۔ میری ممی ہی پدماشری بن جاتی ہیں اور کبھی جے شری بن جاتی ہیں۔ ویسے وہ ہیں جے شری ہی۔" انجلی نے یہ الفاظ اتنے معصومانہ انداز میں کہے کہ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"اچھا انجلی یہ بتاؤ تم رانا لبرٹ کو جانتی ہو؟"

"رانا انکل! ہاں میں انہیں جانتی ہوں۔"

"تم ان سے کبھی تنہائی میں ملی ہو؟"

"نہیں' ممی کے ساتھ ہی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ ویسے میری ماتاجی ان سے کچھ ڈری ڈری سی رہتی ہیں اور رانا انکل ماتاجی کے ساتھ بعض اوقات بہت سخت سلوک کرتے ہیں۔ یہ بات ایک بار میں نے خود دھاپور میں دیکھی تھی میں خود دھاپور اپنی ممی سے ملنے گئی تھی۔ پانچ دن رہی تھی ان کے پاس۔ اور اس میں تقریباً چار دن رانا جی ہماری ممی کے پاس رہے۔ ممی ان کے سامنے نجانے کیوں پریشان سی رہتی ہیں۔"

"تم نے کبھی پوچھا نہیں ان سے؟"

"میں ایسی باتیں پوچھتی ہوں تو وہ بس یہ کہہ دیتی ہیں کہ ابھی بچی ہوں اس لیے ابھی ان معاملات میں نہیں پڑنا چاہیے۔ لیکن اب میں تنگ آ چکی ہوں ممی کو مجھے بتانا چاہیے کہ حالات کیا ہیں؟ اب دیکھو نا دیدی! اپنے شہر سے اتنی دور یہاں رہ رہی ہوں گو یہ جگہ بہت اچھی ہے اور یہاں مجھے بہت سیر کرنے کو ملتی ہے اچھا لگتا ہے۔ میرا جی تو سب کچھ نہیں ہوتی۔ آخر میرا بھی تو کوئی مستقبل ہے۔ میں تو ابھی اپنی خوشی سے جینا چاہتی ہوں۔" میں نے محبت بھری نگاہوں سے انجلی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں انجلی! تمہاری ممی میرے سامنے بھی زبان نہیں کھولتیں۔ حالانکہ میں ان کی دشمن نہیں ہوں۔"

"دیدی تم کیا ہو؟ یہ مجھے بتاؤ۔"

"انجلی میں۔ بس یہ سمجھ لو کہ میں تمہاری دیدی ہوں۔"

"تم بھی مجھے بچوں کی طرح ٹال رہی ہو۔ کیا تم میری ممی کی بیٹی ہو؟"

"نہیں۔"

"تو پھر میری دیدی کیسے ہو گئیں؟"

"تم مجھے دیدی کیوں کہتی ہو؟"

"وہ تو بڑی ہونے کے ناتے کہتی ہوں۔ لیکن یوں لگتا ہے جیسے میرے تمہارے بیچ کوئی رشتہ ہو۔"

"محبت کا رشتہ سب سے بڑا رشتہ ہوتا ہے انجلی۔ میں بھی تمہیں کہہ چکی ہوں کہ میں تمہیں اپنی بہن ہی سمجھتی ہوں۔ مگر ایک کام کرنا تم۔"

"کیا دیدی؟" انجلی نے پوچھا۔

"تمہاری ممی یہاں تم سے ملنے آتی ہیں؟"

"آج تک نہیں آئیں۔"

"تمہیں یہ بتایا گیا ہے کہ تم کب تک یہاں رہو گی؟"

"نہیں۔"

"اگر تم کوئی بات اپنی ممی کو بتانا چاہو تو کیسے بتا سکتی ہو؟"

"میں ان سے دو بار فون پر بات کر چکی ہوں۔"

"ہوں۔ تمہاری ممی نے تم سے یہ نہیں کہا کہ تمہیں [illegible] میں کب تک رہنا ہے؟"

"نہیں! میں نے کہا نا تم سے کہ یہ بات مجھے نہیں بتائی گئی۔"

"اس بار تم اپنی ممی سے پوچھنا اور سنو! یہاں بالکل اطمینان سے رہو۔ میرا خیال ہے تمہاری ممی نے جو کچھ تمہارے لیے کیا ہے بہتر ہی کیا ہو گا۔ میں کچھ عرصے کے بعد یہاں سے واپس جاؤں گی تو تمہاری ممی سے ضرور ملاقات کروں گی اور ان سے تمہارے بارے میں بات چیت کروں گی۔"

"دیدی آپ یہ کام ضرور کریں۔ آپ ان سے کہیں کہ میرا جی بالکل جی نہیں لگتا۔ آخر مجھے یہ تو بتایا جائے کہ مجھے دنیا کی نگاہوں سے کیوں چھپایا جا رہا ہے؟ وہ کیا خطرہ ہے جو مجھے لاحق ہے؟ دیدی! میں ان خطرات کے بیچ زندہ نہیں رہنا چاہتی۔"

"ارے نہیں انجلی! اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ویسے تمہارا یہ پیغام میں تمہاری ممی کو ضرور دے دوں گی۔"

"دیدی! میں آپ کے لیے چائے بنا لاؤں؟"

"نہیں بھئی۔ کوئی تکلف کی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک بات سنو۔ میں نے تمہیں بازار میں دیکھا تم سے یہاں ملنے آ گئی

لیکن تمہارے ساگر انکل اور ان کے ساتھی نے مجھے روکا۔ وہ میرے ساتھ سختی کرنے لگے۔ پستول نکال لیا تھا انہوں نے۔ مجبوراً مجھے ان دونوں کی مرمت کرنی پڑی۔"

"ساگر انکل کی؟" انجلی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں! اور اب وہ دوسرے کمرے میں پڑے ہوئے ہیں۔"

"ارے۔ ارے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟"

"میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔"

"آپ نے۔ ویدی آپ نے ساگر انکل جیسے طاقتور آدمی کو بے ہوش کر دیا ہے؟"

"ہاں، انجلی تم سے ملاقات کرنا بہت ضروری تھا میرے لیے اور وہ میری بات نہیں مان رہے تھے۔"

"اوہ۔ ساگر انکل کے چوٹ تو ضرور آئی ہو گی۔"

"یقیناً۔"

"تو پھر اب میں کیا کروں؟"

"میں چلتی ہوں انجلی۔ تم انہیں یقین دلا دینا کہ میں تمہاری بہن ہوں اور میری ذات سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ بس اور کیا کہہ سکتی ہوں اس بارے میں؟"

"ویدی آپ اپنا جہاز لے کر یہاں آئی ہوں گی؟"

"ہاں۔"

"کب تک رہیں گی یہاں؟"

"شاید زیادہ وقت نہ رہ سکوں اور اب مجھے خدشہ ہے کہ اب تمہارے ساگر انکل تمہیں مجھ سے ملنے نہ دیں گے۔"

"اگر میں ان سے کہہ دوں گی تو پھر وہ نہیں روکیں گے۔"

"مت کہنا۔ ویسے بھی میں زیادہ عرصے یہاں نہیں رکوں گی۔"

"تو ویدی پھر تم سے دوبارہ کب ملاقات ہو گی؟"

"میں خود ہی تمہارے بارے میں معلومات حاصل کروں گی تم اطمینان رکھو۔"

"ویدی آپ میری بات ممی سے ضرور کہیں گی نا!"

"ہاں انجلی ضرور کہوں گی اور ہو سکتا ہے اس کے بعد میں تمہاری ممی کو اس بات پر آمادہ کروں کہ تمہیں واپس بلا لیا جائے۔ ایسے کب تک بھٹکتی رہو گی؟"

"ہاں ویدی! میں سکون کی زندگی چاہتی ہوں۔ میں اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں تو میرا سارا جیون تباہ ہو جائے گا۔"

"میں جانتی ہوں انجلی۔ لیکن تم خوش رہنا اور کسی پریشانی کا شکار نہ ہونا۔"

"آپ مجھے کتنا چاہتی ہیں ویدی؟ تعجب کی بات ہے ویسے ویدی آپ یقین کریں کہ میں بھی آپ کو بے حد چاہنے لگی ہوں۔"

"بھگوان کرے کہ ہم دونوں کے بیچ کی ساری دیواریں ہٹ جائیں اور ہم دونوں ساتھ ہی ساتھ رہ سکیں۔"

"ویدی!" انجلی نے ایک بار پھر میرا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر میری آنکھیں چوم لیں۔ میں نے بھی اسے بہت پیار کیا اور پھر اس کے بعد وہ مجھے باہر تک چھوڑنے آئی میں نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کے ساگر انکل کون سے کمرے میں ہیں؟ پھر میں وہاں سے چلی آئی تھی۔ لیکن انجلی کی باتیں اس کی پیاری پیاری صورت میرے ذہن میں مسلسل چکرا رہی تھی۔ اور میں واقعی یہ سوچ رہی تھی کہ بجے فرید سے مل کر کم از کم یہ تو کہوں کہ میں اس کی دشمن نہیں ہوں۔ مجھے دھوکہ دینے سے کیا فائدہ؟ یہ بات مجھے معلوم ہو چکی تھی کہ گیان چند نے انجلی کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ گو کہ گرفت گیان چند نے اس بارے میں نہیں بتایا تھا کہ اس نے ایسا کس کی ایما پر اور کیوں کیا تھا؟ لیکن پھر بھی کم از کم ایک کردار میری نگاہوں کے سامنے تھا گیان چند نے ویسے مجھے بہت کچھ نہیں بتایا تھا۔ اور اس کے آدمیوں کی ہلاکت کے بعد مجبوراً مجھے وہاں سے نکلنا پڑا تھا اور اس سلسلے میں دلیپ خرما نے میری مدد کی تھی۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ اگر میں اس کے قبضے میں رہتی تو کوئی ایسا سمجھوتہ ہو جاتا جس کے تحت میں گیان چند سے مزید معلومات حاصل کر لیتی لیکن اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ظاہر ہے مجھے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ گیان چند اس سلسلے میں ایک خصوصی کردار ہے اور بھی بہت سی باتیں میرے علم میں آ چکی تھیں! جیسے رانا پربت اور آنرن فیرک! بہرطور اس کے بعد اپنے معمولات میں معروف ہو گئی۔ یہاں سے واپسی کا ایک وقت مقرر تھا چنانچہ وقت مقررہ پر میں دوبارہ ہندوستان چل پڑی۔ انجلی سے دوبارہ ملاقات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا ویسے بھی میں اس سے دوسری بار مل کر اس کے لیے کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ساگر نے اس کے بعد اسے وہاں رکھا ہو گا یا نہیں! بہرطور دوران سفر کوئی ایسا اہم واقعہ پیش نہیں آیا جو قابل ذکر ہو۔ میں اپنے معمولات میں مصروف رہی اور اس کے بعد دہلی ایئرپورٹ پہنچ گئی۔ میں اپنی تمام ذمہ داریوں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد گھر آ گئی۔ راگنی بھی موجود تھی اور ودیا وغیرہ خوش و خرم نظر آتے تھے۔ ان لوگوں کی زندگی ایک ڈگر پر چل رہی تھی۔ میں جب بھی پہنچ جاتی اس میں کچھ تبدیلیاں ہو جاتیں۔ میں نے خاص طور سے ماتا جی سے اس بارے میں سوال کیا کہ اس کے بعد پھر

پولیس سے تو کوئی رابطہ قائم نہیں کیا۔ اور مجھے پتا چلا کہ پولیس میری طرف سے بالکل مطمئن ہو چکی ہے۔ گو کہ اب اگر میں چاہتی تو ودیا کو اپنی جگہ منتقل کر سکتی تھی۔ اس دوران خاص طور سے میں نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ اپنی ذمہ داریاں میں خود پوری کروں۔ ودیا بے شک میرا کردار بہتر طور پر انجام دے رہی تھی۔ لیکن یہ پولیس کا معاملہ تھا ہو سکتا ہے کسی وقت پولیس اس سلسلے میں کسی خصوصی چھان بین پر آمادہ ہو جاتی اور بہرطور محکمہ پولیس کو دھوکہ دینا اتنا آسان کام نہیں ہوتا۔ لیکن ان تمام دنوں میں نے اپنی کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ پولیس کو میری طرف سے اطمینان ہو گیا ہے بے شک میرے سلسلے میں پولیس کو جو اطلاع ملی تھی وہ درست تھی اور درحقیقت وہ میں ہی تھی جس کے ہاتھوں یہ قتل ہو رہے تھے لیکن بہرطور میرے پاس بچنے کے لیے بہترین ذریعہ موجود تھا۔ اب ظاہر ہے پولیس کسی ایسے ہی شخص کی تلاش میں سرگرداں ہو گی جو میری ہم شکل ہو سکتی ہے لیکن کم از کم اسے یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ میں نہیں ہوں۔ راگنی کے ساتھ مل کر بہت سے منصوبے بنتے رہے پورن شرما کے بارے میں بھی گفتگو ہوئی۔ راگنی اب پوری طرح پورن شرما کے جال میں گرفتار ہو چکی تھی اور اب اس کی آنکھوں میں پورن شرما کے نام کے ساتھ شرم کے آثار ابھر آتے تھے۔ بہرطور مجھے [illegible] پرسکون زندگی تھی اس کی پورن شرما کی زندگی میں شامل ہونے کے بعد اس کی زندگی کے زاویے بدل جائیں گے اور پھر وہ پرسکون وقت گزار سکیں گے اپنی اپنی تقدیر کی بات ہے یہ سب کچھ تو میرے ساتھ بھی تھا میں بھی اگر چاہتی تو اپنی زندگی کو بہترین راستوں پر ڈال سکتی تھی لیکن تقدیر ابھی مجھے یہ موقع فراہم کرنے پر تیار نہیں تھی۔ بہرطور گھر کے معاملات میں دلچسپی لیتی رہی۔ سرلا دیوی کی جانب چل پڑی۔ ودیا ان دنوں سرلا دیوی کے ساتھ ہی مقیم تھی۔ اور دونوں بہت مطمئن نظر آتی تھیں۔ سرلا دیوی نے میرا پرتپاک استقبال کیا تھا۔ پھر وہ کہنے لگیں۔

"ودیا کو تم نے میرے پاس چھوڑ کر میرے ساتھ احسان کیا ہے بھارتی!"

"جی! میں بھی نہیں۔" میں نے کہا۔

"میری اس کی اتنی انڈرسٹینڈنگ ہو گئی ہے تمہیں معلوم ہے۔ بھارتی میری زندگی بھی کتنے حادثات کا شکار رہی ہے۔ اپنے آپ کو بہت سے رشتوں میں رنگنے کی کوشش کی لیکن انسان اپنی ذات میں تنہا ہی ہوتا ہے۔ عارضی طور پر وہ اپنے آپ کو وہ کتنے ہی جھوٹے سہارے دے لے۔ لیکن اس کی زندگی میں کچھ بھی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنہیں بہرطور نظرانداز نہیں کر سکتا۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ سرلا دیوی یہ بات آپ نے بالکل درست کہی ہے۔"

"ودیا نے میری وہ کمی بہت حد تک پوری کر دی ہے۔"

"تب تو مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے اس سکون کو چھیننے آئی ہوں۔"

"مطلب؟" سرلا دیوی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ودیا کو اب اپنا فرض پورا کرنا ہو گا۔"

"نہیں خیر۔ اس کے لیے تو میں منع نہیں کروں گی۔ ظاہر ہے یہ تمہاری اہم ضرورت ہے۔ ویسے پولیس کے معاملات کیا رہے؟"

"بالکل ٹھیک۔ اب کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے پولیس اس سلسلے میں مطمئن ہو گئی ہو۔" سرلا دیوی کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیل گئے تھے پھر انہوں نے کہا۔

"میں تمہارے لیے اکثر پریشان رہتی ہوں بھارتی!"

"کیوں سرلا دیوی؟"

"اب اگر اس بات کا اظہار کروں گی کہ مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے تو یہ احمقانہ بات ہو گی۔ لیکن اس بات سے بھی تم انکار نہیں کر سکتیں کہ انسان ہی انسان سے محبت کرتا ہے۔ میں تشویش کا شکار اس لیے رہتی ہوں کہ کہیں تمہاری اس کھوج میں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔"

"کاش مجھے کوئی نقصان پہنچ جائے، سرلا دیوی!"

"کیسی باتیں کرتی ہو بھارتی!"

"ہاں۔ آپ یقین کیجیے۔ بعض اوقات تو بڑی اکتاہٹ کا

احساس ہوتا ہے۔"

"نہیں بھابی۔ نہیں، تم اتنا ذہنی نہیں اور میں تو نہیں ایک مشورہ دیتی ہوں، اگر مان سکو تو مان لینا لیکن بُرا مت ماننا۔"

"کیسا مشورہ؟"

"جب یہ محسوس کرو کہ ان واقعات سے تھک گئی ہو تو پھر ان سب کو نظر انداز کر دینا۔ تم سوچنا کہ تم وہ سب کچھ ہو ہی نہیں جو تمہیں اپنے بارے میں بتایا گیا ہے۔ تم ایک نئی شخصیت میں اپنے آپ کو ڈھال لینا۔ بیشک یہ ایک مشکل کام ہوتا ہے۔ اور انسان اپنے آپ کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار بھی تو نہیں ہے۔ آخر جوانی کی عمر ہے تمہاری، خوشیوں سے اتنی دُور ہو جاؤ گی تو پھر بڑھاپے تک کیا کرو گی؟" میرے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"یوں لگتا ہے سرلا دیوی! جیسے میری زندگی میں یہ وقت کبھی نہیں آئے گا۔"

"میری دعا ہے کہ تمہاری زندگی میں یہ وقت ضرور آئے۔" سرلا دیوی نے جذباتی لہجے میں کہا اور کافی دیر تک ہم لوگ آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر میں نے وندنا کو اس بارے میں تفصیلات بتائیں۔ اور اس نے کہا کہ وہ اب گھر منتقل ہو جائے اور میری جگہ اپنے فرائض پورے کرے۔ اس دوران میں نے اسے سارے معاملات بھی بتا دیے تھے تاکہ اتفاقیہ طور پر سے کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جو درحقیقت مجھے پیش آیا ہو تو نہیں وہ پریشان نہ ہو جائے۔ ہم دونوں اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ اپنے ساتھ گزرنے والے معمولی معمولی واقعات بھی ایک دوسرے کو گوش گزار کر دیتے تھے تاکہ دوسرا اسے اچھی طرح ہینڈل کر سکے۔ وندنا مطمئن ہو گئی۔ اس نے لباس وغیرہ تبدیل کیا اور اپنا چہرہ دیکھنے کے بعد گھر کی جانب روانہ ہو گئی۔ میرے لیے اب فراغت تھی چنانچہ میں نے سرلا دیوی کی ہی کوٹھی میں کافی دیر تک قیام کیا اور اس کے بعد اپنے طور پر تیار ہو کر وہاں سے نکل آئی۔ اور اب میرا رُخ اپنی کوٹھی کی جانب تھا۔ اپنی اس خوبصورت آرامگاہ میں داخل ہونے کے بعد میں نے سکون کی گہری گہری سانسیں لیں۔ نجانے کیوں یہاں آ کر ایک عجیب سا احساس ہوتا تھا۔ اور اس احساس میں اور بھی بہت سے احساسات شامل تھے۔ گویا اب میں کچھ دنوں کے لیے فارغ تھی پولیس کا معاملہ درمیان میں آ گیا تھا۔ ورنہ شاید میں اپنا یہ سلسلہ منقطع نہ کرتی اور اپنا کام جاری رکھتی۔ یہاں اپنی کوٹھی کے اس خاص کمرے میں پہنچنے کے بعد مجھے یہ طے کرنا تھا کہ اب میرے آئندہ پروگرام کیا ہو گئے؟ الغرض میں انجلی سے ملاقات کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک بار جے شری سے ضرور ملوں گی اور اس سے صورتحال معلوم کروں گی۔ ہرچند کہ جے شری نے ہمیشہ ہی مجھے اس سلسلے میں بے وقوف بنایا تھا بلکہ ایک بار تو اس نے میک اپ کر کے ہیما شری بن کر مجھے دھوکہ دیا تھا لیکن میں سوچ رہی تھی کہ اب اس سے بہت صاف گوئی سے گفتگو کروں گی۔ اور اسے اس بات پر آمادہ کروں گی کہ وہ کم از کم میری زندگی کے کچھ رازوں سے پردہ اٹھا دے۔ اور اگر وہ اس کے لیے تیار نہ ہوئی تو پھر میں جے شری سے صاف صاف کہہ دوں گی کہ اب میرے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اور ہو سکتا ہے میری دشمنی اسے نقصان بھی پہنچا دے۔ ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ مجھے گیان چند بھی یاد آیا تھا۔ گیان چند ایک ایسا کردار تھا جس میں ابھی میری ذات کے لیے بہت سی دلچسپیاں پنہاں تھیں۔ فیصلہ یہ کرنا تھا کہ پہلے گیان چند کی طرف دیکھا جائے یا جے شری سے ملاقات کر لی جائے۔ لیکن اس کے لیے میں نے جے شری ہی سے ملنے کا فیصلہ کیا اور اس میں یہ بات شامل تھی کہ میں شردھا پور کا رُخ کروں گی۔ جے شری سے شردھا پور ہی میں ملاقات کرنا مناسب تھا۔ بالآخر میں نے طے کر لیا کہ اب مجھے جے شری سے ملنے شردھا پور جانا ہے۔ اس سلسلے میں بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ ہاں کبھی کبھی دل کے کسی گوشے میں دلیپ شرما کا تصور ابھرتا تھا۔ اس بدبخت انسان نے اب تک مجھ سے دوبارہ رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ ویسے مجھے اس بات کا یقین تھا کہ اسے دس ہزار روپے ضرور مل گئے ہوں گے ہو سکتا ہے یہ روپے اس تک نہ پہنچے ہوں۔ کیا کرنا چاہیے؟ اس سے ملاقات کی جائے؟ لیکن کمبخت تھا ایسا عجیب و غریب آدمی کہ جب بھی ملنے کے بعد جدا ہوتا تو غصے کا شکار کر دیتا تھا۔ اور میں اس کے بارے میں کسی اچھے انداز میں سوچ بھی نہیں پاتی تھی۔ حالانکہ گزرے ہوئے لمحات مجھے یاد تھے۔ گیان چند کے سلسلے میں اس نے جس طرح میری مدد کی تھی اور جو کچھ وہ ثابت ہوا تھا وہ حیرت ناک تھا۔ ہر لمحے اس کی ذات میں ایک نئی شخصیت نمودار ہو جاتی تھی۔ لنگڑے اور بڈھے کے روپ میں اس نے مجھے جس طرح زچ کیا تھا، میں ہی جانتی تھی۔ یقینی طور پر وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر بھی تھا۔ پتا نہیں کیا چیز ہے کمبخت؟ لیکن بہرطور، اس کے پاس پہنچنا شرمندگی کا احساس دلاتا تھا چنانچہ میں نے اسے نظر انداز کر دیا، حالانکہ نجانے کیوں اب میں اس کا سہارا تلاش کرنے لگی تھی اور یہ سوچنے لگی تھی کہ اگر وہ میرے

سامنے ہو تو میرے لیے بہت سی مشکلات میں کمی ہو جائے گی۔ لیکن ان سارے سہاروں کو اپنے اُوپر مسلط کر لینا کوئی اچھی بات نہیں تھی۔ جے شری سے ملاقات کے لیے میں نے پروگرام خصوصی طور پر ترتیب دیا تھا۔ گو وہاں جانے کے لیے میں نے اپنے چہرے پر میک اپ نہیں کیا تھا، کیونکہ ظاہر ہے مجھے اپنی اصل شکل ہی میں جے شری سے ملنا تھا۔ لیکن پھر بھی میں نے اپنے آپ کو تھوڑا بہت تبدیل ضرور کر لیا اور خصوصاً وہاں تک پہنچنے کے لیے ایک کرائے کی کار حاصل کی جو مجھے ایک کمپنی سے دستیاب ہو گئی تھی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ میری نشاندہی ہو سکے۔ تمام تیاریوں سے لیس ہونے کے بعد بالآخر میں کار میں بیٹھ کر چل پڑی۔ میرا رُخ شردھا پور کی جانب ہی تھا۔ شردھا پور جانے والی سڑک پر میں سست روی سے کار دوڑاتی رہی۔ راستے کے مناظر خوشگوار تھے اور میں نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا، میں اس سفر کو خوشگوار رکھنا چاہتی تھی۔ البتہ یہ خیال ذرا دل میں آ جاتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جے شری کہیں مجھے شردھا پور میں موجود نہ ملے، اس کے لیے بھی میں نے یہ سوچ کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیا تھا کہ اگر جے شری مجھے شردھا پور میں موجود نہ ملی تو میں وہیں کسی ہوٹل میں قیام کر کے اس کا انتظار کروں گی۔ جے شری کے معاملے میں بھی بہت سے وسوسے ذہن میں آتے تھے نجانے کبھی فیصلہ [illegible] بہرطور میں تھوڑا بہت احترام بھی کرتی تھی اس کا کیونکہ وہ میرے باپ کی بیوی رہ چکی تھی۔ میں پُرخیال انداز میں گردن ہلاتی ہوئی اپنا یہ سفر جاری رکھے ہوئے تھی کہ دفعتاً مجھے ایک دھماکہ سنائی دیا۔ اور میری کار ڈولنے لگی۔ رفتار چونکہ میں نے شروع سے ہی بہت زیادہ تیز نہیں رکھی تھی، اس لیے کار بے قابو پانا مشکل نہ رہا۔ میں نے یکلخت کار کے ٹائروں پر غور نہیں کیا تھا ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی ٹائر کمزور ہو اور اس وقت یہ ٹائر پھٹ گیا تھا۔ میں پریشانی کے عالم میں کار کو سڑک کے کنارے کر کے کھڑی ہو گئی۔ یقینی طور پر کار میں دوسرا ٹائر ضرور موجود ہو گا میں نے اس بارے میں بھی کار کرائے پر دینے والی کمپنی سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ کار کی ظاہری حالت بہت عمدہ تھی اور انہوں نے مجھے پوری طرح مطمئن انداز میں کار کلیئر کر دی تھی۔ لیکن بہرطور میں نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا اب مجھے ٹائر تبدیل کرنا پڑے گا۔ جس جگہ یہ واقعہ پیش آیا تھا، وہاں سڑک کے کنارے کنارے درخت دُور تک بکھرے ہوئے تھے۔ اور ان کے بعد جھاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا۔ یہ خودرو جھاڑیاں تھیں جو کسی قدر نشیب میں چلی جاتی تھیں بہرطور کار کو سڑک کے کنارے کھڑا کر کے میں نے ایک ایسی جگہ منتخب کی جہاں اُسے آرام سے جیک لگا کر اُٹھایا جا سکتا تھا اور ٹائر تبدیل کیا جا سکتا تھا، بشرطیکہ اسٹپنی بہتر انداز میں ہو۔ نیچے اُترنے کے بعد میں نے کار کے ٹائر کو دیکھا لیکن دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک اور تصور اُبھر آیا۔ یہ ٹائر، یہ ٹائر تو اتنا کمزور نہیں ہے اور پھر جس انداز میں ٹائر پھٹا تھا وہ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ غیر قدرتی طور سے ہے یعنی۔ یعنی اُس پر فائر کیا گیا تھا اور ٹائر خود بخود نہیں پھٹا تھا۔ ایک لمحے میں میری تمام حسیات جاگ اُٹھیں اور میں چونکنے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ تاحدِ نگاہ چکنی سڑک ویران پڑی ہوئی تھی اس کے علاوہ اطراف بھی بالکل سنسان تھے۔ یہ سب کیا ہوا؟ کار کے ٹائر پر فائر کس نے کیا؟ ایک بار پھر میں اس شبہ کے پیشِ نظر کہ ہو سکتا ہے یہ میری غلط فہمی ہو، کار کے ٹائر کے نزدیک بیٹھ گئی اور اس کا اچھی طرح جائزہ لینے لگی۔ لیکن تمام تر باتیں اس طرف اشارہ کر رہی تھیں کہ ٹائر کو گولی مار کر پھاڑا گیا ہے۔ گویا آس پاس کوئی موجود ہے میں نے اپنا پستول نکال لیا جسے میں خاص طور سے احتیاطاً ساتھ لائی تھی اور چوکنی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی پرندوں کے بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ان آوازوں کے علاوہ اور کوئی ایسی آواز نہیں تھی جو میری اس شبہ کی تصدیق کرتی۔ میں بہت دیر تک اسی انداز میں اِدھر اُدھر دیکھتی رہی لیکن کچھ تو کرنا ہی تھا اگر کسی نے ٹائر کو پھاڑا ہے تو کم از کم اُسے کہیں آس پاس موجود ہونا چاہیے، لیکن اُن لوگوں کی غیر موجودگی اس بات کو تقویت دے رہی تھی کہ ہو سکتا ہے یہ میری غلط فہمی ہو اور جسے میں گولی کا نشان سمجھ رہی ہوں وہ گولی کا نشان نہ ہو اور ٹائر پھٹنے کی وجہ کچھ اور ہی ہو۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے اسٹپنی سے ٹائر نکالوں اور اسے تبدیل کرنے کے بعد آگے کا سفر اختیار کروں، چنانچہ میں نے اگنیشن سے چابی نکالی اور ڈکی کھولنے لگی۔ یہ کام خاصا گندا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ میں نے پہلے کبھی اس میں کوئی مہارت حاصل نہیں کی تھی لیکن بہرطور ٹائر بدلنا کوئی اتنا بڑا مسئلہ بھی نہیں تھا۔ جیک وغیرہ نکالنے کے بعد میں ٹائر کے نزدیک بیٹھ گئی البتہ میرے کان چوکنے انداز میں

چاروں طرف لگے ہوئے تھے جیسا کہ میرا اندازہ تھا کہ یہ کام بیرونی ذریعے سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کام کے لیے ہوشیار رہنا ضروری تھا کہ کہیں ایسی ویسی بات نہ ہو جائے۔ بہرطور میں نے بمشکل تمام وہیل کے چاروں نٹ کھولے اور اس کے بعد جیک کو اس کے نیچے لگا کر کار کا تائر اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔ جیک لگانے کے لیے مجھے لیٹ کر ایسی جگہ تلاش کرنی پڑی تھی جہاں سے جیک لگایا جا سکے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے جیک کے دو تین نٹ کھولے اور پھر اپنی جگہ سیدھی ہو کر ٹائر کو اوپر اٹھانے کی کوشش کرنے لگی لیکن یکا یک فضا ہی میرے چہرے سے بدبو کا ایک غبار سا ٹکرایا۔ یہ بدبو نجانے کہاں سے آئی تھی۔ میرے کانوں نے ہلکی سی آہٹ سنی تھی۔ یوں لگا تھا۔ جیسے کانچ کی کوئی چیز ٹوٹ گئی ہو۔ میں نے اس بدبو سے بچنے کے لیے سر کو پیچھے ہٹایا اور ایک دم سیدھا ہونے کی کوشش کی لیکن میری آنکھوں میں چکر سا آ گیا اور میرے ذہن میں یہ احساس جڑ پکڑنے لگا کہ یہ بدبو غیر معمولی ہے اور بلاوجہ نہیں ابھری۔ غالباً بدبو کا کوئی غبار میرے نزدیک چھوڑا گیا تھا جس میں خواب آور کیفیت تھی ۔۔۔ میں نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا کہ یہاں سے ایک لمبی چھلانگ لگائی جائے اور بدبو کے اس مرغولے سے بچنے کی کوشش کی جائے، چنانچہ میں نے فوراً ہی اس پر عمل کیا اور سب کچھ پھینک کر میں نے لمبی چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن بدبو اپنا اثر دکھا چکی تھی۔ میری یہ چھلانگ بالکل ہی مضحکہ خیز ثابت ہوئی۔ پاؤں اٹھانے کی کوشش کی تو پاؤں نہ اٹھ پائے اور میں فضا میں اس طرح ہاتھ پاؤں مارتی رہ گئی۔ جیسے کہ کوئی پانی میں تیرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے بعد میرے ہوش و حواس گم ہو گئے تھے۔ میں شاید زمین پر گر گئی تھی لیکن ان تمام باتوں کا احساس نہیں رہا تھا البتہ جس وقت یہ احساس جاگے تو نہ جانے کتنا وقت گزر چکا تھا۔ میرے ذہن پر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ منہ کا مزہ بالکل کڑوا ہو رہا تھا اور مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میرے بدن میں بے جان سی لہریں دوڑ رہی ہوں۔ ایک عجیب سی کیفیت پورے جسم و جان پر سوار تھی اور میں اپنے طور پر سوچ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہے؟ آنکھیں کھول کر دیکھنے کی ہمت بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے سر چکرا رہا ہے اور یہ چکراتا ہوا سر آنکھیں نہ کھولنے دے گا لیکن کیفیت زیادہ دیر نہیں رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد رفتہ رفتہ مجھ پر سے یہ اثرات زائل ہونے لگے اور پھر میں نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں

کھول دیں۔ میرے سامنے ایک چھت تھی جس میں کڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ پرانے طرز کی کڑیاں جن میں بعض جگہ چینل کے کنڈے بھی لگے ہوئے تھے جو عموماً گھروں میں جھولا لٹکانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ میں ان کڑیوں کو دیکھتی رہی ذہن آہستہ آہستہ جاگ رہا تھا۔ پھر میں نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو جنبش دینے کی کوشش کی اور مجھے اس میں ناکامی نہ ہوئی۔ میرے اوپر سے اس زہریلی یا خواب آور گیس کے اثرات ختم ہوتے جا رہے تھے۔ ہاتھوں پیروں کو اچھی طرح جنبش دینے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میں بہتر حالت میں ہوں، چنانچہ میں نے فوراً ہی اٹھنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں مجھے ناکامی نہ ہوئی۔ البتہ میں نے جب ہاتھ ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کی تھی تو مجھے احساس ہوا کہ میرے جسم کے نیچے ایک نرم اور آرام دہ بستر ہے۔ میں اب رفتہ رفتہ ماحول سے واقف ہوتی جا رہی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی لمبائی چوڑائی بارہ بائی بارہ فٹ ہوگی۔ کمرے میں اس مسہری کے سوا ایک تپائی تھی اور ایک جانب ایک کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر پانی کا جگ اور گلاس رکھا ہوا تھا۔ باقی پورے کمرے میں ان تمام چیزوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ کمرے کی ہیئت کچھ بوسیدہ سی تھی۔ ایک دروازہ نظر آ رہا تھا جو شاید باہر سے بند تھا۔ دروازہ البتہ مضبوط تھا اور اسے کھول کر باہر نکل جانا آسان کام نہیں تھا لیکن [illegible] میں اپنے اندر اتنی ہمت بھی نہیں پا رہی تھی کہ دروازہ کھول کر باہر نکل جانے کی کوشش کرتی۔ بس بدن میں سنسناہٹ کا احساس مسلسل تھا۔ ہاں ذہن صاف ہوتا جا رہا تھا اور اس صاف ذہن سے میں گزرے ہوئے واقعات کو یاد کر چکی تھی۔ نجانے وہ کون لوگ تھے جنہوں نے ٹائر کو برسٹ کر کے مجھے اس طرح اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ذہن میں بہت سے منصوبے بنتے رہے۔ رانا پربت بھی ہو سکتا تھا۔ آخرن فیرک بھی اور۔ اور لیکن زیادہ دیر سوچنے کا موقع نہیں مل سکا۔ دروازے پر کچھ آہٹیں سنائی دی تھیں۔ پھر دروازہ انتہائی احتیاط سے کھولا گیا۔ میں البتہ کوئی فوری عمل کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ دروازے سے جو شکل مجھے اندر داخل ہوتی ہوئی نظر آئی اسے دیکھ کر میں نے ایک گہری سانس لی۔ گیان چند کو بہرطور میں لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔ گیان چند اندر داخل ہو گیا اور مجھے بستر پر لیٹے ہوئے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے اپنے ساتھ آنے والے کو دیکھ کر

پلٹ کر کچھ کہا۔ میں ان دونوں کی صورتیں بھی دیکھ چکی تھی اور دونوں آدمیوں نے آہستہ سے گردن ہلائی اور دروازہ کھلا ہی چھوڑ دیا۔ وہ باہر نکل گئے تھے۔ گیان چند اندر داخل ہو گیا وہ کینہ توز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی غراتی ہوئی آواز ابھری۔

"بھارتی! اس وقت تم اپنے وقت کی سب سے نازک کیفیت کا شکار ہو۔ میں تمہیں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اب جب میں نے تمہیں دوبارہ بڑی مشکل سے حاصل کیا ہے تو میں تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتوں گا۔ تمہیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ اس وقت تمہارے اغواء کا عمل نہ رانا پربت کے کہنے پر ہے اور نہ آخرن فیرک کے کہنے سے بلکہ میرے اور تمہارے درمیان جو ذاتی چپقلش پیدا ہو گئی ہے۔ میں اس وقت اس کے تحت تمہیں اغوا کر کے لایا ہوں اور اس کے لیے میں نے جس قدر زبردست منصوبہ بندی کی ہے تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ میں اگر رانا پربت یا آخرن فیرک کے زیر تحت یہ کام کرتا تو مجھ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی کہ تمہیں زندہ بھی رکھوں، لیکن اس وقت صورت حال بالکل مختلف ہے۔ تم نے اگر کوئی حرکت کی تو تمہاری زندگی ختم ہو سکتی ہے اور مجھے اس میں کوئی عار نہیں ہو گا۔ کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان [illegible] دشمنی پیدا ہو چکی ہے۔" گیان چند نے ان الفاظ پر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی میں ان الفاظ کی روح کو سمجھ رہی تھی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"گیان چند تم مجھ سے بہت خوف زدہ ہو؟"

"تیرا دماغ خراب ہے بھارتی۔ دراصل ابتداء میں کچھ اور کیفیات کا شکار ہو گیا تھا اور میں نے تیرے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا تھا۔ جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ میں آخرن فیرک کے لیے کام کر رہا تھا لیکن تو نے مجھے احساس دلا دیا ہے کہ تو بذات خود ایک خطرناک دشمن ہے چنانچہ اب میرا رویہ بالکل تبدیل ہو گیا ہے۔"

"اور تم مجھے یہ یاد کرانا چاہتے ہو کہ اگر میں نے کوئی کوشش کی تو تم مجھے قتل کر دو گے۔"

"ہاں۔"

"کیا اس کی وجہ تمہارے دل میں چھپا ہوا خوف نہیں ہے؟"

"میں تیرے ساتھ وہ سلوک کروں گا کہ تو زندگی بھر یاد رکھے گی۔"

"اچھا آئیڈیا ہے۔ کوشش کر دیکھو۔" میں نے بے خوفی سے کہا اور گیان چند مجھے گھورتا رہا پھر گردن ہلاتا ہوا بولا۔

"تیری تمام بدمستیاں نہ نکل جائیں تو میرا نام گیان چند نہیں ہے۔"

"سنو گیان چند ۔۔۔ ابھی تم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ کہا کہ تم اس وقت نہ آخرن فیرک کے لیے کام کر رہے ہو اور نہ رانا پربت کے لیے بلکہ میرے اور تمہارے درمیان ایک ذاتی مسئلہ شروع ہو چکا ہے تو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں صرف آخرن فیرک اور رانا پربت سے نفرت کرتی ہوں تم سے نہیں تو کیا تم اس بات کو تسلیم کر لو گے؟"

"مطلب۔۔؟"

"مطلب یہ کہ اگر تم ذاتی طور پر مجھ سے کچھ معلوم کرنا بھی چاہتے ہو یا کوئی کام لینا چاہتے ہو مجھ سے تو شاید میں تیار ہو جاؤں۔ البتہ اپنے ان دو دشمنوں کے لیے میں کچھ کرنے پر تیار نہیں تھی اور میرے اور تمہارے درمیان پچھلی بار جو ہنگامہ خیزیاں ہوئیں وہ انہی دونوں کے نام پر تھیں۔ کیا تم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے؟"

"تو یہ کہنا چاہتی ہے کہ تو نے جو کچھ کیا صرف ان سے نفرت کی بنیاد پر کیا۔؟"

"ہاں گیان چند اس لیے کہ میرا تم سے براہ راست کوئی جھگڑا نہیں ہے۔"

"لیکن تو نے مجھے جو نقصان پہنچایا اس کا کیا ہو گا؟"

"کون سے نقصان کی بات کرتے ہو؟"

"تو نے میرے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا اور تو نے۔ تو نے۔"

"سنو گیان چند یہ بات بھی وہیں تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ میری نگاہ میں تمہارے نہیں بلکہ آخرن فیرک کے آدمی تھے۔"

"لڑکی تو مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہی ہے؟"

"اگر تم میرے ان الفاظ کو اپنے آپ کو بے وقوف بنانے کے مترادف سمجھتے ہو تو اس بات کو لکھ لو گیان چند کہ تم واقعی میں ایک بے وقوف آدمی ہو۔"

"میں بدتمیزی پسند نہیں کرتا۔"

"کیا کر لو گے میرا۔ کیا بگاڑ لو گے؟ بولو جواب دو؟" میں نے گیان چند کے انداز میں کسی قدر ہچکاہٹ دیکھی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ مجھ سے خوف زدہ تھا اور میں اس کیفیت

سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ اب یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ گیان چند نے مجھے اغوا کیا ہے۔ چنانچہ میں کچھ زیادہ بے خوف ہو گئی تھی چند لمحات خاموشی رہی۔ پھر میں نے گیان چند سے کہا۔

"اگر مجھے اغوا کرنے کی کوئی خاص وجہ ہے گیان چند تو تم بے تکلفی سے بیان کر دو۔ تمہارے پاس سے فرار ہونے کے بعد میں نے اس موضوع پر بہت کچھ سوچا ہے اور مجھے افسوس ہونے لگا ہے کہ کاش میرے اور تمہارے درمیان کوئی براہ راست نہ جھگڑا پیدا ہوتا تو میں تم سے یہ درخواست کرتی کہ جو کچھ تم ان دونوں سے حاصل کر رہے ہو اس سے پانچ گنا زیادہ مجھ سے لو اور میرے لیے کام کرو۔" میرے یہ الفاظ انتہائی سود مند اور تسلی بخش ثابت ہوئے تھے۔ گیان چند کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے حیرت کے آثار نظر آئے پھر اس نے کہا۔

"تو جو کچھ کہہ رہی ہے بھارتی کیا مجھے یقین ہے کہ تیرے ذہن میں بھی وہی کچھ ہے؟"

"سنو میں بار بار اس کی تصدیق نہیں کروں گی اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے اغوا کر کے تم کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام دے سکتے ہو تو پہلے تم اپنا وہ کارنامہ انجام دے لو اس کے بعد میں تم سے بات کروں گی۔"

میرے اس لہجے پر گیان چند کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا: "بھارتی اس بار میں تجھے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر تو نے کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھوں نقصان اٹھا جائے گی اور یہ نقصان تیری زندگی کا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔"

"کتنی بار یہ بات کہو گے؟"

"آخری بار کہا ہے میں نے تجھ سے۔"

"تو پھر چلئے بتاؤ ذرا کوئی ایسی شے جس سے میری ذہنی کیفیت صحیح ہو۔ بدبو کا وہ غبار کیسا تھا جس کے ذریعے تم نے مجھے بیہوش کیا؟"

"ابھی تو تو نے گیان چند کے اصل کارنامے دیکھے ہی نہیں اگر تو مجھ سے تعاون کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اٹھ جا میں تجھے اس کمرے سے کہیں اور لے جانا چاہتا ہوں۔" میں آہستہ سے مسہری سے نیچے اتر آئی۔ اب میرے بدن میں توانائیاں دوڑ رہی تھیں اور میں گیان چند کے ساتھ وہ سب کچھ کر سکتی تھی جو میرے ذہن میں موجود تھا۔ تاہم میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس وقت تک گیان چند سے تعاون کروں گی جس وقت تک بالکل ہی کوئی ایسی پوزیشن نہ پیش آ جائے جو میرے لیے ناگزیر ہو گیان چند فوراً ہی میرے پیچھے آ گیا تھا اور اس نے اپنا پستول نکال لیا تھا میں نے اس کے پستول کو دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر میں نے کہا۔

"غالباً میرا پستول تم نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔؟"

"نہیں تو کیا میں تجھے پیش کر دیتا؟"

"چلو۔ چلو گیان چند تم بری طرح خوف زدہ ہو اور اس خوف کے عالم میں تمہاری زبان بھی بگڑ گئی ہے جبکہ میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ میری تم سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں ہے ہاں اگر تم یہ خاش پیدا کرنا چاہتے ہو تو یہی سہی۔"

گیان چند نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دروازے سے باہر نکلی تو وہ دونوں آدمی اچھل کر ایک دم سے پیچھے ہٹ گئے جو دروازے پر ہی جمے ہوئے تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں بھی پستول تھے۔ میرے حلق سے ایک قہقہہ آزاد ہو گیا۔

"ایک تنہا لڑکی اور تین پستول بردار۔ خوب۔ خوب۔ بہر طور مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

گیان چند نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ جوش میں نہیں آ رہا تھا۔ حالانکہ میں نے اسے بار بار جوش دلانے کی کوشش کی تھی، لیکن اس وقت میرے ذہن میں کوئی خاص مقصد بھی نہیں تھا۔ عمارت کے بارے میں مجھے اندازہ ہوا کہ وہ بوسیدہ قسم کی پرانی عمارت ہے، جانے کون سا علاقہ تھا؟ جانے کون سی جگہ تھی؟ جانے کون سی جگہ تھی؟ بہر طور بہت سے خیالات ذہن میں تھے۔ کرائے کی وہ کار کیا ہوئی؟ جس میں بیٹھ کر میں یہاں تک آئی تھی؟ بہر طور اس کمپنی کا معاملہ مختلف تھا۔ کار واپس کرنی تھی لیکن بہر طور اس سلسلے میں گیان چند سے دوبارہ بھی بات ہو سکتی ہے اور میں گیان چند سے گفتگو کرنے کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کر چکی تھی۔ گیان چند اس بار مجھے جس کمرے میں لایا وہ کافی بڑا تھا اور سلیقے سے آراستہ تھا اس نے مجھے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں بیٹھ گئی گیان چند کہنے لگا۔

"سنو بھارتی! میں نے یہاں تمہارے لیے بہت سے انتظامات کر دیے ہیں۔ پچھلی بار تم نے مجھے جو نقصانات پہنچائے ہیں میں انہیں کبھی نہیں بھول سکوں گا اور نہ ہی میں یہ غلطی کر رہا ہوں کہ اس احساس کو دل میں لگاؤں کہ میرے سامنے ایک لڑکی ہے۔ میرے سامنے اس وقت ایک لڑکی نہیں بلکہ بھارتی ہے۔ ایک ایسی خطرناک لڑکی جو میرے بے شمار آدمیوں کو ہلاک کر چکی ہے۔"

"اگر تم میری تعریف کر رہے ہو تو تمہارا شکریہ گیان چند۔" گیان چند میرے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ "تم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھ سے ایک بات کہی کہ اگر میں رانا پربت اور ارژن فیرک کے لیے کام نہ کروں اور تیرے لیے کروں تو تو مجھے اس کا معاوضہ بھی دے سکتی ہے۔"

"تمہاری گفتگو کتنی گھٹیا ہے گیان چند۔ کیا تم مہذب انسان کی طرح گفتگو نہیں کر سکتے۔"

"بھارتی تم نے مجھے اس کے لیے مجبور کر دیا ہے۔"

"ٹھیک ہے یہ تمہاری مرضی ہے لیکن۔ میں یہی چاہتی تھی کہ تم سے مفاہمت کے انداز میں گفتگو کرو — اور یقین کرو گیان چند یہ بات میں نے یہاں سے جانے کے بعد سوچی تھی میں نے کچھ اندازے قائم کیے تھے۔ یہ اندازہ لگایا تھا میں نے کہ پہلے تم رانا پربت کے لیے کام کرتے تھے اور اس کے بعد رانا پربت ہی کے گروہ کے ایک دوسرے شخص کے لیے یا عمل ہوئے تو تمہیں نہ تم سے کوئی ایسی سودے بازی کی جائے کہ تم ان دونوں کے خلاف ہو کر صرف میرے لیے کام کرو۔ میں جانتی ہوں کہ تمہارے پیش نگاہ معاوضہ ہی ہوگا کیونکہ تمہارے بارے میں میں جو کچھ معلوم کر چکی ہوں وہ یہی ہے کہ تم معاوضہ لے کر کام کیا کرتے ہو۔ اگر میں تمہیں ان سے بہتر معاوضہ دے دوں تو کیا تم میرے لیے کام کرنے پر آمادہ نہیں ہو جاؤ گے۔"

"اس سے پہلے میں تم سے کچھ اور گفتگو کرنا چاہتا ہوں بھارتی۔" گیان چند کے انداز میں کسی قدر نرمی پیدا ہو گئی تھی اور میں دل ہی دل میں مسرور ہوئی کہ میری کوشش بار آور ہوئی ہے۔ میں سوالیہ نگاہوں سے گیان چند کو دیکھنے لگی پھر میں نے کہا۔

"کیا گفتگو کرنا چاہتے ہو؟"

"تمہارے بارے میں مجھے بہت سی باتیں معلوم ہو چکی ہیں لیکن بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جو مجھے نہیں معلوم۔"

"پوچھو اور کیا پوچھنا چاہتے ہو میرے بارے میں؟"

"بھارتی تمہارا تعلق ایک ایسے دولت مند گھرانے سے تھا جس کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ کافی دولت کا مالک تھا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"تو پھر تمہیں ملازمت کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟"

"یہ ملازمت میرا شوق تھی۔"

"ہوں! رانا پربت سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"کچھ نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ چلو یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق تمہارے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو جاؤں تو تم مجھے اس کا معاوضہ کیا دے سکتی ہو؟"

"رانا پربت یا ارژن فیرک نے تمہیں کیا معاوضہ دیا ہے؟"

"لاکھوں روپے۔ لاکھوں روپے۔"

"اور اس کے عوض تم سے کیا کام لیا ہے؟"

"اس بات کو جانے دو۔ لیکن اگر میں تمہارے لیے ان کے خلاف کام کروں تو مجھے کیا دے سکو گی۔؟"

"جو کچھ تم طلب کرو۔"

"دس لاکھ۔"

"میں تیار ہوں۔"

"لیکن میں رقم ایڈوانس لوں گا۔"

"نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"کام ہونے کے بعد۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ تمہارا کام کیا ہوگا۔؟" گیان چند نے پوچھا۔

"ان لوگوں سے یہ معلومات حاصل کرنا کہ وہ مجھ میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں؟ دوسری بات یہ کہ وہ سفید ڈائری جس کے پاس بھی ہے اس سے حاصل کر کے مجھ تک پہنچانا اور اس کا معاوضہ میں تمہیں دس لاکھ روپے دوں گی۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔"

گیان چند کسی خیال میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس کے لیے تمہیں مجھے تین دن کا وقت دینا پڑے گا اور یہ وعدہ بھی کرنا پڑے گا کہ ان تین دنوں میں تم یہیں مقیم رہو گی اور کوئی حرکت کرنے کی کوشش نہیں کرو گی دیکھو بھارتی پہلے کا معاملہ مختلف ہے۔ پہلے میں تمہاری اصلیت سے واقف نہیں تھا لیکن اب میں نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دی ہیں کہ اگر تمہارے لیے ذرا بھی کوئی ایسا معاملہ محسوس کریں کہ تم فرار ہو جاؤ گی تو تمہیں فوراً ہلاک کر دیں۔ دراصل اس سلسلے میں، میں اس لیے انتہا پسند ہو گیا کہ تمہارے ہاتھوں مجھے شدید نقصان اٹھانا پڑے ہیں۔ میں تمہیں وارننگ دے رہا ہوں کہ یہاں سے فرار ہونے کی کوشش مت کرنا اور کسی کو نقصان مت پہنچانا تین دن کے بعد ہم فیصلہ کن گفتگو کر لیں گے۔"

"ٹھیک ہے گیان چند کیا ان تین دنوں میں تم مجھے اپنا قیدی

رکھو گے۔"

"جو کچھ بھی تم تصور کرو بھارتی۔ میں اب کوئی خطرہ مول لینے پر آمادہ نہیں ہوں۔ میں نے بہت مشکل سے بلا خنگ کو انہیں دوبارہ اپنے قبضے میں لیا ہے۔ ورنہ تم تو رانا پوری سے نکل ہی آئی تھیں۔"

"ہوں! نکلنے کو تو اب بھی میں یہاں سے نکل سکتی ہوں گیان چند' لیکن بہر طور میں نے تمہیں جو پیش کش کی ہے اس کے سلسلے میں تمہارا جواب بھی چاہتی ہوں۔ اگر تم سفید ڈائری کے آڈ اور ان دونوں میں سے کسی سے یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ کہ وہ مجھ سے کیا دلچسپی رکھتے ہیں؟ تو میں تمہیں دس لاکھ روپے دوں گی۔ اور ان تین دنوں میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

"تو پھر ہمارے درمیان یہ شریفانہ معاہدہ طے پا گیا ہے۔" گیان چند نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صرف اسی معاہدے کے تحت تمہارے پاس تین دن تک رہنے کے لیے تیار ہوں۔"

"گیان چند خاموش ہو گیا اس کے بعد اس نے یہیں سے جانے سے پہلے اپنے چند آدمیوں کو بلا کر انہیں ہدایات جاری کیں۔ ان میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ اگر میری طرف سے کوئی ایسی بات پائیں تو مجھے ہلاک کر دیں ورنہ میرا احترام کریں۔ میں نے بھی یہ سوچا کہ چلو یہ رسک لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے اس شخص کے ذریعے کوئی خاص بات معلوم ہو ہی جائے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ اس کے عوض میں اسے دس لاکھ روپے ادا کر سکتی تھی کیونکہ میرے پاس کافی دولت بے کار پڑی ہوئی ہے؟ اس کے بعد مجھے ایک اور کمرے میں پہنچا دیا گیا اور میں نے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ کمرہ ان کے خیال کے مطابق بہت اطمینان بخش ہے۔ یعنی نہ تو اس میں کوئی روشندان تھا اور نہ اس دروازے کے علاوہ باہر نکلنے کا کوئی ذریعہ جس سے مجھے اندر داخل کیا گیا تھا۔ ضروریات زندگی کی تمام اشیاء موجود تھیں' ویسے بھی میں مطمئن تھی۔ نکل آتی جے شری سے ملنے کے لیے لیکن بات نہیں بن سکی تھی۔ گیان چند کے جانے کے بعد مجھے تھوڑا سا افسوس ہوا کہ میں نے اس سے کار کے بارے میں معلوم نہیں کیا۔ جو کمپنی سے کرائے پر حاصل کی گئی تھی اس کا کیا ہوا؟ بہر حال اگر کار بالکل ہی ضائع ہو گئی تو میں اس کا معاوضہ ادا کر دوں گی۔ اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا ہے اور پھر یہ تین دن میرے لیے گہری سوچوں کے دن تھے۔ میں غور کرتی رہی تھی کہ گیان چند اس سلسلے میں کیا کچھ کر سکتا ہے۔

اور اس کی کیفیت کیا ہو گی؟ بہر طور یہ تین دن میں نے نہایت صبر و سکون سے گزار دیے اور کوئی حرکت ایسی نہیں کی تھی جو ان لوگوں کے لیے باعث تشویش ہوتی۔ البتہ میں نے محسوس کیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص کو پوری پوری ہدایت کر دی گئی ہے کہ مجھ پر نگاہ رکھی جائے۔ میں ان تمام باتوں کو سوچتی رہی تھی۔ تیسرے دن رات کو گیان چند وعدے کے مطابق میرے پاس پہنچ گیا۔ وہ کسی قدر ترنگ میں تھا۔ شاید شراب پی ہوئی تھی۔ میرے سامنے پہنچ کر اس نے نشہ آلود لہجے میں کہا۔

"ڈیئر بھارتی تم دنیا کی پُراسرار شخصیت ہو۔ تم اتنی حیرت انگیز ہو کر میں تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر پایا۔"

"گیان چند کیا تم اپنا کام کر کے واپس آئے ہو؟"

"نہیں مجھے اس میں ناکامی ہوئی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"سفید ڈائری کے بارے میں کوئی بھی یہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ وہ اس کے پاس ہے۔"

"کوئی بھی سے تمہاری کیا مراد ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"نہ آئزن فیرک اور نہ رانا پربت۔"

"کیا آئزن فیرک اس وقت یہاں موجود ہے؟"

"ہاں وہ آجکل ہندوستان ہی میں ہے۔ اپنے بیٹے کی موت کے بعد وہ بے حد دل برداشتہ ہو گیا ہے اور یہ فیصلہ کر آیا ہے کہ رانا پربت سے اپنے بیٹے کی موت کا انتقام لے گا۔"

"ہوں! تو ڈائری آئزن فیرک کے پاس نہیں ہے؟"

"ہاں۔ اور رانا پربت کہتا ہے کہ ڈائری اس کے پاس بھی نہیں ہے۔"

"تم رانا پربت سے ملے تھے؟"

"ہاں۔"

"کیا رانا پربت یہ بات نہیں جانتا کہ ان دنوں آئزن فیرک کے لیے کام کر رہے ہو؟"

"نہیں اب میں اتنا بے وقوف بھی نہیں ہوں۔"

"اور تم یہ بات بھی معلوم نہیں کر سکے کہ وہ دونوں مجھ میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں؟"

"ہاں۔ ہاں نہیں معلوم کر سکا۔ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں نے انہیں پیش کش کی کہ اگر وہ چاہیں تو میں تمہیں ان کے حوالے کر سکتا ہوں لیکن نہ رانا پربت تمہیں لینے کے لیے تیار ہے اور نہ آئزن فیرک۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"وہ دونوں اس بات سے دلچسپی نہیں رکھتے کہ تمہیں حاصل کریں۔"

"پھر وہ کیا چاہتے ہیں؟"

"کچھ نہیں۔ مجھے کچھ نہیں معلوم وہ۔ وہ پاگل ہو گئے ہیں اور انہوں نے مجھے بھی پاگل کر دیا ہے۔ سنو لڑکی مجھے دس لاکھ روپے درکار ہیں۔ اب چونکہ یہ صورت حال واضح ہو گئی ہے کہ ڈائری ان میں سے کسی کے پاس ہے نہ کسی اور کے پاس اور نہ ہی وہ تمہارا حصول چاہتے ہیں۔ پھر میں کیا کروں؟ مجھے بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے۔؟"

"بہتر یہ ہے کہ تم اب مجھے چھوڑ دو۔ ظاہر ہے اس صورت حال میں تمہیں دس لاکھ تو کیا دس روپے بھی ادا نہیں کر سکتی۔"

"میں تمہاری زندگی کی قیمت دس لاکھ روپے لگاتا ہوں کیا سمجھیں؟ میں جو اتنا پاگل بنا ہوں میرا جو اتنا نقصان ہوا ہے اس کا کیا ہو گا؟"

"اس کے ذمہ دار تم خود ہو گیان چند۔ البتہ تم اگر چاہو تو کچھ اور معلومات مجھے فراہم کر دو۔ ہو سکتا ہے میں تمہیں اس کا تھوڑا بہت معاوضہ ادا کر دوں۔"

"کیسی معلومات؟"

"میں پھر تم سے یہ معلومات حاصل کروں گی کہ مجھے بتاؤ کہ میری نانی اور دادا کو کس نے قتل کیا ہے؟"

"میں نے۔ میں نے رانا پربت کے کہنے پر میں نے ان دونوں کو قتل کیا ہے اور اس وقت اس قتل کی وجہ وہ سفید ڈائری ہی تھی۔ ہم سفید ڈائری کا راز معلوم کرنا چاہتے تھے لیکن سفید ڈائری کے بارے میں شاید تمہاری موسی کو بھی نہیں معلوم تھا۔ سفید ڈائری ایک بینک کے لاکر میں تھی اور اس کی چابی تمہاری موسی کے پاس تھی جو ہمیں نہیں مل سکی' لیکن بعد میں یہ چابی کسی طرح رانا پربت کو دستیاب ہو گئی اور خیال یہی ظاہر کیا گیا کہ خود رانا پربت نے وہ ڈائری حاصل کر لی۔ لیکن رانا پربت بھی اس بات کو قبول نہیں کرتا تعجب کی بات ہے۔ بے حد تعجب کی بات ہے۔ آخر رانا پربت کے پاس بھی ڈائری نہیں ہے۔ آئزن فیرک کے پاس بھی نہیں ہے تو پھر وہ کون ہے جس کے ہاتھ ڈائری لگ گئی ہے؟"

"میرے دادا اور موسی جی کو تم نے قتل کیا تھا؟" میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"ہاں۔ میں نے کہا نا ان کی ایماء پر میں نے انہیں قتل کیا تھا۔"

"اور میرے پتا کو؟"

"مجھے ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ ویسے ایک بات تم کان کھول کر سن لو اگر تم نے مجھے دس لاکھ روپے ادا نہ کیے تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد میں یہ سلسلہ ہی ختم کیے دیتا ہوں۔"

"ہوں۔ گیان چند تب ٹھیک ہے۔ اگر تم میری زندگی کی قیمت دس لاکھ روپے لگاتے ہو تو میں تمہیں یہ دس لاکھ روپے ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تمہیں ایک وعدہ اور بھی کرنا ہو گا۔"

"کیا؟"

"جب بھی تمہیں ڈائری کے بارے میں معلوم ہو مجھے اس بارے میں اطلاع دو گے اور اگر تم نے مجھے یہ اطلاع فراہم کر دی تو پھر بولو کچھ لو کہ دس لاکھ روپے میں تمہیں مزید ادا کروں گی۔"

"گڈ ویری گڈ۔ یہ ہوئی نا کام کی بات۔ ہاں لڑکی میرے ذہن میں ایک ہی بات تھی وہ یہ کہ یا تو میں تمہیں اپنے نقصان کے سلسلے میں قتل کر دوں یا اگر مجھے دس لاکھ روپے مل جائیں تو میں سب کچھ بھول جاؤں۔ تیرا فیصلہ بہترین ہے اور درحقیقت یہی تیری زندگی کی ضمانت ہے ورنہ یہ کام ابھی اور اسی وقت ہو جاتا۔"

"دس لاکھ روپے لینے کے لیے تم کیا فیصلہ کرتے ہو۔؟"

"کو۔ تو۔ رقم مجھے کیسے ادا کرے گی؟"

"ظاہر ہے بذریعہ چیک۔"

"چیک۔ چیک کہاں ہے؟"

"تمہارے خیال میں کیا میں اسے ساتھ لیے پھر رہی ہوں؟"

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا اور اب چونکہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ تم میرے معاون ہو' چنانچہ نہ تمہیں مجھ سے اور نہ مجھے تم سے کوئی خطرہ ہونا چاہیے۔"

گیان چند کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں۔"

"تو پھر مجھے لوٹنے دو گیان چند میں تمہیں دس لاکھ روپے کا چیک دے دوں گی اور یہ چیک تم میرے ساتھ چل کر بینک سے کیش کرا لینا ورنہ تمہیں مشکلات پیش آئیں گی اور اس کے بعد میرے اور تمہارے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہو جائے گا جس میں تم میرے معاون کی حیثیت سے کام کرو گے سنو تمہیں میں ایک اور تجویز پیش کرتی ہوں گیان چند اگر

تم آئزن فیرک یا رانا پربت سے کوئی مالی فائدہ حاصل کرسکتے ہو تو کرتے رہو۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تم کو ان کی لاڈلی بھی رہنا پڑے گا اور سفید ڈائری انہیں تلاش کرکے میرے حوالے کرنا ہوگی۔"

"میں خلوصِ دل سے اس کے لیے تیار ہوں اور میں عہد کا سچا انسان ہوں۔"

"تو پھر عیش کرو۔ چلو ویسے بھی تم نے مجھے تین دن تک یہاں قید رکھا ہے۔"

"گیان چند کو میں محسوس کرچکی تھی کہ وہ لٹنے میں ہے اس لیے اس نے کسی خطرے کے بغیر میری یہ بات تسلیم کرلی۔ وہ غالباً میری شخصیت کو نظرانداز کر بیٹھا تھا اور یہ بھی بھول گیا تھا کہ ابھی اس نے میرے سامنے میری موسی اور دادا جی کے قتل کا اعتراف کیا ہے۔ اس کے بعد بھلا اس بات کی کیا گنجائش باقی تھی کہ میں گیان چند کو زندہ چھوڑ دیتی۔ چنانچہ میں اپنے طور پر تیار ہوگئی۔ گیان چند اس قدر بے خود ہوگیا تھا کہ اس نے اپنے آدمیوں کو ساتھ لینا بھی مناسب نہیں سمجھا اور ایک کار میں بیٹھ کر میرے ساتھ شہر کی جانب چل پڑا۔ راستے میں، میں نے اس سے سوال کیا۔

"جس کار کا تذکرہ تم نے برسٹ کیا تھا گیان چند وہ کار کہاں گئی؟"

"وہ کرائے کی کمپنی کی کار تھی میں نے اسے کمپنی کو واپس کردیا ہے معاوضے کے ساتھ۔"

"اوہ! ویری گڈ۔ یہ کیا نا تم نے دوستوں والا کام۔"

"میری دوستی تیرے لیے فائدہ مند ہی رہے گی بھارتی، ویسے میں تیرے سلسلے میں سخت حیران ہوتا ہوں۔ ایک لڑکی اور ایک عام لڑکی ہوکر جو تم نے کارنامے انجام دیئے ہیں وہ نا قابلِ یقین ہیں میرے لیے۔"

"اور اب جو کارنامہ میں مزید انجام دینے جا رہی ہوں وہ تمہارے لیے بالکل ہی ناقابلِ یقین ہوگا۔" میں نے کہا اور گیان چند چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

"میں سمجھا نہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ اپنی داہنی پسلی پر یہ دباؤ دیکھو کیسا ہے؟"

گیان چند جو کار ڈرائیو کر رہا تھا چونک کر اپنی داہنی پسلی کی سمت دیکھنے لگا۔ اس دوران میں نے اس کا ریوالور نہایت احتیاط سے پار کرلیا تھا۔ اور اب وہ میرے قبضے میں تھا اور میں نے اسے اس کی پسلیوں سے لگا رکھا تھا۔ گیان چند کا ہاتھ بھی اسٹیئرنگ پر لہرا گیا تھا۔

"نہیں گیان چند گاڑی یہیں روک دو۔ یہ جگہ میرا خیال ہے بہترین ہے۔"

"ک۔ک۔کیا کر رہی ہے تو؟"

"تم میری موسی میرے دادا جی کے قاتل ہو اور تمہیں قتل کرنے کا میں نے بیڑہ اٹھایا تھا۔ قسم کھائی تھی میں نے گیان چند۔"

"اور وہ معاہدہ جو تیرے اور میرے درمیان ہوا۔"

"تم جانتے ہو گیان چند جرائم کی دنیا میں کوئی معاہدہ کارگر نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ کون وقت سے فائدہ اٹھا جاتا ہے۔"

"تم۔ مگر یہ پستول؟"

"تمہارا ہے۔ میں نے تمہاری جیب سے نکالا ہے۔"

"بھارتی۔ بھارتی تو بے وقوفی کر رہی ہے۔ میں تو تیرے لیے خلوصِ دل سے کام کرنے کے لیے تیار ہوگیا تھا۔"

"گاڑی روک دو گیان چند، میں تمہارے خلوص سے اچھی طرح واقف ہوچکی ہوں۔" میں نے اس کی پسلیوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا اور گیان چند نے بوکھلاہٹ میں بریک دبا دیا۔ پھر گیئر نیوٹرل کرکے انجن بھی بند کردیا۔ وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"اب تم نیچے اتر جاؤ۔"

"بھارتی پلیز۔ دیکھو بات سنو۔ میں۔ میں اپنے معاہدے پر پوری طرح عمل کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ تو اگر مجھے دس لاکھ نہیں ادا کرنا چاہتی تو نہ سہی۔"

"میں تمہاری زندگی چاہتی ہوں گیان چند صرف تمہاری زندگی کیا سمجھے؟"

"اس سے تجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

"مجھے سکون حاصل ہوگا کیونکہ تم نے میرے دادا اور موسی جی کو قتل کیا ہے۔ آخر دیتے اتر رہے کا مجھے استعمال کرتی ہے۔ اس لیے میں اسے خراب نہیں کرنا چاہتی۔" میں نے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا اور گیان چند دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ وہ بُری طرح نروس ہو رہا تھا۔ میں خونی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی اور پھر میں نے پستول کا رخ اس کی پیشانی کی جانب کرکے ٹریگر دبا دیا۔

"میری موسی جی کے نام کی گولی۔" میں نے کہا اور اس کے

جسم پر پورا پستول اس پر خالی کردیا۔

گیان چند کا بدن کئی بار فضا میں اچھلا اور میں نے ایک قہقہہ لگا کر کار اسٹارٹ کردی۔ اس کے بعد میں آگے بڑھ گئی تھی۔ گیان چند میرے ہاتھوں مارا جاچکا تھا اس کمبخت کا یہی انجام ہونا تھا۔ میرے دل میں یہی احساس باقی تھا کہ اس نے میرے دادا جی اور موسی جی کو قتل کیا ہے اور اس کا اعتراف بالآخر اس نے اپنی زبان سے کرلیا تھا۔ چنانچہ اس کا قتل تو مجھ پر فرض ہوگیا تھا جبکہ شری دیوی سے ملنے کے لیے نکلی تھی اور کئی دن کے بعد گھر جا رہی تھی۔ تاہم میں نے فوری طور پر شری دیوی سے ملنے کا ارادہ ترک کردیا تھا۔ اب اس کے لیے نئے سرے سے پلاننگ کرنی تھی۔ چنانچہ شہر میں داخل ہونے کے بعد کار میں نے شہر کے ابتدائی حصے میں ہی چھوڑ دی۔ ظاہر ہے اس سلسلے میں تحقیقات ہوں گی۔ گیان چند کی لاش بالآخر پولیس کو دستیاب ہو ہی جائے گی۔ چنانچہ میں نے کار کے اسٹیئرنگ اور ہینڈل وغیرہ پر سے اپنے ہاتھوں کے نشانات مٹا دیئے اور اس کے بعد میں ایک ٹیکسی سے کرائے کی کوٹھی کی جانب روانہ ہوگئی۔ میں رات کے آخری حصے میں کوٹھی میں داخل ہوئی تھی۔ اور اپنے کمرے میں پہنچ گئی تھی۔ اچھی طرح غسل وغیرہ کرنے کے بعد میں نے خود کو تازہ دم کیا۔ ایک ملازم کو جگا کر اس سے کافی منگوائی اور کافی کے دو تین پیالے پی جانے کے بعد ہی چین آیا۔ میرا دل و دماغ بے حد الجھا ہوا تھا اور نہ جانے کتنی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ بدن میں ایک کاہلی کا سا احساس ہو رہا تھا۔ ذہن میں نجانے کیا کیا خیالات جاگزیں تھے۔ گیان چند کے الفاظ کے بارے میں غور کرنا تھا اور میں اپنے ذہن کو اس کے لیے تیار کر رہی تھی۔ گیان چند کا کہنا کہ اگر اس شکل میں غلط نہیں ہو گا کہ اس نے آئزن فیرک اور رانا پربت سے ملاقات کی تھی اور میرے سلسلے میں گفتگو کی تھی وہ دونوں ہی مجھے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھے۔ پھر انہوں نے یہ سارا چکر کیوں چلایا ہوا تھا۔ آہ کیا ایسا راز وابستہ ہے میری زندگی سے؟ سفید ڈائری میں کیا تھا؟ اور اس بات کو وہ دونوں تسلیم نہیں کر رہے تھے کہ سفید ڈائری اُن کے پاس ہے۔ کیا کروں؟ میں کہاں سر پھوڑوں؟ کس طرح اپنی ذات کے ان رازوں کو تلاش کروں جنہوں نے میری زندگی تلخ کرکے رکھ دی ہے۔ کیا کوئی ایسی ترکیب ہوسکتی ہے کہ میں ان تمام باتوں کو بھول کر ایک نئی زندگی کا آغاز کرسکوں کیا یہ زندگی میرے لیے سکون بخش ہوگی؟ کیا اس زندگی کا ایک ایک لمحہ مجھے یہ احساس نہ دلاتا رہے گا کہ میں اپنی ذات میں گمنام ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ میری اپنی ذات کا کوئی نشان نہیں ملے گا مجھے؟ اور اس طرح جینا میرے لیے کتنا مشکل ہوجائے گا اس سے تو بہتر یہی ہے کہ اپنی تلاش میں سرگرداں رہوں اور کسی بھی لمحے موت کو گلے سے لگالوں۔ ہاں میں ایسے نہیں جی سکتی۔ ہوسکتا ہے میری جگہ کوئی اور ہوتا تو ان حالات میں اپنے آپ کو مایوس کرکے حالات سے سمجھوتہ کرلیتا اور زندگی گزارنے کے لیے کوئی ذریعہ تلاش کرلیتا لیکن میری فطرت میں یہ سب کچھ نہیں تھا میں اپنے آپ کو ٹٹولتی تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میں اگر اپنی ذات کا سراغ نہ پاسکی تو زندہ رہنا میرے لیے مشکل ہوجائے گا اور یہ فیصلہ کرنے کے بعد کہ مجھے اس زندگی سے یہ موت قبول ہے۔

میں نے ایک بار پھر خود کو پرسکون کرلیا۔ رانا پربت، آئزن فیرک یہ دو کردار تھے جو میرے بارے میں کچھ جانتے تھے یا یہ دونوں بھی مجھ سے ناواقف تھے۔ بہت سوچتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ کرپائی۔ اور اس کے بعد سو جانا ہی مناسب سمجھا لیکن میں جانتی تھی کہ سونا میرے لیے مشکل ہوجائے گا چنانچہ میں نے خواب آور گولیوں کا سہارا لیا تھا۔ دوسری صبح جاگی تو طبیعت کچھ بوجھل بوجھل تھی، غسل کرنے سے طبیعت کچھ بہتر ہوئی اس کے بعد ناشتہ کیا اور پھر کسی خیال کے تحت سرلا دیوی کو فون کیا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ ودیا اس وقت کیا کر رہی ہے اور کہاں ہے؟ میں نے تھوڑی دیر کے بعد سرلا دیوی سے رابطہ قائم کرلیا اور سرلا دیوی نے مجھے پہچان کر لو لیں۔

"ہیلو! بھارتی کیسا حال ہے؟"

"بس ٹھیک ہوں۔"

"تمہاری آواز میں کچھ اضمحلال ٹپک رہا ہے۔"

"ہاں میری پوری زندگی سے اضمحلال ٹپک رہا ہے۔" میں نے کہا اور سرلا دیوی خاموش ہوگئیں۔ وہ جانتی تھیں کہ میری ذہنی کیفیت کیا ہے۔

"کہو خیریت۔ کیسے فون کیا؟"

"ودیا کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی وہ کہاں ہے آج کل؟"

"رات ہی کو واپس آئی ہے۔ منگلور گئی ہوئی تھی۔ اب تین دن کی چھٹی پر ہے۔ اس نے مجھے ہدایت کے مطابق رپورٹ دے دی تھی۔ ویسے حالات بالکل پرسکون ہیں۔ ہاں ایک اور اطلاع دینی تھی تمہیں جو مجھے ودیا ہی نے دی ہے۔" سرلا دیوی نے کہا اور میں مستعد ہوگئی۔

"کیا اطلاع ہے سرلا دیوی جی؟" میں نے سوال کیا۔
"جے شری کا ٹیلی فون ملا تھا تمہاری راگنی کی ماتاجی کو۔ جے شری تم سے ملنا چاہتی ہے۔ وہ یہیں ہوٹل سلور مون میں مقیم ہے اور اس نے راگنی کی ماتاجی سے کہا تھا کہ تم جس وقت بھی واپس آؤ، تمہیں اس کے بارے میں اطلاع دے دی جائے۔ میں اچھل پڑی تھی۔ جس مقصد کے لیے میں اب تک جدوجہد کر رہی تھی وہ اس طرح پورا ہو رہا تھا۔ مجھے یقین نہیں آیا۔
"کیا بتایا آپ نے سرلا دیوی۔ وہ کون سے ہوٹل میں مقیم ہے؟"
"سلور مون، روم نمبر سات سو پانچ۔ ٹیلی فون نمبر نوٹ کرو۔ جے شری دیوی کا ٹیلی فون نمبر سرلا دیوی نے مجھے بتایا اور میں نے اُسے نوٹ کر لیا۔
"یہ ٹیلی فون راگنی کی ماتاجی کو کب موصول ہوا تھا؟"
"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ بس یہ پیغام انہوں نے وِدیا کو دیا اور وِدیا نے فوراً ہی مجھے ٹرانسفر کر دیا۔ ظاہر ہے وِدیا خود تو جے شری دیوی سے نہیں مل سکتی تھی۔ وہ اسی سلسلے میں پریشان تھی۔ میں نے تمہیں کوٹھی رنگ کیا تو پتا چلا کہ تم یہاں موجود نہیں ہو۔"
"اوہ۔ بہت بہت شکریہ سرلا دیوی۔ اس وقت تو مجھے آپ کو ٹیلی فون کرنا بہت کارآمد رہا۔"
"ہاں۔ ملو گی جے شری دیوی سے؟"
"جی۔ جی ضرور۔"
"اور کچھ کوئی خاص بات؟"
"نہیں، بے حد شکریہ۔" میں نے کہا اور ٹیلی فون بند کر دیا۔ صبح ہی صبح مجھے یہ خوشخبری ملی تھی جس سے میری ذہنی کیفیت کافی خوشگوار ہو گئی تھی۔ جے شری سے ملنا بے حد ضروری تھا لیکن جے شری دیوی خود ہی مجھ سے ملنے یہاں آ گئی۔ کیوں؟ آخر کیوں؟ بہرطور اس سلسلے میں ذہن کو اُلجھانا مناسب نہیں تھا۔ بہتر یہی تھا کہ جے شری دیوی سے خود ہی رابطہ قائم کروں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے ہوٹل سلور مون کا وہ ٹیلی فون نمبر ڈائل کیا جو مجھے سرلا دیوی نے بتایا تھا اور اس کے بعد سرلا دیوی کے بتائے ہوئے کمرہ کا نمبر مانگ لیا۔ دوسری طرف سے ٹیلی فون ریسیو کر لیا گیا تھا۔
"ہیلو!" میں نے کہا۔
"ہیلو۔ کون بول رہا ہے؟"
"میں بھارتی ہوں۔"
"اوہ ڈیر بھارتی۔ میں جے شری بول رہی ہوں۔"
"جی مجھے آپ کے ٹیلی فون کی اطلاع ملی تھی۔"
"ہاں۔ میں بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی تھی کب واپس آئیں؟"
"رات کو۔"
"دیر زیادہ ہو گئی ہو گی ورنہ میں نے تو کہہ دیا تھا کہ جس وقت بھی آؤ۔ وقت کا تعین کیے بغیر مجھے رنگ کرو۔"
"جی رات کے تین بج چکے تھے۔"
"گڈ۔ بہرطور تمہارا شکریہ کہ تم نے فوراً مجھ سے رابطہ قائم کیا۔"
"فرمایئے۔ جے شری دیوی۔ کیا میرے لیے کوئی حکم ہے؟"
"ابھی فوراً سلور مون آ جاؤ۔ یوں سمجھ لو کہ میں تمہاری وجہ سے یہاں ٹھہری ہوئی ہوں۔ یا اگر یہاں آنا مناسب سمجھتی ہو تو مجھے بتاؤ کہ میں کہاں آ جاؤں۔"
"نہیں جے شری دیوی۔ ظاہر ہے اب آپ کی شخصیت میرے لیے اتنی غیر اہم بھی نہیں ہے کہ میں آپ سے ملنے نہ آسکوں جبکہ آپ جانتی ہیں کہ میں آپ سے ملنے کے لیے بار بار شرو جا رہی آتی رہی ہوں۔"
"ہوں۔ تو پھر کتنی دیر میں آ رہی ہو؟ ناشتہ کیا ہے؟"
"جی۔"
"آ جاؤ۔ لیکن ذرا دیر لگے گی تمہیں میرے پاس، چنانچہ لنچ میرے ساتھ ہی کرو گی۔"
"اس تکلف کی کیا ضرورت ہے جے شری دیوی۔"
"کچھ اُکھڑی اُکھڑی باتیں کر رہی ہو، لیکن جیسے بھی ہو آ جاؤ پلیز۔" جے شری دیوی نے کہا اور میں نے بہت بہتر کہہ کر ٹیلی فون رکھ دیا۔ اس کے بعد میں جے شری دیوی کے پاس جانے کی تیاریاں کرنے لگی اور تھوڑی دیر کے بعد کیل کانٹے سے لیس ہو کر چل پڑی۔ اس وقت صورتِ حال کچھ ایسی ہی ہو گئی تھی کہ مجھے پوری طرح محتاط رہنا پڑتا تھا۔ چنانچہ اپنے ساتھ پستول بھی رکھ لیا تھا اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے بہت محتاط تھی۔ ذہن میں مسلسل تجسس جاگا ہوا تھا کہ آخر جے شری دیوی کو اس ہنگامی بنیاد پر مجھ سے ملاقات کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔
ہوٹل سلور مون تک کا فاصلہ اب اتنا بھی نہیں تھا کہ مجھے سوچنے کے لیے بہت زیادہ وقت مل جاتا۔ میں نے اس کی پارکنگ میں اپنی کار پارک کر دی اور پھر نیچے اُترنے کے بعد اطراف کا جائزہ لیا۔ ماحول بالکل پُرسکون تھا۔ چونکہ ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا تھا اس لیے ہوٹل کی پارکنگ پر سناٹا ہی چھایا ہوا تھا۔ اور صرف اِکّا دُکّا کاریں نظر آ رہی تھیں۔ میں کاؤنٹر کی طرف جانے کے بجائے ذیلی دروازے سے داخل ہو کر لفٹ تک پہنچ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد میں جے شری دیوی کے کمرے کے دروازے پر تھی۔ جے شری دیوی میری منتظر ہی تھیں۔ بیل کی دستک پر انہوں نے دروازہ کھول دیا اور بڑے پُرتپاک انداز میں میرا خیر مقدم کیا۔
"آؤ بھارتی!" اُن کے لہجے میں ایک عجیب سی کیفیت تھی جسے میں نے پہلی بار محسوس کیا تھا۔ انہوں نے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گئیں۔ انہوں نے بڑی چاہت سے مجھے صوفے پر بٹھایا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ صرف اداکاری ہو، کیونکہ اس سے پہلے میں نے جے شری دیوی کے انداز میں ایسی نرمی اور ایسی اپنائیت نہیں پائی تھی۔ اس وقت تو ان کے چہرے کے انداز بھی بالکل بدلے ہوئے تھے اور ہاں خصوصیت سے اُن کا حلیہ بالکل بدلا ہوا تھا۔ پہلے میں نے انہیں جب بھی دیکھا تو عمدہ پہنے اور اچھا چہرہ بنائے رکھنے کی قائل نظر آتی تھیں لیکن اس وقت اُن کا چہرہ کسی بھی قسم کے میک اپ سے بے نیاز تھا اور ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں تصور اُبھرا کہ میک اپ کے بغیر جے شری دیوی زیادہ خوبصورت اور زیادہ پُروقار نظر آتی ہیں۔ جس طرح کا میک اپ وہ کرتی ہیں وہ اُن کی شخصیت کو ہلکا کر دیتا ہے۔ بہرطور یہ میرے احساسات تھے اور ظاہر ہے اُن کا اظہار کسی طور مناسب نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے مجھے دیکھتی رہیں پھر تھکے سے انداز میں بولیں۔
"کیسی ہو بھارتی؟"
"بالکل ٹھیک ہوں جے شری دیوی۔ آپ دیکھ رہی ہیں۔" میں نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
"میں تمہیں دعائیں دینا چاہتی ہوں، اجازت دو گی؟"
"ظاہر ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے لیے آپ مجھ سے اجازت لیں۔"
"تو پھر میں تمہیں دعا دیتی ہوں کہ بھگوان تمہیں اس سنسار میں اتنا خوش رکھے، اتنی خوشیاں دے کہ تم غموں کو بھول جاؤ۔"
"عجیب دعا ہے جے شری دیوی۔" میں نے تلخ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
"کیوں؟ عجیب کیوں ہے؟"
"اس لیے کہ میرے تھوڑے بہت حالات آپ بھی جانتی رہی اور ان حالات میں یہ دُعا میرا مذاق اُڑانے کے برابر ہے۔"
میرے ان الفاظ پر جے شری دیوی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہیں۔ پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولیں۔
"ہر بُرا وقت بالآخر ٹل جاتا ہے بھارتی۔ کوئی بھی وقت ساکت نہیں ہوتا۔"
"ہوں۔ ٹھیک ہے فرمایئے کیسے مزاج ہیں؟ اور آپ نے مجھے کیوں یاد کیا ہے؟"
"مجھ میں اتنی بے اعتنائی رکھو گی؟" جے شری دیوی کسی قدر شکایتی انداز میں بولیں اور میں ایک بار پھر گہری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔
"جے شری دیوی میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے؟"
"کوئی مصروفیت تو خراب نہیں ہوئی تمہاری۔"
"نہیں، لیکن انسان کے ذہن میں احساس ہوتا ہی ہے۔ آپ کے اور میرے درمیان جو فاصلے ہیں وہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ۔" میں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور جے شری دیوی کسی قدر مغموم انداز میں گردن ہلانے لگیں پھر بولیں۔
"ہاں۔ میرے اور تمہارے درمیان کسی قسم کا کوئی رشتہ نہیں ہے لیکن جو رشتے قائم کیے جاتے ہیں انہیں توڑا بھی نہیں جا سکتا۔"
"مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔"
"میں سمجھا دوں گی تمہیں۔ کیا پیو گی یہ بتاؤ۔ منع مت کرنا۔ کیونکہ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"
"تو پھر جو دل چاہے منگا لیجیے۔"
"میں کافی منگواتی ہوں۔ تمہارا کچھ بگڑا ہوا موڈ نظر آ رہا ہے۔ اُسے سنورنے میں مدد ملے گی۔"
"جیسا آپ پسند کریں۔ ویسے میرا موڈ بالکل بگڑا ہوا نہیں ہے۔"
"ہونا چاہیے۔ یہ انکار ناقابل قبول ہے۔" جے شری دیوی بولیں اور پھر انہوں نے روم سروس کو ٹیلی فون کر کے کافی کے لیے کہہ دیا۔
"ہم گفتگو کا آغاز اس وقت کریں گے جب ویٹر کافی لے آئے گا۔ اپنی مشغولیات کے بارے میں بتاؤ۔"
"بس جے شری دیوی کیا بتاؤں، کوئی خاص نہیں وہی روزمرہ کی زندگی۔ ہاں اس روزمرہ کی زندگی میں تھوڑی سی اُلجھنیں پیدا ہوئی ہیں اور میں اُن سے چھٹکارا چاہتی ہوں۔"

"کاش میں اس سلسلے میں تمہاری کچھ مدد کر سکتی۔" جے شری دیوی نے کہا اور ایک بار پھر میری نگاہیں ان کی طرف اٹھ گئیں۔ میری شاکی نگاہوں کے جواب میں انہوں نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"بعض اوقات انسان کسی ایک راستے کا انتخاب کرتا ہے اور اسے درست سمجھ کر اس پر دور تک نکل جاتا ہے۔ جبکہ درحقیقت وہ راستہ اس کی منزل نہیں ہوتا۔" میں بھیگے سے انداز میں ہنس پڑی۔

"اشاروں کنایوں کی زبان بھی بعض اوقات کتنی مضحکہ خیز ہوتی ہے۔ ہم ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لیے یہ زبان استعمال کرتے ہیں، لیکن ہم آپس میں یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو دھوکہ دے رہے ہیں۔" جے شری دیوی نے اس کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔ اور پھر ویٹر کافی لے آیا۔ جے شری دیوی نے خود ہی کافی بنائی۔ ویٹر کے جانے کے بعد انہوں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ کافی کی ایک پیالی میرے سامنے رکھی اور دوسری اپنے ہاتھوں میں لے کر بیٹھ گئیں اور اس کے بعد چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگیں۔ پھر انہوں نے چند گھونٹ لینے کے بعد کسی قدر سخت اور کھردرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو بھارتی اب تک حالات ایسے ہی رہے ہیں کہ میرے اور تمہارے درمیان غلط فہمیوں کا پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر تھا، لیکن میں گزرے ہوئے حالات کو نظرانداز کر کے اب سچی سچائیوں کے ساتھ تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن اس سلسلے میں تمہارے تعاون کے فیصلے کے بعد اگر تم واقعی سنجیدگی سے مجھ سے گفتگو کرنا پسند کرو تو میں اس کا آغاز کروں ورنہ کوئی بات نہیں ہم اس ملاقات کو بس ایک دوستانہ ملاقات قرار دے کر اسے ختم کر سکتے ہیں۔"

"آپ نے مجھے ٹیلی فون کر کے بلایا ہے۔ مجھ سے ملاقات کرنے کے لیے آئی ہیں اگر آپ یہ بہتر سمجھتی ہیں کہ اس گفتگو کو کسی شکل میں آگے نہ بڑھایا جائے تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"ضدی ہو بہت ضدی ہو۔ ضد نہ کرو میں تم سے تعاون کرنا چاہتی ہوں اور یہ پیشکش کرنا چاہتی ہوں کہ اب میرے اور تمہارے درمیان جو گفتگو ہو گی وہ مکمل طور پر سچائی پر مبنی ہو گی۔"

"یقین کے ساتھ؟" میں نے تیکھی نگاہوں سے جے شری کو دیکھا اور جے شری کی نظریں جھک گئیں۔

"ہاں، آخری بار مجھ پر بھروسہ کر لو۔"

"جے شری دیوی آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ میں آپ کی بھانجی سے برگشتہ کیوں ہوں۔ آپ مجھے پدما شری بن کر دھوکہ دے چکی ہیں۔ آپ نے مجھے یہ دھوکہ کیوں دیا۔؟"

"اب تک جو گفتگو میں نے تم سے معذرت کے انداز میں کی ہے اس کی وجہ بس وہی لمحات تھے۔ جب میں نے یہ کہا کہ میں تمہارے سامنے صحیح انداز میں نہیں آنا چاہیے۔ ہاں مجھ کو مجھے اس وقت بڑا افسوس ہے اور اس کے بعد میں تم سے بالکل معذرت نہیں کروں گی۔" جے شری دیوی کا لہجہ کرخت ہو گیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ بس اتنا ہی کافی تھا ہو سکتا ہے جے شری دیوی کسی جذبے کے تحت اس وقت سچ بولنے پر آمادہ ہوں اور ہو سکتا ہے اس سچ میں میری ذات کا کوئی پوشیدہ پہلو نمایاں ہو جائے، چنانچہ میں سنجیدہ ہو گئی اور میں نے اپنی پیالی اٹھا کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینا شروع کر دیے۔ جے شری دیوی میرا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔ پھر انہوں نے سوال کیا۔

"تم نے کیا فیصلہ کیا؟ بھارتی؟"

"بات دراصل یہ ہے جے شری دیوی کہ آپ کے سلسلے میں میرے بہت سے جذبے ٹوٹ چکے ہیں اور ان ٹوٹے ہوئے جذبوں کو جوڑنے کی کوشش میں کچھ وقت لگ جاتا ہے، تاہم اب بھی میں آپ سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ آپ کی اس گفتگو میں خود میری اپنی ذات کے لیے بھی کچھ نکل آئے۔" جے شری دیوی نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور [illegible]

"کاش ماضی کی ساری تلخیاں ہماری اس گفتگو میں ختم ہو جائیں۔"

"اگر جذبے اس گفتگو میں شامل ہیں تو اب میں سنجیدگی سے یہ سب کرنے کے لیے تیار ہوں۔" جے شری دیوی پُرخیال انداز میں کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی رہیں۔ پھر انہوں نے کہا۔

"دراصل اب میں تھک گئی ہوں اور تھکن مجھ پر غالب ہو گئی ہے۔ انسان اپنی مدافعت کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اتنا کام کرتا ہے کہ اس کی بساط سے باہر ہو جائے لیکن کوئی نتیجہ برآمد ہو تو بات بن جاتی ہے۔ ورنہ پھر ایک ایسی تھکن سوار ہو جاتی ہے دل و دماغ پر کہ رفتہ رفتہ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو گا اور اس کے بعد اس جدوجہد کے جذبے ماند پڑ جاتے ہیں اور وہ ہارنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور میں اس وقت ایسی ہی کیفیت کا شکار ہوں بھارتی۔ میں اب جیتنا نہیں ہارنا چاہتی ہوں۔" میں خاموشی سے جے شری دیوی کی صورت دیکھتی رہی تھی۔ پھر میں نے کہا۔

"جے شری دیوی آپ براہ کرم مجھے وہ تمام تفصیلات بتایئے جن کا تعلق میری اور آپ کی ذات سے ہے۔"

"ہاں۔ تم نے مجھے ابتدا کے لیے مناسب الفاظ دے دیے۔ میں تمہیں اپنی کہانی اس وقت سے سناتی ہوں جب" جے شری دیوی نے کہا اور ہلکی سی ہنسی کا شکار ہو گئیں۔ "اگر کہانی کا آغاز اس وقت سے ہو رہا ہے تو اس کا مقصد ہے اس میں میری ذات کے لیے بہت سے فائدے ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کہانی میں میرا اپنا راز بھی کھل جائے" چنانچہ اب میں پوری طرح جے شری دیوی کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔ "زمانۂ طالب علمی میں میری ملاقات کیول سانگا سے ہوئی۔ کیول سانگا ایک انتہائی خوبرو اور اسمارٹ نوجوان تھا لاابالی اور عجیب سی فطرت کا مالک بے شمار لڑکیاں اس کی جانب متوجہ تھیں۔ اور ان میں، میں بھی تھی میں کیول سانگا سے قربت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی اور اس طرح ہم یونیورسٹی کے نمایاں لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ کیول سانگا کا تعلق ایک پہاڑی علاقے سے تھا۔ اور اس کا ماضی صیغۂ راز میں تھا یونیورسٹی میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کا تعلق کہاں سے ہے۔ اور اس کی اپنی شخصیت کیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو بالکل چھپا کر رکھا ہوا تھا لیکن وہ پُرکشش شخصیت کا مالک تھا کہ لوگ اس کی جانب متوجہ [illegible] میرے اور کیول سانگا کے درمیان روابط بڑھتے چلے گئے۔ اور بالآخر ہم لوگوں نے یونیورسٹی چھوڑ دی۔ کیول سانگا بہت سنجیدہ قسم کا نوجوان تھا اور اپنی عمر سے بہت زیادہ گہری سوچیں رکھتا تھا۔ اس نے مجھ سے کبھی ایسی گفتگو نہیں کی تھی جس میں کوئی اوچھا پن ہو۔ ہاں مستقبل کے لیے کچھ فیصلے کرتے ہوئے اس نے چند باتیں ضرور کہی تھیں۔ اس نے کہا تھا جے شری مستقبل ایک سنہرے مستقبل کی مانند ہوتا ہے۔ اور اگر اس خواب کی سنہریاں چھن جائیں تو پھر وہ تاریک راتوں کے سوا اور کچھ نہیں رہ جاتا۔ میں تمہیں کھل کر بتا دوں میری زندگی عجیب و غریب حادثات سے دوچار ہے میرا ایک بہت بڑا خاندان ہے لیکن اس خاندان کے لیے میں کچھ نہیں ہوں۔ بس یوں سمجھ لو کہ وہ خاندان مجھے نظرانداز کر چکا ہے اور اس سنسار میں، میں بالکل تنہا ہوں۔ میں اپنی اس تنہائی میں تمہاری شرکت اپنے لیے خوش بختی تصور کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ تنہائیاں ہمارے مستقبل کو سنوارنے میں معاون ثابت نہ ہوں گی۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے آپ کو ایک بہتر حیثیت میں لے آؤں اور اس کے بعد میں تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا فخر سمجھوں گا۔

کیول سانگا کی پُراسرار شخصیت میرے لیے باعث کشش تھی۔ اور میں اس کے وجود میں جذب ہو کر رہ گئی تھی اس کے علاوہ میرے دل میں اور کوئی تصور نہیں تھا چنانچہ جب پورن لال پتا جی نے میری شادی کے سلسلے میں کوششیں شروع کیں تو میں بے چین ہو گئی کیول سانگا میرے پاس نہیں تھا۔ وہ اب عموماً بہت کم مجھ سے ملاقات کرتا تھا کہاں جاتا ہے کیا کرتا ہے۔ مجھے کچھ نہیں معلوم تھا۔ ملتا اور پوچھتی تو کہتا کہ تمہارے لیے ایک حسین مستقبل کی تلاش میں سرگرداں ہوں پتا نہیں جھوٹ بولتا تھا یا سچ بہرطور پتا جی کی اپنی کوششوں کو میں نے ناکام بنا دیا۔ اور ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنی مرضی سے اپنی شادی کروں گی۔ اور اس کے لیے میں ایک انسان کو منتخب کر چکی ہوں۔ پتا جی نے مجھ سے بہت پوچھا۔ اس کے بارے میں لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد پتا جی نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں اس سلسلے میں کتنا وقت لینا چاہتی ہوں تو میں نے ان سے کہہ دیا کہ اس کا کوئی تعین نہیں ہے۔ ابتدا تو برداشت کر لی گئی لیکن جب یہ وقت طویل ہونے لگا تو پتا جی کچھ سخت ہونے لگے۔ اور اس کے بعد انہوں نے ایک دن مجھ سے کہہ دیا کہ اب وہ میری حماقتیں برداشت نہیں کر سکتے۔ اور میرے لیے آخری فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس دن میری پتا جی سے کافی سخت گفتگو ہوئی۔ اور میں نے ان سے کہہ دیا کہ بے شک وہ میرے باپ ہیں لیکن میرے مستقبل کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ ہی میں اپنا مستقبل ان کے ہاتھوں خراب کرنا پسند کروں گی۔ نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو۔ مجھے عدالت تک جانا پڑے اس بات کو وہ ذہن میں رکھیں۔ میرے اس سخت لہجے سے پتا جی سخت غصے میں آ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر یہی بات ہے تو وہ میری ہر حرکت برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن اب فیصلہ وہ خود کریں گے۔ میں بھی کچھ عجیب سے انداز میں جذباتی ہو گئی تھی۔ اور اس دوران کیول سانگا مجھے مل گیا۔ میں نے اسے تمام صورتحال بتائی اور بھارتی ایک ایسی غلطی کر ڈالی جو جوانی کا خاصہ تھی لیکن جس کے بارے میں میں نے یہ سوچا تھا کہ یہ میرے زندگی کا آخری تجربہ ہے میں کیول سانگا کی قربت میں گم ہو گئی تھی۔ اور اس طرح میں اپنے پتا جی کو بھی شکست دینا چاہتی تھی کیول سانگا نے مجھ سے میرے لیے انکار نہیں کیا اور جو کچھ میں نے چاہا اس نے میرا بھی بھرپور ساتھ دیا۔ پھر چند روز کے بعد وہ کہیں چلا گیا۔ پتا جی اپنی ہی

کاروائیوں میں معروف تھے اور میرے اور پرختیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ میں اپنے طور پر ایک منصوبہ ذہن میں بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔ اور چچا جی کے معاملات میں، میں نے کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔ پھر اس بات کو دو تین ماہ گزر گئے۔ اور بالآخر ایک دن مجھے کچھ احساس ہوا۔ میں ایک لیڈی ڈاکٹر سے ملی۔ اور لیڈی ڈاکٹر نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ جو قدم میں نے جذبات اور خیبت جوش میں اٹھایا تھا۔ وہ بارآور ہوا ہے میں خوش خوش گھر واپس آگئی تھی گویا یہ اپنے چچا جی کو زیر کرنے کا ایک بہترین ذریعہ تھا میں سنے اور دیکھا چچا جی نے بالآخر اب مجھے اپنا آخری فیصلہ سنا دیا۔

"میں نے تمہارے لیے ایک رشتے کا آخری فیصلہ کر لیا ہے بے خبری اور اس کے بعد تمہارے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہے تمہیں اب فیصلہ کرنے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ چنانچہ اس وقت تک جب تک کہ میں یہ مسئلہ طے نہ کر لوں تمہیں گھر تک ہی محدود رہنا ہوگا۔" میرے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی میں نے آہستہ سے کہا۔

"چچا جی میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ فیصلہ صرف میں کروں گی اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ کچھ رپورٹیں دیکھ لیجیے اور اس کے بعد آپ اپنے فیصلے پر عمل درآمد کیجیے" میں نے میڈیکل رپورٹیں چچا جی کے حوالے کر دیں اور اس کمرے سے باہر چلی آئی۔ ان میڈیکل رپورٹوں میں میری اندرونی کیفیات درج تھیں۔ چچا جی نے ان رپورٹوں کو پڑھ کر کس ردعمل کا اظہار کیا مجھے نہیں معلوم لیکن اس کے بعد تقریباً پندرہ دن تک میرا اور ان کا سامنا نہیں ہو سکا چچا جی اپنے مخصوص حصے میں رہتے تھے میں ان سے ایک طرح سے بالکل علیحدہ ہو گئی تھی اور میرے علیحدگی طویل ہوتی چلی گئی۔ اس سلسلے میں چچا جی نے کوئی اقدام نہیں کیا تھا البتہ اب میں ذرا پریشان ہو گئی تھی میری یہ پالیسی میرے حق میں کس قدر بہتر ہو سکتی ہے۔ اور کس قدر نقصان دہ۔ اس کا اب مجھے خوف ہو رہا تھا پھر دوبارہ کیول سانگا سے ملاقات ہوئی اور میں نے اسے تمام صورتحال بتا دی کیول سانگا نے اس بات پر کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس نے مجھے تسلیاں دیتے ہوئے کہا کہ وہ میرا بھرپور ساتھ دے گا۔ اور اس کے بعد کیول سانگا ایک طویل عرصے تک وہاں مقیم رہا بڑی پراسرار شخصیت کا مالک تھا میں نے اس سے کہا کہ آخر وہ مجھ سے شادی کیوں نہیں کر لیتا میں اس کے کسی معاملے میں حارج نہیں ہوں گی جس طرح وہ رہ رہا ہے اسی طرح رہتی رہوں گی اور جب وہ اپنا مستقبل بنالے گا تو میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی لیکن کیول سانگا نے مجھ سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ابھی کسی طور ممکن نہیں ہے کیونکہ جس مقصد کے لیے وہ عمل کر رہا ہے اس میں اس کی مداخلت بالکل ہی مناسب نہیں ہوگی اور وہ اپنے راستوں سے بھٹک جائے گا البتہ اس نے مجھے یقین دلایا کہ کچھ بھی ہو جائے میں بہرطور اس سے شادی کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ یوں طویل عرصہ گزر گیا کیول سانگا نے بلاشبہ ایسے لمحات میں میرا ساتھ نہیں چھوڑا تھا پہلے وہ تین تین چار چار ماہ کے لیے غائب ہو جاتا تھا لیکن اب وہ ہر مہینے ایک مخصوص وقت پر مجھ سے ملتا تھا یہاں تک کہ انجلی کی پیدائش میں اس نے ایک شوہر ہی کی طرح میرا بھرپور ساتھ دیا اور مجھے کسی مشکل میں گرفتار نہ ہونے دیا پھر انجلی کی پرورش کے لیے ایک آیا کا بندوبست کر دیا گیا انجلی کو ظاہر ہے میں پورن لال چچا کی کوٹھی میں نہیں رکھ سکتی تھی۔ چنانچہ اس کے لیے ایک الگ جگہ بندوبست کر دیا گیا اور کیول سانگا نے ہر طرح سے میری بھرپور معاونت کی جس سے ایک بار پھر مجھے اس پر اعتماد ہونے لگا اور میں اس سے شدت سے تقاضے کرتی رہی کہ وہ اپنی حماقتوں کو چھوڑ کر مجھ سے شادی کرے میں اس کے شاملِ حال ہوں کسی طرح حارج نہیں ہوں گی۔ یوں وقت گزرتا چلا گیا۔ چچا جی نے ایک طرح سے مجھ سے رابطہ بالکل توڑ دیا تھا اور سالہا سال ہو گئے تھے کہ میں نے ان کی صورت تک نہ دیکھی تھی۔ مجھے کچھ شرمندگی بھی تھی اور کچھ غصہ بھی چچا جی نے جو شدت پسندی اختیار کی تھی وہ مجھے ناپسند تھی انداز کے لیے انہیں تھوڑی سی لچک پیدا کرنی چاہیے تھی۔ لیکن پھر بعد میں مجھے احساس ہوا کہ جو غلطی میں نے کی ہے اس میں چچا جی حق بجانب تھے۔ اور میں غلطی پر تھی وقت گزرتا رہا بھارتی اور حالات جوں کے توں چلتے رہے اب بار بار میرے دل میں وسوسے پیدا ہونے لگے تھے کہ کہیں کیول سانگا مجھے دھوکا تو نہیں دے رہا کیا میری پوری زندگی اسی طرح برباد ہو جائے گی۔ انجلی بڑی ہو رہی تھی اور اس کے لیے کسی سرپرست کا نام نہیں تھا میں تھوڑی سی پریشانیوں کا شکار ہو گئی تھی۔ چچا جی نے ایک طرح سے مجھ سے بالکل ہی رابطہ توڑ لیا تھا دل کی بات کس سے کہتی بڑی پریشانیوں میں مبتلا تھی۔ کیول سانگا کبھی کبھی مجھ سے آکر مل جاتا تھا لیکن اس کے انداز میں کوئی لچک

پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس کا اب وہی رویہ پھر سے جاری ہو گیا تھا یعنی بعض اوقات وہ چھ چھ ماہ تک میرے پاس نہ آتا تھا۔ اور جب آتا تھا تو اپنی اسی کیفیت میں آتا تھا نجانے کیوں مجھے یہ احساس ہوا کہ کیول سانگا جیون بھر مجھ سے شادی نہیں کرے گا۔ پھر ایک دن اس نے ایک ایسی تجویز پیش کی کہ میں دنگ رہ گئی۔ میں شدتِ حیرت سے اس کی صورت دیکھتی رہ گئی تھی کیول سانگا نے مجھ سے کہا۔

"بے خبری تم سے ایک کام آپڑا ہے ایک ایسا کام جس کا شاید تم تصور بھی نہ کر سکو۔ لیکن یوں سمجھ لو کہ وہ میرے مستقبل کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔"

"کیا کام ہے کیول سانگا؟"

"کہتے ہوئے ڈرتا ہوں بے خبری کہ کہیں تم غلط فہمی کا شکار نہ ہو جاؤ۔"

"کہہ دو۔" میں نے اسے دلاسا دیا تو وہ بولا۔

"سرن کمار نامی ایک شخص ہے بہت دولت مند ہے، اور بہت اچھی شخصیت کا مالک ہے میں تمہیں اس کے پیچھے لگانا چاہتا ہوں۔ یوں سمجھ لو بے خبری کہ وہ ہمارے مستقبل کا سنگِ میل ہے۔"

"میں سمجھی نہیں تم مجھے اس کے پیچھے لگانے سے کیا چاہتے ہو؟"

"تمہیں اسے رجھانا ہے جس طرح بھی ممکن ہو سکے اس تک رسائی حاصل کرنی ہے اور یہ کام میں بعد میں بتاؤں گا کہ تمہیں اس کے بعد کیا کرنا ہے۔"

"تمہارا مقصد ہے میں اسے اپنے جال میں پھانس لوں؟"

"ہاں۔"

"کیا میں یہ کام کر سکتی ہوں کیول سانگا؟"

"تمہیں کرنا ہوگا بے خبری میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اگر ہوتا تو میں کبھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرتا تم میری عزت ہو میرا وقار ہو لیکن اس کے باوجود میں اپنی اس عزت اور اس وقار کو داؤ پر لگا رہا ہوں کیونکہ یہ میرے پورے مستقبل کا معاملہ ہے۔"

"لیکن یہ تو بتاؤ تمہیں اس شخص سے لینا کیا ہے؟"

"ابھی کچھ نہیں پلیز بے خبری اس سلسلے میں مجھ سے ضد مت کرو۔ یوں سمجھ لو کہ اگر ہمارا یہ کام ہو جاتا ہے تو اس کے بعد زندگی میں ہمیں کوئی الجھن نہیں رہے گی۔"

"اگر تمہارا مقصد دولت سے ہے تو کیول میرے پاس دولت کافی موجود ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح چچا جی کو اس بات پر تیار کر لوں گی کہ وہ اپنے داماد کی حیثیت سے تمہیں قبول کر لیں۔ اور اگر ایسا ہو جائے گا تو ہمارے لیے کوئی پریشانی باقی نہیں رہے گی تم مجھے ایسے راستے پر کیوں لگانا چاہتے ہو جس کا مجھ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔" کیول سانگا سنجیدہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"میں نے سوچا تھا بے خبری کہ اگر میں تم سے کوئی بات کہوں گا تو تم فوراً اسے مان لو گی۔ لیکن اب تم اپنے انداز میں بھی سوچنے لگی ہو۔ تم نے ذرا مجھ پر اعتبار ختم کر دیا ہے حالانکہ میں نے زندگی میں صرف تم پر اعتماد کیا ہے۔ اور اگر میں چاہتا تو اس کام کے لیے کسی کو بھی آمادہ کر سکتا تھا۔ لیکن بے خبری جو اپنا ہوتا ہے انسان اسی کی جانب دیکھتا ہے۔ میری یہ الجھن اگر تم دور کر دو تو یوں سمجھ لو کہ میں ساری زندگی تمہارا احسان مند بھی رہوں گا۔" میں پریشانی سے سوچ میں ڈوب گئی ایک ایسا کام کروا رہا تھا کیول سانگا مجھ سے جو میں نے کبھی نہیں کیا تھا۔ اور جو بہرطور کسی بھی طرح ایک معزز کام نہیں ہو سکتا تھا میں نے کیول سانگا سے اس سلسلے میں بہت سی باتیں کیں۔ لیکن اس نے میری کوئی بات تسلیم نہ کی۔ اور بالآخر میں اس کی محبت میں مجبور ہو کر اس کی بات کے لیے تیار ہو گئی کہ سرن کمار جی سے ملاقات کروں۔ میں نے سرن کمار سے ملاقات کی کیول سانگا ہی نے پہلی ملاقات ان سے کرائی تھی اور سرن کمار کے بارے میں، میں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ بہت ہی اچھے انسان ہیں۔ میں سرن کمار جی سے ملتی رہی اور رفتہ رفتہ میں نے ان پر اپنے جال ڈالنا شروع کر دیے۔ اس سلسلے میں چونکہ مجھے کوئی مہارت نہیں تھی۔ لیکن یہی نا تجربہ کاری سرن کمار جی کو متاثر کر گئی۔ اور وہ میری جانب پوری طرح ہی راغب ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کے اور میرے درمیان بہت سی ایسی باتیں ہو گئیں جو میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ سرن کمار جی نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تمہیں تمہاری مرضی ہی پالتی تھیں۔ اور مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ تم سرن کمار جی کی بیٹی ہو۔ لیکن سرن کمار جی نے ہی مجھے تمام باتیں بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی ان کی بڑی بیٹی ہے اور بھارتی کی ماں اس سنسار میں موجود نہیں ہے۔ سرن کمار جی نے بتایا کہ وہ ایک حادثہ تھا جس کے تحت بھارتی کی ماں اس کی زندگی میں آئی تھی۔ اور اس کے بعد وہ اس کے ساتھ وقت نہ گزار سکی۔ چنانچہ بھارتی اس کی یادگار کے طور پر رہ گئی ہے۔ ایک عجیب بات ہوئی تھی۔ بھارتی میری بھی ایک بیٹی تھی۔

سرن کمار جی کی بھی ایک بیٹی تھی میرے ساتھ بھی ایک حادثہ ہی ہوا تھا اور سرن کمار جی بھی یہی کہہ رہے تھے رفتہ رفتہ میرے ذہن میں سرن کمار جی کے لیے جگہ بنتی گئی میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ ایسے شخص پر کیا اعتبار کرنا جو اپنی محبوبہ کو دوسرے کے جال میں پھانس دے تجزیہ ہوا کر ایک دن میں نے سرن کمار جی سے کہہ دیا کہ میں ان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ اور بھارتی میں نے سرن کمار سے شادی کر لی میں ان کے ساتھ مکمل طور پر وفادار تھی بس ایک ہی خطرہ تھا میری زندگی میں وہ یہ کہ میں اپنی بچی کو ان سے چھپائے ہوئے تھی کیونکہ سانگا مجھ سے ملاقات کرتا رہتا تھا۔ لیکن شادی کے بعد جب پہلی بار اس نے مجھے سرن کمار کی پتنی کی حیثیت سے دیکھا تو ظاہر ہے وہی ردعمل ہونا تھا اس پر جو ہوا اور اس کے بعد وہ روپوش ہو گیا۔ کیول سانگا اس کے بعد سے آج تک میں نے دوبارہ نہیں دیکھا۔ لیکن ایک شخص میرے پاس پہنچا اس کا نام رانا پربت سنگھ تھا۔ رانا پربت سنگھ کیول سانگا کا دوست تھا اس نے تنہائی میں مجھ سے ملاقات کر کے مجھے بتایا کہ وہ تمام صورتحال سے واقف ہے۔ میری بچی کو بھی جانتا ہے اور سارے معاملات اس کے علم میں ہیں۔ رانا پربت نے کہا کہ کیول سانگا نے جو مشن ادھورا چھوڑ دیا ہے اس کی تکمیل ہونی ہی ہے یعنی جس لیے مجھے یہاں بھیجا گیا تھا کہ میں بھارتی کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور سرن کمار سے پوچھوں کہ بھارتی کی تاریخ کیا ہے۔ یعنی تمہاری اس سلسلے میں رانا پربت نے مجھے کہا کہ میں سرن کمار کی ایک سفید ڈائری تلاش کروں جس میں بھارتی کی زندگی کا راز درج ہے میں نے ہر ممکن کوشش کر ڈالی لیکن سرن کمار کی وہ ڈائری مجھے کبھی نہیں مل سکی تھی۔ سرن کمار نے اس ڈائری کو چھپا کر جانے کہاں رکھا تھا بہرحال رانا پربت مجھے بلیک میل کرتا رہا اس نے یہ کہا کہ وہ میری اس زندگی کو آگ لگا دے گا۔ ورنہ میں ڈائری تلاش کروں اور میں ڈائری تلاش کرنے میں ناکام رہی تو شاید اس نے سرن کمار سے سب کچھ کہہ دیا۔ اور پھر وہ بھیانک دن آ گیا جب میرے اور سرن کمار کے درمیان ایک سخت لڑائی ہوئی سرن کمار نے مجھے آوارہ اور باش اور جانے کیا کیا کہا اور میں اسے چھوڑ کر اپنے گھر چلی آئی۔ بس اس کے بعد میری سرن کمار سے بھی ملاقات نہ ہوئی۔ نہ اس دوران کیول سانگا میرے سامنے آیا تھا۔ یہاں تک کہ پھر ایک دن مجھے اطلاع ملی کہ سرن کمار اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ اسے قتل کر دیا گیا۔ میں جانتی ہوں بھارتی کہ سرن کمار جی کا قاتل رانا پربت ہی ہے۔ اور وہ سفید ڈائری اس قتل کی وجہ بنی ہے میری کہانی اس کے بعد جب طویل عرصے کے بعد تم میرے پاس آئیں تو مجھے تمہیں دیکھ کر ایک عجیب سا احساس ہوا۔ میں بھارتی کسی بھی طور تمہیں دھوکا نہیں دے سکی۔ لیکن رانا پربت نے فوراً ہی تم پر ڈورے ڈالنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ رانا پربت کا بیٹا سنیل اس کی نسبت بہت اچھا انسان ہے۔ اور وہ ہمیشہ اپنے باپ سے نالاں رہا ہے یہیں تک بات محدود نہ رہی۔ رانا پربت نے ایک دن مجھے شراب پلائی اور نشے کے عالم میں اپنے باپ کے خلاف لا کھڑا کیا۔ اور اس کے بعد بھارتی اس کے بعد ایک ایسا اندوہناک واقعہ پیش کیا جسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پتا کو قتل کر دیا حالانکہ وہ لمحات مجھے بالکل یاد نہیں لیکن پتا جی کی سر کچلی ہوئی لاش کو میں نے بچشم خود دیکھا تھا۔ اور کاش کہ اس کچلے ہوئے سر پر میرے ہی ہاتھوں کے نشانات تھے۔ جو پتا جی کے سر پر مار کر انہیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ رانا پربت نے اس سلسلے میں میری معاونت کی اور پتا جی کی لاش کو خاموشی سے ٹھکانے لگا دیا ہم نے یہ مشہور کر دیا کہ پتا جی منگل یاترا کے لیے گئے ہوئے ہیں اور جانے کب واپس لوٹیں۔ میرے اس راز کا رازدار صرف رانا پربت تھا۔ اور تم کہہ سکتی ہو [illegible] اس کے جال میں پھنسی ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد میں رانا پربت ہی کے اشاروں پر مستقل ناچتی رہی ہوں۔ میں نے جو کچھ بھی کیا اس کے اشاروں پر کیا۔ بھارتی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی میں انجلی کا تحفظ بھی کرتی رہی پھر اچانک ہی مجھے علم ہوا کہ انجلی کو اغوا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اغوا کی اس کوشش کو تم نے ناکام بنا دیا تھا۔ رانا پربت سے میں نے پوچھا تو اس نے اس سلسلے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ میرے ذہن میں جانے کیوں یہ تصور آیا کہ شاید تم انجلی میں بھی دلچسپی لے رہی ہو اور مجھے اس سلسلے میں کچھ مجبور کرنا چاہتی ہو۔ چنانچہ میں تم سے بھی خوفزدہ رہنے لگی۔ میں نے رانا پربت سے بھی اس خوف کا اظہار کیا تھا۔ اور بھارتی بعد میں یہ احساس ہوا کہ درحقیقت یہ بھی رانا پربت اور اس کے گرگوں کی ایک چال تھی۔ یہ لوگ کیا ہیں کیا کر رہے ہیں کیا چاہتے ہیں؟ بھگوان کی سوگند مجھے کچھ نہیں معلوم ہاں اتنا ضرور سنا ہے کہ بات کسی عظیم الشان خزانے کی ہے جس کے حصول کے سلسلے میں یہ سارے کے سارے سرگرداں ہیں تمہارے پتا جی بھی

ایک ہم جو تھے۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کا آدھا حصہ، ہم جولی میں صرف کیا ہے۔ خزانے کا کیا قصہ ہے۔ یہ ساری باتیں کہا ہیں مجھے اس کے بارے میں کچھ تفصیل نہیں معلوم بھارتی بس میں اپنی انجلی کا دفاع چاہتی تھی۔ وہ انجلی جسے کبھی باپ کا سا تحفظ نہ مل سکا۔ کیول سانگا دوبارہ میرے سامنے نہیں آیا پتا نہیں جیتا ہے یا مر گیا مجھے اب اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ویسے بھی میں اس شخص سے بے پناہ نفرت کرتی ہوں اور میں نے کبھی اس کے بارے میں کھوج لگانے کی کوشش نہیں کی تو بھارتی یہ ہے میری سادہ کہانی تم الفرہ میں انجلی سے ملیں اور تم نے اس سے باتیں کیں میں الفرہ پہنچی تو انجلی نے مجھے تمہاری ملاقات کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور تمہارے الفاظ بھی مجھے بتائے اور اس کے بعد میرا دل تمہاری طرف سے صاف ہو گیا بھارتی اب میں بھول کر بھی یہ بات نہیں سوچ سکتی کہ تم انجلی کو نقصان پہنچاؤ گی۔ میں جو کچھ کرتی رہی ہوں میرے گناہ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔ میں ایک بلیک میلر کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی ہوں۔ میری زندگی انگاروں پر گزری ہے بھارتی مجھے زندگی کا سکھ کبھی نہیں ملا۔ بچپن کا وہ حصہ جسے میں نے اپنے پتا جی کی چھاؤں میں گزارا تھا بس میرے لیے باعث دلکشی تھا۔ اور اس کے بعد سے [illegible] ہے۔ میں اندر سے جل کر کوئلہ ہو گئی ہوں [illegible] رہی ہوں چونکہ ابھی انجلی کو میری ضرورت ہے وہ بے قصور لڑکی اس دنیا کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ اور اب جب کہ مجھے تمہاری ذات پر امید ہو گئی ہے اور تم سے ایک سہارا مل گیا ہے تو میں نے تمہیں اپنا یہ راز سونپ دیا ہے۔ بھارتی اس سنسار میں میرے اس راز کا امین تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے مجھے تمہاری مدد چاہیے میری انجلی کو ایک سنہرے مستقبل کے لیے اپنی پناہ میں لے لو بھارتی ہو سکتا ہے اب میں ہار جاؤں اور اب میں اس کا دفاع نہ کر سکوں جے شری دیوی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں اس عجیب و غریب داستان کو تحیر کے انداز میں سن رہی تھی۔ اور حیران تھی اس بات پر بھی مجھے بے حد افسوس تھا کہ میری زندگی کی کہانی پھر بھی راز ہی رہ گئی۔ جے شری دیوی نے ساری کہانی سنا ڈالی تھی لیکن اس میں یہ نہیں پتا چل سکا تھا کہ میں کیا تھی۔

جے شری دیوی نے آنکھیں بند کر کے صوفے کی پشت سے گردن لگا لی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے اپنے دل پر سے یہ بھاری بوجھ اتارنے کے بعد وہ سکون محسوس کر رہی ہوں۔ میں خاموشی سے ان کی صورت دیکھ رہی تھی۔ پھر دفعتاً ہی مجھے کچھ خیال آیا میں نے اپنی کافی کی پیالی کی جانب دیکھا جو خالی ہو چکی تھی۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھی اور کافی کے برتن سے ایک پیالی [illegible] میرے قدموں کی آہٹ پر جے شری دیوی نے بھی آنکھیں کھولی تھیں۔ اور پھر ان کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بھارتی مجھے بھی کافی دو۔"

میں نے ان کی خالی پیالی میں بھی کافی بھر دی اور اسے ان کے سامنے رکھ دیا۔ جے شری دیوی تھوڑی سی سنبھل کر بیٹھ گئی تھیں۔ میں کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی رہی۔ اور جے شری میری صورت دیکھتی رہیں پھر انہوں نے مدھم لہجے میں کہا۔ "بھارتی میں جانتی ہوں کہ تمہارے دل پر کیا بیت رہی ہے۔ تمہیں اس کہانی میں اپنا وجود کہیں نظر نہیں آیا ہو گا۔ سوائے اس کے کہ کچھ باتیں تمہارے ذہن میں صاف ہو گئی ہوں گی۔"

"ہاں جے شری دیوی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مجھے صرف اور صرف اپنی ذات کی تلاش سے دلچسپی ہے۔ اس دوران میں جو کچھ کرتی رہی ہوں وہ صرف اپنے وجود کو پانے کے لیے کرتی رہی ہوں۔ آپ جانتی ہیں کہ دادا جی کا چھوڑا ہوا اتنا کچھ ہے میرے پاس کہ مجھے دولت کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو صرف اپنا تحفظ چاہتی ہوں۔ اور آپ کی اس کہانی میں بے شک بہت سے مسئلے حل ہو گئے بہت سی الجھنیں دور ہو گئیں۔ ایک نیا کردار سامنے آیا۔ لیکن میری اپنی ذات وہیں کی وہیں ہے۔ آخر میں کون ہوں؟ مجھے اس سفید ڈائری میں کیوں قید کر دیا گیا ہے؟" میں درد بھرے لہجے میں بولی اور پھر میں نے چونک کر کہا۔

"کیا آپ بتا سکتی ہیں جے شری جی کہ اس وقت سفید ڈائری کس کے قبضے میں ہے؟"

"بھگوان کی سوگند میں نہیں جانتی۔"

"اچھا یہ بتائیے کہ آپ آزن فیرک نامی کسی شخص سے واقف ہیں؟"

"ہاں اچھی طرح۔ میں آزن فیرک اور اس کے دونوں بیٹوں سے مل بھی چکی ہوں۔ وہ رانا پربت کے دوست ہیں۔ اور شاید تمہارے پتا جی کے بھی دوست تھے۔ کیونکہ ایک دو بار میں نے آزن فیرک کو تمہارے پاس دیکھا تھا۔"

"ہوں۔ اس کا مقصد ہے کہ آزن فیرک بھی اس سلسلے

میں اتنا ہی ملوث ہے۔"

"سو فیصدی بھارتی۔ سو فیصدی۔"

"وہ ڈائری جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا ہوگا اور اگر نہیں معلوم ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ اب چوری ہو چکی ہے اور ان تمام لوگوں میں سے کسی ایک کے قبضے میں ہے۔ [illegible] کی تھوڑی بہت تفصیل مجھے سنیل کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔ سنیل ذرا مختلف قسم کا لڑکا ہے اور بھارتی کیا یہ انکشاف میں تم پر کر دوں کہ سنیل تم سے پریم کرتا ہے۔ اس نے خود مجھ سے یہ بات کہی تھی۔"

میں نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر کافی پینے لگی پھر میں نے آہستہ سے کہا۔ "مجھے ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جس انسان کی اپنی ذات ہی کھو گئی ہو وہ کسی پریم و ریم کے چکر میں کیا پڑ سکتا ہے؟ سنیل اگر ایسا کرتا ہے تو حماقت کر رہا ہے ویسے بھی وہ اس شخص کا بیٹا ہے جو میرے باپ کا قاتل ہے۔ میں اسے کبھی چاہ نہیں سکتی چاہے وہ میرے لیے اپنی جان ہی کیوں نہ دے دے۔"

جے شری دیوی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہیں پھر انہوں نے کافی کی پیالی اٹھا کر ہونٹوں سے لگالی۔ اس کے بعد ہم دونوں دیر تک خاموش رہے تھے۔ میں اپنے طور پر سوچ رہی تھی اور جے شری دیوی اپنے طور پر سوچ رہی تھیں پھر انہوں نے کہا۔

"ایک بار پھر تم سے میں اپنے وہی الفاظ دہراؤں گی بھارتی کہ میں نے اپنی ساری زندگی تمہارے سپرد کر دی ہے کہاں غلطی کی ہے میں نے اور کہاں نہیں کی۔ اب تم بہتر طور سے جان چکی ہو۔ تمہاری انجلی سے دلچسپی اور محبت بھرے الفاظ نجانے کیوں میرے لیے انتہائی قیمتی ہو گئے ہیں۔ میں تم پر کوئی حق نہیں رکھتی بھارتی۔ لیکن میں ایک وعدہ کر سکتی ہوں کہ اگر تمہارے مقصد کی تکمیل کے لیے میں کسی کام آ سکوں تو میں جان کی بازی لگا کر وہ کام انجام دوں گی۔ صورتحال کا ایک ایک پہلو میں تمہارے سامنے لے آئی ہوں۔ اور اب تم یہ بہتر طور سے سمجھتی ہو کہ مجھ سے کیا کام لیا جا سکتا ہے؟ یوں سمجھو بھارتی کہ میں تمہارا ایک مہرہ بننے کے لیے تیار ہوں۔ آج تک جو کچھ ہوتا رہا اسے نظر انداز کر دو۔ اور اب جے شری پر اس یقین کے ساتھ نظر رکھو کہ وہ تمہاری دست راست ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں اس بارے میں کیا کیا کچھ کر سکتی ہوں۔ لیکن اگر تم نے میرے لیے کچھ سوچا تو میں کبھی بھی اس سے منہ نہیں موڑوں گی۔ چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ یقین کرو مجھے اپنی ذات سے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی ہے اگر میرے وجود میں کوئی شے زندہ ہے تو وہ انجلی ہے۔ میں اپنی اس تمام خدمت کے صلے میں تم سے بس ایک بات چاہوں گی بھارتی وہ یہ کہ انجلی کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دو۔ دیکھو میں خود غرضی سے کوئی بات نہیں کہہ رہی۔ اور نہ ہی میں نے یہ فیصلہ بلاوجہ کیا ہے۔ میں نے بہت گہرائی سے سوچا۔ تم نے انجلی کے اغوا کو ناکام بنایا اس کے بعد اسے دوبارہ اغوا کرنے کی کوششوں کو ناکام بناتے ہوئے کچھ لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ تم نے ساگر جیسے خطرناک آدمی کو مار بھگایا۔ اس سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ تم غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک ہو۔ اور بہت کچھ کر سکتی ہو۔ الغرہ میں تم نے انجلی سے ملاقات کر کے جن جذبات کا اظہار کیا انہوں نے مجھے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ درحقیقت تم انجلی کی دشمن نہیں دوست ہو۔ میں انجلی کے لیے تمہارا مضبوط سہارا چاہتی ہوں بھارتی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ خود غرضی ہے لیکن تم بتاؤ کہ کون خود غرض نہیں ہے؟ انسان کچھ رشتے ناطوں کے ذریعے ہی خود غرض ہو جاتا ہے اور آج تمہیں ایک مجبور ماں اپنی زندگی کا سب سے بڑا راز بتا کر تم سے اپنی بیٹی کے لیے تحفظ مانگ رہی ہے۔ دو گی مجھے یہ انعام؟ یہ بھیک دو گی مجھے بھارتی؟"

"جے شری دیوی۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں میں اتنی ہی مجبور ماں ہوں بھارتی۔ میں اتنی ہی مجبور ہوں۔" جے شری سسکنے لگیں اور نجانے کیوں مجھے ہمدردی سی پیدا ہو گئی۔ واقعی انسان حماقتوں کا پتلا ہے۔ اور ایک معمولی سی غلطی اسے ساری زندگی رونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ کیول سانگانے نے جے شری کو جو دھوکا دیا تھا۔ اور جے شری زندگی سے دور ہو گئی تھی اب وہ صرف ایک عورت تھی میرے لیے اور اگر عورت کو عورت سے محبت نہ ہو تو پھر وہ عورت ہی نہیں ہوتی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"آپ مطمئن رہیں جے شری دیوی میں انجلی کا پورا پورا تحفظ کروں گی ایک طرح سے وہ میری بہن بھی ہے اور پھر اس تمام رشتے والی بات کو چھوڑ دیجیے تو وہ ایک انسان ہے۔ اور آپ نے ایک انسانیت کے رشتے سے مجھ سے یہ چاہا ہے تو میں اسے نظر انداز نہیں کروں گی۔"

"تمہارا شکریہ بھارتی۔ تمہارا بے حد شکریہ۔"

"انجلی اس وقت کہاں ہے؟"

"وہ اجین میں ہے۔ میں نے اسے الغرہ سے فوراً ہی منتقل کر دیا تھا۔"

"گویا وہ یہاں نہیں ہے؟"

"نہیں جو کچھ تم سے کہہ چکی ہوں اسے جانے دو اب میں تمہیں یہ بتا رہی ہوں کہ وہ اجین میں ہے اور میں تمہیں اس کا پتا دے سکتی ہوں۔"

"کیا آپ کو ساگر پر یقین ہے؟"

"ہاں ساگر میرا بہت پرانا آدمی ہے اور وفادار ہے۔ وہ کافی طاقتور اور خطرناک ہے لیکن تم نے۔ تم نے اسے بھی ٹھیک کر دیا۔"

"ساگر اس کی نگرانی کر رہا ہے؟"

"ہاں۔ ویسے میں سخت پریشان ہوں کہ آخر وہ لوگ انجلی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟"

"اس کے بارے میں ذرا معلومات حاصل کرنا ہوں گی ویسے میں اپنے پتا کے قاتل کو قتل کر چکی ہوں۔"

"کون؟"

"رانا بھرت۔" جے شری دیوی چونک کر بولی۔

"نہیں رانا بھرت نہیں۔ بلکہ رانا بھرت کا وہ آلہ کار جس نے [illegible] کو قتل کیا تھا۔"

"[illegible] کا نام [illegible] نہیں ہے؟"

"ہاں میں اسی کی بات کر رہی ہوں۔"

"گیان چند قتل کر دیا گیا؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور جے شری دیوی متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھنے لگی پھر انہوں نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھا کیا تم نے۔ وہ اس کا دست راست تھا۔"

"خیر اب میرے لیے کیا خدمت ہے جے شری دیوی؟"

"مجھے بتاؤ مجھے انجلی کے سلسلے میں اور کیا کرنا چاہیے؟"

"ابھی اسے اجین میں رہنے دیں۔ میں آپ کو بہت جلد اس سلسلے میں کوئی نیا منصوبہ بتاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے میں آج ہی شردھا پور جا رہی ہوں۔ تم سے گفتگو کرنے کے بعد میرے دل کا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا ہے۔ اور نجانے مجھے کیوں ایک سکون سا محسوس ہو رہا ہے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب مجھے اجازت دیجیے جے شری دیوی۔"

"تم مجھ سے رابطہ تو رکھو گی نا؟"

"ہاں۔ زیادہ تر یہ رابطہ ٹیلی فون پر ہی ہوگا لیکن اگر میں نے آپ سے ملاقات کی ضرورت محسوس کی تو پھر آپ کے پاس شردھا پور آ جاؤں گی۔"

"یا جب دل چاہے ٹیلی فون کر کے مجھے بلوا لینا۔"

"بہتر۔" میں نے جواب دیا اور پھر میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس کے بعد میں جے شری دیوی کے اس کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔ ہوٹل سلور سن کی پارکنگ میں اب بھی کاروں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تھا۔ میں نے اپنی کار اسٹارٹ کی اور وہاں سے باہر نکل آئی۔ ذہن نجانے کیوں اڑا اڑا سا ہو رہا تھا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ جے شری دیوی کے ذریعے شاید میرے بہت سے راز کھل جائیں گے۔ لیکن میں بدستور ایک سربند کتاب تھی۔ اور اس کتاب کا ایک بھی ورق میرے سامنے نہیں آیا تھا بس یہی معلوم ہوا تھا کہ پتا جی مجھے کہیں سے لائے تھے کہاں سے؟ آخر کہاں سے؟ میری اپنی ماں کون ہے؟ یہ راز کیا ہے؟ سفید ڈائری کس کے پاس ہے؟ انہیں سوچوں میں غرق میں کار ڈرائیو کرتی رہی۔ ظاہر ہے اپنی رہائش گاہ کے علاوہ اور کدھر رخ کر سکتی تھی؟ تھوڑی دیر بعد میری کار کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ میں اتر کر اندر پہنچ گئی۔ لباس تبدیل کیا اور ایک مسہری پر بے جان ہو کر گر پڑی۔ ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ ابھی تک کوئی ایسا آسرا نہیں ہوا تھا کہ مجھے اپنی ذات کا سراغ مل جاتا۔ مجھ پر بدستور دبیز پردے پڑے ہوئے تھے۔ نجانے کب تک اسی بے سکونی کی حالت میں پڑی رہی۔ تب ایک ملازم نے آ کر کہا۔

"دلیپ شرما صاحب آئے ہیں۔"

"کون؟" میری آنکھیں ایک دم کھل گئیں۔

"دلیپ جی۔" میں چند لمحات سوچتی رہی پھر میں نے ملازم سے کہا۔

"کہاں ہیں وہ؟"

"میں نے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے۔"

"ہوں۔ آ رہی ہوں۔" میں نے کہا اور چند لمحات کے لیے ساکت رہ گئی۔ یہ دلیپ شرما پھر آ گیا۔ میں نے پچھلی بار اسے کافی بے عزت کر کے گھر سے نکالا تھا اور اس کے بعد احساس ہونے کے بعد دس ہزار روپے بھی اس کے گھر پہنچا دیے تھے۔ اس دن کے بعد سے آج اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ پھر کسی چکر میں آیا ہوگا۔ لیکن نجانے کیوں میرے اندر ایک تبدیلی رونما ہو گئی۔ بے چارہ بہرطور کسی نہ کسی طرح میرے کام آ ہی جاتا ہے۔ نجانے کیوں اس سلسلے میں میرا اردہ اس

قدر سخت ہو گیا ہے۔ دل میں فیصلہ کیا کہ آج اس کے ساتھ میں اپنا رویہ سخت نہیں رکھوں گی۔ تھوڑے سے ہال سے ہوتے کے بعد میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ تو وہ گردن جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ شربتی رنگ کی بش شرٹ اور سفید پتلون پہنا ہوا نجانے کیوں اس انداز سے وہ مجھے بڑا اچھا لگا۔ ویسے بھی میں اس کی شخصیت سے بڑی متاثر تھی۔ دیکھنے میں وہ بڑی شخصیت کا مالک تھا۔ بس اس کی حرکتیں ناقابل برداشت تھیں۔ میرے قدموں کی آہٹ پر اس نے چونک کر گردن اٹھائی اور خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرنے لگا۔ پھر بولا۔

"میں نے ملازموں کو بھی ڈانٹ دیا ہے کہ آپ میری آمد سے خوش نہیں ہوں گی۔ اور انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ لے لیا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو وہ مجھے کوٹھی سے دھکے مار کر باہر نکال دیں گے۔" میرے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور میں اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کہو۔ کہاں غائب تھے ان دنوں؟"

"جی؟ کچھ مجھ سے کہا آپ نے؟" وہ کان پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"تمہارے علاوہ کوئی اور بیٹھا ہوا ہے اس ڈرائنگ روم میں؟" میں نے کہا۔

"نہیں بیٹھا تو میں ہی ہوا ہوں لیکن آپ نے۔ میڈم آپ نے مجھ سے یہ پوچھا ہے کہ میں کہاں غائب رہا ہوں ان دنوں؟"

"جی ہاں یہی پوچھا ہے۔"

"مگر آپ کے لہجے میں تو بڑی نرمی ہے؟"

"تم تھوڑی دیر کے بعد اس میں سختی پیدا کر دو گے۔"

"مم۔ میں؟" وہ ہکلا کر بولا۔

"ہاں تم۔ ضرورت سے زیادہ اداکاری کرتے ہو میرے سامنے اور نجانے کیوں مجھے غصہ آ جاتا ہے۔"

"ابھی تو نہیں آیا؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں، لیکن اگر تم انسان نہ بنے تو پھر آ جائے گا۔"

"بہت کوشش کرتا ہوں میڈم انسان بننے کی۔ لیکن انسان بننا ہی نہیں آتا۔ کوئی اگر شاگردی میں لے لو تو شاید کوشش کروں۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ سب ہی استاد مانتے ہیں۔ شاگردی میں کوئی نہیں لیتا۔"

"آخر آئے بکواس پر؟"

"آپ کو اس بے تکلفی سے گفتگو کرتے دیکھ کر ذہن نجانے کیوں دور خلاؤں میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ اور ان خلاؤں میں نجانے کیوں مدھم مدھم ستارے ٹمٹماتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ آپ یقین کریں جب آنکھوں کو تھوڑا سا موند لیتا ہوں تو یہ ستارے میری آنکھوں میں واضح ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی شکل آپ جیسی ہوتی ہے۔"

"شاعری شروع کر دی ہے؟"

"نہیں، ابھی نہیں کی کیونکہ پچھلے دنوں ایک دفتر میں کلرکی مل گئی تھی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"کلرکی دھتی تو شاید شاعری شروع کر دیتا۔ اچھا کاروبار ہے یہ۔"

"بیکار۔ بکواس۔" میں نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"آپ یقین کریں میں آپ کو اپنا اپائنٹمنٹ لیٹر دکھا سکتا ہوں۔"

"گویا تمہیں ڈگری مل گئی؟"

"مل گئی تھی اپائنٹمنٹ لیٹر کے ساتھ ہی استعفیٰ کی نقل بھی منسلک کر دی گئی ہے۔"

"کیا؟" میں ہنس پڑی۔

"جی ہاں! مجھے کلرکی ملی تھی اور میں نے قبول کر لی تھی لیکن یہ کلرکی مجھے خصوصی طور پر دی گئی تھی۔ اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ اگر میں نے محنت کی تو ترقی کر جاؤں گا۔ پھر خود سے اس محنت کے لیے کہا گیا اور میں نے اس محنت کے سلسلے میں ذرا کچھ زیادہ ہی محنت کر ڈالی۔"

"مطلب؟"

"میرے باس مجھ سے کچھ ایسے کام لینا چاہتے تھے جو غیر قانونی نوعیت کے تھے۔ میں نے ان سے تمام کاغذات لینے کے بعد محکمہ پولیس کو پہنچا دیے۔ اور باس گرفتار ہو گئے۔ خیر وہ تو محکمہ پولیس سے کچھ ساز باز کر کے نکل آئے لیکن اس کے بعد مجھے استعفیٰ ہی دینا پڑا۔" میں ہنس پڑی تھی پھر میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دلیپ شرما! تم واقعی جو کچھ بھی ہو کم ہے۔ تم آخر ہو کیا چیز؟"

"فی الحال تو دلیپ شرما ہی ہوں لیکن مستقبل میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہو جائیں گے۔ ویسے آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ دیکھیے نا انسان کو یہ خیال رہتا ہی ہے۔ کہ جیسے دھتکار گیا ہے اسے دھتکارنے کے بعد کچھ افسوس ہوا کسی کو۔ اور مجھے تو اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی تھی یعنی وہ دس ہزار روپے جو میرے بستر پر تکیے کے نیچے

رکھے ہوئے تھے۔ آپ کے علاوہ کسی اور کے دیے ہوئے کہاں ہو سکتے تھے؟"

"کیسے دس ہزار؟ کون سے دس ہزار؟"

"جی بہت بڑے لوگ ہیں بہت چھوٹی چھوٹی باتیں یاد نہیں رکھتے۔ لیکن بہت چھوٹے لوگوں کے لیے یہ بہت چھوٹی چھوٹی باتیں بہت بڑی باتیں ہوتی ہیں چنانچہ وہ انہیں یاد رکھتے ہیں۔"

"میں نے بھلا تمہارے تکیے کے نیچے دس ہزار روپے کہاں سے پہنچا دیے؟"

"جن خاتون نے آپ کے لیے دروازہ کھولا تھا انہوں نے آپ کا پورا پورا حلیہ مجھے بتا دیا تھا چنانچہ اس بات کی کیا گنجائش ہے اور پھر دیوی جی اس دور میں پریاں آکاش سے کبھی نہیں اتریں۔ میرے لیے دس ہزار کی رقم پہنچانے والا آپ کے علاوہ اور کون شخص ہو سکتا تھا لیکن اس کے بعد بہت دن تک بس کچھ جھٹکا جھٹکا سا رہا۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"میں نے آپ سے پانچ ہزار روپے مانگے تھے اور آپ نے اس کے عوض دس ہزار روپے مجھے دیے۔ میں نے سوچا کہ ایسا کیوں کیا آخر آپ نے؟ آپ کے دل کے کونسے گوشے میرے لیے اتنے نرم ہو سکتے ہیں؟ پھر میں نے سوچا پانچ ہزار آپ نے میری مروت کے لیے دیے ہیں اور باقی پانچ ہزار ان جھڑکیوں اور گالیوں کے لیے جو آپ نے مجھے دی تھیں۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔ میں نے گالیاں تو نہیں دی تھیں۔"

"وہ جھڑکیاں کچھ گالیوں ہی سے ملتی جلتی تھیں۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں آنکھیں بند کر کے ہنسنے لگی پھر میں نے کہا۔

"کچھ پیو گے؟"

"جی؟" وہ چونک کر بولا۔

"کچھ پیو گے؟"

"تک۔ کیا پلائیں گی آپ؟" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ "چائے، کافی، ٹھنڈا۔ کچھ بھی۔"

"بالکل صاف شفاف ہو گا؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے اس میں کوئی آمیزش تو نہیں ہو گی؟"

"نہیں۔" میں نے جھٹکے دار لہجے میں کہا اور پھر اس سے بولی۔

"جاؤ۔ باہر کسی ملازم سے اپنی پسند کی چیز کہہ کر آؤ۔"

"خوب۔ خوب۔ مگر کوئی حرج نہیں ہے۔ ابھی جاتا ہوں۔" اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ پھر چند ہی لمحات کے بعد واپس آ گیا تھا۔ میں ٹکٹکی سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"واقعی تم نے ملازمت کی تھی؟"

"ہاں دیوی جی۔ اور باقی جو کچھ میں نے بتایا وہ سب کچھ سچ تھا۔"

"دلیپ شرما تم پر غصہ بھی آتا ہے اور نجانے کیوں تم سے دوستی کا احساس بھی ہوتا ہے۔"

"بہت محتاط لہجے میں بول رہی ہیں آپ۔ ٹھیک ہے لہجہ محتاط ہی رہنا چاہیے۔"

"مطلب؟"

"میرا مطلب ہے لفظ "دوستی" آپ نے محبت کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ یہ لفظ وسیع ترمعنوں میں چلا جاتا ہے۔ حالانکہ دوستوں سے بھی محبت ہی کی جاتی ہے۔"

"اے مسٹر منطقی۔ بہت زیادہ منطق بگھارنے کی کوشش مت کرو۔" میں نے کہا۔

"جی بہت بہتر۔ ویسے آپ سے ایک عرض کروں آپ بہت زیادہ سخت لہجہ استعمال نہ کریں اس وقت۔ کیونکہ مجھے ان کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔"

"اچھا، اچھا، یہ بتاؤ میرے پاس کیسے آنا ہوا؟"

"وہ دراصل تسکین نگاہ کے لیے بھی کبھی کبھی ضرورتیں محسوس ہوتی ہیں۔ مم۔ میرا مطلب غلط نہ سمجھیں آپ۔ کسی حسین کو دیکھ کر تسکین نگاہ ہو سکتی ہے لیکن عام قسم کی حسینائیں میری نظروں میں نہیں جچتیں۔ آپ کی صورت دیکھنے کے بعد کافی عرصے تک دل ٹھہرا ٹھہرا سا رہا ہے اور اس کے بعد جب زیادہ وقت گزر جاتا ہے تو کچھ بے کلی سی پیدا ہو جاتی ہے۔"

"اے! کیا تم مجھ سے اظہار عشق کر رہے ہو؟"

"قطعی نہیں۔ بالکل نہیں دیوی جی۔ سوال ہی نہیں ہے۔ یقین کیجیے نہ میں آپ سے عشق کرتا ہوں اور نہ اس کا اظہار کروں گا۔ یہ بات تو ہمارے درمیان پہلے ہی طے ہو چکی ہے۔"

"ہوں۔ اسے ذہن سے کبھی نہیں نکالنا۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی بہتر! کبھی نہیں نکالوں گا۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولا پھر کہنے لگا۔

"میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات کر لوں۔ ہو سکتا ہے میرے لائق کوئی خدمت ہی نکل آئے۔"

"دیپ تم بہت ہی سنگدل انسان ہو۔ دوستی کی بات کرتے ہو لیکن دوستی کرنا نہیں جانتے۔ بلاشبہ کئی ایسے نازک لمحات میں میری مدد کی ہے جب میں بے بس ہو چکی تھی میں نے ان جذبات سے متاثر ہو کر تمہاری طرف دوستی کا قدم بڑھایا لیکن تم نے اس طرح میرے جذبات کو پامال کیا کہ میں کچھ ہی نہیں پائی کہ آخر تم ہو کیا چیز۔"

"جی بولتی رہیے۔ آگے فرمائیے۔" اس نے کہا۔

"مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم مجھے ایک کھلونا سمجھتے ہو جب دل چاہا مجھ سے کھیل لیا۔"

"جی۔ جی۔ جی محترمہ یہاں آپ کچھ غلط الفاظ استعمال کر رہی ہیں۔ یہ الفاظ تو وسیع معنوں میں جاتے ہیں۔"

"دیکھو مجھے غصہ مت دلاؤ۔ آج میں غصہ نہیں ہونا چاہتی بہت تھکی ہوئی ہوں ذہنی طور پر۔"

"چلیے آپ بھی کیا یاد کریں گی۔ اچھا خیر چھوڑیے۔ مجھے شکایتیں رہی ہیں کچھ اگر میں دور کرنے کی کوشش کروں تو اس کا صلہ مجھے کیا ملے گا۔"

"دیپ میں چاہتی ہوں کہ تم میری الجھن میں میرے ساتھی بن جاؤ۔ دیکھو میں ذہنی طور پر بہت مردہ ہو چکی ہوں۔ تمہیں یوں نہ ہو کر تمہیں میری ارتھی کو سہارا دینا پڑے۔" دیپ نے چونک کر مجھے دیکھا۔ عجیب سی کیفیت ابھر آئی تھی اس کی نگاہوں میں پھر اس نے گردن جھٹک کر کہا۔

"سوری میڈم۔ سوری۔ آپ کو یہ الفاظ نہیں استعمال کرنے چاہیے تھے۔"

"جو حقیقت ہے وہی میں تمہیں بتا رہی ہوں۔ اتنی ہی بیزار ہو گئی ہوں اس دنیا سے۔" میرے لہجے میں نجانے کہاں سے ایک سسکی سی ابھر آئی اور دیپ شرما بالکل ہی سنجیدہ ہو گیا۔ اس کا احساس اس کے چہرے سے ہو رہا تھا۔ چند لمحات تک وہ بالکل خاموش رہا۔ مجھ پر نجانے کیا کیفیت طاری ہو رہی تھی کہ میری سسکیاں خارج ہو رہی تھیں۔ تب دیپ شرما اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"بھارتی جی۔ خاموش ہو جایئے۔" اس کی آواز شدت جذبات سے لرز رہی تھی۔

"میں بہت پریشان ہوں دیپ۔ میں بہت پریشان ہوں۔ میں تمہیں بتا نہیں سکتی کہ میری ذہنی کیفیت کیا ہے۔"

"پلیز خاموش ہو جایئے بھارتی جی۔" اس نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا اور میں نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ اور ان میں تشنجی کیفیت تھی جیسے وہ میرے آنسو خشک کرنا چاہتا ہو۔ لیکن اس کی جرأت نہ کر پا رہا ہو۔ میں اسے دیکھتی رہی اور پھر اس نے دفعتاً ہی میرا ایک کپڑا لے کر میری آنکھوں پر رکھ دیا۔

"اس گستاخی کے لیے معافی چاہتا ہوں۔" اس نے کہا وہ میرے آنسو خشک کرتا رہا پھر اس نے میرے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں جو جرأتیں کر رہا ہوں ان کے لیے مجھے معاف کیجئے گا کچھ باتیں کرنی ہیں مجھے آپ سے۔ براہ کرم آپ اپنے آپ کو سنبھالیے بھارتی جی! آئی ایم سوری۔ آئی ایم سوری۔ میرا خیال ہے اب میں آپ کو کبھی تنگ نہیں کروں گا۔" اس نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا وہ اور میں نے اس کی یہ کیفیت نوٹ کر لی تھی وہ پھر اس جگہ جا بیٹھا جہاں چند لمحات پہلے موجود تھا۔ رفتہ رفتہ خود کو سنبھال چکی تھی پھر میں نے اس سے کہا۔

"دیپ مجھے بہت سے ہمدرد ملے ہیں، ماتا جی ہیں، راگنی ہے اور پھر ایسے چند افراد ہیں جو بے لوث مجھ سے انسیت رکھتے ہیں لیکن مجھ سے کوئی بھی اتنا قریب نہیں ہے۔ کوئی بھی اتنا قریب نہیں ہے کہ میں اپنا دل کا ہر راز اس پر کھول دوں۔"

"مجھے کیا حیثیت ملے گی؟" اس نے سوال کیا۔

"تم۔ تم میرے بے لوث ہو کر کام کرو۔ میں بس نجانے کیوں تم پر اپنا کچھ حق سمجھنے لگی ہوں۔ اسے کوئی نام دے دو کوئی بھی نام دے دو۔ یہ تمہاری مرضی ہے لیکن مجھے غصہ آتا ہے تم پر کہ تم آخر میرے ساتھ شامل کیوں نہیں ہو جاتے؟" میں نے بے اختیارانہ انداز میں کہا۔ اور مجھے اس وقت اپنے الفاظ کا کوئی احساس نہیں رہا۔ میں واقعی دیپ شرما پر ناراض ہو رہی تھی۔ وہ کیوں اپنے آپ کو میرے حوالے کیوں نہیں کر دیتا حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اس پر بھلا میرا کیا حق تھا اتنی بات تو ممکن نہیں تھی کہ میں نے اس کی تھوڑی بہت مدد کی تھی اور بس! کوئی ایسا جذبہ ضرور تھا میرے سینے میں جو مجھے اس پر جھنجھلاہٹ کا شکار کر دیتا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا

"بلیک چینل کیا ہے۔" اس کے اس سوال نے مجھ پر خاطر خواہ ردعمل کیا۔ میں ایک لمحے کے لیے دھک سے رہ گئی اور میری آنکھیں اس کی جانب اٹھ گئیں۔ نجانے کیوں میری آنکھوں میں کچھ خوف سا پیدا ہو گیا تھا لیکن وہ سپاٹ چہرہ

لیے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"کیا کہا تم نے۔" میں نے پوچھا۔

"بلیک چینل کیا ہے۔"

"کیا؟ میں کچھ نہیں۔ بلیک چینل۔"

"ہوں! کیوں نہیں بتانا چاہتیں آپ مجھے اس کے بارے میں۔" اس نے اتنی سنجیدگی سے کہا کہ میں چکرا کر رہ گئی۔ ایک لمحے کے لیے زمین گھومتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ دل میں لاکھوں وسوسے ابھر آئے تھے کیا واقعی دیپ شرما کیا واقعی دیپ شرما انٹرپول کا آدمی ہے؟ کیا وہ میرے بارے میں سب کچھ جانتا ہے؟ اس بات کے امکانات سو فیصدی موجود تھے بھلا اس میں شبہ بھی کیا ہو سکتا ہے؟ کوئی بھی شخص انٹرپول کا مہرہ بن کر میرے قریب آ سکتا ہے؟ میں ششدر نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی پھر میں نے کہا۔

"تم بلیک چینل کے بارے میں کیا جانتے ہو۔"

"یہ میرے سوال کا جواب ہے؟" دیپ شرما کے لہجے میں ایک عجیب سی غراہٹ ابھر آئی اور میں اسے دیکھتی رہی پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"میں شدید ذہنی بحران کا شکار تھی کہ اسی دوران میں سابقہ کچھ ایسے لوگوں سے پڑ گیا۔ جنہوں نے مجھے جرم کی دنیا کی طرف لانا چاہا۔ میرا مقصد ان جرائم سے دولت کا حصول نہیں تھا بلکہ میں اپنے اوپر خود اعتمادی چاہتی تھی اور اس طرح میں بلیک چینل میں شامل ہو گئی۔ وہ اسمگلروں، چوروں اور قاتلوں کا گروہ تھا۔ انہوں نے مجھے تربیت دی اور میں اس تربیت سے خود کو اتنا مضبوط کرنے کی خواہشمند تھی کہ میں اپنے ہی دشمنوں کے مقابلے پر ڈٹ جاؤں۔ اس میں کوئی شک نہیں مجھے ان سے سہارا ملا پھر بلیک چینل خود بخود ختم ہو گیا اس طرح میں اس سے الگ ہو گئی۔" میں نے پہلی بار کسی اجنبی شخص کے سامنے یہ اعتراف کیا تھا اور میرا دل رواں رواں کانپ رہا تھا۔ دیپ شرما نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ یہ الفاظ سنے پھر بولا۔ "دو دیا کون ہے۔"

"کیا۔" اس بار واقعی میرے حوصلے پست ہو گئے تھے۔

"وہ ہمشکل لڑکی کون ہے جو آپ کی جگہ آپ کے فرائض انجام دیتی ہے؟ میرا مطلب ہے ایئر ہوسٹس کی حیثیت سے۔"

میرا کلیجہ ہی منہ کو آ گیا تھا۔ اب اس کے علاوہ بھی کچھ باقی رہ گیا تھا جو میں دیپ شرما سے چھپاتی۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ پھر شکستہ انداز میں میرے منہ سے نکلا۔

"وہ بھی بلیک چینل کی ہی دریافت تھی اور انہوں نے میرے لیے اسے فراہم کیا تھا جب میں بلیک چینل کے کاموں میں مصروف ہوں تو وہ میری جگہ ایئر ہوسٹس کی خدمات انجام دے اور اب وہ میرے لیے کام کرتی ہے اور صرف میرے لیے کام کرتی ہے جبکہ تم جانتے ہو کہ میں ان چکروں میں پھنسی ہوئی ہوں۔"

"اور اس کا قیام سرلا دیوی کے ہاں ہے؟" دیپ شرما واقعی جادوگر تھا اس نے مجھے پاگل کر کے رکھ دیا تھا میں اب اس کے سامنے بالکل ہی بے وقعت ہو گئی تھی چنانچہ میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں تم سرلا دیوی کو بھی جانتے ہو۔"

"ہاں میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن مجھے تعجب ہے کہ تم نے میرے بارے میں اتنا کچھ سوچنے کے باوجود مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا بھارتی دیوی۔"

"ہاں ظاہر ہے یہ تمام چیزیں میری زندگی کی الجھنوں سے تعلق رکھتی تھیں اس لیے میں نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا اب میں بھی تم سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں جواب دینا پسند کرو گے؟"

"ضرور۔" دیپ شرما کے چہرے پر پھر پہلے جیسی مسکراہٹ نمودار ہو گئی اور وہ ویسا ہی شوخ اور کھلنڈرا نظر آنے لگا۔ میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی پھر میں نے آہستہ سے کہا

"کیا تمہارا تعلق انٹرپول سے نہیں ہے۔"

میرے اس سوال پر اس نے ایک گھن گرج قہقہہ لگایا تھا اور پھر وہ ہنستا ہوا بولا۔

"نہیں بالکل نہیں۔"

"جھوٹ بولتے ہو تم۔"

"نہیں بھارتی جی میں اس وقت آپ سے کہہ چکا ہوں کہ زندگی میں پہلی بار سچ بول رہا ہوں اور آپ سے یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ براہ کرم میری کسی سچائی پر شبہ نہ کریں۔"

"تو تمہارا تعلق انٹرپول سے نہیں ہے۔"

"میرا تعلق کسی سے بھی نہیں ہے۔ بتا چکا ہوں کہ ایک آوارہ منش ہوں۔ زندگی بس اپنے مقام کی تلاش میں بسر کرتا رہا ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مجھے اس زندگی میں وہ مقام کبھی نہیں ملے گا جس کا میں خواہشمند ہوں۔ جب تک جدوجہد کر سکا کرتا رہا اور اب فیصلہ کیا ہے کہ ہر مقام کو نظرانداز کر دوں اور کوئی چور دروازہ تلاش کروں جس سے زندگی بسر کرنے کا موقع مل جائے لیکن یہ چور دروازہ ایسا ہو جس سے ضمیر داغدار نہ ہونے پائے اور اس کے لیے آپ کا انتخاب کیا ہے۔"

"چور دروازہ میں۔" میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں دیوی جی آپ۔"

"میں بھی نہیں۔"

"اس سے زیادہ کہا نہیں سکتا۔"

"دیکھو دلیپ شرما میرے بارے میں اتنا جانتے اور کہنے کے باوجود اور تسلیم کرنے کے باوجود اب اگر تم اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرو گے تو میں سمجھوں گی کہ تمہارے الفاظ میں خلوص کا نام و نشان نہیں ہے اور تم ایک شاطر انسان کی حیثیت سے ایک لڑکی کے بخیے ادھیڑ چکے ہو۔"

"میں آپ کو لڑکی نہیں سمجھتا بھارتی جی۔ میں نے آپ کو ایک مقام دیا ہے۔ ایک عزت دی ہے اور جب میں نے آپ کو ایک عزت اور ایک مقام دیا ہے تو ایک معمولی لڑکی سمجھ کر آپ کو بیوقوف بنانے کی کوشش نہیں کر رہا۔ میں نے آپ سے بھی درخواست کی تھی کہ اس وقت اپنی زندگی میں شاید سب سے زیادہ گہرائی کے ساتھ سچ بول رہا ہوں اور میرے اس سچ کو داغدار نہ کریں۔"

"تمہارا تعلق انٹرپول سے نہیں ہے۔؟"

"بھارتی دیوی کی قسم نہیں۔ بالکل نہیں۔" اس نے کہا اور میں منہ کھول کر رہ گئی۔

اس نے میری قسم کھا ڈالی تھی۔ میں اسے خاموشی سے دیکھتی رہی اور نجانے کیوں مجھے اس بات پر یقین آگیا۔

"دراصل دلیپ شرما جب ہم لوگ بلیک چینل سے جدا ہوئے تو ہمیں علم ہوا کہ بلیک چینل کے ارکان کی تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مارے جا رہے ہیں اور انٹرپول ان کے لیے سرگرداں ہے۔ سرلا دیوی بھی بلیک چینل ہی سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کی مقامی رکن تھیں۔ وہ خود بھی خوفزدہ رہیں میں بھی سچ بات یہ ہے کہ پریشان رہی لیکن ہماری طرف کسی کا رخ نہیں ہوا۔ اب جبکہ تم نے بلیک چینل کا خصوصی طور سے نام لیا اور سرلا دیوی کے بارے میں کہا تو میں نے تمہیں یہ بات بتا دی اور اسی وجہ سے مجھے یہ بھی شبہ ہوا کہ تمہارا تعلق انٹرپول سے تو نہیں رہا ہے۔"

"بالکل نہیں دیوی جی۔ میں نے کہا نا آپ سے کہ میں آپ کے اس دیس کا اس شہر کا ایک باسی ہوں جس نے زندگی کو بڑی تلخ نگاہوں سے دیکھا ہے اور اپنی تلخیوں کو اپنے سینے میں چھپائے زندگی کے سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ آپ کو میری بات پر یقین آگیا ہوگا۔ میں نے آپ کو جو چور دروازہ کہا ہے جس پر آپ کو حیرت ہوئی اس کی وجہ بھی سن لیجیے۔ بات یہ ہے کہ میں اپنی ضرورت آپ سے بیان کر رہا ہوں اور آپ نے اس سلسلے میں میری مدد بھی کی ہے۔ اس وقت میں نے آپ سے پانچ ہزار روپے طلب کیے اور آپ سے کچھ ایسی گفتگو کی کہ آپ نے شدید غصے کے عالم میں مجھے نکال دیا۔ بھارتی جی وہ ایک ترازو تھی ایک میزان تھا۔ ایک تخمینہ لگایا تھا میں نے۔ میں نے آپ سے یہ تذکرہ بھی کیا تھا کہ پانچ ہزار روپے نہ ملے تو میری عزت داؤ پر لگ جائے گی۔ اس وقت غصے کے عالم میں آپ نے یہ بات سوچی لیکن بھلا کون ایسا تھا جو ڈھونڈتا ہوا گھر جاتا اور میرے تکیے کے نیچے دس ہزار رکھ آتا۔ معاف کیجیے گا یہ کچھ وعدے کر رہا ہوں جو مضحکہ خیز بھی ہو سکتے ہیں لیکن جب میں نے اپنے اس گھر کے بستر کے تکیے کے نیچے دس ہزار روپے پائے تو آپ کے سوا میرے ذہن میں کسی اور کا تصور نہ آیا اور اس وقت میں نے سوچا کہ اگر آپ کسی انسان کی عزت سے اس قدر دلچسپی رکھتی ہیں تو پھر وہ انسان آپ کی ذات سے دلچسپی کیوں نہ رکھے اور میں نے یہ طے کر لیا کہ آپ کے سامنے اپنی انا توڑ دوں گا اپنی ضرورتیں آپ سے پوری کروں گا اور آپ کی مشکلات کا حل بن جاؤں گا اور اسی نظریے کے تحت میں اس وقت آپ کے سامنے موجود ہوں۔"

"اور اس کے لیے کتنے دن لگا دیے۔" میں نے نجانے کیوں شکایتی انداز میں کہا۔ [illegible] ہوئی تھی۔ دلیپ شرما مسکرا دیا۔

"کوئی دن نہیں لگایا بھارتی جی۔ آپ بھلا میری نگاہوں سے کہاں دور رہتی ہیں۔ لمحہ لمحہ تو آپ کے لیے نگراں ہوتا ہوں اب آپ کے قصے سناؤں گا تو آپ یقین نہ کریں گی۔"

"چھوڑو ان باتوں کو دلیپ شرما جب تم یہاں تک گفتگو کر سکتے ہو تو اب مجھے اس بات کا جواب دو کہ کیا تم میرے لیے کام کرنے پر تیار ہو۔؟"

"ہاں میں تیار ہوں۔" اس نے کہا اور میں خوشی سے اچھل پڑی۔

میں بے اختیار آگے بڑھی اور اس بار میں اس کے قریب بیٹھ گئی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"دوستی کرو گے دلیپ شرما۔؟"

"ہاں بھارتی جی کروں گا۔"

"تو پھر لاؤ مجھ سے پرخلوص ہاتھ ملاؤ۔" میں نے اپنا پنجہ پھیلاتے ہوئے کہا اور دلیپ شرما نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا۔

"اس میں خلوص ہے نا۔؟"

"آپ خود محسوس کر لیجیے اگر یہ احساس آپ کے دل میں ہے۔" اس نے مجھے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس بار پھر مجھے ان نگاہوں کا مفہوم عجیب سا محسوس ہوا تھا بہرطور میں نے اس احساس کو زیادہ اپنے دل میں جگہ نہ دی اور پھر پرمسرت انداز میں گردن ہلاتے ہوئے بولی۔

"میں سمجھتی ہوں کہ آج کا دن میری زندگی کا اہم ترین دن ہے۔ دلیپ شرما میں آج تک اپنے آپ کو مکمل طور سے تنہا محسوس کرتی رہی ہوں۔ تم اس کی وجہ سمجھنے کی کوشش کرو۔ دراصل میری زندگی میں جو کچھ وابستہ تھا اس میں سے کچھ واقعات دوسروں کو معلوم تھے۔ جو مجھ سے بہت زیادہ متعلق تھے۔ لیکن باقی سب کچھ اپنی ذات میں ہی محفوظ رہنے دیا تھا میں نے مگر تم وہ ہو جو میرے بارے میں ایک ایک بات معلوم کر چکا ہو اور اس کے بعد تم۔ تم میرا مطلب ہے میرے قریب آ گئے۔" نجانے کیوں میرے الفاظ میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو گئی۔ "میں دراصل یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں نے بہت سی باتیں تمہیں نہیں بتائیں لیکن بہت سی باتیں میں نے صرف تمہیں بتائیں اور وہ بھی اس تصور کے ساتھ کہ شاید مجھے تمہارا سہارا مل جائے مگر تم نے اس وقت سب کچھ سننے کے باوجود مجھے نظر انداز کر دیا اور میری بات [illegible] ہی سب کچھ کرتے رہے تو میں اس بارے میں کیا کر سکتی ہوں۔ ہاں البتہ تم نے یہ کام کی بات کی ہے یعنی تم نے۔ تم نے میرا مطلب ہے میری دوستی قبول کر لی۔"

دلیپ شرما کی شرارت آمیز مسکراہٹ مجھے اُبھار رہی تھی بہت ہی تیز انسان تھا۔ میرے اندر کی کیفیات کو بخوبی سمجھ رہا تھا۔ تیز نہ ہوتا تو میرے بارے میں اتنا کچھ کیسے معلوم کر لیتا۔ میں اس کی شرارت آمیز مسکراہٹ سے کسی قدر جھنجلا گئی اور میں نے کہا۔

"اب مسکراتے ہی رہو گے یا کچھ کام کی باتیں بھی کرو گے۔؟"

"نہیں میں کام کی باتیں کرنے کے لیے تیار ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ سن لیجیے دلیپ شرما صاحب کہ اب آپ یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے۔ میں کسی قیمت پر یہ پسند نہیں کروں گی کہ آپ اس ٹوٹی پھوٹی کھولی میں زندگی گزاریں۔"

"جی اور کوئی حکم۔؟"

"نہیں۔ نہیں۔ پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ میرے احکامات مانیں گے بھی یا نہیں۔"

"اپنے آپ کو آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا دیوی جی اب باقی کیا رہ گیا ہے؟ فروخت شدہ چیزیں تو احکامات ماننے کے لیے ہی ہوتی ہیں۔"

"بیکار باتیں نہیں۔ تم نے مجھے اپنا دوست بنایا ہے اپنے آپ کو میرے ہاتھ فروخت نہیں کیا۔ ہاں اگر کبھی یہ محسوس کرو کہ میں دوستی کی حد سے بڑھ کر تم پر حاکمیت قائم کر رہی ہوں تو میرے چہرے پر تھوک کر چلے جانا۔ میں سمجھوں گی تم حق بجانب ہو۔"

دلیپ شرما ایک مرتبہ پھر سنجیدہ ہو گیا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں بھارتی مجھے یقین ہے۔"

"تو پھر یہ بات مان لو گے نا میری۔؟"

"کون سی بات۔؟"

"میرے ساتھ ہی رہو گے نا۔ میرا مطلب ہے اس کوٹھی میں۔"

"تم حکم دو گی تو ایسا ہی کروں گا۔" اس نے کہا اور میں مسرت سے دیوانی ہو گئی۔

"حالانکہ میں خود وہاں راگنی کے ساتھ رہتی ہوں لیکن میں محسوس کرتی ہوں دلیپ شرما کہ راگنی کا گھر بس ایک جنت کہنے والا ہے اور ویسے بھی میں اپنے اس سلسلے میں الجھ کر زیادہ وقت نہیں دے سکتی ان کو۔ عموماً ودیا ہی وہاں رہتی ہے۔"

"سمجھ۔ بھارتی جی آپ نے اس لڑکی کو زبردست تربیت دی ہے آج تک کسی کو شبہ نہیں ہو سکا کہ ایئر ہوسٹس کی ڈیوٹی سرانجام دینے والی آپ نہیں بلکہ آپ کی ڈمی ہے۔"

"ہاں ودیا اس سلسلے میں خود بھی باصلاحیت ہے اور اس نے آج تک کسی کو شبہ نہیں ہونے دیا۔ یہاں تک کہ خود راگنی اور ماتا جی کو بھی نہیں۔"

"میں اسے کمال کہوں گا۔" دلیپ شرما نے معترفانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے کبھی ودیا کو دیکھا ہے۔؟"

"جی دیکھا ہے اور اچھی طرح دیکھا ہے۔"

"تمہیں کوئی شبہ ہوا اس پر۔؟"

"آپ یقین کیجیے نہیں۔ اگر میں بات کی کھال نکالنے کا عادی نہ ہوتا تو اسے آپ ہی کی حیثیت سے سمجھ لیتا لیکن میں ذرا مختلف آدمی ہوں۔"

"اس میں تو واقعی کوئی شک نہیں ہے۔ بہرطور ابھی

تک وقت دیانے ایسا نہیں ہونے دیا۔ میں نے کبھی یہی سوچا ہے کہ میری حیثیت برقرار ہے تو بہتر ہے اس طرح مجھے بیرون ممالک جانے میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے اور اس دوران میں بہت سے کام کر لیتی ہوں۔"

"واقعی باکمال شخصیت ہے اس کی اور آپ کی بھی۔"

"شکریہ۔ تو پھر آؤ پہلے میں تمہارے لیے رہائش کا بندوبست کر دوں دیپ شرما۔ باقی باتیں بیٹھ کے ہوتی جائیں گی آج میں کھانا بھی اپنے ہاتھ سے تیار کرتی ہوں۔ مجھے ایک انوکھی خوشی ہو رہی ہے۔"

دیپ شرما نے کوئی جواب نہیں دیا اور ہم وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آئے۔ میں نے اپنی پسند سے دیپ شرما کے لیے کمرہ منتخب کیا اور اسے دکھاتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ کیسا ہے۔؟"

"بہت اچھا۔ آپ خود موازنہ کیجیے اس کھولی میں اور اس کمرے میں کیا فرق ہے۔؟"

"اب آپ اس کھولی کا تذکرہ نہیں کریں گے دیپ شرما صاحب۔" میں نجانے کیوں بے اختیار ہو رہی تھی مجھے واقعی بڑی خوشی کا احساس ہو رہا تھا اور لگ رہا تھا جیسے میری پشت پناہ کوئی مضبوط دیوار آ گئی ہو۔ دیپ شرما کو میں کئی زاویوں میں دیکھ چکی تھی۔ وہ لمحات بھی یاد تھے مجھے جب وہ ایک لنگڑے اور بہکے شخص کی حیثیت سے لایا گیا تھا اور میں نے اس پر بھرپور وار کیے تھے۔ وہ بڑی مہارت اور ہوشیاری سے ان واروں کو بچاتا رہا تھا اور اس نے جانے تک نہ گرنے دی تھی۔ میں نے اس وقت اس سے یہ سوال کر ہی ڈالا۔

"ارے ہاں ایک بات بتاؤ دیپ۔؟"

"جی۔"

"جب تم گیان چند کے ہاں پہنچے تھے تو تم نے کچھ مارشل آرٹس کے مظاہرے کیے تھے۔ کیا تم نے مارشل آرٹس کی کیا باقاعدہ تربیت حاصل کی ہے۔؟"

"دیوی جی آپ جسے مارشل آرٹس کہہ رہی ہیں میں نے اس مارشل آرٹس کی تربیت نہیں لی بلکہ میں نے ایک استاد سے اس قسم کے چند کرتب سیکھے تھے۔"

"استاد۔؟"

"ہاں۔ آپ جانتی ہوں گی کہ کرتب کے دوران کچھ استاد اپنی پینترا بازی دکھاتے ہیں اور بہت سے کرتب کرتے ہیں اس سلسلے میں ان کا تعلق بڑے بڑے نامی گرامی استاد سے ہوتا ہے ایسے ہی ایک خلیفہ جی تھے جن سے میں نے بہت سے آرٹ سیکھے تھے۔ آپ جن مارشل آرٹ کا تذکرہ کر رہی ہیں بے شک ان کی اہمیت اور افادیت اپنی جگہ ہے لیکن یہ ایک قدیم آرٹ تھا جو میں نے ان استاد سے سیکھا تھا اور اکثر یہ کام آ جاتا ہے۔"

"اور میک اپ۔؟"

"اس سلسلے میں بھی میں نے ایک دیسی استاد ہی کا سہارا لیا تھا۔"

"دیسی استاد۔؟"

"جی ہاں۔ نوٹنکیاں سمجھتی ہیں آپ۔؟" دیپ شرما نے سوال کیا۔

"نوٹنکی کے بارے میں جانتی ہوں۔"

"وہ استاد نوٹنکی سے ہی تعلق رکھتے تھے اور اس نوٹنکی میں مجنوں کو لیلیٰ اور لیلیٰ کو مجنوں بنایا کرتے تھے چنانچہ میں نے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت گزارا۔"

"کیوں۔؟"

"بس آپ اسے شوق سمجھ لیجیے۔"

"لیکن یہ شوق تو تمہارے بہت کام آئے۔" میں نے کہا۔

"جی ہاں۔ اب مجھے احساس ہوا کہ بڑی کارآمد چیزیں بھی حاصل کی تھیں میں نے ان استاد سے۔" دیپ شرما نے جواب دیا۔

"اچھا۔ بتاؤ آج کیا کھانا کھایا جائے۔" میں نے سوال کیا اور دیپ شرما پھر ہنس پڑا۔

"آیئے کچن میں چلتے ہیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا کیا جا سکتا ہے۔" وہ میری ان خوشیوں میں بھرپور ساتھ دے رہا تھا اور مجھے نجانے کیسا لگ رہا تھا اتنی خوشی مجھے راگنی یا کسی اور کے ساتھ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ بہرحال میں اس کے ساتھ کچن میں آ گئی اور پھر کھانے پینے کی اشیا کا جائزہ لیا جانے لگا۔ تمام چیزیں موجود تھیں یہاں چونکہ ملازم بھی تھے اور ان کے لیے ضرورتیں پیش آتی رہتی تھیں اس لیے میری ہدایت کے مطابق وہ تمام اشیا تیار رکھتے تھے۔ میں آج ایک گھریلو لڑکی بن گئی تھی۔ نجانے کب سے زندگی میں یہ لمحات نہیں آئے تھے۔ فضائی میزبان کی حیثیت سے مجھے جہاز میں بہت سے کام سرانجام دینے ہوتے تھے لیکن یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ میں اپنے شوق کی تکمیل کے لیے کرتی تھی اور دوسروں کے احکامات کی تکمیل صرف اپنے جذبے کی تسکین کے لیے کرتی تھی ورنہ میرے پاس کیا کچھ نہیں تھا آج یہ سب کچھ میں اپنے لیے کر رہی تھی۔ دیپ شرما جیسے دوست کا حصول مجھے بہت ہی دلکش محسوس ہو رہا تھا لیکن اپنے دل

کے گوشوں میں ابھی کوئی ایسا قدم دیپ شرما کے لیے نہیں پا رہی تھی جو چہرے پر شرمندگیں سکا اٹھیں پیدا کر دے یا پھر میں اس احساس کو کچھ نہیں پا رہی تھی۔ بہرطور ابھی دور دور تک ایسا کوئی تصور میرے دل میں جاگزیں نہیں تھا بس یہ احساس تھا کہ وہ میرا اہم پلہ آدمی ہے اور اس کی شمولیت سے میرے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ ہم نے کچن میں کافی وقت گزارا اور نجانے کیا کیا کر ڈالا۔ دیپ شرما میرا بھرپور ساتھ دے رہا تھا۔ اس کی فطرت میں بہت شوخی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر اپنی پہلی جیسی کیفیت میں آ گیا تھا چنانچہ آج میں اس کے ساتھ دل کھول کر ہنسی تھی اور طبیعت پر ایک انوکھی فرحت کا احساس مسلط ہو گیا تھا۔ بہرطور دوپہر کا کھانا تیار کر کے ہم دونوں ہی ٹرالی میں سجا کر ڈائننگ روم میں آ گئے اور اس کے بعد دیپ شرما ہاتھ دھو کر میرے سامنے بیٹھ گیا اس نے کہا۔

"دیوی جی میں ذرا الٹے قسم کا ملازم ہوں آپ کا بعض معاملات میں تکلف کروں گا اور بعض میں بالکل نہیں کروں گا۔"

"ارے تو تم نے یہ کیوں سمجھ لیا کہ تم میرے ملازم ہو۔ دست راست کو ملازم تو نہیں کہا جا سکتا۔"

"وہ مری گڈ بڑا اچھا لفظ ایجاد کیا ہے کسی نے ہاں ٹھیک تو ہے کہ آپ کا میں دست راست تو ہوں چنانچہ اب یہ دست راست ذرا تو تا ہے[illegible] اس نے کہا اور بے تکلفی سے اپنی پلیٹ بھری۔

میں نے بھی ہنستے ہوئے اس کے ساتھ کھانا شروع کر دیا تھا۔ بہرطور ہم لوگ کھاتے رہے۔ دیپ شرما نے چند چیزوں کی تعریف کی اور میں نے ہنستے ہوئے اس سے کہا۔

"ان کی تیاری میں تمہارا بھی تو ہاتھ رہا ہے۔"

"ایک سوال میرے ذہن میں گردش کر رہا ہے دیوی جی۔"

"کیا۔؟"

"جب آپ فلائٹ پر جائیں گی تو میں یہاں تنہا کیا کروں گا۔؟"

"تنہا۔ تو یہ ضروری تو نہیں ہے کہ تم کوٹھی ہی میں گھسے رہو جو کرتے ہو کرتے رہنا۔ ویسے میرا اب فلائٹ پر جانا بہت کم ہو جائے گا بلکہ میں تم سے اس سلسلے میں مشورہ چاہتی ہوں کیا میں ابھی یہ ملازمت چھوڑ دوں۔؟"

"کیوں۔؟" وہ چونک کر بولا۔

"میرا مطلب ہے انسان ایک ہی جانب راغب ہو سکتا ہے اگر کبھی یہ راز کھل گیا تو کیا ہو گا۔؟"

"کچھ نہیں کوئی چکر چلا لیں۔ آپ اس ملازمت کو جاری رکھیں یہ بہت ضروری ہے۔"

"گڈ یہ ہوئی نا بات۔ یہی تو میں چاہتی ہوں۔"

"کیا۔؟" وہ پھر چونک کر بولا۔

"یہی کہ تم مجھے آخری بچے میں مشورہ دو۔ میں تو اپنے طور پر جو سوچتی ہوں لیکن میں چاہتی ہوں کہ مجھے مشورے دیے جائیں۔ مجھ سے بزور کہا جائے کہ نہیں مجھے یہ کام کرنا ہے اور یہ نہیں کرنا ہے۔" دیپ شرما نے گردن ہلائی اور پھر بولا۔

"بس وعدہ کریں کہ میری کسی ایسی بات کا برا نہیں مانیں گی۔"

"وعدہ ہے کبھی برا نہیں مانوں گی۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اور وہ مسکراتا رہا پھر ہم کھانے سے فارغ ہو گئے اور میں نے اس سے کہا۔

"آؤ اوپری منزل پر بیٹھیں گے۔ وہاں میں تمہیں کچھ اور بھی بتاؤں گی۔" وہ خاموشی سے میرے ساتھ اوپری منزل پر پہنچ گیا کمرے میں پہنچنے کے بعد میں آرام کرسی پر دراز ہو گئی اور میں نے اس سے کہا کہ وہ بھی بالکل آرام سے بیٹھ جائے۔ وہ خود بھی تکلف کرنے والوں میں سے نہیں تھا چنانچہ پاؤں پھیلا کر آرام سے بیٹھ گیا۔

"اچھا اب میں تمہیں یہ بتاؤں کہ آج صبح میں نے خبری سے مل کر کوٹھی پہنچی تھی۔"

"خبری دیوی سے۔؟"

"ہاں بہت سے معاملات ابھی تمہیں بتانے رہ گئے ہیں پچھلی بار میں اغوا ہو گئی تھی کم از کم تمہیں یہاں تک تو بتا چکی ہوں بلکہ تمہیں خود ہی معلوم ہے کہ انجلی کو دوبارہ اغوا سے بچانے کے پیچھے کیا کچھ کیا تھا اور پھر گیان چند کے بارے میں بھی تمہیں تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔ یہ بات شاید میں نے تمہیں نہیں بتائی کہ گیان چند کا ایک آدمی سنگھ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے انجلی کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی اور سنگھ ہی کے سہارے میں گیان چند تک پہنچی تھی بلکہ اس دوران رانا پور کا ایک چکر بھی لگایا تھا میں نے رانا پور کے بارے میں تمہیں مختصر تفصیلات بتائے دیتی ہوں۔"

"رانا پور کے بارے میں تفصیلات بتانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں تو اس وقت آپ کے پیچھے تھا۔" دیپ شرما نے کہا۔

"ارے۔ اوہ۔ کیسا میرا ذہن خراب ہو گیا ہے۔ ہاں بالکل

بالکل بہرطور میں پچھلی بار الفزہ گئی تھی۔ یہاں رانا پور سے جب میں واپس آئی تو پولیس میرے پیچھے لگ گئی۔ کیونکہ وہاں میں نے دیپک راؤ کو قتل کیا۔ گیان چند کے کچھ ساتھیوں کو بھی قتل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی رنگی کو بھی میری نشاندہی کر دی گئی تھی اور چونکہ بدصورت پولیس کو فراہم کی گئی تھی وہ میری تھی چنانچہ ایک پولیس انسپکٹر صاحب بھی تاک میں لگ گئے میں نے بہرطور انہیں مطمئن کر دیا۔

دلیپ شرما حیران نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر بولا "یقین کیجیے یہ بات مجھے نہیں معلوم۔"

"تو میں نے بتا دی نا۔ بہرطور اس دوران میں یہ سب کچھ کرتی رہی ہوں اور پھر گیان چند بھی میرے ہاتھوں مارا گیا میں تفصیل بتا رہی تھی کہ میں الفزہ گئی تھی اور الفزہ میں اتفاقیہ طور پر مجھے انجلی نظر آ گئی جو ساگر نامی ایک آدمی کی تحویل میں تھی۔ جے شری دیوی نے اسے پریشان ہو کر اس کے ساتھ بھیج دیا تھا۔ ان دنوں انجلی یہاں نہیں ہے۔ بلکہ اسپین میں ہے۔ خیر بات میں آگے سے کہہ گئی تو میں تمہیں بتا رہی تھی کہ انجلی سے ملنے کے بعد میں یہاں آئی اور میں نے فیصلہ کیا کہ جے شری سے انجلی کے سلسلے میں ملاقات کروں۔ میں سفر جاری تھی کہ راستے میں گیان چند نے مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی اور بالآخر مارا گیا۔ خیر پھر میں یہاں آئی اور تمہاری صورتحال معلوم کی تو مجھے پتا چلا کہ جے شری دیوی یہاں موجود ہیں اور مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔ دراصل الفزہ میں میں نے انجلی سے کچھ گفتگو کی تھی اور اسے یقین دلایا تھا کہ اس کے لیے میں ذرا برابر بھی نقصان دہ نہیں ہوں۔ اس بات سے جے شری دیوی متاثر ہوئیں اور انہوں نے مجھ سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے بعد میں نے دلیپ جے شری دیوی سے آج ہی ملاقات کی تھی۔ وہ یہاں ہوٹل سلور مون میں مقیم تھیں لیکن میرا خیال ہے اب یہاں نہیں ہوں گی۔"

"مگر اس کا مقصد ہے جے شری دیوی نے آپ سے کچھ گفتگو بھی کی ہوگی۔"

"معمولی گفتگو نہیں بلکہ بہت ہی حیرت انگیز اور معلوماتی گفتگو۔ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ شاید ان کی گفتگو میں میری زندگی کی کتاب کھل جائے لیکن افسوس یہ ابھی میرے مقدر میں نہیں ہے۔"

"جے شری دیوی نے کیا گفتگو کی آپ سے۔"

"پہلے تو وہ اس بات سے متاثر تھیں کہ میں نے انجلی سے ملاقات کرنے کے بعد اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسے دلاسے دیے اور اس بات نے انہیں بہت متاثر کیا تھا۔ وہ مجھے اپنی زندگی کی کہانی سنانے بیٹھ گئیں اور جو کہانی انہوں نے سنائی وہ بہت حیرت انگیز تھی۔"

"کیا؟" دلیپ شرما نے پوچھا اور پھر میں اسے جے شری دیوی کی سنائی ہوئی کہانی سنانے لگی۔

دلیپ شرما تصویرِ حیرت بنا میری ان تمام باتوں کو سن رہا تھا میں اسے ایک ایک لفظ کے بارے میں بتاتی رہی اور جب میری کہانی ختم ہوئی تو دلیپ شرما کا چہرہ عجیب سا ہو رہا تھا اس نے کہا۔

"اوہ مائی گاڈ۔ واقعی یہ کہانی بڑی حیرت ناک ہے لیکن بہرطور اس سے جے شری کی شخصیت کے کچھ اور پہلو سامنے آ گئے ہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آج تم نے اتنی زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔"

"میں اسے کامیابی نہیں سمجھتی۔ کاش اس میں میرے بارے میں بھی کچھ معلومات ہوتیں۔"

"آپ کے بارے میں یہ معلومات بہرحال حاصل ہو چکی ہیں کہ آپ ایک پراسرار شخصیت ہیں۔ سرن کمار جی آپ کو کہاں سے لائے تھے؟ اور آپ کا خاندان کیا ہے؟ آپ کا ماضی کیا ہے؟ یہ بات بےشک تشنۂ تکمیل ہیں لیکن کم از کم ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ اس سفید ڈائری میں آپ کا راز پوشیدہ ہے۔"

"آہ! سفید ڈائری کا تو پتا نہیں چلا۔"

"چل جائے گا وہ بھلا ہم سے کیسے دور رہ سکتی ہے۔"

"میں نے تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ گیان چند مجھے آرٹن فیک کے ساتھ شامل کرنا چاہتا تھا۔"

"یہ بات مجھے معلوم ہے۔"

"اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ آرٹن فیرک اور رانا پربت کے درمیان چل گئی ہے اور جانتے ہو کیوں چل گئی ہے۔"

"کیوں۔؟"

"بازن کے قتل کے بعد میں نے ہارٹن کو قتل کر دیا تھا۔" دلیپ شرما نے آنکھیں بند کر لیں اور پھر گردن ہلاتا ہوا بولا۔ "اب تو میں آپ سے خوفزدہ ہونے لگا ہوں بھابی جی۔"

"کیوں۔؟"

"اپنے ان نازک ہاتھوں سے آپ اتنے قتل کر چکی ہیں۔"

"مجھے خود یقین نہیں آتا لیکن میں کیا کروں حالات ایسے ہی خوفناک ہو جایا کرتے ہیں اب تم مجھے بتاؤ کیا میں صورت سے قاتل نظر آتی ہوں تمہیں۔؟"

"نہیں اس قسم کی قاتل تو نہیں۔" دلیپ شرما شرارت

مسکراتا ہوا بولا۔

"نہیں دلیپ شرما یہ سب کچھ جو میں نے کیا ہے اپنی میں رہ کر نہیں کیا۔ میں اپنی شخصیت سے الگ ہو جاتی ہوں اس وقت جب ایسے مراحل سے گزرتی ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں کسی معصوم جانور کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن میں کیا کروں ان لمحات کا جنہوں نے مجھے دیوانگی کا شکار کر دیا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں لیکن اب آپ نے کیا فیصلہ کیا بھابی جی۔؟"

"میرا کیا فیصلہ ہے؟ تم مجھے بتاؤ اب اس کے بعد میرا کیا قدم ہونا چاہیے۔ جے شری نے ایک دم سے انجلی کی حفاظت کی ذمہ داری میرے شانوں پر ڈال دی ہے میں دراصل یہ نہیں سمجھ پائی کہ وہ لوگ انجلی کو کیوں حاصل کرنا چاہتے تھے یہ تو ظاہر ہے کہ گیان چند رانا پربت کا آدمی تھا اور بعد میں وہ آرٹن فیرک کے ساتھ شامل ہو گیا۔ یہ دونوں انجلی کو کیوں حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔؟"

"فکر ہے۔ یہ بات تو شاید جے شری دیوی بھی نہ بتا سکیں۔"

"کہاں بتا سکیں وہ۔ ظاہر ہے اب انہوں نے مجھ سے کچھ نہیں چھپایا مگر ایک بات میرے ذہن میں آتی ہے۔"

"کیا۔؟"

"ان دونوں کو انجلی سے کسی خاص وجہ سے دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ کیا تم کیول سانگا کو نظرانداز کر دو گے دلیپ شرما؟" دلیپ شرما اچھل پڑا۔ اس نے حیرت ناک لہجے میں کہا۔ "اس کا مطلب ہے بھابی جی کہ آپ بھی بہت دور تک سوچ سکتی ہیں۔؟"

"ہاں ہم بہرطور کیول سانگا کے کردار کو نظرانداز تو نہیں کر سکتے۔ وہ کہاں ہے؟ کہاں گم ہو گیا اور یہ بات نظرانداز نہیں کی جا سکتی کہ انجلی اس کی بیٹی ہے بےشک کیول سانگا نے اس سے غداری کی اور جے شری جی کو دھوکا دیا لیکن بہرطور زندگی کے کسی بھی لمحے میں کسی بھی شخص کے دل میں اپنی اولاد کے لیے محبت جاگ سکتی ہے اور کیول سانگا آخر غائب کہاں ہو گیا۔ جبکہ وہ اس سلسلے میں ایک خصوصی کردار تھا میرے ان الفاظ پر دلیپ شرما پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے اب ہمارے سامنے ایک اور کردار بھی آ گیا ہے۔ یعنی کیول سانگا۔"

"ہاں ہرچند کہ وہ کردار آج تک اس تمام ہنگامے میں کہیں نظر نہیں آیا اور نہ ہی اس کے نشانات جے شری دیوی کو ملے لیکن بہرطور اسے بھولا نہیں جا سکتا۔"

"بالکل۔ بالکل سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ پھر آپ میری ابتدائی ذمہ داری بتائیے دیوی جی کہ میں کیول سانگا کو تلاش کروں۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں سنسنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا یہ ممکن ہے۔؟"

"کوشش کی جا سکتی ہے ظاہر ہے ایک کردار وجود میں آیا ہے اور ہم اس کے بارے میں جان چکے ہیں تو اب یہ بات کیسے سوچی جا سکتی ہے کہ اسے بالکل ہی نظرانداز کر دیا جائے۔ ہو سکتا ہے وہ اس منظر میں موجود نہ ہو لیکن کم از کم ہمیں اس بات کی تصدیق تو ہو جائے۔"

"ہوں بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ دیکھو نا اسی لیے تو میں تمہیں اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتی تھی۔"

"اب چھوڑیے ان باتوں کو جب آپ مجھے اپنے ساتھ شامل کر چکی ہیں تو اب اس کا تذکرہ کرنے سے کیا فائدہ۔" دلیپ شرما بولا اور میں ہنس پڑی۔

"دراصل یہ یقین کرنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ کیا واقعی ایک انہونی ہو گئی ہے؟ کیا تم واقعی میرے ساتھ سنجیدگی سے میرے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہو۔ تمہاری فطرت کی وجہ سے یقین نہیں آتا۔"

"یقین کر لیں تو مجھے بتا دیں۔" دلیپ شرما نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی ہنسنے لگی۔ درحقیقت مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے زندگی کی کوئی بہت بڑی مسرت مجھے مل گئی ہو۔ ایسا لگتا یہ تھا کہ دلیپ شرما کی شمولیت کے بعد میرے حالات میں کیا نمایاں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور مجھے ان تبدیلیوں کا انتظار کرنا ہوگا۔

انسانی فطرت کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا بعض اوقات کوئی بہت بڑی خوشی بےحقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات کوئی چھوٹی سی مسرت دل میں اس طرح امنگیں جگا دیتی ہے کہ انسان خود اپنی ذات کا تجزیہ نہیں کر پاتا اور یہ سوچتا ہی رہ جاتا ہے کہ یہ خوشی اسے کہاں سے ملی؟ مجھ پر ایک عجیب والہانہ کیفیت طاری تھی کوٹھی میں دلیپ شرما میرے ساتھ تھا اور مجھے صرف ایک آدمی کے بڑھ جانے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پوری کوٹھی بھری بھری ہو۔ دلیپ شرما ویسے بھی بہت ہی خوش مزاج اور شریر فطرت کا مالک تھا۔ بہرحال اسے ایک نئی سو جھی تھی اور

مجھے اس کی یہ بات بے حد پسند تھی۔ کوٹھی کو میں نے اپنے لیے خریدا تھا اور اس سے مجھے بس اتنی ہی دلچسپی تھی۔ کہ وہ میرے مقصد کے لیے ایک الگ جگہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن دلیپ شرما نے اس میں بہت سی تبدیلیاں کرڈالیں۔ جگہ جگہ شکل تبدیل کی گئی تھی۔ کوٹھی کو جدید فرنیچر سے آراستہ کیا گیا۔ اس کے انداز میں اتنی اپنائیت تھی جیسے وہ اس کوٹھی کا مالک ہو اور اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس پر لازمی طور پر عمل ہوگا۔ ویسے میں نے اس کے کسی کام میں مداخلت نہیں کی تھی۔ بلکہ ایک کام اور کرڈالا تھا۔ میں ایک صبح اسے لے کر باہر نکلی اور بینک گئی اور وہاں اس کا ایک چھوٹا سا اکاؤنٹ کھلوادیا۔ یہ اکاؤنٹ صرف بیس ہزار روپے سے کھولا تھا۔ دلیپ شرما نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ لیکن چند روز کے اندر اندر میں نے اس میں دس لاکھ روپے جمع کرادیے اور خاموشی سے پاس بک دلیپ شرما کو دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم دس لاکھ روپے کے مالک ہو۔ یہ سب کچھ میں نے اس لیے کردیا ہے کہ اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو تم مجھ سے بار بار اس کا اظہار نہ کرو۔"

"اوہ۔ ٹھیک۔" دلیپ شرما نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ اس نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ بہرطور تقریباً دس دن اتنے خوشگوار گزرے کہ ناقابل بیان ہے۔ حالانکہ دنیا کی نگاہوں میں اگر یہ بات آجاتی تو میرے بارے میں نجانے کیسی کیسی کہانیاں مشہور ہوجاتیں۔ ایک نوجوان لڑکی۔ کنواری، ایک نوجوان لڑکے کے ہمراہ عیش کے ساتھ کوٹھی میں رہ رہی ہے اس پر اپنی دولت بھی خرچ کررہی ہے۔ دونوں دن رات ساتھ رہتے ہیں۔ کوئی بھی سوچنے والا ہمارے بارے میں جو کچھ بھی سوچ لیتا حق بجانب تھا۔ لیکن سچ بات یہ ہے کہ یہ خیال ایک دوبار ہی میرے ذہن میں آیا تھا ورنہ میں نے اس انداز میں نہیں سوچا تھا۔ دنیا سے تو مجھے نفرت ہی تھی۔ کوئی کسی کی بری بات پر ایک لمحے میں تبصرہ کردیتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اسے کسی کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ پھر اگر ایسے لوگ کسی کے بارے میں کچھ کہیں تو ان کی باتوں پر کیا توجہ دی جائے۔ یہ دس دن اتنے خوشگوار گزرے تھے کہ میں انہیں اپنی زندگی کے سنہرے دن کہہ سکتی تھی۔ دلیپ شرما بھی اس طرح میرے ساتھ تعاون کررہا تھا کہ مجھے یقین نہیں آتا تھا فطرتاً سرکش آدمی تھا۔ ایک لمحے میں بھڑک جانے والا لیکن ان دنوں اس نے کمال کیا تھا۔ ہم اکثر سیروسیاحت کے لیے نکل جاتے اور کافی گھومتے پھرتے رہتے۔ ودیا اس دوران اپنی ذمہ داریاں پوری کررہی تھی۔ اور درحقیقت وہ میرے لیے اتنی قیمتی حیثیت رکھتی تھی کہ ناقابل بیان ہے۔ اس نے میری پوزیشن سنبھال رکھی تھی ورنہ دو ہی صورتیں ہوتیں یا تو میں اپنی ان ہنگامہ خیزیوں کو ترک کردیتی یا ایئر انڈیا کی، ملازمت مجھے چھوڑنا پڑتی۔ لیکن یہ ملازمت جس طرح میرے لیے آڑ ثابت ہوئی تھی اس کا کوئی جواب ہی نہیں تھا۔ ودیا کو میں نے بہترین تربیت دی تھی۔ اس بات کے امکانات کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا کہ جس طرح بیرون ملک مجھے بہت سارے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ اس طرح میری حیثیت سے کہیں ودیا بھی نہ متاثر ہوجائے۔ ایسے لمحات کے لیے میں نے ودیا سے کہہ دیا تھا کہ ایسی صورتحال میں اس کا کام صرف یہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو ان لوگوں سے محفوظ رکھے جو اس تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے بعد فوراً اپنی فلائٹ سے یہاں واپس آجائے لیکن میں اسے اپنی خوش بختی ہی قرار دیتی ہوں کہ آج تک جتنی بار بھی ودیا نے میری جگہ خدمات انجام دیں۔ اسے ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آیا جس کی وجہ سے مجھے الجھنوں کا شکار ہونا پڑتا لیکن اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے اور اس سلسلے میں میری دلیپ شرما سے بھی گفتگو ہوئی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ ودیا کا تعلق بھی بلیک چینل سے رہا ہے۔" دلیپ شرما ایک بات بتاؤ جب تم اتنی معلومات حاصل کرسکتے ہو تو پھر تم نے کوئی ایسا پیشہ اختیار کیوں نہ کیا جو تمہاری ذہانتوں سے [illegible] ہو؟" اس سوال پر دلیپ شرما نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور ہنسنے لگا۔

"دیوی جی آپ بار بار یہ سوال کرکے مجھے غصہ دلانے لگتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیا میں اپنے گلے میں ڈھول ڈال لوں۔ لوگوں سے چیخ چیخ کر کہتا پھروں کہ میں اتنا باصلاحیت آدمی ہوں۔ اور مجھے میری صلاحیتوں کے مطابق کام دیا جائے۔"

"یہ بات نہیں دلیپ شرما دنیا میں جن لوگوں نے اپنا مقام حاصل کیا ہے پہلے انہوں نے اپنے آپ کو اس دنیا سے روشناس کرایا ہے۔ اور اس کے بعد دنیا نے انہیں تسلیم کیا ہے۔"

"شاید یہی فرق مجھے ابھی تک پسماندہ رکھے ہوئے ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے ورنہ تم جس قدر باصلاحیت انسان ہو اس کے بعد تو تمہیں مقامی انتظامیہ کا اعلیٰ عہدیدار ہونا چاہیے تھا۔"

"چھوڑیئے محترمہ، یہ اعلیٰ عہدیدار جس طرح یہ عہدے حاصل کرتے ہیں آپ کو ان کا اندازہ نہیں ہے کیسے کیسے پریشان کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے انہیں۔ بس میری فطرت میں نجانے کیوں یہ بات ہے کہ میں کسی کی خوشامد نہیں کرسکتا۔ اور شاید اسی کی

وجہ سے مجھے دنیا کی نعمتوں سے محروم رکھا۔"

"چلو چھوڑو بات کہاں سے کہاں نکل گئی ہم تو کہہ رہے تھے کہ ودیا۔ ودیا کا تعلق۔"

"ہاں ظاہر ہے یہ لڑکی اس طرح تو تربیت یافتہ نہیں ہو جاتی۔ مجھے اندازہ ہے کہ تمہارا اور اس کا تعلق بلیک چینل ہی کے ذریعے قائم ہوا ہوگا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ بلیک چینل کے ارکان نے خود ہی میری ہم شکل لڑکی تلاش کی تھی اور اسے یہ ذمہ داریاں سونپی تھیں کہ وہ میری جگہ ڈیوٹی انجام دے۔ چنانچہ اس کی تربیت بلیک چینل ہی نے کی تھی۔"

"یہ بلیک چینل بھی خوب تھا۔ اس کا قلع قمع کیسے ہوگیا؟"

"اب یہ تو بھگوان ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن ایک بات میں تم سے کہوں گی برے لوگوں میں وہ بہت اچھے لوگ تھے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ میں نے بلاشبہ ایک مقصد کے تحت ان تک رسائی حاصل کی تھی۔ میں اپنی ان کمزوریوں کو دور کرنا چاہتی تھی دلیپ شرما جو عورت کی حیثیت سے میرے اندر تھیں۔ اور میں جانتی تھی کہ صرف ایک عورت رہ کر یا ایک ایئرہوسٹس رہ کر میں اپنے مقاصد کی تکمیل نہیں کرسکتی۔ مجھے کچھ ایسے ہمدردوں کی تلاش تھی جو میرے لیے کچھ کرسکیں اور بلیک چینل میں داخل ہوکر میں اپنا ایک مقام بنانا چاہتی تھی۔ اور اس کے بعد اپنے انتقام کی تلاش میں سرگرداں ہوسکتی۔ خوش قسمتی تھی۔ یہ سب کچھ ہوچکا اور بلیک چینل ختم ہوگیا لیکن بہرطور اس نے میری اتنی تربیت کردی کہ اب، میرا مطلب ہے۔ میں تمہارے سامنے ہوں۔"

"ہوں، ٹھیک ہے بھارتی جی ویسے ودیا کے سلسلے میں آپ کو ہمیشہ محتاط رہنا پڑے گا۔"

"ہاں میں جانتی ہوں میں نے ودیا کو تمام صورتحال سے بھی آگاہ کردیا ہے۔ میرا مطلب ہے یہ بتادیا ہے اسے کہ میرے دشمن دنیا کے بہت سے مختلف حصوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی بھی حادثہ پیش آسکتا ہے چنانچہ وہ محتاط رہے۔" دلیپ شرما پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔ ہم لوگ فرصت سے تھے۔ اور ہر موضوع پر گفتگو کرتے رہتے تھے۔ دلیپ شرما کو تو اب میری زندگی کا ایک ایک راز معلوم ہوچکا تھا۔ اور اس سے اب کچھ چھپانا ہی بے سود تھا۔ چنانچہ ایک دن میرے اور اس کے درمیان اس موضوع پر بھی گفتگو ہوئی۔ میں نے اس سے کہا۔

"دلیپ شرما تم اتنے ذہین انسان ہو کم از کم میرے بارے میں سوچتے تو ہوگے؟"

"مجھے دیوی جی آپ کے بارے میں سوچنے کے علاوہ میرا اور مصرف ہی کیا ہے؟"

"بکی شرارت نہیں۔ میری مراد کچھ اور ہے۔"

"تو پھر میری مراد کچھ اور کیوں سمجھ لی آپ نے؟" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"سنجیدہ نہیں ہوگے؟"

"ہوگیا۔"

"یہ بتاؤ میں کیا ہوں؟"

"آپ۔ آپ یونان کی سائیکی ہیں۔" دلیپ شرما نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور میں اسے گھورنے لگی۔

"باز نہیں آؤگے؟"

"ارے۔ ارے انسان وہی تو سب کچھ کہہ سکتا ہے جو اس کے دل میں ہو۔"

"تو اب تمہارے دل میں کچھ ہونے لگا ہے؟"

"اب؟" دلیپ شرما نے کچھ متعجبانہ انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ تم سنجیدہ نہیں ہوتے تو نہ ہو۔ میں یہ موضوع ہی ختم کیے دیتی ہوں۔"

"ارے نن۔ نہیں تم میرا مطلب ہے یہ تو تم میرا قصور تھا۔ آپ اپنے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں؟"

"سفر، یہ سارے کے سارے جو میرے لیے پاگل ہوگئے ہیں آخر ان کا مقصد کیا ہے؟"

"ان ساروں میں، میں بھی شامل ہوں کیا؟" دلیپ شرما نے پوچھا۔ اور میں روٹھ کر بیٹھ گئی۔ دلیپ شرما شرارت آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"بھارتی بس یہی ایک مسئلہ ایسا ہے جس کا میں ابھی تک کوئی اندازہ نہیں کرسکا۔ ویسے کتنے آدمی ہیں جو سفید ڈائری کے چکر میں ہیں۔ اور سفید ڈائری کے بارے میں یہ بات منظرعام پر آچکی ہے کہ تم ان کے اوراق میں پوشیدہ ہو کسی طرح میرے ہاتھ میں یہ سفید ڈائری آجائے تو اس کے بعد میں بتاسکتا ہوں کہ چکر کیا ہے؟"

"تو یہ بھی کوئی بات ہوئی۔" میں اچانک بول پڑی گویا روٹھنا بھول گئی تھی۔

"کیوں؟" دلیپ شرما نے سوال کیا۔

"سفید ڈائری جس کے ہاتھ بھی لگی ہوگی وہ میرے بارے میں جان گیا ہوگا۔"

"ہوں، فکر انگیز بات کہی ہے آپ نے دیوی جی۔ سفید ڈائری بہرطور اپنے مرکز سے غائب ہوگئی ہے۔ میرا مطلب ہے جہاں سے لاکر

نکال لیا گیا ہے۔ اور یقیناً لاکٹ سے نکلنے کے بعد وہ کسی نہ کسی کے ہاتھوں میں تو ضرور پہنچی ہوگی۔ کم از کم وہ شخص آپ کی اصلیت جان چکا ہوگا۔ اور جس کے پاس سفید ڈائری ہوگی دیوی جی ظاہر ہے یہ وہی شخص ہوگا جو آپ میں دلچسپی لے رہا تھا، اور جو ایک طویل الجھے ہوئے شکنجے میں گرفتار ہے۔ مجھے صرف یہ تعجب ہے کہ اس نے آپ تک پہنچنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟"

میں دفعتاً چونک کر دلیپ شرما کو دیکھنے لگی تھی۔ بڑی دور کی کوڑی لایا تھا۔ واقعی اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ سفید ڈائری جب تک لاکٹ میں محفوظ تھی اور اس کے بارے میں کسی کو یہاں تک کہ مجھے بھی پتا نہ تھا، یہ راز اس میں چھپا ہوا تھا لیکن جس نے بھی وہ ڈائری لاکٹ سے نکالی کم از کم اس کا مقصد تو حل ہو گیا ہوگا۔ اور اپنے مقصد کے حل ہونے کے بعد اگر اس کا تعلق کسی نہ کسی طور مجھ سے تھا تو اس شخصیت کو مجھ تک پہنچنا چاہیے تھا۔ آزن فیرک، رانا پربت سنگھ، یہ دو ہی نام تھے جن کے بارے میں اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ سفید ڈائری کے چکر میں ہیں۔ ہاں ان دونوں سے بھی پہلے ایک بہت ہی اہم نام مجھے شری دیوی کی معرفت میرے کانوں تک پہنچ چکا تھا اور وہ تھا کیول سانگا۔ کیول سانگا اگر حیات ہے اور وہ بھی اس سفید ڈائری سے دلچسپی رکھتا ہے تو کہیں وہ ڈائری اس کے ہاتھ نہ لگ گئی ہو۔ یا پتا نہیں کیول سانگا موجود بھی ہے یا نہیں۔ ویسے رانا پربت سنگھ جتنا خطرناک آدمی تھا اس کے تحت مجھے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ کیول سانگا اس کے سامنے کچھ نہ رہا ہوگا۔ رانا پربت نے جس چالاکی سے جو شری کو پھانسا تھا وہ بھی قابل دید تھی۔ اور اس کے بعد بٹیل، پھر آزن فیرک۔ یہ لوگ بھی براہ راست ان معاملات میں ملوث تھے۔ آہ۔ اگر ڈائری کا راز کسی کے کانوں تک پہنچ گیا ہے تو اس نے مجھ سے رجوع کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیوں نہیں؟ دلیپ شرما کا یہ کہنا بالکل ہی درست تھا۔ اس وقت دلیپ شرما میرے چہرے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"کہاں کھو گئیں بھارتی جی؟"

"دلیپ تمہارے الفاظ بہت مضبوط اور قیمتی حیثیت رکھتے ہیں۔"

"لیکن دیوی جی ڈائری کو گم ہوئے تو بہت عرصہ ہو گیا۔ اس دوران کچھ ہو جانا چاہیے تھا۔"

"ہو سکتا ہے کسی کا موقع نہ لگا ہو اب تک۔"

"اب صرف ایک ہی طریقہ ہے بھارتی جی۔"

"وہ کیا؟"

"ہمارے سامنے چند نام ہیں۔ ہمیں چند کے بجائے دو ہی کہوں، تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی رانا پربت اور آزن فیرک اور جیسا کہ آپ کو اطلاع ملی ہے کہ رانا پربت اور آزن فیرک کے درمیان چل گئی ہے۔ اب یوں سمجھیے کہ دونوں ہی الگ الگ ہیں۔"

"تم اس کی وجہ تو سمجھتے ہو ناں؟" میں نے درمیان میں اسے ٹوکا۔

"کس کی وجہ؟"

"ان دونوں کے درمیان چل جانے کی وجہ؟"

"ہاں آپ نے آزن فیرک کے ایک بیٹے کو قتل کر دیا تھا نا۔ اور اس کا الزام رانا پربت پر آ گیا ہے۔"

"ہاں بالکل۔"

"بہرطور یہ ایک بالکل ہی الگ بات ہے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ چونکہ دونوں ہی خطرناک لوگ ہیں اور در پردہ بیٹھے ڈور ہلا رہے ہیں کیوں نہ ہم ان کی آگے بڑھ کر بڑھتی ہوئی ڈور پکڑ لیں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ براہ راست انہیں چھیڑا جائے ان کے ساتھ تفریح کی جائے اور اس کے بعد انہیں پر کھلا دیا جائے۔"

میں چونکی ہوئی نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھنے لگی پھر میں نے کہا "لیکن۔ لیکن دلیپ شرما یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟"

"ہو سکتا ہے کیوں نہیں ہو سکتا۔ پہلے نا کا جو... کس کام آئے گا؟" دلیپ شرما نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ میں تعجب خیز نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھتی رہی۔ بڑا انوکھا منصوبہ پیش کیا تھا اس نے واقعی۔ واقعی آج تک میری کیفیت کچھ مدافعانہ رہی تھی۔ اور میں نے صرف ان لوگوں کی چیرہ دستیوں کے جواب میں اپنا ڈیفنس کیا تھا۔ لیکن کیا دلیپ شرما کے کہنے کے مطابق خود آگے بڑھ کر ان کے خلاف کام کیا جا سکتا ہے؟ واقعی اس طرح ان لوگوں کو منظر عام پر لانے میں آسانی ہوگی۔ یہ تو بہت دلچسپ اور دلکش بات تھی میں کافی دیر تک دلیپ شرما کی تجویز کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔ رات کو سونے کے لیے لیٹی تب بھی یہی خیال میرے ذہن میں تھا اور میں اس نمایاں تبدیلی کو بخوبی محسوس کر رہی تھی۔ اس سے پہلے جو کچھ ہوتا رہا تھا وہ ایک دکھ بھرے انداز میں تھا۔ لیکن اب جو کچھ ہونے والا تھا اس میں ایک بھرپور قوت شامل تھی۔ بلاشبہ بلیک چینل کے رکن کی حیثیت سے میں نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیے تھے۔ کہ اپنے آپ کو بلیک چینل کی ایک رکن خاص بنا ڈالا تھا لیکن اپنی ذات کے سلسلے میں، میں ابھی تک کوئی اتنا بڑا کام نہیں کر سکی تھی۔ جو میرے لیے تسلی بخش ہوتا۔ دلیپ شرما کی شمولیت سے اس کام کا آغاز بھی ہونے ہی والا تھا۔ اس گفتگو کے دوسرے دن ناشتے کی میز پر میں نے دلیپ شرما سے کہا۔

"تو پھر دلیپ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟"

"کس بارے میں میڈم؟" اس نے سوال کیا۔

"وہی تجویز جو تم نے پیش کی تھی۔"

"میرا خیال ہے ہمیں اس سلسلے میں کوئی موثر کارروائی شروع کر دینی چاہیے۔ اب دیکھیے ناں اتنے دن سے آپ کا نمک کھا رہا ہوں۔ اور ابھی تک کچھ کر کے نہیں دکھایا۔"

"فضول باتیں کرنا تمہاری فطرت میں اتنا شامل ہو گیا ہے کہ اب تم خود بھی چاہو تو ان سے گریز نہیں کر سکتے۔"

"کوئی فضول بات کر ڈالی میں نے؟" دلیپ شرما نے سوال کیا۔

"تو اور کیا؟ اس سے زیادہ فضول بات اور کون سی ہو سکتی ہے؟ جو تم کر رہے ہو یہ نمک اور مرچ کیا چیز ہوتی ہے؟"

"میڈم آپ یقین کیجیے یہ بات میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی۔ نمک تو ایک بہت معمولی سی چیز ہے۔ ایک بالکل ہی بے حقیقت سے بھلا کتنے کا آتا ہے وہ؟ تھوڑی سی قیمت ہوتی ہے جب کہ لوگ اس سے کہیں کہیں قیمتی چیزیں کھا کر دوسروں سے انحراف کر ڈالتے ہیں بعض اوقات کچھ لوگ وعدے انتہائی بے تکے ایجاد کر دیے جاتے ہیں جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔"

"بس بکواس کرنے۔ بس تمہیں تو ایک موضوع ملنا چاہیے۔"

"ارے ارے میں شاید بکواس کر رہا تھا۔ اچھا خیر چھوڑیے بکواس مشتری، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ہمارے اندر تحریک کیسے بیدار ہو؟"

"ہاں بالکل تم نے بہت اچھی تجویز پیش کی ہے۔ میں نے اس پر جتنا بھی غور کیا مجھے خوشی ہوتی چلی گئی۔ واقعی اب میں اس قابل ہوں تمہاری شمولیت سے کہ ان لوگوں کے خلاف ہم خود آگے بڑھ کر کام کر سکیں۔"

"آداب عرض کرتا ہوں۔ آداب عرض کرتا ہوں۔" دلیپ شرما نے جھک کر کہا۔

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کو شروع کیسے کیا جائے؟"

دلیپ شرما چند لمحات گہری سوچ میں ڈوبا رہا پھر بولا۔

"جہاں تک حالات و واقعات کی روشنی میں میں نے دیکھا ہے۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ رانا پربت زیادہ خطرناک آدمی ہے اور آزن فیرک اس کی نسبت کم۔ چنانچہ پہلے کمزور پہلو کو تلاش کریں اور اس کے بعد اس سے آگے بڑھیں۔ آزن فیرک کی تلاش اب ہمارا پہلا کام ہے کیا خیال ہے آپ کا؟ آزن فیرک کو کہاں تلاش کیا جائے؟"

"یہ بات دعوے سے تو نہیں کہی جا سکتی۔ ویسے حیرت انگیز بات ہے کہ اس دوران وہ کئی بار مجھے مل چکا ہے۔ خاص طور سے اس کا مسکن فرانس معلوم ہوتا ہے۔"

"ہوں۔ تو بھارتی جی کسی بھی کام کے لیے تھوڑی سی جدوجہد تو کرنا ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کافی آرام کر لیا آپ نے بھی۔ اب بے چاری ودیا کو بھی تھوڑی سی چھٹی ملنی چاہیے۔"

"ویری گڈ۔ تو گویا تم نے بھی اس انداز میں سوچا جس طرح میں نے۔"

"جی ہاں۔ جی ہاں۔ بالکل یقیناً مالک پہلے سوچتا ہے ملازم بعد میں۔"

"قسم لے لو مجھ سے، میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ اب مجھے کسی فلائٹ پر جانا چاہیے۔ تم ہمیشہ جلانے والی بات کر دیتے ہو۔"

"جی؟ اس میں بھی کوئی جلنے کی بات ہو گئی؟"

"تو اور کیا۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں نے تمہاری بات دہرا دی ہے۔"

"ذرا بھی درست نہیں تو کونسی ایسی بری بات ہے؟ اب ہمارے درمیان معمولی رشتہ تو ہیں نہیں۔" دلیپ شرما نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مجھے بھی ہنسی آ گئی۔

"اچھا خیر چھوڑو۔ تو تمہاری رائے یہ ہے کہ میں فلائٹ پکڑ لوں۔"

"بالکل۔ بالکل۔ ذرا زندگی میں تحریک رہے تو کیا حرج ہے؟"

"اور تم اس دوران کیا کرو گے؟"

"وہ دراصل۔ دراصل۔" دلیپ شرما نے گردن کھجاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے اسے دیکھا اور وہ جھینپے ہوئے سے انداز میں ہنسنے لگا۔

"نہیں یار آؤ گے تم؟"

"نہیں۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔"

"کیا آخر؟"

"اس دوران ودیا دیوی تو یہاں رہیں گی نا؟"

"کیا مطلب؟"

"یعنی آپ فلائٹ پر جائیں گی تو ودیا دیوی یہاں اس کوٹھی میں نہیں آ جائیں گی؟"

"ہاں آ جائے گی۔"

"تو پھر میرے لیے کیا پریشانی ہے۔ ذرا ان کے ساتھ ہی تفریح رہے گی۔"

"اوہ۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے ضرور تھی۔ تمہارے مشاغل پر تو میری کوئی پابندی نہیں ہو سکتی۔"

"شکریہ۔ بے حد شکریہ۔" دلیپ شرما نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میں اسے گھورتی رہی۔ لیکن پھر میں نے اپنا تاثر فوراً ہی بدل لیا۔

"تو پھر میں وِدّیا سے رابطہ کیے لیتی ہوں۔"

"ضرور۔" دلیپ شرما نے جواب دیا اور میں نے گردن ہلا دی۔ بہرطور دلیپ شرما کی اس بات سے مجھے کوئی خاص احساس نہیں ہوا تھا۔ لیکن بس، نہ جانے کیوں ایک ہلکی سی جلن میرے ذہن میں ضرور پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی مرضی ہے جہاں دل چاہے جھک مارے مجھے اس سے کیا؟ بس میرے کام آتا رہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اس کے بعد سرلا دیوی سے رابطہ قائم کیا۔ سرلا دیوی ہی وہ واحد ذریعہ تھیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی کہ وِدّیا اس وقت کہاں ہے؟ ادھر سرلا دیوی نے فون ریسیو کر لیا۔

"ہیلو۔"

"کون؟"

"آپ کی خادم۔"

"اوہ تم۔ کہو بھئی کیا حال ہیں؟ بہت دن بعد رابطہ قائم کیا؟"

"جی۔ دیوی جی۔ بس ذرا آرام کر رہی تھی۔"

"بھلا۔ میرے لائق کیا خدمت ہے؟"

"وِدّیا کہاں ہے؟"

"اس وقت آئی ہوئی ہے۔ آج ہی فلائٹ سے واپس پہنچی ہے۔"

"او ہو گڈ۔ تو دیوی جی آپ ذرا اسے ٹیلیفون کر کے کہہ دیں کہ کوٹھی پہنچ جائے۔"

"بہت بہتر اور کیسی گزر رہی ہے؟"

"ٹھیک ہے۔ حسبِ معمول کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"مجھ سے ملنے بھی نہیں آئیں؟"

"مناسب نہیں ہوتا آپ خود سوچ لیجیے۔"

"ہاں خیر، یہ تو ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں میں نے تم سے کبھی شکایت نہیں کی۔ بہرطور وِدّیا کو ٹیلیفون کیے دیتی ہوں اور اسے بتا دیتی ہوں کہ وہ تم سے مل لے۔"

"جی جی۔" میں نے کہا اور اس کے بعد رسمی گفتگو ہوئی۔ پھر سرلا دیوی نے فون بند کر دیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وِدّیا کوٹھی میں داخل ہوتی ہوئی نظر آئی۔ خوش و خرم تھی۔ پرس ہلاتی ہوئی آ رہی تھی۔ میں نے دور ہی سے اسے دیکھ لیا اور اس کا سواگت کرنے کے لیے باہر نکل آئی۔ دلیپ شرما اپنے کمرے میں تھا۔ وِدّیا نے مجھے سلام کیا اور ہمارے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ میں اسے لیے ہوئے اندر ڈرائنگ روم میں آ گئی تھی۔ پھر میں نے اس سے کہا۔

"کہو وِدّیا کیا صورت حال ہے؟ کوئی ایسی خاص بات تو نہیں؟"

"نہیں بھابی جی۔ سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ کام معمول کے مطابق ہو رہا ہے۔ مجھے کوئی الجھن کوئی دقت پیش نہیں آئی۔"

"تھک گئی ہو گی فلائٹ پر جاتے جاتے۔"

"نہیں۔ آپ یقین کیجیے یہ زندگی تو مجھے اتنی پسند ہے کہ بیان نہیں کر سکتی۔"

"پھر بھی چند روز آرام کر لو تو کیا حرج ہے؟"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ ظاہر ہے سب کچھ آپ کے حکم کے مطابق ہی کرنا ہے۔"

"ہاں میں چند روز کے لیے اپنی ڈیوٹی سنبھالنا چاہتی ہوں۔"

"جی بہت بہتر۔" وِدّیا نے جواب دیا اور اس کے بعد ہم لوگ دوسری گفتگو کرتے رہے۔ اسی دوران دلیپ شرما بھی ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ اور وِدّیا اسے دیکھ کر چونک گئی۔

"نہیں۔ وِدّیا انہیں تو تم جانتی ہی ہو گی۔ دلیپ شرما جی ہیں۔"

"ن۔ نہیں مم۔ میں۔" وِدّیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اسے اس بات سے خوف محسوس ہو رہا تھا کہ ایک تیسری شخصیت بھی آج ہم دونوں کی رازدار بن گئی لیکن میں نے دلیپ شرما کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"وِدّیا دلیپ شرما ہمارے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں یہ میرے انتہائی رازدار دوست ہیں اور اب اس کوٹھی میں رہتے ہیں۔"

"اوہ۔" وِدّیا نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ دلیپ شرما پُرسکون انداز میں مسکرا رہا تھا بہرطور وِدّیا سنبھل کر بولی۔

"دلیپ جی تو اس طرح ہم لوگوں سے واقف نظر آ رہے ہیں جیسے اب تک مجھے بھی اچھی طرح دیکھتے رہے ہوں گے۔"

"ہاں وِدّیا ہم سب سے چھپے رہے لیکن دلیپ جی کی نظر سے نہیں چھپ سکے۔"

"تب تو اسے ایک حیرت انگیز بات کہی جا سکتی ہے اور خوش بختی ہے کہ دلیپ جی ہمارے ساتھی ہیں۔"

"بالکل۔ بالکل۔ مطلب یہ تھا کہ اگر تم دلیپ جی سے کوئی تکلف محسوس نہ کرنا یہ بہت دلچسپ آدمی ہیں اور اس دوران

جب تک تم یہاں آرام کرو گی یہ تمہارے ساتھ رہیں گے تو دیکھو گی یہ تمہیں ہنساتے رہیں گے۔" وِدّیا نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھا۔ دلیپ شرما خاموش اور سنجیدہ بیٹھا تھا۔ پھر میں نے دلیپ شرما سے کہا۔

"اچھا دلیپ اب تھوڑی دیر کے بعد میں چلی جاؤں گی۔ اور پھر فلائٹ پر ہی رہوں گی۔ یہ بتاؤ کیا تمہیں اپنی فلائٹ سے آگاہ کرتی رہوں؟"

"بہتر تو یہی ہو گا۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"اوکے میں بتاتی رہوں گی کہ اس وقت میں کہاں ہوں۔ اس دوران اگر کوئی اہم بات ہوئی تو تم سے رابطہ قائم کروں گی۔ ورنہ تم آرام سے وقت گزارنا۔"

"اوکے میڈم۔" دلیپ شرما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ پھر میں ان سے رخصت ہو کر واپس پلٹ پڑی۔ بہت دن کے بعد فلائٹ پر جا رہی تھی دل میں نہ جانے کیسے کیسے خیالات آ رہے تھے۔ کیا دلچسپ زندگی ہے میں مسلسل فلائٹ پر موجود ہوں۔ اور نہیں بھی ہوں۔ ماتا جی ونود اور راگنی بے چارے مسلسل احمق بن رہے تھے۔ لیکن بہرطور یہ سلسلہ ایسا نہیں تھا جس سے انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچتی چنانچہ مجھے بھی اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں تھی۔ فلیٹ پر پہنچی تو ونود لپکنے لگا۔

"بڑی جلدی آ گئیں آپ دیدی؟ آپ کا پروگرام تو کچھ دیر سے آنے کا تھا؟"

"ہاں ونود بس کوئی کام نہیں ہوتا تو تم لوگوں کے ساتھ ہی وقت گزارنا اچھا لگتا ہے۔"

"دیدی زندگی بڑی مجبور رہ گئی ہے ایک انکشاف کرنا چاہتا تھا آپ پر۔" ونود نے کہا۔

"اچھا کرو بھئی بہت خوشی کی بات ہے یہ تو۔"

"میری رائے ہے دیدی کہ اب راگنی دیدی کی شادی کر دی جائے۔"

"ارے۔ ارے اتنی بڑی بڑی باتیں کیوں کر رہے ہو ونود خیریت ہے یہ خیال تمہارے ذہن میں کیسے آیا؟"

"میں دو بہنوں کا بھائی ہوں مجھے ان دونوں کی شادی کی فکر ہو گی تو پھر کسے ہو گی؟"

"ہاں یہ تو ہے لیکن یہ تو بتائیے جناب ونود صاحب کہ آپ اپنی بہنوں کی شادی کرنے کے لیے دولت وغیرہ بھی رکھتے ہیں؟"

"یہی تو بدنصیبی ہے میں وہ غریب بھائی ہوں جو اپنی بہنوں کے جہیز کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا لیکن قصور میرا نہیں ہے دیدی وقت سے ذرا پہلے بڑا ہو گیا ہوں۔ آرام آرام سے بڑا ہوتا تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔"

"بکواس مت کرو۔ کیا نہیں ہے تمہارے پاس؟"

"ابھی کمائی ہوئی کوئی چیز نہیں ہے۔"

"ابھی سے کمائی کرو گے اور پڑھنے لکھنے کا کیا ہو گا؟"

"پتا نہیں یہ اسکول والے لوگ ایک ایک بچے کو ایک ایک ہزار کتابیں کیوں پڑھا ڈالتے ہیں۔ دیدی آپ پتا کر کے مجھے بتائیے کیا تعلیم کا یہ انداز اچھا ہے؟ بجائے اس کے کہ کوئی بھی مضمون دیا جائے اور اس میں ہمیں ماہر کر دیا جائے۔ اب دنیا بھر کی فضول باتیں ہمارے ذہن میں ٹھونسنے سے کیا فائدہ؟ آپ خود بتائیے؟"

"ہوں بہت شفیق ہو رہے ہو آج کل۔ طریقہ تعلیم بھی ہے تم کیا کر سکتے ہو؟"

"کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں تو میں بات کر رہا تھا اپنی بہنوں کی شادی کی۔ آپ تو ذرا کچھ ایسی ہی ہیں میرا مطلب ہے میری مرضی سے کچھ نہیں کریں گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ راگنی دیدی کے رشتے میں کچھ سوچنا چاہیے۔ آپ سے مشورہ کرنے کے بارے میں غور کر رہا تھا آج موقع مل گیا ہے تو تذکرہ کر دیا۔"

"راگنی دیدی کے بارے میں کیا سوچ رہے ہو تم؟"

"وہ دراصل بہنیں جب جوان ہو جائیں تو بھائیوں کو ان پر گہری نگاہ رکھنی ہوتی ہے۔ میں بھی یہی کرتا ہوں۔ راگنی دیدی آج کل ایک پائلٹ کی تصویر اپنے پاس رکھتی ہیں۔ نام ہے اس کا پورن شرما۔" ونود نے کہا اور میں ششدر رہ گئی۔ پورن شرما کا کیس مجھے معلوم تھا لیکن میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ونود اتنا چالاک ہے تاہم میں نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا؟"

"مطلب یہ ہے کہ بچی جوان ہو چکی ہے۔" ونود نے کہا اور میرے حلق سے بے اختیار ایک قہقہہ نکل گیا۔

"بکواس کیے جا رہے ہو۔ میں کہتی ہوں سنجیدگی سے مجھے بتاؤ کہ کیا قصہ ہے؟"

"ایک بات اور میرے ذہن میں آتی ہے دیدی وہ یہ کہ لڑکیاں عموماً ایک دوسرے کی ہمراز دار رکھتی ہیں اب یہ بات ذرا حلق سے اتر نہیں رہی کہ آپ کو پورن شرما جی کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو۔"

"بے وقوف آدمی پہلے تم یہ بتاؤ کہ چکر کیا ہے؟"

"ارے۔ ارے بتا تو دیا۔ دیدی کے پرس میں ایک پائلٹ کی تصویر پائی جاتی ہے۔ اس کی پشت پر پورن شرما کے دستخط ہیں۔ اور دیدی بڑی احتیاط سے اس تصویر کو اپنے پرس میں رکھتی ہے۔ میں نے دیکھ لی تھی ایک بار۔"

"تو پھر بات کی راگنی سے؟"

"نہیں بابا اتنی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔ مگر میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ آپ سے بات کروں گا۔"

"تو مجھ سے کیا بات کرو گے؟"

"ذرا ان کے دل کا حال معلوم کریں اور اگر معلوم ہو تو مجھے بتا دیں میں کوئی کوشش کرتا ہوں۔"

"ہوں۔ تم کیا کوشش کرو گے؟"

"اس کا مطلب ہے آپ کو پورن شرما جی کے بارے میں معلوم ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں، وہ ہمارے پائلٹ ہیں۔"

"کیسا لڑکا ہے؟" ونود نے کہا اور ایک بار پھر مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی۔ ضرورت سے زیادہ بڑا بننے کی کوشش کر رہا تھا۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہت اچھا ہے۔"

"تو پھر بات ماتا جی تک پہنچا دی جائے، ظاہر ہے یہ کام جس قدر جلد ہو جائے بہتر ہے۔"

"مجھے بتاؤ یہ بات آپ ماتا جی تک کس طرح پہنچائیں گے بھلا؟"

"یعنی اس سلسلے میں بھی آپ ہی سے مشورہ کرنا ہے دیدی۔"

"تو پھر کیا خیال ہے؟ چلو ماتا جی سے بات کرتے ہیں۔"

"واہ۔ یہ ہوئی نا دوستوں والی بات۔ آیئے۔" واقعی میں بھی سنجیدہ ہو گئی تھی۔ راگنی موجود نہیں تھی۔ ظاہر ہے اس کے دل میں کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا۔ پورن شرما کا تذکرہ وہ مجھ سے بھی کر چکی تھی اور ایک بار میرا بھی دل چاہا تھا کہ کسی طرح پورن شرما سے ملاقات کر کے اس بارے میں معلومات حاصل کروں۔ لیکن ابھی تک کوئی ایسی کارروائی نہیں کی گئی تھی۔ ہم دونوں ماتا جی کے پاس پہنچ گئے۔ ماتا جی ہمیں دیکھ کر مسکرانے لگیں۔

"یہ دو شریر لوگ ایک ساتھ آئے ہیں کوئی خاص بات ہے کیا۔؟"

"ہاں ماتا جی۔" ونود نے کہا۔

"ارے۔ ارے کیا واقعی؟" ماتا جی حیرانگی سے بولیں۔

"ہاں ماتا جی۔" میں نے بھی اسی انداز میں کہا اور راگنی کی ماتا جی مسکراتے ہوئے ہم دونوں کی صورتیں دیکھنے لگیں۔

"کیا قصہ ہے؟"

"ماتا جی راگنی جوان ہو گئی ہے کچھ اس کے بارے میں بھی سوچا آپ نے؟" ونود بولا۔

"اسے مجھ سے بکواس کی تو اچھا نہیں ہو گا۔"

"ارے۔ میں نے کوئی غلط بات کی ہے ماتا جی؟" ونود ہنستا ہوا بولا۔ ماتا جی بھی ہنس رہی تھیں پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

"آج یہ کیا سوار ہوئی ہے اس پر؟"

"میرا خیال ہے ونود ٹھیک کہہ رہا ہے ماتا جی۔" میں نے کہا۔

"کیا ٹھیک کہہ رہا ہے؟"

"راگنی کے بارے میں نہیں سوچیں گی آپ؟" میں نے کہا۔ اور ماتا جی عجیب سے انداز میں میری صورت دیکھنے لگیں۔ پھر ایک گہری سانس لے کر بولیں۔

"کیوں نہیں بیٹی ہر وقت سوچتی رہتی ہوں۔"

"میرا خیال ہے ماتا جی اگر ہم اس کی زندگی کو بیاہ کی زنجیر سے دو چار کر دیں تو بہتر رہے گا۔ آپ نے اس سلسلے میں کبھی کوئی مشورہ تو نہیں کیا راگنی سے؟"

"نہیں کبھی اس کی نوبت ہی نہیں آئی لیکن میرے دل میں یہ خواہش سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں اس کے ہاتھ پیلے کر دوں۔"

"یہی تو میں بھی کہتا ہوں۔"

"سو سوال یہ ہے کہ اس سلسلے میں فیصلہ کیسے کیا جائے؟ کوششیں کیسے کی جائیں؟ ہم لوگ تو بالکل ہی بے سہارا ہیں کس سے بات کروں؟ کس سے اس بارے میں ملوں؟"

"ماتا جی ہمارا ایک پائلٹ آفیسر ہے پورن شرما۔ راگنی بھی اس سے کچھ متاثر ہے اور پورن شرما بھی راگنی کو پسند کرتا ہے وہ بھی دیکھتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں کوشش کی جائے؟"

"کیسا لڑکا ہے؟" ماتا جی نے خوش ہو کر پوچھا۔

"بہت اچھا۔ بہت ہی نفیس انسان ہے اور پھر ایک ہی لائن کے لوگ ہیں دونوں۔ راگنی اگر بعد میں بھی ملازمت کرتی رہے گی تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ پورن شرما پسند کرے۔"

"تم سنجیدہ ہو بھارتی؟"

"کیوں نہیں ماتا جی اس میں غیر سنجیدگی کی کیا بات ہے؟"

"اگر ایسی کوئی بات ہے تو تم نے بہت اچھا کیا مجھے بتا دیا کسی وقت ملا دو مجھے پورن شرما سے۔ یہ کام تم کر سکتی ہو؟"

"میں کر سکتا ہوں ماتا جی یہ کام۔" ونود نے کہا۔

"تو چپ رہ ونود۔ بھارتی کو بات کرنے دے۔" ماتا جی نے کہا۔

"ضرور ماتا جی۔ میں فوری طور پر یہ کوشش شروع کر دوں گی۔"

"لیکن ونود ابھی راگنی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"جو حکم بھارتی دیدی۔" ونود نے کہا۔

میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا پورن شرما سے ایک بار رابطہ قائم کر کے اس سلسلے میں آخری بات کروں گی۔ بہر طور گھریلو معاملات میں تو یہ دلچسپیاں شامل رہتی ہی تھیں۔ پھر مجھے شکلا جی کی طرف سے اطلاع ملی کہ میں آفس پہنچ جاؤں اور اپنا شیڈول لے لوں۔ مجھے فلائٹ پر جانا تھا چنانچہ میں تیاریاں کرنے لگی۔ شکلا جی نے مجھے ہدایات دے دی تھیں۔ اور پھر میں اپنا جہاز بنکاک لے گئی۔ کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ بنکاک سے دو دن کے بعد واپسی ہوئی۔ اور تیسرے دن پھر ڈیوٹی لگ گئی۔ اس بار بھی مجھے بنکاک ہی بھیجا گیا تھا۔ بنکاک کے دو چکر لگانے کے بعد میں واپس آئی تو پانچ چھ دن اسی مصروفیت میں صرف ہو چکے تھے۔ ان پانچ چھ دنوں میں، میں نے دلیپ شرما کی خبر لی تھی اور نہ ودیا کی۔ بہر طور میں نے سوچا کہ ان سے ملاقات کروں۔ دو دن کے بعد پھر میری فلائٹ تھی چنانچہ گھریلو معاملات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں کوٹھی چل پڑی۔ اور تھوڑی دیر بعد کوٹھی پہنچ گئی۔ میرا استقبال ودیا نے کیا تھا اور وہ بہت مطمئن نظر آ رہی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے ودیا کی خیریت پوچھی اور پھر دلیپ شرما کے بارے میں سوال کیا۔

"دلیپ جی۔ وہ تو اسی دن چلے گئے تھے بھارتی جی جس دن آپ یہاں سے گئی تھیں۔"

"چلے گئے تھے۔ کیا مطلب؟"

"بس چلے گئے تھے۔"

"کچھ بتایا نہیں تھا تمہیں؟"

"جی نہیں۔ بالکل نہیں۔"

"اور اس دن سے وہ آیا بھی نہیں؟"

"نہیں بالکل نہیں۔" ودیا نے جواب دیا۔

"ہوں! ٹھیک۔ کچھ پتا بھی نہیں ہو گا تمہیں کہ آخر وہ گیا کہاں ہے؟"

"کچھ بتاتے تو پتا چلتا ناں۔" ودیا نے کہا اور میں خاموش ہو گئی۔ کافی دیر ودیا کے ساتھ رہی پھر میں نے کہا کہ اگر دلیپ شرما آ جائے یا اگر اس کا کوئی ٹیلیفون وغیرہ آئے تو اس سے کہنا کہ فلیٹ پر مجھ سے رابطہ قائم کرے۔ ودیا نے گردن ہلا دی تھی۔ دو دن مجھے یہاں رہنا پڑا۔ لیکن ان دو دنوں میں دلیپ شرما کا کوئی فون بھی نہیں آیا تھا۔ اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی اطلاع ملی تھی۔ دو دن کے بعد میں پھر چلی گئی۔ اس بار ذرا لمبا جانا تھا۔ اور دو تین ملک کور کرنے تھے چنانچہ یہ پروگرام تقریباً آٹھ دن کا رہا۔ اور آٹھ دن میری واپسی اپنے وطن ہو گی۔ دلیپ شرما

سے ملاقات کیے ہوئے تقریباً سولہ سترہ دن گزر گئے تھے۔ پتا نہیں وہ پہنچا یا نہیں۔ فلیٹ پر آنے کے بعد میں نے سب سے پہلا کام یہی کیا کہ ودیا کو ٹیلیفون کر کے دلیپ شرما کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ دلیپ شرما اس دوران بالکل نہیں آیا ہے۔

"عجیب آدمی ہے۔ پھر غائب ہو گیا۔" میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ بہرطور اس کے بعد فوراً ہی چھٹی تھی۔ چنانچہ میں نے ودیا سے کہا کہ اب وہ یہاں آ کر اپنی ڈیوٹی سنبھال لے۔ اور میں کوٹھی میں رہوں گی۔ ودیا میرا انتظار کرنے لگی اور جب میں کوٹھی پہنچی تو وہ تیار تھی۔ دلیپ شرما کے بارے میں اس نے بتایا کہ اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی اور نہ ہی کوئی ٹیلیفون آیا ہے۔ کوٹھی پہنچ کر میں عجیب سے انداز میں سوچوں میں ڈوب گئی۔ ودیا گھر چلی گئی تھی اور اب اس نے میری جگہ لے لی تھی۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ایک دو فلائٹ وہ سنبھالے اس کے بعد میں اسے اپنے پروگرام سے آگاہ کروں گی۔ ودیا بھی کافی دن آرام کر چکی تھی۔ چنانچہ وہ خوشی خوشی چلی گئی تھی حالانکہ ہمیں ابھی کوئی نیا پروگرام نہیں ملا تھا۔ اور میں جانتی تھی کہ ابھی کتنی دن کی چھٹی ہے۔ بہرطور پورا دن گزر گیا پھر رات ہو گئی۔ رات کے تقریباً ساڑھے دس بجے تھے کہ دفعتاً ہی دلیپ شرما آ گیا۔ میں اپنے بیڈروم میں بیٹھی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی میں سمجھی کہ کوئی ملازم ہے۔ بلایا تو دلیپ شرما اندر داخل ہو گیا۔ میں اسے دیکھ کر اچھل پڑی۔

"کیجیے بھارتی جی کیسی ہیں آپ؟"

"میں ودیا ہوں۔" میں نے شرارت آمیز انداز میں کہا۔ اور دلیپ شرما مسکرانے لگا۔

"کیا جاننا چاہتی ہیں آپ؟"

"جی میں کچھ نہیں دلیپ شرما جی۔" میں نے ذرا سا لہجہ بدل کر کہا اور دلیپ شرما ہنس پڑا۔

"میں عرض کر رہا تھا کہ آپ کیا جاننا چاہتی ہیں؟ دل کی گہرائیوں میں جھانکنے کی دعوت دو یا ان سدابہار آنکھوں میں؟" اس نے چہرہ میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں مجھ سے۔"

"جی ہاں بالکل کوشش کر رہا ہوں بھارتی جی۔ کیا آپ کو اتنی سی بات بھی نہیں معلوم کہ میں ودیا اور بھارتی میں فرق محسوس کر سکتا ہوں۔"

"اوہو۔ آپ غلط فہمی ہو رہی ہے میں بھارتی نہیں ودیا ہوں۔ اس دن آپ کے ساتھ بھی تو۔"

"جاؤں؟" دلیپ شرما نے سوال کیا۔

"ارے۔ جی نہیں تشریف رکھیے۔ آپ پتا نہیں کیوں کہاں سے چلے گئے؟" میں نے کہا اور دلیپ شرما صوفے پر بیٹھ کر مجھے گھورنے لگا۔

"اس وقت مجھے چائے پلوائیے ودیا دیوی۔" اس نے کہا۔

"جی بہتر ابھی منگواتی ہوں۔" میں اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ ہنسی آ رہی تھی دلیپ شرما کو بیوقوف بنانے کی کوشش میں پتا نہیں کامیابی حاصل ہوگی یا نہیں؟ بہرطور تھوڑی دیر بعد میں چائے کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اپنے آپ کو بالکل تبدیل کر کے ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ چائے کی پیالی دلیپ شرما کے سامنے رکھی تو اس نے میری کلائی پکڑ لی اور مجھے ایک جھٹکے سے اپنے قریب بٹھاتا ہوا بولا۔

"اس مذاق کا کتنا وقت مقرر کیا ہے آپ نے؟"

"آپ آخر کیا کر رہے ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"آپ یقین کیجیے بھارتی جی، اگر فضول باتیں جاری رکھیں تو میں چلا جاؤں گا۔ اب ایک بات میں آپ کو بتا دوں۔ سنیے غور سے سنیے آپ کے جسم سے اٹھنے والی لہریں میرے جسم تک جاتی ہیں اور میں آپ کی خوشبو سونگھ کر آپ کا پتا چلا لیتا ہوں سمجھیں آپ۔ لہروں کا یہ تبادلہ ایسا کرو نہیں کہ میں کوئی ادنیٰ سا فرق بھی محسوس نہ کر سکوں اور آپ کو شاید اس پر بھی حیرت ہوگی کہ سولہ سترہ دن بعد آپ باقاعدہ یہاں پہنچیں تو میں آ گیا اور اس سے پہلے میں نے یہاں آنا پسند نہیں کیا تھا۔ بہتر ہے کہ اب فضول باتوں سے گریز کیجیے۔ آپ کو اندازہ ہو گیا ہے کہ میں دھوکے میں نہیں آیا۔"

میں ہنس پڑی۔ اس کے بعد میں نے کہا۔ "اور اتنے دن تم یہاں کیوں نہیں آئے تھے؟"

"کہاں آ کر؟"

"کہاں رہے تھے؟"

"بھئی اب کسی چیز کی کمی تو ہے نہیں۔ ایک ہوٹل میں مقیم تھا۔"

"کیوں آخر کیوں؟"

"بس ظاہر ہے ودیا کے ساتھ یہاں نہیں رہ سکتا تھا۔"

"ودیا تو بہت اچھی لڑکی ہے۔"

"یقیناً میں کب انکار کرتا ہوں لیکن۔ لیکن عورت بڑی دلکش چیز ہوتی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب تو شاید میں خود بھی نہیں جانتا۔" اس نے شرارت آمیز انداز میں کہا۔ اور میں اس کی صورت دیکھتی رہی۔

"ودیا واہمی لڑکی تھی؟"

"میں ودیا کی بات نہیں کر رہا۔" دلیپ شرما ہنسنے لگا۔

"تمہارا خیال ہے کہ میں اس کا تمہارے ساتھ رہنا پسند نہ کروں گی؟"

"نہیں میرا خیال بھی نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ مجھے یہاں چھوڑ کر کیوں جاتیں؟"

"تو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"پتا نہیں میری ہر بات میں کوئی گہرائی نہیں ہوتی۔ آئیے آپ کو ایک چیز دکھاؤں۔ ذرا آپ بتائیں کہ وہ کیسی ہے؟" دلیپ شرما نے کہا۔ اور اپنی جیبوں سے کچھ نکالنے لگا پھر اس نے چھ سات پاسپورٹ میرے آگے ڈال دیے۔ میں نے حیرت سے ان پاسپورٹوں کو دیکھا تھا۔ پھر میں نے ان میں سے ایک پاسپورٹ اٹھا کر دیکھا۔ اس پر ایک تصویر لگی ہوئی تھی اور کسی کرن سنگھ کا نام لکھا ہوا تھا۔

"یہ کون ہے؟"

"میں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"کیا۔؟"

"غور کیجیے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ میں ہی ہوں۔" میں نے پاسپورٹ پر لگی تصویر پر غور کیا لیکن یہ دلیپ شرما ہرگز نہیں تھا البتہ اس بات کے امکانات تھے کہ اس نے اپنے چہرے پر میک اپ کر لیا ہو۔ میں نے وہ پاسپورٹ اٹھا کر رکھ دیا اور دوسرا پاسپورٹ اٹھایا تو اس پر دلیپ شرما کی اصل تصویر لگی ہوئی تھی۔

"یہ۔ یہ۔"

"جی یہ بھی دلیپ شرما ہے۔"

"اور یہ۔؟" میں نے تیسرا پاسپورٹ اٹھایا۔ اس پر ایک اور تصویر لگی ہوئی تھی اور اس پر بانکے لال لکھا ہوا تھا۔

"میں کہتی ہوں یہ سب کیا ہے۔؟"

"پاسپورٹ ہیں تازہ تازہ بنوائے گئے ہیں۔"

"مگر یہ چھ سات پاسپورٹ اور مختلف لوگوں کے۔"

"جی ہاں! میں نے بہت دن تک یہ کارروائی مکمل کی ہے دراصل آپ تو ہیں ایئرہوسٹس جہاں دل چاہتا ہے چلی جاتی ہیں میرا کہیں جانے کو جی چاہے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ چنانچہ میں نے یہ چھ سات پاسپورٹ اسی مقصد کے تحت بنوائے ہیں کہ جہاں اور جس جگہ کی آپ کی فلائٹ ہو وہیں کا ویزا میں بھی لگوا لوں اور آپ کے ساتھ چلوں۔ یعنی اب دیکھیے نا آتنی آسانی سے شکلیں فراہم ہو گئی ہیں تو دنیا کو بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"بڑے شوق سے۔ لیکن اس کے لیے اتنے سارے پاسپورٹوں کی ضرورت کیوں پیش آئی؟"

"بس ایک ہی شکل میں سفر کرنے میں کچھ مزہ نہیں آئے گا۔ اب دیکھیے نا مختلف شکلوں میں جب دل چاہے گا آپ کے ساتھ چلا جاؤں گا اور واپس بھی آ جاؤں گا۔ دوسرا دوبارہ لگوانے میں دقت نہیں ہوگی۔"

"اتنا آسان تو نہیں ہوگا یہ۔"

"دلیپ شرما کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا۔"

"چلو اچھا کیا تم نے یہ خود ہی کر لیا۔ اچھا اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے بیرونی دنیا میں کیا کیا دیکھا ہے؟"

"تقریباً۔ ساری ہی دنیا دیکھی ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ لگتا ہو کہ بے بات کہی گئی ہو۔"

"اوہ آپ کیسے؟"

"فلموں میں۔ تصویروں میں۔ ان پوسٹ کارڈوں پر جو بیرون ملک سے اندرون ملک بھیجے جاتے ہیں۔ میرا یہ مطلب ہے کہ میں نے یہ دنیا صرف تصویری شکل میں دیکھی ہے۔"

"کیا واقعی۔ ملک سے باہر کبھی نہیں گئے؟"

"کمال ہے ودیا جی آپ تو وہی بات کر رہی ہیں کہ روٹی نہیں تو کیک کیوں نہیں کھاتے؟ بیرون ملک جانے کا تصور کر سکتا ہے مجھ جیسا آدمی؟"

"اوہ تب مجھے خوشی ہوگی کہ تم میرے ساتھ دنیا دیکھو۔"

"واقعی۔؟" اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"ہاں واقعی۔ بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔"

"تو ٹھیک ہے اب کی بار میں آپ کے ساتھ ہی باہر چلوں گا۔ ویسے آپ سنا ہے آپ وہ وغیرہ بنکاک کینیڈا فرانس جیسی اور دوسرے کئی شہروں تک۔ کہیں کوئی نام و نشان ملا آپ کے اپنے دشمنوں کا؟"

"اوہ! تمہیں یہاں تک معلوم ہے؟"

"ودیا جی۔ ودیا جی آپ ہمیشہ سوال کرتی ہیں اور میں ہمیشہ اس کا ایک ہی جواب دیتا ہوں۔"

"ہاں بھئی ٹھیک ہے سوری۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ بہرطور میرا خیال ہے کہ تمہیں فرانس لے چلوں بہترین جگہ ہے۔"

"واہ۔ پیرس دنیا کا حسین ترین شہر۔ یقینی طور پر میں اس

بار آپ کے ساتھ فرانس جاؤں گا، لیکن آپ کی فلائٹ فرانس کے لیے کب ہے؟"

"معلوم نہیں، تاہم میں کوشش کرکے شکلا جی سے فرانس کے لیے فلائٹ لے سکتی ہوں۔"

"بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں آپ کے ساتھ فرانس چلوں گا مسافر کی حیثیت سے اور دیکھوں گا کہ آپ اپنی ذمہ داریاں کیسے پوری کرتی ہیں؟"

"ضرور دیکھنا۔ میں جہاز کی پسندیدہ ترین ہوسٹس ہوتی ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور دلیپ شرما بھی مسکرانے لگا۔ پھر ہم رات کو بارہ ساڑھے بارہ بجے تک باتیں کرتے رہے تھے۔ اور اس کے بعد جب مجھے نیند آنے لگی تو دلیپ شرما اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ میں آنکھیں بند کرکے بستر پر لیٹ گئی اور اس کے بارے میں غور کرکے مسکراتی رہی۔ دوسرا دن حسب معمول تھا دلیپ شرما کوٹھی میں میرے ساتھ ہی رہا اور میں اس سے باتیں کرکے لطف اندوز ہوتی رہی۔ زمانے بھر کی باتیں کر ڈالیں ہم نے۔ تیسرا اور چوتھا دن بھی گزر گیا۔ پانچویں دن وندنا نے مجھے اطلاع دی کہ وہ فلائٹ پر جا رہی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس بار کہاں کا پروگرام ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ مینلا جا رہی ہے۔ میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ پھر اسی دن میں نے دلیپ شرما سے کہا کہ وہ فرانس کا ویزا لگوانے میں اس سلسلے میں کارروائی کر رہی ہوں۔ دلیپ شرما نے سعادت مندی سے گردن ہلا دی۔ اس دوران وہ بہت ہی نارمل رہا تھا اور اس نے بہت زیادہ پُر مزاح گفتگو بھی نہیں کی تھی۔ بہرطور وہ بہت زبردست آدمی تھا چونکہ دو دن کے اندر اندر اس نے فرانس کے لیے تیاریاں کر لیں۔ میں نے اس کے لیے کچھ شاپنگ اپنے طور پر کی تھی اور جب میں نے اسے یہ چیزیں پیش کیں تو اس نے ادب سے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ میڈم آپ کے سیکرٹری کے لیے یہ لباس بہت عمدہ رہیں گے۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا؟" میں نے سوال کیا۔

"مم۔ میرا مطلب بس یہی ہے ظاہر ہے اتنی بڑی شخصیت کے ملازم عام لباسوں میں تو نہیں رہ سکتے۔"

"ملازم۔" میں نے اُدھری ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"مم۔ میرا مطلب ہے مسٹر سیکرٹری۔" دلیپ شرما نے کہا۔

"میرے خلوص کا مذاق اڑانا چاہتے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔ قطعی نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"یہ سب کچھ چیزیں بس ایک دوست کی حیثیت سے ہیں سمجھے!"

"کیا واقعی؟"

"تو اور کیا؟"

"دوست۔ میرا مطلب ہے جگری دوست؟"

"ہاں جگری دوست۔"

"اور دل دوست بھی؟ ویسے میڈم ایک بڑی عجیب بات نہیں ہے کہ انسان نے اپنے اعضا کو بھی اپنے آپ میں ملوث کر لیا ہے؟ دل، جگر، پھیپھڑے وغیرہ وغیرہ۔"

"فضول بکواس سے گریز کرو۔ سارے لباس پہن کر دیکھ لو درست ہیں کہ نہیں۔"

"اگر میں آپ کی نگاہوں میں ہوں تو یقیناً یہ لباس درست ہوں گے۔" اس نے ایک عجیب بات کہی اور نجانے کیوں مجھے اس کی یہ بات کچھ معنی خیز سی لگی۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا۔

"بہت زیادہ باتیں بنانے لگے ہو تم۔"

"شکریہ میڈم شکریہ۔" وندنا تیسرے دن واپس آگئی تو میں نے اس سے کہا کہ اب وہ کوٹھی آجائے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے دلیپ شرما کو ہدایت کر دی تھی کہ میں فرانس کی فلائٹ کے لیے کوششیں کر رہی ہوں، چنانچہ وہ کوٹھی سے بھاگ نہ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے فلائٹ کے وقت پر نہ ملے۔ دلیپ شرما نے وعدہ کیا کہ وہ کوٹھی ہی میں رہے گا۔ میں نے شکلا صاحب سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ میں فرانس جانا چاہتی ہوں۔ شکلا صاحب نے مسکرا کر کہا۔

"یہ کون سی اہم بات ہے بے بی، اتفاق کی بات ہے کہ تمہاری فلائٹ فرانس ہی کی ہے لیکن اب سے تین دن کے بعد۔"

"اس میں کوئی حرج نہیں شکلا صاحب۔"

"اور کوئی خدمت میرے لائق؟"

"نہیں بس کچھ دن فرانس میں رہائش کے لیے مل جائیں۔"

"دے دیے گئے۔" شکلا صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ شکلا صاحب واقعی میرے لیے ایک فرشتہ صفت انسان تھے۔ میری ہر خواہش کو وہ پوری کر دیا کرتے تھے۔ بہرحال یہ خوشخبری میں نے دلیپ شرما کو کوٹھی آکر سنا دی اور وہ بھی خوش ہوگیا۔ پھر ہم لوگ فرانس کے سلسلے میں تیاریاں کرتے رہے اور بالآخر وہ دن آگیا جب مجھے اپنی فلائٹ لے کر فرانس جانا تھا۔ ادھر دلیپ شرما بھی اپنے سارے کاغذات مکمل کر چکا تھا چنانچہ وہ مجھے ایئرپورٹ پر ہی ملا اور اس وقت مجھے بہت ہنسی

آئی جب میں نے ایئر ہوسٹس کی حیثیت سے اس کے کاغذات چیک کرکے اسے اس کی سیٹ پر پہنچا دیا۔ دلیپ شرما بڑے ہی شاہانہ انداز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ اپنے اصل بزنس سوٹ میں سفر کر رہا تھا اور اس کے لیے میں نے ہی اسے ہدایت دی تھی۔ طیارے نے رن وے چھوڑ دیا اور اس کے بعد فضا میں سیدھا ہوگیا۔ میں اپنے فرائض انجام دے رہی تھی۔ دلیپ شرما کے قریب سے گزرتی تو وہ بالکل سنجیدہ سی شکل بنا کر مجھے دیکھنے لگتا اور مجھے بے اختیار ہنسی آنے لگتی۔ وہ ایک باقاعدہ مسافر کی حیثیت اختیار کر رہا تھا اور بہرطور میں نے اسے اس سے روکا بھی نہیں۔ یہ سفر بہت ہی دلچسپ گزرا۔ نجانے کیوں دلیپ شرما کی قربت سے ایک خوشی سی ہو رہی تھی۔ اور میں نے دل ہی دل میں فرانس کی سیاحت کے لیے بہت سے پروگرام بنائے تھے۔ شکلا صاحب کی عنایت سے مجھے کافی دن یہاں قیام کے لیے مل گئے تھے۔ بالآخر ہم پیرس پہنچ گئے اور یہاں ہم اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد میں باہر نکل آئی۔ دلیپ شرما امیگریشن کے قوانین سے فراغت پانے کے بعد باہر میرا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے کمپنی کی گاڑی سے معذرت کر لی اور ایک ٹیکسی میں دلیپ شرما کے ساتھ بیٹھ کر اس ہوٹل پہنچی جو کمپنی کی طرف سے میرے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ اس ہوٹل میں دلیپ شرما کے لیے بھی ایک کمرہ حاصل کرنا تھا۔ اور اس میں مجھے کوئی دقت نہ ہوئی۔ ہاں کمرہ دلیپ شرما کو مجھ سے دوسری منزل پر ملا تھا بہرطور یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس پر مجھے یا اسے اعتراض ہوتا۔ ظاہر ہے ہم لوگ ایک ہی ہوٹل میں تھے اپنے اپنے کمرے میں پہنچنے کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ ہم لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہے اور اس کے بعد میں دلیپ شرما کے کمرے کی جانب جانے کے لیے بیرونی دروازے کی طرف بڑھی تو دفعتاً ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے چونک کر ٹیلیفون کو دیکھا اور اس کے قریب پہنچ گئی۔ ریسیور اٹھایا تو آپریٹر کی آواز نے کہا بات کیجیے۔ بات کرنے والا دلیپ شرما تھا۔

"یہاں ایک میڈم بھارتی رہتی ہیں۔"

"کون صاحب ہیں؟"

"میرا نام دلیپ شرما ہے۔"

"اوہ! یہاں رہتی تو ہیں۔"

"دلیپ شرما کی درخواست ہے کہ وہ ان کے کمرے میں پہنچ جائیں۔"

"پہنچ رہی ہوں۔" میں نے کہا اور ٹیلیفون بند کر دیا پھر میں مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی اور لفٹ کی جانب بڑھ گئی

دلیپ شرما میرا انتظار کر رہا تھا۔

"یہ فرانس کا موسم تو بے حد حسین ہے۔ باہر کتنی دھند چھائی ہوئی ہے۔ مجھے یہ دھند آلود موسم بے حد پسند ہے۔ میں نے فلموں میں دیکھا تھا آج نگاہوں کے سامنے ہے۔ کیا اس سلسلے میں، میں آپ کا شکریہ ادا کروں بھارتی دیوی؟"

"نہیں دلیپ مجھے تو خود خوشی ہے تمہیں یہاں لا کر۔"

"بعض اوقات انسان کی ضرورتیں کس انداز میں پوری ہوتی ہیں یہ کوئی مجھ سے پوچھے۔ میں نے بہت بار بیرونی دنیا کے خواب دیکھے اور انہی خوابوں میں گم رہا۔ بڑا لطف آتا ہے خوابوں میں گم رہنے سے ظاہر ہے بے وسائل انسان اپنی خواہشیں آسانی سے پوری نہیں کرتا لیکن خواب کتنے سستے ہوتے ہیں خود کو کہیں بھی کسی بھی ماحول میں لے جاؤ اعلیٰ درجے کی کوٹھیوں میں رہو۔ دل چاہے تو کسی ملک کے صدر تک بن جاؤ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں بس یہ صعوبت چند گھنٹوں جاری رہتی ہے۔" میں ہنس پڑی پھر میں نے کہا۔

"نہیں دلیپ شرما آرزوئیں تو کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ ہمیں اپنے ماحول میں ضم ہونا چاہیے۔ ہاں یہ مستحسن بات ہوتی ہے۔"

دلیپ شرما نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا، پھر پھیکے سے انداز میں ہنس پڑا اور بولا۔ "ویسے بھارتی جی یہ قدرت کی ستم ظریفی نہیں ہے؟"

"کیا؟"

"کاش میں آپ کو فرانس لایا ہوتا۔"

"تو اب بات اس سے مختلف کیوں سمجھتے ہو؟" میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ لیکن حقیقتیں تو حقیقتیں ہی ہوتی ہیں۔"

"بہتر ہے کہ دوستوں پر بھی اعتماد کر لیا جائے۔ میں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میں تمہارے لیے کچھ کر رہی ہوں دلیپ بس یوں سمجھو کہ میں اپنی ذات کے لیے سب کچھ کر رہی ہوں۔ مجھے خوشی ہوتی ہے تمہارے لیے کچھ کرتے ہوئے۔"

"اور اس کے جواب میں، میں تمہیں کیا دوں گا؟" دلیپ شرما نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"میری شخصیت، میری حقیقت اور اسے تلاش کرنے میں میری مدد یہی میرے لیے سب کچھ ہوگا۔"

دلیپ شرما ایک گہری سانس لے کر کھلی ہوئی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ جہاں دھند میں لپٹی ہوئی عمارتیں بے حد خوبصورت

نظر آ رہی تھیں۔ میں نے ایک لمحے میں محسوس کیا کہ وہ کچھ سنجیدہ ہو گیا ہے۔ بہر طور میں نے موضوع بدلنے کے لیے اُس سے کہا۔

"تو پھر آج ہی سے فرانس کی سیاحت شروع کر دی جائے؟ یا آج کے دن کچھ آرام کیا جائے؟"

"بہتر ہو گا کہ آج کا دن میں فرانس کے بارے میں یادوں کو تازہ کرنے میں بسر کروں۔ میں نے فرانس کے بارے میں جو کچھ پڑھا ہے اُسے اپنے ذہن میں زندہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ اُس کے بعد جب ہم پیرس کی گلیوں اور سڑکوں پر نکلیں تو ہمیں ان میں بیگانگی اور سڑک اجنبی نہ محسوس ہو۔" دلیپ شرما نے جواب دیا اور میں گردن ہلانے لگی۔ پھر میں نے کہا۔

"تو اس بھیگے بھیگے موسم میں اپنے مہمان کو کافی پلوائی جا سکتی ہے؟"

"کیوں نہیں۔" اس نے کہا اور روم سروس کو ٹیلیفون کر کے کافی طلب کر لی۔ کھڑکی کے ساتھ میز لگا کر ہم دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ ٹھنڈی ہوائیں اندر آ رہی تھیں اور ان میں ایک بھیگا بھیگا پن تھا۔ ماحول بہت ہی خوشگوار محسوس ہو رہا تھا۔ اور اس خوشگوار ماحول میں کافی کے گرم گرم گھونٹ کیا مزہ دے رہے تھے۔ یہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں بھی خاموش تھی اور دلیپ شرما بھی۔ ہماری نگاہیں کھڑکی سے باہر پیرس کی بھیگی ہوئی عمارتوں کو دیکھ رہی تھیں اور ہم ایک عجیب سے سحر میں گرفتار ہو گئے تھے۔ بہر طور باقی وقت میں نے دلیپ شرما کے ساتھ گزارا۔ اور پھر رات کا کھانا ہم نے ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں کھایا۔ نجانے کیوں مجھے ایک عجیب سی خوشی کا احساس ہو رہا تھا جیسے آج پہلی بار میں کسی اپنے کے ساتھ ہوں۔ حالانکہ دلیپ شرما میرا کون تھا؟ نہ ہی میں نے اپنے دل کی گہرائیوں میں اسے اس انداز میں پایا تھا۔ نہ ہی میرے ذہن نے اس کے بارے میں ایک مرد کی حیثیت سے سوچا تھا لیکن اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دلیپ شرما سے زیادہ میرا عزیز کوئی نہ ہو۔ مجھے سنیل بھی یاد آیا جس نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا تھا اور میرے دل میں اس کے لیے بھی کوئی بُرائی نہیں تھی، بلکہ ایک طرح سے وہ میری پسندیدہ شخصیت بن گیا تھا لیکن وہ ایک عجیب سی اُلجھی ہوئی کیفیت کا انسان تھا اور جب بھی ملتا میرے ذہن میں بہت سی اُلجھنیں چھوڑ جاتا۔ بعض اوقات تو میں اُسے صرف ایک مجرم سمجھنے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ ایک مجرم باپ کا مجرم بیٹا جو کسی گہری چال میں اپنے باپ کا برابر کا شریک تھا۔ دوسرے دن صبح کے ناشتے کے بعد ہم نے سیاحت کا پروگرام بنا لیا۔ میں نے ایک نقشہ ترتیب دیا اور اس کے تحت یہ فیصلہ کیا کہ دلیپ شرما کو پیرس اس طرح گھماؤں گی کہ یہ پیرس کی زندگی میں ایک یادگار کی حیثیت اختیار کر جائے اور اس کے لیے میں نے انتظامات کر لیے۔ ایک کمپنی کو ٹیلی فون کر کے میں نے کرائے کی کار منگالی تھی جو ڈرائیور سمیت تھی۔ ڈرائیونگ کے لیے میں نے اس لیے توجہ نہیں دی تھی کہ اس طرح تفریح کا مزہ کرکرا ہو جائے گا۔ کم از کم میرا نظریہ یہی تھا۔ بہر طور ڈرائیور ہمارے لیے ذرا بھی مصیبت ثابت نہ ہوا۔ میں نے فرانس کی سیاحت شروع کر دی اور دلیپ شرما کو ایک ایک شہر کے بارے میں بتاتی رہی۔ میں تو تقریباً پورا فرانس دیکھ چکی تھی اور پیرس میری پسندیدہ ترین جگہ تھی۔ یہاں جو کچھ تھا اس کا تعلق میرے ذہن میں چھپے ہوئے پوشیدہ خوابوں سے تھا۔ اور یہ خواب نجانے کس طرح میری آنکھوں میں بس گئے تھے۔ فرانس کے ایک ایک تاریخی مقام پر پہنچ کر مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان جگہوں سے میری زندگی کا کوئی گہرا تعلق ہے۔ بہرحال دلیپ شرما بھی سحر زدہ تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے احساسات کا کوئی اظہار نہیں کرتا تھا۔ بہر طور اُس کے ساتھ یہ لمحات بہت پُرکشش گزر رہے تھے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں تمام فکروں سے بے نیاز ایک عام سی لڑکی ہوں اور پہلی بار دنیا دیکھ رہی ہوں۔ ہم دن بھر پیرس کے مختلف حصوں میں گردش کرتے رہتے تھے۔ باہر ہی کھاتے پیتے تھے اور زندگی کے یہ لمحات بہت پُرلطف گزر رہے تھے۔ کہ ایک شام ایک واقعہ پیش آ گیا۔ پیرس کے ایک مشہور علاقے میں ہم لوگ دریائے سین کے کنارے ایک انتہائی خوبصورت اوپن ایئر ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہماری نگاہ ایک شخص پر پڑی۔ بہت اعلیٰ پائے کی شخصیت تھی، طویل بالا قد تقریباً چھ فٹ دو انچ اور انتہائی متناسب جسم جیسے بہترین ورزشی جسم ہوا کرتا تھا۔ عمر تقریباً باون کے قریب، قلمیں لمبی اور سفید، بال انتہائی سیاہ تھے، چہرے پر زندگی کی سُرخی دوڑ رہی تھی اور خدوخال مشرقی تھے۔ بڑی بڑی آنکھوں میں ایک عجیب چمک گردش کر رہی تھی۔ بہرحال وہ شخصیت قابلِ دید تھی۔ ہمیں شناسا اس سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی لیکن اس نے ہمیں دیکھا اور ایک لمحے کے لیے ٹھٹک سا گیا۔ یہ بات میں نے ہی نہیں دلیپ شرما نے بھی نوٹ کر لی تھی۔ دلیپ شرما آہستہ سے بولا۔

"کوئی خاص بات ہے میڈم۔"

"ہوں۔ محسوس کر رہی ہوں اور پھر وہ شخص ہماری ہی جانب بڑھتا یا اور ہماری میز کے قریب پہنچ گیا۔"

"ہیلو۔" اُس نے پُراخلاق انداز میں کہا اور دلیپ شرما نے اور میں نے اُسے جواب دیا۔

"اگر آپ لوگوں کی اجازت ہو تو آپ کا تھوڑا سا وقت لینا چاہتا ہوں۔" اس نے اُردو میں کہا اور ہمارے اس خیال کی تصدیق ہو گئی کہ وہ خالص مشرقی ہی نہیں بلکہ شاید ہمارے ہی وطن کا باشندہ ہے۔ بہر طور ہم نے اُسے پُراخلاق انداز میں بیٹھنے کی پیشکش کر دی اور وہ شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔

"میں جانتا ہوں کہ جب دو شریف آدمی پُرسکون ماحول میں ایک دوسرے سے گفتگو میں مصروف ہوں تو کسی تیسرے کو اُن کے درمیان کبھی مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن بعض اوقات حالات کسی کو اتنا بے اختیار کر دیتے ہیں کہ وہ اخلاقیات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ یہی کیفیت اس وقت میری ہوئی ہے اور میں اس مداخلت کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔"

"نہیں کوئی بات نہیں ہے میرا خیال ہے دیارِ غیر میں کسی اپنے کا مل جانا کبھی ناخوشگوار نہیں لگتا۔" میں نے کہا۔

"بلاشبہ یہ ایک ٹھوس سچائی ہے۔"

"آپ کے لیے کیا منگواؤں؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں بے بی کچھ نہیں پلیز۔ کوئی غلط بات مت سوچنا۔ میں کچھ ایسا جذباتی ہو گیا ہوں تمہیں دیکھ کر کہ میری اندرونی کیفیت کچھ عجیب ہو گئی ہے۔"

"اوہ۔ خیریت ابھی کیا بات ہے؟" میں نے اُسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"تم۔ معاف کرنا میں تمہیں بے تکلفی سے مخاطب کرنے پر مجبور ہوں، اگر کسی وقت میرے ہاں ایک وقت کا کھانا کھا لو تو مجھے بے حد مسرت ہو گی اور وہ راز تم پر منکشف بھی ہو جائے گا کہ تمہیں دیکھ کر میں جس طرح بے اختیار ہوا وہ غلط نہ تھا۔"

"سمجھائیے تو سہی کچھ؟" میں نے آہستہ سے کہا۔

"دراصل بے بی تم میری ایک بھتیجی کی اس قدر ہم شکل ہو کہ میں ہی نہیں جس نے تمہیں دیکھا ہے وہ تمہیں دیکھتا تو حیران رہ جاتا۔ میری بھی یہی کیفیت ہوئی ہے۔"

"اوہ اچھا۔ چلیے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں آپ کی بھتیجی نہ سہی اس کی ہم شکل ہونے کی حیثیت سے آپ کی تھوڑی سی رشتہ دار تو ہوئی۔" اس شخص نے کسی قدر افسردگی سے کہا۔

"ہاں۔ تم تھوڑی سی رشتہ دار کہی جا سکتی ہو لیکن میری بات چھوڑو یہ بتاؤ کہاں سے آئی ہو اور کون ہو؟" اس نے سوال کیا۔

"میرا نام بھارتی ہے اور یہ میرے ساتھی دلیپ شرما" میں نے جواب دیا۔

"ہیلو۔ تم لوگ مجھے جگاور سنگھ کہہ سکتے ہو۔ میں کنور جگاور سنگھ کے نام سے مشہور ہوں۔"

"کنور صاحب آپ کی بھتیجی کا کیا نام ہے؟"

"پونم سہانے۔"

"وہ کہاں رہتی ہے؟"

"اب تو سورگ میں۔" جگاور سنگھ نے جواب دیا اور ہم دونوں چونک پڑے۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک افسردہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ پھر اُس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں اب وہ زندہ نہیں ہے۔" میں ایک لمحے کے لیے جذباتی سی ہو گئی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"میں تو زندہ ہوں کنور صاحب۔"

"بے بی میں رونا نہیں جانتا، لیکن تمہارے ان الفاظ نے مجھے اندر سے رُلا دیا ہے۔" چند لمحات کے لیے ماحول جذباتی سا ہو گیا تھا۔ میں کنور جگاور سنگھ کی صورت دیکھ رہی تھی۔ اس کی خوبصورت شخصیت پر ایک دھندلاہٹ سی آ گئی تھی۔ چند لمحات کے بعد اُس نے آنکھیں بھینچ کر گردن ہلائی اور بولا۔

"تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے اور اس کی وجہ تم جانتی ہو تاہم میں اجازت چاہتا ہوں۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"جتنی اخلاق کی بہر طور ایک حد ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ تم میرے ساتھ اور کیا اخلاق برتو گی۔"

"نہیں کنور صاحب آپ ہمارے ساتھ کچھ پئیں گے۔" میں نے کہا۔

"بے بی میں تکلف پسند نہیں کرتا، ہاں اگر تم دوبارہ مجھ سے ملنے کا وعدہ کرو تو میں خود تمہیں ایک پیشکش کر سکتا ہوں جب بھی تمہیں فرصت ہو اور بُرا محسوس نہ کرو تو میرے ساتھ ایک وقت کا کھانا کھا لو مجھے دلی مسرت ہو گی۔"

"اس شرط پر کہ بہرحال آپ ہمارے ساتھ کوئی مشروب لیں گے۔"

"میں بالکل منع نہیں کرنا چاہتا بس تمہاری وجہ سے۔"

"شکریہ۔" میں نے کہا اور پھر ویٹر کو بلا کر اپنی پسند کے ایک مشروب کا آرڈر دے دیا۔ دلیپ شرما اس دوران خاموش ہی رہا تھا۔ کنور جگاور سنگھ نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تم لوگ فرانس کی سیاحت کے لیے آئے ہو۔ کہاں قیام ہے تمہارا؟"

”آپ اسے سیاحت کہہ سکتے ہیں۔ دراصل میں انڈین ایئر لائنز میں ایئر ہوسٹس ہوں اور اپنی ڈیوٹی پر آئی ہوئی ہوں۔ دلیپ شرما میرے کزن ہیں۔ وہ البتہ پہلی بار فرانس آئے ہیں۔“ میں نے کہا۔

”اوہ۔ اچھا اچھا اس کا مقصد ہے کہ تم تو اکثر فرانس آتی جاتی ہوگی۔“

”جی ہاں اکثر۔“ میں نے جواب دیا۔

”تب تو پھر میں کوشش کروں گا کہ میرے اور تمہارے درمیان ایسے رابطے ہو جائیں کہ تم جب بھی فرانس آؤ مجھ سے ضرور ملو۔“

”کیوں نہیں۔ ظاہر ہے جو رشتہ آپ کے ذہن میں ہے وہ میرے ذہن تک بھی تو پہنچ سکتا ہے۔ میں نہ جانے کیوں اس شخص کی شخصیت سے کچھ مرعوب سی ہوگئی تھی یا پھر وہ کوئی جذباتی تصور تھا جس نے مجھے اس کے لیے نرم کر دیا تھا۔ دلیپ شرما بھی ہماری گفتگو میں تھوڑا تھوڑا حصہ لیتا رہا۔ کنور جگا ورسنگھ نے ہمارے ساتھ مشروب لیا اور اس کے بعد کہنے لگے۔

”اب جبکہ مجھے یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ میں تم سے اپنی پسند کی کوئی بات کہہ سکوں تو بھارتی تو کیا ہے کہتے ہیں حق بجانب نہیں ہوں کہ اگر تم کل رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔ میں نے دلیپ شرما کی طرف دیکھا لیکن وہ سپاٹ رہا تھا گویا فیصلہ مجھے ہی کرنا تھا۔ میرے پاس ابھی وقت تھا میں نے کنور جگا ورسنگھ سے کہا۔

”اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ورنہ یہ پیش کش تو میں بھی آپ کو اپنے ہوٹل میں کر سکتی تھی۔“

”نہیں بے بی! میں پہلے تم سے کہہ چکا ہوں اور ویسے بھی یہ میرا فرض بنتا ہے۔“

”آپ کا حکم ٹالا نہیں جا سکتا۔“

”اوہ، شکریہ بے حد شکریہ۔ تو پھر کل ساڑھے سات بجے میں تمہارا انتظار کروں گا۔ پتا ذہن نشین کر لو بلکہ یوں کرو کہ مجھے اپنے ہوٹل کا پتا بتا دو میری گاڑی تمہیں لینے کے لیے پہنچ جائے گی۔ وہ ادھر دیکھو وہ سرخ رنگ کی لیموزین ہے۔ اسے پہچان لینا ڈرائیور تمہیں لینے کے لیے آ جائے گا اپنا روم نمبر وغیرہ بتا دو اور میرا یہ پتا بھی رکھ لو۔ اس پر میرا ٹیلیفون نمبر بھی ہے کوئی بات ہو تو فوراً رنگ کر دینا۔“ اس نے اپنا کارڈ میرے حوالے کر دیا۔

میں نے ایک بار پھر دلیپ شرما کی طرف دیکھا لیکن وہ غیر متعلق بیٹھا ہوا تھا البتہ چہرے پر بیزاری وغیرہ کے تاثرات نہیں تھے جس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ اس سلسلے میں فیصلے مجھے ہی کرنے ہیں اسے میرے فیصلوں سے کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ میں نے کارڈ جیب میں رکھ لیا اور چند لمحات کے بعد کنور جگا ورسنگھ ہمارے پاس سے اٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ ہلایا اور پھر ریسٹوران سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی سرخ کار اسٹارٹ ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ میں نے دلیپ شرما کی طرف دیکھا اور ہنس پڑی۔

”اے مسٹر! آپ تو اس طرح خاموش بیٹھے ہیں جیسے مٹی کے بت ہوں۔“

”اوہ۔ نو میڈم۔ نو مس بھارتی بات دراصل یہ ہے کہ جن معاملات سے میرا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان میں میں خاموشی ہی اختیار کرتا ہوں۔“

”لیکن مجھے آپ کی یہ خاموشی پسند نہیں ہے مسٹر دلیپ شرما۔“

”تو پھر حکم دیجیے ایسے مواقعوں پر مجھے کیا کرنا چاہیے۔“

”آپ میرے دوست ہیں ملازم نہیں۔ یہ بات میں آپ سے ایک ہزار مرتبہ کہہ چکی ہوں اول تو آپ کا مجھے میڈم کہنا ہی پسند نہیں ہے تاہم کہہ بھی لیتے ہیں تو اس حد تک کوئی حرج نہیں ہے لیکن ایسے معاملات میں آپ اپنی رائے بھی دیا کریں۔“

”کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس کے لیے میرا بولنا ضروری ہوتا چنانچہ میں نے خاموشی اختیار کی۔“

”مگر یہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ یہ پروگرام آپ کو ناگوار تو نہیں گزرا۔“

”ہرگز نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ایک شخص اگر کسی طور جذباتی ہو جاتا ہے اور اس جذباتیت کی کوئی وجہ ہے تو ہم انسانی فطرت کو نظر انداز تو نہیں کر سکتے۔ بہرطور یہ شخصیت بہت عمدہ تھی۔“

”میں بھی یہی کہنے والی تھی۔ پرسنالٹی کے لحاظ سے یہ شخص بے مثال تھا۔ میں نے اتنے شاندار لوگ کم دیکھے ہیں۔“

”آپ کے چچا جو ٹھہرے۔“ دلیپ شرما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جل گئے۔“

”نہیں نہیں۔ میری تو دعا ہے کہ بھگوان آپ کو دس بیس ایسے اور چچا دے دے۔ میرے اوپر کیا اثر پڑتا ہے۔“ دلیپ شرما نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور میں بھی ہنس پڑی۔ اس کے بعد ہم کنور جگا ورسنگھ کے بارے میں بات کرتے رہے۔ کنور جگا ورسنگھ تھوڑی ہی دیر میں ہمارے ذہن پر ایک عجیب سا تاثر

چھوڑ گیا تھا۔ وہ کارڈ بھی دیکھا ہم نے جو وہ میز پر چھوڑ گیا تھا اس پر درج پتا پیرس کا ایک حسین علاقہ تھا جہاں دولت مند لوگ رہا کرتے تھے۔ ویسے بھی اس کی شاندار لیموزین اور عمدہ لباس اس بات کا اظہار کرتا تھا کہ وہ دولت مند لوگوں میں شامل ہوتا ہے۔ بہرطور اس کے بعد ہم تھوڑی دیر تک ادھر ادھر گھومتے رہے اور پھر ہوٹل واپس آ گئے۔ دوسرے دن کے پروگرام بھی طے ہو گئے تھے کنور جگا ورسنگھ سے تو شام کو ملاقات کرنی تھی یعنی رات کو ساڑھے سات بجے اور ساڑھے سات بجے پیرس کافی ڈارک ہو جاتا تھا۔

ہوٹل واپس آنے کے بعد دلیپ شرما تھوڑی دیر تک میرے ساتھ بیٹھا رہا۔ ہم لوگوں نے کولڈ کافی پی اور اس کے بعد جب اسے نیند آنے لگی تو وہ مجھ سے اجازت لے کر چلا گیا۔ لیکن مجھ پر ابھی نیند طاری نہیں ہوئی تھی بہت سی باتیں ذہن میں آ رہی تھیں نہ جانے کیا کیا خیالات۔ بہرطور یہ خیالات تو تنہائی کے رازدار ہوتے ہیں ان سے بھلا نجات کس طرح مل سکتی ہے میں بھی بہت دیر تک سوچوں میں گم رہی اور انہی سوچوں نے آنکھوں میں نیند کی شکل اختیار کر لی اور میں گہری نیند سو گئی۔ دوسری صبح مقررہ وقت پر ہی جاگی تھی ذہن پر کوئی بوجھ نہیں تھا اور تازہ دم تھی۔ غسل خانے میں جا کر غسل کیا لباس تبدیل کیا اور پھر ٹیلیفون کی جانب بڑھ گئی۔ فون اٹھا کر دلیپ شرما کے نمبر ڈائل کیے اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دلیپ شرما سے رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو۔“

”یس میڈم۔“ دلیپ شرما کی آواز سنائی دی۔

”کیا کر رہے ہو؟“

”انتظار۔“

”کس کا؟“ میں نے شرارت سے سوال کیا۔

”ناشتے کا۔“ دلیپ شرما کی آواز سنائی دی۔

”وحشت ہے کہ تم میں ذرا بھی رومانیت نہیں ہے۔“ میں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

”نہیں میڈم اگر اوپر سے احکامات ملیں تو پھر پیدا ہو سکتی ہے۔“

”اوپر سے۔“

”جی ہاں میرا مطلب ہے باس کی طرف سے۔“

”اچھا آ جاؤ شرافت سے اور ناشتے کے لیے روم سروس کو رنگ کرتے آؤ۔ میرے کمرے میں ناشتا کیا جائے گا۔“

”جو حکم۔“ دلیپ شرما نے جواب دیا اور میں نے مسکراتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔ دلیپ نے اپنے اندر کافی تبدیلیاں پیدا کی تھیں۔ خاص طور سے اس وقت سے جب وہ میرے ساتھ رہنے لگا تھا۔ اور یہ تبدیلیاں مجھے بری نہیں محسوس ہوئی تھیں لیکن اب رفتہ رفتہ یہ احساس ہو رہا تھا کہ کہیں دلیپ شرما کے ذہن میں یہ تصور تو نہیں ہے کہ اب وہ میرے ساتھ ہے اس جیسے آدمی کو کسی بھی صورت کسی ذہنی دباؤ کا شکار نہیں رہنا چاہیے۔ میں اس کا انتظار کرتی رہی تھوڑی ہی دیر کے بعد دروازے پر دستک ہوئی اور میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ وہ سنجیدہ سی شکل بنائے اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت وہ جس لباس میں تھا اس میں کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔ ویسے بھی اس کی شخصیت تو بے حد نفیس تھی بس اپنے آپ کو بگڑا بنائے رہتا تھا۔ ان دنوں وہ عمدہ لباس پہن رہا تھا تو خوب جچتا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا اور وہ مجھے سلام کر کے میرے سامنے آ بیٹھا۔

”بعض اوقات تمہیں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تم اپنے آپ پر بہت جبر کر رہے ہو دلیپ۔“

”جی ہاں یہ حقیقت ہے۔“ اس نے جواب دیا۔

”کیا مطلب؟“

”میں خود پر جبر کر رہا ہوں۔“

”لیکن کیوں؟“

”حالات اسی کا حکم دیتے ہیں۔“

”آخر کون سے حالات۔ کیا مصیبت نازل ہوئی ہے تم پر؟“

”کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی ہے جبر جبر ہوتا ہے مصیبت نہیں۔“

”میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا کہ تم میرا احترام کرو۔“

”آپ نے نہیں کہا لیکن۔“

”اب تم حالات کا رونا روؤ گے۔“

”قطعی نہیں بس یوں سمجھ لیجیے کہ ایک معاہدہ ہو گیا تھا اس کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کٹ گئے ہیں۔“

”معاہدہ۔“

”جی ہاں پتا نہیں کیوں جذباتی ہو گیا تھا۔“

”ارے بھائی کس سلسلے میں؟“ میں نے جھلائے ہوئے انداز میں سوال کیا۔

”آپ سے وعدہ کیا تھا نا کہ کبھی رومانی نہیں ہوں گا۔“ اس نے عجیب سے انداز میں کہا اور میرے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"تو تم اس سلسلے میں ججر کر رہے تھے؟"
"تو پھر اور کیا سلسلہ ہو سکتا ہے۔" وہ حیرت سے بولا۔
"ویسے دلیپ شرما در حقیقت ٹاپ کی چیز ہو۔" میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔
"میڈم کیا عرض کروں بعض اوقات انسان اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار لیتا ہے۔ ابھی آپ نے ٹیلی فون پر کہا تھا کہ مجھ میں رومانیت نہیں ہے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا مفہوم کیا ہے؟"
"اس کا مفہوم صرف عمدہ سا ناشتا ہے۔ اور میرا خیال ہے ناشتا دروازے پر پہنچ چکا ہے۔" میں نے دروازے کے باہر قدموں کی آواز محسوس کر لی تھی۔ ویٹر کی دستک پر ہم نے اسے اندر آنے کے لیے کہا اور ویٹر نے عمدہ ناشتا ہمارے سامنے سجا دیا دلیپ شرما خاموشی سے ناشتے میں مصروف ہو گیا تھا۔
"ویسے پیرس آنے کے بعد تمہارے اندر کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں؟"
"جی ہاں۔"
"مثلاً کیا محسوس کرتے ہو۔؟"
"بعض اوقات دل چاہتا ہے کہ میری پشت پر ایک کوبڑ نکل آئے۔"
"کیا مطلب۔؟" میں حیرت سے بولی۔
"اور میری صورت بالکل بدنما ہو جائے پھر میں کسی کے لیے ایک پھول توڑنے چٹانوں چٹانوں اور گنبدوں، گنبدوں چھلانگیں لگاتا پھروں۔" میرے حلق سے ایک قہقہہ نکل گیا۔
"گویا کبڑا عاشق تمہارے ذہن پر سوار ہے؟"
"یہاں آ کر تو بہت سے عاشق میرے ذہن پر سوار ہو گئے ہیں۔ چھوڑیے کس کس کے چکر میں پڑا جائے۔"
"بالکل ٹھیک پوری دلچسپی کے ساتھ ناشتا کرو۔"
"یس میڈم۔" اس نے جھینپے وار آواز میں کہا اور میں ہنسنے لگی اس کے بعد خاموشی سے ناشتا کرتے رہے پھر آج کے دن کے پروگرام کی تفصیل سامنے آ گئی اور جگہیں دیکھنی تھیں نیشنل آرٹ گیلری اور ایسی ہی دوسری چیزیں میں نے دلیپ شرما کو بتا دیا کہ کس وقت ہمیں یہاں سے نکلنا ہے اور اسے کیا تیاریاں کرنی ہیں وقت مقررہ پر ہم پیرس کی سڑکوں پر آ گئے اور اس کے بعد وہی آوارہ گردی شروع ہو گئی۔ بہرطور دلیپ شرما کی معیت بے حد دلچسپ تھی طے یہ کیا گیا تھا کہ آج لنچ واپس آ کر ہوٹل ہی میں کریں گے چنانچہ یہ پروگرام زیادہ طویل نہیں ہونا چاہیے۔ لنچ کے بعد آرام کا فیصلہ کیا گیا تھا تاکہ رات کی دعوت کے لیے چاق و چوبند رہا جائے ساڑھے پانچ بجے میں خود دلیپ کے کمرے میں پہنچ گئی اور میں نے اس کے لیے لباس کا انتخاب کیا اس نے بڑے پُرخلوص انداز میں میرا شکریہ ادا کیا تھا اور کہا تھا کہ زندگی میں پہلی بار اس کے لیے لباس کا انتخاب کیا ہے ورنہ اسے عمدہ لباس سے کوئی دلچسپی ہی نہیں رہی تھی میں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر ہم وقت مقررہ پر تیار ہو گئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد کسی نے ہمارے کمرے کے دروازے پر دستک دی یہ میرا کمرہ تھا میں اور دلیپ شرما یہیں آ گئے تھے طلب کرنے پر ایک شخص اندر داخل ہو گیا اور اس نے ہمیں کنور جگادر سنگھ کا کارڈ پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ جگادر سنگھ کا ڈرائیور ہے اور نیچے گاڑی تیار کھڑی ہوئی ہے چنانچہ ہم دونوں باہر نکل آئے سرخ لیموزین بے حد شاندار تھی اور پیرس کی سڑکوں پر کسی جل پری کی مانند تیر رہی تھی موسم بے حد خوشگوار تھا اور فضا میں ایک عجیب سی تازگی رچی ہوئی تھی ہم یہ سفر کرتے رہے [illegible] خوب اور با ادب تھا کافی دیر کے بعد ہم پیرس کے ایک حسین ترین علاقے کی حسین ترین عمارت میں داخل ہوئے جو دیکھنے ہی سے بہت حسین نظر آتی تھی اور عمارت کے صدر دروازے پر کنور جگادر سنگھ نے ہمارا استقبال کیا اس وقت وہ ایک عمدہ کافتان میں ملبوس تھا اور اس قدر شاندار نظر آ رہا تھا کہ بس اس پر سے نگاہ نہیں ہٹ پائی تھی مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور بڑے پیار سے ہم دونوں کا استقبال کیا میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا۔
"تم یقین کرو بھارتی کہ میں اس وقت اتنا خوش ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا میرے دل میں بار بار یہ آرزو ابھرتی کہ کاش کچھ اور لوگ بھی یہاں ہوتے جو تمہیں دیکھتے اور حیران رہ جاتے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا وہ ہمیں لیے ہوئے اپنی شاندار کوٹھی کے خوبصورت ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا اور اس کے بعد بہت دیر تک ہم سے گفتگو کرتا رہا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ پیرس میں تنہا ہی رہتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہاں۔ یہاں اس کے

چند ملازموں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تب میں نے اس سے سوال کیا کہ اس کی اصل رہائش گاہ کہاں ہے تو مسکرا کر بولا کہ وہ آوارہ گرد ہے بس کاروبار ہے اس کا جو دنیا کے کئی ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ گھومتا گردش میں رہتا ہے بہرطور بڑی عجیب و غریب شخصیت تھی بہر بات مجھ تک آ گئی اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ کیا میں اپنی تصویر دیکھنا پسند کروں گی میں نے دلچسپی سے گردن ہلا دی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک تصویر لے آیا جو بہت ہی خوبصورت فریم میں آویزاں تھی تصویر میرے سامنے کی گئی تو نہ صرف میں بلکہ دلیپ شرما بھی حیران رہ گیا ذرہ برابر فرق نہیں تھا۔ مجھ میں اور اس میں بہت حیرت انگیز بات تھی اور سب سے زیادہ حیرت ناک بات یہ کہ اس تصویر میں میں جس لباس میں نظر آ رہی تھی یہ لباس بھی میرے پاس موجود تھا گو عام سا لباس تھا اور کوئی بھی اس قسم کا لباس استعمال کر سکتا تھا لیکن ہم رنگ اور یہ کپڑا مجھے اچھی طرح یاد تھا۔ یہاں میں کچھ الجھ سی گئی بالکل یہی لگتا تھا جیسے میری ہی تصویر ہو لیکن اس کا اظہار کرنا بھی حماقت تھی اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔
"کیا خیال ہے بھارتی اس تصویر کے بارے میں بھارتی۔؟"
"انتہائی حیران ہوں صورتیں یکساں ضرور ہوتی ہیں لیکن اس قدر، آج میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔" وہ کچھ مغموم سا ہو گیا تھا پھر اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"مجھ پر ابھی تو دیوانگی بلاوجہ طاری نہیں ہوئی بہرحال یہ سب تقدیر کے کھیل ہیں۔" میں نے جواب نہیں دیا اور اس کے بعد تصویر رکھ دی گئی پھر ہم کھانے میں مصروف ہو گئے اس نے انتہائی پُرتکلف اہتمام کیا تھا۔ بہت دیر تک اس کے ساتھ رہے اور پھر ہم نے اجازت طلب کر لی تو وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔
"کیا کبھی دوبارہ بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔؟"
"کیوں نہیں مسٹر جگادر جب بھی میں یہاں آؤں گی آپ کے پاس ضرور حاضری دوں گی۔"
"تمہاری واپسی کب تک ہے۔؟"
"ابھی کمپنی سے وقت نہیں ملا لیکن شاید زیادہ وقت نہیں لگے گا۔" میں نے جواب دیا اور وہ خاموشی سے گردن ہلانے لگا۔ پھر بولا "سوری بھارتی میں تمہیں مغموم کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن بہرحال میں تمہارا انتظار کروں گا۔"
"ضرور مسٹر جگادر مجھے بھی افسوس ہے کہ میں آپ کے دکھ کا باعث بنی۔" ہم جگادر کی کار میں ہی واپس ہوٹل آئے تھے اور دیر تک اس کے بارے میں گفتگو کرتے رہے تھے۔ دلیپ شرما نے اس کے بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ نہ ہی ہمارے ذہن میں یہاں دوران قیام اس سے دوبارہ ملنے کا خیال آیا تھا۔
کچھ وقت اور گزر گیا۔ پیرس کی سیاحت میں ہم نے بہت برق رفتاری سے کام کیا تھا اور میں نے دلیپ شرما کو وہ تمام ہی ساری جگہیں دکھا دی تھیں جن سے پیرس کی شان بڑھتی ہے یہ بات ذہن میں تھی کہ کسی بھی وقت کمپنی کی طرف سے واپسی کا شیڈول مل جائے چنانچہ جو کام بھی کرنا ہے جلدی کر لیا جائے اور میری یہ جلد بازی کام آئی کیونکہ اچانک ہی مجھے اطلاع دے دی گئی کہ مجھے کل شام واپس جانا ہے لہٰذا میں تیاری پر مصروف ہو گئی۔ دلیپ شرما کی واپسی بھی میرے ساتھ تھی لیکن دلیپ شرما کا کام اس دن نہ ہو سکا چنانچہ مجبوراً یہ طے کیا گیا کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کے بعد ایک اور فلائٹ سے واپس پہنچ جائے گا اس سلسلے میں کوئی الجھن کی بات نہیں تھی چنانچہ دلیپ شرما کو معمولات سمجھانے کے بعد میں اپنی فلائٹ سے کر چل پڑی اور دوران سفر کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جو قابل ذکر ہوتا بالآخر میں وطن واپس پہنچ گئی اور اس کے بعد اپنے مخصوص معمولات سے فارغ ہوئی اور پھر سیدھی فلیٹ پر آ گئی۔ راگنی بھی موجود تھی۔ ونود اور ماتاجی بھی تھے۔ وہ ہی تعریفات وہی زندگی۔ راگنی بیچاری کو پتا بھی نہیں تھا کہ میں نے کیا کیا چکر چلائے ہوئے ہیں اور میری حیثیت سے ایک دوسری لڑکی بھی یہاں آ کر ان لوگوں کو بے وقوف بنا رہی ہے۔ ابھی تک انہوں نے تو دیا پر کوئی شک نہیں کیا تھا۔ ہاں البتہ راگنی نے اس رات مسکراتے ہوئے مجھے بتایا کہ پورن شرما کل لنچ پر آ رہا ہے اور اس نے میرے شیڈول کے مطابق معلومات حاصل کر کے یہ پروگرام رکھا ہے۔
"اچھا جی یہ بات تم نے درمیان میں لگا دی کہ تم نے میرا شیڈول معلوم کر لیا تھا۔"

کر سکتا ہوں۔"

"سبھی بڑی جذباتی گفتگو ہو گئی اور میڈم راگنی آپ بڑے اطمینان سے یہاں بیٹھی ہماری باتیں سن رہی ہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیے اور کھانے پینے کا بندوبست کیجیے۔" راگنی مسکراتی ہوئی اٹھ گئی تھی پھر ماتا جی نے بھی پورن شرما کو پسند کر لیا اور اس کے بعد انہوں نے کہا۔

"اور اب یہ ذمہ داری ظاہر ہے میرا بیٹا یعنی بھارتی اٹھائے گی اور باقی معاملات یہی طے کرے گی۔"

"سر آنکھوں پر ماتا جی۔ یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پورن شرما آیا تو بس رسمی طور پر آیا تھا۔ لیکن اس کے بعد اسے رات تک روکے رکھا گیا اور ہم لوگ آپس میں کافی دیر تک ہنسی مذاق کرتے رہے۔ میں نے بھی جلے بڑے چٹکلے کہے اور پورن شرما مسکراتا رہا ایک بار اس نے شریر انداز میں یہ بھی کہا تھا کہ اب تک تو وہ مجھے نظر انداز کیے رہا لیکن اب ذرا مجھ پر بھی نظر رکھے گا تاکہ مجھے بھی کسی پائلٹ کے چکر میں پھنسا دے میں نے قہقہہ لگایا تھا راگنی کہنے لگی۔

"پورن جی آپ نہیں جانتے بھارتی بہن کتنی دولت مند ہے۔ ظاہر ہے یہ کسی سرمایہ دار سے ہی شادی کرے گی یہ ائیر ہوسٹس کی نوکری تو اس نے بطور مذاق اختیار کی ہوئی ہے۔ بس گھومنے پھرنے کی شوقین ہے اور اس کا پاؤں کہیں نہیں ٹکتا۔"

"اوہو بھئی ہمیں نہیں معلوم تھا ویسے بھی کسی دولت مند سے کبھی میری ملاقات نہیں ہوئی۔ ذرا ایک بار پھر مل لیں بھارتی جی سے۔" پورن شرما نے کہا۔

"شرما جی آپ شاید مجھ سے مذاق کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فکر نہ کیجیے سالی ہونے کی حیثیت سے آپ کو بھی ناکوں چنے نہ چبوا دوں تو میرا نام بھارتی نہیں ہے۔"

"توبہ۔ توبہ۔ توبہ۔ ہم آپ کے سامنے یہ جرأت کر سکتے ہیں بھارتی جی۔" بہرحال کافی دلچسپیاں رہی تھیں پورن شرما چلا گیا تو ونود صاحب نے بھی زبان کھولی اور نجانے کیا کیا فقرے چست کرتے رہے۔ رات کو راگنی میرے بستر ہی میں آ گھسی تھی اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھارتی کیا عورت اتنی ہی بے وقوف ہوتی ہے؟"

"اس سے بھی زیادہ۔ مگر ہوا کیا۔؟"

"مجھ میں نہیں آ رہا کیا ہوا ہے۔؟"

"بہت زیادہ جذباتی ہونے کی کوشش نہیں کرو راگنی جی۔ ابھی تو یہ راگنی بے وقت کی راگنی ہے۔ ذرا وقت آنے دو اس کے بعد جو دل چاہے کر لینا۔"

"بھئی تم میرا مذاق مت اڑاؤ۔ پلیز تم ہی تو ایک ایسی شخصیت ہو جس سے میں ہر بات کر سکتی ہوں۔"

"ریگارڈ سکسن خوب لگاؤ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور راگنی بھی ہنسنے لگی۔ یہاں آنے کے بعد دن رات بہت خوشگوار ہو جاتے تھے۔ بہت سے احساسات ذہن سے مٹ جاتے تھے اور اس وقت بھی یہی ہوا تھا۔ نجانے کب تک میں اور راگنی آپس میں باتیں کرتے رہے اور اس کے بعد سو گئے۔ دیپ شرما کی واپسی میں ابھی بہت وقت تھا چنانچہ مجھے فرصت تھی دوسرے دن میں تقریباً ساڑھے دس بجے باہر نکل آئی۔ اور یونہی چہل قدمی کرتے ہوئے بڑھنے لگی خیال یہ تھا کہ سرلا دیوی کے ہاں جاؤں گی تھوڑی بہت گپ شپ ان سے ہوگی پھر کوئی جا کر ونود سے ملاقات کروں گی۔ کافی دور تک پیدل چلتی رہی اور اس کے بعد ایک جگہ رک کر ٹیکسی کا انتظار کرنے لگی میرے پاس کوئی ٹیکسی نہیں تھی پھر مجھ سے تھوڑے فاصلے پر ایک بازار تھا جہاں اچھے خاصے عمدہ قسم کے شوروم بنے ہوئے تھے۔ دفعتاً کوئی میرے عقب میں آ کھڑا ہوا۔ مجھے اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی ایک لمحے تو میں نے غور نہیں کیا پھر یہ خیال ہوا کہ دیکھوں تو سہی کون ہے میں نے پلٹ کر دیکھا اور میرے دانت مضبوطی سے ایک دوسرے پر بھنچ گئے۔ وہ شکل میری شناسا تھی اور میں اسے اچھی طرح پہچانتی تھی۔ یہ آزرن فیرک تھا وہ آزرن فیرک جس نے میری زندگی میں ہلچل کی ابتداء کی تھی۔ وہ خاموش کھڑا ہوا مجھے دیکھ رہا تھا میرے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے شناسائی کے انداز میں سر کو جنبش دی تو وہ سنجیدگی سے دو قدم آگے بڑھ کر میرے قریب آ کھڑا ہوا۔

"میں تمہارے فلیٹ کی نگرانی کر رہا تھا اور منتظر تھا کہ تم جس وقت بھی اترو تم سے رجوع کروں۔"

"اوہ مسٹر آزرن فیرک! آپ اوپر کیوں نہ آ گئے۔؟"

"جرأت نہیں کر پایا تھا۔ یہ سوچ کر کہ نجانے تم میرے

ساتھ کیا سلوک کرو۔"

"نہیں اب ایسی کوئی بات نہیں۔ بہرطور آپ کا میرا ایک گہرا رشتہ ہے۔" میں نے کہا اور آزرن فیرک مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"ڈیئر بھارتی اگر مناسب سمجھو تو میرے ساتھ میرے ہوٹل چلو میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"اس کا موضوع کیا ہوگا۔ مسٹر آزرن فیرک۔"

"سنو بھارتی! جو کچھ بھی بات چیت ہوگی میرے اور تمہارے دونوں کے مفاد میں ہوگی اور تمہیں ایک بات بتا رہا ہوں۔ بات کچھ بھی ہو نتیجہ اس کا کچھ بھی نکلے لیکن میری طرف سے کوئی ایسی گستاخی نہیں ہوگی جو تمہارے لیے ناپسندیدہ ہو۔ بس میں اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ مجھ پر اعتماد کرو۔"

"مسٹر آزرن فیرک! مجھے بھلا آپ سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ بھلا آپ میرے لیے کیا خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اتفاق ہے کہ میں اس وقت اتر آئی۔ آپ کو یقین تھا کہ میں اس وقت نیچے آؤں گی۔؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر۔؟"

"میں پورے دن کا پروگرام بنا کر آیا تھا اور اگر آج اس میں کامیاب نہیں ہوتا تو کل کوشش کرتا۔"

"کیا آپ کو معلوم تھا کہ میں اس وقت فلیٹ میں ہوں۔؟"

"ہاں۔"

"کیسے۔؟"

"میں نے تمہارے آفس سے معلوم کیا تھا۔"

"گڈ! اس کا مطلب ہے آپ نے میرے لیے کافی محنت کی ہے۔"

"ہاں۔" آزرن فیرک نے جواب دیا۔ میں ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گئی۔ آزرن فیرک کے ساتھ جانے کا خطرہ مول لوں یا نہ لوں؟ لیکن پھر میرے اندر خود اعتمادی ابھر آئی۔ میں نے سوچا کہ زیادہ سے زیادہ یہ شخص میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اگر ایک دو افراد ہوتے تو ان سے تو نمٹنے کی کوشش کروں گی۔ ویسے دیپ شرما ذہن میں آیا تھا پتا نہیں کیوں ان دنوں اس کا سہارا تلاش کرنے لگی تھی۔ بہرطور میں نے کسی کشمکش کا اظہار نہیں کیا اور شانے ہلا کر آزرن فیرک سے بولی۔

"حالانکہ میں اس وقت ضروری کام سے نکلی تھی لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ سے گفتگو کروں تو جیسا آپ پسند کریں۔ لیکن آپ کا ہوٹل کون سا ہے؟" جواب میں آزرن فیرک نے ایک ہوٹل کا نام لیا اور میں نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے اعتراض نہیں ہے۔ چلیے۔"

"تو پھر اس طرف کار کھڑی ہوئی ہے۔"

"آپ کی کار۔؟"

"نہیں کرائے کی ہے۔"

"آپ یہاں کب تشریف لائے۔؟"

"میں آتا جاتا رہتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ تم ایک دلیر لڑکی ہو اور میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں اس لیے یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تم کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتیں۔"

"شکریہ بے حد شکریہ۔ چلیے۔" میں نے کہا اور آزرن فیرک مجھے لیے ہوئے ایک کار کی طرف بڑھ گیا اس نے جیب سے چابی نکال کر کار کا دروازہ کھولا پھر اندر بیٹھ کر پچھلا دروازہ بھی کھول دیا۔ میں شکریہ ادا کر کے اندر بیٹھ گئی تھی۔ آزرن فیرک نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ اور اس کے بعد باقی راستہ خاموشی سے ہی طے ہوا۔ میں بھی سوچوں میں گم تھی اس لیے آزرن فیرک سے کوئی سوال نہ کر سکی اور بالآخر ہم اس ہوٹل میں پہنچ گئے جس کا نام آزرن فیرک نے لیا تھا۔ آزرن فیرک کا کمرہ چوتھی منزل پر تھا لفٹ نے ہمیں چوتھی منزل کی راہداری میں چھوڑ دیا اور میں آزرن فیرک کے ساتھ چلتی ہوئی اس کمرے کے سامنے آ کر رک گئی۔ اس نے جیب سے چابی نکال کر کمرہ کا دروازہ بھی کھولا تھا غالباً یہ چابی وہ کاؤنٹر پر دینے کے بجائے اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔ دروازے کا تالا کھولنے کے بعد اس نے دروازہ کھولا اور خود اندر داخل ہو گیا پھر مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا اور میں اس کے پیچھے اندر پہنچ گئی۔

"بے حد شکریہ کم از کم تم نے مجھ پر اس حد تک اعتبار تو کیا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگی پھر میں نے باتھ روم کی طرف دیکھا اور آزرن فیرک

نے کہا۔

"چاہو تو باتھ روم بھی جا کر دیکھ لو۔"

"نجانے آپ کس قسم کا شکار ہیں مسٹر آزن فیرک۔ تشریف رکھیے۔" میں نے کہا اور خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

میرے انداز میں بے پروائی اور اعتماد تھا۔ اب جو خطرہ مول لے لیا تھا اس کے لیے اب خوفزدہ ہونے کا کوئی فائدہ نہیں تھا چنانچہ میں خود کو پُراعتماد ظاہر کر رہی تھی حالانکہ دل میں تھوڑا سا وسوسہ ضرور تھا کہ آزن فیرک ایک خطرناک آدمی ہے۔ اور اب اس کی شخصیت میرے لیے تاریکی میں نہیں رہی تھی چنانچہ اس کی طرف سے کوئی بھی کارروائی کی جا سکتی تھی لیکن بہرحال بلیک جیمل نے مجھے جو اعتماد بخشا تھا وہ اس وقت بھی میرے کام آ رہا تھا اور میں نے اپنے آپ کو اس بات کے لیے تیار رکھا تھا کہ اگر کوئی غلط صورتحال پیش آئے تو میں فوری طور پر اپنے لیے مدافعت کر سکوں۔ آزن فیرک خود بھی میرے سامنے بیٹھ گیا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"کیا منگواؤں۔ بولو کیا پیو گی بھارتی۔؟"

"کافی۔" میں نے جواب دیا اور آزن فیرک نے مسکراتے ہوئے گردن خم کر دی پھر اس نے روم سروس کو فون کر کے کافی طلب کر لی اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"تم بہت پُراعتماد ہو۔"

"یقیناً ہوں مسٹر آزن فیرک۔"

"اور تمہاری شخصیت میں یقینی طور پر ایک سحر ہے جب پہلی بار تم سے جہاز میں ملاقات ہوئی تھی تو میں نے اس سحر کو محسوس نہیں کیا تھا اس وقت میرے ذہن میں صرف ایک ہی خیال تھا وہ یہ کہ تم صرف ایک ایئر ہوسٹس ہو۔"

"نہیں مسٹر آزن فیرک میں یہ بات نہیں مانتی۔ کیونکہ آپ تو میرے بارے میں اتنا کچھ جانتے تھے جتنا اس وقت میں خود بھی نہیں جانتی تھی۔"

"ہاں اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے میں واقعی اس وقت تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اور غالباً اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ تم اسی وقت اپنے آپ سے روشناس ہوئی تھیں۔"

"ہاں مسٹر آزن فیرک آپ ہی تھے وہ جنہوں نے میری پُرسکون زندگی میں ہلچل مچائی تھی۔"

"لیکن ڈیئر کیا کسی انسان کے دل میں یہ خواہش نہیں ہوتی کہ وہ اپنے آپ کو جان لے۔ تمہیں زندگی کی ہر آسائش مہیا تھی لیکن تم اپنے آپ سے ناواقف تھیں کیسی عجیب بات ہے۔؟"

"ہاں مسٹر آزن فیرک۔ بہرحال جانے دیجیے ان باتوں کو یہ بتائیے کہ آپ نے مجھے یہاں اس وقت کیوں بلایا ہے اور میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں۔؟"

"کافی آ جائے تو ذرا آرام سے گفتگو کریں گے۔" آزن فیرک نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ اس کے بعد ہم کافی کا انتظار کرتے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے کافی کا سامان ہمارے پاس پہنچا دیا۔ کچھ سنیکس بھی رکھے ہوئے تھے ٹرالی میں جنہیں آزن فیرک نے میرے سامنے رکھ دیا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"بھارتی میں اس وقت تم سے بہت صاف صاف گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم مجھے اس کی اجازت دو گی۔؟"

"ظاہر ہے بیکار باتوں میں نہ مجھے کوئی فائدہ ہو گا اور نہ آپ کو مسٹر آزن فیرک۔"

"ہاں یہ بات میں جانتا ہوں اور اچھی طرح جانتا ہوں۔" آزن فیرک نے جواب دیا پھر چند لمحات ہم دونوں ہی خاموشی سے کافی کے گھونٹ لیتے رہے۔ آزن فیرک بولا۔

"تمہیں کسی ضروری کام سے جانا تھا۔؟"

"چھوڑیے اب تو میں آپ کے سامنے ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"میری گفتگو طویل بھی ہو سکتی ہے مس بھارتی تاہم میں اس کا آغاز اسی وقت سے کرتا ہوں جب میری تم سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور میرے ساتھ میرے بیٹے بازن اور بارن تھے میں نے تمہیں پہچان لیا تھا مس بھارتی اور اس کے بعد میں نے تمہیں جان بوجھ کر تمہارے ماضی کی طرف متوجہ کیا تھا اور اس کے بعد کے حالات بھی مجھے معلوم ہیں کہ تم نے کس طرح اپنے آپ کو اپنی ہی تلاش میں سرگرداں کیا۔ تمہاری ملاقات مجھے خوشی سے ہوئی رانا پربت سے ہوئی اور دوسرے لوگ بھی تمہارے راستے میں آتے رہے۔ جن میں گیان چند بھی تھا۔ تم نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو راستے سے ہٹا دیا اور

یہ تمہاری ہرزہ سرائی ہے بھارتی اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ ابھی تک تم اپنے آپ کو پانے میں ناکام ہو۔ اور اس کے لیے سرگرداں ہو۔ میں تمہیں یہاں تک بتانے کے بعد اس طرف جانا چاہتا ہوں جب سفید ڈائری تمہارے قبضے سے نکل گئی اور خود تمہیں اس کے بارے میں کوئی پتا نہیں چل سکا۔"

میں سنجیدہ نگاہوں سے آزن فیرک کو دیکھ رہی تھی پھر میں نے آزن فیرک سے کہا۔

"مسٹر آزن فیرک جب آپ اس قدر صاف صاف گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں تو میں بھی آپ سے صاف بات کرنا چاہتی ہوں۔ گیان چند نے مجھے بتایا تھا کہ آپ اور رانا پربت ایک دوسرے سے روٹھ گئے ہیں اور آپ کی خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ کام کروں۔ اس کے لیے آپ نے غلط آدمی کا انتخاب کیا تھا۔ گیان چند قابلِ بھروسہ نہیں تھا۔ اس نے مجھ سے بدتمیزی کرنی چاہی۔ نتیجے میں اسے راستے سے ہٹا دینا پڑا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس نے یہ اعتراف بھی کر لیا تھا کہ وہ میرے دادا جی اور موسی جی کا قاتل ہے۔ ہاں یہ بات میں مزید جاننا چاہوں گی کہ میرے دادا جی اور موسی جی کو قتل کرنے کی ہدایات آپ نے دی تھیں یا رانا پربت نے۔؟"

"میں قسم کھانے کے لیے تیار ہوں پھر تم جس طرح بھی چاہو۔ [illegible] یہ ہدایات میں نے نہیں دی تھیں بلکہ یہ رانا پربت نے دی تھیں۔"

"ہوں چلیے ٹھیک ہے اگر میں آپ کی بات مان بھی لوں تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے آپ کے لیے کیا کرنا ہے؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ ڈائری کہاں ہے؟ آپ کے پاس یا رانا پربت کے پاس؟"

"ڈائری کے حصول کے لیے اسی نے گیان چند کو آمادہ کیا تھا اور گیان چند تمہارے گھر پہنچ گیا تھا۔ وہاں جو کچھ بھی ہوا وہ ایک الگ بات ہے جو میرے علم میں نہیں ہے لیکن بالآخر انہیں کچھ نہیں ملا تھا۔ پھر لاکر کی چابی حاصل کر لی گئی۔ اور اس کے بعد رانا پربت نے لاکر سے وہ ڈائری نکال لی۔ ڈائری رانا پربت کے پاس تھی۔ اس ذلیل انسان نے مجھ سے یہ اعتراف کیا کہ ڈائری کو وہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس پر حملہ کیا گیا اور رانا پربت تھوڑا سا زخمی ہو گیا۔ میں یہ بات تمہیں بتا رہا ہوں کہ وہ حملہ میں نے نہیں کرایا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ تیسری شخصیت کون سی ہے جو ان معاملات میں دلچسپی لے رہی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ حملہ اسی تیسری شخصیت نے کرایا ہو لیکن رانا پربت کا خیال تھا کہ یہ بات معلوم ہونے کے بعد کہ ڈائری اس کے قبضے میں آ گئی ہے۔ میں نے یہ کوشش کی تھی اور اس ذلیل انسان نے تمام دوستی بالائے طاق رکھ کر میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ آہ۔ میرا بارن اس کے ہاتھوں مارا گیا اور اب میں اس کا ایک بازو رہ گیا ہوں۔ بازن زندہ ہے اور میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ بھارتی دنیا کی ہر شے اولاد پر قربان کی جا سکتی ہے لیکن میں وہ بدنصیب باپ ہوں جس سے اس کی اولاد اس کی اپنی کوششوں کے نتیجے میں، چھین لی گئی ہے۔ میں اس غم کو مرتے دم تک فراموش نہیں کر سکوں گا۔ اور رانا پربت سے اس کا انتقام لوں گا۔ اب میرے اور اس کے درمیان کوئی مفاہمت نہیں ہے۔ ڈائری کے سلسلے میں رانا پربت کا کہنا ہے کہ اس میں سے وہ اوراق پھاڑ لیے گئے ہیں جس میں میرے یا اس کے مطلب کی چیز تھی۔ ڈائری موجود ہے۔ اس میں سرن کمار کی زندگی کے بے شمار واقعات لکھے ہوئے ہیں لیکن ہمیں جن حالات سے دلچسپی تھی ان حالات سے متعلق اوراق بقول رانا پربت کے اس ڈائری میں موجود نہیں ہیں۔ میں بھی اس کے پیچھے لگا ہوا ہوں۔ دیکھتا ہوں کس طرح وہ تنہا تمام مفادات حاصل کرتا ہے۔ جس کے لیے ہم شدید جدوجہد کر رہے ہیں۔" میں دلچسپی سے یہ واقعات سن رہی تھی۔ پھر میں نے سرد انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور وہ مفادات کیا ہیں مسٹر آزن فیرک جس کے لیے آپ لوگ قتل و غارتگری کا یہ کھیل رچائے ہوئے ہیں؟" آزن فیرک چند لمحات میری صورت دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"تم جانتی ہو ڈیئر بھارتی کہ تمہارے پتا سرن کمار ایک مہم جو تھے۔ اور بلاشبہ انہوں نے اپنی زندگی میں بے شمار مہمات انجام دی تھیں۔ دنیا کے ایسے ایسے خطوں میں جا نکلے تھے۔ وہ جہاں انسانی قدم ان سے پہلے نہیں پہنچے تھے۔ اور اس بارے میں وہ ہم سب سے زیادہ تجربہ کار مہم جو تصور کیے جاتے تھے۔ میرا ان کا کئی مہمات میں ساتھ رہا ہے۔ رانا پربت بھی ان کا دوست تھا۔ اور بھی چند افراد تھے جن کا آپس میں اس لحاظ سے رشتہ تھا۔ ہم لوگ تمام مہمات میں ساتھ نہیں تھے۔ پھر میرے علم میں یہ بات لائی گئی کہ سرن کمار نے ایسی کوئی چیز دریافت کی ہے جو ناقابلِ یقین ہے اور اس کے بارے میں یہ اندازہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ بہت ہی منافع بخش ہے یعنی ایک ایسا خزانہ جس کے بارے میں یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ کتنی مالیت کا ہے۔ اس کا راز سرن کمار کے پاس تھا۔ سرن کمار اپنی اس مہم

سے واپس آیا تو تم اس کے ساتھ تھیں۔ اور یہ تصور قائم کر لیا گیا کہ تم اس کی اس نئی مہم کا کوئی حصہ ہو۔ تمہاری ماں کون تھی اور سرن کمار نے کب اس سے شادی کی، کب تم پیدا ہوئیں؟ یہ تمام باتیں صیغۂ راز میں تھیں لیکن سرن کمار نے سفید ڈائری میں یہ تفصیلات لکھ دی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اپنی ان مہمات کا اظہار بھی لکھا تھا جس میں اسے اس خزانے کی دریافت ہوئی تھی۔ اور جسے وہ اپنے ہاتھوں سے کہیں چھپا آیا تھا۔ رانا پربت اور دوسرے تمام لوگ اس چکر میں پڑ گئے۔ مجھے معاف کرنا بھارتی میں بھی اس لالچ سے دور نہیں تھا۔ اور ہم سب مل کر یہ کوشش کرنے لگے کہ کسی طرح سرن کمار سے وہ ڈائری حاصل کر لی جائے یا خزانے کا راز حاصل کر لیا جائے۔ میں دعوے سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے یقین ہے کہ سرن کمار کا قتل بھی رانا پربت کے ہاتھوں ہوا ہے لیکن رانا پربت اس قتل کے بعد بھی سفید ڈائری حاصل نہیں کر سکا تھا۔ اور اس کے بعد وہ چکر چلاتا رہا۔ نجانے کیا کیا الٹ پھیر کیے اس نے۔ ظاہر ہے وہ مجھے تفصیل نہیں بتاتا تھا لیکن اس نے مجھ سے ایک وعدہ کیا ہوا تھا کہ میں اس کے ساتھ مل کر کام کروں۔ اور سرن کمار کا یہ دریافت کیا ہوا خزانہ جب حاصل ہو جائے گا تو اس میں مجھے برابر کا حصہ دیا جائے گا۔ میں نے بھی اس سلسلے میں کوشش شروع کر دی اور اس دن جہاز میں میری اور تمہاری ملاقات اتفاقیہ نہیں تھی بلکہ ہم پلاننگ کے تحت کام کر رہے تھے۔ بہرطور سفید ڈائری کی تلاش جاری رہی بعد جو واقعات میں تمہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے بتا چکا ہوں، وہ پیش آئے۔ لیکن سفید ڈائری کے بارے میں رانا پربت کا کہنا ہے کہ اس میں وہ اوراق رانا پربت کو بھی نہیں حاصل ہو سکے حالات یہ بتاتے ہیں کہ رانا پربت کا یہ کہنا کم از کم درست ہے لیکن اس نے غصے میں آ کر مجھ سے میرے بیٹے کو جدا کر دیا۔ اور اس بات نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ خزانہ بے شک میری طلب ہے لیکن اب اس سے زیادہ میں اپنے کھوئے ہوئے نقصان کو پورا کرنا چاہتا ہوں جو مجھے پہنچ چکا ہے اور اس سلسلے میں مجھے تمہاری مدد درکار ہے۔ سنو بھارتی جو کوئی بھی ہے آج تک یہی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ تم کو اپنے ساتھ شامل کیا جائے نجانے اس سلسلے میں دوسروں کے ذہن میں کیا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہارے بغیر اس خزانے کا حصول شاید ممکن نہ ہو سکے۔ اور تم ہی اس کے حصول کا راستہ ہو۔ میں چاہتا ہوں بھارتی کہ تم مجھ سے تعاون کرو اور میرا ساتھ دو۔ میں اس سلسلے میں تمام کاوشیں جو کر رہا ہوں اس سلسلے میں تمہیں تمہارے مفاد سے آگاہ کروں گا۔ اور تم دوسرے کسی بھی شخص کو مجھ پر ترجیح نہ دو گی۔ بلکہ بھارتی اس میں ایک انسانی مسئلہ بھی ہے یعنی میرے بیٹے کی موت۔ میں اس کا انتقام چاہتا ہوں۔"

"انتقام کی آگ تو میرے سینے میں بھی سلگ رہی ہے مسٹر آئزن فیرک۔ میرے پتا، میرے دادا جی اور میری ماں جی کا قتل کیا کسی حساب میں نہیں لکھا گیا؟"

"میں اپنے دوسرے بیٹے باشرن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان تینوں قتل میں میرا ہاتھ نہیں تھا۔ میں اس سلسلے سے بالکل ناواقف تھا۔ اور اگر بھارتی یہ بات کبھی ثابت ہو جائے کہ ان کے قتل سے میرا تعلق تھا تو تمہیں اختیار ہے کہ تم مجھے اور میرے بیٹے کو ہلاک کر دو۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان تینوں کا قاتل رانا پربت ہے اور وہ کم بخت آج بھی اتنا ہی وحشی اور درندہ ہے۔ جتنا ہمیشہ سے تھا۔ تم اس شخص کے بارے میں نہیں جانتیں بھارتی۔ وہ جنونی قسم کا انسان ہے۔ اس نے اپنی بیوی کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا تھا۔ اور بھارتی۔ میرا بیٹا بھی اسی کا شکار ہوا ہے میں چھوڑوں گا نہیں۔ ایسا داغ لگاؤں گا اس کے سینے پر کہ وہ بھی قیامت تک یاد رکھے گا۔ لیکن بھارتی اسے ناکام بنانے کے لیے مجھے تمہارا ساتھ درکار ہے۔ دیکھو تم بہت ذہین ہو اور اب تک [illegible] ثابت ہو گئی ہے کہ تم کسی کے لیے نرم چارہ نہیں ہو۔ کوئی بھی تمہیں آسانی سے ہڑپ نہیں کر سکتا۔ لیکن رانا پربت بہت شاطر انسان ہے۔ اگر ہم دونوں مل جائیں تو اسے چھٹی کا دودھ یاد دلا سکتے ہیں۔ ڈائری کے اوراق کے سلسلے میں وہ مجھ پر شبہ کر رہا ہے ہو سکتا ہے ڈائری کے اوراق پہلے ہی کسی نے پھاڑ دیے ہوں۔ اور اس کے بعد وہ ڈائری وہاں لا کر میں رکھ دی ہو۔ میں اس سلسلے میں دعوے سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن رانا پربت کو شکست دینے کے لیے ہم دونوں کا ساتھ ضروری ہے۔ خاص طور سے اس لیے کہ تم بھی رانا پربت کے لیے ایک اہم مہرہ ہو۔ جس طرح ہم لوگ جانتے ہیں کہ تمہارے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہے اسی طرح رانا پربت بھی یہ بات جانتا ہے بھارتی تمہیں اجازت ہے تم ہر طرح کی تحقیقات کرو اور اگر رانا پربت ہی تمہارے ان رشتہ داروں کا قاتل ثابت ہو تو پھر تم جانتی ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"ہاں آئزن فیرک میں جانتی ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے بہرطور میں سوچنا چاہتی ہوں اس سلسلے میں تمہیں جلدی تو نہیں ہے؟"

"جلدی تو ہے بھارتی لیکن اتنی نہیں کہ میں تمہیں سوچنے سے منع کر دوں۔"

"تو ٹھیک ہے تمہارا قیام کب تک یہاں ہے؟"

"تم جب تک چاہو گی میں یہاں رہ سکتا ہوں باشرن بھی یہیں موجود ہے اور بھارتی میں صرف تمہارے فیصلے کا انتظار کروں گا اور اس کے بعد ہی میں کوئی دوسرا قدم اٹھاؤں گا۔ حالانکہ میرا دل کہتا ہے کہ مجھے جو کچھ کرنا ہے فوراً کر ڈالوں لیکن اس وقت میں دل کی بات نہیں مان سکتا۔ رانا پربت کو بدترین شکست دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمہارا تعاون حاصل کیا جائے۔"

"او کے مسٹر آئزن فیرک مجھے اجازت دیجیے۔ میں آپ سے دوبارہ رابطہ قائم کروں گی۔"

"بھارتی تمہارے فلیٹ پر فون تو موجود ہے ناں؟"

"ہاں ہے۔"

"میں تمہیں فون کر سکتا ہوں؟"

"آپ ابھی جلد بازی نہ کریں بھیا آپ کا قیام اسی ہوٹل میں رہے گا؟" میں نے سوال کیا اور آئزن فیرک مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"نہیں بھارتی لیکن میں تمہیں تمہارے فلیٹ پر رنگ کر کے اپنی نئی جگہ سے مطلع کروں گا۔ میں خود بھی محتاط رہنا چاہتا ہوں کیونکہ جانتا ہوں کہ یہ ملک رانا پربت کا ہے اور وہ میرے خلاف کوئی [illegible] سازش کر سکتا ہے۔ اس لیے میں بھی محتاط رہنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ ویسے آپ کم از کم ایک بات سے میری طرف سے مطمئن رہیے۔ میں رانا پربت کو کسی قیمت پر آپ کا پتا نہیں بتاؤں گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔"

"بے حد شکریہ بھارتی مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار ہے۔" اس نے جواب دیا اور میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ آئزن فیرک نے بڑے پُرخلوص انداز میں مجھ سے مصافحہ کر کے مجھے رخصت کیا تھا۔ میں وہاں سے آ گئی اور اس کے بعد ایک ٹیکسی لے کر چل پڑی اب اتنی بے وقوف بھی نہیں تھی کہ تعاقب کا اندازہ لگانے کی کوشش نہ کرتی لیکن تعاقب نہیں کیا گیا تھا۔ مختلف راستوں سے سفر کرتی ہوئی بالآخر میں بتائے ہوئے پتے کی جانب چل پڑی اور میں سوچوں میں ڈوبی رہی پھر سرلا دیوی سے ملاقات ہوئی۔ وِدیا سے ملاقات ہوئی۔ میں نے وِدیا سے کہا تھا کہ ابھی ایک آدھ دن میں فلیٹ پر رہوں گی اور اس کے بعد وہاں سے منتقل ہو جاؤں گی۔ وِدیا کو میں نے آئزن فیرک کے فون کے بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں اور اس سے کہا تھا کہ جب تک وہ یہاں ہے اور آئزن فیرک نامی کسی شخص کا فون آئے تو مجھے اطلاع دے دے اور آئزن فیرک کو ٹیلی فون کے لیے وقت دے دے اور اس سے اس کے فون کا نمبر مانگ لے۔ وِدیا نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی تھی۔ راگنی دوسرے دن فلائٹ پر چلی گئی اور اس کی فلائٹ پورن شرما کے ساتھ ہی تھی۔ چنانچہ میں نے مسکراتے ہوئے اسے رخصت کیا اور راگنی شرمانے کی کوششیں کرنے لگی۔ اس کے بعد وِدیا نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ دلیپ شرما آ گیا ہے اور کوٹھی پر موجود ہے تو میں کوٹھی پر پہنچ گئی اور میں نے وِدیا کو فلیٹ پر بھیج دیا۔ اب کوئی اہم بات نہیں تھی کوٹھی پر پہنچ کر میں دلیپ شرما سے ملی۔ وہ حسب معمول ایک خوبصورت لباس میں ملبوس مسکرا رہا تھا۔ میں بھی مسکرا کر اس کی طرف متوجہ ہو گئی اور میں نے اس کا سراپا دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے دلیپ شرما آج کل بہت دبلے ہو گئے ہو۔"

"وہ دراصل سیاں۔ کوتوال ہو گئے ہیں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"سیاں۔؟"

"ہاں کیا کہا جائے اُلٹا زمانہ ہے۔ بہرطور اس دور کے لیے کوئی نئی بات بھی نہیں ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو خواتین کی ملازمت کر رہے ہیں۔"

"تم ہمیشہ کے ڈفر ہو اور ڈفر ہی رہو گے۔ بار بار میری اس محبت اور خلوص کو ملازمت کا نام دے کر توہین کر دیتے ہو۔"

"محترمہ۔ بجز خلوص سے پہلے آپ نے ایک لفظ استعمال کیا ہے۔ براہ کرم ایسے الفاظ استعمال نہ کیا کریں۔"

"تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ مجھے میرے الفاظ استعمال کرنے سے روکو۔"

"بہتر ہے لیکن کوئی غریب خواہ مخواہ خواب دیکھنے لگتا ہے۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"اگر تم نے کوئی اُلٹا سیدھا خواب دیکھا تو خود تمہیں ہی اُلٹا کر دوں گی میں۔"

"سمجھ گیا۔ سمجھ گیا۔"

"کہو کوئی دقت تو نہیں ہوئی؟"

"قطعی نہیں۔ جو انتظامات کیے گئے تھے ان کے تحت میں یہاں پہنچ گیا۔"

"فرانس، ہیں میرے پیچھے اور کوئی خاص بات؟"
"جی بالکل نہیں۔ در اصل میں ہواؤں میں اُڑنے کا عادی نہیں ہوں اور اب تو ہر کام آپ کے تعاون سے ہی ہوتا ہے۔"
"ہوں اِگڈ۔ ویسے میرے پاس تمہارے لیے کچھ اہم سی اطلاعات ہیں۔"
"ارشاد۔ ارشاد، میں آپ کی تازہ غزل سننے کے لیے تیار ہوں۔"
"بڑی خوفناک غزل ہے۔ یوں کہنا چاہیے کہ انتہائی ہیبت ناک۔"
"ارے ارے فرمایئے۔ میں منتظر ہوں۔"
میں نے آمزن فیرک سے ملاقات کا پورا واقعہ دلیپ شرما کو سنا دیا اور وہ پُرخیال انداز میں رُخسار کھجانے لگا پھر بولا۔
"آئیڈیا بُرا نہیں ہے میرا خیال ہے ہمیں اس چپقلش سے کوئی فائدہ اُٹھانا چاہیے بھابی جی۔ ویسے معاف کیجیے گا ایک کمی چھوڑ دی آپ نے۔"
"کیا۔؟"
"آپ نے آمزن فیرک سے یہ سوال نہیں کیا کہ انجلی کو اُٹھوا کرنے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے؟" دلیپ شرما نے کہا اور میں بُری طرح اُچھل پڑی۔ واقعی اس طرف میرا ذہن نہیں گیا تھا۔ دلیپ شرما نے جو بات سوچی تھی وہ انتہائی مستحکم تھی۔ میں افسوس بھرے انداز میں بولی۔
"سوری دلیپ یہاں واقعی مجھ سے غلطی ہوئی ہے میں اعتراف کرتی ہوں۔"
"اب ہم یہ بات تو نہیں سوچ سکتے کہ اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے اس سے آمزن فیرک ناواقف ہوگا۔ یہ سب کمبخت ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اور سب کے سب مشترکہ طور پر کوششیں کر رہے ہیں لیکن بھابی جی ایک سوال میرے ذہن میں بھی گردش کرتا ہے۔ آخر وہ کون سا ایسا راز ہے جو آپ سے منسلک ہے جیسے کسی خزانے کی بات مانی جا سکتی ہے۔ لیکن۔ آپ۔ آپ۔"
"دلیپ شرما تم یہ سوال کر کے میرے دل کا زخم کرید رہے ہو۔ جس چیز سے میں خود واقف نہیں ہوں وہ تمہیں کیا بتا سکتی ہوں؟"
"میں آپ سے نہیں پوچھ رہا یہ تو میرے سوچنے کا انداز ہے۔"
"اتنی سی بات ہے۔ مجھے خزانوں سے نفرت ہے۔ میں دولت کو جوتے کی نوک پر مارتی ہوں۔ میں تو صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ میں کون ہوں؟ میرے ماں باپ کیسے تھے مجھے کہاں سے لائے تھے؟ میری ماں کون ہے؟ باقی مجھے کسی چیز سے دلچسپی نہیں ہے۔ یہ سب کچھ مجھے معلوم ہو جائے تو میں شانت ہو جاؤں گی دلیپ یقین کرو اس کے بعد اگر مجھے چھوٹے سے گھر میں ایک گندے سے مکان میں بھی پوری زندگی گزارنی پڑے تو مجھے اعتراض نہیں ہوگا بس ایک بار۔ ایک بار میں اپنے آپ سے واقف ہو جاؤں۔" میرے لہجے میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ دلیپ شرما اس کیفیت سے متاثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ جب میں خاموش ہوئی تب بھی وہ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔
"ایک کام کرنا ہے بھابی جی۔" اور میں اُسے دیکھنے لگی۔
"کیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔
"جے شری کے پاس کیول سانگا کی کوئی تصویر تو ہوگی؟"
"کیا۔؟" میں اُچھل پڑی۔
"کیول سانگا کیول سانگا جی۔ انجلی کے پتا۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔ اور میں پُرخیال نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی۔ پھر میں نے کہا۔
"کیوں تمہیں اس کا خیال کیوں آیا؟"
"بس آ گیا بیگم، اس سلسلے میں کوشش کرنی ہے۔"
"یعنی۔؟"
"یہ تصویر جے شری جی کے پاس ضرور ہونی چاہیے۔ اُن کے کیول سانگا سے اس قدر گہرے تعلقات رہے ہیں تو اب ایسا بھی نہیں ہے کہ اُن کے پاس کیول سانگا کی کوئی تصویر نہ ہو۔"
"ممکن ہے ہو لیکن ہمیں اُس تصویر سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟"
"یہ تو تصویر ملنے کے بعد ہی پتا چلے گا۔"
"تو پھر کیا چاہتے ہو تم؟"
"سیدھی سی بات ہے۔ جے شری سے رابطہ قائم کیا جائے بلکہ ایسا کریں گے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم دونوں ہی چلیں گے اُن کے پاس شردھا پور ہیں۔ ذرا تفریح بھی ہو جائے گی تھوڑی سی ڈرائیونگ کر لی جائے گی بس اور جے شری جی سے ملاقات بھی کر لیں گے۔"
"لیکن یہ بات تمہارے ذہن میں آئی کیسے؟"
"ہماری کھوپڑی ہے۔ بس کچھ بھی سما جائے۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔
"گویا بتانا نہیں چاہتے تم۔"

"دراصل احمقانہ باتوں کو میں وقت سے پہلے بتانا پسند نہیں کرتا جن کے بارے میں مجھے شبہ ہو کہ ممکن ہے وہ میری حماقت ہی ہو۔"
"اور میں جو اُلجھی رہوں گی۔"
"کاش آپ ہمیشہ کے لیے اُلجھ جائیں مجھ میں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا اور میں اُسے گھورنے لگی۔
"بات سمجھیں نہیں آپ ابھی میرا روزگار بھی چلتا رہے گا اب آپ جیسی باس دوسری کہاں مل سکتی ہے۔ ہر دیکھو نا کوئی وقت نہیں کسی قسم کی بھی کوئی پریشانی نہیں اور پکنک ملک کی سیاحت الگ۔ ہاں دیوی جی اگر اس بار آپ ہالینڈ جائیں تو براہ کرم مجھے ضرور لے چلیں۔ ہالینڈ ہمیشہ سے میری کمزوری رہا ہے اور میں نے اکثر خوابوں میں پن چکیاں چلتی ہوئی دیکھی ہیں۔"
میں دلیپ شرما کو گھورنے لگی اور پھر کہا۔ "تم بہت چالاک آدمی ہو دلیپ شرما کس خوبصورتی سے بات کا رخ گھمانے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہیں بتانا پڑے گا کہ تم نے کیول سانگا کی تصویر کے بارے میں کیوں پوچھا ہے؟"
"ارے۔ توبہ۔ توبہ کوئی ایسی بات اگر منہ سے نکل گئی ہو تو معاف کر دیجیے گا۔ اب ظاہر ہے میں آپ کو مجبور تو نہیں کر سکتا کہ آپ اپنی مرضی کے خلاف کچھ کریں۔" دلیپ شرما نے کہا۔
"نہیں دلیپ شرما میں مجبور نہیں ... مجبور کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتی پہلے یہ بتاؤ مجھے کہ آمزن فیرک کو اس سلسلے میں کیا جواب دیا جائے۔؟"
"ہوں دیوی جی میرا تو یہ خیال ہے اور جیسا کہ میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ان لوگوں کو آپس میں لڑا دینے سے ہمارے بہت سے کام بن سکتے ہیں۔ آمزن فیرک اگر آپ کو اپنے درمیان چاہتا ہے اور اس سلسلے میں اتنی ضد کر رہا ہے تو کیا حرج ہے۔ ہمارے سے اتنا کہہ دیجیے میں کہ آپ اس سے بھرپور تعاون کریں گی۔ اب دیکھیے نا یہ تو ہمارا ذاتی معاملہ ہے کہ ہم کس سے زیادہ تعاون کرتے ہیں بھلا کس کی مجال ہے کہ ہمیں ہماری مرضی کے خلاف کچھ کرنے پر مجبور کر سکے۔"
"ہوں۔ تو تمہارا خیال ہے کہ اس بار جب آمزن فیرک سے ملاقات ہو تو میں اس کے ساتھ نرم برتاؤ کروں۔؟"
"ہوں۔ دیوی جی اگر یہ خیال ظاہر کرتا ہے تو اس سلسلے میں آمزن فیرک سے زیادہ حقدار تو میں ہوں۔"
"کیا مطلب۔؟" میں نے چونک کر کہا۔
"مطلب یہ کہ اگر کسی سے نرم برتاؤ کی سفارش کرنی ہے اور اس سلسلے میں میری رائے دریافت کی جا رہی ہے تو سب سے پہلے تو میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ نرم برتاؤ بیچارے دلیپ شرما کے ساتھ کیا جائے اس کا تو اس دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے۔"
"تو میں تمہیں کون سے تیر مار رہی ہوں۔" میں نے غصیلے انداز میں کہا۔
"تیر اب کیا کہا جائے اس سلسلے میں بس کچھ اشعار ہی یاد آ جاتے ہیں لیکن افسوس یوں لگتا ہے کہ جیسے آپ میں اشعار سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔"
"پلیز، دلیپ شرما دماغ مت کھاؤ مجھے یہ بتاؤ کہ اب کیا کرنا ہے۔؟"
"یوں کرتے ہیں کہ پہلے جے شری کے پاس چلتے ہیں۔ اس مسئلے کو حل کر لیں تاکہ میری بدہضمی بھی دور ہو جائے۔ آپ یقین کیجیے پیٹ بالکل خراب ہو گیا ہے۔ کھٹی کھٹی ڈکاریں آ رہی ہیں۔ ویسے بھابی جی آپ بتا سکتی ہیں کہ یہ ڈکاریں کمبخت کیوں پیدا ہو جاتی ہیں۔؟"
"انتہائی گھناؤنی باتیں کر رہے ہو تم۔ بھگوان کے لیے خاموش ہو جاؤ۔" میں نے نفرت سے ناک سکوڑ کر کہا اور دلیپ شرما خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک اس بات پر غور کرتی رہی تھی۔ وہ بھی میرے پاس بیوقوفوں کی طرح بیٹھا چھت کو گھورتا رہا تھا جب کافی دیر اسی طرح خاموشی سے گزر گئی اور میں نے اس کی صورت دیکھی تو مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی۔
"کیا گردن ٹیڑھی ہو گئی ہے۔؟" میں نے سوال کیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔
"جی کچھ فرمایا آپ نے۔؟"
"میں کہہ رہی ہوں کہ کیا گردن ٹیڑھی ہو گئی ہے جو چھت کی طرف دیکھے جا رہے ہو۔"
"میری پوزیشن بڑی نازک ہے دیوی جی اگر آپ کی طرف دیکھوں گا تو آپ کے چہرے پر قہر و غضب کی بجلیاں کوندنے لگیں گی۔ در و دیوار کو دیکھنے والے بھلا اور کہلاتے ہیں چنانچہ چھت کو دیکھ رہا ہوں۔"
"کب چلنا ہے جے شری دیوی کے پاس۔؟"

"جب آپ کی خوشی ہو۔ خادم تو آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔"

"کل کا دن رکھ لیتے ہیں۔"

"رکھ لیجیے۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں گردن جھکا کر خاموش ہو گئی۔ اس کی زبان کھلوانا مجھے ناممکن ہی محسوس ہو رہا تھا لیکن بہرطور دلیپ شرما کی ذہنی صلاحیتوں کی دل سے قائل ہو چکی تھی اور جانتی تھی کہ اس کی کوئی بھی سوچ بے مقصد نہیں ہے۔ اس نے آئرن فیرک کے بارے میں مجھ سے کہا تھا کہ میں نے آئرن فیرک سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ اصل کو اغوا کرنے والے کون تھے اور اس کے اغوا کا مقصد کیا تھا۔ یہ بات واقعی میں بھول گئی تھی۔ دوسری بات کیول سانگا میرے ذہن سے نکل گیا تھا لیکن اسے یاد تھا اور وہ کیول سانگا کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ بہرحال دوسرے دن گیارہ بجے شردھا پور جانے کا مسئلہ طے ہو گیا اور یہ بھی طے پایا کہ بذریعہ کار شردھا پور چلا جائے گا۔ دلیپ شرما نے اس سلسلے میں اور کوئی خاص بات نہیں کہی تھی۔ دوسرے دن صبح ناشتے وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں تیار ہونے لگی۔ کوئی خاص بات تو تھی نہیں بس شردھا پور تک کا سفر کرنا تھا جے شری دیوی سے ملنا تھا اور کیول سانگا کی تصویر کے بارے میں بات کرنی تھی۔ ویسے میں کافی دیر تک رات کو اس بارے میں غور کرتی رہی تھی۔ ساڑھے دس بجے کے قریب میں نے دلیپ شرما سے کہا کہ وہ تیار ہو جائے۔ گیارہ بجے روانہ ہو جائیں گے اور آج ہی وہاں سے واپس آ جائیں گے۔

"میں تو تیار ہوں دیوی جی۔ تمام تیاریاں مکمل کر چکا ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ چلیں۔؟"

"ابھی گیارہ بجنے میں کچھ دیر باقی ہے ٹھیک گیارہ بجے نکلیں گے۔ آپ گیارہ بجے باہر آ جائیے۔ میں ذرا گاڑی چیک کر رہا ہوں۔"

میں نے گردن ہلا دی اور پھر ٹھیک گیارہ بجے میں اپنا بڑا پرس ہاتھ میں لیے باہر نکل آئی۔ دلیپ شرما کو دیکھا سادہ سے لباس میں ملبوس تھا۔ پتلون اور شرٹ جس کا رنگ خاکی تھا۔ موٹے کپڑے یعنی جین کی بنی ہوئی تھی۔ میں نے حیرت سے اس کا یہ لباس دیکھا اور جب اس نے ڈرائیونگ سیٹ سے ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھی تو مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

"نہیں واقعی یہی کرنا چاہیے تھا۔" اس نے ادب سے پچھلا دروازہ کھولا تب میں نے چونک کر اُسے دیکھا۔

"جی پیچھے نہیں بیٹھوں گی۔"

"ارے کیوں دیوی جی پیچھے تو مالکان ہی بیٹھتے ہیں۔"

"دلیپ شرما بور مت کرو۔"

"تو آپ تشریف رکھیے نا۔"

"یہ تم نے حلیہ کیا بنا رکھا ہے؟"

"یہی مناسب تھا۔"

"کیوں؟"

"آپ کہا کریں۔ میرا آپ کے ساتھ کسی اچھی حیثیت سے دیکھا جانا مناسب نہیں ہے۔ ڈرائیور وغیرہ کے طور پر اچھی طرح چل سکتا ہوں۔ اس سلسلے میں کوئی گڑبڑ نہ کریں پلیز بیٹھ جائیے۔"

میں گردن جھٹک کر کار کی پچھلی سیٹ پر جا بیٹھی تو اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار اسٹارٹ کر کے کوٹھی سے باہر نکال لی۔ پھر اس کے بعد وہ انتہائی خاموشی سے چل پڑا۔ میں نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ ٹوپی تو اتار دو۔"

"کیوں دیوی جی۔ آخر کیوں؟"

"ڈرائیور لگ رہے ہو اس لیے۔" میں نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ ہنسنے لگا۔

"بات کتنی معمولی سی ہے۔ لیکن بڑی گہرائیوں کی طرف جاتی ہے۔"

"کیسے۔؟" میں نے کہا۔

"ڈرائیور۔ گاڑی کا ڈرائیور۔ زندگی کا ڈرائیور اور زندگی بھر کا ڈرائیور۔ کیا سمجھیں آپ۔ یہ اگر کوئی کسی سے یہ کہے کہ تم میرے ڈرائیور ہو تو اس جملے کو وسیع معنوں میں لیا جا سکتا ہے یعنی کسی کی زندگی کی گاڑی کو آگے بڑھانے والا ڈرائیور۔ ڈرائیور۔ ڈرائیور جس کے بغیر گاڑی کبھی نہیں چلتی۔"

"ہوں! بکواس کرنے کا موڈ معلوم ہوتا ہے۔"

"تو خاموش بیٹھ کر کیا کریں گے؟ اب میں پیچھے کا ڈرائیور بھی نہیں ہوں کہ آپ کی خاموشی ضروری ہو۔"

"مگر میں بکواس کرنے کی عادی نہیں ہوں۔"

"جب بھی اس کی ضرورت پیش آئے آپ شروع ہو جائیں۔"

"میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کروں گا۔" وہ پوری طرح شرارت کے موڈ میں تھا۔ کار تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی۔ اور میں اس کے بارے میں سوچ رہی

تھی۔ پھر کار شہر سے باہر نکل آئی اور شردھا پور جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔

"دلیپ میں اب بھی اسی الجھن کا شکار ہوں کہ آخر تم نے کیول سانگا کی تصویر کے بارے میں کیوں تذکرہ کیا ہے؟"

"آپ کی الجھن اس وقت رفع ہو جائے گی جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ کیول سانگا کی تصویر جے شری کے پاس ہے یا نہیں۔"

"اگر تصویر وہیں مل بھی جاتی ہے تو ہم کیا کریں گے؟"

"کیا آپ کو کیول سانگا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟"

"مطلب۔؟"

"مطلب یہ کہ اس سلسلے کے دو آدمی ہمارے سامنے ہیں اور تیسرا آدمی روپوش ہے کیوں نہ ہم اس روپوش آدمی کو بھی منظر عام پر لے آئیں۔ ہو سکتا ہے وہ ان دونوں کی نسبت زیادہ جانتا ہو۔"

"ہوں! بات سوچی تو اچھی ہے تم نے لیکن بس مجھے نہیں بتاتے، اس بات پر غصہ آتا ہے۔"

"غصے کے وقت بہترین قسم کا کولڈ ڈرنک پینا ضروری ہے اور اس کا میں معقول بندوبست کر کے چلا ہوں۔"

"کیا مطلب۔؟" میں نے سوال کیا اور دلیپ شرما نے کار روک دی۔ یہاں دور دور تک سڑک سنسان اور خالی پڑی ہوئی تھی پھر وہ جھکا اور اس نے کوئی چیز اٹھائی اور اس کے بعد ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ اس نے مجھے کولڈ ڈرنک کی ایک بوتل پیش کر دی۔

"ارے یہ کہاں سے آئی؟"

"ایک مودب ملازم کو ضرورتوں کی ہر شے کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ مالکان بڑے لوگ ہوتے ہیں اور ان کی گاڑی زیادہ تر ڈرائیور ہی ڈرائیو کرتا ہے۔ پلیز لیجیے۔ کھلی ہوئی بوتل ہے دیکھ لیجیے۔ ذرہ برابر گندگی نہیں ہو گی اس میں۔"

"تمہارے لیے نہیں ہے؟"

"ہے۔"

"تو تم پیو اور مجھے دوسری دے دو۔"

"کیوں کیا آپ کا خیال ہے کہ میں نے اس میں کوئی خواب آور دوا انجکٹ کر دی ہے؟"

"دلیپ بیکار باتیں مت کیا کرو۔"

"تو پھر لیجیے نا۔ میں دوسری لے لیتا ہوں۔" اس نے کہا اور ایک دوسری بوتل کھول کر اپنے ہونٹوں سے لگا لی۔ میں کولڈ ڈرنک پینے لگی تھی۔ ویسے اس نے یہ انتظام خوب کیا تھا میرے ذہن میں تو کوئی خیال ہی نہیں آیا تھا۔ بہرحال میں کچھ سوچتے ہوئے چسکیاں لیتی رہی۔ میں نے اپنی بوتل خالی کر کے اپنے پیروں کے نزدیک رکھی اور دلیپ شرما ڈرائیونگ کرتا رہا۔ کافی لمبا فاصلہ تھا۔ شردھا پور کا ہم لوگ یونہی بے مقصد گفتگو کرتے رہے۔ اب اس موضوع پر ہم نے کوئی اور بات چیت نہیں کی تھی پھر تقریباً آدھے سے زیادہ فاصلہ طے ہو گیا۔ اور دلیپ شرما نے کہا۔

"میڈم کچھ دیر رکنے کا موڈ ہے؟"

"تم تو یوں لگتا ہے جیسے پکنک پر آئے ہو۔"

"اب دیکھیے نا اس وقت ڈیڑھ بج رہا ہے۔ ڈھائی گھنٹے کا سفر طے کر چکے ہیں ہم۔ اب تھوڑی بہت دیر ریسٹ تو ہونا چاہیے۔" اس نے کہا۔

"تھک گئے ہو ڈرائیونگ کرتے کرتے۔ لاؤ اب میں ڈرائیو کروں۔" میں نے کہا۔

"بڑا ہی عجیب محسوس ہوگا۔ لوگ مجھے پیچھے بیٹھے دیکھ کر کہیں گے کہ عجیب سیٹھ ہے لیڈی ڈرائیور رکھی ہے۔ اور میڈم ویسے بھی مردوں کو اپنی باگ ڈور عورتوں کے ہاتھ میں نہیں دینی چاہیے۔ ڈرائیونگ لیتے ہی ہاتھوں میں کھجلی لگتی ہے۔"

"کسی وقت گاڑی دوڑا کر دیکھ لینا مجھ سے۔ تمام پتا چل جائے گا کہ اچھا ڈرائیور کون ہے۔"

"ہوں! آپ کے ساتھ گاڑی دوڑانے کو جی تو چاہتا ہے لیکن حیثیتوں کا فرق شاید ہمیشہ آڑے آئے گا۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا اور میں آنکھیں بند کر کے ہنسنے لگی۔

"بکواس میں کوئی تم سے جیت سکتا ہے؟"

"بات ریسٹ کی ہو رہی تھی۔"

"ارے بابا روک دو۔ کیوں میرے کان کھا رہے ہو۔ مجھ سے کہتے تو کچھ کھانے پینے کا بندوبست بھی کرا لاتی۔ پکنک منانے کے لیے نکلے تھے۔ تو پہلے سے اس کا پروگرام بنا لینا چاہیے تھا۔"

"جرأت نہیں ہوئی تھی آپ سے یہ کہنے کی۔ بہت سے معاملات میں نجانے کس طرح دل مسوس کے رہ جاتا ہوں۔ ویسے وہ دیکھیے سامنے کیا خوبصورت جگہ ہے۔ اگر ہم کار تھوڑی سی نیچے اتار دیں تو وہ جو پیڑ اور درخت ہیں اپنی آغوش میں لے لیں گے۔ میرا مطلب ہے کار کو اور ہم دونوں کو۔"

"روک دو، روک دو۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تم کار میں کھاتے رہو۔" میں نے کہا اور دلیپ شرما نے کار ایک بہت بڑے درخت کے نیچے روک دی جس کی چھاؤں واقعی بے حد خوشگوار تھی۔ اس نے کار کا بانٹ کھول دیا اور پھر ہم دونوں نیچے اتر آئے۔ دلیپ شرما نے فوراً ہی ڈگی کھول کر دو فولڈنگ چیئرز اور ایک فولڈنگ ٹیبل نکالی اور اسے درخت کے نیچے بچھا دیا۔ میں متحیرانہ انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

"ارے یہ کہاں سے آ گئیں؟"

"میں نے مہیا کی ہیں۔"

"کہاں کے آدمی ہو تم۔ یہ سب کچھ کر ڈالا تم نے اور مجھے بتایا بھی نہیں۔"

"بھلا یہ بھی کوئی بتانے کی بات تھی؟ ایک منٹ۔" اس نے کہا، اور ایک بار پھر وہ کار کے سامنے والے حصے میں سے جھک کر کچھ نکالنے لگا، اور جب میں نے اس کے ہاتھوں میں دبی ہوئی چیزیں دیکھیں تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ایک تھرماس تھا اور اس کے ساتھ ہی ہوٹل کا سربند پیکٹ جو اس نے ٹیبل پر رکھ دیا۔ تھرماس کے ساتھ ہی اس نے دو عمدہ قسم کے کپ بھی نکالے تھے۔ میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کیا تھرماس میں چائے ہے؟"

"نہیں کافی!" اس نے کہا۔

"اوہ دلیپ شرما ونڈرفل۔ ویسے تمہاری صلاحیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ لیکن میں کم از کم اسے تمہاری خوش ذوقی قرار دوں گی۔ سمجھ گئی ناشتے کے بعد تم جو تھوڑی دیر کے بعد غائب ہوئے تھے تو یہی حرکتیں کرتے پھر رہے تھے۔"

"سینڈوچ لیجیے۔ لطف آ جائے گا آپ کو۔"

"کیوں نہیں۔ جس ہوٹل کے یہ بنے ہوئے ہیں اسی ہوٹل کے سینڈوچ تو بے حد مشہور ہیں۔" میں نے کہا اور پھر تھرماس سے کافی انڈیلنے لگی۔ ویسے شرما نے سینڈوچ کا جو پیکٹ کھولا تھا، اور پھر اس کے بعد ہم کافی کے ساتھ سینڈوچ کھانے لگے۔ اس ویرانے میں درخت کے نیچے سینڈوچ اور عمدہ کافی کیا مزہ دے رہی تھی۔ ناقابل بیان ہے۔ اس نے سارے ہی انتظامات کر لیے تھے۔ میں مسکرا اٹھی اور پھر میں نے اس سے کہا۔

"ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ تم ایک عمدہ ساتھی ثابت ہو سکتے ہو۔"

"زندگی کا نا؟" اس نے سوال کیا۔

"پتا نہیں تم پر زندگی کیوں سوار ہے؟"

"اب دیکھیے نا، کبھی کبھی تو زندہ رہنے کو دل چاہتا ہے ورنہ کون کافر اس برے ماحول میں زندہ رہنے کا خواہشمند ہے؟"

"پھر بھی بے کار باتوں سے گریز کرو۔"

"آپ اسے بے کار کہہ سکتی ہیں، لیکن میں نے نجانے کیوں ان دنوں زندگی کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا ہے۔"

"دماغ پھر گیا ہو گا تمہارا؟"

"ہاں ہو سکتا ہے۔" اس نے کہا۔ ہم دیر تک اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ کئی کاریں ہمارے سامنے سڑک سے گزر گئی تھیں، چند میں سے بیٹھے ہوئے لوگوں نے ہماری طرف ہاتھ ہلائے تھے۔ اور دلیپ شرما بے تکے انداز میں ہنستا ہوا بولا تھا۔

"نجانے کیا سمجھ رہے ہیں سسرے؟"

"کیا مطلب ہے؟"

"وہ سمجھ رہے ہیں ہم کیوں آنکھیں نکال رہی ہیں؟" اس نے کہا اور میں ہنس پڑی۔

"اچھا چلو آگے چلتے ہیں؟"

"جی بہتر ہے!" اس نے سارا سامان نہایت اہتمام سے واپس رکھ دیا۔ میں نے بھی اس کی مدد کی تھی اور اس کے بعد کار آگے بڑھ گئی [illegible] اس سے پہلے بھی کئی بار شردھا پور بذریعہ کار آ چکی تھی لیکن اس لطف کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ بالآخر یہ طویل راستہ طے ہو گیا اور ہم شردھا پور میں داخل ہو گئے۔ سورج ڈھلنے لگا تھا، لیکن ابھی شام نہیں ہوئی تھی۔ یہاں پہنچ کر میرے دل میں اچانک خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جے شری جی شردھا پور میں موجود نہ ہوں۔ بہرطور جے شری جی کی رہائش گاہ پر پہنچ کر میں نے سب سے پہلے ملازم سے یہی سوال کیا تھا کہ کیا جے شری جی یہاں موجود ہیں؟ ملازم نے گردن ہلاتے ہوئے کہا تھا کہ "ہاں" تو تب مجھے کسی قدر سکون ہوا تھا اور اس کے بعد ہم کار کمپاؤنڈ میں لے گئے۔ اور اسے پورچ میں روک دیا۔ "آؤ۔"

"میں؟" دلیپ شرما حیرت سے بولا۔

"کیوں؟ کیا تم نہیں چلو گے؟"

"نہیں، مناسب نہیں ہو گا۔ آپ جائیے۔ مجھے آپ پر اعتبار ہے جس انداز میں میں نے آپ سے کہا ہے، بس

وہی انداز رہنا چاہیے۔ آپ جے شری دیوی سے کیول سانگا کی تصویر مانگیں گی اور اگر ممکن ہو سکے تو وہ تصویر یقینی ہوئی آ جائے گا۔"

"کوئی اور گفتگو تو نہیں کرنی؟"

"میرا خیال ہے عام قسم کی گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ آپ گفتگو کریں گی بھی کیا؟ تاہم کوئی خاص ہدایت نہیں ہے۔"

"عجیب احمق آدمی ہو۔ یہ بتایا بھی نہیں کہ مجھے تنہا ہی ان سے ملنا ہے۔"

"جی ہاں! احمق اور۔ اور۔۔۔" وہ جملہ پورا نہ کر سکا۔ لیکن میں نے اس جملے کو سمجھ لیا تھا پھر میں مسکراتی ہوئی اندر چلی گئی۔ جے شری جی کو شاید میری آمد کی اطلاع مل گئی تھی۔ کیونکہ میں نے انہیں تیزی سے صدر دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ پُرمسرت انداز میں دونوں ہاتھ پھیلا کر بولیں۔

"اوہ بھارتی، میری بیٹی۔ آؤ۔ آؤ۔ تمہارا اچانک آنا میرے لیے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔" انہوں نے بڑے محبت بھرے انداز میں مجھے اپنے سینے سے لگایا اور نجانے کیوں مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔ ویسے بھی جے شری کا انداز اب کافی تبدیل ہو چکا تھا۔ وہ مجھے بڑی عزت سے [illegible] انہوں نے مجھے مہمان کی حیثیت سے ڈرائنگ روم میں نہیں بٹھایا تھا۔ جے شری دیوی نے بہت ہی محبت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے دیکھنے کی کوشش کی اور پھر کہنے لگیں۔

"یقین کرو بھارتی۔ تمہیں دیکھ کر جس مسرت کا احساس ہوا ہے اسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ نجانے کیوں مجھے یوں لگا جیسے۔۔۔" وہ خاموش ہو گئیں، میں سوالیہ انداز میں انہیں دیکھتی رہی تھی۔ پھر میں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ خاموش ہو گئیں؟"

"ہاں" جے شری دیوی نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"کیوں؟"

"میں اس کا جواب نہیں دے سکتی۔" ان کے جذبات کا اندازہ لگاتی رہی۔ پھر چند لمحے بعد میں نے پوچھا۔

"انجلی کیسی ہے؟"

"ٹھیک ہے۔"

"آپ کو اس کی خیریت تو ملتی رہتی ہو گی؟"

"ہاں وہ وہاں مطمئن اور مسرور ہے۔"

"گڈ۔۔۔ اور آپ؟"

"میں۔" جے شری دیوی نے ایک گہری سانس لی پھر آہستہ سے بولیں "میں بھی ٹھیک ہوں۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے وہ آہستہ سے ہنس پڑی تھیں، پھر انہوں نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اچانک آنا میرے لیے خاموشی کا باعث ہے اور ساتھ ساتھ ہی متجسس بھی ہوں۔ اس آمد کا کوئی خاص مقصد تو نہیں ہے۔ ویسے میں یہ نہیں سوچ سکتی کہ میں اس قابل ہوں کہ تمہارے دل میں میری یاد آئی ہو۔"

"نہیں جے شری دیوی جب سے آپ کے اور میرے درمیان ایک تفصیلی گفتگو ہوئی ہے میرے ذہن میں آپ کے لیے عزت بڑھ گئی ہے اور پھر انجلی۔۔۔ پتا نہیں کیوں وہ مجھے بہت پسند ہے۔ اور۔۔۔ اور شاید اسی وجہ سے بھی میں آپ کی بہت زیادہ عزت کرنے لگی ہوں۔"

"مجھے خوش نصیب تو وہ ہے جس نے تمہیں میرے سلسلے میں معلوم کیا۔"

"آپ کے سلسلے میں تو میں کبھی پتھر نہیں تھی۔" میں نے جواب دیا۔

"ہاں کچھ لوگ پتھروں میں پیدا ہوئے ہیں اور پتھروں ہی میں بسر کرتے ہوئے مر جاتے ہیں۔ میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں۔" جے شری دیوی نے جواب دیا۔ میں چند لمحات خاموش رہی پھر میں نے ان سے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے آپ سے ایک کام تھا۔"

"بے تکلفی سے بتاؤ اگر میں تمہارا یہ کام کر سکی تو اپنے آپ کو خوش نصیب تصور کروں گی۔" میں خاموشی سے جے شری کی صورت دیکھتی رہی، پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"جے شری دیوی آپ کے پاس کیول سانگا کی کوئی تصویر تو ہو گی۔" میرے ان الفاظ پر جے شری دیوی چونک پڑیں۔ انہوں نے حیرت سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیول سانگا؟"

"جی۔۔۔"

"گویا اب تمہارا رخ اس کی جانب ہو گیا ہے؟"

"نہیں، رخ کا مسئلہ نہیں ہے۔ بس مجھے کیول سانگا کی تصویر درکار ہے۔ اور میں مکمل امید لے کر آئی ہوں کہ وہ آپ کے پاس ضرور ہو گی۔"

"ہاں میرے پاس کیول سانگا کی تصویر موجود ہے۔"

لیکن اب سے تقریباً بارہ سال پرانی۔"

"وہی دکھا دیں مجھے کیا یہ ممکن ہے؟"

"کیوں نہیں۔ بیٹھو میں تمہیں ابھی نہیں جانے دوں گی۔ کوئی اور تو نہیں تمہارے ساتھ؟"

"جی نہیں صرف ـــ صرف میرا ڈرائیور ہے۔" بالآخر میں نے مجبور ہو کر کہہ دیا۔ دلیپ شرما کو ڈرائیور کہتے ہوئے مجھے شدید جھجک کا احساس ہوا تھا۔ جے شری دیوی نے کچھ کہا، چند لمحات بعد انہوں نے بیل بجائی۔ ایک ملازم اندر آ گیا اور انہوں نے اس سے کسی مشروب کے لیے کہا۔ ہم اس وقت تک خاموش رہے جب تک ملازم مشروب سرو کرتا رہا۔ جے شری دیوی نے باہر بھی ایک گلاس بھیجنے کے لیے کہا تھا۔ پھر انہوں نے اپنے مشروب کا گلاس اٹھا کر اس کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بات میرے لیے باعث تجسس نہیں ہونی چاہیے کہ تمہیں کیول سانگا کی تصویر کیوں چاہیے؟"

"بات دراصل یہ ہے جے شری دیوی! آپ نے جو کہانی سنائی ہے اس میں کیول سانگا بھی براہ راست ان معاملات میں ملوث نظر آتے ہیں۔ اور میں جو اپنی شناخت کے لیے سرگرداں ہوں کسی ایسے کردار کو تاریکی میں نہیں دیکھ سکتی جس کا تعلق مجھ سے ہو۔ سمجھ رہی ہیں نا آپ؟"

"ہاں۔"

"ایک سوال اور ہے میرے ذہن میں، کیول سانگا سے آپ کی ملاقات کتنے عرصے سے نہیں ہوئی ہے؟"

"اوہ ـــ طویل عرصہ گزر گیا۔ بس یوں سمجھ لو یہ اسی وقت کی بات ہے۔" اس کے بعد ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ میں اور جے شری دیوی مشروب کے گھونٹ لیتے رہے تھے۔ جے شری دیوی نے مشروب کا گلاس رکھا اور پھر کہنے لگیں۔

"کیا تم میرے ساتھ ایک رات رک سکتی ہو بھارتی؟"

"کوئی ایسی بات بھی نہیں تھی لیکن اچانک ہی آئی ہوں اور آپ جانتی ہیں ملازمت پیشہ ہوں، ہو سکتا ہے کسی بھی لمحے میری کمپنی کو میری ضرورت پیش آ جائے چنانچہ اس وقت تو معذرت خواہ ہوں لیکن وعدہ کرتی ہوں کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی دن کچھ وقت آپ کے ساتھ گزاروں گی۔"

جے شری دیوی نے ہلکی سی سانس لی اور پھر بولیں۔

"کس وقت چلی تھیں وہاں سے؟ بائی روڈ آئی ہو؟"

"جی ہاں۔"

"پھر کھانا کہاں کھایا ہو گا؟"

"راستے میں۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"کیوں، یہاں آ کر کھانے کے بارے میں کیوں سوچا؟"

"کچھ گھنٹے کا سفر تھا۔ آپ اسے ساڑھے پانچ سمجھ لیجیے اور دوپہر کا وقت راستے ہی میں گزرا چنانچہ یہ جرأت نہیں کر سکی تھی۔"

"اور رات کے کھانے کے لیے میں تمہیں روک نہیں سکتی۔"

"کھانا پینا حیثیت ہی کیا رکھتا ہے۔ جے شری جی بس اتنا کافی ہے میں نے آپ کے ساتھ کچھ وقت گزار لیا۔ براہ کرم مجھے وہ تصویر دکھا دیجیے۔ اور اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور فرمائیے۔"

"نہیں شکریہ۔" جے شری دیوی نے کہا اور اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ گئیں پھر وہ باہر نکل گئی تھیں۔ میں چند لمحات سوچتی رہی۔ ذہن میں بہت سے تصورات آ رہے تھے۔ ایک بار پھر دماغ دلیپ شرما کی طرف گیا۔ اس نے کیول سانگا کی تصویر کے لیے کیوں اصرار کیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ تصویر کسی خاص اہمیت کی حامل ہو۔ بہر طور جو کچھ تھا سامنے آنے والا تھا۔ چنانچہ میں مطمئن ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی دیکھے جے شری دیوی کے انداز میں جو تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں انہوں نے مجھے متاثر کیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ جے شری دیوی کے اندر یہ تبدیلیاں اسی وقت رونما ہوئی تھیں جب میں انجلی سے مل چکی تھی۔ اور انہیں اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ میں انجلی کے لیے دل میں اچھے جذبات رکھتی ہوں۔ نہ صرف اچھے جذبات بلکہ میں نے اس کے لیے کچھ خطرات بھی مول لیے تھے۔ لیکن اب ان کے انداز کی یہ تبدیلی میرے لیے بے سود تھی۔ میرے ذہن میں ان کے لیے وہ جگہ بھی نہیں بن سکی تھی جس کے تصورات لے کر میں پہلی بار ان کے پاس آئی تھی۔ ذہن نجانے کن کن خیالات کا شکار رہا اور اس کے بعد جے شری دیوی واپس آ گئیں۔ وہ ایک البم ساتھ لے کر آئی تھیں جو کافی پرانا معلوم ہو رہا تھا لیکن خوبصورت تھا۔ انہوں نے دروازہ بند کیا اور البم میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر انہوں نے البم کا پہلا صفحہ کھولا اس میں ان کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ بلاشبہ جے شری دیوی اب بھی بہت خوبصورت تھیں لیکن یہ کچھ سال پرانی تصویر تھی بے حد حسین نظر آ رہی تھیں۔ اس تصویر میں وہ تنہا تھیں۔

"یہ اس وقت کی تصویر ہے جب کیول سانگا سے میرے بہت اچھے تعلقات تھے اور ـــ اور وہ مجھ پر شاعری کیا کرتا تھا۔"

"کیول سانگا کی تصویر بھی اس میں ہے؟"

"ہاں ابھی دکھا رہی ہوں۔" جے شری دیوی نے کہا اور دوسرا صفحہ کھول دیا۔ اس صفحے پر ایک شخص کی تصویر لگی ہوئی تھی اور یہ تصویر کیول سانگا کی تھی۔ بہت ہی خوبصورت اور وجیہہ نوجوان تھا جے شری دیوی نے وہ میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیول سانگا ہے۔" میں نے دلچسپ نگاہوں سے کیول سانگا کی تصویر دیکھی لیکن پھر دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ یہ تصویر ـــ یہ خدوخال یہ چہرہ تھوڑے سے اضافے کے ساتھ میں نے چند ہی روز قبل دیکھا تھا۔ ہاں یہ چہرہ میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ یہ ـــ یہ کنور جگاور سنگھ تھا جو مجھے فرانس میں ملا تھا۔ سو فیصدی کنور جگاور سنگھ۔ بس اس کے چہرے میں کچھ تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ عمر بڑھ گئی تھی چہرہ اس تصویر کی نسبت کچھ زیادہ پُر رعب ہو گیا تھا۔ لیکن میں اسے ہزاروں میں پہچان سکتی تھی۔ یہ کنور جگاور سنگھ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ وہ کنور جگاور جس کے ہاں ہم نے دعوت کھائی تھی۔ اور خاص طور پر جو میری جانب متوجہ ہوا تھا۔ خوش قسمتی یہ تھی کہ جے شری دیوی البم کھول کر اس کی دنیا میں چلی گئی تھیں اور ان کی توجہ میری طرف نہیں ہو سکی تھی۔ کیا ہو گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں تو بس چند لمحوں میں ہونے والے دھماکوں سے چکرا گئی تھی اور ـــ اور سوچ رہی تھی کہ دلیپ شرما کا مطالبہ بے سود نہیں تھا۔ آہ کنور جگاور سنگھ ـــ کنور جگاور سنگھ ہی کیول سانگا تھا اور وہ اتفاقیہ طور پر مجھے نہیں ملا تھا۔ لیکن اس کی بھتیجی اور وہ تصویر ـــ اس کا مطلب ہے ـــ اس کا مطلب ہے کہ اس کے پس پردہ کوئی جال تھا۔ کوئی چکر وہ تصویر میرے علاوہ اور کسی کی نہیں تھی۔ سو فیصدی بات ہے۔ میں نے اس لباس پر بھی غور کیا تھا جو بالکل میرے جیسا تھا۔ لیکن کیول سانگا نے مجھے بے وقوف بنایا تھا یہ کہہ کر کہ اس کی مرحوم بھتیجی کی تصویر ہے۔ بہت دیر تک مجھ پر یہ سحر طاری رہا۔ اس دوران جے شری دیوی البم کے اوراق پلٹتی رہیں۔ اور مجھے تعارف کے لیے بتاتی رہیں۔ لیکن میں نے ان کا ایک لفظ بھی نہیں سنا تھا پھر انہوں نے البم کا آخری صفحہ بند کر کے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ مجھے دیکھتی ہوئی بولیں۔

"اور کہانی ختم ہو گئی۔" میں چونک پڑی تھی جے شری دیوی میرا چہرہ دیکھتی ہوئی بولیں۔

"تم کہاں کھو گئی تھیں؟"

"آپ کی کہانی میں۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ جے شری کے چہرے پر ایک مغموم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہاں زندگی کی کہانیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اگر زندگی میں یہ کہانیاں نہ ہوتیں تو پھر اپنے آپ سے ہم کون سی داستانیں منسوب کرتے؟ کہنے کے لیے کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیے۔ پیدا ہوئے، پروان چڑھے، کیسے کیسے وقت گزارا، کس طرح کھیلتے کودتے تھے؟ اسکول میں کس طرح گئے؟ پھر کالج میں کس طرح آئے۔ زندگی کس انداز میں گزری یہ ساری چیزیں مل کر ہی ایک کہانی بنتی ہے اور اگر انسان کی زندگی میں یہ واقعات نہ ہوں تو پھر اس کی ذات سے کوئی کہانی بھی وابستہ نہ ہو۔ میرا خیال ہے اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کہانی لکھنا چاہے تو کبھی دقت نہیں ہو گی وہ ایک کہانی ضرور لکھ سکتا ہے۔ اور وہ اس کی اپنی کہانی ہو گی۔" جے شری دیوی کی اس گفتگو کے دوران میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا پھر میں نے آہستہ سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "آپ بالکل ٹھیک کہتی ہیں۔"

"اگر تمہیں کیول سانگا کی کوئی تصویر چاہیے تو ان میں کوئی بھی تصویر نکال کر لے جاؤ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"بے حد شکریہ۔ مجھے یہ بڑی تصویر دے دیجیے۔"

"ہاں ـــ ہاں لے لو۔ میں اس کے لیے کوئی لفافہ لے آتی ہوں۔"

انہوں نے البم سے تصویر نکالتے ہوئے کہا۔ لیکن میں نے ان سے تصویر لے کر اپنے پرس میں رکھ لی۔

"رہنے دیجیے کسی لفافے کی ضرورت نہیں ہے۔"

جے شری دیوی نے البم اٹھا کر ایک قریبی دراز میں رکھ دیا۔ اور پھر میرے سامنے آ بیٹھیں پھر انہوں نے کہا۔

"ایک بات بتاؤ بھارتی کیا تمہیں کیول سانگا کی تلاش ہے؟"

"جی آپ اس سلسلے میں میری کوئی راہنمائی کر سکتی ہیں؟"

"قطعی نہیں۔ مجھ سے قسم لے لو۔ میں ـــ میں بالکل نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے وہ غلط نہیں تھا۔ لیکن ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں میں۔"

"کیا؟"

"اگر تم کسی طرح کیول سانگا کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو میرا ایک پیغام ضرور دے دینا۔"

"جی کیا؟"

اس سے کہنا کہ انجلی اسے بہت یاد کرتی ہے۔ وہ اُسے نہیں بھول سکی۔"

"کیا انجلی کی کیول سانگا سے ملاقات ہو چکی ہے؟"

"نہیں! میں نے اسے انجلی کے ذہن میں اجاگر کیا تھا۔" جے شری کی آواز بھرا گئی اور میں ان الفاظ سے کافی متاثر ہوگئی میں نے آہستہ سے کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں جے شری دیوی کہ اگر میری کیول سانگا سے ملاقات ہوگئی تو انجلی کے بارے میں اس سے سوال ضرور کروں گی اور اس سے پوچھوں گی کہ مرد کتنا ہی ہرجائی کیوں نہ ہو، کیا اپنی اولاد کے سلسلے میں بھی اس کا دل اتنا ہی پتھر ہو جاتا ہے؟"

جے شری دیوی کی آنکھوں سے آنسو ڈبڈبا آئے ہے چند ہی لمحات کے بعد دروازے پر دستک سنائی دی اور جے شری دیوی جلدی جلدی اپنے آنسو خشک کرنے لگیں میں نے اس دستک پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔ ہو سکتا ہے جے شری دیوی کے گھر کا کوئی ملازم ہی ہو جے شری دیوی آہستہ سے اٹھیں اور دروازے کے قریب پہنچ گئیں پھر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ میری نگاہیں بھی دروازے کی جانب ہی اٹھی ہوئی تھیں اور دروازے میں مجھے جو شخصیت نظر آئی اس نے ایک بار پھر مجھے چونکا دیا۔ یہ رانا پربت سنگھ تھا۔

وہی مکروہ چہرہ، وہی بدنما شخصیت جو اب میری نگاہوں میں کچھ اور بدنما ہو گئی تھی کیونکہ میں اس سے متعلق بہت سی کہانیاں سن چکی تھی۔ معمول کے مطابق شاندار سوٹ میں ملبوس، ہاتھ میں قیمتی انگشتریاں، پڑی ہوئی تھیں اور گردن میں انتہائی اعلیٰ درجے کی موتیوں کی مالائیں، وہ جے شری کو تھوڑا سا پیچھے ہٹا کر اندر داخل ہو گیا اور پھر اس نے باری باری میرا اور جے شری کا چہرہ دیکھا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی اور اس کی آواز ابھری۔

"واہ، ماں بیٹی۔ ماں جو بیٹی کو بیٹی تسلیم نہیں کرتی اور بیٹی جو حقیقتوں سے آشنا ہونے کے باوجود اب بھی ماں سے رابطہ قائم رکھے ہوئے ہے۔ بھئی واہ بعض اوقات کچھ ایسی ہی دلچسپ کہانیاں نگاہوں کے سامنے آجاتی ہیں جو توجہ اپنی جانب سمیٹ سی لیتی ہیں۔ ہیلو مس بھارتی۔" اس نے کہا۔

اور جے شری خاموش نگاہوں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ ایک طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"اس دلچسپ پچوئشن میں میری شمولیت گو غیر متوقع ہے لیکن بہرطور میں اپنے آپ کو اس سے دور نہیں رکھ سکتا۔ کیا گفتگو ہو رہی تھی تم لوگوں میں؟ میں مخل تو نہیں ہوا؟" میرا پارہ چڑھ گیا تھا۔ جے شری دیوی کے چہرے پر بھی اچھے تاثرات نہیں تھے۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"رانا پربت جی آپ انسانوں کے مہذب قبیلے سے ہی تعلق معلوم ہوتے ہیں۔"

"کیا مطلب بھارتی؟" رانا نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"تہذیب اور اخلاق نام کی ایک چیز ہوتی ہے۔ آپ کو اُس سے کس حد تک واقفیت ہے؟"

"اوہ معاف کرنا میں بہت فضول چیزوں سے کبھی واقفیت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ درحقیقت سچ پوچھو تو یہ صرف مصنوعی چیزیں ہوتی ہیں۔ انسان تو وہی ہے آج تک جو وہ ابتدا میں تھا یعنی پہاڑوں میں رہنے والا خونخوار شکار کرکے کھانے والا۔ تہذیب کے نام پر اس نے اپنے آپ کو نجانے کن کن بندھنوں میں جکڑ لیا ہے اور تم بھی جب ہم تہذیب اور اخلاق کی بات کرتے ہیں تو ہمیں سب کچھ عجیب معلوم ہوتا ہے۔"

"ہم کے بجائے اگر آپ صرف میں نہیں تو زیادہ بہتر ہے گا۔" میں نے تلخ لہجے میں کہا۔

"یعنی؟"

"یعنی یہ کہ جب دو شریف آدمی محو گفتگو ہوں تو تیسرے آدمی کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ میں جے شری دیوی سے گفتگو کر رہی تھی آپ اچانک آئے اور پھر آپ نے اندر آنے کی اجازت بھی نہیں لی۔"

"اوہو! اچھا۔ اچھا یہ بات ہے بھارتی جی، مگر اب اسے کیا کیا جائے کہ جے شری سے میرے ایسے تعلقات ہیں کہ کم از کم جے شری مجھ سے کوئی بات چھپانا پسند نہیں کرتی بلکہ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا وہ کہ جے شری دیوی اپنے ہر معاملات میں مجھ سے مشورہ ضرور کرتی ہیں۔"

"لیکن اس وقت میں بھی یہاں موجود ہوں مسٹر پربت سنگھ۔"

"رانا پربت سنگھ۔"

"میں ان فضول باتوں کو اہمیت نہیں دیتی۔"

"یعنی تم صرف رانا کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتیں؟"

"میں تو آپ کو یہاں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں دیکھنا چاہتی

اگر یہ جے شری دیوی کی رہائش گاہ نہ ہوتی اور آپ میرے گھر کے دروازے سے اس طرح اندر داخل ہو جاتے تو میں آپ کو دھکے دے کر باہر نکال دیتی۔"

رانا پربت کا چہرہ ایک لمحے کے لیے سرخ ہو گیا۔ وہ مجھے گھورتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"لیکن دیوی جی یہ تمہارا گھر تو نہیں ہے۔"

"آپ فضول بکواس کر رہے ہیں رانا صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ یہاں سے چلے جایئے۔ یا پھر جے شری جی آپ مجھے ہی اجازت دیجیے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ آپ رانا صاحب کو یہاں سے نکال سکتی ہیں یا نہیں۔"

"اوہ بھارتی براہ کرم۔ براہ کرم محسوس مت کرو۔ رانا صاحب کوئی خاص کام تھا آپ کو مجھ سے؟" جے شری نے کہا۔

"ہاں۔"

"ابھی؟"

"ہاں۔" رانا سرد لہجے میں بولا۔

"تو پھر آپ دوسرے کمرے میں چلتے ہیں۔"

"میں دوسرے کمرے میں نہیں جا سکتا۔"

"جے شری دیوی مجھے اجازت دیجیے۔ میں چلتی ہوں۔"

"نہیں بھارتی، ابھی اتنی جلدی۔۔؟"

"میرا خیال ہے کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں ... جنہیں کوئی بات بری نہیں لگتی اور وہ اخلاق اور آداب سے گرے ہوئے ہیں کہ کسی چیز کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ میں چلتی ہوں۔"

"ارے نہیں۔ نہیں بھارتی جی آپ ایسے کہاں جائیں گی جب کوئی جے شری کا مہمان ہوتا ہے تو خود بخود میرا مہمان بھی بن جاتا ہے اور پھر ایک بات آپ بھی کچھ لیجیے کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے میں ناواقف ہوں۔ آپ کے اور جے شری جی کے درمیان جو بات ہو سکتی ہے وہ یوں کچھ لیجیے کہ میرے سامنے بھی ہو سکتی ہے۔"

"اس زبردستی کو میں کیا نام دوں رانا صاحب؟" میں نے تلخ لہجے میں کہا۔

"رانا تم ایسا کرو پھر کبھی آ جانا۔ میں اس وقت واقعی ضروری گفتگو کر رہی ہوں۔" جے شری نے کہا اور رانا چونک پڑا۔

"یہ تم کہہ رہی ہو جے شری؟"

"ہاں میں کہہ رہی ہوں۔"

"مجھ سے۔۔؟"

"ہاں تم سے۔"

"جے شری میرا خیال ہے تمہارا ذہنی توازن اس وقت بہتر نہیں ہے۔"

"ہاں رانا اس وقت میرا ذہنی توازن بہتر نہیں ہے اور تمہارا یہیں چلے جانا زیادہ بہتر ہے۔"

"نہیں جے شری جی مجھ پر کچھ ایسی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ اگر کبھی تمہارا ذہنی توازن خراب ہو جائے تو میں اس کی درستگی کے لیے معقول بندوبست کر دوں۔ اب دیکھو نا تمہیں سنبھالنے والا اور ہے بھی کون؟ میرے علاوہ مجھ پر اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کا فرض عائد ہوتا ہے۔ پلیز بھارتی! اگر تم جے شری سے کوئی گفتگو کر رہی ہو تو مجھے ایک بے جان دیوار کی مانند محسوس کرو۔ نہ میں اس گفتگو میں مخل ہوں گا اور نہ اس کے بارے میں کہیں کوئی تذکرہ کروں گا۔ ہاں تو تم لوگ اپنی گفتگو جاری رکھو۔"

"عجب ڈھیٹ آدمی ہو رانا پربت سنگھ۔ میں نہیں سمجھتی کہ کوئی اتنی بے عزتی کے باوجود اپنے آپ کو اتنا گرا سکتا ہے۔"

"تم بہت سی باتیں نہیں کچھ سکتیں بھارتی جی! اور اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی تمہاری کچھ سے باہر ہے۔"

"رانا تم باہر چلے جاؤ۔" جے شری نے کہا۔

"سوچ لو جے شری۔" رانا پربت نے کہا۔

"میں نے سوچ لیا ہے اور اچھی طرح سوچ لیا ہے۔"

"آہ! کاش تم سوچنے سمجھنے کے قابل ہوتیں۔ ویسے مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ اتنی ریگانگت اور محبت کے باوجود بھارتی تمہیں ممی نہیں کہہ رہی۔"

"انہیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔"

"ارے واہ کیسی انوکھی بات ہے۔ بعض لوگ کسی کو اپنی زندگی میں اتنا اونچا مقام دے دیتے ہیں کہ پھر وہ سوچنے لگتا ہے کہ اس کی شخصیت اُن سے الگ نہیں ہے۔ اور اس کے بعد جب کسی واتفاقی حادثے سے متاثر ہو کر وہ اُسے اپنی جگہ سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں تو اُسے کتنا عجیب لگتا ہے؟ تاہم میرا خیال ہے بھارتی نے تم سے کوئی ایسی بات کہہ دی ہے جس نے تمہیں ذہنی طور پر بالکل منتشر کر دیا ہے ورنہ میں اس بات پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ تم مجھ سے کبھی اس انداز میں پیش نہیں آ سکتیں۔ چلو چھوڑو اور سناؤ بھارتی کیسی گزر رہی ہے اور تمہاری ایرلائنز کا کیا حال ہے؟"

"جے شری دیوی۔ میں جس مقصد کے لیے آپ کے پاس آئی تھی وہ پورا ہو چکا ہے۔ میرا خیال ہے آپ اگر رانا صاحب کے مسئلے میں کوئی موثر اقدام اٹھا سکیں تو بہتر ہوگا، ورنہ آپ جانیں اور رانا صاحب۔"

"ٹھہرو بھارتی! مجھے بھی تم سے کچھ کام ہے۔ بلکہ جے شری سے زیادہ مجھے تم سے کام ہے۔"

"میں آپ سے گفتگو کرنا بھی پسند نہیں کرتی رانا صاحب! کام تو ایک الگ بات ہے۔" اس نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ جے شری دیوی کچھ نڈھال سی ہو گئی تھیں۔ لیکن اب مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ کیول سانگا کی تصویر پہلے اپنے لباس میں پوشیدہ کر لی تھی۔ میں باہر نکلی تو رانا پرتاب بھی میرے ساتھ ساتھ ہی باہر نکل آیا اور میرے قدموں سے قدم ملاتا ہوا بولا۔

"ابھی تم نے بداخلاق اور غیر مہذب ہونے کی بات کی تھی؟"

"ہاں کی تھی۔"

"کیا اس وقت تم اس کا مظاہرہ نہیں کر رہیں۔؟"

"رانا صاحب میں جس شخص کے ساتھ یہ مظاہرہ کر رہی ہوں وہ زمانۂ قدیم کا وہی بدتہذیب انسان ہے جو اقدار کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"یہ صرف تمہارا خیال ہے بی بی۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مجھ سے گفتگو کر کے تمہیں بہت سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ میں کچھ وقت چاہتا ہوں بس تم سے۔"

"میں تمہاری نوکر نہیں ہوں۔"

"تو میں نے کب کہا کہ تم میری نوکر ہو! ایک دوست کی حیثیت سے اگر تم کچھ دیر مجھ سے بات کر سکو تو میں تمہارا شکرگزار ہوں گا۔ ہاں یہ وعدہ ہے کہ اگر تمہیں میری باتیں پسند نہ آئیں تو تم جس وقت چاہو اٹھ سکتی ہو۔" وہ میرے پیچھے پیچھے چلتا ہوا باہر نکل آیا تھا۔ باہر کار میں دلیپ شرما موجود تھا۔ رانا کار تک پہنچ گیا۔

"تو کیا تم کچھ وقت میرے ساتھ گزارنا پسند کرو گی؟"

"نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔"

"یہ کون ہے؟" رانا نے دلیپ شرما کو دیکھتے ہوئے کہا اور دلیپ شرما جلدی سے کار سے نکل آیا۔ اس نے رانا کو سلام کیا۔

"سر میں ملازم ہوں۔ ڈرائیور ہوں۔"

"او ہو اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہاں تو بھارتی جی! میری بات آپ سے ہو رہی تھی۔ آپ براہ کرم کچھ وقت تو دیجیے مجھے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا رانا صاحب کہ میں آپ سے اور کون سے الفاظ میں کہوں۔ مجھے اس کے لیے مجبور نہیں کریں کہ میں آپ کے ساتھ کوئی بدتمیزی کروں۔"

"میں بالکل نہیں مجبور کر رہا۔ لیکن جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا وہ اس قدر کارآمد ہو گا کہ بعد میں تم اسے نہ معلوم کر کے پچھتاؤ گی۔" میں زچ سی ہو گئی تھی۔ میں نے عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر میری نظریں یونہی دلیپ شرما کی جانب اٹھ گئیں۔ میں نے محسوس کیا کہ دلیپ شرما بڑے خوش انداز میں کچھ اشارہ کر رہا ہے اور یہ اشارہ میں نے جان بھی لیا۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ میں رانا پرتاب سنگھ سے گفتگو کر لوں۔ رانا نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ یہ جاننے کے بعد کہ میرے ساتھ میرا ڈرائیور ہے۔ اس نے دلیپ شرما کو اس قابل نہیں سمجھا تھا کہ اس کی طرف دوسری نگاہ بھی ڈالے۔ میں چند لمحات سوچتی رہی پھر میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے رانا۔ حالانکہ یہ انتہائی بدتمیزی ہے کہ کوئی شخص تم سے بات نہ کرنا چاہے اور تم اسے بات کرنے کے لیے مجبور کر دو۔ لیکن بہرطور تم نے اپنے آپ کو اس قدر گرا لیا ہے اس کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ میرا تم سے گفتگو کر لینا بھی ضروری ہے۔"

"گڈ۔ ویری گڈ۔ ٹھیک ہے تم یہی سمجھ کر میرا ساتھ دو۔"

"کہاں چلنا ہے؟"

"میری رہائش گاہ پر۔"

"نہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے اس کے لیے کوئی ہوٹل بہتر رہے گا۔" رانا نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر آہستہ سے بولا۔

"ٹھیک ہے ہوٹل ہی سہی۔ شردھا پور میں ایک ہی خوبصورت ہوٹل ہے۔ جہاں ہم جیسے لوگ کچھ وقت گزار سکتے ہیں۔ تم میری گاڑی کے پیچھے پیچھے چلی آؤ۔" رانا پرتاب نے کہا اور اپنی خوبصورت کار میں جا بیٹھا۔ دلیپ شرما نے فوراً ہی میرے لیے پچھلا دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سنبھال لیا تھا اور اس کے بعد ہماری گاڑی رانا پرتاب کی گاڑی کے پیچھے چل پڑی۔ راستے میں دلیپ شرما نے کہا۔

"مسئلہ کیا ہے؟"

"بہت ہی عجیب دلیپ۔ تفصیلات تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔ یہ شخص مجھ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہے اور میں نے اسے انتہائی نفرت سے انکار کر دیا تھا۔"

"موضوع؟" دلیپ شرما نے سوال کیا۔

"ابھی کچھ نہیں پتا۔ جے شری دیوی سے میری اس سلسلے میں بات چیت ہو رہی تھی کہ یہ اچانک آ ٹپکا۔"

"گویا وہ کام نہیں ہو سکا جس کے لیے آپ یہاں آئی تھیں مس بھارتی۔"

"نہیں۔ نہیں۔ وہ کام ہو چکا ہے۔ کیا تم ابھی اس کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"میں نے اس کی رہائش گاہ پر جانے کا انکار کر کے غلطی تو نہیں کی؟"

"نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بہت اچھا کیا۔ ویسے چلی بھی جاتیں تو کوئی حرج نہیں تھا۔ میں تو ساتھ تھا۔"

"تم نے اپنے آپ کو بڑی ہوشیاری سے ڈرائیور کے روپ میں چھپا لیا۔"

"جی؟" دلیپ شرما نے شرارت آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"مقصد کیا ہے تمہارا؟"

"نہیں۔ نہیں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ آپ کے الفاظ یعنی میں آپ کی نگاہوں میں ڈرائیور سے بڑی کوئی حیثیت رکھتا ہوں؟ ویسے معاف کیجیے گا۔ ڈرائیور کے بارے میں ایک تجزیہ پیش کر چکا ہوں۔ یعنی ڈرائیور۔ ڈرائیور آپ سمجھتی ہیں نا بھارتی جی۔ زندگی کی گاڑی کا ڈرائیور کون ہوتا ہے؟"

"پھر اتر آئے فضول باتوں پر۔ اس وقت سنجیدہ رہو پلیز!" میں نے کہا اور دلیپ شرما نے ہلکا کر سامنے کی جانب ہو گیا۔ شردھا پور جیسے بھی کتنی بڑی تھی۔ اس عالی شان ہوٹل [illegible] ہوتی تھی۔ اس سے پہلے میں نے یہ ہوٹل نہیں دیکھا تھا۔ رانا پرتاب نے ہوٹل کی پارکنگ میں کار روکی اور میری گاڑی اس کے پیچھے جا لگی۔ میں نے دلیپ شرما سے کہا۔

"تمہیں باہر ہی بیٹھنا پڑے گا۔"

"کوئی خطرہ ہو تو اس سلسلے میں، میں کچھ قدم آگے بڑھاؤں؟"

"نہ خطرہ۔ میں ہر خطرے سے نمٹنے کی ہمت رکھتی ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔ رانا پرتاب اپنی کار سے اتر کر میری جانب دیکھنے لگا تھا۔ چنانچہ میں اس کے قریب پہنچ گئی اور وہ مودبانہ انداز میں میرے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ واقعی اس سلسلے میں اس کی یہ نئی شخصیت سامنے آئی تھی۔ حالانکہ وہ ایک پُر وقار آدمی تھا۔ صاحب حیثیت بھی تھا۔ لیکن اس وقت اس قدر بے عزتی کے باوجود اس نے مجھ سے اظہار برہمی نہیں کیا تھا بلکہ اپنے طور پر مجھ سے تعاون کرتا رہا تھا۔ خوبصورت ہوٹل کے ایک گوشے میں اس نے ایک کرسی میرے لیے کھینچی اور دوسری کرسی خود گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ویٹر کو ایک مشروب کا آرڈر دیا اور میری جانب دیکھنے لگا۔

"بھارتی دیوی! اس سے پہلے آپ اتنی تلخ نہیں تھیں۔"

"رانا صاحب صرف اپنے مطلب کی بات کیجیے۔ میرے پاس اس سے زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"نہیں ڈیئر! اس سے پہلے میں یہ بات جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے اس اچانک رویے کی تبدیلی کا سبب کیا ہے؟"

"اور اگر میں بتانا پسند نہ کروں تو؟"

"تب بھی تم یہ اندازہ لگا ہی چکی ہو کہ میں ایک ڈھیٹ آدمی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف ڈھیٹ ہی نہیں بلکہ بے وقوف بھی۔" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا اور رانا کے جبڑے ایک بار پھر بھنچ گئے۔ اس کے جبڑوں کی مسلز ابھر آئی تھیں اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے شدید غصے کو پینے کی کوشش کر رہا ہے۔ بہرطور اس نے پھر سنبھالا لیا اور سرد لہجے میں بولا۔

"دنیا میں شاید چند ہی لوگ ایسے ہوں جنہوں نے اس لہجے میں مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی ہو اور جو تھے وہ اس کوشش کے بعد۔ اس کوشش کے بعد۔" رانا پرتاب نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"کتنی دیر چاہتے ہو رانا؟ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ دس منٹ دے سکتی ہوں۔"

"نہیں، دس منٹ نہیں، اس وقت تک تمہیں یہاں بیٹھنا ہو گا جب تک کہ میں اپنی بات پوری کر لوں۔" وہ غرایا۔

"زبردستی؟"

"تم سمجھتی کیوں نہیں بھارتی۔ میں تم سے اہم ترین گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور تم نہ جانے کس انداز میں مجھ سے بات کر رہی ہو۔"

"رانا صاحب دو منٹ ہونے والے ہیں۔" میں نے کہا۔ اور رانا کی آنکھوں میں خوفناک چمک لہرانے لگی۔ بہرطور وہ بار بار خود کو سنبھال رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"بھارتی اب تم ان حالات سے اتنی ناواقف نہیں رہی ہو۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم اس بارے میں کیا کیا جان چکی ہو؟"

"کس بارے میں؟"

"میں اسی بات کا تذکرہ کر رہا ہوں جس نے تمہارے پتا جی کی جان لی اور جس نے تمہارے دادا جی اور موسی جی کی جان لی۔"

"جن لوگوں نے میرے دادا جی اور موسی جی کی جان لی ان کے بارے میں ضرور جان چکی ہوں میں رانا پربت لیکن اس تذکرے کو چھوڑو اپنی بات کرو۔"

"اپنی ہی بات کر رہا ہوں۔ جے شری نے تمہیں ضرورت سے زیادہ ہی معلومات فراہم کر دی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے۔ جاؤ اور جے شری کو قتل کر دو۔" میں نے کہا اور رانا پربت خوفناک انداز میں ہنسنے لگا۔

"مجھے کیا کرنا ہے اس سلسلے میں، میں کوئی مشورہ قبول نہیں کرتا۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اب تم ان تمام باتوں سے ناواقف نہیں ہو چنانچہ میں تم سے جو باتیں کر رہا ہوں اسی روشنی میں کر رہا ہوں۔"

"حالانکہ تم نے ابھی تک مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔"

"تم اس ڈائری کے بارے میں کیا جانتی ہو۔۔؟"

"صرف اتنا کہ وہ ایک سیفد ڈائری ہے اور اس میں میری زندگی کا راز بند ہے اور یہ بھی جانتی ہوں رانا پربت کہ میری کوٹھی تم نے خریدی ہے۔ یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہیں اس ڈائری کی تلاش تھی، اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تم نے اس ڈائری کے سلسلے میں میرے دادا جی اور موسی جی کو گیان چند کے ہاتھوں قتل کیا [illegible] اور یہ بھی جانتی ہوں رانا پربت سنگھ کہ تم۔ تم خیر چھوڑو۔ میری معلومات کو چیلنج نہ کرو ورنہ میں نہ جانے کیا کیا بتاؤں تمہیں اپنے بارے میں۔"

"بتاؤ۔ بتاؤ سکون سے بتاؤ فرصت کرو۔"

"رانا پربت چار منٹ ہو چکے ہیں۔"

"ارے تمہاری گھڑی تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز معلوم ہوتی ہے۔ بیٹھو بھارتی سکون سے سنو۔ بہت سی کام کی باتیں ہو رہی ہیں اس گفتگو میں۔ تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی ہے یا جو کچھ تمہارے کانوں تک پہنچایا گیا ہے اس میں کچھ سچائیاں ہیں اور کچھ میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تمہارے پتا سرن کمار کو کس نے [illegible] کیا کیا تم اس بارے میں کچھ جانتی ہو؟"

"میں یہی کہہ سکتی ہوں کہ جن لوگوں نے میرے دادا جی اور موسی جی کو قتل کیا وہی میرے پتا کے قاتل بھی ہوں گے۔"

"نہیں بھارتی، اب ہر بات تو مکمل نہیں ہوتی۔ سرن کے بہت سے دشمن تھے۔ نہ جانے اس نے کتنے دشمن بنا لیے ہوں گے۔ بہر طور وہ گئی گزری بات ہے۔ میں تم سے اس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ اب تم براہ راست ان معاملات میں ملوث ہو چکی ہو اور بہت سے لوگ تمہاری جانب متوجہ ہیں دراصل بھارتی میں تم سے کچھ کام لینا چاہتا ہوں۔"

"تمہارا دماغ خراب معلوم ہوتا ہے رانا پربت۔ میں تمہارے لیے کام کرنے پر کس طرح آمادہ ہو سکتی ہوں؟"

"نہیں ڈیر بھارتی میرا دماغ بالکل درست ہے۔ میں تمہیں بھی اس کا مشورہ دوں گا۔ تعاون کرنا سیکھو اور تعاون بھی کرو۔"

"ہوں! کیا کام چاہتے ہو مجھ سے؟"

"ڈائری تمہارے پاس سے نکل چکی ہے اور یقیناً تمہیں اس بارے میں معلومات ہوں گی، لیکن وہ ڈائری اس سے بہت پہلے کسی کے ہاتھوں میں پڑ چکی ہے اور یقیناً جس کے ہاتھوں میں بھی وہ ڈائری پڑ گئی تھی۔ اس نے ہمیں ڈائری کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس کا ہنگامہ جاری رکھا اور پوری ذہانت کے ساتھ اس کے وہ صفحات پھاڑ لیے، جن میں درحقیقت وہ کہانی پوشیدہ تھی۔ جب وہ ڈائری شدید تگ و دو کے بعد ہمارے ہاتھ لگی تو ہمیں انتہائی مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ ان میں وہ اوراق نہیں تھے۔ شاید تم اس بات سے بھی واقف ہو چکی ہو بھارتی کہ آمزن فیرک بھی میرے ساتھ ڈائری کے حصول کے سلسلے میں کام کر رہا تھا۔ اگر تم مجھے اپنے دادا اور موسی جی کا قاتل سمجھتی ہو تو یوں سمجھو کہ آمزن فیرک بھی اس میں برابر کا شریک تھا، لیکن آمزن فیرک کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اس کا اوباش بیٹا کسی کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے اور وہ اس قتل کی ذمہ داری مجھ پر ڈالنا چاہتا ہے، جبکہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ بھارتی تھوڑی سی معلومات میں نے ذرا ہٹ کر حاصل کی ہیں اور ان معلومات کا اظہار میں تم پر بھی کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ صرف چند الفاظ میں۔ اس کے بعد میں اس کا تذکرہ دوبارہ نہیں کروں گا۔"

"بولتے رہو۔" میں نے اپنے سامنے رکھے ہوئے مشروب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"میری معلومات کا جہاں تک تعلق ہے وہ یہ ہیں کہ جب آمزن کا بیٹا قتل ہوا تو تمہاری فلائٹ اسی شہر کی تھی اور تم وہیں موجود تھیں۔ گویا اس کے قتل کے وقت تم اس شہر میں ضرور موجود تھیں۔"

"ہوں! مراد؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں۔ نہیں ایک شبہ ہوا تھا مجھے کہ شاید بارن تمہارے ہاتھوں مارا گیا۔"

"اس کا ثبوت حاصل کرلو اور مجھے پھانسی پر چڑھا دو۔"

"ارے نہیں، نہیں اس کا کیا سوال ہے۔ یہ تو میری اور تمہاری ذات تک محدود ہے۔"

"رانا پربت اگر خود کو بہت زیادہ ذہین اور چالاک سمجھ رہے ہو تو پھر باقاعدہ میدان میں آجاؤ۔ دو۔ دو ہاتھ کر کے دیکھ لیتے ہیں کہ ذہانت اور چالاکی کس میں زیادہ ہے۔"

"چلو میں نے مان لیا کہ تم بہت ذہین ہو۔ گیان چند کو مار دیا تم نے اور بھی بہت سے قتل کروا لے۔ یہ کسی لڑکی کے بس کی بات نہیں تھی۔ میں اسی لیے تو تمہاری طرف متوجہ ہوا ہوں۔ میں نے تمہارے اندر وہ خوبیاں پائی ہیں جو عام لڑکیوں میں نہیں ہو سکتیں، چنانچہ میں نے سوچا کہ ادھر ادھر بھٹکنے کے بجائے تم سے براہ راست معاملات کیوں نہ طے کیے جائیں۔"

"کیسے معاملات؟"

"ہاں گڈ۔ یہ ہے اصل موضوع۔ دراصل بھارتی میں آمزن فیرک کو نگاہوں میں رکھنے کے ساتھ ساتھ کسی اور شخصیت کے وجود کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جس کے پاس ہو سکتا ہے ڈائری کے بقیہ اوراق ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے منصوبے کے تحت اس شخص کو تلاش کرو اور ڈائری کے وہ اوراق حاصل کرو۔"

"تم بکواس کر چکے رانا پربت؟"

"نہیں ڈیر یہ ضروری ہے، انتہائی ضروری۔"

"میں بھلا اس شخص کو کیوں تلاش کروں گی؟"

"مگر یہ ڈائری کی حقیقت منظر عام پر آسکے اور تمہاری وہ خواہش پوری ہو جائے جس کے لیے تم سرگرداں ہو۔"

"تم یہ بات کیسے جانتے ہو کہ میں کسی خواہش کے پیچھے سرگرداں ہوں، عمر گزار چکا ہوں بھارتی۔ عمر گزار چکا ہوں بہت سی باتیں الفاظ میں نہیں کہی جا سکتیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔"

"رانا پربت ایک بات تمہاری سمجھ میں آج تک نہیں آئی"

"وہ کیا۔۔؟"

"وہ یہ کہ تم بے وقوف ہو۔"

"بے وقوف نہیں ہوں اگر بے وقوف ہوتا تو تمہیں اپنے سامنے بٹھا کر اتنی ساری حقیقتوں کا انکشاف نہ کر دیتا۔"

"میرے لائق اور کوئی خدمت رانا پربت؟"

"ہاں ہاں اسی خدمت کو انجام دو بھارتی، میری رائے ہے کہ تم آمزن فیرک سے بھی ملاقات کرو اور اس سے مل کر یہ معلومات حاصل کرو کہ ڈائری کے وہ اوراق اس کے پاس تو نہیں ہیں؟ اس کے لیے تم اسے اپنی خدمات مخلصانہ انداز میں پیش کر سکتی ہو اور وہ یقیناً تمہارے جال میں پھنس جائے گا۔ تم یہ بات نہیں جانتیں بھارتی جی کہ تم اس کے لیے باعث دلچسپی ہو۔ یہ میں ایک انکشاف تم پر اور کر دوں جس کے پاس وہ ڈائری کے اوراق ہیں اور جو بھی ان سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ تمہارے بغیر نامکمل ہے سمجھیں بھارتی دیوی۔ وہ تمہارے بغیر نامکمل ہے۔" میں خاموشی سے رانا کی صورت دیکھتی رہی اور مشروب کے گھونٹ لیتی رہی۔ پھر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھی گفتگو کی تم نے رانا پربت۔ کافی سسپنس ہے اس میں، لیکن ایک بات ذہن نشین کر لو کہ میں تمہارے لیے کسی کے خلاف کوئی کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

"بھارتی میں بھی تم سے اتنا عرض کروں گا کہ غور کر لو، ہو سکتا ہے تمہارے لیے میں سب سے زیادہ کارآمد آدمی ثابت ہو۔"

"میرے دادا جی اور موسی جی کا قاتل کسی بھی طرح میرے لیے کارآمد نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ان کے قاتلوں کی زندگی درکار ہے سمجھے رانا پربت۔"

"وہ زندگی تو تم لے چکی ہو اور اسی بنیاد پر میں تم سے یہ بات کر رہا ہوں۔ گیان چند کو تم نے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا، تو گیان چند نے میرے دادا جی اور موسی جی کا قتل کیا تھا؟"

"سو فی صدی یہ بات تمہیں معلوم ہو چکی ہے۔"

"گیان چند کو براہ راست ان سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔"

"مطلب؟"

"اسے تم نے اس کام پر متعین کیا تھا رانا پربت۔"

"اوہ! بھارتی بات تمہاری سمجھ میں اتنی آسانی سے نہیں آئے گی۔ خیر ٹھیک ہے اب یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ تم جو بھی فیصلہ کرو۔ میں نے تمہیں ایک دوستانہ مشورہ دیا تھا اور دوستانہ پیشکش کی تھی۔ ایک بات کان کھول کر سن لو بہر طور تمہیں کسی نہ کسی کا آلہ کار بننا ہی پڑے گا کم از کم اس کا ضرور جس کے پاس ڈائری کے وہ اوراق ہیں، لیکن تمہیں رانا پربت سے زیادہ مضبوط شخصیت اور کوئی نہیں مل سکتی۔ اس بات پر غور کر لینا۔ میں تمہیں تھوڑا سا موقع دے رہا ہوں اور اس کے بعد تم سے دوبارہ ملاقات کروں گا۔ بات کا رخ تبدیل ہو گیا ہے اس لیے اب یہ ضروری ہے کہ میں تم سے ملاقات کرتا رہوں۔"

"اور کچھ رانا پربت۔۔؟" میں نے پھر اسی انداز میں کہا اور وہ جھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جیب سے چند نوٹ نکال کر میز پر ڈالے اور پھر آہستہ سے بولا۔

"جا سکتی ہو۔" میں مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی تھی۔ باہر

کار کے پاس دلیپ شرما میرا انتظار کر رہا تھا۔ اُس نے مجھے دیکھ کر پُرسکون انداز میں کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا اور میں بیٹھ گئی۔ چند لمحات کے بعد کار اسٹارٹ ہو کر واپس چل پڑی۔

"کہاں چلوں میڈم؟"

"شہر۔"

"جی بہت بہتر۔" دلیپ شرما بولا اور اُس کے بعد کافی دیر تک خاموشی رہی۔ میں بھی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی اور دلیپ شرما نے بھی مجھے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا پھر میں خود ہی خیالات سے چونکی اور میں نے چونک کر دلیپ کو دیکھا۔ وہ اطمینان سے نگاہیں جمائے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ انداز ڈرائیوروں کا سا تھا مگر ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"کیا ہو گیا تمہیں؟" میں نے سوال کیا اور وہ چونک پڑا۔

"مجھ سے کچھ کہا میڈم؟"

"دلیپ۔ یہ میڈم میڈم کیا لگا رکھی ہے؟"

"سوری بھارتی جی! میں نے سوچا کہ اب ڈرائیور ہوں تو باقاعدہ ڈرائیور ہی بن جاؤں۔"

"آدمی بن جاؤ گے۔ تم۔ میرا مطلب ہے دیہاتی زبان میں جو وہ دوشیزائیں کہتی ہیں ناں کہ ہمارا آدمی۔ میرا آدمی۔" میں ہنس پڑی تھی۔

"تم۔ تم شیطان ہو پورے۔ بالکل شیطان ہو۔"

"اب جو کچھ بھی ہوں دیوی جی آپ ہی کا ہوں۔"

"خیال رکھنا رانا پربت کو میں نے کافی ٹھیک کر دیا ہے۔"

"ہوں خیال رکھ رہا ہوں آپ فکر نہ کریں۔"

"کوئی تعاقب وغیرہ کا شبہ؟"

"جی نہیں سڑک سنسان ہے اور شروع ہی سے میں نے اس بات کا خیال رکھا ہے۔ ویسے رانا جی کیا فرما رہے تھے؟"

"دل تو چاہتا ہے کہ راستے میں کوئی گفتگو نہ کی جائے لیکن اتنا طویل فاصلہ بھی کیسے طے ہو گا؟ ویسے تم پوری طرح ذہن میں رکھو رانا کو میں نے انتہائی ذلیل کر دیا ہے۔"

"خوشی ہوئی۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"پہلی بات تو یہ کہوں گی تم سے کہ تم شیطان کا دماغ رکھتے ہو۔"

"پہلی نہیں دوسری بات ہے۔"

"دوسری کیوں؟"

"آپ نے مجھے دوسری بار شیطان کہا ہے۔"

"خیر میرے کہنے نہ کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ وہ تو تم ہو۔"

"بے حد شکریہ دیوی جی۔ آپ نے جتنے احسانات کیے ہیں مجھ پر اُن کے تحت آپ جو دل چاہے کہہ سکتی ہیں۔"

"سنجیدہ ہو گئے؟"

"نہیں جی۔ بالکل نہیں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"پہلے یہ بتاؤ تمہارے ذہن میں کیول سانگا کی تصویر کا خیال کیسے آیا تھا؟"

"شیطان کے ذہن میں شیطانی باتیں آتی ہی رہتی ہیں۔"

"برا مان گئے میری بات کا۔"

"بھگوان کی سوگند بالکل نہیں۔"

"تو پھر ٹھیک سے بات کرو ناں۔"

"جی بہتر، گاڑی ایک سائڈ کھڑی کر دوں؟"

"کیا مطلب؟" میں چونک کر بولی۔

"ٹھیک سے باتیں کرنے کے لیے تو پچھلی سیٹ پر ہی آنا پڑے گا۔"

"گاڑی چلاتے رہو۔"

"جی بہتر۔" اُس نے جواب دیا اور میں ہنس کر بولی۔

"تم براہ کرم سنجیدگی سے بات کرو۔ میں تمہاری منت کرتی ہوں۔"

"او ہو! اچھا۔ اچھا طریقۂ کار تبدیل کر رہا ہوں۔ آپ نے ہاں تو آپ کیا فرما رہی تھیں دیوی جی؟"

"کیول سانگا کا خیال تمہارے ذہن میں کیسے آیا؟"

"بس آ گیا۔ آپ اس بات کو چھوڑیے پہلے یہ بتائیے کیول سانگا کی کوئی تصویر دستیاب ہوئی؟"

"ہاں ہو گئی۔"

"گڈ۔" دلیپ شرما نے مطمئن انداز میں کہا۔

"اب یہ نہیں بتاؤ گے کہ تم نے کیا سوچا تھا؟"

"نہیں۔" وہ بولا۔

"کیوں۔؟"

"یہ آپ بتائیں گی۔"

"کنور دیگاور سنگھ، کیول سانگا ہی ہے۔"

"ہاں۔ یہ ہونا بھی چاہیے تھا اور وہ تصویر جو اُس نے دکھائی تھی وہ آپ کی ہی تصویر تھی۔ اُس نے آپ کو اپنی دیوی بنا لیا ہے۔"

"ہوں! لیکن تمہیں اس پر شبہ خوب ہوا۔ کمال کا دماغ پایا ہے تم نے۔ میرے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات نہیں آئی تھی۔"

"بہرطور تصویر میرے پاس آ گئی لیکن میں جتنی حیران ہوں تمہیں بتا نہیں سکتی۔ کیول سانگا فرانس میں بے حد

یہ تصویر دیکھنے کے بعد میں نے بے شری کو کچھ بھی نہیں بتایا۔ البتہ انہوں نے خود ہی مجھ سے درخواست کی تھی کہ اگر مجھے کبھی کیول سانگا مل جائے تو میں اُسے یہ بتا دوں کہ انجلی اُسے بہت یاد کرتی ہے۔"

"گویا کیول سانگا کو انجلی کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک بہترین اطلاع ہے۔"

"کیوں۔؟"

"بس۔ اب ساری باتیں تو آپ کو نہیں بتائی جا سکتیں۔ میرے اور آپ کے درمیان کوئی گہرا رشتہ بھی قائم نہیں ہوا ہے۔"

"پوچھ لوں گی تم سے۔ اچھی طرح پوچھ لوں گی۔ اچھا دوسری بات یہ سنو کہ رانا پربت سنگھ بھی اچانک وہاں پہنچ گئے تھے۔ ہو سکتا ہے انہیں کسی طرح میری آمد کی اطلاع مل گئی ہو۔ مجھے ہوٹل میں لے کر پہنچے۔ ایک مشروب منگایا اور پھر کہنے لگے کہ میں اُن کے لیے کام کروں۔ انہوں نے اس بات کا انکشاف کر دیا کہ انہوں نے اور آسٹن فیرک نے مل کر میری موسی جی کو قتل کرایا تھا اور اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میرے پتا جی کے قاتل وہ نہیں ہیں بلکہ ان کے خیال کے مطابق اُن کے قاتل کوئی بھی کئی لوگ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بہت سے [illegible] یہ سوال میں نے رانا پربت سے نہیں کیا۔"

"ویری گڈ۔" دلیپ شرما نے مختصراً کہا۔

"رانا پربت نے مجھ سے کہا کہ وہ جانتا ہے کہ میں ان حالات کے بارے میں بہت زیادہ جان چکی ہوں۔ اُس نے کہا کہ ڈائری کا حصول اُسی کے ذریعے ہوا تھا اور اُس نے ہی ڈائری لا کر حاصل کی تھی۔ گویا اُس نے اپنے تمام سابقہ جرائم کا اعتراف کر لیا ہے لیکن اُس کا کہنا ہے کہ ڈائری میں وہ اوراق موجود نہیں تھے جن میں درحقیقت میری کہانی چھپی ہوئی ہے۔"

"ہوں! ان اوراق کے بارے میں اس کا کیا خیال ہے؟"

"اس کا شبہ آسٹن فیرک پر بھی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کوئی اور کردار بھی درمیان میں ہو سکتا ہے۔"

"اس کردار کا نام نہیں لیا اُس نے؟"

"نہیں۔"

"ویسے آپ کا کیا خیال ہے بھارتی جی کیا وہ کیول سانگا کے بارے میں نہیں جانتا؟"

"سو فی صدی جانتا ہے۔ اس کا انکشاف بھی ہو چکا ہے۔"

"تو پھر اُس نے کیول سانگا کا نام کیوں نہیں لیا؟"

"یہ وہی جانتا ہو گا۔"

"وہ بہرطور فاصلہ رکھ کر بات کر رہا ہے اور اس سلسلے میں کوئی لمبی چال چلنا چاہتا ہے۔ ویسے آپ سے وہ کیا چاہتا تھا؟"

"یہی کہ آسٹن فیرک سے دوستی کروں اور اس کا ساتھ دوں تاکہ رانا پربت تک اصلیت پہنچ سکے۔"

"وہ آپ کو اپنا آلۂ کار بنانا چاہتا ہے؟"

"ہاں۔"

"اور اس کا ذریعہ کیا ہو گا؟"

"کچھ نہیں۔"

"گویا بلاوجہ آپ اُس کے ساتھ تعاون کریں گی؟"

"اس کا کہنا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ڈائری کے اوراق ہیں وہ بہرطور کسی نہ کسی طرح مجھ سے رابطہ قائم کریں گے اور مجھے اس راستے پر لگا دیں گے، لیکن وہ میرے لیے سب سے مضبوط آدمی ثابت ہو سکتا ہے۔"

"بس اتنی سی بات؟"

"ہاں اس کے علاوہ اس نے اور کچھ نہیں کہا۔"

"تو پھر دیوی جی آپ نے کیا فیصلہ کیا؟"

"میں نے اُس پر لعنت بھیجی اور وہاں سے اُٹھ کر چلی آئی۔"

"ہوٹل کا بل آپ نے ادا کیا تھا؟"

"کیوں؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ کچھ نہیں۔ ایسے ہی پوچھ لیا تھا میں نے۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"اب یہ بتاؤ کیا کرنا چاہیے؟"

"کچھ نہیں میرا خیال ہے رانا پربت کی خواہش پوری کر دینی چاہیے آپ کو۔"

"کیا مطلب؟"

"آسٹن فیرک سے آپ نے وعدہ کیا ہے کہ آپ اُسے سوچ کر جواب دیں گی کہ آپ اُس سے کس حد تک تعاون کر سکتی ہیں تو پہلے یوں کیجیے آسٹن فیرک سے مل لیجیے اور اس سے کہیے کہ آپ اُس کے لیے ہر کام کرنا چاہتی ہیں۔ اس طرح آسٹن فیرک بھی کھل جائے گا۔ رانا پربت سے آپ یہی کہیں کہ آپ اُس کے لیے کام کرنے پر آمادہ ہیں۔ یوں رانا پربت بھی آپ کی گرفت میں ہو گا اور اُس کے بعد کوئی ایسی چال سوچیں گے جس سے یہ دونوں آپس میں الجھ جائیں اور پھر بھارتی جی اُس کے بعد ہمارا کام شروع ہو جائے گا۔ ہمارے ذہن میں تو پہلے

ہی یہ منصوبہ تھا۔ میرا خیال ہے رانا پرت نے آپ سے ملنے کے بعد یہ منصوبہ بنا کر ہمارا کام آسان کر دیا ہے۔"

"تمہارا یہی فیصلہ ہے؟"

"فیصلہ نہیں دیوی جی مشورہ۔"

"میں تمہارے مشورے بھی مانتی ہوں اور فیصلے بھی۔"

"میرا سب سے اہم جو فیصلہ ہے اگر آپ وہ مان لیں تو میں سمجھوں گا کہ آپ نے میری کوئی بات مانی۔"

"فضول باتوں کے تو تم مریض ہو۔"

"کمال ہے جس بات کا تعلق میری زندگی کی گہرائیوں سے ہے آپ ہمیشہ ہی اُسے فضول قرار دیتی ہیں۔"

"نہیں دلیپ شرما پلیز اس انداز میں نہیں سوچنا اس انداز میں کبھی مت سوچنا۔ تم جانتے ہو میری زندگی کیا ہے؟ میں تو اپنے آپ کو بہت ہی کمتر محسوس کرتی ہوں۔ ایک ایسی شخصیت جس کا کوئی وجود نہ ہو۔ کوئی ٹھکانہ نہ ہو۔"

"چھوڑیے بھارتی جی آپ بھی بعض اوقات بے کار اور فضول باتیں کرنے لگتی ہیں۔"

"یہاں میں بھی نہیں وہی جواب دوں گی کہ جس بات کا تعلق میری زندگی کی گہرائیوں سے ہے اُسے تم فضول قرار دے رہے ہو۔"

"چلیے بات برابر ہو گئی۔ تو تمہارا آخری فیصلہ یہی ہے کہ میں رانا پرت کی بات مان لوں۔"

"آئی ڈن فیرک گی۔" دلیپ شرما نے کہا۔

"بات تو ایک ہی ہے۔"

"ہے تو ایک ہی مگر ذرا گھما پھرا کر کہی جائے گی اس سے ہمارا فائدہ ہے۔" دلیپ شرما کی بات دل میں بیٹھ رہی تھی، بلاشبہ میرے پاس اور تو کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ویسے ڈائری کے اوراق کے سلسلے میں، میں یہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ وہ کس کے پاس پہنچ گئے پھر دفعتاً ہی میرے ذہن کو جھٹکا لگا۔ ایک خیال آیا تھا اور میں نے دلیپ شرما سے کہا۔

"دلیپ شرما ایک بات بتاؤ۔"

"جی۔ جی پوچھیے۔ پوچھیے۔ ابھی تو کافی فاصلہ پڑا ہے۔"

"کیا ڈائری کے یہ اوراق کیول سانگا کے پاس نہیں ہو سکتے؟" دلیپ شرما ہنس پڑا تھا۔

"کیوں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

"آپ ذرا دیر سے یہ باتیں سوچتی ہیں اس بات کے امکانات بھی ہو سکتے ہیں۔"

"مگر تو ڈائری کے اوراق کب پھاڑے گئے؟"

"میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم۔" دلیپ شرما نے جواب دیا اور میں گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ بہر طور یہ بات کافی وزن دار تھی۔ کنور جگا در سنگھ نے فرانس میں مجھ سے ملاقات کی تھی اور مجھ سے بڑی دوستی اور محبت کا اظہار کیا تھا۔ ایک کام یہ بھی ہو سکتا تھا کہ دوبارہ کنور جگا در سنگھ سے ملاقات کروں اور اسے اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کروں۔ گویا اس وقت میرے تین دشمن میرے سامنے تھے اور مجھے تینوں کی طرف سے آزمائش تھی۔ لیکن تیسرے آدمی نے جس طرح کارروائی کی تھی اس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ وہ میرا تعاون بھی چاہتا تھا۔ اس کے بعد دلیپ شرما سے میں نے کوئی بات نہیں کی۔ اور نیم غنودگی کی سی کیفیت میں کار کی پچھلی سیٹ سے ٹکی بیٹھی رہی یہاں تک کہ کار شہر میں داخل ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد میری کوٹھی میں۔ دلیپ شرما نے مجھے چونکایا اور میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر اُدھر دیکھا دلیپ شرما نے دروازہ کھول دیا تھا۔

"پلیز اب تو ایسا مت کرو۔ تمہارے اس انداز سے میں کافی شرمندہ ہوں۔"

"اور آپ کی ایسی باتیں مجھے پریشان کر دیتی ہیں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"آؤ اندر آ جاؤ۔ نجانے کیوں شدید تھکن ہو گئی ہے۔" میں نے کہا۔ اور ہم دونوں کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ دلیپ شرما خاموشی سے کسی سوچ میں گم تھا۔ میں نے وہ تصویر نکال کر دے دی اور وہ غور سے تصویر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"یہی شک میرے ذہن میں تھا بھگوان کا شکر ہے کہ درست نکلا۔"

"مگر دلیپ شرما تمہارے ذہن میں یہ خیال آیا کیسے؟"

"دراصل دیوی جی اوّل تو میں آپ کی تصویر دیکھ کر حیران رہ گیا تھا صورتیں ایک دوسرے سے مشابہ ہوتی ہیں اور بعض اوقات ایسی ہوتی ہیں جیسے وہ بیا دیوی اور آپ لیکن نجانے کیوں میری چھٹی حس مجھ سے کہہ رہی تھی کہ اس میں کہیں گڑبڑ ضرور ہے۔ میں نے غور کیا اور مجھے کیول سانگا یاد آ گیا جس کی کہانی جے شری کے ذریعے آپ کو اور آپ کے ذریعے مجھے معلوم ہوئی تھی اور یوں ہی میرے دل میں ایک خیال آیا کہ کہیں یہ شخص کیول سانگا نہ ہو بس میں اس لیے اس

کی تصویر چاہتا تھا کہ مجھ پر اس کی حقیقت آشکار ہو جائے۔"

"میں تمہیں مانتی ہوں اس سلسلے میں کیونکہ میرے ذہن کے کسی گوشے میں یہ خیال نہیں آیا تھا۔"

"ہاں نہیں آیا ہو گا ضروری نہیں ہے کہ آدمی کا ذہن فوراً ہی بات کی تہہ تک پہنچ جائے۔ بہر طور ہمارے سامنے ایک تیسرا شخص بھی آ گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ بات بہت ٹھوس اور مضبوط ہے کہ ڈائری کے اوراق کیول سانگا کے پاس ہی ہوں اور جیسا کہ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جس شخص کو بھی ان اوراق سے فائدہ اٹھانا ہے وہ آپ کے بغیر نہیں اٹھا سکتا۔ یہ بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی ہے اور میں زیادہ تر اسی پر سوچ رہا ہوں کہ آپ کا ان براہِ راست معاملات سے کیا تعلق ہے۔ اگر آپ کی کہانی ڈائری میں موجود ہے تو بس اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن اس سے آگے وہ کون سا فائدہ ہے جو کوئی آپ کے ذریعے اٹھا سکتا ہے اور دیوی جی اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو اب مزید محتاط ہونا پڑے گا۔ نہ صرف آپ کو بلکہ وندیا دیوی کو بھی۔"

"تمہارا کیا خیال ہے دلیپ شرما کیا میں یہ ملازمت جاری رکھوں؟"

"دیوی جی آپ کو کیا پڑی ہے ملازمت چھوڑنے کی اگر کچھ گڑبڑ ہوئی تو جب خود ہی چھوٹ جائے گی۔ میرے خیال میں ابھی اسے چلنے دیجیے۔"

"ہوں! ٹھیک ہے بہر طور اب میں تو تمہارے مشوروں کی پابند ہو گئی ہوں۔"

"اب دیکھیے میرا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ آپ کوئی ایسی بات کہہ دیتی ہیں جو سیدھی دل کو جا لگتی ہے۔"

"دلیپ کیا تمہارے خیال میں میرے پاس ایسے لمحات موجود ہیں جن میں حسن و عشق کی چاشنی ہو؟"

"ارے۔ ارے کیسی گندی گندی باتیں کر رہی ہیں آپ دیوی جی! یہ آپ نے کیا شروع کر دیا؟"

"مت بکواس کرو۔ میں بہت پریشان ہوں بہت ہی پریشان۔"

"زبردستی پریشان ہونا چاہتی ہیں تو آپ کو کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ آپ دیکھ رہی ہیں کہ سارے راز خود بخود منکشف ہوتے جا رہے ہیں اور ایک دن یہ بھی پتا چل جائے گا کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کے من کو شانتی مل جائے گی۔ دیوی جی جس وقت کا انتظار کرنا ہوتا ہے۔ کوئی بھی وقت ہماری توقع کے مطابق نہیں آ جاتا۔ ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ ہاں ثابت قدمی ضروری چیز ہے۔" میں دلیپ شرما کی باتوں پر غور کرتی رہی پھر اس نے کہا۔

"رات کا کھانا کھائیے اور سو جائیے۔"

"میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔"

"آپ کھانا کھائیں گی۔"

"ضروری ہے؟"

"ہاں۔"

"تو پھر انتظام کرو۔" میں نے کہا اور دلیپ شرما نے گردن ہلا دی۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد دلیپ شرما اپنی خواب گاہ میں آرام کرنے چلا گیا تھا۔ اور میں اپنے بستر پر آ لیٹی۔ تمام واقعات ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ بلاشبہ سب کچھ بہت آگے کی چیز تھا۔ لیکن اب میں اس کو برداشت کرنے کی اہلیت رکھتی تھی اور سب کچھ برداشت کر رہی تھی۔ ویسے رانا پرت سے میں نے جو گفتگو کی تھی نہ جانے کیوں اس کے بعد میرے ذہن کو ایک شگفتگی کا احساس ہوا تھا۔ رانا پرت بھی کیا یاد کرے گا کہ کس سے واسطہ پڑا ہے۔ کہہ تو رہا تھا یہ بات کہ آج تک اس لہجے میں اس سے بات نہیں کی گئی۔ بہر حال! میرے لیے وہ کیا حیثیت رکھتا ہے ویسے جے شری جی کا رویہ بہت بہتر ہو گیا تھا اور یوں بھی مجھے ان سے براہِ راست کوئی پرخاش نہیں تھی۔ وہ بھی آ ڈکار نہیں اور جو حالات تھے انہوں نے مجھے بتا دیے تھے چنانچہ میں انہیں بے قصور ہی سمجھتی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ کسی کی آ ڈکار ہیں کہ میرے پتا جی تک پہنچی تھیں۔ لیکن میرے پتا جی کو ان کے ہاتھوں کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا اور رانا پرت۔ مجھے یہ علم ہو گیا تھا کہ میرے دادا جی اور موری جی کا قاتل وہی ہے تو اس سے اس قتل کا انتقام نہ لینا میرے لیے گالی کے برابر تھا۔ اور میں یہ گالی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ دوسری صبح ہوئی۔ دلیپ شرما ناشتے کے بعد مجھ سے اجازت لے کر چلا گیا۔ اسے کچھ کام تھے۔ میں بھی بس یونہی آرام کرتی رہی۔ بدن میں اینٹھن سی ہو رہی تھی۔ دوپہر کو دو ڈھائی بجے کے قریب سرلا دیوی سے بات چیت ہوئی۔ انہوں نے بھی حالات کے ٹھیک ہونے کا اعلان کیا تھا۔ ہم لوگ بلیک چینل کے مسئلے سے بچ گئے تھے۔ بات اب اتنی پرانی ہو گئی تھی کہ اب بظاہر اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ بلیک چینل کا مسئلہ سامنے آئے

گا۔ چنانچہ اس بات سے بھی کافی اطمینان ہو گیا تھا۔ دن یونہی گزر گیا۔ رات کو دلیپ شرما واپس آ گیا اور ہم لوگ بیٹھ کر گپیں لگاتے رہے۔ موضوع اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا جو آج کل چل رہا تھا۔ پھر تیسرا دن ہو گیا اور تیسری صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ہوں گے کہ ودیا کوٹھی میں داخل ہوئی۔ میں اور دلیپ شرما بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ہم نے ودیا کو دیکھا اور میں چونک پڑی۔ ودیا کا اس طرح آ جانا باعث حیرت تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی ہمارے پاس پہنچی تھی اور میرا دل دھک سے ہو گیا تھا۔ یقیناً کوئی خاص بات ہو گئی تھی۔

"ہیلو ودیا، خیریت تو ہے ناں؟"

"خیریت نہیں ہے بھارتی جی۔"

"کیوں کیا ہوا؟ جلدی بتاؤ۔"

"ونود۔ ونود غائب ہے۔" ودیا نے جواب دیا اور میں بُری طرح اُچھل پڑی۔

"کب۔ کہاں غائب ہے؟"

"کل دوپہر سے غائب ہے۔ ابھی تک واپس نہیں آیا۔"

"ارے کہاں گیا تھا؟"

"کسی کام سے باہر گیا تھا۔ ماتا جی سے کہہ کر اور اس کے بعد واپس نہیں آیا۔ ابھی تک۔ یقیناً کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے اسے۔ ماتا جی کا کہنا ہے کہ وہ کسی بھی قیمت پر کہیں غائب نہیں ہو سکتا بغیر اطلاع کے۔"

"راگنی کہاں ہے؟"

"وہ اس وقت باہر گئی ہوئی ہے۔"

"فلائٹ پر؟"

"جی۔"

"اور تم کب آئی ہو؟"

"رات کو ساڑھے دس بجے۔"

"ہوں! تو اس وقت تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟"

"انتظار کیا جا رہا تھا۔ ماتا جی کا کہنا تھا کہ وہ یقیناً واپس آ جائے گا، لیکن ابھی تک واپس نہیں آیا۔ رات بھی گزر گئی۔"

"کہاں جا سکتا ہے وہ؟" دلیپ شرما نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور آہستہ سے بولا۔

"بھارتی جی یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"آپ کو اس کا اندازہ ہو جانا چاہیے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو دلیپ شرما۔ فوراً بتاؤ۔"

"رانا پرت سنگھ۔" دلیپ شرما نے کہا اور ایک بار میں پھر اُچھل پڑی۔ میرے ذہن میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ چند لمحات میں سکتے کے عالم میں رہی اور پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارا اندازہ بالکل دُرست معلوم ہوتا ہے۔ اس کا لہجہ ایسا ہی تھا۔ ذلیل۔ کمینہ۔ لیکن وہ اپنی قبر مزید گہری کر رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے ودیا، اب تم یہاں آرام کرو۔ اپنا یہ لباس مجھے دے دو ذرا۔ اور بتاؤ کہ ماتا جی سے اس سلسلے میں کیا کیا باتیں ہوئی ہیں اور راگنی کب واپس آ رہی ہے؟"

"راگنی تو شاید دو تین دن تک واپس نہ آئے۔ ماتا جی بیچاری بُری طرح بدحواس ہیں اور سخت پریشان ہو رہی ہیں۔ میرا مطلب ہے تم ونود کو تلاش کرنے نکلی ہو۔"

"ہوں! ٹھیک ہے اب تم میرے ساتھ اندر چلو، اور اپنا یہ لباس مجھے دے دو۔ میں جاؤں گی۔ تمہاری فلائٹ کب ہے؟"

"ابھی شیڈول نہیں ملا ہے مجھے۔ میرا خیال ہے چند دن آرام کے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ دلیپ تم یہیں ٹھہرو، میں ابھی آئی۔" میں نے کہا اور اندر داخل ہو گئی جہاں میں نے ودیا سے اس کا لباس لے کر تبدیل کیا اور اپنا لباس ودیا کو دے کر باہر نکل آئی۔ دلیپ شرما کے سامنے سے گزری تو وہ آہستہ سے بولا۔

"میرے خیال میں آپ کو بہت زیادہ فکر نہیں کرنی چاہیے بھارتی جی، بہتر ہے سیدھی فلیٹ جائیے۔ اگر رانا پرت سنگھ نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے ونود کو اغوا کیا ہے تو وہ فلیٹ پر آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔"

"تم کیا کرو گے اس دوران؟"

"کچھ نہ کچھ کروں گا۔ فلیٹ پر رنگ کروں گا آپ کو۔"

"ایسے نہیں دلیپ، ہر دو گھنٹے کے بعد تم مجھے فلیٹ پر ٹیلی فون کرنا۔"

"ٹھیک ہے۔" دلیپ شرما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور میں باہر نکل آئی۔ تھوڑی دیر بعد میں ٹیکسی سے گھر فلیٹ پر پہنچ گئی۔ اندر داخل ہوئی تو ماتا جی بیچاری ایک کمرے میں گم صم بیٹھی ہوئی تھیں۔ گھر پر ایک عجیب سی وحشت برس رہی تھی۔ میں ماتا جی کے پاس پہنچ گئی اور انہوں نے اُمید بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ میں نے کہا۔

"وہ مجھے ابھی نہیں ملا ماتا جی، لیکن آپ بالکل اطمینان رکھیے۔ وہ مل جائے گا، ضرور مل جائے گا۔"

"کہاں چلا گیا آخر؟ اس سے پہلے تو کسی کو کچھ بتائے بغیر ایک گھنٹہ بھی گھر سے غائب نہیں رہا۔ اس کے اندر کوئی ایسی عادت ہی نہیں ہے جس میں خودسری ہو۔"

"میں جانتی ہوں، لیکن یہ بھی جانتی ہوں کہ تھوڑی دیر بعد وہ یہیں مل جائے گا۔ آپ بالکل اطمینان رکھیے۔" ماتا جی سے یہ الفاظ کہہ کر میں متفکرانہ انداز میں اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اب مجھے شدت سے ٹیلی فون کا انتظار تھا، لیکن دل میں ایک اور احساس بھی تھا۔ ممکن ہے ہمارا یہ احساس غلط ہو اور ایسی کوئی بات نہ ہو۔ تو کیا اس سلسلے میں پولیس اسٹیشن رپورٹ درج کرانا مناسب ہو گا؟ اسی پریشانی میں دیر تک ڈوبی رہی۔ پھر دو گھنٹے کے بعد دلیپ شرما کا فون موصول ہوا۔ ٹیلی فون میں نے ہی ریسیو کیا تھا۔

"میں دلیپ بول رہا ہوں۔" اس نے کہا۔

"ہوں! دلیپ میں بھارتی ہی ہوں۔"

"کیسے کچھ اندازہ ہوا؟"

"نہیں دلیپ شرما! ابھی تک کچھ بھی نہیں۔"

"دیکھو بھارتی جی، میرا خیال ہے آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔"

"ہوں۔ دلیپ ایک بات بتاؤ۔ کیا پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرا دوں۔ جی؟"

"میری رائے ہے آج شام پانچ بجے تک رک جائیں اور اگر اُس وقت تک بھی اس کا پتا نہ چلے تو پھر آپ رپورٹ درج کرا دیجیے گا۔ میں بھی اُسے تلاش کرنے کے لیے نکل رہا ہوں اور آپ کو اس سلسلے میں اطلاع دیتی تھی کہ اب میں کوٹھی پر نہیں ملوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ پھر مزید دو گھنٹے گزر گئے اور ایک بار پھر دلیپ شرما کا فون موصول ہوا۔ کسی پبلک کال بوتھ سے فون کر رہا تھا۔ میں نے بدستور یہی جواب دیا اور اُس نے کہا کہ ابھی وقت ہے انتظار کر لینا مناسب ہو گا۔ تھوڑی سی گفتگو کرنے کے بعد میں نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ ایک بار پھر بیل بج اُٹھی اور نہ جانے کیوں میرا دل اُچھل کر حلق میں آ گیا۔ یہ فوری بیل دلیپ شرما کی طرف سے نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے ریسیور اُٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو میڈم بھارتی موجود ہیں؟"

"کون صاحب ہیں؟ میں بھارتی بول رہی ہوں۔"

"اوہو ڈیئر بھارتی۔ تمہارا خادم بول رہا ہے رانا پرت سنگھ۔"

"جی رانا صاحب فرمایئے۔"

"بہت پریشان ہو گئیں ونود کے لیے۔"

"جی ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"اور جس قدر چالاک ہو یہ اندازہ بھی لگا چکی ہو گی کہ وہ کہاں گیا؟"

"آپ کا خیال بالکل دُرست ہے۔ لیکن رانا صاحب کیا آپ نے یہ بہتر کیا ہے؟"

"بھارتی انسان اپنے حالات سے مجبور ہوتا ہے اور اکثر بعض اوقات وہ کرتا ہے جو اُس کا دل نہیں چاہتا اور میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جو تمہارے لیے بہت زیادہ باعث پریشانی ہو۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں کسی طور پر مجبور نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے طور پر سوچا اور ایک فیصلہ کیا اور وہ کام کر ڈالا۔ ویسے وہ بالکل ٹھیک ہے، اُسے کوئی پریشانی نہیں ہے ابھی تک اُسے کچھ بھی نہیں بتایا گیا ہے بلکہ کچھ ایسا تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے جیسے وہ غلط فہمی کی بنیاد پر یہاں آ گیا ہو۔ چند لوگوں کو آپس میں لڑا بھی دیا ہے اس کے سلسلے میں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی رہائی کے بعد کوئی مشکل نہیں پیش آئے گی آپ کو۔"

"ہوں! آپ کو یقین ہے رانا صاحب کہ میں آپ کے کام کے لیے تیار ہو جاؤں گی۔"

"یہی تو رُسوائی کی بات ہے اب آگے ہماری تقدیر۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تم ونود کو بہت چاہتی ہو۔ میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ دراصل بھارتی سارے کام کرنے کے لیے آدمی کو چوکس رہنا پڑتا ہے۔ ونود مارا بھی جا سکتا ہے میں انتہائی سخت ہوں۔ اپنے معاملات کی تکمیل کے لیے میں ہر وہ قدم اُٹھا لیتا ہوں جس سے مجھے کسی طرح فائدہ کی اُمید ہو۔"

"خیر رانا صاحب میں آپ کے لیے کوئی سخت الفاظ استعمال نہیں کر سکتی، کیونکہ بلاشبہ آپ نے میری دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہے۔"

"گڈ۔ گڈ، مجھے اپنی ذہانت پر ناز ہے۔" رانا پرت سنگھ نے بے جانی سے کہا۔

"ہوں، میری آپ سے ملاقات کہاں ہو رہی ہے۔؟"

"جہاں چاہو۔"

"کیا آپ یہیں ہیں؟"

"ہاں۔ بالکل یہیں ہوں اور ایک پبلک کال بوتھ سے فون کر رہا ہوں۔ اس لیے کہ کہیں تم میرے بارے میں معلومات حاصل کرنے نہ نکل پڑو۔"

"آپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے میں آپ کا بگاڑ بھی کیا لوں گی۔"

"یہ بالکل ٹھیک ہے بھارتی' واقعی میرا کچھ بگاڑنا تمہارے لیے انتہائی مشکل ہوگا۔" رانا پربت نے خوشگوار لہجے میں کہا اور پھر بولا۔

"ویسے مجھ سے ملاقات کی کوئی خاص وجہ؟"

"سب سے پہلے رانا صاحب آپ ونود کو چھوڑ دیجیے گا۔" میں نے کہا۔

"نہیں بھارتی مجھے ایسے کسی کام کے لیے مجبور نہ کرو جو میرے لیے مشکل ہو جائے۔"

"مطلب؟"

"ہم تم ملاقات کیے لیتے ہیں اور اس کے بعد میں ونود کو چھوڑ دوں گا یہ میرا وعدہ ہے۔"

"ملاقات کہاں ہوگی؟"

"کسی بھی اچھے سے ہوٹل میں' تمہاری پسند کے ہوٹل میں۔" رانا پربت نے جواب دیا۔ اور میں نے رانا پربت کو ایک ہوٹل میں ملاقات کے لیے کہہ دیا۔

"کتنی دیر میں آ رہی ہو؟"

"آدھے گھنٹے کے اندر اندر۔"

"میں ہوٹل کے گیٹ پر تمہارا انتظار کروں گا۔" رانا پربت نے کہا اور پھر فون بند کر دیا۔ مجھے کافی اطمینان ہو گیا تھا کیونکہ ونود کی خیریت کی اطلاع مل گئی تھی اور میں ماتا جی کو مطمئن کر سکتی تھی' میں تیار ہونے کے لیے گئی تو ماتا جی بے چاری میرے پاس آ گئیں۔ بہت بُری حالت ہو رہی تھی اُن کی۔ میں نے اُن سے کہا۔

"ماتا جی میں تو آپ ہی کے پاس آ رہی تھی' ونود کا پتا لگ گیا ہے' بالکل ٹھیک ہے اور میں ابھی تھوڑی دیر بعد اُسے لے کر واپس آ جاؤں گی۔"

"کہیں۔۔۔" ماتا جی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ "وہ کہاں تھا؟"

"کہیں نہیں ماتا جی اُسے اغوا کر لیا گیا تھا۔"

"کیا۔۔۔؟" ماتا جی کا چہرہ ایک دم خوف زدہ ہو گیا۔

"ہاں۔"

"تو کیا اغوا کرنے والوں نے۔"

"نہیں اسے غلط فہمی میں اغوا کیا گیا تھا' مجھے اس کے بارے میں ابھی اطلاع ملی ہے' بہر طور وہ تھوڑی دیر کے بعد میرے ساتھ واپس آ جائے گا' اب آپ بالکل چنتا چھوڑ دیجیے۔"

"مجھے جھوٹی تسلی تو نہیں دے رہیں۔۔۔؟"

"نہیں ماتا جی۔۔۔ میں جو کام نہیں کر سکتی اس کے لیے کبھی نہیں کہتی اور نہ ہی میں کسی کو جھوٹی تسلی دینا چاہتی ہوں' کیونکہ یہ دنیا کا گھٹیا ترین کام ہے۔" میں نے کہا اور ماتا جی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ماتھے سے لگا لیے اور بھگوان کا شکر ادا کرنے لگیں۔ میں باہر نکل آئی تھی' ٹیکسی ہی لینی پڑی۔ اور ٹیکسی لے کر میں سیدھی اس ہوٹل کی جانب چل پڑی۔ رانا پربت کا کہا ہوا درست تھا' وہ اپنی کار میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا' میں ٹیکسی سے اُتری تو وہ بھی اپنی کار لاک کر کے نیچے اُتر آیا اور مسکراتا ہوا میرے سامنے پہنچ گیا۔

"ہیلو بھارتی جی۔ بہت مختصر وقت میں ہماری یہ دوسری ملاقات ہو رہی ہے۔"

"جی رانا صاحب۔" میں نے کسی قدر نرم لہجے میں کہا۔

"آپ سے پہلے بھی ایک بار ہوٹل میں ہمارے درمیان گفتگو ہوئی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کی گفتگو کافی نرم ہوگی۔"

"تشریف لایئے۔" اس نے کہا اور ہم دونوں ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ رانا پربت کے ایک ایک قدم سے مکاری ٹپک رہی تھی۔ میں اُسے ساتھ لیے ہوئے اندر پہنچی اور ہوٹل کے ایک مخصوص حصے میں جا کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی' اطراف کا ماحول بالکل پُرسکون تھا اور ہوٹل میں بہت کم رونق تھی رانا پربت نے چائے کے لیے کہا اور میں نے چائے منگوا لی پھر جب چائے آ گئی تو میں نے ایک پیالی بنا کر رانا پربت کے سامنے رکھی اور رانا پربت مسکراتے ہوئے بولا۔

"بہت تبدیل ہو گیا ہے آپ کا رویہ بھارتی جی' وہ تلخی تو آپ کے انداز میں نظر ہی نہیں آ رہی جو شروع شروع میں تھی۔"

"کیا آپ کو یہ گفتگو کرنی چاہیے رانا صاحب۔"

"ارے نہیں نہیں۔ سوری ویری سوری۔" رانا نے کہا اور پھر چائے کی پیالی اُٹھا کر اس کے گھونٹ لینے لگا۔

"ہاں بھارتی جی تو مختصر الفاظ میں یہ بتا دیجیے کہ آپ نے اس بارے میں کیا فیصلہ کیا۔"

"ونود کہاں ہے؟"

"یہاں سے چند منٹ کے فاصلے پر اور چند منٹ کے اندر

وہ یہاں آپ کے پاس پہنچ جائے گا اور اس وقت آپ میرے ساتھ نہیں ہوں گی۔ میں اُسے ہوٹل کے دروازے پر آپ کے سپرد کر کے ہی واپس جاؤں گا۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔ میں آپ کے لیے کام کرنے پر تیار ہوں۔"

"یہ ایک دانش مندانہ فیصلہ ہے اور اس کے نتائج آپ کے سامنے آ جائیں گے۔ فی الحال ونود کا تحفہ قبول کیجیے۔" رانا پربت نے کہا۔ اور میں نے چونک کر رانا پربت کو دیکھا تو وہ بولا۔

"ارے نہیں وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ لیکن میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے ناں کہ ابھی چند منٹ کے بعد وہ یہاں پہنچ جائے گا۔"

"کیا آپ نے اپنے آدمیوں کو ہدایت دے دی ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ بالکل دے دی ہیں۔"

"آپ کو یقین تھا کہ میں آپ کی بات مان جاؤں گی۔"

"ایک سمجھدار آدمی دوسرے سمجھدار آدمی کے بارے میں بخوبی جانتا ہے۔ اور میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں بھارتی جی۔"

"ٹھیک ہے رانا صاحب' ہماری دوسری ملاقات؟"

"بہتر ہے [illegible] جائے۔ اور ذرا اطمینان سے باتیں ہوں گی۔"

"کب؟"

"کل دوپہر کو دو بجے۔ بلکہ ایک بجے لنچ ہم اسی ہوٹل میں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے' میں پہنچ جاؤں گی۔"

"تو پھر چائے ختم کیجیے' اور بل ادا کر کے اُٹھ جایئے باہر میرے آدمی ونود کو لے کر آتے ہی ہوں گے۔" رانا پربت کے کہنے کے مطابق میں اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ بل میں نے ہی ادا کیا تھا اور رانا نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی تھی پھر ہم دونوں باہر نکل آئے۔ باہر نکل کر رانا پربت اپنی کار میں جا بیٹھا اور بولا۔

"آپ یہیں کھڑی رہیے۔ ونود اسی جگہ پہنچ جائے گا۔" اس نے کار اسٹارٹ کی اور تیزی سے چلا گیا۔ ایک لمحے کے لیے میں بھونچکی سی رہ گئی تھی۔ میرے دل میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ کہیں رانا نے مجھے دھوکا تو نہیں دیا۔ لیکن دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ ایک ٹیکسی میرے قریب آ کر رکی اور ونود کو اس میں سے نیچے اُتار دیا گیا۔

ونود کافی پریشان نظر آ رہا تھا' بال بکھرے ہوئے تھے۔ لباس میلا تھا' آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی' جیسے ہی میں اس کی جانب بڑھی تو اس نے مجھے دیکھ لیا اور پھر دیدی کہہ کر میری جانب جھپٹ پڑا۔ میرا دل بھی بھر آیا تھا۔ میں نے وہیں اسی جگہ ونود کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ وہ عجیب سی کیفیت کا شکار نظر آ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ گھبرائے بالکل نہیں صورتحال ٹھیک ہو گئی ہے۔

"دیدی ان لوگوں نے۔ ان لوگوں نے۔"

"ہاں میں انہیں جانتی ہوں۔ انہوں نے تمہیں اغوا کیا تھا اور یقیناً تم ان کی قید میں رہے ہو گے لیکن انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی تو نہیں کی۔"

"دیدی مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا اور۔۔۔ اور۔۔۔"

"کوئی بات نہیں' کوئی بات نہیں۔ اپنے آپ کو سنبھالو چلو گھر چلتے ہیں۔" میں نے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور ٹیکسی رک گئی۔ میں ونود کو لے کر ٹیکسی میں بیٹھ گئی تو ٹیکسی چل پڑی۔ ونود اب بھی سہما ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔

"ونود تم تو بہت بہادر لڑکے ہو۔ اتنی سی بات پر خوف زدہ ہو گئے۔ ماتا جی تمہارے لیے بہت پریشان ہیں۔ اپنے آپ کو ان کے سامنے پریشان مت ظاہر کرنا ویسے انہیں حقیقت تو بتانی ہی پڑے گی لیکن ہم بہت زیادہ تشویش کا اظہار نہیں کریں گے۔ تمہیں غلط فہمی کی بنیاد پر پکڑ لیا گیا تھا۔ دراصل وہ ایک اور لڑکے کو اغوا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن تم ان کے ہاتھ لگ گئے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا دیدی۔۔۔؟"

"میری ان سے بات چیت ہوئی تھی۔"

"اوہ۔" ونود نے گہری سانس لی۔ اور اس کے بعد خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹیکسی فلیٹ پر پہنچ گئی اور ہم نیچے اتر آئے۔ میں نے بل ادا کیا اور ونود کو ساتھ لیے ہوئے اوپر چل پڑی۔ ماتا جی بے چاری اسی طرح حیران و پریشان بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں ونود کے ساتھ اندر داخل ہوئی تو ماتا جی جیسے پتھرا سی گئیں۔ وہ اٹھ بھی نہ پائی تھیں۔ ونود خود ہی ان کے قریب پہنچا اور ان کے سینے سے لپٹ گیا تب ماتا جی چونکیں اور انہوں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔

میں نے ان دونوں کے درمیان مداخلت نہیں کی تھی ماتا جی ونود سے اس کے بارے میں پوچھنے لگیں تو اس نے وہی سب

کچھ بتایا جو میں نے اُسے بتایا تھا یعنی اُسے غلط فہمی کی بنیاد پر پکڑ لیا گیا تھا۔ وہ لوگ کسی اور لڑکے کو اغوا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ونود کو اغوا کر لیا گیا اور اس کے بعد جب انہیں حقیقت حال کا علم ہوا تو انہوں نے ونود کو چھوڑ دیا۔ بات برابر ہو گئی تھی۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ راگنی یہاں موجود نہیں تھی۔ ورنہ مزید پریشانیاں ہوتیں۔ ونود کو غسل وغیرہ کرانے کے بعد کھانا کھلایا گیا اور اس کے بعد آرام سے سلا دیا گیا۔ ماتا جی مجھ سے اس کے بارے میں باتیں کرنے لگی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے اظہارِ ممنونیت بھی کیا تو میں نے ماتا جی سے کہا کہ کیا میں ان کی بیٹی نہیں ہوں۔ بہرطور یہ بھی میں جانتی تھی کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے۔ ان لوگوں کو واقعی میری وجہ سے کافی تکلیفیں اُٹھانا پڑ رہی تھیں۔ لیکن راگنی اور ماتا جی اور ونود اتنے مخلص تھے کہ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھی اُن سے کہ اب میں علیحدہ ہو جاؤں۔ یہ سلسلہ بہرطور جاری رکھنا ہی تھا۔

پورا دن گزر گیا۔ میں ماتا جی کے ساتھ ہی رہی تھی اور ابھی تک میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ تاہم دلیپ سے اس سلسلے میں بات چیت کرنا ضروری تھا۔ میں نے دلیپ کو فون پر اطلاع دے دی کہ ونود واپس آ گیا ہے اور تفصیلات میں اُسے کوٹھی پہنچ کر ہی بتاؤں گی۔

لیکن اس رات میں کوٹھی نہیں جا سکی۔ دوسرے دن البتہ صبح ہی صبح بڑی احتیاط کے ساتھ میں کوٹھی چل پڑی اب یہ خیال بھی دامن گیر تھا کہ یقینی طور پر رانا پربت میرا تعاقب کرے گا اور مجھ پر پوری پوری نگاہ رکھے گا۔ کم از کم فلیٹ ان لوگوں کے علم میں تھا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ کوٹھی بھی ان لوگوں کے علم میں آ جائے، چنانچہ میں نے نئے نئے طویل راستے اختیار کیے اور اس طرح دھوکا دہی کی کہ اگر کوئی میرا تعاقب بھی کر رہا ہو تو مجھے کھو بیٹھے۔

پھر میں کوٹھی پہنچ گئی کوٹھی میں دلیپ شرما موجود تھا۔ ودیا بھی تھی۔ لیکن ان دونوں کے درمیان کوئی ربط نہیں قائم ہو سکا تھا شاید۔ کیونکہ دونوں ہی الگ الگ نظر آ رہے تھے۔ ودیا نے مجھ سے ونود کے بارے میں پوچھا تو میں نے اُسے بتایا کہ ونود مل چکا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ ابھی یہیں آرام کرے، اس کے بارے میں، میں بعد میں فیصلہ کروں گی۔ اس کا کوئی پروگرام بھی نہیں تھا، چنانچہ اس نے گردن ہلا دی، اس کے بعد میرے اور دلیپ شرما کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی۔ میں نے دلیپ شرما کو رانا پربت کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور دلیپ شرما پُر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"آپ نے کیا فیصلہ کیا بھارتی جی؟"

"تم سے مشورہ کرنے کا مقصد اور کیا ہے؟"

"میرا مشورہ مانیں گی؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں؟"

"تو پھر شادی کر لیجیے۔"

"کیا۔؟" میں نے تعجب سے اس کی صورت دیکھی۔

"میرا مطلب ہے یعنی۔ یعنی رانا پربت کی بات مان لیجیے۔"

"تم نے ابھی کیا کہا تھا۔"

"یہی کہہ رہا تھا کہ یہ کام کر ڈالیے۔" دلیپ شرما نے سُوکھے سے منہ کے ساتھ کہا، اور میں مسکرانے لگی۔ پھر میں نے کہا۔

"کوئی بھی تم نہیں جانے دیتے۔"

"آہ، یہ لمحات ہی تو زندگی کا حاصل ہوتے ہیں۔"

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں کہ اب رانا پربت کے بارے میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"آپ کو اس کے ساتھ لنچ کرنا چاہیے۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"کیا گفتگو کروں اس سے۔؟"

"میرا خیال ہے جس بنیاد پر آپ کے اور اس کے درمیان سمجھوتہ ہوا ہے، اسے تسلیم کر لیجیے گا۔"

"ہوں یہ بات تو ہم پہلے ہی سوچ چکے تھے کہ رانا پربت کو اس انداز میں بے وقوف بنایا جائے۔"

"سوچ تو چکے تھے لیکن الفاظ میں نہیں ادا کرنا چاہیے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔" میں نے کہا اور پھر بولی۔ "اور تم کیا کرو گے؟"

"صبر کروں گا۔" دلیپ شرما نے جواب دیا اور میں ہنس پڑی۔

"تم پر آج کل پتا نہیں کیا کیفیت طاری رہتی ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں، کسی اچھے سے ڈاکٹر کا پتا بتائیے جو میرا علاج کر دے۔"

"تمہارا علاج تو کسی دن میں خود ہی کر دوں گی۔"

"شکریہ بے حد شکریہ، یہ الفاظ بڑے حوصلہ افزا ہیں۔" دلیپ شرما نے کہا۔ اس کے بعد ہم لوگ بہت دیر تک الٹی سیدھی باتیں کرتے رہے۔ دلیپ شرما اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتا

تھا، بڑا ہی ستم ظریف قسم کا انسان تھا۔ ویسے ان دنوں بہت خوش تھا اور مجھے بھی بے حد خوشی تھی کہ کم از کم میں نے ایک باصلاحیت انسان کو اپنے ساتھ مصروف کر لیا تھا، بالخصوص دلیپ شرما کے مشورے میرے لیے انتہائی کارآمد ثابت ہوئے تھے۔ اور میں اس کی کارکردگی کا بھی جائزہ لے چکی تھی۔ کیول سانگا کے بارے میں اس نے جس طرح ذہانت کا مظاہرہ کیا تھا وہ بے مثال تھا اور در حقیقت میں اس بارے میں شاید کبھی نہ سوچ پاتی۔ لیکن اب کیول سانگا بھی ایک کردار بن کر ہمارے سامنے آ گیا تھا اور اس پر بھی پوری پوری توجہ دینی تھی۔ بہرحال میں بیٹھ کر اپنے فلیٹ پہنچ گئی اور فلیٹ سے اس ہوٹل جہاں میں نے رانا پربت سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا۔

رانا پربت ابھی تک ہوٹل نہیں پہنچا تھا۔ میں اندر داخل ہو کر ہال میں بیٹھ گئی۔ اور پھر وقت مقررہ پر رانا پربت مجھے ہال کے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہوا نظر آیا۔ میں اس کے استقبال کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ وہ میرے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو بھارتی جی۔"

"ہیلو رانا۔" میں نے کافی خوش اخلاقی سے کہا اور رانا پربت مسکراتا ہوا میرے سامنے بیٹھ گیا۔

"حالات خود بخود بتا دیتے ہیں کہ وہ کس سمت جا رہے ہیں۔"

"کیا کھانا منگوایا جائے رانا صاحب۔" میں نے کہا اور رانا نے چٹکی بجا کر ویٹر کو اشارہ کر دیا۔ ویٹر نے مینو لا کر ہمارے سامنے رکھ دیے تھے۔ کھانے کا سلیکشن بھی میں نے ہی کیا اور ویٹر آرڈر لے کر چلا گیا۔ رانا پربت بغور میری شکل دیکھ رہا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں رانا صاحب؟"

"اندازے قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"کیا اندازہ قائم کیا ہے؟"

"اپنی توقع کے مطابق۔"

"یعنی۔"

"وقت سے پہلے کچھ کہنا مناسب نہیں تھا۔" رانا پربت دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"خیر ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ رانا صاحب دراصل میں اپنی زندگی کے ان الجھاوں سے تنگ آ گئی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے ذہن میں صرف ایک تصور ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ذات کی شناخت ہو جائے۔ میں کون ہوں کیا ہوں، میری ماں کون تھی۔ اور میرے پتا کا مسئلہ کیا تھا۔ یہ باتیں میرے ذہن میں چبھتی ہیں تو میں یہ محسوس کرنے لگتی ہوں جیسے میں اس دنیا کی مخلوق ہی نہیں ہوں، عجیب سی بات ہے لوگ اپنے بارے میں جانتے ہیں، کچھ کے خاندان ہوتے ہیں، کچھ کے والدین زندہ ہوتے ہیں، میرا کوئی خاندان نہیں ہے، میرا تو اب کوئی بھی نہیں رہا، موسی جی اور دادا جی تھے جو مجھے سہارا دیتے تھے۔ انہیں بھی آپ نے چھین لیا، اب مجھے یہ تو پتا چل جائے کہ آخر میں ہوں کیا۔؟"

"ٹھیک کہتی ہو بے بی، مجھے تمہاری بات سے اختلاف نہیں ہے، بلاشبہ انسان اپنی ذات میں بے شمار کمزوریاں رکھتا ہے اور تم اگر اس جذبے کی وجہ سے پریشان ہو تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے، البتہ میں تم سے ایک بات کا وعدہ کرتا ہوں وہ یہ کہ اپنا کام تو میں کروں گا ہی لیکن تمہارے سلسلے میں بھی تمہاری بھرپور مدد کروں گا۔ میں تمہیں تمہاری شناخت میں پوری پوری مدد دوں گا۔"

"شکریہ رانا صاحب اب مجھے بتائیے کہ مجھے کیا کرنا ہے؟"

"کھانے کے بعد بتاؤں گا۔" رانا نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد کھانا ہمارے سامنے سرو ہو گیا۔ کھانا بالکل خاموشی سے کھایا گیا۔ اس دوران رانا نے ایک بار بھی میری طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی جبکہ میں نے کئی بار اس کے چہرے کا جائزہ لیا تھا۔ وہ سر جھکائے کھانے میں مصروف تھا، پھر کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد رانا نے کہا۔

"جیسا کہ میں تھوڑی بہت تفصیل تمہیں بتا چکا ہوں بے بی کرونا تری کے وہ اوراق کسی کے پاس محفوظ ہیں اب وہ آثرن فیرک ہے یا کوئی اور، اس کے بارے میں، میں نہیں جانتا لیکن ابتداء میں آثرن فیرک ہی سے کرنا چاہتا ہوں اور تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ آثرن فیرک یہاں پر موجود ہے۔"

"یہاں۔؟"

"ہاں۔"

"یہاں کب سے موجود ہے وہ۔؟"

"یہ تو خیر میں نہیں جانتا۔ لیکن میرے ساتھیوں نے اس کا پتا لگا لیا ہے۔ وہ یہاں ایک ہوٹل میں مقیم ہے اور اس کے ساتھ، اس کا بیٹا بارن بھی ہے۔"

"بارن تو قتل ہو گیا تھا۔؟"

"نہیں وہ بارٹن تھا۔" رانا پربت نے جواب دیا۔

"نام بھی کمبختوں کے ایسے ہیں کہ یاد نہیں رہتے۔"

"ہاں۔ وہ پارٹنر تھا جو قتل ہوا، یہ بارن ہے۔"

"یہ عجیب انکشاف ہے۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"بس کسی چکر میں ہوگا۔" میں اس بوڑھے خرانٹ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"کسی بھی طرح آرٹن فیرک سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرو۔ ویسے بھی وہ تمہارا آشنا ہے اور خود اس بات کا خواہش مند رہا ہے کہ تم اس کے لیے کچھ کام کر سکو، اس کا اندازہ مجھے بہت پہلے سے ہے۔"

"گڈ، پھر میں اس سے ملاقات کر کے کیا کروں؟"

"کچھ نہیں، اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لو اور اس کے ساتھ بھرپور تعاون کرو، میرا تم سے خفیہ رابطہ رہے گا، اطمینان رکھنا، میں خود تم تک پہنچ جاؤں گا، جہاں تم ہوگی بے فکر رہو میرے لیے کوئی پریشانی نہیں اٹھانا پڑے گی تمہیں۔ بس تمہیں جس کام کو سرانجام دینا ہے اس کے بارے میں غور کرو اور وہی کرنے کی کوشش کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"ہوں، تو آرٹن فیرک سے مجھے کیا معلومات حاصل کرنی ہیں۔"

"کچھ نہیں، بس یہ دیکھو کہ وہ کیا چاہتا ہے، تم سے کیا کہتا ہے اور پھر یہ تمام چیزیں مجھ تک پہنچا دو اس کے ساتھ رہو لیکن یوں سمجھو کہ تم میری ساتھی ہو لیکن میرے لیے آرٹن فیرک کے ساتھ کام کر رہی ہو۔ کیسی رہے گی۔؟"

"اچھی۔ لیکن میرے ساتھ ایک مسئلہ میری ملازمت کا ہے۔"

"بے بی تم ملازمت پر اتنی توجہ نہ دو، کچھ عرصے کی چھٹی بھی لے سکتی ہو۔ اور بھی بہت سے معاملات ہو سکتے ہیں یعنی یہ کہ یہ ملازمت چھوڑ دو، یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم یہ ملازمت صرف اپنے شوق کے لیے کر رہی ہو لیکن اب اس سلسلے میں توجہ دے دی جائے۔ میرا خیال ہے تم خود ہی اس سلسلے میں کوئی بہتر فیصلہ کر سکتی ہو۔"

"ہوں۔ رانا صاحب ان تمام کاوشوں کے سلسلے میں مجھے کیا ملے گا۔؟"

"تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے تو کیا تمہیں سب کچھ نہیں مل جائے گا کہ تم کون ہو، تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟"

"ہاں اس بات سے میں اتفاق کرتی ہوں۔"

"تو پھر ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ۔ لیکن ایک بات ضرور سن لو۔ تم اس وقت بھی آزاد ہو، ولنو واپس پہنچ چکا ہے اور اسے دوبارہ اغوا کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے، میں تو صرف تمہیں اس طرح اپنے سامنے بٹھا کر بات کرنا چاہتا تھا۔ ولنو جیسے لڑکوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ میں جانتا ہوں کہ ایک لمحہ ایسا بھی آ سکتا ہے جب تم ولنو کی طرف سے بے پرواہ ہو جاؤ، ہاں جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ بات یہ ہے کہ یا تو خلوص دل سے میرا ساتھ دینے کا وعدہ کر دو یا پھر انکار کر دو اس وقت اختیار دے رہا ہوں تمہیں اس کا اور وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں اس سلسلے میں پریشان بھی نہیں کروں گا۔ بلکہ اپنے طور پر کارروائی کروں گا۔"

"مطلب کیا ہے آپ کا رانا صاحب؟"

"مطلب یہ کہ مجھے کوئی فریب نہ کرنا اگر تم نے مجھے فریب کیا تو اس کے بعد میں تمام مفادات کو بھول جاؤں گا اور تمہیں قتل کر دوں گا۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"رانا صاحب دوستی کا یہ انوکھا انداز ہے کہ آپ مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔"

"معاف کرنا [illegible] نہیں دے رہا، بلکہ اپنے اس احساسات کا اظہار کر رہا ہوں جو میری فطرت کا ایک حصہ ہیں۔ میں کسی بھی طور غداری برداشت نہیں کر پاتا۔ یہ میری بہت بڑی کمزوری ہے۔"

"ٹھیک ہے رانا صاحب آپ سے غداری نہیں کی جائے گی۔" میں نے جواب دیا۔

"تب آپ دیکھیں گی کہ رانا پریت سنگھ سے اچھا دوست آپ کو دوسرا کوئی نہیں ملے گا۔"

"ٹھیک ہے اب مجھے آرٹن فیرک کا پتا بتایئے۔" اور رانا پریت سنگھ نے وہی پتا بتا دیا جس پر آرٹن فیرک موجود تھا۔ میں نے یہ پتا ذہن نشین کر لیا اور رانا سے وعدہ کیا کہ بہت جلد میں آرٹن فیرک سے ملاقات کروں گی، رانا یہ بات مجھ سے کہہ ہی چکا تھا کہ وہ میرے سلسلے میں خود مجھ سے رابطہ قائم کرے گا، پھر ہم ہوٹل سے نکل آئے، رانا نے مجھے الوداع کہا اور میں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر فلیٹ واپس چل پڑی۔ ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے میں نے سوچا تھا کہ اب میرا کوٹھی جانا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ رانا دن رات میری نگرانی کرے گا اور میں نہیں چاہتی تھی کہ یہ کوٹھی اس کے علم میں آئے۔ یہ کوٹھی اب بہت سے رازوں

کا مسکن بن چکی تھی۔ اس سلسلے میں میں نے دلیپ شرما سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کر لیا اور فلیٹ پر پہنچ گئی۔ فلیٹ کے معمولات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں تھی۔ رات گئی واپس نہیں آئی تھی میرا کوئی شیڈول نہیں تھا اور میں انہی معاملات کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ولنو نے آ کر کہا کہ میری کمپنی کا کوئی آدمی مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں چونک پڑی۔ میری کمپنی کا کون آدمی یہاں آ سکتا ہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ بہرطور ولنو نے اس آدمی کو ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا تھا۔ میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو میں نے دلیپ شرما کو دیکھا۔ جس نے صرف اپنی ناک کے نیچے ہلکی سی مونچھوں کا اضافہ کر دیا تھا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہیلو بھابی جی۔" دلیپ شرما نے دونوں ہاتھ جوڑے اور میں نے مسکرا کر اسے ہیلو کہا۔

"کیا تم نے میری کمپنی میں ملازمت کر لی ہے؟"

"جی ہاں۔ کافی عرصہ ہوا آپ کو اس کا علم نہیں ہے۔"

"آج ہو گیا۔ لیکن خیریت تم یہاں کیسے آ گئے؟"

"کچھ اطلاع دینا چاہتا ہوں آپ کو؟"

"خیریت۔ کیا بات ہے؟" میں نے متجسس انداز میں کہا

"دیوی جی آپ کے لیے یہی بہتر ہے کہ اب آپ فلیٹ ہی میں قیام کریں اور مزید یہ کہ اپنی کمپنی سے کچھ دن کی چھٹی لے لیں۔ تاکہ یہ کام پورا ہو جائے۔ اگر آپ کو کوئی شیڈول مل گیا تو پھر آپ کے لیے پریشانی ہوگی۔"

"کیا وجہ ہے اس کی؟"

"وجہ صرف یہ ہے کہ رانا پریت نے آپ کا تعاقب کیا ہے یہاں تک۔"

"اوہ، مائی گاڈ، تمہیں کیسے معلوم۔؟"

"پھر وہی باتیں، جو بات میں معلوم کرنا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہو جاتی ہیں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔ اور میں مسکرانے لگی۔

"میں جانتی تھی کہ تم مجھے تنہا نہیں چھوڑو گے۔"

"زندگی بھر نہیں چھوڑوں گا۔ دیوی جی آپ تو صرف ملی کی بات کر رہی ہیں۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں ہنسنے لگی۔ پھر وہ بولا۔

"میں نے آپ کا باقاعدہ تعاقب کیا تھا اور ماحول پر پوری پوری نگاہ رکھی تھی۔"

"میں سمجھ گئی ہوں، ویسے میں تمہاری بات سے بالکل متفق ہوں۔ اور رانا پریت سنگھ کے پاس سے واپسی پر یہی سوچتی آئی ہوں، لیکن تم سے رابطہ کیسے رہے گا؟"

"دل کا دل سے واسطہ ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے ہم دلی طور پر ایک دوسرے سے مل لیا کریں گے۔ باقی زبانی گفتگو ٹیلی فون پر ہو جایا کرے گی۔"

"ہوں، ٹھیک ہے۔ تمہارے مشورے کا شکریہ۔ رانا پریت سے جو میری بات چیت ہوئی ہے وہ میں تمہیں بتائے دیتی رہی ہوں۔" میں نے کہا اور رانا پریت سے ہونے والی گفتگو کی تمام تفصیلات دلیپ شرما کو بتا دیں۔

"ویری گڈ۔ آپ کی کمپنی کا یہ نمائندہ عموماً آپ سے ملنے آتا رہے گا، آپ فوری طور پر آرٹن فیرک سے رابطہ قائم کیجیے اور اس سے اپنی آمادگی کا اظہار کر دیجیے۔ رانا پریت کو پورا اعتماد ملنا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے تمہاری ہدایت پر عمل ہوگا۔ کیا پیو گے۔؟"

"خون جگر!" دلیپ شرما نے سادگی سے جواب دیا۔

"افسوس میرے جگر کا خون ابھی دستیاب نہیں ہے۔"

"میں اپنے کی بات کر رہا تھا۔"

"کیوں؟ اپنا خون جگر کیوں پیو گے۔؟"

"تو پھر کیا کروں آپ کی صورت نظر آ جاتی تھی اب اس سے بھی محروم ہو گیا۔"

"کیوں۔؟"

"ہم۔ مطلب یہ کہ اب زیادہ وقت تو نہیں ملے گا۔"

"کمپنی کا نمائندہ تو آتا جاتا رہے گا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور دلیپ شرما نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"گویا آپ کو میری بے چینیوں کا احساس ہے۔"

"بکواس بند، کافی پلاتی ہوں تمہیں۔" میں نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل آئی۔ دلیپ شرما کے ساتھ دیر تک نشست رہی تھی اور پھر اس نے واپسی کی اجازت مانگ لی۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ میں شام کو چھ بجے آرٹن فیرک سے ملاقات کروں گی اور وہ گردن ہلا کر واپس چلا گیا تھا۔ اس کے بعد مجھے اور کوئی خاص مصروفیت نہیں تھی، آرام کرتی رہی ساڑھے پانچ بجے تیار ہو کر باہر نکل آئی۔ آرٹن فیرک سے ملاقات کا مسئلہ تھا۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے وہاں نہ ملے، بہت سے دوسرے بہت سے خیالات تھے۔ لیکن میں نے یہ تمام خیالات ذہن سے جھٹک دیے اور تیار ہو کر باہر نکل آئی۔ وہاں تک جانے کے

لیے ٹیکسی ہی استعمال کی تھی۔ دلیپ شرما کو ڈرائیور کی حیثیت سے ساتھ رکھ سکتی تھی۔ لیکن کسی بھی لمحے کوئی گڑبڑ ہو سکتی تھی اس لیے میں نے اپنی کار استعمال کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد میں اس ہوٹل میں پہنچ گئی جہاں آرٹن فیرک مقیم تھا۔ میں نے کمرہ نمبر کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور پھر لفٹ سے اوپری منزل پر پہنچ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے آرٹن فیرک کے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور اندر سے فیرک ہی کی آواز ابھری۔

"آجاؤ کون ہے؟" میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ آرٹن فیرک کے ساتھ بارن بھی موجود تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ دونوں ہی بھونچکے رہ گئے تھے۔ اور ایک لمحے کے لیے سکتے کی سی کیفیت کا شکار رہے۔ پھر دفعتاً ہی آرٹن فیرک کے چہرے پر خوش اخلاقی کے آثار نمودار ہوئے اور کھڑا ہو کر بولا۔

"آہاہ۔ بھارتی جی آیئے آیئے۔ آپ کی آمد اس قدر غیر متوقع ہے کہ ہم دونوں تھوڑی دیر کے لیے بالکل ساکت ہو گئے تھے۔ لیکن آپ کو یہاں دیکھ کر جس قدر خوشی ہوئی ہے اُسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔"

"شکریہ مسٹر آرٹن فیرک۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا اور ایک نشست پر جا بیٹھی۔ بارن مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اُسے مخاطب بھی نہیں کیا تھا۔ آرٹن فیرک پُرجوش انداز میں ہاتھ مل رہا تھا پھر اُس نے کہا۔

"آپ یقین کیجیے بھارتی جی۔ ہم نے آپ کا جس طرح انتظار کیا ہے، ہمارا دل ہی جانتا ہے۔"

"بہت بڑی بات تھی مسٹر آرٹن فیرک بہت بڑا فیصلہ کرنا تھا مجھے دیر تو لگنی ہی تھی۔"

"کوئی بات نہیں، لیکن اب جب آپ یہاں آ گئی ہیں تو مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا اور میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیجیے۔"

"مسٹر آرٹن فیرک کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں کسی طور کارآمد ثابت ہو سکوں گی...؟"

"ہاں کیوں نہیں بھارتی جی، آپ اس بات کو ذہن سے نکال دیجیے کہ آپ کس کے لیے کیا ثابت ہو سکتی ہیں مجھے میرے سوال کا جواب دیجیے۔"

"تو... میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے مسٹر آرٹن فیرک کہ میں آپ کا ساتھ دوں۔"

"اوہ تھینک یو، تھینک یو ویری مچ، آپ نے یہ کہہ کر ہمارے اندر زندگی دوڑا دی ہے۔" آرٹن فیرک نے کہا۔ بارن بھی خوش نظر آ رہا تھا۔

"میں جانتا تھا بارن اور میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ بھارتی ایک سمجھدار لڑکی ہے اور یقینی طور پر وہ بہتر فیصلہ کرے گی۔ میں نے تم سے رابطے کے لیے جس قدر کوششیں کی ہیں بھارتی میرا دل ہی جانتا ہے۔ لیکن ایک بات کا میں تمہیں اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ جس قدر سکون ملے گا تم تصور نہیں کر سکتیں۔ بھارتی تمہارے ذہن میں تمہاری شخصیت کا تصور پیدا کرنے والا میں ہی تھا اور یقین کرو کہ کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہیں تھا تم مجھے نظر آئیں تو مجھے سب کچھ یاد آ گیا اور اس کے بعد سے بھولی بسری کہانیاں میرے ذہن میں زندہ ہو گئیں اور میں نے تم سے غلط نہیں کہا تھا بلکہ صحیح معنوں میں، میں یہ الفاظ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ میں نے ہی تمہیں تمہاری طرف متوجہ کیا تھا۔

"ہاں مسٹر آرٹن فیرک لیکن اس کے بعد میری زندگی میں جو بے چینیاں پیدا ہوئیں ان کا حساب بھی بہت طویل ہے۔"

"میں جانتا ہوں اور مانتا ہوں، لیکن رانا بربرت کسی نہ کسی شکل میں بہرطور تم تک پہنچ جاتا اور ان بے چینیوں کا آغاز ہو جاتا یہ دوسری بات ہے کہ اس [illegible] میری ذات [illegible] ہوئی جس کے لیے میں تم سے معافی چاہتا ہوں ویسے تم نے دیکھا کہ تمہاری زندگی میں تو بے چینیاں پیدا ہوئی ہی تھیں لیکن میری زندگی میں جو ایک خلا پیدا ہو گیا ہے اسے میں کبھی پُر نہیں کر سکتا۔ مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ اپنے بچے عزیز تھے لیکن، لیکن میں باٹزن کو کھو بیٹھا ہوں۔"

"اس کا مجھے بھی افسوس ہے مسٹر آرٹن فیرک۔"

"اور وہ بدبخت کتا میرے بیٹے کو قتل کرنے کے بعد آزاد پھر رہا ہے۔ میں قسم کھا چکا ہوں کہ زندگی میں جب بھی موقع ملا میں اس سے اس کا انتقام لوں گا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آرٹن فیرک چند لمحات غم میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا۔

"بھارتی تم نے یہ فیصلہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر کیا ہے؟"

"ہاں مسٹر آرٹن فیرک اچھی طرح سوچ سمجھ کر اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس فیصلے میں میرا کوئی لالچ شامل نہیں ہے۔ میں صرف اپنی ذات کی شناخت چاہتی ہوں، یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میں کون ہوں، اس سے زیادہ مجھے کسی اور شے سے دلچسپی نہیں ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے بھارتی کیا میں تمہارے بارے میں تفصیلات نہیں معلوم۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے پاس اچھی خاصی دولت ہے تمہارے والدین کی چھوڑی ہوئی اور تم اس سے پُرسکون زندگی گزار سکتی ہو، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ انسان اپنی ذات ہی کو نہ پہچانے تو پھر وہ پُرسکون کیسے رہ سکتا ہے۔ خیر چھوڑو ان معاملات کو اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے یہ فیصلہ پورے اعتماد کے ساتھ کیا ہے...؟"

"بار بار یہ سوال مجھے کچھ عجیب سا لگتا ہے۔"

"یقیناً یقیناً بس یہ آخری بار سوال کیا گیا تھا۔ میں نے اور بارن نے مل کر بہت سے موضوعات پر گفتگو کی ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم تم پر مکمل اعتماد کریں گے، بشرطیکہ تم ہم پر اعتبار کرو۔"

"جی..." میں نے آہستہ سے کہا۔

"بھارتی ایک بار پھر میں مختصر تفصیل بتاؤں گا وہ ڈائری وہ سفید ڈائری جس میں تمہاری زندگی کا راز پوشیدہ تھا ڈائری اہمیت کی حامل ہے۔ سنو بھارتی میں تم پر کچھ اور بھی انکشافات کرنا چاہتا ہوں۔ سرن کمار جی یعنی تمہارے چچا مہمات کے شوقین تھے اور آخری مہم میں وہ ہم دونوں سے بچھڑ کر مہیب اور جنگلے تھے۔ [illegible] سے مُراد میری رانا بربرت اور مجھ سے ہے آرٹن [illegible] نے [illegible] ایک خاص نظریے کے تحت کام کر رہے تھے ہم اور اس نظریے میں ایک عظیم الشان خزانہ شامل تھا۔ ایک ایسا خزانہ جس کا حصول خوابوں کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر خزانہ ہمیں مل جائے تو یوں سمجھ لو کہ ہم شاید دنیا کے بڑے آدمی بن جائیں۔ بڑے بڑے صنعت کار جو اپنے آپ کو سرمایہ دار کہتے ہیں ہمارے سامنے ہیچ ہو جائیں گے۔ اتنا ہی بڑا خزانہ ہے وہ اور اس کی تمام تر تفصیلات ہمیں معلوم ہیں۔ سرن کمار جی بھی ہمارے ساتھ اس خزانے کے حصول میں شامل تھے اور وہ ہم سے بچھڑ کر بہت دور نکل گئے۔ ہم ان کی تلاش میں سرگرداں رہے، طویل عرصہ اس طرح گزر گیا اور اس کے بعد اچانک اطلاع ملی کہ سرن کمار واپس آ گئے ہیں ہم نے سرن کمار سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ خزانہ انہیں بھی نہیں مل سکا لیکن ان کے پاس اس کے بارے میں تفصیلات موجود تھیں اور یہ تمام تفصیلات اس سفید ڈائری میں درج تھیں۔ شاید سرن کمار کوئی اور پروگرام بنانا چاہتے تھے، تم ان کے ساتھ تھیں، تم کون تھیں کیا تھیں ہمیں بالکل نہیں معلوم انہوں نے تمہیں اپنی بیٹی کی حیثیت سے مشہور کیا اور یقینی طور پر تم ان کی اولاد تھیں

بھیجے شری ہی سے ان کی شادی ہوئی اور یہ مسئلہ بھی کچھ عجیب سی کیفیت اختیار کر گیا۔ اور اس دوران ایک اور نام ہمارے سامنے آیا اور یہ نام اس وقت سرن کمار کے ساتھ نہیں تھا بلکہ یہ نام ایک پُراسرار انداز میں سامنے آ رہا تھا اور جانتی ہو وہ نام کیا تھا۔"

"کیا تھا؟" میں نے سوال کیا۔

"کیول سانگا۔" میں نے اپنے چہرے پر کوئی تاثرات نہ پیدا ہونے دیے۔ آرٹن فیرک چند لمحات مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"یہ شخص کیول سانگا اس وقت سرن کمار کے قریب تھا۔ جب سرن کمار جی اس مہم سے واپس لوٹے تھے اور یہ شاید ہم سے بہت زیادہ جانتا تھا۔ سفید ڈائری کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا ہم اپنے طور پر معلومات میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ سرن کمار کو قتل کر دیا گیا۔ اور یہ بھی یقینی طور پر اس ڈائری کے حصول کی کوشش تھی جس کے بارے میں سرن کمار ہی نے بتایا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کی تمام داستان اس ڈائری میں درج کر دی ہیں اور ہمیں اس کی اس مہم کی داستان کی تلاش تھی جس میں وہ خزانے تک پہنچے یا نہیں پہنچے۔ بہرطور اس کے بعد ڈائری کے پیچھے چکر چلتا رہا۔ اور کیول سانگا کئی بار سامنے آیا۔ لیکن اس کے بعد کیول سانگا روپوش ہو گیا اور میں اور رانا بربرت رہ گئے۔ ہمیں کیول سانگا کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہو سکی تھیں۔ لیکن یہ ہمیں ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ تم خزانے کے اس راز سے گہرا رابطہ رکھتی ہو اور اس کے بعد سے ہم لوگ تمہارے سلسلے میں سرگرداں ہو گئے۔ طویل عرصہ ہو گیا اور ہماری کاوشیں بے اثر رہیں اور اس کے بعد ہم ان تمام معاملات کو بھول بھی گئے لیکن اچانک ہی سرن کمار کو قتل کر دیا گیا جبکہ رانا بربرت اس سلسلے میں مسلسل کاوشوں میں مصروف تھا۔ یہاں تک کہ ایک بار پھر یہ مسئلہ زندہ ہو گیا۔ اور ہم سب اس خزانے کے چکر میں مصروف ہو گئے۔ اسی دوران مجھے کیول سانگا کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئیں اور یہ پتا چلا کہ کیول سانگا نے بھی ابھی تک اس تصور کو اپنے ذہن سے دور نہیں کیا ہے چنانچہ اس سلسلے میں اس سارے کیس کا مین کردار تم ہو بھارتی صرف تم۔ اور میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارے بغیر یہ مسئلہ حل ہونا ممکن نہیں ہے۔"

"اگر یہ معاملہ کسی خزانے کا ہے تو میرا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے...؟"

"یہی تو افسوس ہے۔ یہ تعلق نہ میں جانتا ہوں نہ رانا بربرت

بلکہ یہ بات صرف کیول سانگا جانتا ہے۔"
"لیکن اگر ایسی بات ہے تو کیول سانگا نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔؟"
"یہی تو سب سے بڑی الجھن ہے کہ کیول سانگا کیا کر رہا ہے، اس کے ذہن میں کیا ہے؟ یہ بات بالکل نہیں معلوم ہو سکی اگر وہ ہم میں شامل ہو جاتا تو شاید اس کے لیے بھی بہتر ہوتا اور ہمارے لیے بھی لیکن اس نے ایسی بھی کوئی کوشش نہیں کی پتا نہیں کیا چکر ہے۔ یہ ساری چیزیں الجھن کا باعث بنی ہوئی ہیں۔"
"تو ٹھیک ہے مسٹر آذرن فیرک۔ اب یہ فرمائیے کہ میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں۔"
"تو ڈیئر بھارتی، جب تم یہ فیصلہ کر چکی ہو کہ تم میرا ساتھ دو گی تو پھر تم سے کوئی بات چھپانا بالکل بے مقصد ہے۔ ہمیں کیول سانگا کا تازہ ترین پتا چلا ہے۔ بلکہ یوں سمجھو کہ اسے دیکھا بھی جا چکا ہے اور بارن نے اس کی تصاویر بھی بنائی ہیں۔ بارن بھارتی کو کیول سانگا کی تصویریں دکھاؤ۔" بارن خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے ایک بریف کیس کھولا اور لفافہ نکال کر میرے قریب آ بیٹھا۔ پھر ایک تصویر اس نے میرے ہاتھ میں دی اور میں نے بغور اس تصویر کو دیکھا یہ کنور جگادر سنگھ کی ہی تصویر تھی اور یقینی طور پر یہ کیول سانگا تھا، میں تصویریں دیکھتی رہی۔ مختلف طریقے سے یہ تصویریں بنائی گئی تھیں اور ان کی تعداد دس کے قریب تھی۔
"ہوں۔ تو یہ کیول سانگا ہے۔"
"ہاں۔"
"لیکن اسے کہاں دیکھا گیا ہے؟"
"فرانس میں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ڈائری کے اوراق اسی کے پاس ہیں۔"
"لیکن مسٹر آذرن فیرک۔ اس دن تو آپ نے کہا تھا کہ یہ اوراق رانا پربت کے پاس ہو سکتے ہیں۔"
"یہ اس دن کی بات ہے آج کا مسئلہ بالکل مختلف ہے۔ بارن اس سلسلے میں دعویٰ کرتا ہے کہ کیول سانگا اپنے طور پر کچھ تیاریوں میں مصروف ہے۔"
"مسٹر بارن کیول سانگا کو آپ نے فرانس میں کہاں دیکھا تھا" اور بارن نے جو پتا بتایا، وہی پتا تھا جہاں کیول سانگا نے مجھے اور دیپ شرما کو دعوت دی تھی۔"
"ٹھیک ہے اگر وہ فرانس میں ہے تو پھر میں کیا کر سکتی ہوں۔؟"
"اس کی تلاش۔" آذرن فیرک نے جواب دیا۔
"کیا مطلب جب آپ اس کے بارے میں یہ بات جانتے ہیں کہ وہ فرانس کے ایک ایسے علاقے میں مقیم ہے جہاں مسٹر بارن اسے دیکھ چکے ہیں تو پھر اس کی تلاش کیا معنی رکھتی ہے؟"
"اب وہ وہاں نہیں ہے۔"
"کیا مطلب۔؟"
"وہ جگہ اس نے چھوڑ دی ہے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ اب بھی فرانس میں ہے۔"
"کیا اسے اس بات کا شبہ ہو گیا ہے کہ کوئی اس کے بارے میں جان گیا ہے۔" میں نے اس سے سوال کیا۔
"یہ سب کچھ میں کیسے جان سکتا ہوں۔؟"
"تو فرانس میں آپ اسے کیسے تلاش کریں گے۔؟"
"سنو ڈیئر فرانس میں اسے تلاش کیا جا سکتا ہے آسانی سے بشرطیکہ تم ہمارا ساتھ دو۔"
"میں آپ کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکی ہوں آذرن فیرک لیکن میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس سلسلے میں کیا کریں گے۔"
"یہ میں تمہیں تفصیل سے بتائے دیتا ہوں۔" آذرن فیرک نے جواب دیا اور میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔
آذرن فیرک چند لمحات سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔
"تم اور بارن فرانس جاؤ گے اور وہاں ایک ہوٹل میں تمہارا قیام ہو گا۔ تم فرانس کے مختلف [illegible] گھومو گی اور بارن تمہارا تعاقب کرے گا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کیول سانگا تم تک پہنچنے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ تم تک پہنچ جائے تو یوں سمجھو کہ ہمارے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ تم سے یقینی طور پر اپنے مقصد کا اظہار کرے گا۔"
"اور اگر ایسا نہ ہو سکا آذرن فیرک تو۔؟"
"میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایسا ہو گا اور یقیناً ہو گا۔"
"ٹھیک ہے لیکن مسئلہ اور بھی تو ہے۔ میں آپ کے ساتھ پیرس کیسے جا سکتی ہوں۔؟"
"کیوں۔؟"
"میری ذمہ داریاں۔ میرے مسائل۔۔"
"دیکھو ڈیئر بھارتی! اگر تم ان مسائل کا تذکرہ کرتی ہو تو میں انہیں تسلیم نہیں کرتا۔ تمہارے پاس وقت گزارنے کے لیے سب کچھ موجود ہے بلاشبہ تمہارا یہ شوق ایک اہمیت رکھتا ہے لیکن طویل عرصے سے تم ایئر ہوسٹس کی خدمات انجام دے رہی ہو اگر اب تم اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے دو تو تم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جبکہ یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ اور بھارتی، میں یہ کہتے ہوئے عار نہیں محسوس کرتا کہ اگر تمہارے ذریعے ہمیں خزانہ حاصل ہو گیا تو اس کا ایک بڑا حصہ

تمہاری ملکیت ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بعد اگر تم اپنے وسائل سے کام لے کر دنیا کی سیر کرو گی تو تمہیں کوئی مشکل نہیں ہو گی میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام تم بآسانی کر سکتی ہو اور اگر بات صرف کیول سانگا تک ہی ہے اور ہمارا مسئلہ دوسری شکل میں حل ہو جاتا ہے تو اس طرح تم تھوڑے دن کی چھٹی بھی لے سکتی ہو۔ یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ تم کس طرح اس معاملے کو حل کرو گی۔" میں چند لمحات کچھ سوچتی رہی پھر میں نے کہا۔
"لیکن مسٹر آذرن فیرک آپ اس دوران رانا پربت کے سلسلے میں کیا کریں گے۔؟"
"رانا پربت۔" آذرن فیرک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔
"میں اس سور کو اچھی طرح جانتا ہوں تمہارا کیا خیال ہے اسے یہ بات معلوم نہیں ہو گی کہ میں ان دنوں یہاں مقیم ہوں سو فیصدی بھارتی سو فیصدی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے میرے اور تمہارے درمیان گٹھ جوڑ کا علم ہو جائے وہ ہمارا تعاقب کرے گا لیکن اس کا مسئلہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ میں اتنا کچا نہیں ہوں اور خاص طور سے یورپ میں۔ میں اس سے بآسانی نمٹ لوں گا۔" آذرن فیرک نے جواب دیا اور میں گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی پھر میں نے کہا۔
"بہت بڑی الجھن بس میری ملازمت کی ہے مسٹر آذرن فیرک ورنہ میں آپ کے ساتھ تمام معاملات میں کام کرنے پر تیار ہوں کیونکہ مجھے بھی [illegible] دلچسپی ہو گئی ہے کہ شاید ایسا ہو جائے۔"
"سو فیصدی ہو جائے گا۔ ملازمت کے سلسلے میں میرا خیال ہے تمہیں الجھن میں نہیں پڑنا چاہیے۔"
"تاہم میں ابھی کوئی فیصلہ کن جواب نہیں دے سکتی پہلے ذرا اپنے دفتر سے معلومات حاصل کر لوں اگر مجھے ایک طویل چھٹی مل جائے تو میرے حق میں زیادہ بہتر ہو گا۔"
"سو فیصدی سو فیصدی۔ اپنے آپ کو محفوظ رکھو کہ تم یہ کارروائی کر سکتی ہو۔ میں انتظار کروں گا۔" آذرن فیرک سے کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور بہر طور وہ کافی حد تک مطمئن ہو گیا۔ پھر میں نے اس سے اجازت مانگی تو اس نے پُرجوش انداز میں کہا۔
"آج کی یہ ملاقات جس طرح ہم دونوں کے لیے فائدہ مند عمل اس کا اندازہ تمہیں ابھی نہیں ہو سکتا لیکن آنے والا وقت تمہیں احساس دلا دے گا کہ میرے ساتھ شرکت تمہارے لیے کتنی منافع بخش ثابت ہوئی ہے۔"
"بھگوان کرے ایسا ہی ہو۔" میں نے جواب دیا اور آذرن فیرک مجھے رخصت کرنے کے لیے باہر تک آیا۔ بارن اس دوران کسی گفتگو میں مداخلت کرنے کا باعث نہیں بنا تھا اور اس نے زیادہ تر ہماری گفتگو سننے پر اکتفا کی تھی ویسے یہ نوجوان مجھے بارن کی نسبت کافی چالاک
معلوم ہوتا تھا بہر طور مجھے ان تمام باتوں سے کوئی غرض نہیں تھی جو کچھ کر رہی تھی اب اس میں پاؤں ڈال ہی دیا تھا اور اتنی کچی بھی نہ تھی کہ خوفزدہ ہو جاتی۔ فلیٹ پر واپس آ گئی اس دوران کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی رات کو میں نے دیپ شرما کو ٹیلیفون کیا اور اس نے خود ہی فون ریسیو کیا۔
"ہیلو دیپ! کیا ہو رہا ہے۔؟"
"شبِ فراق کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔ شاعروں کا تراشا ہوا یہ لفظ غلط نہیں ہے۔"
"احمقانہ کاموں میں زیادہ دلچسپی لینے لگے ہو آج کل۔؟"
"اس کا فیصلہ آپ نے کیسے کر لیا مس بھارتی کہ یہ کام احمقانہ ہے۔ ہو سکتا ہے میں اس میں سنجیدہ ہوں۔"
"اچھا سنجیدگی سے یہ بتاؤ کہ اب تم سے تفصیلی گفتگو کہاں ہو سکتی ہے۔؟"
"جہاں بھی طلب کیا جائے دو منٹ کا سلام ہوں حاضر ہو جاؤں گا۔"
"پھر وہی فضول باتیں۔ تمہاری عادت ہی کچھ ایسی ہے۔"
"جی درست فرمایا آپ نے۔"
"آ سکتے ہو۔؟"
"اس وقت۔؟"
"ہاں۔ کیوں، کوئی مصروفیت ہے۔؟"
"نہیں کسی کا اس وقت طلب کرنا بڑا عجیب محسوس ہو رہا ہے۔"
"تو پھر آ جاؤ۔"
"حاضر، کوئی دقت تو نہیں ہو گی آپ کو۔؟"
"نہیں۔ بالکل نہیں۔" میں نے کہا اور فون بند کر دیا پھر میں نے نیچے گارڈ کو بتایا کہ دیپ شرما نامی ایک شخص آنے والا ہے میری کمپنی سے تعلق رکھتا ہے اور مجھے اس سے اہم گفتگو کرنی ہے اس لیے وہ آئے تو اسے میرے پاس ڈائننگ روم میں پہنچا دیا جائے۔ میں آرام کرنے لیٹ گئی تھی۔ تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا پھر بیل بجنے پر اس نے دروازہ کھولا اور دیپ شرما کو اندر ڈرائنگ روم میں لے آیا میں فوراً ہی ڈرائنگ روم میں پہنچ گئی تھی دیپ نے دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کیا اور نوکر باہر چلا گیا تھا میں اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔
"سوری دیپ! اس وقت تمہیں تکلیف دی۔"
"جی کوئی بات نہیں۔ حکم دیجیے۔" دیپ نے سنجیدگی سے کہا۔
"اس بات کا تو مجھے یقین ہے کہ تم نے آذرن فیرک سے ملاقات کے درمیان مجھے تنہا نہ چھوڑا ہو گا۔؟"
"جی اگر آپ کو یقین ہے تو پھر یہ الفاظ بیکار ہیں۔"
"اور کوئی خاص بات۔؟"
"بالکل نہیں۔ قطعی نہیں۔"
"تعاقب وغیرہ۔؟"

"نہیں، شاید آنرن فیرک آپ پر اعتماد کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔"
"کیا تمہیں ہماری گفتگو کے بارے میں بھی کچھ معلوم ہے۔؟"
"جی نہیں۔ ابھی میری رسائی آپ کے دل تک نہیں ہوئی اس لیے دل سے دل کے راستے کھلے نہیں ہیں۔"
"ہوں، سمجھدار آدمی ہو۔ بہرطور میں تمہیں آنرن فیرک سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں تفصیل بتاتی ہوں۔" میں نے کہا اور دیپ خاموشی سے میری طرف دیکھنے لگا، میں نے آنرن فیرک سے ہونے والی تمام گفتگو اسے بتا دی۔ اس کے چہرے پر کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا بلکہ وہ بولا۔
"ہوں! آپ بتائیے کیا کرنا چاہیے۔؟"
"دیوی جی آپ نے آنرن فیرک کو جو اطمینان دلایا ہے وہ بالکل اطمینان بخش ہے۔"
"مگر ملازمت کے سلسلے میں کیا کروں۔؟"
"میرے خیال میں لمبی چھٹی ہی مناسب رہے گی اور اس کی چند وجوہات ہیں۔"
"کیا۔؟"
"اس بات کے امکانات ہیں کہ فرانس میں کنور جگادر سنگھ سے ملاقات پر کوئی ایسی بات ہو جائے جس سے آپ کی شخصیت منظر عام پر آجائے۔ ویا اگر ڈیوٹی کر رہی ہوں گی۔ تو پھر یہ بات ذرا گڑبڑ ہو جائے گی میرے خیال میں آپ اس سلسلے میں ایک سید ھا سادا قدم اٹھائیں۔ چھٹیاں لے لیں۔ ویسے بھی میرے خیال میں آپ کو چھٹی مل سکتی ہے۔ نہ بھی ملے تو کوئی بیماری وغیرہ کا بہانہ کر دیجیے۔ کوئی ذہنی بیماری۔ جو آپ کو ہرگز نہیں ہو سکتی۔"
"ذہنی بیمار تو میں ہوں دیپ شرما! کاش تم اس بات پر یقین کر سکو۔"
"کاش آپ دلی طور پر بھی بیمار ہو جائیں۔" دیپ شرما نے آہستہ سے کہا۔
"بکواس بند کرو۔"
"جی بہت بہتر۔" وہ سعادت مندی سے بولا۔
"تو پھر تمہاری رائے یہی ہے کہ میں چھٹی لے لوں اور آنرن فیرک کے لیے بھرپور کام کروں۔؟"
"آنرن فیرک کے لیے نہیں بلکہ رانا پربت سنگھ کے لیے۔"
"مطلب وہی ہے۔"
"نہیں مطلب اتنا آسان نہیں ہے۔ آپ رانا پربت سے کل ہی ملاقات کریں گی۔ اور آنرن فیرک کے بارے میں ساری تفصیل اسے بتا دیں گی۔"
"کچھ چھپائے بغیر۔؟"
"ہاں کچھ چھپائے بغیر۔"
"ہوں!" میں سوچنے والے انداز میں بولی اور دیر تک خاموش رہی۔ دیپ شرما نے کہا۔
"یہ مناسب ہے اس طرح دونوں کارڈ آپ کے پاس رہیں گے۔ ظاہر ہے رانا پربت اس انکشاف کے بعد مطمئن ہو جائے گا بلکہ وہ آپ کو مشورہ بھی دے گا اور یہ مشورے آپ کے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں۔"
"دیپ شرما اگر مجھے فرانس جانا پڑا تو تم کہاں ہو گے۔؟"
"چاہیں تو مجھے بھی دل میں بٹھا کر وہیں لے جائیں۔"
"دل کے بجائے ہوائی جہاز کیسا رہے گا۔؟"
"برا نہیں ہے اگر دل میں جگہ نہیں ہے تو۔" دیپ شرما نے جواب دیا۔
"بھئی تم اچھے خاصے لمبے چوڑے آدمی ہو، میرا خیال ہے میرے دل کو یہ تکلیف مت دو۔"
"ٹھیک ہے ہوائی جہاز سے چلا جاؤں گا۔"
"لیکن کب۔؟"
"آپ کے پروگرام سے پہلے۔"
"میرا رابطہ تم سے کیسے رہے گا۔؟"
"اس سلسلے میں ہم گفتگو کر لیں گے۔"
"ہوں! تو پھر تمہاری رائے یہی ہے کہ میں رانا پربت سے بھی ملاقات کر لوں اور آنرن فیرک کا سارا منصوبہ اسے بتا دوں کہ آنرن فیرک سانگا کے بارے میں سن کر وہ بھی حیران ہو جائے گا۔ کیا اسے یہ بھی بتا دوں کہ آنرن فیرک کے بیان کے مطابق کیول سانگا فرانس میں ہے۔؟"
"ہاں بالکل بتا دیں۔ جب آپ اس سے تعاون کا فیصلہ کر چکی ہیں تو پھر کوئی بات چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔"
"تعاون۔" میں دانت پیس کر بولی۔
"وہ سب ہمارے دل میں ہے دیوی جی اسے زبان پر لانا مناسب نہیں ہے۔"
"بہت بڑی منافقت کر رہی ہوں میں۔"
"اپنے دشمنوں کے ساتھ کر رہی ہیں۔ دوستوں کے ساتھ نہیں۔" دیپ شرما نے جواب دیا اور میں خاموشی سے غور کرنے لگی۔ دفعتاً ہی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور میں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ اندر داخل ہونے والا ویٹر تھا۔ ہاتھ میں ٹرے لیے ہوئے تھا جس میں رکھی ہوئی کافی کی پیالیوں سے سوندھی سوندھی خوشبو اٹھ رہی تھی میں نے محبت بھری نگاہوں سے ونود کو دیکھا۔ وہ خاموشی سے کافی ہمارے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ دیپ شرما دلچسپ نگاہوں سے

دیکھ رہا تھا۔
"یہ ونود ہے ناں۔؟"
"ہاں اور کافی کے لیے میں نے اس سے نہیں کہا تھا۔" دیپ شرما نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے کافی کی پیالی اٹھا کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا پھر بولا۔
"اور کوئی وضاحت طلب بات۔"
"نہیں۔"
"تو اس مختصر گفتگو کے لیے مجھے بلانا ضروری تھا۔؟"
"ہاں۔"
"ٹیلیفون پر یہ باتیں کی جا سکتی تھیں۔؟"
"ٹیلیفون پر میں صرف تمہاری آواز سن سکتی تھی۔"
"اور اب۔؟"
"اب تمہاری صورت بھی دیکھ رہی ہوں۔"
"تک۔ کیا۔ کیا مطلب۔؟" دیپ شرما نے پھر مکاری سے کہا اور میں ہنس پڑی۔
"وہی مطلب جو تم سمجھ رہے ہو۔؟"
"دیوی جی میں یہ کافی اپنے سر پر ڈال کر بے ہوش ہو جاؤں گا۔" "نہیں، نہیں اسے معدے تک ہی رہنے دو۔" میں نے ہنس کر کہا اور دیپ شرما ایک گہری سانس لے کر کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا تھوڑی دیر بعد وہ مجھ سے اجازت لے کر اٹھ گیا تھا میں اسے دروازے تک چھوڑنے آئی اور وہ مجھ سے ہاتھ ملانے کے بعد وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد میں دیپ شرما سے ہونے والی گفتگو پر غور کرتی رہی تھی اس کا مشورہ اس بار بھی بالکل درست تھا چنانچہ دوسرے دن میں نے رانا پربت سے ملنے کا فیصلہ کر لیا میں جانتی تھی کہ رانا پربت بھی خاموش نہ بیٹھا ہوا ہو گا اور یقینی طور پر اس کھوج میں ہو گا کہ میں کیا کر رہی ہوں؟ ویسے اس دوران آنرن فیرک اور رانا پربت کے چکر کی وجہ سے میں کوٹھی نہیں جا سکتی تھی اور ودیا سے بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن یہ بہت ضروری بھی نہیں تھا۔ احتیاط شرط تھی اور جیسا کہ دیپ شرما نے بتایا کہ رانا پربت میری طرف سے غافل نہیں ہے بلکہ اس کھوج میں ہو گا کہ میں کیا کر رہی ہوں چنانچہ مجھے سخت احتیاط کی ضرورت تھی۔ دوسرے دن صبح ناشتے سے فارغ ہوئی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور پھر ونود نے اطلاع دی کہ میرا فون ہے۔ میں نے فون ریسیو کیا اور دوسری طرف رانا پربت ہی تھا۔
"معافی چاہتا ہوں دیوی جی کیا آپ بھارتی جی بول رہی ہیں۔؟"
"جی رانا صاحب۔"
"اوہ! اگلے بھارتی میں بے چین تھا تم سے گفتگو کرنے کے لیے۔"
"کوئی خاص بات رانا صاحب۔؟"
"خاص بات وہی تھی دیوی جی مجھے تم سے بات کرنی تھی۔ لیکن کچھ ایسی مصروفیات تھیں کہ تم سے بات نہ کر سکا۔ بہر حال کہو کیا صورت حال رہی۔؟"
"اس صورت حال کی وضاحت کے لیے مجھے آپ سے ملاقات کرنی ہے رانا صاحب۔" میں نے کہا۔
"کب۔؟"
"یہ آپ پر منحصر ہے۔"
"اوہ! اے بی میری کیفیت تو بالکل مختلف ہے تم اگر چاہو تو ابھی سے تھوڑی دیر بعد ہی مجھ سے مل سکتی ہو۔ مجھے بتاؤ میں کہاں آجاؤں۔"
"نہیں رانا صاحب آپ مجھے بتائیے میں آپ سے کہاں ملاقات کروں۔؟"
"اگر یہ بات ہے تو ہوٹل ریمبو میں کمرہ نمبر دو سو آٹھ میں آجاؤ۔"
"ہوٹل ریمبو کمرہ دو سو آٹھ۔؟"
"ہاں۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں یا اگر تم چاہو تو میں خود آکر تمہیں تمہارے فلیٹ سے لے لوں۔"
"نہیں میں پہنچ رہی ہوں۔"
"کتنی دیر میں۔؟"
"بس آدھے گھنٹے کے اندر اندر۔"
"او کے بی تھینک یو ویری مچ۔" رانا پربت نے کہا اور فون بند کر دیا۔ میں نے فون کا ریسیور رکھنے کے بعد ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر اٹھ کر تیاریاں کرنے لگی۔ اب اس سلسلے میں زیادہ سوچ بچار کی ضرورت نہیں تھی۔ میں فیصلہ کر چکی تھی کہ اس سلسلے میں کام کروں گی اور دیپ شرما کا مشورہ بھی یہی تھا ویسے بھی حقیقت تھی کہ دیپ شرما اس وقت میرے لیے بہت بڑا پشت پناہ بن گیا تھا۔ وہ ذہین تھا چالاک تھا۔ زیرک تھا خوش مزاج تھا اور اس نے میری شخصیت کو ایک سنبھالا سا دیا تھا لباس تبدیل کر کے بال سنوارتے ہوئے بھی میں اسی کے بارے میں سوچتی رہی۔ واقعی میرے ذہن پر جو ایک اداس سی بوجھل سی کیفیت طاری تھی وہ اب ختم ہو چکی تھی اور یقیناً اس کے خاتمے کا سبب دیپ شرما تھا جانا تھی سے کچھ پیچھے آئی تھا ذرا

کافی دور تک پیدل چلتی رہی۔ دیپ شرما کا خیال ذہن میں آرہا تھا۔ شرارتی ہنسنے والا۔ بات بات میں عجیب و غریب سی گفتگو کرنے والا پھر ایک ٹیکسی سامنے سے گزری تو میں چونک گئی۔ میں نے ٹیکسی کو اشارہ کیا اور اس میں بیٹھ کر چل پڑی حالانکہ ذہن میں رانا بہرت کا خیال ہونا چاہیے تھا اس سے کی جانے والی گفتگو کے بارے سوچنا چاہیے تھا لیکن دماغ میں تو دیپ شرما گھسا بیٹھا تھا میں اس کی باتیں یاد کر رہی تھی اور میرے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ پھر دفعتاً ہی مجھے ایک جھٹکا سا لگا کیا احمقانہ بات ہے۔ ایک بیکار بات کے بارے میں سوچے جا رہی ہوں۔ رانا بہرت سے گفتگو کے بارے میں سوچنا چاہیے اور میں نے خود کو سنبھال لیا۔ ٹیکسی سڑکوں پر دوڑتی رہی اور تھوڑی دیر بعد میں ہوٹل ریمبو پہنچ گئی۔ رانا کا رویہ ان دنوں بہت ہی عمدہ تھا چنانچہ وہ مجھے ہوٹل ریمبو کے باہر ہی مل گیا اور اس نے بڑا پُرتپاک خیر مقدم کیا بہت عمدہ لباس میں ملبوس تھا۔ یہ لباس اس کی شخصیت کا ایک اہم حصہ معلوم ہوتے تھے۔ مجھے خوش آمدید کہا اور اس کے بعد اوپر لے چلا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوٹل ریمبو کے اس خوبصورت سے سجے کمرے میں رانا کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ رانا مسرور تھا۔ ویسے بھی کمبخت کبھی بھی پژمردہ نظر آنے کا عادی نہیں تھا۔ میں چند لمحات خاموش رہی۔ رانا میری صورت دیکھتا رہا پھر بولا۔

"کچھ منگاؤں بھارتی۔؟"

"نہیں رانا صاحب! ناشتا وغیرہ کر کے آئی ہوں۔"

"تم سمجھتی ہو کہ تمہاری گفتگو سننے کیلئے میں کتنا بے چین ہوں۔؟"

"میں اس سلسلے میں کوئی تجسس نہیں پیدا کر رہی رانا صاحب آپ سے وعدہ کر لیا تھا کہ آپ کے لیے کام کروں گی سو آپ کی ہدایت کے مطابق عمل شروع کر دیا۔"

"گویا۔ گویا آئزن فیرک سے ملاقات ہو گئی تمہاری۔؟"

"جی! آپ نے اس کا جو پتا بتایا تھا وہ اس پتے پر مل گیا۔ لیکن شاید آپ کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ اب اس کا بیٹا بارن بھی اس کے ساتھ ہے۔"

"اوہ! گڈ۔ بارن کے بارے میں مجھے اطلاع نہیں مل سکی وہ کب آیا۔؟"

"میں نے یہ تفصیل نہیں پوچھی کہ وہ کب آیا لیکن بہرطور وہ اس وقت آئزن فیرک کے ساتھ موجود تھا۔"

"ٹھیک۔ ٹھیک۔ بہرطور آئزن فیرک کی تمہیں دیکھ کر کیا کیفیت ہوئی۔؟"

"دونوں باپ بیٹے بھونچکے رہ گئے تھے اور انہیں سخت حیرت ہوئی تھی۔"

"گڈ! یقینی طور پر ایسا ہونا چاہیے تھا۔ اس کے بعد بھارتی۔ اس کے بعد کیا ہوا۔؟"

"میں نے نہایت ہوشیاری سے گفتگو کی اور آئزن فیرک مطلب پر آ گیا۔ اس نے مجھے پیشکش کی کہ میں اس کے ساتھ مل کر کام کروں اور میں نے تھوڑی سی پس و پیش کے بعد پیشکش قبول کر لی۔ آئزن فیرک نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھے میری شناخت کے سلسلے میں مدد دے گا۔ اور میں نے اس پر اسی قسم کا اظہار کیا کہ میں اپنے بارے میں جاننے کی شدت سے خواہشمند ہوں تمام باتیں ہمارے درمیان ہوتی رہیں اور آئزن فیرک آہستہ آہستہ کھلتا رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے مخلص ہو گیا اور رانا بہرت اس نے میرے سامنے ایک اور نام کا انکشاف کیا یعنی کیبول سانگا۔" میں نے رانا بہرت کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور رانا بہرت کا چہرہ ایک لمحے کیلئے عجیب سی کیفیت اختیار کر گیا لیکن صرف ایک لمحے کے لیے دوسرے لمحے وہ سنبھل گیا تھا۔

"کیبول سانگا۔ گڈ۔ بہرطور یہ نام ہمارے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا بے بی کہ اس سلسلے میں کوئی تیسری شخصیت بھی ملوث ہے اور صرف تم ہی نہیں بلکہ آئزن فیرک کو بھی اس تیسری شخصیت کی تلاش تھی۔ ہو سکتا ہے یہ شخصیت کیبول سانگا ہی کی ہو۔ بہرطور مجھے آئزن فیرک کی تفصیلی گفتگو سناؤ۔"

"پہلے تو آئزن فیرک مجھے دیکھ کر حیران ہوا لیکن بہرطور میں نے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو اس میں ایڈجسٹ کر لیا اور اس کے شبہات مسترد کر دیے۔ آئزن فیرک نے مجھے پیشکش کی کہ میں اس کے ساتھ مل کر کام کروں اور جیسا کہ میں آپ کو بتا چکی ہوں رانا صاحب کہ میں نے اس پر آمادگی کا اظہار کیا۔ اس گفتگو کے تحت کہ میں خود بھی اپنی شناخت کی خواہشمند ہوں یہ بات آئزن فیرک نے تسلیم کر لی اور اس نے مجھے بہت سی پیشکش کی ہیں اس نے مجھ سے تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے اس خزانے کا تذکرہ بھی کیا جس کے لیے آپ لوگ سرگرداں ہیں اور مجھے پیشکش کی تھی کہ اگر خزانہ میرے ذریعے حاصل ہو گیا تو مجھے بہت بڑا حصہ دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈائری کے ان اوراق کا تذکرہ بھی کیا جو کسی اور کے پاس ہیں اور وہ کوئی اور شخصیت

کیبول سانگا کی تھی اس نے کہا کہ اگر کیبول سانگا کو ہم شیشے میں اتار لیں تو بڑے کام بن سکتے ہیں اور میں یہ کوشش کرنے میں کامیاب بھی ہو سکتی ہوں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ کیبول سانگا بھی میرے چکر میں ہوگا۔ آئزن نے یہ بھی انکشاف کیا رانا صاحب کہ جو کوئی بھی اس سلسلے میں کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے اسے میری ضرورت بھی لازمی ہوگی اور اس طرح کیبول سانگا مجھ سے اجتناب نہیں برتے گا میں نے اس سے پوچھا کہ کیبول سانگا کے بارے میں کہاں سے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں تو اس نے کہا کہ بارن اس سلسلے میں پتا چلا چکا ہے۔" ایک بار پھر میں نے رانا بہرت کے انداز میں ایک اجتناب دیکھا تھا لیکن وہ کمبخت خود کو چھپانے کا ماہر تھا۔ لیکن ایک لمحے سے اضطراب کی لہر اس پر سے گزر گئی اور اس کے بعد وہ پھر نارمل ہو گیا۔

"بارن کیبول سانگا کے بارے میں معلومات حاصل کر چکا ہے۔؟" رانا بہرت نے سوال کیا۔

"ہاں اس کا کہنا ہے کہ کیبول سانگا اس وقت فرانس میں ہے۔"

"اوہ! ٹھیک۔ ٹھیک۔" رانا بہرت سنگھ کی عجیب سی آواز ابھری۔ وہ چند لمحات خاموش رہا پھر بولا۔

"جاری رکھو بے بی۔ جاری رکھو میں تمہاری تمام گفتگو سن رہا ہوں۔"

"آئزن فیرک نے مجھے پیشکش کی کہ بارن کے ساتھ فرانس چلی جاؤں اور وہاں جا کر کیبول سانگا کو تلاش کروں اور بارن اس سلسلے میں میری مدد کرے گا۔"

"کیا بارن کو فرانس میں کیبول سانگا کی رہائش کا پتہ معلوم ہے۔؟"

"نہیں بارن اس بارے میں نہیں جانتا۔ بس اس نے فرانس میں کیبول سانگا کو دیکھا ہے۔"

"لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے بے بی کہ اس وقت بھی کیبول سانگا فرانس ہی میں ہوگا۔؟"

"میرے پاس کیا ضمانت ہو سکتی ہے رانا صاحب یہ بات آئزن فیرک ہی جانتا ہے۔"

"ہوں! دونوں نظریات سامنے رکھنے پڑیں گے۔ اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ آئزن فیرک اس طرح تمہیں یہاں سے لے جانا چاہتا ہو تاکہ تم میری نگاہوں سے روپوش ہو جاؤ۔"

"اوہ! یہ آپ نے نیا انکشاف کیا ہے مجھ پر۔"

"ہاں لیکن خطرناک نہیں ہے تمہارے لیے کیونکہ ایک بات تم بھی ذہن نشین کر لو کہ اب ایک ایک لمحہ تمہاری نگرانی پر صرف ہوگا اور آئزن فیرک کے ہر قدم سے محفوظ رکھا جائے گا تمہیں۔ تمہیں اپنے بارے میں تمام پریشانیاں نظرانداز کر دینی چاہئیں کیونکہ اب میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔"

"بہرطور فرانس میں کیبول سانگا کو تلاش کر کے مجھے اس کی قربت حاصل کرنا ہوگی اور اس کے بعد ڈائری کے وہ اوراق اس سے حاصل کر کے آئزن فیرک تک پہنچانے ہوں گے۔"

"آئزن فیرک تک نہیں، رانا بہرت تک۔"

"یہ میں آئزن فیرک کے الفاظ کہہ رہی ہوں۔"

"میں جانتا ہوں بے بی۔ میں جانتا ہوں۔" رانا مسکرایا پھر کہنے لگا۔ "تم نے بلاشبہ اپنی ذہانتوں کا استعمال کر کے بہترین کامیابی حاصل کی ہے۔ میں اس پر تمہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ آئزن فیرک کی معلومات ہمارے لیے بے حد قیمتی ہیں اور ان معلومات کے سہارے ہم کیبول سانگا تک پہنچ سکتے ہیں۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں بے بی کہ کیبول سانگا ہی وہ شخص ہے جس کے پاس ڈائری کے بقیہ اوراق ہیں۔ لیکن تم نے اس بارے میں کیا فیصلہ کیا۔؟"

"میں الجھن میں ہوں۔ بہرطور میں اپنی ملازمت سے دلچسپی رکھتی ہوں۔"

"اگر تم ملازمت سے مستعفی نہ دو تو چھٹی لے لو طویل چھٹی اور اس سلسلے میں میرے خیال میں تمہیں دقت نہیں ہوگی۔"

"ہاں کچھ ایسا ہی سوچ رہی ہوں میں بھی۔"

"سوچو نہیں بلکہ اس سلسلے میں عمل کرو۔ آئزن فیرک سے فوراً اس بات کا اقرار کر لو کہ تم اس کے ساتھ مل کر کام کرنے پر تیار ہو۔"

"لیکن رانا! فرانس میں کہیں میں کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔"

"صرف الفاظ ہی میں کہہ سکتا ہوں بے بی کہ میں پہلے تمہارے ساتھ روح کی طرح رہوں گا اور کوشش کروں گا کہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچنے دوں۔ ویسے بھی تمہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ کیونکہ جو کوئی بھی اگر ان معاملات میں دلچسپی رکھتا ہوں تو وہ تمہارے تحفظ کی پہلے کوشش کرے گا میں تمہیں یہ بات بلاوجہ نہیں بتا رہا اس میں ٹھوس حقیقت پوشیدہ ہیں اور تمہیں ان حقیقتوں سے انکار نہیں ہونا چاہیے۔"

"ہوں! تو پھر مجھے فرانس کے لیے تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں۔"

"سو فیصدی۔ سو فیصدی بلکہ اس سلسلے میں آئزن فیرک سے بھی مدد طلب کرو۔"

"نہیں یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میرے پاس میرے تمام کاغذات ہیں۔ میں اپنے طور پر اگر فرانس جانا چاہوں تو اپنے طور پر بھی جا سکتی ہوں لیکن ڈیوٹی کے سلسلے میں ذرا دقت ہو جائے گی۔"

"نہیں بے بی کوئی ایسا کام نہیں کرو جو باعث الجھن ہو۔ الجھنیں تو ہمارے لیے بہت سی ہیں۔ ہم اپنی الجھنوں سے نمٹیں گے۔ ان میں کوئی نئی الجھن نہیں شامل کرنی چاہیے۔"

"رانا صاحب ایک بات سوچ لیجیے۔ آپ کو اس سلسلے میں جو کچھ بھی گفتگو ہو رہی ہے اس میں میرے مفادات کو مد نگاہ رکھا جائے گا۔ میں آپ سے دولت نہیں چاہتی اگر کوئی خزانے کا معاملہ ہے تو میں اس خزانے پر تھوکتی ہوں۔ خزانہ میرے جوتوں میں پوشیدہ ہے اور میں اپنے جوتے کے خزانے سے ہی دلچسپی رکھتی ہوں۔ مجھے تو آپ میں اپنی شناخت میں سرگرداں ہوں اس کے بارے میں تفصیلات جاننا چاہتی ہوں۔ اس سے آگے مجھے آپ کے کسی معاملے سے دلچسپی نہیں ہے آپ جانیں اور آئزن فیرک۔"

"ٹھیک ہے بے بی میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں اور تم یہ بھی سمجھ لو کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اس میں صداقتیں ہوتی ہیں اور کوئی کھوٹ نہیں ہوتی تم مکمل طور پر اطمینان رکھو۔"

"او کے رانا صاحب اور کوئی حکم میرے لیے۔؟"

"نہیں۔ میں تم سے صورتحال کا جائزہ لے کر ملاقات کرتا رہوں گا۔ آئزن فیرک کا معاملہ جہاں تک پہنچ جانے مجھے اس کے بارے میں اس فون نمبر پر اطلاع دے دینا۔"

"کون سا فون نمبر۔؟" میں نے کہا اور رانا نے ایک نوٹ بک کے بیچ سے ایک پرچہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ کاغذ کی اس چٹ پر لکھے اس فون نمبر کو میں نے دیکھا اور ذہن نشین بھی کر لیا۔ پھر اس پرزے کو میں نے پرس میں رکھ لیا تھا۔ رانا کھلتا جا رہا تھا اسے مجھ پر اعتماد ہو گیا تھا۔ چند لمحات رانا صاحب کے ساتھ رہی اور اس کے بعد مجھے رانا پربت باہر تک چھوڑنے کے لیے آیا۔ ٹیکسی بھی اس نے خود ہی روک لی تھی۔ میں ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑی اور ظاہر ہے میرا رخ فلیٹ کے علاوہ کہاں ہو سکتا تھا۔ ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے میں نے مڑ کر پیچھے دیکھا لیکن کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جو باعث توجہ ہوتی۔ بہر طور میں فلیٹ کی جانب چل پڑی۔ رانا پربت سے ملاقات کامیاب رہی تھی لیکن مجھے اس کے الفاظ یاد تھے۔ اس نے کہا تھا کہ ایک ایک لمحہ میری نگرانی ہوگی۔ بہر طور رانا جس قدر چالاک تھا مجھے اس کا بخوبی اندازہ تھا اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رکھنی تھی کہ رانا ایک لمحے کے لیے بھی مجھ سے غافل نہیں ہوگا۔ مجھے اس کے سلسلے میں شدید احتیاط کرنی چاہیے تھی اور یہ احتیاط خاص طور سے دیپ شرما کے معاملے میں تھی۔ کیونکہ دیپ شرما ہی سے میری اس موضوع پر بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ اور وہی میرا معاون تھا۔ یہ کھیل اب ایک سنسنی خیز رخ اختیار کر گیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اب اس سلسلے میں نمایاں کارکردگی دکھانے کا وقت آ گیا ہے حالات اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ شاید میری مسلسل کاوشوں کا کوئی نتیجہ نکل آئے۔ رانا پربت میرے دادا جی اور موسی جی کے قاتل کی حیثیت سے سامنے آ چکا تھا۔ آئزن فیرک اس سلسلے میں کوئی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہیں تھا اور میرے پتا جی کا معاملہ، ہاں تو اس میں کیول سانگا کا ہاتھ بتایا جاتا تھا حالانکہ کیول سانگا کے سلسلے میں کچھ دشواریاں، کچھ الجھنیں بھی تھیں۔ وہ کنور جگا دھر سنگھ کی حیثیت سے مجھ سے ملا تھا اور انجلی کا باپ تھا۔ جے شری دیوی نے یہ بھی بتایا تھا کہ اگر کیول سانگا سے میری ملاقات ہو تو میں اسے یہ بتاؤں کہ انجلی اسے یاد کرتی ہے۔ اتنے سارے الجھاوے تھے کہ بعض اوقات دماغ پھٹنے لگتا تھا۔ ویسے میں نے فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ گھر واپس آ گئی اور کوئی خاص بات نہ ہوئی دن کو تقریباً ساڑھے بارہ بجے کے قریب کسی نے دروازہ کھولا اور روتو نے دروازہ کھول دیا۔ پھر اس نے مجھے اطلاع دی کہ میری کمپنی کا کوئی آدمی آیا ہے اور کمپنی کا یہ آدمی دیپ شرما کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔ میں نے فوراً ہی دروازے پر پہنچ کر دیپ شرما سے ملاقات کی اور ہنس پڑی۔ دیپ شرما سیلز مین کے لباس میں تھا اور اس کے شانے کے پاس الیکٹرانک بجلی کمپنی کا نیج لگا ہوا تھا۔

"آؤ اندر آ جاؤ۔ تم تو کافی بہروپیے ہو۔"

"بہت مہربانی ہے دیوی جی کہ آپ نے ایک سیلز مین کو اتنی عزت بخشی۔"

"میں جانتی ہوں تمہیں میرے لیے کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے۔"

"اسے کمال ہے آپ جانتی ہیں۔" دیپ شرما نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور میں اسے ڈرائنگ روم میں لے آئی وہ صوفے پر بیٹھ گیا پھر بولا۔

"آج کل تو آپ بہت اہم شخصیت بن چکی ہیں نجانے کتنے باڈی گارڈز آپ کا تعاقب کرتے رہتے ہیں۔"

"او ہ! دیپ تو کیا رانا پربت کے ہاں سے واپسی پر میرا تعاقب کیا گیا تھا۔؟"

"سو فیصدی کیا گیا تھا۔"

"کیا اس میں آئزن فیرک کے آدمی بھی شامل تھے۔؟"

"نہیں۔" دیپ شرما نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا۔

"ہوں! بہر طور آپ کی ہدایت کے مطابق دیپ شرما صاحب میں رانا پربت سے مل چکی ہوں اور رانا پربت میری طرف سے بظاہر مطمئن معلوم ہوتا ہے۔ میں نے آپ ہی کے حکم کے مطابق آئزن فیرک سے ہونے والی تمام گفتگو اسے بتا دی ہے اور اندازہ یہ ہوتا ہے جیسے اسے میری وفاداریوں پر یقین آ گیا ہے۔"

"احمق کہیں کا۔" دیپ شرما نے کہا۔

"مطلب۔؟"

"مطلب یہ کہ آپ کی وفاداری پر یقین کر رہا ہے حالانکہ آپ۔ آپ۔"

"دیپ شرما اب مجھے سنجیدگی سے یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ کمال ہے دیوی جی آپ ہر ملاقات پر یہی الفاظ میں مجھ سے یہ سوال کرتی رہی ہیں۔"

"الجھی ہوئی ہوں۔ پریشان ہوں۔"

"آپ کو پریشان ہونا بھی چاہیے یہ تو ظاہر ہے آپ کی پسندیدہ چیزیں کون آپ تک پہنچنے سے روک سکتا ہے؟ اور اگر صرف تھوڑی پریشانی ہے تو دیپ شرما کی یہ جرأت نہیں ہے کہ آپ کو تفریحات سے روکے؟ باقی رہا کسی حقیقی پریشانی کا سوال تو میرا خیال ہے اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔"

"تم اتنے وثوق سے کہہ رہے ہو۔ مجھ سے پوچھو۔"

"آپ سے کیا پوچھوں دیوی جی؟ آپ سے پوچھتا ہوں تو آپ جواب نہیں دیتیں۔" دیپ شرما نے کہا۔

"اب یہ بتاؤ کہ کیا کروں۔؟"

"بس کچھ نہیں دفتر سے چھٹی لے لیجیے اور اس کے بعد آئزن فیرک سے ملاقات کیجیے۔ آئزن فیرک جو پروگرام آپ کو پیش کرے اس پر عمل کر ڈالیے۔ رانا پربت مسلسل آپ کے پیچھے لگا رہے گا اور میرے خیال میں وہ آپ کا ایک مضبوط محافظ بھی۔"

"اور تم۔؟"

"میں۔ میرا کیا ہے دیوی جی؟ میرے لیے اگر کوئی ہدایت ہو تو فرما دیجیے ورنہ میں اس سلسلے میں اپنی کیا رائے پیش کر سکتا ہوں۔"

"تم کہاں ہو گے۔؟"

"بھگوان جانے آپ سے جدائی کے بعد میں کہاں ہوں گا۔" دیپ شرما نے کہا اور میں سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھ سے جدائی کیوں۔؟"

"اب دیکھیے نا اتنے دن سے جدا ہوں نا۔؟" دیپ شرما نے کہا۔

"نہیں دیپ شرما براہ کرم سنجیدگی سے بتاؤ کہ اگر میں فرانس پہنچ گئی تو تم۔؟"

"تو آپ سے پہلے میں پہنچ جاؤں گا۔"

"گڈ یہ ہوئی نا بات۔ تم کیسے جاؤ گے۔؟"

"میرا خیال ہے بذریعہ ہوائی جہاز جانا ہی مناسب ہے گا۔" دیپ شرما نے شرارت آمیز انداز میں کہا۔

"کب جاؤ گے۔؟"

"آپ کب تک روانہ ہو رہی ہیں۔؟"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ ہو سکتا ہے آئزن فیرک جانے

میں دیر لگادے۔"
"تو آپ فکر نہ کیجیے گا آپ کے روانہ ہوتے ہی میں بھی روانہ ہو جاؤں گا۔ یہ کون سا مشکل کام ہے۔"
"تم تیاریاں کرو۔ میں تمہارے بغیر وہاں نہیں جاؤنگی۔"
"ان الفاظ کے لیے شکریہ۔"
"اور فضول باتوں کے لیے تمہیں منع کیا جاتا ہے۔" میں نے کہا۔
"آپ کے حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ چلوں، کمپنی کو بھی جواب دینا ہے۔"
"یہ تم نے ڈھونگ کیا رچایا ہے۔۔؟"
"کیا آپ سے سیدھا ملنے چلا آتا۔۔؟"
"تم نے ہم لوگوں کا تعاقب کیا تھا۔۔؟"
"ظاہر ہے یہ تو میری ذمہ داری ہے اور پھر نجانے کب سے میں آپ کا تعاقب کر رہا ہوں۔ یہ دوسری بات ہے کہ آج تک آپ کو اس تعاقب کا اندازہ ہی نہیں ہو سکا۔" دیپ شرما نے جواب دیا۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔
"تو پھر تم سے ملاقات۔"
"بھگوان ہی کرائے گا سو ہو جائیگی۔" دیپ شرما نے ہنستے ہوئے کہا۔
"فون کرتے رہنا تاکہ میں تمہیں صورتِ حال سے آگاہ رکھوں۔"
"آپ بالکل فکر نہ کیجیے۔ میں آپ سے کسی بھی لمحے دور نہیں ہوں۔ جب بھی مجھ سے بات کرنی ہو۔ ذرا گردن جھکائیے اور بات کر لیجیے۔" دیپ شرما نے کہا اور اس کے بعد شرارت سے مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ یہ کمبخت۔ یہ کمبخت میرے دل کے دروازے کو چھو رہا تھا کیا اسے دل تک آنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ کیا میرے حالات اس کے متقاضی ہیں کہ میں زندگی کے ان لمحات سے بھی روشناس ہو سکوں۔ کیا میرا عورت ہونا ممکن ہے۔ حالات نے تو مجھے اس قابل نہیں چھوڑا تھا لیکن۔ لیکن۔ یہ دیپ شرما۔ یہ دیپ شرما نجانے کیوں میرے ذہن کے دروازوں کو کھول رہا تھا۔ یہ دروازے ابھی سختی سے بند رکھنا ہوں گے مجھے اگر میری ذات بھی کچھ نہ ہو تو کسی دوسرے کی ذات میں شامل ہونے سے کیا فائدہ؟ چنانچہ میں نے اس کے خیال کو ذہن سے جھٹک دیا اور اس کے بعد میرے سامنے خوشیاں۔ تنہائیاں یہی تمام چیزیں تھیں اور میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی تھی بہرطور زندگی کی ان نیکیوں سے لطف اندوز ہونے کا وقت بالکل نہیں تھا۔ مجھے اپنا کام جاری رکھنا تھا۔ اس کے بعد آرزن فیرک سے ایک اور ملاقات ہوئی۔ اور میں نے اپنی آمادگی کا مکمل طور سے اظہار کر دیا۔ آرزن فیرک نے بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کیا تھا پھر میں اپنی چھٹی کے لیے کوشش کرنے لگی۔ شکلا صاحب سے ملاقات ہوئی اور میں نے انہیں بتایا کہ میں کچھ عرصے کی چھٹی چاہتی ہوں۔ شکلا صاحب نے اس سلسلے میں مجھ سے تھوڑی سی گفتگو کی اور پھر مکمل تعاون کیا۔ وہ میری اس طویل چھٹی پر حیران تھے اور پوچھنے لگے تھے کہ آخر ایسی کون سی ضرورت ہے جس کے لیے میں یہ چھٹی چاہتی ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ بس کچھ ذاتی مصروفیات ہیں اور یہ چھٹی ضروری ہے چنانچہ میری چھٹی منظور ہو گئی اس کی اطلاع بھی آرزن فیرک اور بارن کو دے دی گئی تھی۔ آرزن فیرک مکمل طور سے تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ پھر ایک دن اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ آج سے تیسرے دن وہ پیرس فلائی کرنے کے لیے تیار ہے۔ مجھے پیشکش کی گئی کہ میں اس کے ہوٹل آ جاؤں۔ میرے لیے ایک کمرہ بک کر دیا جائے گا۔ میں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ دیپ کی یہ سب بے حد ضروری تھا راگنی آ گئی تھی اور اسے تھوڑی بہت تفصیلات بتا دی گئی تھیں۔ کم از کم وتو وغیرہ کے سلسلے میں۔ راگنی خود بیچاری پریشان ہو گئی تھی۔ میں نے اسے کسی نہ کسی طرح سمجھا کر کچھ عرصے کے لیے میں چھٹی لے رہی ہوں۔ باہر جا رہی ہوں۔ کچھ ذاتی کام آ پڑے ہیں۔ راگنی اس بات سے واقف تھی کہ میری زندگی میں بہت سے الجھاوے ہیں وہ بس ایک حد تک ہی میری ذات کی گہرائیوں میں اتری تھی۔ چنانچہ میں دیپ شرما سے تمام گفتگو کرنے کے بعد بالآخر اس ہوٹل میں منتقل ہو گئی جس میں آرزن فیرک موجود تھا۔ آرزن فیرک مجھ سے ملاقاتیں کرتا رہا اور پھر تیسرے دن وقت مقررہ پر میں آرزن فیرک اور بارن کے ساتھ ائیرپورٹ پہنچ گئی۔ ائیرپورٹ میری زندگی سے گہرا تعلق رکھتا تھا اور میں نے سینکڑوں بار جہازوں میں سفر کیا تھا لیکن آج نجانے کیوں دل دھڑک رہا تھا اور خون کی روانی تیز ہو گئی تھی۔ میں ایک مسافر کی حیثیت سے طیارے میں داخل ہوئی۔ بارن میرے ساتھ تھا آرزن فیرک بھی تھا۔ لیکن وہ ہم لوگوں سے الگ تھلگ سا محسوس ہو رہا تھا۔ میں جانتی تھی کہ یہ سب کچھ کسی منصوبے کے تحت ہے۔ ذہن میں بہت سے وسوسے تھے۔ گو اپنی روانگی کی اطلاع راناپرت کو دے چکی تھی۔ دیپ شرما کو بھی مکمل طور سے تفصیلات معلوم تھیں لیکن دونوں میں سے کوئی ائیرپورٹ پر نظر نہیں

آیا تھا۔ بہرطور طیارے نے رن وے چھوڑ دیا اور ہم پیرس کے لیے روانہ ہو گئی۔ بارن میرے ساتھ ہی سیٹ پر بیٹھا تھا ابھی تک میں اس کی شخصیت کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکی تھی۔ بہرطور یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ آرزن فیرک کا بیٹا ہے اور بہتر انسان نہ ہوگا۔ پیرس تک کا سفر بغیر کسی خاص واقعے کے گزر گیا تھا۔ آرزن فیرک نے یہاں بھی ہم سے علیحدگی ہی اختیار کر رکھی تھی۔ بارن نے ایک ٹیکسی لی اور یہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل چل پڑا جس میں شاید کمرے بک کرا لیے گئے تھے۔ فائیو اسٹار ہوٹل کی آٹھویں منزل پر برابر کے دو کمرے ہم لوگوں کو دیے گئے۔ میں اس بات سے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ ان لوگوں نے بہت زیادہ بے تکلفی ہونے کا مظاہرہ نہیں کیا تھا اور میرے لیے کمرہ علیحدہ بک کرایا تھا۔ میں اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔ دروازہ بند کر کے غسل وغیرہ سے فارغ ہوئی اور پھر ایک آرام کرسی پر بیٹھ کر پیرس کی دھندلائی ہوئی شام کا منظر دیکھنے لگی۔ میرے ذہن میں نجانے کیا کیا خیالات آ رہے تھے اور میں ماضی کی بہت سی داستانیں کریدنے لگی تھی اگر میری شناخت مجھے مل جائے اور میری زندگی کو کم از کم ایک ہی سہارا مل جائے میں کیا ہوں، کون ہوں؟ تو اس کے بعد میں زندگی کی تمام الجھنوں کو ترک کر کے کسی پُرسکون گوشے کو اپنا لوں گی۔ تنہا یا کسی کے ساتھ۔ اس کا فیصلہ تو بعد میں ہی کیا جا سکتا ہے لیکن کیا اس سلسلے میں مجھے کامیابی حاصل ہو جائے گی؟ بحیثیت ایک عورت کی حیثیت سے کیول سا لگا اور وہ رہائش گاہ بھی مجھے یاد تھی لیکن دیپ کا کہنا تھا کہ وہ اب اس رہائش گاہ پر موجود نہیں ہے اور بارن بھی مجھے اس بات کی اطلاع دے چکا تھا دیکھنا یہ تھا کہ اب اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے؟ ویسے ائیرپورٹ سے واپسی کے دوران بھی آرزن فیرک ہمارے ساتھ نہیں رہا تھا اور یہاں اس ہوٹل میں بھی صرف دو ہی کمرے تھے ہو سکتا ہے مصلحتاً آرزن فیرک نے ہم سے دور رہنا مناسب سمجھا۔ دیپ شرما کے بارے میں مجھے علم تھا کہ اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ پیسے اس کے پاس کافی موجود تھے اور ظاہر ہے پیرس تک کے سفر میں اسے کوئی دقت نہیں ہوئی ہوگی لیکن اب وہ مجھ سے رابطہ کیسے قائم کرے گا؟ میں نے تو اپنے آپ کو بارن کے حوالے کر دیا تھا لیکن جو کچھ کرنا تھا بارن ہی کو کرنا تھا یا آرزن فیرک کا نام بھی لیا جا سکتا تھا چنانچہ میں اطمینان سے بیٹھی رہی اور کافی وقت گزر گیا پھر رات کو بارن میرے کمرے میں آیا۔ بہت ہی عمدہ اور بہت خوبصورت سے لباس میں ملبوس تھا۔ کافی اسمارٹ نظر آ رہا تھا اندر آ کر وہ مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔
"ہیلو سہارنی دیوی جی آپ۔ آپ اسی انداز میں بیٹھی ہوئی ہیں۔؟"
"کیا مطلب مسٹر بارن۔؟"
"نیچے نہیں چلیں گی۔؟"
"کہاں نیچے۔؟"
"میرا مطلب ہے ہال میں۔ کھانا کہاں کھائیں گی آپ؟"
"یہیں اپنے کمرے میں۔"
"ارے نہیں ذرا نیچے چل کر تو دیکھیے نیچے کی فضا کس قدر خوبصورت ہے۔ آپ اچھل پڑیں گی۔"
"میں اچھلنا نہیں چاہتی مسٹر بارن۔"
"جی۔؟" وہ تعجب سے بولا۔
"اور نہ ہی مجھے فضاؤں سے دلچسپی ہے۔"
"لیکن دیوی جی نیچے چلنا تو ضروری ہے۔"
"کیوں۔؟ کیا آپ کے خیال میں نیچے کیول سا کوئی وجود ہے۔؟"
"نہیں یہ بات نہیں ہم۔ میرا مطلب ہے آپ کو اور مجھے آپ کو۔ میرا مطلب ہے ہم دونوں کو ایک دوسرے سے مکمل تعاون کرنا چاہیے۔"
"کس حد تک مسٹر بارن۔؟"
"نہیں۔ نہیں میرا مطلب یہ نہیں ہے یعنی دوستی کی حد تک۔"
"آپ میرے دوست ہیں۔؟"
"تو کیا آپ مجھے دشمن سمجھتی ہیں۔؟"
"نہیں، ہم صرف دو کاروباری ساتھی ہیں اور صرف کام کی باتوں کے علاوہ اور کسی چیز سے مجھے اور آپ کو دلچسپی نہیں ہونی چاہیے۔"
"کچھ سخت محسوس ہو رہی ہیں آپ۔ میرا خیال ہے کسی ذہنی پریشانی کا شکار ہیں آپ۔ بہرطور آپ کی مرضی میں آپ کو تنگ نہیں کر سکتا۔" بارن نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ میں مسکرا پڑی تھی احمق آدمی شاید زندگی کی دلچسپیوں سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔ لیکن یہ پتا نہیں ہے اسے کہ اس کا بھائی میرے ہی ہاتھوں موت کی وادیوں تک پہنچا ہے اور بارن کے لیے بھی یہ سب کچھ ہو جانا ناممکن نہیں ہے بہرطور اس نے اپنی حدود سے نکلنے کی ذرا برابر کوشش کی میں خاموشی سے بیٹھی رہی اور اس کے بعد رات ہو گئی روشنیاں جل گئیں

اور پھر رات کا کھانا میں نے اپنے ہوٹل ہی میں کھایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد لباس تبدیل کیا اور تھوڑی دیر ٹہلنے کے لیے نیچے اتر آئی۔ نیچے اتر کر میں ہوٹل کے لان کی طرف بڑھ گئی تاریک لان بہت پُرسکون تھا۔ اور اس کے گوشے سنسان نظر آ رہے تھے میں تھوڑی دیر تک چہل قدمی کرتی رہی۔ اس کے بعد اپنے ہوٹل میں واپس آ گئی۔ رات پُرسکون گزر گئی تھی۔ دوسرے دن ناشتا بھی میں نے اپنے کمرے ہی میں کیا۔ دس بجے کے قریب ہارن میرے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچا۔ کچھ روٹھا روٹھا سا تھا۔

"ہیلو بھارتی جی!"

"جی مسٹر ہارن!"

"کیا آپ باہر نکلنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتیں۔؟"

"نہیں نہیں کیوں نہیں کہیں چلنا ہے!"

"جی لباس تبدیل کر لیجیے!" میں نے اس سے وعدہ کیا کہ لباس تبدیل کر کے اس کے کمرے میں پہنچ رہی ہوں ہارن چلا گیا۔ میں نے لباس تبدیل کیا اور پھر ہارن کے دروازے پر دستک دی۔ وہ باہر نکل آیا اور خاموشی سے دروازہ کو تالا لگا کر میرے ساتھ لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔

"اب کہاں چلنا ہے۔؟"

"پیرس گردی کرنی ہے۔ معاف کیجیے گا آپ کو سیر کی زحمت برداشت کرنا پڑے گی ہمیں پیرس کی تفریح گاہوں کا رُخ کرنا ہے کیونکہ یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ کنور جگادر یعنی کیول سانگا اس رہائش گاہ پر موجود نہیں ہیں جہاں انہیں دیکھا گیا تھا!"

"یہ کنور جگادر سنگھ کون ہیں۔؟"

"کیول سانگا کا بدلا ہوا نام ہے!"

"اوہ! یہ آدمی کافی چالاک معلوم ہوتا ہے مسٹر ہارن!"

"جی ویری جی!" ہارن نے کہا اور مجھے لیے ہوئے ایک بہت خوبصورت کار تک پہنچ گیا۔

"یہ کار۔؟" میں نے سوالیہ نگاہوں سے ہارن کو دیکھا۔

"کرائے کی ہے!"

"اوہ اچھا۔ اچھا!" ہارن نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر عقبی دروازہ بھی کھول دیا تھا لیکن میں گھوم کر دوسری جانب گئی اور ہارن کے برابر کا دروازہ کھول کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ہارن کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے خوشی کے آثار نظر آئے اور پھر اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی ہم لوگ پیرس کی سڑکوں اور بازاروں میں گھومتے رہے۔ اس سیر گشت کا مقصد کیا تھا، بظاہر یہ بات صرف اسی حد تک سوچی جا سکتی تھی کہ ہارن کو کیول سانگا کی تلاش ہے لیکن کیا اس طرح سڑک گردی کرنے سے کیول سانگا ہم تک پہنچ جائے گا؟ ویسے مجھے اس بات کا بھی خدشہ تھا کہ اگر کیول سانگا نے مجھے ہارن کے ساتھ دیکھ لیا تو ہو سکتا ہے وہ میرے قریب آنے کی کوشش نہ کرے یا پھر اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ کیول سانگا مجھ سے اپنے طور پر ملاقات کرے۔ میں بہت سی باتیں سوچتی رہی۔ ہوٹل کے سیر گاہیں اور دوسرے تفریحی مقامات دیکھے گئے اور پھر رات کو ہارن نے ایک اور کوشش کی اس نے ایک کیبرے ہوٹل کے سامنے کار روک دی۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور وہ کسی قدر بوکھلا سا گیا تھا۔

"میرا مطلب۔ یہ ہمارے پروگرام میں شامل تھا!" اس نے کہا۔

"لیکن یہ میرے پروگرام میں شامل نہیں ہے!" میں نے جواب دیا۔

"میں سمجھا نہیں بھارتی!"

"یہ جگہ ایسی نہیں ہے مسٹر ہارن جہاں خوشی سے بیٹھا جا سکے!"

"لیکن دیوی جی!"

"نہیں مسٹر ہارن یہاں سے واپس چلیے۔" چنانچہ میں نے کہا اور ہارن عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"تو آپ یہ چابی لیجیے اور واپس چلی جایئے۔ میں تو یہاں کچھ وقت گزاروں گا!"

"مجھے اعتراض نہیں ہے!" میں نے ہارن سے کار کی چابی لے لی اور ہارن خاموشی سے کھڑا مجھے دیکھتا رہا میں کار میں بیٹھ کر واپس چل پڑی تھی۔ دل ہی دل میں، میں نے بے شمار گالیاں دے ڈالیں منحوس۔ صورت حرام کہیں کا خواہ مخواہ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بہتر ہے ڈیئر ہارن تم میرے ہاتھوں مارے نہ کھاؤ۔ کار کو واپس لا کر میں نے لاک کیا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی لیکن ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں مجھے یہ احساس ہو گیا تھا کہ کمرے میں میرے علاوہ بھی اور کوئی موجود ہے اور میں چونکی ہو گئی۔ دوسرے لمحے میں نے روشنی جلائی اور کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ ایک صوفے پر دلیپ شرما پُر اطمینان انداز میں بیٹھا ہوا تھا میرے حلق سے بے اختیار ایک مست بھری چیخ نکل گئی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"تم۔ بدروح۔ تم اس بند کمرے میں کیسے گھس آئے ہو؟"

میں نے اس کے قریب پہنچ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"آپ نے خود ہی اس کا فیصلہ کر لیا میڈم!"

"کیسا فیصلہ۔؟"

"بدروحوں کو ایسے کاموں میں مشکل نہیں ہوتی!"

"بتاؤ کیسے آئے اندر۔؟" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے دیواروں سے گزر جانے کا علم آتا ہے!" میں نے کھڑکیاں وغیرہ دیکھیں سب بند تھیں۔ پھر میں صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کون سے ہوٹل میں ہو۔؟"

"بٹوین!"

"کمرہ نمبر۔؟"

"سات سو تینتالیس!"

"اسی ہوٹل میں آ جاؤ!"

"فکر نہ کریں میڈم۔ سب ٹھیک ہے!"

"کوئی خاص بات۔؟"

"کنور جگادر اب وہاں نہیں ہے!"

"ہاں مجھے معلوم ہے!"

"رانا پربت ساسکن ویل نامی عمارت کے فلیٹ نمبر آٹھ میں مقیم ہے اس نے چھ سات مقامی لوگ پال رکھے ہیں جو نظر تاک رکھتے ہیں ان سے کئی ملاقاتیں ہوئی ہیں!"

"گڈ۔ یہ کام کی بات ہے!"

"دو آدمی مسلسل آپ کے اور ہارن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور پورا دن آپ کے ساتھ رہے ہیں!"

"ویری گڈ۔ کیا یہ رانا کے آدمی ہیں۔؟"

"اسی بات کا امکان ہے!"

"آرٹن فیرک کہاں ہے۔؟"

"اسی ہوٹل کی نچلی منزل میں!" دلیپ شرما نے کہا اور میں تحسین آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تمہاری کیا خاطر کروں۔؟"

"اس کھڑکی سے نیچے دھکیل دیجیے!" دلیپ شرما نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں۔؟"

"اس لیے کہ آپ مجھے بہت خوبصورت لگ رہی ہیں!"

"بکواس!" میں جھینپ گئی۔ دلیپ شرما نے عجیب سی شکل بنا کر کہا اور پھر بیٹھ گیا۔ میں چند لمحات خاموش رہی اور جب وہ بھی کچھ نہ بولا تو میں نے کہا۔

"یہ باتیں کرنے کے لیے تم نے اتنی زحمت کیوں کی تھی؟"

"تو پھر مجھے کیا باتیں کرنی چاہئیں میڈم!" اس نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ تم یہاں آئے کیسے۔؟"

"ارے۔ ارے۔ یہ موضوع تو ختم ہو گیا تھا تاہم آپ ضد کر رہی ہیں تو یہ دیکھیے یہ ماسٹر کی ہے میرے پاس اور یہ میری بہت سی مشکلات کا حل ہے!"

"خدا کی پناہ۔ ہر فن میں استاد ہو۔؟"

"سوائے ایک فن کے!" اس نے کہا اور میں نے اس سے اس فن کے بارے میں نہیں پوچھا تھوڑی دیر خاموشی سے گزر گئی پھر میں نے کہا۔

"دلیپ ایک بات بتاؤ۔ اگر کنور جگادر سنگھ یا کیول سانگا ہمیں مل جائے تو ظاہر ہے آرٹن فیرک بھی چاہے گا کہ میں اس سے مل بیٹھوں اور میرے خیال میں یہ بات لانبرٹ کے لیے بھی ناخوشگوار نہ ہوگی۔ میرا خیال ہے وہ بھی مجھے یہی مشورہ دے گا اور پھر ظاہر ہے میں ان کے احکامات پر عمل کروں گی۔ لیکن کیول سانگا سے میرا کیا رویہ ہونا چاہیے؟"

"کیا ہم نے اس موضوع پر پہلے گفتگو نہیں کی تھی بھارتی۔؟"

"کہاں کی ہے۔ ذہن تنی اُلجھنوں کا شکار رہتا ہے کہ بہت سی باتیں ذہن میں آتی ہی نہیں!"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ میں آپ کا کمپیوٹر موجود ہوں، اپنی یادداشتیں مجھے فیڈ کر دیں سب ٹھیک ہو جائے گا!"

"تو مسٹر کمپیوٹر اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔؟"

"یہ چین چلتی رہنی چاہیے بھارتی جی، سب ایک دوسرے کے شناسا ہوں تو کیا حرج ہے!"

"مطلب۔؟" میں نے سوال کیا۔

"فرض کیجیے کیول سانگا آپ کو مل جاتا ہے تو اس کے بعد آرٹن فیرک یہی چاہے گا کہ آپ کیول سانگا تک پہنچ جائیں، ویسے یہ بات بھی میرے ذہن میں چبھ رہی ہے کہ کیول سانگا نے پہلی ملاقات میں آپ کو نظر انداز کیوں کر دیا تھا!"

"نظر انداز کہاں کیا تھا!"

"میرا مطلب ہے وہ اپنے اصل موضوع پر کیوں نہیں آیا تھا بلکہ اس نے کسی بھتیجی کا سہارا کیوں لیا تھا؟"

"ہاں۔ سوچنے کی بات ہے۔"

"اور اس کے بعد اس نے آپ کو جانے بھی دیا۔ مطلب یہ کہ اس نے آپ کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش نہیں کی تھی تو کیا اب جب آپ اس سے ملاقات کریں گی تو وہ ایسی کوئی کوشش کرے گا؟"

"ہوسکتا ہے نہ کرے۔"

"اس کی وجہ۔۔؟"

"ظاہر ہے، میں نہیں جانتی۔"

"تو پھر آپ خود کیا کریں گی۔۔؟"

"جہاں تک میرا خیال ہے، میں کیول سانگا سے رابطہ قائم کروں گی۔ آزن فیرک کے مسئلے کو سامنے رکھنا پڑے گا اور میں آزن فیرک کی ہدایت کے مطابق کام کروں گی۔"

"بالکل۔ بالکل۔ لیکن در پردہ آپ کو ایک کام اور کرنا پڑے گا دیوی جی۔"

"وہ کیا۔۔؟"

"کیول سانگا کو ان دونوں کی حقیقت بتا دیں اور اپنے بارے میں بھی تفصیلات بتا دیں اور کہہ دیں کہ انہوں نے آپ کو اپنا آلۂ کار بنالیا ہے۔"

"اوہ۔ مائی گاڈ کتنا لمبا فراڈ ہوگا یہ۔۔؟"

"نہیں زیادہ لمبا نہیں ہے۔ ابھی تو آپ کو اور بھی نجانے کیا کیا کرنا پڑے گا۔"

"تو کیول سانگا کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ میں اس کی بھتیجی نہیں ہوں بلکہ اس نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔"

"بھارتی جی آپ ذرا طریقے سے یہ ساری باتیں اس سے کریں۔"

"گویا مجھے اس سے اپنے آپ کو چھپانا نہیں ہے۔"

"اصول کے مطابق مناسب نہیں ہوگا۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے میں تمہاری ہدایت پر عمل کروں گی۔"

"آہ۔ کاش۔ آپ میری ہدایت پر عمل کریں۔۔؟"

"کر تو رہی ہوں۔ پتا نہیں مجھ سے کیا شکایت ہے۔۔؟"

"نہیں۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" دیپ شرما نجانے کیوں ایک دم سنجیدہ ہوگیا پھر اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"اب اجازت۔۔؟"

"کہاں جاؤ گے۔۔؟"

"اپنے ہوٹل۔"

"ہوں ٹھیک ہے پھر ملاقات۔۔؟"

"یہ ٹیلیفون نمبر رکھ لیا ہے آپ نے میرا کوئی اہم بات ہو تو اطلاع دے دیجیے ورنہ میں خود ہی آپ سے رابطہ قائم کر لوں گا۔"

"تم تو روح کی طرح میرے پیچھے لگے رہو گے۔"

"روح کی طرح نہیں سائے کی طرح۔"

"ایک ہی بات ہے۔"

"نہیں۔ زندہ اور مُردہ کا فرق ہے۔" دیپ شرما نے جواب دیا اور میں ہنسنے لگی بہرحال اس نے دروازہ کھول کر تھوڑی سا باہر جھانکا اور اس کے بعد غڑاپ سے باہر نکل گیا میں تیزی سے دروازے کے پاس آئی تو میں نے حیرت سے دیکھا کہ وہ راہداری میں موجود نہیں تھا۔ واقعی دیپ شرما ایک چھلاوے کی حیثیت رکھتا تھا اور اور۔ نجانے کیوں اس پر پیار سا آرہا تھا۔ بڑی ہی اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک تھا اور خوش قسمتی سے مجھے مل گیا تھا۔ اور پھر اس کی باتیں، ہر بات ایک ہی جانب اشارہ کر رہی تھی لیکن ابھی میں اس اشارے کا کوئی جواب نہیں دے سکتی تھی۔ دوسرے دن صبح بارن سے ملاقات ہوئی ہنستا مسکراتا میرے کمرے میں آگیا تھا۔ کل کی بدلگی کا کوئی احساس اس کے چہرے سے نہیں ہو رہا تھا۔

"کتنی دیر میں نکلیں گی مس بھارتی۔۔؟"

"جب آپ کہیں مسٹر بارن۔"

"تو پھر ایک گھنٹے کے اندر اندر تیار ہو جایے۔ آج ذرا مختلف علاقوں کی سیر کرنا ہوگی۔"

"مسٹر بارن۔ سیر کا لفظ آپ نے غلط استعمال کیا ہے۔"

"میری مراد لینے کا ہے بھارتی جی۔"

"ہاں۔ یہ لفظ ہی زیادہ موضوع ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہم اس طرح بہت زیادہ وقت ضائع نہیں کر سکتے۔۔؟"

"جی جی میں سمجھ رہا ہوں۔" بارن نے جواب دیا اور پھر میری طرف سے کوئی توجہ نہ پاکر واپس چلا گیا۔ میں تیار ہوگئی اور مقررہ وقت پر بارن کے ساتھ باہر نکل آئی آج بھی پیرس کے مختلف حصوں کی سیاحت کی گئی دوپہر کا کھانا ساتھ کھایا گیا میری نگاہوں نے بار بار دیپ شرما کو تلاش کیا لیکن کہیں اس کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ میں جانتی تھی کہ وہ مجھ سے غافل نہیں ہوگا لیکن بہت ہی ہوشیار آدمی تھا نجانے اس نے یہ صلاحیتیں کہاں سے حاصل کی تھیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں سب کچھ جاننے کے باوجود میں یہ بات نہیں جان سکی تھی کہ وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر اور ایسے کاموں

میں اتنا ایکسپرٹ کیوں ہے۔ بہرطور آج کا دن بھی کسی خاص کامیابی کا حامل نہیں رہا تھا۔ بارن کی کیفیت عجیب تھی وہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ مجھ سے دوستانہ مراسم قائم کرے ظاہر ہے جس نسل کا باشندہ تھا اس میں یہ سب کچھ معیوب نہیں تھا۔ لیکن میں نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر ذرا بار بھی پٹڑی سے اترا تو ایسا چھٹی کا دودھ یاد دلاؤں گی کہ مرتے دم تک یاد رکھے گا۔ رات کو ہم لوگ واپس آگئے۔ پورے دن کی تھکن ذہن پر سوار تھی بارن نے آج بھی پیشکش کی کہ میں اس کے ساتھ نیچے ڈائننگ ہال میں چلوں لیکن میں نے اس کی پیشکش سرد مہری سے مسترد کر دی تھی بارن نیچے ہال میں مقامات کے تعزیباً ساڑھے دس بجے تھے میں رات کا کھانا کھانے کے بعد ایک رسالے کی ورق گردانی کر رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور میرے طلب کرنے پر آزن فیرک اندر داخل ہوگیا اسے دیکھ کر میں سنبھل گئی تھی اس دوران آزن فیرک پہلی بار میرے پاس آیا تھا اور اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"ہیلو بھارتی کیا حال ہے۔۔؟"

"ٹھیک ہوں مسٹر فیرک۔ آپ سنایئے۔"

"جو کام تم نوجوان لوگ نہ کر سکے وہ میں نے کر دکھایا۔" آزن فیرک نے کہا۔

"کیا۔۔؟" میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میں نے کیول سانگا کا پتا چلا لیا ہے۔" آزن فیرک نے کہا اور میں سنسنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی میں نے منہ سے کچھ نہیں کہا تھا۔ چند لمحات کے بعد آزن فیرک پھر بولا۔

"وہ لیکن لیک کے قریب ایک خوبصورت کاٹیج میں رہتا ہے اور کنور جگادر کے نام سے مشہور ہے۔"

"ویری گڈ۔ آپ نے واقعی کمال کیا مسٹر آزن فیرک آپ کو یقین ہے کہ آپ کا اندازہ درست ہے۔۔؟"

"سو فیصدی یقین ہے۔ میں اپنا کمال دکھا چکا ہوں اور اب تمہارا کمال شروع ہوتا ہے بھارتی۔"

"آپ اطمینان رکھیں میں بھی اپنا کمال دکھانے کے لیے تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ آزن فیرک کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

چالاک بوڑھا گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اور میں خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ اسی طرح خیالات میں گم رہا پھر اس نے کہا۔

"تم نے کچھ سوچا بے بی۔"

"کیا اس بارے میں مجھے سوچنا ہے مسٹر آزن فیرک؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں میرا مطلب ہے اس سے کس طرح ملا جاسکتا ہے۔۔؟"

"اس سلسلے میں آپ مجھے بتائیں گے۔ ظاہر ہے میں ان معاملات میں مہارت نہیں رکھتی۔" میں نے جواب دیا اور آزن فیرک پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر بولا۔

"میرے ذہن میں کچھ خیالات ہیں۔"

"مثلاً۔"

"یہ بات تو طے ہے کہ وہ تمہیں پہچانتا ہے۔ ظاہر ہے اگر وہ ڈائری میں اسی طور پر دلچسپی لے رہا ہے جس طرح ہم لوگ تو پھر اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمہارا اصلی صورت آشنا ہو۔"

"ہاں۔ اس بات کے امکانات تو ہیں۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے ملو تو کہیں وہ اسے کوئی سازش تصور نہ کرے۔"

"تو پھر اس کے لیے کیا حل ہوسکتا ہے۔۔؟" میں نے سوال کیا اور آزن فیرک گہری سوچ میں ڈوبا رہا پھر اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے تمہیں اس سے مل لینا چاہیے۔ اب یہ تمہاری مہارت پر منحصر ہے کہ تم اس سے اس انداز میں ملو گی جیسے اس تک پہنچنے میں تم نے کوئی تگ و دو نہیں کی میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔"

"کیا۔۔؟"

"تم انڈین ہو۔"

"ہاں پھر؟"

"اور وہ بھی انڈین ہے۔"

"ہے۔ آگے بولیے مسٹر آزن فیرک۔" میں نے کہا۔

"جب دیارِ غیر میں دو اجنبی ملتے ہیں تو اُن کے درمیان کافی یگانگت ہوتی ہے۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم کسی ایسے واقعے کے تحت اس سے ملو جس سے تمہیں اس کی قربت نصیب ہو جائے۔"

"وہ واقعہ کیا ہوسکتا ہے؟"

"اسی سلسلے میں کوئی بہتر طریقہ کار سوچ رہا ہوں۔ میں بہت جلد بارن کو اس کی نگرانی پر معمور کیے دیتا ہوں جلدی نہیں ہے ہم کوئی بہتر موقع تلاش کر کے اس سے ملاقات کا ذریعہ پیدا کریں گے۔"

"جس طرح آپ مناسب سمجھیں ویسے میں آپ کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"ہوں شکریہ بےبی۔ بہت بہت شکریہ یقینی طور پر تم میرے لیے کام کر رہی ہو اور میں تمہارے لیے۔ اور اس میں ہم دونوں ہی کا فائدہ ہے۔"

"اب فائدے نقصان کی بات درمیان سے جانے دیں مسٹر آرزن فیرک، میں آپ کے اشارے پر اتنا طویل سفر طے کر کے اور اتنے انتظامات کر کے یہاں پہنچی ہوں تو ظاہر ہے آپ سے تعاون ہی مقصود تھا۔"

"میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور اس کے لیے میں تمہارا شکر گزار ہوں جو ذمہ داریاں تم نے میرے سپرد کر دی ہیں انہیں پورا کرنا اب میرا کام ہے۔"

"یہ بات بھی آپ کئی بار کہہ چکے ہیں، ان تمام باتوں کو سوچنے کے بجائے صرف یہ سوچیے کہ ہم کیول سانگا سے کیسے ملاقات کر سکتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے ہمیں لیکسن لیک کا جائزہ لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہاں پہنچ کر کوئی بہتر صورت حال سمجھ میں آ جائے۔"

"جس طرح آپ پسند کریں۔"

"تو پھر آج تو رہنے دیتے ہیں لیکن کل تم میرے ساتھ لیکسن لیک چلو گی۔" میں نے اس بات پر آمادگی کا اظہار کر دیا تھا بہرطور آرزن فیرک سے ملاقات کے بعد میں کافی بے چین ہو گئی تھی۔ اب میں یہ سوچ رہی تھی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے ظاہر ہے دلیپ شرما اس بات سے واقف نہیں ہوگا کہ کنور جگادھ سنگھ یا کیول سانگا اس وقت کہاں مقیم ہیں۔ دلیپ شرما کو اس بارے میں بتانا بھی بے حد ضروری تھا۔ میں کافی دیر تک ان خیالات میں گم رہی اور اس کے بعد میں نے آخری فیصلہ کیا اور پھر ٹیلی فون کی جانب بڑھ گئی۔ ٹیلی فون پر میں نے وہی نمبر ڈائل کیے جو دلیپ شرما نے مجھے دیے تھے اور فوراً ہی اس سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔"

"دلیپ، میں بول رہی ہوں۔"

"کمال ہے یہ کہنے کی ضرورت کیا تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"کیا میری ناک خراب ہے کہ میں ٹیلی فون پر آپ کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔" میں ہنسنے لگی۔ پھر میں نے کہا۔

"سنجیدگی تو تمہیں چھو کر نہیں گئی۔"

"ہو سکتا ہے۔ ویسے مجھے چھونے کے لیے کسی مونث کو اجازت نہیں ہے۔"

"کیوں؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لیے کہ میرے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔"

"کس کے نام؟"

"بتاؤں گا تو ناراض ہو جائیں گی۔"

"ہاں۔ ہاں میں جانتی ہوں کہ تمہارے پاس فضول باتوں کے لیے بہت وقت ہوتا ہے، لیکن میں اس وقت کوئی فضول بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"یوں لگتا ہے میڈم جیسے آپ نے یہ جملہ رٹ لیا ہے۔ میں نے جب بھی دل کی بات کہی آپ نے اسے فضول قرار دے دیا۔"

"وہ ہوتی ہی فضول بات ہے۔"

"خیر خیر اب آپ کام کی بات کیجیے۔"

"تمہارا اندازہ بالکل درست تھا۔"

"آہ کاش آپ کے بارے میں بھی میرا اندازہ بالکل درست ہوتا۔"

"دلیپ۔" میں نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ یس میڈم، میں سن رہا ہوں آپ براہ کرم اتنی زور سے نہ چیخیں کہ میرے کان کا پردہ خراب ہو جائے۔"

"اس کا پتا چل گیا ہے۔"

"گڈ، ویری گڈ۔ کس نے پتا چلایا ہے؟"

"آرزن فیرک نے۔"

"ہوں۔ کیا پتا ہے براہ کرم نوٹ کرا دیجیے۔"

"لیکسن لیک میں وہ ایک کاٹیج میں رہتا ہے۔"

"نوٹ کر لیا۔ آئندہ کیا پروگرام ہے؟"

"ابھی کچھ طے نہیں ہوا، ہو سکتا ہے کل ہم یعنی میں اور آرزن فیرک وہاں جائیں۔"

"ضرور جائیے۔ لیکن اس سے ملاقات کا کیا طریقہ کار طے کیا ہے آپ نے۔"

"اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا لیکن آرزن فیرک چاہتا ہے کہ کسی اتفاقی حادثے کے تحت میں

اس سے ملاقات کروں۔"

"اور ظاہر ہے وہ اتفاقی حادثہ نہیں ہوگا کیونکہ کیول سانگا آپ کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔"

"ہاں میں سوچ رہی ہوں، خاصہ لمبا فراڈ کرنا پڑے گا کوئی اور ترکیب نہیں ہو سکتی۔"

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔" دلیپ شرما نے سنجیدہ پن سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ترکیب آپ کو آرزن فیرک بتائے گا اب یہ ترکیب بتانے کے لیے میں ہی تو نہیں رہ گیا۔"

"بھئی دلیپ ہر وقت ستانا ٹھیک نہیں ہوتا۔ میں تم سے سنجیدگی کی درخواست کرتی ہوں مجھے بتاؤ اب اس سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"لگتا ہوں کا انداز بدلیے لہجے میں مٹھاس پیدا کیجیے میں سنجیدہ ہو جاؤں گا۔"

"تمہاری سنجیدگی کی بات نہیں کر رہی اب میں فون بند ہی کر دوں گی۔" میں نے کہا اور وہ ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"فی الحال آپ آرزن فیرک کی ہدایت پر عمل کریں۔ گڈ بائی۔"

فون بند کرنے کے بعد میں دیر تک خیالات میں الجھی رہی پھر اچانک بُری طرح چونک پڑی۔ ایک اہم بات ذہن سے نکل ہی گئی تھی۔ اس سلسلے میں مجھے رانا پربت کو بھی تو اطلاع دینا تھی اور یہ بات میں نے دلیپ شرما سے نہیں پوچھی کہ اس بارے میں، میں کیا کروں اگر آرزن فیرک کے ساتھ میں کنور جگادھ سنگھ تک پہنچ گئی اور آرزن فیرک نے میرے ذریعے کچھ کر لیا تو رانا شک و شبہے کا شکار ہو جائے گا جبکہ یہ بات اصول کے خلاف تھی اپنے طور پر میں بےبس رہی اور پھر میں نے دل میں سوچا کہ میں دلیپ شرما کی کس قدر محتاج ہو گئی ہوں ہر معاملے میں اس سے مشورہ لینا چاہتی ہوں اس خیال سے میں چند لمحات کے لیے کھو گئی۔ یہ دلیپ شرما آخر کون سے راستے سے مجھ تک آ رہا ہے اور اب میں اس کے لیے اس قدر سنجیدہ کیوں ہو گئی ہوں یہ تو مناسب نہیں ہے مجھے تو خود اپنی ذات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں اور میں ان معاملات میں الجھتی جا رہی ہوں، نہیں دلیپ شرما یہ مناسب نہیں ہے یہ سب کچھ مناسب نہیں ہے میں کسی بھی قیمت پر تمہیں دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی، بجائے میرا مستقبل کیا ہو، بجائے میں کن حالات میں زندگی گزاروں ایسی صورت میں اگر میں تمہیں دھوکے میں مبتلا کروں تو یہ مناسب نہیں ہوگا تم بہت اچھے انسان ہو دلیپ شرما لیکن لیکن اب مجھے سنبھلنا پڑے گا۔ میں اپنے اندر جو تبدیلی پا رہی ہوں وہ میری ذات کے لیے مناسب نہیں ہے۔ بہت دیر تک میں اپنے آپ سے باتیں کرتی رہی اور اس کے بعد میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر دل میں فیصلہ کیا کہ دلیپ شرما کے ساتھ اب اپنا رویہ بالکل تبدیل کرنا پڑے گا اور رانا پربت کو اس بارے میں اطلاع دینا ضروری ہے ہوٹل کے فون کے بارے میں اب مجھے کوئی شک و شبہ نہیں رہا تھا تو میں اس پر آزادی سے گفتگو کر سکتی تھی چنانچہ میں نے رانا پربت کا ٹیلی فون نمبر ڈائل کیا اور تھوڑی دیر کے بعد رانا پربت سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ایک ایئر ہوسٹس بول رہی ہے۔" میں نے کہا۔

"ہیلو بےبی کیسے مزاج ہیں۔" رانا پربت کی آواز میں وہی چستی اور مستعدی تھی۔

"ایک اہم اطلاع دینی ہے آپ کو ٹیلی فون پر کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟"

"بالکل نہیں بے دھڑک اطلاع دو میں تمہارا فون چیک کر چکا ہوں۔"

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔؟"

"میرا مطلب ہے تمہارا فون کہیں سے بھی ٹیپ نہیں کیا گیا ہے۔" ایک لمحے کے لیے میں دہشت زدہ سی ہو گئی تھی میرے ذہن میں معاً یہ خیال گزرا کہ کہیں رانا پربت نے خود ہی تو میرا ٹیلی فون ٹیپ نہیں کر لیا میں چند لمحات ساکت رہی اور پھر رانا پربت کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو بےبی خاموش کیوں ہو گئیں۔؟"

"نہیں سوچ رہی تھی۔"

"کیا۔؟"

"یہی کہ آپ ہر طرح سے احتیاط رکھ رہے ہیں۔"

"یوں سمجھو بےبی بس اس وقت احتیاط ہی ہمیں زندہ رکھ سکتی ہے۔" رانا پربت نے جواب دیا۔

"تو آپ کو اور بہت سی معلومات بھی حاصل ہوں گی۔"

"مثلاً؟"

"مثلاً یہ کہ مطلوبہ شخصیت ہمیں مل گئی۔"

"اوہ گڈ۔ نہیں مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم بےبی اور اگر تم اس سلسلے میں کوئی نشاندہی کر رہی ہو

تو میں سمجھتا ہوں کہ آج کے دن کا سب سے قیمتی کام کر رہی ہو۔"

"اس لیے میں نے فون کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"مطمئن رہو اس طرف سے بالکل مطمئن رہو۔" رانا پربت نے جواب دیا۔

"کیا آپ نے میرا فون ٹیپ کیا ہوا ہے۔؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس کی ضرورت نہیں تھی۔" رانا پربت بولا اور میں گہری سانس لے کر گردن ہلانے لگی رانا پربت نے پھر کہا۔

"ہاں جے ایل کیا پتا چلا اس کے بارے میں۔؟"

"آپ اس کا پتا نوٹ کر لیجیے۔"

"ہاں ضرور بے شک بتاؤ۔"

"نیلسن لیک وہ وہاں کسی کاٹیج میں رہتا ہے۔"

"اوہ گڈ ویری گڈ تو پھر تم اس تک نہیں پہنچیں؟"

"آج نہیں کل یہ کام کرنا ہے وہ بھی اگر آزن فیرک اس سلسلے میں قدم آگے بڑھائے تو۔"

"ہوں۔ کل کس وقت جاؤ گی۔؟"

"کسی بھی وقت جا سکتی ہوں۔"

"خیر اس کی مجھے کوئی پروا نہیں ہے میرا مطلب ہے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے تم اطمینان رکھنا میں تمہارے ساتھ ہوں گا پھر اب پروگرام کیا ہے۔؟"

"آزن فیرک کا کہنا ہے کہ میں اس سے ملاقات کر لوں اس ملاقات کے لیے اس نے کیا ذریعہ منتخب کیا ہے یہ میں نہیں جانتی لیکن وہ کہتا ہے کہ میں خود ہی کیوں سانگایا جگا ورنگ سے مل بیٹھوں۔"

"کیا اس میں ایک الجھن نہیں ہے جے ایل۔؟"

"کیا۔؟"

"کیا وہ تمہیں نہیں پہچانتا ہوگا۔؟"

"میرے ذہن میں بھی یہی بات ہے۔"

"آزن یہ بات نہیں جانتا۔؟"

"جانتا ہے۔"

"پھر۔؟"

"اس کے باوجود وہ چاہتا ہے کہ میں اس سے ملاقات کر لوں۔"

"ٹھیک چاہتا ہے تمہیں اس سے ملاقات کر لینی چاہیے ہم اس پر اس کا رد عمل دیکھیں گے۔"

"آپ بھی رانا صاحب۔؟"

"ہاں بھئی میں کیوں نہیں۔؟"

"نہیں میرا مطلب تھا کہ نہیں یہ معاملہ کچھ الجھ نہ جائے اگر آزن فیرک کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ میرا آپ سے کوئی رابطہ ہے تو ہو سکتا ہے وہ مجھے قتل ہی کر دے۔" جواب میں میں نے رانا پربت کا قہقہہ سنا تھا۔

"تمہیں قتل کر کے آزن فیرک اپنی زندگی کا سب سے اہم مقصد کھو دے گا۔ بہر حال تم اس بارے میں فکر نہ کرو اور اپنا کام جاری رکھو میں ہزار آنکھوں سے تمہاری نگرانی کر رہا ہوں۔" رانا پربت نے کہا۔ پھر اس نے بھی فون بند کر دیا میں فون بند کر کے خیالات میں کھو گئی تھی۔ حالات نے ایک سنسنی خیز رخ اختیار کر لیا تھا اور یہ سب کچھ ادھورا تھا لیکن اس کے پس پشت دیپ شرما ہی ڈور ہلا رہا تھا۔ اس کا مجھے بخوبی اندازہ تھا۔ میں نے بھی خود کو پرسکون کر لینا ہی مناسب سمجھا۔

دوسرے دن میں آزن فیرک کے ساتھ باہر نکل گئی بارن پچھلی رات سے ہی مجھے نہیں ملا تھا نجانے وہ کہاں گم ہو گیا تھا۔ ہم دونوں پیدل چل پڑے۔ دن چمکدار تھا اور پیرس کی رونق عروج پر تھی۔ آزن فیرک ورنگ میرے ساتھ تھا ایک پُر رونق بازار میں آوارہ گردی کر رہا اور اندازہ لگا رہا تھا کہ کوئی ہماری نگرانی تو نہیں کر رہا کافی دیر تک وہ بازار میں رہا پھر ایک فٹ پاتھ پر آ کھڑا ہوا۔ چند لمحات ہی گزرے تھے کہ گہرے نیلے رنگ کی ایک لمبی کار فٹ پاتھ کے پاس رکی اور میں چونک پڑی ڈرائیونگ سیٹ پر بارن موجود تھا۔

"آؤ۔" آزن فیرک نے کہا اور عقبی دروازہ کھول دیا اور میں بادل نخواستہ کار میں بیٹھ گئی۔ فیرک میرے ساتھ ہی بیٹھا تھا اور ہمارے بیٹھتے ہی بارن نے کار آگے بڑھا دی تھی۔ "کیا پوزیشن ہے۔؟"

"سب ٹھیک ہے ڈیڈی۔"

"تم نے اندازہ لگا لیا ہے۔؟"

"ہاں ڈیڈی۔"

"گڈ۔" فیرک نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ "بارن کی ڈیوٹی لگائی تھی میں نے کہ وہ ہمارے اطراف سے باخبر رہے۔"

"کام بہت عمدگی سے ہو رہا ہے۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ نیلسن لیک کا علاقہ میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ نیلسن لیک ایک خوبصورت جھیل تھی جس کے اطراف ایک ہی طرز کے خوبصورت کاٹج بنے ہوئے تھے ان کاٹجز کے سامنے چھوٹے چھوٹے باغیچے

بنے ہوئے تھے جن میں یوکلپٹس کے درختوں کی بھرمار تھی۔ اکثر مکانات کے درختوں کے عکس جھیل میں نظر آتے تھے۔ اور ماحول بے حد دلکش لگتا تھا۔

کار اس علاقے میں داخل ہو گئی اور پُر پیچ راستے طے کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ پھر اچانک آزن فیرک کے منہ سے نکلا۔ "اوہ! مائی گاڈ، یہ کیا ہے۔؟"

میں چونک پڑی اور میں نے تعجب سے کہا۔ "کیا بات ہے مسٹر آزن فیرک۔؟"

"وہ۔ وہ۔ بارن رفتار سست کرو۔" فیرک بولا اور میں نے آزن فیرک کے اشارے کی طرف دیکھا۔ ایک خوبصورت کاٹج کے سامنے پولیس کار اور ایک ایمبولینس کھڑی نظر آ رہی تھی۔

"کیا مطلب۔؟" میں نے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"وہ اسی میں رہتا ہے۔"

"کیون سانگا۔؟"

"ہاں۔" فیرک گھٹی گھٹی آواز میں بولا۔ بارن نے کار کا رخ بدل دیا تھا اور پھر اس کاٹج سے کچھ فاصلے پر کار رک گئی۔ "تم لوگ لیک کی سیر کرو۔ میں صورتحال معلوم کر رہا ہوں۔" فیرک نیچے اتر گیا۔ اور پھر وہ ہماری بات کا انتظار کیے بغیر بے چارگی کے عالم میں آگے بڑھ گیا۔ میں تشویش زدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

"میں اب اس ہنگامے سے اکتا گیا ہوں۔" اچانک بارن بولا۔ اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کون سے ہنگامے سے۔"

"یہی سب کچھ۔ آخر اس کی کوئی حد بھی ہو۔" بارن نے کہا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"آپ خود کیا محسوس کرتی ہیں مس بھارتی؟"

"مسٹر بارن، براہ کرم خاموش رہیں۔ آخر وہاں کیا ہوا ہے۔" میں نے کہا۔

"جہنم میں جائے سب کچھ۔ میں بھی اب ان ہنگاموں سے نکلنا چاہتا ہوں۔" بارن نے کہا۔

"بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس سلسلے میں مسٹر آزن فیرک سے بات کریں۔" میں کسی قدر خشک انداز میں بولی۔

"لیکن آپ کو میرا ساتھ دینا ہوگا مس بھارتی۔" بارن بھاری لہجے میں بولا۔

"مسٹر بارن آپ مجھے ایک بے وقوف انسان معلوم ہوتے ہیں۔ براہ کرم خاموش ہو جائیے۔"

"چلو۔" بارن نے خاموشی سے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ آزن فیرک کی یہ خاموشی مجھے بے حد پُر اسرار معلوم ہو رہی تھی۔ کافی دور نکلنے کے بعد میں نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔

"کچھ معلوم ہو سکا مسٹر آزن فیرک۔" آزن فیرک نے جواب میں ایک گہری سانس چھوڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ ہمارے مخالف بھی بے وقوف نہیں ہیں۔ اگر ہم ان کے لیے کارروائی کر سکتے ہیں تو وہ بھی ہماری طرف سے بے خبر نہیں ہوں گے۔ اور ہماری ان تمام کارروائیوں پر نگاہ رکھ رہے ہوں گے۔"

میرے بجائے بارن کسی قدر جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"آخر یہ چکر کب تک چلتا رہے گا ڈیڈی؟" آزن فیرک نے چونک کر اسے دیکھا پھر کسی قدر حیرت زدہ انداز میں بولا۔

"تمہارا مطلب کیا ہے بارن؟"

"کیا یہ گفتگو کسی مناسب جگہ پہنچ کر نہیں ہو سکتی؟ بارن کار ڈرائیو کر رہا ہے۔ اس کا ذہن بٹ بھی سکتا ہے۔" میں نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اور اس بات کا جواب نہ آزن فیرک نے دیا نہ بارن نے۔ اس کے بعد بارن نے کار اپنے ہوٹل ہی کے کمپاؤنڈ میں روکی تھی اور پھر خاموشی سے اتر کر آگے بڑھ گیا تھا۔ آزن فیرک گہری نگاہوں سے بارن کا جائزہ لے رہا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"اسے کیا ہو گیا؟"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور آزن فیرک کے ساتھ آگے بڑھتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی تو میں نے آہستہ سے کہا۔

"مسٹر آزن فیرک، بارن ان ہنگامہ خیزیوں سے اکتا گیا ہے آپ اس سے بات کریں۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس کے دماغ میں کوئی خرابی پیدا ہوئی ہے۔ آؤ میرے ساتھ ہی آؤ چند منٹ کے لیے۔"

میں خاموشی سے آزن فیرک کے ساتھ چل پڑی اور آزن فیرک بارن کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ بارن لباس تبدیل کر رہا تھا لباس تبدیل کرنے کے بعد وہ ایک کرسی پر آ بیٹھا۔ اس کا چہرہ بدستور سُتا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے بارن؟"

"ڈیڈی میں ان ہنگاموں سے اکتا گیا ہوں۔"

"کیوں بیٹے؟"

"زندگی کی کوئی قیمت ہوتی ہے ڈیڈی اور پھر آپ تو عمر کا بہت بڑا حصہ گزار چکے ہیں اور آپ نے اپنی زندگی کی تمام دلچسپیاں حاصل کر لی ہیں جبکہ میں ان سے محروم ہوں میں ان ہنگامہ خیزیوں میں کب تک اپنے آپ کو کھپاتا رہوں گا؟" "میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ڈیڈی، میں دشمنوں میں نہیں دوستوں میں زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ! اس دنیا میں کوئی دوست نہیں ہے۔ اگر تم دولت مند ہو، اگر تمہارے پاس دولت کے انبار ہیں تو دوستوں کی کمی نہیں ہوگی تمہیں لیکن ان حالات میں دوستوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے تم۔ تم جانتے ہو بارن کہ میں نے اپنی ساری زندگی اس کام کے لیے وقف کر دی ہے اور اب تم اکتاہٹ کا مظاہرہ کر کے مجھے اس راستے سے ہٹانا چاہتے ہو۔ دیکھو بھارتی ہمارے ساتھ ہے اور یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتے ہو اور بھارتی ہی کی وجہ سے کران سارے معاملات کا حل بھارتی کے ہاتھ میں ہے۔ بس ایک بار ہمیں ڈائری کے وہ اوراق مل جائیں جو ہمارا مقصد ہیں تو یوں سمجھو کہ ان سے سب سے پہلے فائدہ حاصل کرنے والا میں ہوں گا۔"

"ڈیڈی معاف کیجیے گا آپ ضعیف ہو چکے ہیں اور اس ضعیفی میں آپ کی ذہنی قوتیں بھی متاثر ہوئی ہیں۔ مجھے یہ بتایئے کہ اگر کیول سانگا کے پاس ڈائری کے وہ اوراق موجود ہیں تو وہ کس بات کا انتظار کر رہا ہے؟ اس نے اپنے طور پر بھارتی کو حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ ڈیڈی اس کا مقصد ہے کہ کوئی ایسی بات ہے کہ کیول سانگا نے ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ آخر وہ کس بات کا انتظار کر رہا ہے کیا اس کا کہ آپ اور رانا پرست اس سلسلے میں کامیاب ہو جائیں۔"

"میں نہیں جانتا لیکن بارن مجھے تمہارا یہ گستاخانہ رویہ ناپسند ہے۔"

"اب میں اس کے علاوہ آپ کو اور کچھ نہیں دے سکتا ڈیڈی۔"

"سوچ لو بارن... میں نے اپنے لیے نہیں تمہارے لیے یہ سب کچھ کیا ہے۔" آئزن فیرک کسی قدر صدمے سے بولا۔ اور بارن خاموش ہو گیا۔ اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پھر آئزن فیرک نے بھی اس سلسلے میں کچھ نہ کہا اور روم سروس کو ٹیلی فون کر کے اسی کمرے میں کافی منگوا لی۔ بارن خاموشی سے کافی کے گھونٹ لیتا رہا تھا۔ تب آئزن فیرک میری طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"کیول سانگا اب اس کاٹیج میں نہیں ہے، وہاں سے کسی نے پولیس کو فون کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کاٹیج میں ایک لاش موجود ہے۔ پولیس اندر آئی لیکن کاٹیج خالی ملا ہے۔"

"اس کا کیا مطلب ہوا؟" میں نے تعجب خیز لہجے میں کہا۔

"پتا نہیں کیا مطلب ہوا؟ لیکن یوں لگتا ہے جیسے کیول سانگا بھی ہم لوگوں سے واقف ہے اور اس نے ہمیں یہ باور کرا دیا ہے کہ وہ اتنی آسانی سے ہمارے ہاتھ نہیں آ سکتا۔ کسی بھی ذریعے سے نہیں اور اب تو اس بات کی توقع بھی ختم ہو گئی ہے بھارتی کہ تم کیول سانگا تک پہنچو تو وہ تم سے تعاون کرے، یہ بات تو میں بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ کیول سانگا تمہاری طرف سے غافل نہیں ہوگا اور نہ ہی تمہاری صورت سے ناآشنا۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم اس سے ابھی تک نہیں ملی ہو لیکن کیول سانگا کے پاس اگر ڈائری کے اوراق موجود ہیں یا نہیں بھی ہیں تب بھی وہ جانتا ہوگا کہ تم ان معاملات میں اتنی ہی ملوث ہو جتنا ہم لوگ جانتے ہیں۔"

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا ہوگا مسٹر آئزن فیرک؟ ظاہر ہے آپ مجھے یہاں اس لیے لائے تھے کہ میں کیول سانگا تک پہنچوں اور اس سے [illegible] لیکن اب صورت حال میں تبدیلی ہو گئی ہے۔"

"اوہ...! مجھے سوچنے کا موقع دو، مجھے سوچنے کے لیے کچھ وقت دو۔ تم لوگوں پر کوئی مصیبت تو نازل نہیں ہو رہی، سکون کی زندگی گزار رہے ہو، جاؤ عیش کرو، پیرس تمہارے سامنے کھلا پڑا ہے۔ پیرس کی گلی کوچے، سڑکیں اور بازار بہت خوبصورت ہیں۔ آخر تم لوگوں پر یہ وحشت کیوں سوار ہے؟ میری مراد خاص طور سے بارن تم سے ہے۔"

بارن نے جلتی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"بھارتی جی مجھ سے نفرت کرتی ہیں۔" آئزن فیرک چونک کر میری صورت دیکھنے لگا اور میرا چہرہ بھی بن گیا۔

"یہ نفرت اور محبت کا کیا قصہ ہے مسٹر آئزن فیرک؟ کیا میں آپ کا کام کرتے ہوئے اس بات کی بھی پابند ہوں کہ مسٹر بارن کی دلجوئی کروں؟"

"اوہ! نہیں... نہیں یہ بارن کی حماقت ہے۔"

"میں نے کب کہا کہ میری دلجوئی کرو؟" بارن بولا۔

"مسٹر بارن میں اپنی سطح کے لوگوں سے بات کرتی ہوں۔ اگر آپ نے کوئی بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تو میرے اور آپ

کے درمیان تلخی پیدا ہو جائے گی۔"

"نہیں بھئی نہیں۔ یہ کیا شروع کر دیا تم لوگوں نے؟ بارن تمہیں بھارتی کا احترام کرنا چاہیے اور اسے اس کی مرضی کے خلاف بالکل نہیں مجبور کرنا چاہیے۔"

"مجھے کیا کرنا چاہیے یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔" بارن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا مطلب؟" آئزن فیرک بولا۔

"ڈیڈی میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہوں! آؤ بھارتی چلیے، میں یہاں سے۔" آئزن فیرک میرے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔ میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی بولی۔

"مسٹر آئزن فیرک یہ صورت حال بہتر نہیں ہے۔ میں ظاہر ہے آپ کی زرخرید نہیں ہوں۔ یہ ایک تعاون تھا جو میں نے آپ سے کیا۔ لیکن پہلی بات تو یہ کہ مسٹر بارن کو چاہیے وہ میرے ساتھ احترام سے پیش آئے۔ دوسری بات یہ کہ اگر ان تمام معاملات کا کوئی حل موجود ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں پیرس میں رہنے کے لیے پابند نہیں ہوں۔"

"کیے کرائے پر پانی نہ پھیرو بھارتی۔ بہرطور ہم کیول سانگا کو تلاش کیے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں [illegible] وہ شخص کتنا شاطر ہے۔"

"دیکھیے [illegible] میرے اوپر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کون لگا سکتا ہے تم پر پابندی۔ تم اپنے طور پر آزاد ہو لیکن براہ کرم مجھ سے تعاون کرو۔ اس وقت تک کہیں جانے کی کوشش نہ کرنا جب تک میں تم سے اپنے کام میں مایوسی کا اظہار نہ کر دوں۔"

میں خاموشی سے اپنے کمرے کی جانب چلی آئی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر غسل خانے کی جانب بڑھ گئی۔ لباس تبدیل کرتے ہوئے میں انہی حالات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ پھر میں نے اپنے فرض کی تکمیل کے لیے سب سے پہلے رانا پرست کے نمبر ڈائل کیے۔ میں رانا پرست کو بتانا چاہتی تھی کہ کیول سانگا اس کاٹیج میں نہیں ملا۔ رانا پرست سے فون پر بات نہیں ہو سکی تھی۔ کوئی جواب نہیں مل رہا تھا اس کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نے دلیپ شرما کو رنگ کیا۔ دلیپ شرما کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ وہ ضرور اپنے کمرے میں مل جائے گا لیکن اس وقت شاید ناکامیاں ہی ناکامیاں قسمت میں لکھی تھیں۔

دلیپ شرما بھی اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھا۔ میں نے الجھے ہوئے انداز میں ریسیور رکھ دیا۔ کاٹیج میں کیول سانگا نہیں ملا تھا، اپنے کمرے میں رانا پرست نہیں ملا تھا اور پھر دلیپ شرما سے بھی ملاقات نہیں ہو سکی تھی، خاصی الجھنوں کا شکار ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے کسی کا پابند نہیں رہنا چاہیے۔ دلیپ شرما کا معاملہ اس حد تک احتیاط طلب تھا کہ میں اس سے براہ راست ملاقات نہ کروں ویسے وہ تیز طرار آدمی کسی اور صورت میں بھی میرے ساتھ رہ سکتا تھا لیکن اب یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ پھرتی رہوں۔ اپنے طور پر بھی میں پیرس کی سیاحت کر سکتی تھی۔ پیرس میرا پسندیدہ شہر تھا۔ وقت گزرتا گیا اور پھر یہ دن میں نے وہیں گزارا۔ شام کو ایک بار پھر میں نے رانا پرست اور اس کے بعد دلیپ شرما کو ٹرائی کیا لیکن دونوں میں سے کوئی اپنے کمرے میں موجود نہیں تھا اور کسی نے یہ فون ریسیو نہیں کیا تھا۔ بڑی الجھن کا شکار ہو گئی۔ آخر یہ دلیپ شرما کہاں غائب ہو گیا۔ وہ تو عموماً مجھے فون پر مل جایا کرتا تھا یا پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھ سے رابطہ قائم کر لیا کرتا تھا۔ میں انہی الجھنوں میں گھری ہوئی رات کو اپنے بستر پر آ گئی اور دوسرا دن بھی بے سکونی ہی گزر گیا۔ میں نے دوسرے دن خود آئزن فیرک یا بارن سے ملاقات کی کوشش نہیں کی۔ یہ بھی نہیں معلوم تھا مجھے کہ وہ لوگ میرے کمرے میں موجود ہیں یا نہیں۔ شام کو البتہ میں تیار ہو کر باہر نکل آئی۔ اب ضروری نہیں کہ میں ان لوگوں کی پابندی کروں۔ میں آہستہ آہستہ ہوٹل کی عمارت سے باہر نکلی اور چند لمحات کے بعد فٹ پاتھ پر آ گئی۔ لیکن ابھی میں زیادہ دور نہیں پہنچی تھی کہ دو افراد بڑی تیز رفتاری سے میرے دائیں بائیں آ گئے اور میں چونک کر رک گئی۔ ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں کہا۔

میں نے حیران نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا اور پھر ان ریوالوروں کی نالوں کو جو میرے دونوں سمت لگی ہوئی تھیں۔

"ہم تمہیں اسی جگہ قتل کر دیں گے۔" دفعتاً ایک کار ہمارے قریب آ کر رکی اور اس میں سے دو آدمی اور نیچے آ گئے۔ کار کا دروازہ کھل گیا تھا۔ ان میں سے ایک نے مجھے پستول کی نال سے اشارہ کرتے ہوئے کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کیا تم یہ بتانا بھی پسند نہیں کرو گے کہ تم مجھے کیوں اغوا کرنا چاہتے ہو؟" میری اس بات کے جواب میں کسی نے

کچھ نہیں کہا اور پھر میں کار میں بیٹھ گئی۔ وہ سب کے سب بھی اندر بیٹھ گئے تھے۔ دو آدمی میری دونوں سمت تھے اور باقی آگے بیٹھ گئے تھے۔ ڈرائیور نیچے اتر گیا تھا اور مجھے کور کرنے والوں میں سے ایک نے ڈرائیونگ سنبھال لی تھی۔ بہرطور میں نے ذرا بھی اظہار نہ کیا کہ میں خوفزدہ اور پریشان تھی لیکن میں بہت زیادہ خوفزدہ بھی نہیں تھی میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ مجھے اغوا کیا جا رہا ہے۔ لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ مجھے اغوا کیوں کیا گیا اور وہ کون لوگ ہیں؟ بہرطور میں خاموشی سے بیٹھی رہی اور اپنے چہرے سے میں نے کوئی خاص پریشانی کا اظہار نہیں کیا کافی دیر تک کار سفر کرتی رہی اور اس کے بعد ایک جگہ رک گئی۔

"چلو نیچے اترو۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ میں چند لمحات کچھ سوچتی رہی اس کے بعد دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک خیال ابھرا میں ان لوگوں کے ہاتھوں اس طرح کیوں آ جاؤں؟ ہاتھ پاؤں ہلانا ضروری ہے چنانچہ میں نے نیچے اترتے ہی ایک کی پشت پر زوردار گھونسا رسید کیا اور وہ ایک کراہ کے ساتھ اوندھے منہ نیچے گر پڑا۔ میں نے پلٹ کر لات چلائی۔ لیکن تیسرے آدمی سے میں ہوشیار نہ رہ سکی جس نے میری گردن پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے رسید کر دیا تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے تارے سے ناچ گئے اور پھر سارا ماحول تاریک ہو گیا۔ مجھے احساس نہ رہا کہ میں کہاں ہوں؟ نجانے کتنی دیر تک یہ بے حواسی قائم رہی تھی۔ اور اس کے بعد ہوش آ گیا۔ آنکھوں میں دھندلاہٹیں سی طاری رہی تھیں اور ماحول واضح نہیں ہوا تھا چند لمحات بعد میرے حواس بیدار ہوئے تو میں نے محسوس کیا کہ میں کسی سخت اور کھردری جگہ پر پڑی ہوئی ہوں اور میرے جسم کے نیچے کوئی نرم چیز نہیں ہے۔ سر کے پچھلے حصے میں دھمک ہو رہی تھی۔ میں نے اپنا ہاتھ ہلایا اور پیشانی سہلانے لگی۔ آنکھوں کو بھی سہلایا اور جب کھولا تو ماحول واضح ہو گیا تھا سامنے ہی ننگی دیواریں نظر آ رہی تھیں اور اطراف میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو قابل توجہ ہوتی۔ لیکن ایک گوشے پر نگاہ پڑی تو میں حیرانی سے اچھل پڑی۔ وہاں میں نے ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور آنکھوں نے کام کیا تو میں ساری تکلیف بھول گئی میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دلیپ شرما اس حالت میں یہاں موجود تھا۔ دلیپ شرما دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا میری جانب ہی دیکھ رہا تھا پھر وہ آنکھیں بند کر کے دھیرے سے مسکرایا اور بولا۔

"ہاں میں بھی سپنا نہیں ہوں۔" میں اچھل کر بیٹھ گئی۔

"تم... تم...؟"

"ہاں بیچارگی جی مجھے بھی یہ لوگ آپ کی دلجوئی کے لیے یہاں لے آئے ہیں۔ ویسے کم از کم ان کی اس بات سے میں بہت خوش ہوں کہ انہوں نے اس بات کا خیال رکھا کہ ہم دونوں میں سے کسی کو ذہنی کوفت کا شکار نہ ہونا پڑے میں ایک ہلکی سی کراہ کے ساتھ اٹھ گئی تھی اور پھر میں سر کو زور زور سے جھٹکنے لگی۔

"میں دیکھ چکا ہوں آپ کا سر پیچھے سے زخمی نہیں ہوا ہے غالباً گردن کی شہ رگ پر کوئی چیز ماری گئی تھی۔ درد البتہ ہو رہی ہوگی مجھے بتائیے میں آپ کے لیے کیا کروں...؟"

"فی الحال تم میرے لیے اتنا کرو کہ بکواس بند کر دو۔"

"جی بہت بہتر" دلیپ شرما آہستہ سے بولا۔

میں ہولے ہولے سر کے پچھلے حصے کو سہلاتی رہی تھی۔ دلیپ شرما واقعی خاموش ہو کر بیٹھ گیا تھا چند لمحات بعد اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تمہارے ساتھ کیا ہوا...؟"

"جی مجھ سے کچھ زیادہ ہی [illegible] پڑا۔"

"ہاں۔ ہاں تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟ میں تم سے کتنی بار فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکی تھی لیکن تم مل ہی نہیں رہے تھے۔"

"آہ! کیسے ملتا؟ میں تو خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔"

"رانا ہربت بھی فون پر نہیں مل سکا۔"

"ہو سکتا ہے وہ بھی کسی خرگوش کی تلاش میں سرگرداں ہو۔"

"میرا سر ابھی تک دکھ رہا ہے مگر تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم یہاں آئے کیسے...؟"

"میرا ابھی سر دکھ رہا ہے مگر سر کمبختوں نے حسب توقع چیز کا خیال رکھا۔ یعنی آپ کا سر نہیں پھاڑا لیکن میرا سر زخمی ہے اور خون کی چھینٹ [illegible] ہو رہی ہے۔" نجانے کیوں میرے دل میں ایک عجیب سی لہر پیدا ہوئی اور میں اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ ایک لمحے کے لیے میرے پاؤں ٹھٹکے اس بے اختیاری کا مظاہرہ ٹھیک نہیں تھا۔ وہ بھی دلیپ شرما جیسے شیطان آدمی کے لیے جو مجھے چٹکیوں میں اڑا کر رکھ دیتا تاہم اب اٹھ ہی کھڑی ہوئی تھی تو میں اس کے قریب پہنچ گئی اور پھر میں نے اس کے زخم کو دیکھا۔ واقعی کافی زوردار چوٹ تھی اور اس کا زخم کھلا ہوا تھا۔

"ارے اچھی خاصی چوٹ ہے۔ کوئی کپڑا وغیرہ نہیں باندھا آپ نے؟"

"جی کوشش کر رہا تھا کہ فیصلہ کر سکوں کہ قمیض پھاڑوں یا پھر پتلون۔" اس نے جواب دیا اور میں بے اختیار ہنس پڑی۔

"ویسے آج ایک عجیب انکشاف ہوا ہے مجھ پر۔"

"کیا...؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"بس کیا بتاؤں الفاظ نہیں مل رہے۔"

"آپ کا اس طرح میرے زخم کے لیے بے تاب ہو جانا نجانے کون کون سے جذبوں کا اظہار کرتا ہے۔" میں ایک گہری سانس لے کر اسے گھورنے لگی۔ پھر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"کمبختوں نے کوئی ایسا کمرہ بھی منتخب نہیں کیا جہاں ایک آدھ بستر ہی ہوتا۔"

"ہاں بداخلاقی میں بے مثال معلوم ہوتے ہیں۔"

"[illegible]"

"ابھی تک انہوں نے اپنا تعارف نہیں کرایا" دلیپ شرما نے جواب دیا اور میں گہری گہری سانسیں لینے لگی میں نے ایک نگاہ کمرے کے ماحول کو دیکھا کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ ایک کھڑکی تھی اور ایک دروازہ، کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اس میں گرل کے بجائے آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ غالباً مکان پرانی طرز کا بنا ہوا تھا۔ نئے مکانوں میں ایسی کھڑکیاں نہیں لگائی جاتیں۔ اس کے علاوہ کمرے کا ماحول بھی کچھ بہتر نہیں تھا۔ فرش کی حالت بھی کچھ خراب تھی۔ بہرطور میں اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے بعد کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ میں نے کھڑکی سے باہر جھانکا دوسری طرف ایک راہداری سی تھی۔ لیکن سامنے والی دیوار میں کوئی دروازہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ راہداری بھی تاریک سی پڑی ہوئی تھی لیکن کمرے کی روشنی اس طرف جا رہی تھی وہ اتنی ضرور تھی کہ دیوار کا جائزہ لیا جا سکے۔ میں متجسس نظروں سے دروازے کی جانب دیکھنے لگی اور دلیپ شرما زندہ ہوتے ہیں۔ میں بولا۔

"اوہ! یہ باہر سے بند ہے۔"

"میں بھی جانتی ہوں۔" میں نے کہا اور اس کے بعد میں دوبارہ دلیپ شرما کے پاس آ بیٹھی۔

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ کیول سانگا کی تلاش کے سلسلے میں کیا ہوا؟"

"پوچھنا چاہتا ہوں۔" دلیپ شرما نے جواب دیا۔

"یہی بتانے کے لیے تمہیں میں نے فون کیا تھا۔"

"چلیے اب بتا دیجیے۔ ان لوگوں نے سوچا ہوگا کہ ہم براہ راست ہی گفتگو کریں تو بہتر ہوگا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں؟"

"بات پھر وہیں کی وہیں گفتگو سے ہم آگے بڑھ چکے ہیں اور میں نے آپ کو بتا دیا تھا کہ میرا اس سے کوئی تعارف حاصل نہیں ہو سکا۔"

"اندازہ تو لگایا جا سکتا ہے۔" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"سر کی چوٹ اتنی شدید ہے کہ اندازے اس زخم سے باہر پھسل جاتے ہیں۔" دلیپ شرما نے سسکی سی لیتے ہوئے کہا اور میں ایک بار پھر چونک پڑی۔

"کیا واقعی بہت زیادہ تکلیف ہے؟"

"اب تو بالکل نہیں ہے۔" وہ شرارتی لہجے میں بولا اور میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔ پھر میں نے کہا۔

"وہاں ہم لوگ لیکسن [illegible] پہنچے تھے اور اس کا نتیجہ میں کچھ بھی نہیں ملا تھا۔"

"کیول سانگا بھی نہیں۔" دلیپ شرما نے پوچھا۔

"سنجیدگی سے سنو۔ وہاں پولیس کھڑی ہوئی تھی۔ پولیس کو کسی نے فون کر کے بتایا تھا کہ کاٹیج میں ایک لاش ہے لیکن پولیس کو وہاں کوئی لاش نہ ملی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو پولیس وہیں موجود تھی۔ بہرطور انسپکٹر فیرک کو تھوڑی مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اب باپ بیٹے میں جھگڑا ہو گیا ہے۔"

"وہ کیوں؟" دلیپ شرما نے یہ سوال سنجیدگی سے کیا۔

"یارب نہیں جانتا کہ اب اس مسئلے میں الجھا ہے۔ وہ آزادی چاہتا ہے اور اسے شکایت ہے کہ اس کا ایک بھائی اس کے باپ کی ہوس کی نظر ہو گیا۔"

"ہوں۔ رانا ہربت سے بھی آپ کی کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔"

"نہیں۔"

"میرا مطلب ہے یہ بات رانا پربت کو معلوم ہے کہ اب کیول سانگا اس کا تیج میں نہیں ہے۔"

"میں یہ نہیں جانتی رانا پربت سے بھی میں نے ملاقات کی کافی کوششیں کی تھیں، لیکن ان میں کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔"

"ان لوگوں کے بارے میں بھی تو کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ کوئی ملنے بھی نہیں آیا ہے اس وقت سے، جب سے میں یہاں آیا ہوں۔"

"تم کہاں تھے اس وقت؟"

"آپ کا تعاقب کر رہا تھا اور ٹیکسی لینک سے زیادہ دور نہیں تھا۔"

"کیا مطلب؟" میں اچھل پڑی۔

"جی ہاں، آپ کے تعاقب ہی میں تھا۔ اس کے بعد ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑا تھا، لیکن ٹیکسی ڈرائیور نے یہ کام دکھا دیا۔ کمبخت بہت ہی چالاک اور پھرتیلا آدمی تھا۔"

"اوہ! اور اس کے بعد اب تم یہاں ہو؟"

"جی۔"

"ٹیکسی ڈرائیور کا حلیہ وغیرہ۔"

"ٹیکسی ڈرائیوروں کے حلیے پر غور نہیں کیا جاتا۔ میں نے بھی بس اسے سرسری نگاہ سے دیکھا تھا۔ ویسے کوئی نیگرو ہی تھا۔"

"نیگرو؟" میں سسکی بھرنے والے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر بولی اور دلیپ شرما عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ جب میری نگاہیں اس سے ٹکرائیں تو میں جھینپ سی گئی۔ اس وقت دلیپ شرما کی آنکھوں میں نجانے کیسی شوخ سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"دلیپ شرما حالات واقعی اس قدر صبر آزما ہو گئے ہیں کہ بعض اوقات تو میں بھی شدید الجھن محسوس کرنے لگتی ہوں، اپنی زندگی اپنے محور سے ہٹ کر انسان کتنی دیر خوش رہ سکتا ہے۔ میں واقعی ایک مسئلے میں پریشان ہوں، لیکن اب یہ پریشانیاں کچھ طویل ہوتی جا رہی ہیں۔ میں بارہا کہ کم از کم اس نظریے سے متفق ہوں کہ زندگی کو یونہی گنوا دینا مناسب نہیں ہے۔" دلیپ شرما عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا تھا پھر اس نے کہا۔

"لیکن بھابی جی! آپ نے اس سلسلے میں اتنی کوشش کی ہیں، انہیں ضائع کرنا تو مناسب نہیں ہو گا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔؟"

"میرا خیال ہے آرام کیجیے۔" دلیپ شرما نے پھر ایک شرارتی جملہ کہا اور میں اسے گھورنے لگی۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ مجھے نجانے کیسے کیسے مراحل سے گزرنا پڑتا اگر دلیپ شرما میرے ساتھ نہ ہوتا۔ بہرطور رات ہو گئی۔ اور ہم لوگ وہیں دراز ہو گئے۔ نجانے رات کے کون سے حصے میں نیند آ گئی تھی۔ بہرطور صبح کو آنکھ کھلی اور اس کے بعد ہم دونوں اٹھ کر بیٹھ گئے۔ بے سکونی کی نیند نے جوڑ جوڑ توڑ دیا تھا اور پورا بدن درد کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازے پر آہٹ ہوئی۔ دروازہ کھلا اور ایک شخص ہاتھوں میں ناشتے کی شے اٹھائے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے عقب میں دو آدمی اور بھی تھے جن کے ریوالوروں کے خوفناک دہانے ہماری نگاہوں کے سامنے تھے۔ ناشتا خاموشی سے قبول کر لیا گیا اور اس کے بعد ہم نے نہایت اہتمام سے یہ ناشتا کیا۔ دلیپ شرما کے انداز میں اب بھی وہی مسخراپن موجود تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد کچھ افراد اور آئے اور ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا۔

"آئیے۔ تشریف لائیے۔"

دلیپ شرما اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا لیکن آنے والے نے پستول کی نال کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

"نہیں آپ یہیں تشریف رکھیے۔"

"اوہ! لیڈیز فرسٹ۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں نے ایک لمحے کے لیے رک کر دلیپ شرما کو دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ وہاں سے باہر نکل آئی۔ میں اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ اب وہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ کم از کم اس طرح یہ تو پتا چلے کہ آخر وہ ہیں کون؟ اور اس طرح ہمارے اغوا کا مقصد کیا ہے؟ مجھے ایک طویل راہداری سے گزار کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا دیا گیا۔ میرا اندازہ بالکل درست تھا۔ عمارت بہت پرانے طرز کی تھی اور اس میں جگہ جگہ بوسیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ جس کمرے میں مجھے پہنچایا گیا تھا وہ فرانسیسی طرز تعمیر کا ایک خاص نمونہ تھا اور وہاں فرانسیسی فرنیچر بھی اسی انداز میں پڑا ہوا تھا۔ ایک بڑے سے قدیم پیانو کے عقب میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور اس کی انگلیاں پیانو سے کھیل رہی تھیں۔ مدہم مدہم سُر فضا میں بلند ہو رہے تھے۔ میں نے اس شخص کو غور سے

دیکھا اور نجانے کیوں ایک لمحے کے لیے مجھے احساس ہوا جیسے یہ چہرہ میں پہلے بھی دیکھ چکی ہوں۔ ان تمام لوگوں کا اس کھیل سے کوئی تعلق نہیں تھا جو اس معاملے میں میرے ساتھ شامل تھے۔ میں اس شخص کے بارے میں اندازہ لگانے لگی وہ مجھے مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کسی بچھو کی بجلی کی سی کیفیت تھی۔ پھر اس کی بھاری آواز ابھری۔

"میڈم بھارتی براہ کرم تشریف لائیے۔ یہ کرسی جو سامنے پڑی ہے آپ ہی کے لیے ہے۔" میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے سامنے پہنچ گئی اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ بدستور پیانو کے ساز چھیڑ رہا تھا اور پھر اس نے پورا ہاتھ پیانو پر پھیرا اور ایک عجیب سی گونج کمرے میں سنائی دی۔ اس کے بعد اس نے میری طرف دیکھا اور پھر اس کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔

"خونخوار بلی۔" اس نے بھاری لہجے میں کہا اور میں چونک پڑی۔ یہ لقب بہت عرصے کے بعد سنا تھا۔ میں ایک عجیب سے احساس کے ساتھ اسے دیکھتی رہی اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"اگر آپ نے مسٹر ڈان کا ڈورے کو دیکھا ہے تو یقینی طور پر آپ کو میرا چہرہ بھی اجنبی نہ معلوم ہوا ہو گا۔" ایک لمحے کے لیے میرا دل دھک سے ہو گیا تھا۔ واقعی یہ شخص ڈان کا ڈورے کا [illegible] ڈان کا ڈورے نہیں تھا اور ڈان کا ڈورے کو آپ لوگ بھی نہ بھولے ہوں گے۔ وہ ریڈ چینل کا سربراہ تھا جو بڑے لوگوں میں ایک بہت اچھا آدمی۔

میں اپنے جسم میں شدید سنسناہٹ محسوس کر رہی تھی، طویل عرصے کے بعد اس وقت جب یہ احساس دل میں جڑ پکڑ چکا تھا کہ اب میں کسی چکر میں نہیں رہی ہوں، یہ نام سننے کے بعد جو کیفیت ہو سکتی تھی وہی ہوئی تھی۔ کرسی پر بیٹھی میں اسے دیکھتی رہی۔ اس نے ایک بار پھر پیانو پر موتی سی انگلیاں ماریں اور آہستہ سے بولا۔

"مسٹر ڈان کا ڈورے اب ریڈ چینل سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ میں ان کا چھوٹا بھائی ہوں اور اس وقت جب مسٹر ڈان کا ڈورے ریڈ چینل چلا رہے تھے، میں ایک حکومت کی قید میں تھا۔ بعد میں جب میں رہا ہو کر آیا تو مجھے علم ہوا کہ مسٹر ڈان کا ڈورے ریڈ چینل چھوڑ چکے ہیں اور بلیک چینل کا وجود بھی مٹ گیا ہے۔ دراصل مس بھارتی آپ کو تعجب ہو گا یہ بات سن کر کہ بلیک چینل کی ابتدا میں نے ہی کی تھی۔ مسٹر ڈان کا ڈورے میرے بھائی تھے اور اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے وہ میرے تمام کیے کرائے پر پانی پھیر چکے تھے۔ میری قید کا ایک وقت متعین تھا اور اس وقت مجھے واپس آ جانا تھا۔ اس کے بعد بلیک چینل اور ریڈ چینل میں ہی سنبھالتا لیکن اس سے پہلے مسٹر ڈان کا ڈورے اپنی حماقتوں کی وجہ سے میری یہ تنظیم ختم کر چکے تھے۔ تاہم میرے واپس آنے کے بعد میں نے از سرِ نو تنظیم کا جائزہ لیا اور پھر چیدہ چیدہ لوگوں کو جمع کیا جو میرے مقصد کی تکمیل کر سکتے تھے اور اس کے بعد آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی مس بھارتی، ایک بار پھر بلیک چینل اور ریڈ چینل عمل میں آ گئی ہیں۔ میں نے تمام ریکارڈ طلب کر لیا اور اس میں، میں نے ان لوگوں کو دیکھا جو اعلیٰ کارکردگی کے مالک ہوں اور پھر میں نے فیصلہ کیا کہ ان تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کر لوں۔ مس بھارتی آپ بھی ریڈ چینل کی ایک اہم رکن رہی ہیں اور آپ کا ریکارڈ بہت ہی شاندار ہے۔ چنانچہ میں نے آپ سے بھی رجوع کیا۔ آپ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ اس وقت آپ فرانس ہی میں موجود ہیں۔ اب اس سلسلے میں آپ کو یہاں تک لانے کے لیے بس یہی ایک ذریعہ تھا کیونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ کے ذہن میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ بہرطور ایک بار پھر میں آپ کو ریڈ چینل میں انچارج کی حیثیت سے خوش آمدید کہتا ہوں۔"

میں سنسنی خیز نگاہوں سے اس شخص کو دیکھتی رہی۔ پھر میں نے اس سے سوال کیا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"ڈان اسنوکا۔" اس نے جواب دیا۔ میں اپنے حواس پر قابو پا رہی تھی، پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"مسٹر ڈان اسنوکا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں طویل عرصے تک بلیک چینل سے منسلک رہی ہوں لیکن اب بلیک چینل کے ختم ہونے کے بعد میں اپنے ذہن سے یہ تصور بھی ختم کر چکی ہوں اور ایک پرسکون زندگی گزار رہی ہوں۔ چنانچہ آپ کی یہ کوشش آپ کے لیے بے مقصد ہے گی۔ میں اب کسی بھی طور بلیک چینل میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں۔" ڈان اسنوکا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔

"نہیں مس بھارتی دراصل مسٹر ڈان کا ڈورے کا زوال اسی لیے ہوا کہ انہوں نے تنظیم کو تنظیم کے انداز میں چلانے

کی کوشش نہیں کی۔ رحم دل لوگ اور اُصول پسند لوگ ایسی تنظیموں کو کبھی نہیں چلا سکتے۔ ہم جن لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں اُن پر بہت کچھ خرچ بھی کرتے ہیں اور اُس خرچ کیے ہوئے سرمائے کو وصول کرنا ہمارا فرض ہوتا ہے۔ اور اس کا تعین بھی ہم کرتے ہیں کہ اُن سے کیا وصول کیا جائے۔ چنانچہ مس بھارتی ہم لوگوں کو اُن کی مرضی پر نہیں چھوڑتے بلکہ لوگ ہماری مرضی پر عمل کرتے ہیں اور آپ کو بھی یہی کرنا ہے۔"

"گویا زبردستی۔"

"اسے زبردستی نہ کہیں تو بہتر ہے۔ اگر تعاون ہو تو ہمیں خوشی ہوگی اور اگر عدم تعاون رہا تو اتنا فرق پڑ سکتا ہے کہ آپ کو مجبور کرنے کے لیے مختلف طریقۂ کار استعمال کیے جائیں۔"

میں گہری نگاہوں سے اس شخص کو دیکھتی رہی مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ مسٹر ژان کا ڈوڑے سے بہت مختلف انسان ہے چند لمحوں بعد میں نے کہا۔

"مسٹر ژان اسنوکا آپ نے یہ نہیں سوچا کہ آپ سے عدم تعاون کرنے والے لوگ آپ کے مفاد میں کبھی بہتر کام نہیں کر سکتے۔"

"دولیوی شاید تمہیں اس بات پر کبھی یقین نہ آئے کہ تم نے ایک طویل عرصے تک ایسی ہی تنظیم چلانے کی تربیت حاصل کی ہے اور شاید تمہیں اس بات پر بھی یقین نہ آئے کہ یہ قید میں نے صرف اس لیے قبول کی تھی کہ اپنے لیے بہت اچھے اچھے آدمیوں کو تلاش کر سکوں۔ جس جگہ مجھے قید کیا گیا تھا وہاں صرف وہ مجرم رکھے جاتے تھے جو انتہائی خطرناک ہوتے ہیں اور میں نے ان خطرناک مجرموں کو چھانٹ لیا اور اس کے بعد تمہیں یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ وہ تمام مجرم میرے ساتھ اس قید خانے سے فرار ہو گئے ہیں۔ وہاں جانے کا میرا مقصد صرف یہی تھا کہ اُن لوگوں کو میں وہاں سے حاصل کر سکوں۔ کیا سمجھیں؟ اس بات سے تم یہ اندازہ لگا سکتی ہو کہ میرا طریقۂ کار کیا ہے۔ جہاں تک تمہارا مسئلہ ہے کہ تم میرے مفاد میں صحیح طور پر کام نہیں کر سکو گی تو تم دیکھو گی ڈولوی کہ تمہارا دل میرے لیے اتنا کام کرنے کو چاہے گا کہ تم خود حیرت محسوس کرو گی۔"

"وہ کس طرح مسٹر ژان اسنوکا؟" میں نے سوال کیا۔

"میں تمہیں اپنا طریقۂ کار بتا تو نہیں سکتا۔"

"لیکن مجھے مجبور نہیں کر سکتے آپ۔"

"بالکل نہیں کروں گا۔ ہاں اگر تم اس سلسلے میں کوئی سخت قدم اُٹھانا چاہو تو میری طرف سے تمہیں آزادی ہے اپنے بارے میں سب کچھ بتا چکا ہوں جاؤ فرانسیسی پولیس کو اطلاع دے دو لیکن۔ لیکن اس کے بعد مجھے یہ حق حاصل ہوگا کہ میں تمہیں بھی جس طرح چاہوں نقصان پہنچا سکوں دیکھو یہ بات بتانا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں کسی بھی شخص کو جب منتخب کر لیتا ہوں تو پھر اُسے حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کی کارروائی کر ڈالتا ہوں۔ میرا مطلب صرف اتنا سا ہے کہ میں نے تمہارے بارے میں فیصلہ کیا اور تمہیں ریڈ چینل کی خونخوار بلی کی حیثیت سے منتخب کر لیا کیونکہ تم ایسی صلاحیتیں رکھتی ہو کہ تمہارا ہمارے ساتھ ہونا ضروری ہے مس بھارتی تمہیں یقین ہوگا کہ یہ بات مجھے معلوم ہے کہ تم انڈین ایئرلائنز کی ایک ایئر ہوسٹس ہو۔ تمہاری جگہ تنظیم ہی کی ایک رُکن لڑکی ودیا کام کر رہی ہے اور تم ابھی تک اُسے اپنے ساتھ شامل کیے ہوئے ہو۔ اس کے علاوہ تم ایک ایسے گھر میں رہتی ہو جہاں ایک بچہ، ایک بوڑھی عورت اور ایک اور لڑکی بھی رہتی ہے جو ایئر ہوسٹس ہے اور جس کا نام راگنی ہے۔ تم اپنی زندگی سے متعلق جتنی باتیں پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھ سکتی ہو۔ تمہارا ماضی میرے علم میں بے شک نہیں ہے۔ لیکن جو ریکارڈ ریڈ چینل کے پاس ہے وہ سب میرے علم میں ہے [illegible] سے خطے میں محفوظ رہو گی؟ بہتر یہی ہے کہ جو کچھ میں کہوں وہی کرتی رہو۔"

"لیکن میری آزادی؟ میرا مطلب ہے کہ اس سے پہلے تو میں ایک آزاد رُکن کی حیثیت رکھتی تھی۔"

"تمہیں اس سے زیادہ آزادی دی جائے گی۔ تم تفریح کرو۔ جس طرح بھی تم چاہو۔ لیکن صرف ایک شرط ہے کہ غداری کی کوشش صرف تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی بلکہ تم سے متعلق جو شخص بھی ہمیں نظر آیا وہ ختم کر دیا جائے گا۔ یہ شخص جو تمہارا تعاقب کر رہا تھا اس کے بارے میں مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ تمہارے ہمدردوں میں سے ہے اور صرف تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ کس سلسلے میں ہو رہا ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے اور نہ ہی فضول باتوں کو ہم جاننا پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ شخص بھی ہماری قید میں آ گیا صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کا تم سے کتنا رابطہ ہے۔ اگر تمہیں اس کی زندگی عزیز ہے تو ہماری نئی اسکیم میں شامل ہو جاؤ ورنہ تمہارے سامنے اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ بولو کیا تم اس کے

لیے تیار ہو؟" میں ایک لمحے کے لیے گھبرا سی گئی تھی جو کچھ یہ شخص کہہ رہا تھا وہ کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے اس کا اندازہ مجھے چند ہی لمحات میں ہو گیا تھا۔ میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"بڑا فرق ہے مسٹر ژان اسنوکا جب میں نے مسٹر ژان کا ڈوڑے کے لیے کام شروع کیا تھا میں انتہائی خوش تھی۔ لیکن آج میں اس انداز میں خوش نہیں ہوں۔"

"وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں مس بھارتی آپ دیکھیں گی کہ آپ میرے ساتھ کس قدر خوش رہ سکتی ہیں۔"

"لیکن میرا کیا ہوگا؟"

"میرا مطلب ہے کہ ودیا زیادہ عرصے تک تو میری جگہ کام نہیں کر سکے گی۔ میری زندگی کے دوسرے مسائل بھی ہیں۔"

"اس کے لیے تمہیں وقت ملتا رہے گا بے فکر رہو جہاں تک ودیا کا معاملہ ہے تو تم اطمینان رکھو کم از کم تمہاری ایئر ہوسٹس والی حیثیت برقرار رہے گی اور جس دن ہم اس میں ناکام ہو گئے تو اس دن تمہیں آزادی دے دی جائے گی۔ یہ ژان اسنوکا کا وعدہ ہے۔"

"بہرحال [illegible] ہے کہ [illegible] ذمہ داری کا کام میرے سپرد کیا جاتا ہے۔"

"میں از سر نو تنظیم کر رہا ہوں۔ کچھ ایسے پُرانے معاملات ہمارے پاس پڑے ہوئے ہیں جنہیں نمٹانا بے حد ضروری ہے اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ اگر ہم نے وہ تمام کام نہ نمٹائے تو ہماری ساکھ خراب ہو جائے گی اور اس کے بعد اصل میں بلیک چینل کا زوال شروع ہو جائے گا۔ میں کوئی نیا کیس نہیں لے رہا اس وقت تک جب تک کہ تمام پُرانے کیس نہ نمٹا دوں اور اس سلسلے میں بھارتی ابھی ہمیں بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ آپ یہ سمجھ لیجیے کہ میں ریڈ چینل کی کئی کارکنوں کو اکٹھا کر چکا ہوں اور یہ خوشی ہمارے لیے کام کرنے پر تیار ہیں۔ میں بلیک چینل کو از سر نو تنظیم کر رہا ہوں اور اس کے بعد آپ لوگوں کے لیے بھی بہت سی مراعات بڑھا دی جائیں گی مس بھارتی انکار کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہم اپنے رازداروں کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ انہیں دو ہی صورتوں میں جینا ہے یا تو ہمارے لیے کام کریں یا پھر ایک ویران جزیرے میں قید ہو جائیں جہاں انہیں زندگی کی آخری سانس تک گزارنی ہو گی۔"

میں بُری طرح پریشان ہو گئی تھی۔ یہ کیا اُفتاد آ پڑی؟ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ میں تو دوسرے ہی معاملات میں اُلجھی ہوئی تھی اور اب یہ سب کچھ بحالتِ مجبوری کرنا پڑے گا۔ وہ جو کچھ دھمکیاں دے چکا تھا ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان سب پر عمل کرنے کا اہل بھی ہے۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور آہستہ سے بولی۔

"ہر چند کہ اب میں ان تمام معاملات سے بہت دور ہٹ گئی ہوں اور سچی بات یہ ہے مسٹر ژان اسنوکا کہ میں اب کرنا بھی نہیں چاہتی تھی یوں سمجھ لیجیے کہ اب میں جو کچھ کروں گی بحالتِ مجبوری کروں گی۔"

"آپ جس انداز میں بھی کریں ہمیں صرف کام درکار ہے اور ایک بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ نے اپنے کام میں جان بوجھ کر کوئی تساہل برتا تو اس کے لیے آپ کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ آپ کے پسندیدہ افراد کی لاش ایک ایک کر کے آپ کے سامنے بھیج دی جائے گی اور آپ کو افسوس ہوگا کہ آپ نے بُرا کیا۔"

"آپ دھمکیاں دے کر کسی کو اپنا ساتھی بنانا چاہتے ہیں مسٹر ژان اسنوکا۔ یہ بات مناسب نہیں ہے۔"

"معافی چاہتا ہوں یہ دھمکیاں صرف اس وقت کے لیے ہیں جب آپ ہم سے غداری کے بارے میں سوچیں۔"

"لیکن میں ایک اور مقصد کے تحت فرانس آئی تھی۔"

"تو سمجھیے مس بھارتی بلیک چینل اپنے مقاصد کے لیے تمام کاموں کو پسِ پشت ڈال سکتا ہے اور اس طرح اس کے کارکنوں کو بھی یہی سب کچھ کرنا ہے۔ آپ یوں سمجھ لیجیے کہ اب آپ۔ آپ نہیں رہیں۔ بلکہ ہم میں شامل ہیں اور جو مسئلہ ہمارا ہے وہ اوّلیت رکھتا ہے۔ خواہ آپ کتنے ہی اہم کام میں مصروف کیوں نہ ہوں۔"

"کیا میرے ساتھ اس شخص کو بھی شامل کیا جائے گا؟"

"کون؟"

"وہ جو میرا ساتھی ہے؟"

"وہ کون ہے؟"

"میرا منگیتر۔" میں نے بے دھڑک جواب دیا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ یقینی طور پر آپ اس سے متاثر بھی ہوں گی اور اُسے زندہ رکھنا چاہتی ہوں گی۔"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"تو آپ یوں سمجھ لیں کہ آپ کا منگیتر ہمارے پاس یرغمال رہے گا اگر وہ کوئی بہت چالاک آدمی ہے اور ہمارے شکنجے سے نکل جاتا ہے تو ہم بخوشی اس کے لیے بھی تیار ہیں لیکن ایسی صورت میں ہم اُسے قتل نہیں کریں گے بلکہ اُسے آپ کے پاس بھجوا دیا جائے گا بشرطیکہ وہ ہمارے شکنجے سے نکلنے میں کامیاب ہو سکا۔"

عجیب شرط تھی۔ میں پریشان نگاہوں سے اُسے دیکھتی رہی اور پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک مسٹر ڈان اسٹوکا یہ میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میں یہ سب کچھ مجبوراً کر رہی ہوں اور خوش نہیں ہوں اس بات سے۔ ہاں اس بات کے امکانات ہیں کہ میں ایک بار پھر اپنی زندگی میں واپس لوٹ آؤں۔"

"تو پھر اب آپ مطمئن ہوں گی۔ آپ کو اس عمارت سے لے جایا جائے گا اور ایک دوسری عمارت میں رکھا جائے گا وہاں آپ کو ابتدائی ہدایات دے دی جائیں گی۔ آپ کے لیے ساتھیوں کا انتخاب کر دیا جائے گا اور اس کے بعد آپ اپنا کام سنبھال لیں گی۔ اس دوران چونکہ آپ کی پرکشش ختم ہو گئی ہے اس لیے آپ اپنے کو چاق و چوبند بنانے کے لیے تھوڑی سی تفریحات بھی کر لیا کیجیے۔ بس اس سے زیادہ وقت میں آپ کو نہیں دے سکوں گا۔" اس شخص نے گھنٹی بجائی۔ اور چار آدمی اندر داخل ہو گئے۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"میڈم کو عزت سے لے جاؤ۔"

"یس سر۔" انہوں نے گردن خم کر کے کہا اور اس کے بعد مجھے دروازے سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ میں ڈوبتے دل کے ساتھ باہر نکل آئی تھی۔ میرا تصور منتشر ہو گیا تھا۔ یہ ناگہانی افتاد تھی جو مجھ پر پڑی تھی اور ایسی تھی کہ میں ایک بار پھر سے بیگانہ ہو گئی تھی۔ تقدیر ہی ایسی ہے کیا کروں اس کالی تقدیر کو جس نے کبھی میرا ساتھ نہیں دیا۔ اور زندگی کتنی خوشگوار ہو گئی تھی۔ بے شک ایک تجسس تھا ذہن میں اپنے آپ کو جاننے کا جذبہ۔ اپنے آپ کو جاننے کا شوق لیکن ایک بار پھر میں اسی عذاب میں گرفتار ہو گئی تھی۔ اور اب بہرحال یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس عذاب سے نکلنا اب مشکل ہی ہے۔ میں ان لوگوں کے ساتھ چلتی ہوئی باہر نکل آئی۔ دلیپ شرما کہیں ہی میں رہ گیا تھا اور اس سے اب ملنا ناممکن ہی تھا۔ پتا نہیں اُس بے چارے کا کیا حشر ہو؟ میری وجہ سے مارا گیا۔ آنکھوں میں آنسو آئے جا رہے تھے۔

لیکن اپنے آپ کو سنبھالنا ضروری تھا۔ درحقیقت میں اس معیار کی لڑکی نہیں تھی جس معیار کا ان لوگوں نے سمجھا تھا وہ تو صرف ایک انتقامی جذبہ تھا جس نے مجھے کچھ سے کچھ بنا دیا تھا۔ اور میں اسی جذبے کے تحت بلیک چینل کے لیے کام کرتی رہی تھی لیکن اب یہ تمام جذبے ختم ہو گئے تھے۔ اور میں اپنے طور پر سرگرم عمل ہو گئی تھی۔ رانا پرتاب آئرن فیرک، کیول سانگا، بے شری اور دوسرے بہت سے کردار میرے اطراف بکھرے ہوئے تھے اور میں ان کے درمیان اپنی شناخت چاہتی تھی لیکن۔ لیکن اب یہ جنون میرے لیے ناممکن ہو گیا تھا۔ کیا کرنا چاہیے؟ چار نمبر ایک انتہائی خوبصورت عمارت ثابت ہوئی جس میں مجھے پہنچا دیا گیا۔ یہاں بہت سے لوگ نظر آ رہے تھے جو عجیب و غریب صفات کے حامل تھے۔ بہت خوبصورت خواب گاہ مجھے آرام کے لیے دی گئی اور میں اس خواب گاہ میں مقیم ہو گئی۔ مجھے لانے والوں میں سے ایک نے کہا کہ میرا تمام سامان وہاں پہنچا دیا جائے گا اور مجھے کسی قسم کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ یہاں آئے ہوئے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ سامنے رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور میں نے ریسیور اٹھا لیا۔

"آپ ہی سے بات کرنا چاہتا ہوں مس بھارتی" دوسری طرف سے ڈان اسٹوکا کی آواز سنائی دی۔

"جی مسٹر اسٹوکا؟" میں نے اس آواز کو پہچان کر کہا۔ "کیسی ہے آپ کی رہائش گاہ؟"

"ان بے کار باتوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔"

"گڈ، ویری گڈ۔ کیا آپ کو اس بات کا اندازہ ہے مس بھارتی کہ انسان کے ایک لفظ سے اس کی کیفیت کا اندازہ ہو جاتا ہے؟ میں نے اسی لیے آپ کو ٹیلی فون کیا تھا کہ آپ جذبات میں آ کر اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ اور آپ نے ان جذبات کا اظہار کر دیا ہے۔ لیکن مس بھارتی اس کے بعد ہمارا محتاط رہنا بھی ضروری ہے آپ اس عمارت میں جسمانی ورزشوں کو مکمل کریں۔ اس کے لیے آپ کے پاس تربیت کنندگان موجود ہیں اور ان جسمانی ورزشوں کو مکمل کرنے کے بعد آپ کے سپرد جو ذمہ داری کی جائے گی وہ ذرا مختلف قسم کی ہو گی۔ پہلے ہم نے سوچا تھا کہ آپ کے تعاون کے ساتھ آپ کو کوئی ایسا کام سونپا جائے جو کچھ بہتر ہو لیکن اب صورت حال مختلف ہے اوکے۔" اس نے ٹیلی فون بند کر دیا اور میں ہاتھ میں لیے بیٹھی رہ گئی۔ پھر میں نے بھی غراتے ہوئے انداز میں ریسیور پٹخ دیا۔

"ٹھیک ہے ڈان اسٹوکا۔ تم نے اپنی دانست میں مجھے مکڑی کے جالے میں گرفتار کر لیا ہے لیکن یہ مکڑی کا جال ہی تمہاری گردن کا پھندہ بن جائے گا۔ اطمینان رکھو بالکل اطمینان رکھو اور اس کے بعد میں نے اپنے بگڑے مردہ ذہن کو سنبھالا۔ اس طرح تو میں دلدل میں دھنستی چلی جاؤں گی جینا تو ہے جس حال میں بھی ہو لیکن اس کے لیے مجھے بھی پلاننگ سے کام کرنا ہو گا۔ میں اس بات کا اظہار کروں گی کہ میں اتنی بدل نہیں ہوں اور کام کرنا چاہتی ہوں دو چار مرتبہ ان کے لیے بہتر انداز میں اپنے کام انجام دوں گی اور اس کے بعد کوئی بھی موقع ملتے ہی ڈان اسٹوکا کو بتا دوں گی کہ میری شخصیت اتنی ہلکی بھی نہیں ہے جتنی اس نے سمجھی تھی اور اس احساس نے مجھے تقویت بخشی تھی یہاں دل پر جبر رکھنا ضروری تھا اس عمارت میں پہلا دن پُرسکون گزر گیا دوسرا اور تیسرا بھی۔ کچھ لوگوں نے مجھ سے ملاقات کی تھی لیکن سب کا انداز ایسا تھا جیسے وہ میری طرف سے مشتبہ ہوں اور مجھے مشتاط رہنا چاہتے ہوں۔ لیکن یہاں سے کسی انداز میں نکلنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا چنانچہ میں نے ہلکی پھلکی ورزشیں شروع کر دیں اور اس کے بعد ایک لڑکی سے فرمائش کی کہ میں مارشل آرٹس کے مظاہرے کو بہتر کرنا چاہتی ہوں۔ اس نے گردن خم کر کے کہا کہ اسے میری ہدایت ہی کا انتظار تھا۔ تربیت کنندگان موجود ہیں۔ تربیت کنندگان ایکسپرٹ ہی تھے۔ اور مارشل آرٹس سے بخوبی واقف۔ اس دن ان میں پہلی بار میں نے اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا اور لوگوں نے اس مظاہرے کو سراہا۔ اس دن میرا ذہن خوشگوار رہا تھا اور بہت سے لوگوں سے باقاعدہ تعارف ہوا تھا۔ دلیپ شرما کی یاد اب بھی دل میں چبھی ہوئی تھی اور وہ تمام لوگ یاد آتے تھے جن سے میرا کچھ نہ کچھ تعلق تھا۔ سب کے سب پس پشت رہ گئے تھے اور مجھے کھو بیٹھے تھے۔ دیکھنا یہ تھا کہ وہ لوگ میرے لیے کیا کرتے ہیں؟ بابا آئرن فیرک، رانا پرتاب اور وہ سب پتا نہیں دلیپ شرما نے ان سب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہو؟ اور یہ سوال میں نے اسی رات ڈان اسٹوکا سے ٹیلی فون پر کر ڈالا معمول کے مطابق اس نے مجھے ٹیلی فون کیا تھا۔

"ہاں وہ ہماری تحویل میں ہے اور اُسے یہاں سے ہٹا دیا گیا ہے۔ دراصل بھارتی جب تک آپ ہمارے لیے ایک دو کام نہیں کر لیتیں ہم آپ پر مکمل اعتبار نہیں کر

گے۔ میں اس صاف گوئی پر معافی کا خواستگار ہوں لیکن دیکھیے نا یہ میری بھی بقا کا معاملہ ہے لیکن ایک وعدہ آپ سے کیا جا رہا ہے کہ وہ شخص آپ کا جو کچھ بھی ہے محفوظ ہے۔ ہاں ہم اُسے بھاگنے نہیں دیں گے۔ ویسے بہت شاطر آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"مگر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔"

"کیا وہ آپ کا محبوب ہے؟"

"ہاں!" میں نے سکون سے کہا۔

"تب آپ اطمینان رکھیے کسی نہ کسی وقت آپ کی اس سے ملاقات کرا دی جائے گی لیکن اس کے لیے وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔" دوسری طرف سے ڈان اسٹوکا نے کہا اور میں خاموش ہو گئی۔ بہرطور اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ میں اس کی ہدایت پر عمل کروں۔ چنانچہ میری مشقوں کا سلسلہ تیز ہو گیا اور میں نے محسوس کیا کہ میرا جسم انتہائی پھرتیلا ہوتا جا رہا ہے۔ وہ کولٹ جو ان دنوں طاری ہو گئی تھی اب دور ہوتی جا رہی تھی اور بدن کے ساتھ ساتھ ذہن نے بھی کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ بہت سے ایسے معاملات ہیں جن میں گہرے انداز میں سوچنے لگی تھی جنہیں پہلے سطحی نگاہوں سے دیکھتی تھی۔ پھر ایک دن ڈان اسٹوکا میرے پاس پہنچ گیا۔ انتہائی قیمتی سوٹ میں ملبوس تھا یہ شخص مجھے ڈان کا ڈوڑے کی نسبت ہمیشہ ہی مکروہ لگتا تھا جبکہ ڈان کا ڈوڑے ایسا آدمی تھا جس نے مجھ سے ملاقات کرنے کے بعد میرے ذہن پر تسلط جما لیا تھا اور میں کافی خلوص سے اس کے معاملات میں ملوث ہو گئی تھی لیکن ڈان اسٹوکا اس کے بالکل برعکس تھا اور اُسے دیکھ کر مجھے ہمیشہ غصہ آ جاتا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا میرے سامنے پہنچ گیا اور اس نے کہا۔

"تو میڈم بھارتی بالآخر آپ اپنی فارم میں آ گئیں۔"

"مسٹر ڈان اسٹوکا یہ بات کہہ کر میں آپ سے کوئی جھوٹ بولنا نہیں چاہتی کہ میں خلوص دل سے آپ کے ساتھ ہوں یوں سمجھ لیجیے کہ میری مجبوری نے مجھے آپ کے لیے کام کرنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ بہرحال میں آپ کو مایوس نہیں کروں گی۔"

"مجھے یقین ہے اور دیکھیے کہ میں اب آپ کا امتحان لینا چاہتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کو ایک اور عمل سے

گزرنا پڑے گا۔ اور اس میں کافی دن لگ جائیں گے۔"

"آپ کے چنگل میں پھنسنے کے بعد یہ سوچنا کہ مجھے کیا کرنا ہے بے کار ہے کیونکہ مجھے وہی کرنا ہوگا جو آپ چاہتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک سوچا آپ نے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے اندر ایک اضافہ ہے۔"

"یعنی...؟"

"یعنی آپ اس انداز میں سوچنے لگی ہیں۔ بلاشبہ انسان کو حقیقتوں سے دور نہیں ہونا چاہیے۔ دیکھیے مس بھارتی میں آپ کو سبز باغ نہیں دکھا سکتا۔ جہاں تک دولت کا معاملہ ہے تو آپ جانتی ہیں کہ میرے حلاج ڈان کاڈوڑے نے اپنے تمام ماتحتوں پر اور اپنے کارکنوں پر دولت کے دروازے کھول دیے تھے۔ سونے چاندی کے ڈھیر میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ میں انہیں جہاں چاہوں انبار کر سکتا ہوں اور آپ کو پیشکش ایک بار پھر کی جاتی ہے کہ سونے چاندی کے ڈھیروں کی بالکل فکر نہ کریں۔ کرنسی نوٹ آپ کے وزن کے مطابق آپ کو تول کر ہر کیس پر دیے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ پہلو تو ختم ہوگیا باقی رہ جاتی ہے اپنوں کی محبت تو میں جانتا ہوں کہ دنیا میں کون کون ایسا ہے جس سے آپ کو پیار ہے اور آپ اس کے لیے سب کچھ کر سکتی ہیں کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ اپنے تمام جذبوں کو بھول کر ان کی زندگی کے بارے میں سوچیں۔"

"یہ باتیں آپ پہلے بھی کر چکے ہیں مسٹر ڈان اسنوکا، اب ان کی کیا گنجائش ہے؟"

"بالکل نہیں ہے۔ چنانچہ یہ موضوع ختم، تو میں آپ کے امتحان کی بات کر رہا تھا۔ آپ کو ایک شخص سے ملانا چاہتا ہوں جو باہر موجود ہے۔ یوں سمجھیے کہ وہ مکمل طور پر اس وقت آپ کو کنٹرول کرے گا۔"

میں نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر خاموش بیٹھ گئی۔ ڈان اسنوکا کے اشارے پر ایک شخص اندر داخل ہوگیا۔ یہ ایک دراز قامت روبوٹ نما آدمی تھا جس کا چہرہ بالکل بے تاثر تھا اور اس کی چال بھی بالکل مشینی معلوم ہوتی تھی۔ اندر آکر وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ میں اس شخص کو بغور دیکھنے لگی تھی۔ تب ڈان اسنوکا نے کہا۔

"یہ مسٹر الیف ہیں، مسٹر الیف۔"

"جی۔"

"اور مس بھارتی آپ کو آج سے ان کی تحویل میں جانا ہوگا۔ یہ آپ کو بہت سے امور سے آگاہ کریں گے اور اس کے بعد آپ کو آپ کی ذمہ داری سونپ دی جائے گی۔"

"جی۔" میں نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ مسٹر الیف کی گول گول آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں اور نہ جانے کیوں مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ شخص اس زمین کا رہنے والا نہیں ہے۔ عجیب انداز تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک خاص طور سے بہت عجیب تھی اور مجھے اپنا ذہن جکڑا ہوا سا محسوس ہونے لگا تھا۔ ڈان اسنوکا اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مسٹر الیف سے کہا۔

"مسٹر الیف اب آپ کو کیا کرنا ہے، یہ آپ خود جانتے ہیں۔"

"یس سر۔" مسٹر الیف نے جھنجھلے دار لہجے میں کہا اور ڈان اسنوکا مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ مسٹر الیف میری صورت دیکھنے لگا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"مس بھارتی آئیے آپ کو میرے ساتھ چلنا ہے۔" وہ اس انداز میں کھڑا ہوگیا جیسے کوئی مشین اٹھ جاتی ہے۔ میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔ کاش کوئی ایسا ذریعہ ہوتا کہ میں بھی اپنی مرضی سے زندگی گزار سکتی لیکن وقت نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا تھا۔ یہاں تک کہ میری شناخت بھی۔ میرا جواب اس دنیا میں کسی کے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن [illegible] بری طرح رو رہا تھا لیکن کرنا وہی تھا جو یہ لوگ چاہتے تھے چنانچہ میں مسٹر الیف کے ساتھ باہر نکل آئی اور ایک سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھ گئی۔ مسٹر الیف خود ہی اس گاڑی کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ سیاہ رنگ کی بند گاڑی کا سفر تھوڑی دیر تک جاری رہا۔ میں اطراف کے مناظر سے بے خبر تھی۔ بس ونڈ اسکرین سے جو کچھ نظر آ رہا تھا اسے ہی دیکھ سکتی تھی اور مجھے یہ اندازہ ہی نہیں ہو سکا تھا کہ گاڑی پیرس کے کون سے حصے میں داخل ہوئی ہے لیکن پھر جس جگہ گاڑی رکی اسے دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ضرور ہوگیا کہ وہ پیرس کا کوئی نواحی علاقہ ہے۔ مسٹر الیف بدستور مشینی انداز میں نیچے اتر گیا اور اس نے مجھ سے بھی نیچے اترنے کے لیے کہا۔ یہ ایک پُرفضا مقام تھا، لیکن رات کی تاریکی میں اطراف کا ماحول اجاگر نہیں تھا۔ وہ مجھے لیے ہوئے اندرونی حصے میں آگیا۔ میرے پیروں کے نیچے گھاس تھی اور اطراف میں پھولوں کی مہک چکرا رہی تھی۔ میں ایک خوشنما کمرے میں آگئی جو بہت نفاست سے سجا ہوا تھا۔ مسٹر الیف نے ایک الماری سے کوئی مشروب

نکالا اور اسے دو گلاسوں میں انڈیل کر پہلا گلاس خود اپنے حلق میں انڈیل لیا۔ اس کے بعد اس نے مشروب کے گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ پینا ضروری ہے۔"

"کیا ہے یہ؟" میں نے کرخت لہجے میں سوال کیا۔

"شراب نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی نشہ آور شے شامل ہے۔" وہ سرد لہجے میں بولا اور ایک بار پھر اس کی گول آنکھیں میرا جائزہ لینے لگیں۔ میں کسی قدر ہچکچاتے ہوئے آگے بڑھی اور میں نے گلاس اٹھا لیا۔ ایک عمدہ قسم کا مشروب تھا جس کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتے ہوئے میں کافی فرحت محسوس کر رہی تھی۔ پھر مسٹر الیف نے جھنجھلے دار لہجے میں کہا۔

"آپ اب آرام سے سو جائیے۔ کل صبح آپ سے تربیتی ملاقات ہوگی۔" یہ الفاظ کہہ کر وہ چلا گیا۔ عجیب انسان تھا۔ میں نے اپنے بستر کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھ گئی۔ بستر پر دراز ہوتے ہی سوچوں نے ذہن پر یلغار کر دی۔ دل عجیب انداز میں ڈوبتا محسوس ہوتا تھا۔ کیا کروں؟ کیا نہ کروں؟ پہلے تو بلیک چینل میں داخل ہونے کا ایک مقصد تھا۔ میں اپنے آپ کو اپنے دشمنوں کے مقابلے پر فولاد بنانا چاہتی تھی اور اس وقت میں جو بلیک چینل کے لیے جو کچھ کیا وہ میری اپنی پسند کے مطابق تھا۔ [illegible] بے مقصد عمل کی مانند تھی جس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔ میرے پاس اگر دولت کے انبار لگ بھی گئے تو میں کیا کروں گی؟ آہ! کس قدر بے بس، کس قدر مجبور ہو گئی ہوں میں۔ اس تصور سے میری آنکھوں میں آنسو نکل آئے۔ آخر میری زندگی کا کیا مقصد ہے؟ باقی رہی صورت حال میری ملازمت کی تو آج بات یہ ہے کہ اسے بس جاری ہی رکھا تھا۔ میں نے کسی بھی وقت اس سے کنارہ کشی ہو سکتی تھی اور اب وہ یا میری جگہ مسلسل کام کرتی رہے گی۔ گویا میری شخصیت بالکل ہی تبدیل ہو گئی اور میری جگہ ایک دوسری لڑکی کو مل گئی۔ پتا نہیں کب تک وہ کیا اپنا یہ منصب نبھاتی رہے گی۔ ایک نہ ایک دن تو ایسا آئے گا جب وہ بھی اکتا جائے گی۔ اس وقت جو صورت حال ہوگی کیا اس کے بعد میری اپنی کوئی شخصیت برقرار رہ سکتی ہے؟ اور پھر ذہن کے گوشوں میں ایک تصور ابھر آیا۔ یہ دلیپ شرما کا تصور تھا۔ اس کی باتیں یاد آئیں تو ایک عجیب سی کسک کا احساس ہونے لگا۔ ہاں یہ بات میں نے بارہا محسوس کی تھی کہ دلیپ شرما میرے دل کی گہرائیوں کو کرید رہا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں کبھی اس انداز میں نہیں سوچا تھا لیکن اس

کی شرارت آمیز گفتگو اس کا کھلنڈرا پن ہمیشہ ہی مجھے یاد رہ جاتا تھا اور تنہائی میں میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ آجاتی تھی۔ عجیب سر پھرا نوجوان تھا۔ اب تو میں اس کے لیے تھا کا صیغہ استعمال کر سکتی تھی۔ کیونکہ اب اس بات کی امید نہیں تھی کہ دلیپ شرما سے میری دوبارہ ملاقات ہو سکے۔ تقدیر نے کیا کیا مجھ سے نہیں چھین لیا تھا مجھ سے؟ کیا شکوہ کرتی اس سے بار بار۔ یہ بھی چاہتا تھا کہ کسی بھی طرح ان لوگوں کے چنگل سے آزاد ہو جاؤں۔ مگر کمبخت ڈان اسنوکا نے جو دھمکی دی تھی وہ بے اثر نہیں تھی۔ ماتاجی، دلوواد اور اگنی جیسے لوگ اگر میری وجہ سے مارے جائیں تو کیا میں اپنے آپ کو زندگی کے کسی حصے میں معاف کر سکتی ہوں؟ دلیپ شرما اگر میرے لیے قتل ہو جائے تو اسے میری ذات سے کیا ملے گا؟ کیا خوشی؟ یہ تمام چیزیں مجھے دل برداشتہ کر رہی تھیں نہیں اپنی خوشی کے لیے، اپنی زندگی کے لیے ان چاہنے والوں کو موت کی نیند سلا دینا کسی بھی طرح درست نہیں ہے تو کیا پھر میں ان کے لیے کام کرتی رہوں؟ بہت سی سوچیں میرے ذہن پر یلغار کرتی رہیں اور بالآخر میں نے ایک فیصلہ کیا۔ اپنے آپ کو ذہنی طور سے اس کام کے لیے آمادہ کر دوں جو ناگہانی پڑی ہے اور اس بات کی منتظر رہوں کہ جب بھی موقع مل جائے ان لوگوں کو گرفتار کرادوں۔ بے شک بلیک چینل یا ریڈ چینل کو میں ختم نہیں کر سکتی تھی لیکن ڈان اسنوکا یقینی طور پر وہ قابل نفرت شخص میرے انتقام کا نشانہ بنے گا۔ میں اسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گی۔ یہ میرا آخری فیصلہ تھا۔ اور میں نے طے کر لیا تھا کہ اب حالات کے ہاتھوں جو کچھ مجھے نصیب ہوا ہے اسے قبول کر لینا ہی مناسب ہے۔ دوسرے دن سے میری ذہنی تربیت کا آغاز ہو گیا۔ وہ شخص جو بالکل ایک مشین معلوم ہوتا تھا اپنے نظریات مجھے سمجھانے لگا۔ اس نے بہت سے لیکچر دیے اور اس کے بعد مجھے کچھ فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ پورے دن کی تربیت کی تکمیل کر دی گئی تھی۔ جسمانی ورزش، مارشل آرٹس، بڑے بڑے خطرناک کام جن میں بلندیوں پر چڑھنا، وہاں سے کودنا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ہر طرح کے خطرات سے نمٹنا، اپنے دشمن کی کارکردگی سے واقف ہونا۔ یہ تمام چیزیں مجھے سکھائی جا رہی تھیں اور میرے ذہن میں یہ بٹھایا جا رہا تھا کہ زندگی اسی کا نام ہے۔ نجانے کیوں میں ذہنی طور پر ان معمولات سے متفق ہوتی جا رہی تھی اور چند ہی روز گزرے تھے کہ میرے ذہن سے تمام تشویش دور ہو گئی۔ اور میں مکمل

طور پر ان تمام کاموں میں دلچسپی لینے لگی اس دوران اس لڑکی سے میری تین چار ملاقاتیں ہو چکی تھیں، جس کے خدوخال میں ایک انوکھی بات تھی۔ وہ تھی تو کسی یورپی ملک کی باشندہ لیکن اس کے چہرے پر مشرقیت سی جھلکتی تھی آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ رنگت لیے ہوئے تھیں اور اس کے سفید چہرے پر دور سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انہیں کسی چیز سے ٹانک دیا گیا ہو۔ اس کی حسین آنکھیں مجھے تو بے حد پسند تھیں اور یہ حسین آنکھیں مجھے دیکھ کر کئی بار مسکرا اٹھی تھیں لیکن تربیت کے دوران ہم دونوں کو ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ البتہ جو تھے دن جب وہ لڑکی اسی رہائش گاہ میں پہنچ گئی تو میں نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے کہا۔

"میرا نام پول راشر ہے تم چاہو تو مجھے پولی کہہ سکتی ہو۔ میں تمہیں کس نام سے مخاطب کروں۔؟"

"بھارتی۔" میں نے جواب دیا۔

"ایسٹرن۔؟"

"ہاں۔"

"تمہارے بارے میں مجھے علم ہے کہ تم ریڈ چینل کی خونخوار لیڈر تھی ہو اور تمہیں از سر نو تربیت دی جا رہی ہے۔"

"اپنے بارے میں بتاؤ۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"خوش قسمتی سے مجھے اسی عمارت میں رہائش کی اجازت ملی ہے اور اب تمہارا میرا ساتھ رہے گا چنانچہ آج رات کو بہت سی باتیں کریں گے۔"

پول راشر کے اس انکشاف سے مجھے خوشی ہوئی تھی۔ کیونکہ ان دنوں میں شدید تنہائی محسوس کر رہی تھی۔ تربیت کنندہ یعنی مسٹر ایف تو ایک ایسی شخصیت تھی جسے دیکھ کر دل میں صرف کراہت ابھرتی تھی اور کچھ نہیں۔ باقی سب ایسے لوگ تھے جنہیں ملازم کہا جا سکتا تھا۔ وہ صرف میرے معمولات کا خیال رکھتے تھے۔ ویسے میں محسوس کر رہی تھی کہ یہ لوگ مجھے بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ اس دوران ڈان سنگا سے ایک بار بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اور شاید وہ میرے تمام کاموں سے مطمئن تھا۔ پول راشر سے رات کو تفصیلی ملاقات ہوئی۔ وہ میرے ہی کمرے میں آ گئی تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"عورت کسی بھی مقام پر پہنچ جائے عورت ہی رہتی ہے۔ میں نے تربیت کے دوران تمہیں دیکھا اور بار بار میرے دل میں یہ خواہش ابھری کہ میں تم سے تعاون حاصل کروں یہاں کے قواعد کی وجہ سے خاموش رہنا پڑا اور اس وقت مجھے اس قدر مسرت ہو رہی ہے اور میرا جی چاہ رہا ہے کہ رات تمہارے ساتھ ہی سو جاؤں۔"

"کیا حرج ہے۔؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ہم اپنی اپنی زندگی کی باتیں کریں گے۔ ماضی کتنا حسین ہوتا ہے کیا تمہیں اس کا احساس ہے بھارتی؟"

"کیوں نہیں ماضی کے علاوہ اور انسان کے پاس ہوتا ہی کیا ہے؟ حال ہمیشہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔"

"کیا خیال ہے تمہارا بھارتی کہ دنیا کا ہر شخص اپنے حال سے متنفر ہوگا۔"

"جہاں تک میرا تجربہ ہے پولی میں نے لوگوں کو کسی نہ کسی مشکل ہی میں پھنسے ہوئے دیکھا ہے اور ان میں سے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ آہ ماضی کتنا حسین تھا۔ جہاں تک بچپن کا سوال ہے تو میں کہتی ہوں کہ زندگی کا یہ سنہرا دور اتنا حسین ہوتا ہے کہ انسان اس سے نکلنے کے بعد ہمیشہ اس کا آرزو مند رہتا ہے پولی میرا خیال ہے عمر کی تقسیم غلط نہیں ہے۔"

"مطلب۔؟"

"بچپن کا یہ دور کم از کم پچیس تیس سال تک ہونا چاہیے تاکہ آدمی کا اس پرسکون ماحول سے جی تو بھر جائے۔"

"اور جوانی۔؟" پولی نے مسکراتے ہوئے کہا پھر ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گئی۔

"کیوں بتایا نہیں تم نے۔؟" پولی بولی۔

"جوانی میں بہت سی مصیبتوں کا آغاز ہوتا ہے۔"

"ہاں حسن و عشق، دل کی چاہتیں اور آرزوؤں کی طلب"

"نہیں پولی اس کے علاوہ بھی بہت کچھ۔"

"خیر میں اس بارے میں کچھ نہ کہوں گی۔ بڑھاپے کے بارے میں کیا خیال ہے۔؟"

"چند روزہ۔ صرف چند روزہ کیونکہ زندگی کا سب سے بدترین دور یہی ہوتا ہے۔" پولی ہنس پڑی۔ اس نے کہا "میں نے کبھی بوڑھا ہو کر نہیں دیکھا۔" میں بھی اس کے ساتھ ہنسنے لگی پھر پولی نے کہا۔

"بھارتی یوں تو بہت سی باتیں کرنے کو ہیں اور انسان کو اس کے لیے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اصول طور پر ایک دوسرے کو سمجھنا۔ اس کے بعد ہر قسم کی باتیں کرنا لیکن میرا خیال ہے ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم چاہو تو مجھے سمجھ لینا میں تمہیں سمجھ چکی ہوں۔"

"اچھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔"

"کیا سمجھی ہو مجھے۔؟"

"یہی کہ تم بھی انہی تمام مصائب کا شکار ہو جو مجھ پر مسلط ہیں۔ ہم دونوں کی ذہنی سوچ ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہے۔"

"واقعی یہ تو سچ ہے پولی۔"

"تو پھر مزید جاننے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے اگر تم میرے بارے میں جاننا چاہتی ہو تو آغاز میں کیے دیتی ہوں۔ بہت پہلے۔ بہت ہی پہلے مسٹر ڈان کا ڈولے کے دو میں ایک گروہ میں شامل ہوئی تھی۔ اس وقت میری ضرورتیں مجھے یہاں تک لائی تھیں۔ کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا کہ میں اپنے خاندان کی کفالت کر سکوں اور میرے پاس کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی جو میری جگہ سنبھال سکتی۔ پہلے اچھے راستوں سے زندگی کا آغاز کیا تھا۔ رفتہ رفتہ دولت کی طلب میں برے راستوں کی طرف مائل ہوئی اور اس کے بعد بلیک چینل میں شامل کر لی گئی۔ بلیک چینل کے خاتمے پر جو کچھ ملا وہ اتنا تھا کہ میں نے ایک چھوٹا سا گھر خرید لیا اور اس کے بعد زندگی بسر کرنے لگی۔ لیکن تقدیر ہمیشہ ہی ساتھ نہیں دیتی۔ میں نے مائیکل سے محبت کی تھی اور مائیکل بھی بلیک چینل ہی کا آدمی تھا پھر یہی وہ شخص نکلا جو مجھے دوبارہ بلیک چینل میں گھسیٹ لایا لیکن میری زندگی نے نہیں بلکہ زبردستی اور اب میں مائیکل سے سخت نفرت کرتی ہوں۔ تم جانتی ہو کیا کیا ان لوگوں نے۔؟"

"کیا۔؟"

"انہوں نے میری ماں اور دو چھوٹی بہنوں کو اپنی تحویل میں لے لیا اور یرغمال بنا کر رکھ لیا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ وہ دنیا کے کون سے خطے میں ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں وڈیو فلم دکھائی گئی تھی جس میں میں نے انہیں پرسکون اور اچھی زندگی گزارتے ہوئے دیکھا۔ میری بہنیں اسکول جاتی ہیں۔ ماں عمدہ زندگی بسر کر رہی ہے اور اس کے الفاظ۔ جو اس وڈیو فلم میں اس سے کہلوائے گئے ہیں یہ کہ وہ نہایت پرسکون زندگی گزار رہی ہے اور میں جو کچھ بھی کر رہی ہوں کرتی رہوں۔ میں جانتی ہوں بھارتی میری ماں کو کچھ اور ہی بتایا گیا ہوگا لیکن یہ وڈیو فلم میرے لیے ایک انتباہ ہے۔ وہ مجھ سے یہ کہنا چاہتے ہیں بلکہ کہہ چکے ہیں کہ اگر میں اپنے اہل خاندان کی پرسکون زندگی کی خواہش مند ہوں تو ان کے لیے خلوص دل سے کام کرتی رہوں اور جب تک وہ نہ چاہیں میں ان سے ملاقات کی کوشش نہ کروں۔ ہاں اگر میں نے ان سے انحراف کی کوشش کی تو اس خاندان کو اسی گھر میں فنا کر دیا جائے گا جہاں وہ پرسکون زندگی گزار رہے ہیں اور ڈیئر بھارتی انسان کو اپنے لیے نہیں دوسروں کے لیے جینا ہی پڑتا ہے۔ یہ رشتوں کے بندھن ہمارے دلوں سے اس طرح باندھ دیے گئے ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے کچھ ہی نہیں سکتے۔ بھارتی میں جانتی ہوں کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کوئی مسئلہ درپیش ہوگا۔"

میں دلچسپی سے پول راشر کو دیکھتی رہی۔ واقعی اس کی کہانی میری کہانی سے مختلف نہ تھی۔ میری کہانی میں کچھ اور چیزیں وابستہ تھیں لیکن یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ ان کا اظہار میں سب پر ہی کر دوں۔ مختصر الفاظ میں، میں نے پولی کو اپنے بارے میں بتایا اور صاف بتا دیا کہ میں بھی اس چیز کا شکار ہوں۔ پولی نے پرخیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ تمہاری تربیت کیسی ہو رہی ہے۔؟"

"مطلب۔؟"

"میرا مطلب ہے کہ تم ان لوگوں سے متفق ہوتی جا رہی ہو۔؟" میں کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"یہ سب کچھ تو کرنا ہی ہے پولی۔"

"میں ان سے متفق نہیں ہوں۔"

"کیا۔؟"

"ہاں میں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جب بھی کبھی مجھے موقع ملا میں ان لوگوں کے چنگل سے آزاد ہو جاؤں گی اور میرا سب سے پہلا شکار مائیکل ہوگا وہ جو کبھی مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب تھا لیکن وہ جس سے اب مجھے دنیا میں سب سے زیادہ نفرت ہے۔"

"کیا یہ تمہارے لیے ممکن ہوگا پولی۔؟"

"ہاں۔ ایک ہدایت میں تمہیں بھی کرنا چاہتی ہوں اگر تم ان سے باغی ہونے کی خواہش مند ہو۔"

"کیا۔؟"

"دوران تربیت تمہیں ایک مشروب دیا جاتا ہوگا۔" میں نے تعجب سے پولی کو دیکھا اور بولی۔

"ہاں ایک انتہائی فرحت بخش اور تھکن دور کر دینے والا مشروب۔"

"لیکن زہر قاتل سے زیادہ سنگین۔" پول نے کہا اور میں اچھل پڑی۔ میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں
"کیوں۔؟"
"اس لیے کہ اس مشروب میں ایک ایسی قوت پوشیدہ ہے جو تمہاری قوتِ ارادی اپنے اندر جذب کرتی رہتی ہے۔"
"مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔"
"وہ مشروب پی کر تمہاری قوتِ ارادی کمزور ہوتی جاتی ہے اور وہ جو کچھ تمہیں سکھاتے ہیں وہی تمہیں سب سے بہتر محسوس ہوتا ہے۔"
"اوہ! مائی گاڈ۔ میں تو اس کے کئی گلاس پی چکی ہوں۔"
"کئی گلاس کی بات نہیں ہے بلکہ اس مشروب کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جب عادت پڑ جائے تو انسان اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بالکل جیسے کسی نشہ آور شے کی کیفیت ہوتی ہے حالانکہ اس میں نشہ نہیں ہوتا لیکن جسم کی ضرورت بن جاتا ہے۔ یہ مشروب اور اس کے بعد وہ لوگ تمہیں اپنی مرضی سے ڈھال لیتے ہیں۔"
"تو پھر کیا کرنا چاہیے پول راشٹر؟"
"کچھ نہیں اس مشروب کا استعمال ترک کر دو۔ یہ تو تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ تم تھکن محسوس کرنے کے بعد سب سے پہلے اسے استعمال کرتی ہو میں تمہیں مشورہ دوں گی ایک گلاس صرف ٹھنڈا پانی استعمال کیا کرو اس سے ساری تھکن دور ہو جاتی ہے۔ وہ مشروب کبھی نہ پینا اس کے بعد میں نے سنسنی خیز نگاہوں سے پول راشٹر کو دیکھا پھر کہا۔ تمہارے اس مشورے کا شکریہ پول! دراصل واقعی میں کسی بھی طور اپنی قوتِ ارادی کو کمزور نہیں کرنا چاہتی کیونکہ میری زندگی کا بھی ایک مقصد ہے۔" پول را[illegible] میری بہترین دوست بن گئی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ کتنے عرصے میری تربیت جاری رہے گی لیکن پول کی موجودگی سے مجھے ایک سکون مل گیا تھا۔ میں نے اس مشروب کا استعمال بالکل ترک کر دیا تھا جبکہ میں واقعی یہ محسوس کر رہی تھی کہ اب میرے اندر افاقہ ہے اور ان کی کہی ہوئی باتیں بعض اوقات میرے لیے باعثِ نفرت بھی بن جاتی ہیں۔ مسٹر ایف کی صورت دیکھ کر تو مجھے خود بخود غصہ آ جاتا تھا۔ بالآخر ایک دن ہماری تربیت کا آخری دور مکمل ہو گیا اور اس کی اطلاع مجھے ڈان سنو کا ہی نے دی۔
"ڈیئر بھارتی تمہارے بارے میں مجھے رپورٹ ملی چکی ہے کہ تم بالکل فٹ ہو۔"
"جی مسٹر اسنو کا۔"
"اور اب تمہیں اس بات کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ کوئی بھی مہم تمہارے سپرد کی جا سکتی ہے کیا تم اس کے لیے تیار ہو۔؟"
"کیوں نہیں؟"
"گڈ ویری گڈ۔ مجھے خوشی ہے اور میں تمہیں اس کی مبارکباد دیتا ہوں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ڈان اسنو کا کی اس گفتگو کو بھی کئی دن گزر گئے۔ مجھے کوئی خاص ہدایت نہیں ملی تھی۔ پول راشٹر سے میری باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ پھر ایک دن مسٹر ایف اس وقت میرے کمرے میں داخل ہوا جب میں کھانا کھانے کے بعد آرام کر رہی تھی اور پول راشٹر میرے سامنے صوفے پر بیٹھی ایک رسالہ دیکھ رہی تھی۔ مسٹر ایف نے عجیب سی نگاہوں سے پول راشٹر کو دیکھا اور وہ رسالہ رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اس کے بعد خاموشی سے باہر نکل گئی۔ تب مسٹر ایف نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"میڈم بھارتی مجھے آپ کے چہرے میں کچھ معمولی سی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔"
"میک اپ؟" میں نے سوال کیا۔
"ہاں۔"
"ٹھیک ہے۔"
"تو پھر آیئے۔" وہ بولا اور میں اس کی صورت پر نگاہ ڈالے بغیر اس کے عقب میں چل دی۔ اس عمارت کے مخصوص کمرے میں مجھے لایا گیا۔ یہاں ایسی بے شمار چیزیں تھیں جو کبھی بھی میری سمجھ میں نہیں آئی تھیں۔ مجھے یہ ایک اچھی خاصی سائنسی لیبارٹری معلوم ہوتی تھی۔ مسٹر ایف نے مجھے ایک اسٹول پر بٹھایا اور اس کے بعد بالکل اس قسم کا ایک آلہ اٹھایا جیسے ڈینٹسٹ دانتوں کی صفائی کے لیے استعمال کرتے ہیں آلے کا بٹن سائٹ میں لگا ہوا تھا۔ اس نے بٹن آن کیا اور ویسی ہی آواز ابھرنے لگی۔ مسٹر ایف میرے چہرے پر مصروف ہو گیا۔ اس نے یہ آلہ سب سے پہلے میری آنکھوں کے پپوٹوں پر گھمایا اس سے ہلکی ہلکی گدگدی سی ہو رہی تھی اور میرے پپوٹوں پر اچھی خاصی آنچ محسوس ہو رہی تھی۔ پھر مسٹر ایف نے وہی آلہ میرے زیریں لب پر گھمانا شروع کیا اور میں اس کی تپش محسوس کرتی رہی۔ اس کے بعد اس نے رخساروں کے ابھار پر اسے گھمایا پتا نہیں کیا مصیبت تھی؟ اور یہ کس قسم کا میک اپ تھا۔ تقریباً بیس

منٹ تک وہ اپنے کام میں مصروف رہا پھر اس نے آلہ کی ہلکی ہلکی آنچ میرے چہرے کے دوسرے حصوں پر پھیری اور اس کے بعد اس نے اپنا کام ختم کر دیا۔ میں اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ آہستہ سے بولا۔
"بس۔"
"گویا میرا میک اپ ہو گیا۔؟"
"ہاں آپ باتھ روم میں جا کر دیکھ سکتی ہیں۔" اس نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا اس حیرت انگیز میک اپ کو دیکھنے کا اشتیاق میرے دل میں پیدا ہوا اور میں فوراً ہی باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔ لیکن باتھ روم کے آئینے میں جس چہرے پر میری نگاہ پڑی۔ اسے دیکھ کر میں شدتِ حیرت سے دنگ رہ گئی تھی۔ میرے رخساروں پر گوشت کا ابھار بڑھ گیا تھا۔ پپوٹے اس طرح متورم ہو گئے تھے جیسے میں شراب کی عادی ہوں۔ ٹھوڑی کے نیچے بھی کچھ ایسے ہی ابھار پیدا ہو گئے تھے اور خاص طور سے میرا زیریں لب اوپر کے ہونٹ کی نسبت موٹا ہو گیا تھا۔ لیکن اس طرح میرے چہرے کی دلکشی میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا تھا میں حیران سے اس عمل کو دیکھنے لگی اور پھر ایک اور خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ کہیں میرا یہ چہرہ مستقل تو نہیں ہو جائے گا کہا وہ لوگ میری شخصیت بھی مجھ سے چھین لیں گے یہ اس [illegible] سے باتھ روم سے نکل آئی۔ مسٹر ایف وہ سامان سنبھال رہا تھا میں نے کرخت لہجے میں اس سے پوچھا۔
"مسٹر ایف ایک سوال کرنا چاہتی ہوں آپ سے۔"
"جی؟" وہ غیر جذباتی انداز میں مڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔
"یہ میک اپ کس قسم کا ہے؟ اور کس چیز سے صاف ہو سکتا ہے۔؟"
"دنیا کی کسی چیز سے نہیں۔" اس نے جواب دیا اور میرا دل دھک سے ہو گیا۔
"تو۔ تمہارا مقصد ہے کہ یہ چہرہ مجھے مخصوص کر دیا گیا۔"
"نہیں آپ اپنی اس مہم کی تکمیل کے بعد جب واپس آئیں گی تو میں آپ کا یہ چہرہ اصل حالت میں کر دوں گا۔"
"کیسے۔؟"
"اس کے لیے اس کے اینٹی آلات یہاں موجود ہیں۔"
"گویا باہر کہیں۔؟"
"نہیں میڈم اس میک اپ کو ہم نے خاص طور سے ترتیب دیا ہے۔ آپ کو یہیں واپس آنا پڑے گا اور یہی جگہ آپ کو اپنا اصلی چہرہ واپس دے سکتی ہے۔" میں نے گردن ہلائی اس کے بعد مسٹر ایف نے کہا۔
"آج شام کو آپ کو روانہ ہو جانا ہے۔"
"کہاں۔؟"
"این کریو۔" اس نے جواب دیا اور میں سحر زدہ سے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔ لیکن وہ غیر جذباتی آدمی بلکہ مشینی آدمی کے انداز میں باہر نکل آیا اور میرے لیے بھی یہ ضروری نہ تھا میں اس کا تعاقب کروں۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔ پول راشٹر اب وہاں موجود نہیں تھی۔ میں نے کسی سے پوچھا نہیں کہ وہ کہاں گئی ہے میں تو صرف یہ سوچتی رہی کہ اب مجھے این کریو روانہ ہونا ہے۔ لیکن کس لیے؟ یہ بات مجھے نہیں بتائی گئی تھی البتہ رات کو مجھے میرے کاغذات دیے گئے جو ایک جعلی نام سے تھے اور اس کے بعد مسٹر ایف نے مجھ سے کہا۔
"آپ کو اس طیارے کے ذریعے این کریو پہنچنا ہے۔ وہاں آپ کو ایک شخص ملے گا۔ اس کے بارے میں تفصیلات نوٹ کر لیجیے۔ اس کا نام جو ڈی ہے۔ ضرورت سے زیادہ چوڑے شانوں کا مالک ہے۔ خوش اخلاق اور خوش مزاج ہے ہر ایک سے بہت جلد بے تکلف ہو جانے والا۔ باقی تمام پروگرام آپ کو جو ڈی سے مل سکے گا۔"
"گویا یہاں مجھے کچھ نہیں معلوم ہو گا کہ میری مہم کیا ہے؟"
"نہیں۔" وہ بدستور اپنے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں بولا۔
اس کے بعد کچھ پوچھنا ضروری نہیں تھا۔ وقتِ مقررہ پر میں تیار ہو کر باہر نکل آئی۔ میرے ساتھ ایک چھوٹا سا سفری بیگ تھا۔ میں نے اپنے ذہن سے تمام خیالات نکال دیے تھے اور اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے تیار ہو گئی تھی تقدیر سے کتنے شکوے کرتی۔ بالآخر شکوے بھی ختم ہو گئے تھے اور مجھے تقدیر کا غلام بننا پڑا تھا۔ جہاز میں سفر کرتے ہوئے میں ان ایئر ہوسٹسوں کو دیکھ رہی تھی جو خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے اپنے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ کیا خوبصورت سی زندگی ہے ان کی اور کیا ہی اچھی زندگی تھی میری لیکن ایک بار پھر ذہن پر ان خیالات کی یلغار ہوئی تو میں نے اپنے ذہن کو جھٹک دیا اور ایئر ہوسٹس سے پانی طلب کر کے اسے چڑھا گئی۔ پانی کی اس ٹھنڈک نے مجھے سکون بخشا تھا میں نے سیٹ سے پشت لگا دی۔ این کریو ہمارا طیارہ صبح سوا سات بجے پہنچا تھا خوبصورت ایئرپورٹ اترنے کے بعد میں

امیگریشن کے معمولات سے نمٹنے لگی اور اس کے بعد اپنا سوٹ کیس باہر لے آئی۔ بیگ میں میرے کپڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو کسی بھی طور کسٹم والوں کے لیے قابلِ اعتراض ہوتی۔ باہر نکلی تو ایک چوڑے شانوں والا شخص مسکراتا ہوا میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے بلیک چینل کا مخصوص دکھایا پھر بولا۔

"میرا نام جورڈی ہے۔"

"ہیلو مسٹر جورڈی۔"

"ہیلو۔" وہ ضرورت سے زیادہ بداخلاق ہے میں بولا۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گیا۔ میں نے اپنے سوٹ کیس کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا۔ اور اس کے بعد اگلی سیٹ پر جورڈی کے ساتھ بیٹھ گئی۔ جورڈی نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ راستے میں وہ کہنے لگا۔

"فی الحال میں نے آپ کے لیے ایک ہوٹل میں کمرے کا بندوبست کیا ہے مس۔ ہوٹل کے اس کمرے میں اور ہدایات موصول ہو جائیں گی میں اسی شہر کے ایک چھوٹے سے علاقے میں رہتا ہوں۔ میرے ساتھ میری بیوی اور دو بچے بھی ہیں۔ بہرحال مجھے ہدایت دی گئی ہے کہ میں آپ کو ہر طرح کا تعاون کروں، چنانچہ آپ جب بھی مجھ سے رابطہ قائم کرنا چاہیں، یہ میرا فون نمبر رکھ لیجیے۔"

"شکریہ مسٹر جورڈی، لیکن ہوٹل کے اس کمرے میں میری ملاقات کس سے ہوگی۔؟"

"مسٹر ڈان اسنوکا سے۔" اس نے جواب دیا اور میرے چہرے پر نفرت کی لکیریں پھیل گئیں۔ اس کے بعد جورڈی سے کوئی بات کرنے کو جی نہیں چاہا تھا جب اس نے مجھے میرے ہوٹل کے پاس اتارا تو کہنے لگا۔

"تاہم آپ کو مجھ سے مسلسل واسطہ رہے گا۔ ان ہدایات کے بعد میں آپ کو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دوں گا اور اس کے لیے میں نے بہتر انتظامات کیے ہیں۔ امید ہے وہ جگہ آپ کو پسند آئے گی۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جورڈی نے مجھے کمرے کی تفصیلات سے آگاہ کیا چنانچہ کاؤنٹر پر پہنچ کر میں نے چابیاں طلب کیں اور اپنے دستخط اسی انداز میں کر دیے جس انداز میں پاسپورٹ پر میرے دستخط موجود تھے۔ پورٹر مجھے لفٹ تک لایا اور اس کے بعد مجھے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ کمرہ بہت خوبصورت تھا۔ ویسے بھی ایمن کرد ایک عمدہ شہر تھا خاص طور سے سرسبز باغات اور اس کی سرسبزی بہت مشہور تھی۔ کمرے کی عقبی کھڑکی سے میں نے باہر کا منظر دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میرا پسندیدہ منظر تھا۔ بادلوں بھرے آسمان کے نیچے جھومتے ہوئے درخت بے حد حسین لگ رہے تھے۔ اس علاقے میں سفید پھولوں کا رواج تھا اور سفید اور سبز رنگ کا امتزاج بے حد حسین معلوم ہو رہا تھا دیر تک میں کھڑکی کے پاس کھڑی گہری گہری سانسیں لیتی رہی اور اس کے بعد جب میں مڑی تو میں نے اپنے سامنے ڈان اسنوکا کو کھڑے ہوئے پایا مجھے حیرت ہوئی کہ میں نے کمرے کا دروازہ بند کیوں نہیں کیا تھا۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ واقعی میں نے کمرے کا دروازہ بند نہیں کیا ہے یہ جو خوشگوار کیفیت پیدا ہوئی تھی سب کی سب ڈان اسنوکا کو دیکھ کر دور ہو گئی۔ وہ ایک آرام کرسی پر دراز ہوتا ہوا بولا۔

"بے بی میرے لیے عمدہ قسم کی کافی منگواؤ لیکن بلیک۔"

میں نے روم سروس کو فون کر کے کافی طلب کر لی۔ لیکن صرف ڈان اسنوکا کے لیے اس سے نفرت کا احساس تھا کہ میں نے اپنے لیے کافی نہیں منگوائی تھی لیکن مسٹر ڈان اسنوکا نے اس بات کو محسوس بھی نہیں کیا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک ویٹر اس کافی کی ٹرالی دھکیلتے ہوئے اندر آ گیا۔ کافی خوبصورت لیکن پست قد لڑکی تھی۔ اس نے خوش اسلوبی سے کافی بنا کر ڈان اسنوکا کے سامنے سرکی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

"تم نے اپنے لیے کافی نہیں منگوائی۔؟"

"نہیں۔"

"بیٹھو۔" اس نے کافی کا ایک چھوٹا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور میں اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ ڈان اسنوکا نے اپنے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالا لیکن اس نے سگریٹ کے پیکٹ سے سگریٹ نہیں نکالی تھی۔ بلکہ اسے تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ رکھ دیا تھا۔ لائٹر کا رخ اس نے سگریٹ کے پیکٹ کی طرف کر کے ہلکا سا بٹن دبا دیا۔ میں چونک کر اس کی یہ حرکت دیکھنے لگی تھی اور اس وقت میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں جب میں نے سگریٹ کے پیکٹ پر ایک تصویر نمایاں ہوتے ہوئے دیکھی گویا یہ لائٹر اور سگریٹ نہیں تھا۔ بلکہ ایک پروجیکٹر اور اسپول تھا۔ ڈان اسنوکا کی آواز ابھری۔

"اس طرف پوری طرح متوجہ ہو جاؤ اور اپنی پوری ذہنی

قوتیں اس پر صرف کر دو۔"

میرے بے پناہ حیرت کے لمحات طویل نہیں تھے اور میں نے اسکرین پر نگاہیں جما دیں جو سگریٹ کے پیکٹ کے برابر لمبا اور چوڑا تھا۔ اسپول پر مجھے ایک چہرہ نظر آنے لگا۔ ڈان اسنوکا کے ہاتھ میں دبا ہوا لائٹر ہلکی ہلکی آواز کے ساتھ اس چہرے کے رخ تبدیل کر رہا تھا۔ پھر چند لمحات بعد یہ شخص چلتا پھرتا نظر آیا۔ ایک بھاری جسم اور دراز قامت آدمی تھا ڈان اسنوکا چند لمحات مجھے اس کا چہرہ دکھاتا رہا اور اس کے بعد اس نے لائٹر بند کر کے اسکرین تاریک کر دیا۔

"اس شخص کا نام ہیڈل ہے۔ ڈاکٹر مارک ہیڈل اس کا تعلق کہاں سے ہے یہ ہمارے لیے باعثِ دلچسپی نہیں ہے لیکن یہ کچھ عرصہ قبل ارن کرد میں ہی رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے کوئی ایسی ایجاد کی ہے جو دنیا کے بیشتر ممالک کے لیے باعثِ دلچسپی ہے۔ اور ان میں سے کئی ملک اس ایجاد کے حصول کے چکر میں لگے ہوئے تھے۔ ہماری خدمات ایک بہت بڑے ملک نے انتہائی معقول معاوضے پر حاصل کی ہیں۔ ہیڈل کو شاید یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ اس کے لیے کوئی کارروائی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ وہ اچانک ہی غائب ہو گیا اور اس کے بعد وہ خاص لیبارٹری جہاں وہ کام کرتا تھا ایک دھماکے سے تباہ ہو گئی۔ اتفاق رائے قائم کی گئی ہے۔ اس بارے میں کچھ کا خیال ہے کہ مارک ہیڈل نے اپنی لیبارٹری خود ہی تباہ کر دی۔ اور کچھ میں روپوش ہو گیا کچھ کا کہنا ہے کہ اسے اغوا کیا گیا ہے۔ بہرطور بے بی کچھ دوسرے لوگ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ تمہیں بھی ایک مخصوص انداز میں اس سلسلے میں کام کرنا ہے اور مارک ہیڈل کی اس ایجاد کو حاصل کرنا ہے۔ یہ ہمارا منصوبہ ہے اور اس سلسلے میں ریڈ چینل کی ایک رکن کی حیثیت سے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے۔"

"کیا اس سلسلے میں میری معلومات کچھ بڑھ سکتی ہیں۔؟"

"میرا کام صرف تمہیں تمہارا مقصد بتانا تھا۔ باقی تمام معاملات جورڈی کے سپرد کر دیے گئے ہیں۔ اور جورڈی تم سے بہت جلد ملاقات کرے گا۔" ڈان اسنوکا نے کافی کی پیالی اٹھائی اور پوری حلق میں انڈیل لی۔ پھر وہ خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا اور بغیر کسی رسمی گفتگو کے باہر نکل گیا۔ میرا دل جل کر رہ گیا۔ میں نفرت بھری نگاہوں سے دروازے کو دیکھتی رہی پھر میں نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ ڈان اسنوکا کی آواز میرے کانوں میں ابھر رہی تھی۔ ظاہر ہے جو کچھ اس نے بتایا تھا۔ مجھے ذاتی طور پر اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن مجبوری مجھے ان تمام چیزوں سے دلچسپی لینے پر مجبور کر رہی تھی۔ میں بہت دیر تک دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی رہی اور اس کے بعد ٹھنڈی سانس لے کر خود کو پرسکون کر لیا۔ کیا فائدہ تھا خود کو جلانے سے، جس مقصد کے لیے یہاں آئی تھی اسے انجام دینا ہی تھا۔ چنانچہ ذہن میں ڈان اسنوکا کے الفاظ کو تازہ کرنے لگی۔ اور ان حالات پر غور کرنے لگی جن کے تحت مجھے کام کرنے کے لیے یہاں لایا گیا تھا۔ بلیک چینل سے ہٹ جانے کے بعد میں یہ تمام ہنگامہ خیزیاں بھول گئی تھی اور اپنی پرانی کیفیت میں آ گئی تھی۔ اس دوران بھی مجھے بہت کچھ کرنا پڑا تھا۔ اور بلیک چینل کی دی ہوئی تربیت کے تحت میں نے اپنے دشمنوں کو ناکوں چنے چبوا دیے تھے دیپ شرما میرا بہترین شریکِ کار رہا تھا لیکن اب مجھے چند روزہ جو تربیت دی گئی تھی۔ اس نے ایک بار پھر مجھے اندر نکھار پیدا کر دیا تھا۔ میں ڈاکٹر مارک ہیڈل کے بارے میں سوچنے لگی۔ جو یقینی طور پر سائنس دان تھا اور جس نے کوئی ایجاد کی تھی اور اپنی اس ایجاد کا شکار ہو گیا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ اس دنیا میں سبھی کسی نہ کسی مصیبت کا شکار ہیں۔ ایک میں ہی نہیں ہوں جو اپنی سچائیوں کی موت ماری گئی ہوں بلکہ اور بھی ایسے ہیں جو اچھا اور برا دونوں کام کر کے مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مارک ہیڈل کے بارے میں اس سے پہلے میں نے کچھ اور نہیں سوچا تھا میرے مطلب کی چیز بھی نہیں تھی۔ یہ سائنس دان اور یہ ایجادات ان کی صرف کہانیاں ہی سنی جا سکتی ہیں اور ایجادات کو اس انداز میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن براہِ راست ان سے میرا کوئی واسطہ نہیں رہا تھا پھر مجھے جورڈی کا خیال آیا۔ وہ آدمی صورت ہی سے اچھا معلوم ہوتا تھا میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کن حالات کے تحت بلیک چینل میں شامل تھا یا اس کی اندرونی کیفیت کیا تھی، اس نے مجھے اپنی بیوی اور بچوں کے بارے میں بھی بتایا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ ایک الگ چیز ہے لیکن عام حالات میں شاید وہ ایک اچھا انسان ہو۔ اس دن تو میری جورڈی سے ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن دوسرے دن

صبح ہی صبح اس نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں اندازہ نہیں لگا پائی تھی کہ وہ جورڈی ہو سکتا ہے۔ دروازہ کھولا تو اس کی صورت نظر آئی اور میں نے اسے اندر آنے کا اشارہ کر دیا۔ جورڈی مسکراتا ہوا پُر اخلاق انداز میں گردن خم کر کے اندر داخل ہو گیا اور اس نے خود ہی پلٹ کر دروازہ بند کر دیا۔

"ہیلو مس ولیماں۔" اس نے کہا۔ ولیماں میرا وہ نام تھا جو پاسپورٹ پر درج تھا اور یقینی طور پر بلیک چینل والے مجھے بھارتی کی حیثیت سے روشناس نہیں کرانا چاہتے تھے غالباً اسی لیے میرے چہرے پر وہ انوکھا میک اپ کر دیا گیا تھا جس کو بعض اوقات آئینے میں دیکھ کر میں خود حیران رہ جاتی کہ میرے عقب میں کون ہے؟ جورڈی مسکراتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"یقینی طور پر آپ یہاں آ کر ناخوش نہیں ہوں گی۔ سبزہ زاروں کا یہ شہر حسین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔"

"ہاں مسٹر جورڈی میرے کمرے کی کھڑکی کے دوسری طرف لاتعداد اور درخت نظر آتے تھے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس پورے شہر کو درختوں کا خبط ہے۔"

"یہ ایک مخصوص حقیقت ہے۔ عام طور سے یہاں ہلکی پھلکی بارش رہتی ہے۔ اور بارشوں میں دھلے ہوئے یہ درخت حسین منظر پیش کرتے ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ پچھلے ایک ہفتے سے بارش نہیں ہوئی اس لیے آپ کو تھوڑی سی دھند محسوس ہوگی۔ ورنہ بارش کے بعد یہ شہر اتنا شفاف ہو جاتا ہے کہ دیکھنے سے آنکھوں کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔"

"تم سناؤ جورڈی کیا ہو رہا ہے۔؟"

"آپ کی ملاقات یقینی طور پر مسٹر ڈان اسلو کا سے ہو گئی ہوگی۔؟"

"ہاں اور انہوں نے مجھے مارک ہیڈل کے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔"

"مارک ہیڈل ایک بہت ہی معزز نام ہے اور اس نام کے ساتھ بہت سی داستانیں بھی وابستہ ہیں۔ اس دنیا میں ایک بیٹی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اس کا لیکن وہ بہت بڑی دولت کا مالک ہے۔ بہرطور بیچارہ اغوا ہو گیا۔"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے جورڈی کہ اسے اغوا کر لیا گیا ہے؟"

"مستند رپورٹ ہے اور پولیس کے کاغذات میں اس کی گمشدگی کو اغوا ہی کا نام دیا گیا ہے۔"

"پولیس کے کاغذات ایک الگ حیثیت رکھتے ہیں ہم اپنے طور پر بھی بہت کچھ سوچ سکتے ہیں۔"

"تو آپ اس کی لیبارٹری کی تباہی کو کیا کہیں گی؟"

"ہوں!" میں نے پُر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بہرطور یہ بات چونکہ متفقہ طور پر تسلیم کر لی گئی ہے کہ مارک ہیڈل کو اغوا کیا گیا ہے چنانچہ ہمیں اس میں ترمیم نہیں کرنی چاہیے۔"

"ہمارا کام کیا ہوگا جورڈی۔؟"

"میڈم مارک ہیڈل کو تلاش کرنا اور اس کی وہ ایجاد حاصل کرنا۔ ظاہر ہے میں بھی آپ کو یہ نہیں بتا سکتا کہ بلیک چینل کا اس سلسلے میں کون سے ملک سے معاہدہ ہوا ہے لیکن مسٹر ڈان اسلوکا، بلیک چینل کو نئے پیمانے پر استوار کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اور وہ اعلیٰ قسم کے کیس اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں جبکہ مسٹر ڈان کا ڈ ے ہر حالت میں کام کرنے کا فیصلہ کر لیا کرتے تھے خیر یہ وہ باتیں ہیں جن کا ہمارے ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں آپ کو مزید مارک ہیڈل کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔"

"پہلے یہ بتاؤ جورڈی کہ اس ہوٹل میں مجھے کب تک قیام کرنا ہے۔؟"

"دوسری بات شاید میں یہی بتانے جا رہا تھا۔ آپ کو یہ دن مزید گزارنا پڑے گا کیونکہ مصور ابھی تک دستیاب نہیں ہوا۔" میں نے چونک کر جورڈی کی شکل دیکھی۔ یہ مصور کون تھا اور اس کے بارے میں جورڈی کیا کہہ رہا تھا؟ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ چنانچہ میں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"کس مصور کی بات کر رہے ہو۔؟"

"اس کا نام آرتھر ہے۔"

"تو پھر؟" میں نے سوال کیا اور جورڈی چونک پڑا پھر اس نے ایک قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"جورڈی میں ایک بہت بڑی خرابی ہے سوچتا ہے تو بلند آواز میں سوچتا ہے۔"

"تو تم سوچ رہے تھے۔؟"

"ہاں۔"

"لیکن اپنی سوچوں کے بارے میں اب مجھے نہیں بتاؤ گے۔؟"

"ضروری نہیں ہے میڈم کہ آج ہی سب کچھ بتا دوں۔ آپ کو کل تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

"عجیب بات ہے مجھے ایک دن بعد بھی بلایا جا سکتا تھا۔"

"اوہ شاید آپ برا مان گئیں۔ جورڈی آپ کا خادم ہے جہاں بھی چاہیں سیر کرانے کے لیے چلوں۔ کام کا آغاز کل ہی سے ہو سکے گا۔ اور پھر کچھ تیاریاں بھی کرنی ہیں چنانچہ کل دوپہر کے بعد ہم دونوں روانہ ہو جائیں گے۔ ویسے میڈم کچھ باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔"

"کہتے رہو جورڈی یوں لگتا ہے جیسے صرف تمہیں ہی بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔"

"نہیں میڈم سوری۔ ویری سوری۔ میں کچھ زیادہ ہی بکواس کر لیتا ہوں۔ خیر اس کے لیے معافی چاہتا ہوں ہاں تو میں آپ کو بتا رہا تھا کہ کچھ دلچسپ انکشافات کرنے کا خواہشمند ہوں۔"

"ضرور ضرور۔" میں بے اختیار ہنس پڑی۔ جورڈی نے اپنے زیادہ بولنے پر مجھ سے معذرت کی تھی لیکن اس کے لہجے میں ... کی زبان ... ہوئی تھی۔ اس نے رازدارانہ انداز میں مجھ سے پوچھا۔

"کیا آپ ٹیری ڈان کو جانتی ہیں۔؟"

"ٹیری ڈان؟ نہیں، یہ میرے لیے نیا نام ہے۔؟"

"وہ جرمن سیکرٹ سروس کا ایک خطرناک آدمی ٹیری ڈان۔" جورڈی نے کہا پھر بولا۔ "اس کا مقصد ہے جون پول بھی آپ کی نگاہوں سے اوجھل ہوگا۔؟"

"ہاں۔ میں اسے بھی نہیں جانتی۔"

"اوہ! خیر کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ان لوگوں کو جانتی ہیں یا نہیں جانتیں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں البتہ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں میڈم ولیماں کہ ٹیری ڈان اپنے پورے گروپ کے ساتھ جس میں چار افراد ہیں یہاں موجود ہے۔ اور جون پول بھی اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ آ گیا ہے۔ جون پول کے بارے میں، میں آپ کو بتا دوں کہ وہ ایک دہشت گرد ہے اور بہت سے کارنامے انجام دے چکا ہے اور یہاں اس کا آنا بے مقصد نہیں۔ ٹیری ڈان کے بارے میں تو ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ جرمن مفادات کے لیے کام کر رہا ہوگا لیکن جون پول بھی ہماری ہی مانند ہے یعنی اس کا تعلق بھی یقینی طور پر کسی ملک سے ہوگا۔ ہو سکتا ہے روس ہو سکتا ہے امریکہ یا پھر اس بات کے امکانات بھی ہیں کہ جاپان نے اس کی خدمات حاصل کی ہوں حالانکہ جاپان کے پاس اپنے بہت سے لوگ ہیں لیکن ایک خرابی ہے کہ ان لوگوں کو ہر جگہ پہچان لیا جاتا ہے اور پھر ایسی سرگرمیوں میں ملوث جاپانی یقینی طور پر شناخت کیے جا سکتے ہیں۔ مطلب سمجھ گئی ہوں گی آپ۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا مقابلہ ان تمام لوگوں سے براہ راست ہوگا۔"

میں نے بیزاری سے جورڈی کی صورت دیکھی اور پھر بولی۔ "ٹھیک ہے جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔"

"تو پھر آپ مجھے آج کے دن کے سارے پروگراموں کے بارے میں بتا دیجیے۔ میرا مطلب ہے اپنی پسند کے پروگرام۔"

"جورڈی اگر آج مجھے اس سلسلے میں مصروف نہیں ہونا تو پھر آج کے دن کا میرا بہترین پروگرام یہی ہے کہ اپنے کمرے میں آرام کروں۔ تم جب اپنے انتظامات سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔"

"اوکے میڈم اوکے۔ ظاہر ہے اس سلسلے میں، میں آپ سے کوئی تعرض نہیں کر سکتا۔" جورڈی میرے پاس زیادہ دیر نہیں بیٹھا تھا۔ وہ چلا گیا تو میں پھر عجیب و غریب احساسات کا شکار ہو گئی۔ بہت زیادہ بیزاری کا احساس ہوا تو وہ کھڑکی کھول کر کھڑی ہو گئی اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ کھڑکی تفکرات سے آزاد کرنے کی کھڑکی تھی۔ باہر کا منظر اتنا ہی حسین تھا کہ ذہن خود بخود فرحت میں ڈوبتا چلا جاتا تھا۔ یہ وقت میں نے اپنے کمرے ہی میں گزارا۔ اس کے بعد ڈان اسلوکا نے بھی مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا اور مجھے مکمل طور پر سکون نصیب ہو گیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ دل اندر سے بے سکون تھا لیکن دوسرے دن وقت مقررہ پر جورڈی میرے پاس پہنچ گیا اور اس نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔

"آئیے میڈم ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر نکل آئی لفٹ سے نیچے اترتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"آپ کا سامان اس وقت لے جانا ممکن نہیں تھا

لیکن بہرطور آپ کا سامان وہیں پہنچ جائے گا۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نیچے ایک ٹیکسی کھڑی ہوئی تھی اور اس میں کوئی ڈرائیور نہیں تھا۔ جورڈی نے عقبی دروازہ کھولا اور مجھے بیٹھنے کی پیشکش کی۔ میں نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا تو وہ مسکرا کر بولا۔

"آپ کا ڈرائیور۔" یہ کہہ کر اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر گردن خم کی تھی۔ میں خاموش ہو گئی۔ جورڈی نے ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ وہ بہت سی سڑکیں طے کرتا ہوا بالآخر ایک انتہائی خوبصورت علاقے میں پہنچ گیا اور اس علاقے کی ایک بلڈنگ کے سامنے اس نے ٹیکسی روک دی۔ پھر نیچے اتر کر اس نے دروازہ کھولا اور اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"تشریف لائیے میڈم۔" میں جورڈی کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ عمارت میں لفٹ میں بیٹھ کر ہم پانچویں منزل پر اتر گئے۔ جورڈی مجھے اپنے ساتھ لیے جا رہا تھا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور ایک فلیٹ کے دروازے کا تالا کھولا۔ وہ بہت خوبصورت فلیٹ تھا۔ میں نے متحیرانہ انداز میں دیکھا کہ فلیٹ میں جابجا تصویریں لٹکا رکھی تھیں۔ رنگ اور برش جگہ جگہ موجود تھے اور ایک اچھا خاصا نگار خانہ معلوم ہوتا تھا۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے جورڈی کو دیکھا تو وہ مسکرا کر بولا۔

"یہی آرٹس کا فلیٹ ہے جس کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا تھا۔"

"مگر ہم لوگ۔۔؟"

"ہم اب یہیں قیام کریں گے۔" جورڈی نے کہا اور پھر بولا۔ "دراصل آرٹس تصویروں کی نمائش کے سلسلے میں ملک چیکوسلاواکیہ گیا ہوا ہے اور اس کا تقریباً ڈیڑھ ماہ کا پروگرام ہے۔"

"کیا وہ بلیک چینل میں شامل ہے۔؟"

"مصور۔ اور بلیک چینل میں؟ نہیں وہ رنگ و بو کی نزاکتوں کا علمبردار ہے۔ بلیک چینل جیسے کرخت ادارے میں کیسے کام کر سکتا ہے۔؟"

"تو پھر کیا وہ تمہارا دوست ہے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ کہیں تو غلط نہیں ہوگا کہ وہ میرا دشمن ہے۔"

"اوہ! تو پھر تم اس فلیٹ میں کیسے آ گئے؟ بہت پہنچے ہو جورڈی۔"

"معافی چاہتا ہوں میڈم دراصل میں بالکل نہیں بولنا چاہتا لیکن اپنے مقصد کی وضاحت کرنا تو ضروری ہوتا ہے۔ تو بات صرف یہ ہے کہ اس فلیٹ کی چابی میں نے عارضی طور پر حاصل کر لی ہے اور اس کے لیے میں کئی دن سے کوشاں تھا۔ اب آئیے آپ کو ایک بہت خوبصورت شے دکھاؤں۔" جورڈی نے کہا اور مجھے ساتھ لیے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ میں نے اس کی باتیں حیرت سے سنی تھیں مزیدار آدمی معلوم ہو رہا تھا۔ یعنی اس فلیٹ کے مالک کی عدم موجودگی میں وہ یہاں قیام کرے گا۔ ہو سکتا ہے لوگ اس بات کے بارے میں کچھ پتا نہیں اس سلسلے میں جورڈی نے کیا فیصلہ کیا ہو لیکن میں نے اس سلسلے میں اس سے کوئی سوال نہیں کیا اور کمرے میں آ گئی۔ جورڈی نے ایک کھڑکی کا شیشہ ہٹایا اور سامنے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"وہ جو عمارت آپ دیکھ رہی ہیں۔ جانتی ہیں وہ کون سی عمارت ہے۔؟"

"بالکل نہیں جانتی کیونکہ یہاں میں پہلی بار آئی ہوں۔"

"اوہ! اچھا۔ اچھا۔ دراصل مارک ہینڈل اسی عمارت میں تنہا تھا اور اس کی چھوٹی لیبارٹری بھی اس عمارت میں ہے۔ میں نے آپ سے اس کی لڑکی کا تذکرہ کیا تھا۔ وہ لڑکی اب اس عمارت میں نہیں ہے۔ آپ ان پولیس والوں کو دیکھ رہی ہوں گی جو عمارت کے دروازے پر تعینات ہیں؟" جورڈی سامنے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں دیکھ رہی ہوں۔"

"دراصل اس کی گمشدگی کے بعد پولیس نے یہاں سخت پہرہ لگا دیا ہے اور ابھی تک کسی شے کو نہیں چھیڑا گیا۔ پولیس اپنے طور پر اس بات کے لیے کوشاں ہے کہ پروفیسر۔ میرا مطلب ہے ڈاکٹر مارک ہینڈل کا پتا لگا لیا جائے اس کے بعد کوئی کارروائی عمل میں لائی جائے۔"

"ہوں! اب میں سمجھی تم نے یہ فلیٹ خاص طور سے اس لیے حاصل کیا ہے کہ یہاں سے ڈاکٹر مارک ہینڈل کے مکان پر نگاہ رکھی جائے۔؟"

"نہ صرف نگاہ رکھی جائے بلکہ یہ اس طرف دیکھیے یہ ایک چھوٹا سا کیمرہ بڑی خوبیوں کا مالک ہے۔ میں نے اسے دن ہی میں یہاں نصب کر دیا تھا۔ اور اس دوران وہ تمام تصویریں بنا چکا ہوگا۔ میرا مطلب ہے اس دوران

اس جگہ جو کارروائی کی گئی ہوگی اس کے بارے میں اس نے سب کچھ معلوم کر لیا ہوگا۔"

"تم بہت کارآمد آدمی ہو جورڈی۔"

"ابھی کیا دیکھا ہے میڈم آپ نے۔ میرے ساتھ کام کر کے آپ کا جی خوش ہو جائے گا۔" جورڈی نے تعریفی انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مسکرائی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"اچھا جورڈی مجھے اب یہ بتاؤ کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ دراصل مسٹر اسنوکا نے یہی بات کہی تھی کہ باقی تمام باتیں مجھے تم سے معلوم ہو جائیں گی۔"

"کوئی وضاحت طلب بات رہ گئی ہو میڈم تو آپ خود جورڈی سے کہہ سکتی ہیں۔ ویسے جورڈی آپ کا ہی ماتحت ہے۔ تاہم معلومات کا جہاں تک تعلق ہے تو اس ملک میں جورڈی سے زیادہ معلومات حاصل کرنے والا یا پھر معلومات رکھنے والا اور کوئی نہیں ملے گا آپ کو۔ آپ جورڈی کو جس لائق بھی سمجھیں اس سے خدمات لیتی رہیں مجھے خوشی ہوگی۔"

"اُفوہ! خدا کی پناہ۔ یہ بتاؤ اس فلیٹ میں کھانے پینے کا [illegible] ہے۔؟"

"[illegible] ہیں نا۔ کھانے پینے کے معاملات سے بڑے بے نیاز ہوتے ہیں۔ لیکن اس فلیٹ پر قبضہ کر لینے کے بعد میں نے یہاں سارے انتظامات کر دیے ہیں اب یہ بتائیے آپ کو کیا چیز درکار ہے۔؟"

"گرم کافی اور سر درد کی گولیاں۔"

"بہت بہتر ابھی پیش کرتا ہوں۔" جورڈی وہاں سے چلا گیا اور میں ایک کرسی پر بیٹھ کر باہر کا منظر دیکھنے لگی۔ میرا ذہن اب پوری طرح مارک ہینڈل کے مسئلے میں الجھا ہوا تھا جو معلومات مجھے ابھی تک حاصل ہوئی تھیں ان کا لب لباب تھا کہ مارک ہینڈل ایک سائنسدان ہے۔ اس نے کوئی ایجاد کی ہے اور اس ایجاد کے حصول کے لیے بہت سے ملک سرگرداں ہو گئے ہیں اور ان کے ایجنٹ یہاں کام کر رہے ہیں۔ ہم لوگ بھی ایک ملک کے لیے کام کر رہے ہیں اور ہمارا مقصد بھی اس ایجاد کو حاصل کرنا ہے جبکہ مارک ہینڈل خاموشی سے کہیں غائب ہو گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان ساری باتوں کے ساتھ اس کی لیبارٹری کیا اہمیت رکھتی ہے؟ میں نے سوچا کہ ایک بار اس لیبارٹری کا جائزہ لے لیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ مارک ہینڈل کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ ویسے یہ اندازہ تو مجھے ہو گیا تھا کہ اب اس سامنے والی عمارت میں کوئی موجود نہیں ہے اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا۔ کیونکہ اس واقعے کے بعد عمارت مخدوش ہو گئی ہے اور پولیس والوں کا وہاں بہترین طریقے سے انتظام ہے۔ دل ہی دل میں میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس عمارت کا جائزہ ضرور لیا جائے گا۔ بلکہ موقع لگا تو آج ہی رات اور اس کے لیے مجھے جورڈی کے ساتھ مل کر پروگرام بنا لینا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جورڈی نے سچ مچ مجھے کافی کے ساتھ سر درد کی گولیاں پیش کیں اور میں ہنس پڑی۔

"نہیں جورڈی اب ان گولیوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

"یہ کافی دونوں کام کر دے گی میڈم۔ ویسے میرا خیال ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ میری بکواس نے آپ کے سر میں درد کر دیا ہوگا۔"

"اوہ نہیں مسٹر جورڈی میں مذاق کر رہی تھی آپ سے آپ سے تو مجھے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔"

"گڈ۔ گڈ تو پھر کیجیے میرا خیال ہے کہ آپ میں کم بولوں ورنہ آپ مجھ سے سچ مچ ہی ناراض ہو جائیں گی۔"

مجھے تعجب تھا کہ یہ معصوم سا انسان اتنے بڑے گروہ کا رکن کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی باتوں سے سچائی کی بو آتی تھی۔ بہرطور میں نے اس سے پوچھا۔

"آپ کی کافی کہاں ہے مسٹر جورڈی۔؟"

"وہ دراصل تھوڑا سا تکلف کیا ہے میں نے۔ بنائی تو تھی آپ کے سامنے پینے کی جرأت نہیں کر سکا۔"

"اوہ! جورڈی ڈیئر اپنی کافی لے آؤ تاکہ اس دوران ہم ذرا پُرسکون انداز میں بات کر سکیں۔" جورڈی خوشی خوشی باہر نکل گیا تھا اور میں مسکرائی نگاہوں سے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جورڈی کافی کی پیالی ہاتھ میں لیے ہوئے اندر آ گیا۔ اب اس کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ میرے سامنے بیٹھ کر اس نے کہا۔

"ہاں میڈم اب فرمائیے ویسے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کم سے کم بولوں گا بلکہ جب آپ کہیں گی تب میں بولوں گا۔"

"ہاں۔ ہاں یقیناً۔ یقیناً یہ تمہاری مہربانی ہوگی۔" میں نے کہا اور جورڈی دانت نکال کر ہنسنے لگا۔ تب میں نے آہستہ سے کہا۔

"جورڈی کیا اس عمارت میں داخلے کا کوئی ذریعہ ہے؟"

گڑبڑ ہی گڑبڑ ہیں۔ بولوں گا تو پھر آپ بولیں گی کہ میں بولے جا رہا ہوں۔ دراصل میں نے اس موضوع پر بہت دیر تک سوچا ہے۔ باشمران پولیس والوں کی موجودگی کے باوجود اس عمارت میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ داخل عمارت کے پیچھے ایک ہوٹل ہے۔ ہوٹل کا عقبی حصہ سنسان پڑا ہوا ہے لیکن ہوٹل کے اس چھوٹے سے احاطے میں ایک درخت ہے جس کی شاخ عمارت کے ایک ایسے حصے تک پہنچ گئی ہے جس پر چڑھ کر ہم اس عمارت میں اتر سکتے ہیں اور میرا خیال ہے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ کار نہیں ہو سکتا۔"

"واہ مسٹر جورڈی تم تو کام کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"یقیناً میڈم آپ دیکھتی رہی۔ آپ مجھے ہر مشکل کا حل پائیں گی۔" جورڈی نے کہا۔

"تو پھر جورڈی تیاریاں کرو میں اس عمارت میں داخل ہوں گی۔"

"اور پھر...؟"

"نہیں میرے تحفظ کے لیے آس پاس کی نگرانی کرنا ہوگی۔"

"جورڈی حاضر ہے۔" جورڈی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا۔

باقی وقت اس سلسلے کی تیاریاں کرتے گزرا تھا۔ میں نے اس کے لیے ایک خاص لباس مخصوص کیا تھا۔ جورڈی سے اس بارے میں کچھ اور تفصیل معلوم ہو چکی تھی۔ اور میں نے اپنے ذہن میں عمارت کا ایک خاکہ تیار کر لیا تھا بہرحال جس وقت کا تعین کیا گیا تھا اس وقت ہم دونوں باہر نکل آئے۔ جورڈی ایک شاندار کار لے آیا تھا۔ حالانکہ ہمیں سامنے والی عمارت میں جانا تھا۔ لیکن منصوبے کے تحت کار استعمال کی گئی تھی اور ہم کار میں بیٹھ کر چل پڑے۔

کار بلاوجہ ہی سڑکوں پر چکراتی رہی۔ تعاقب کا اندازہ لگایا تھا سب ٹھیک تھا۔ وقت بھی مناسب تھا۔ چنانچہ ایک منتخب جگہ کار روک دی گئی اور میں نیچے اتر گئی۔ اس کے بعد میں ٹہلنے کے انداز میں آگے بڑھنے لگی۔ جورڈی میری ہدایت کے مطابق کار آگے لے گیا تھا اسے ایک لمبا چکر کاٹ کر پھر واپس آنا تھا۔ موقع غنیمت دیکھ کر میں نے اپنا مطلوبہ راستہ اختیار کیا اور اس عمارت کے عقب میں گئی۔ بالآخر جورڈی کی فراہم کردہ اطلاع صحیح تھی۔ چاروں طرف خاموشی طاری تھی دور دور تک کوئی نہیں تھا آ رہا تھا۔ میں نے وہ درخت دیکھا اور پھر اس پر چڑھنے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی۔ بعض اوقات کتنی معمولی معمولی باتوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ کوئی بھی اس درخت کو دیکھ کر یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ اس عمارت کے لیے کتنا خطرناک ہے لیکن کبھی توجہ ہی نہیں دی گئی ہوگی۔ اور اس وقت یہ میرے لیے بہت کارآمد تھا۔ درخت کے ذریعے میں باآسانی اندر داخل ہو گئی۔ اور پھر دبے قدموں اندرونی حصے کی طرف چل پڑی۔ رات کے وقت پولیس کی توجہ بھی باہر ہی ہوگی بظاہر کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھ رہی تھی۔ احتیاط بہرطور ایک اچھی چیز ہوتی ہے اور میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتی تھی اس وقت میں نے ذہن کو تمام خیالات سے آزاد کر دیا تھا اور کسی بھی بات کو نہیں سوچنا چاہتی تھی حالانکہ صورت حال ایسی تھی کہ میں اگر اس پر غور کرتی تو میرا دل دکھنے لگتا بھلا مجھے کیا پڑی تھی کہ کچھ لوگوں کے لیے میں ایسے خطرناک کارنامے انجام دوں جب کہ ان لوگوں سے نہ مجھے کوئی مالی دلچسپی تھی اور نہ ہی وہ میرے سلسلے میں کوئی معاونت کر سکتے تھے لیکن [illegible] آن پڑی تھی اور اس سے نمٹنا بے حد ضروری تھا۔ اور اس کے لیے یہ بھی لازم تھا کہ میں اپنے ذہن کو قابو میں رکھوں اور کوئی بے کار بات نہ سوچوں۔ بہرطور میں اس جانب [illegible] کرتی ہوئی عمارت میں داخل ہو گئی اور تھوڑی دیر کے بعد میں نے وہ جگہ تلاش کر لی جہاں ہینڈل کی لیبارٹری تھی ہینڈل کی اس لیبارٹری میں داخل ہونے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی کیونکہ اس کا دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اندر کا حال بہت ہی شکستہ حال تھا۔ شیشے کی الماریاں سلنڈر، ٹیوب اور ایسی ہی بہت سی دوسری چیزیں ٹوٹی ہوئی پڑی تھیں۔ یہاں تک کہ آبنوسی میزیں اور کرسیاں تک ہنگامے کی نذر ہو گئی تھیں لیکن میری نگاہوں نے بھانپ لیا کہ میرے علاوہ بھی یہ بات کسی کے ذہن میں آئی ہے کہ پروفیسر کی لیبارٹری کی تلاشی لے ڈالی جائے۔ کچھ ایسے ہی نشانات کچھ ایسے ہی آثار مل رہے تھے مجھے جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اس ٹوٹی ہوئی لیبارٹری میں کسی نے کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جورڈی مجھے

بتا چکا تھا کہ کچھ اور لوگ بھی ان کوششوں میں مصروف ہیں مجھے تھوڑا سا افسوس ہونے لگا کہ مجھ سے پہلے کوئی یہاں تک کیوں پہنچ گیا۔ بہرطور اب یہ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ مجھ سے پہلے آنے والا اس تلاش میں کامیاب ہو گیا نہیں جس کے سلسلے میں، میں بھی یہاں آئی تھی چنانچہ مجھے اپنا کام کرنا تھا میں نے لیبارٹری میں کھڑے ہو کر اچھی طرح جائزہ لیا کہ اگر اس قسم کی کوئی چیز بہت ہی احتیاط سے چھپائی جائے تو کہاں چھپائی جا سکتی ہے۔ میں اپنا ذہن کو قائم کرنے کے بعد جلدی جلدی تمام کونے کھدرے دیکھنے لگی کوئی خفیہ دراز نظر نہیں آئی تھی میں نے ہر چیز کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر دیواروں کو بھی چیک کرنے لگی ایک اور دروازہ اس لیبارٹری میں نظر آیا تو میں اس دروازے سے اندر داخل ہو گئی اور وہاں بھی اپنے کام کا جائزہ لینے لگی ڈاکٹر مارک ہینڈل کی یہ رہائش گاہ یقینی طور پر بہت خوبصورت کہی جا سکتی تھی۔ اور اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ایک خوش ذوق آدمی تھا حالانکہ سائنسدان عام طور سے خشک طبیعت کے مالک ہوتے ہیں لیکن ڈاکٹر مارک ہینڈل نے بہت ہی عمدگی سے اپنی اس رہائش گاہ کی آراستگی کی تھی مجھے ایک اور کمرے کا دروازہ نظر آیا جو ایک دوسرے کمرے کے دروازے [illegible] تھا اور میں اس دروازے سے بھی اندر داخل ہو گئی۔ اس کمرے میں ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی جس سے ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی مجھے کمرے کا جائزہ لینے میں بہت زیادہ وقت نہ ہوئی اور میں نے وہاں ایک ایک چیز کو بغور دیکھا اگر روشنی کر دیتی تو ہو سکتا ہے اس سے کوئی روشنی باہر نکل جاتی لیکن میں روشنی کیے بغیر بھی اس کمرے کا اچھی طرح جائزہ لے رہی تھی اس کمرے میں آرائش کی بہت سی اشیا موجود تھیں ویسے بھی کمرہ کافی وسیع و عریض تھا ایک جانب ایک خوبصورت قد آدم مجسمہ سجا ہوا تھا جو کسی مرد ہی کا تھا بظاہر اس کا ہیولا ہی نظر آ رہا تھا اور ایک نگاہ دیکھنے سے آدمی خوفزدہ بھی ہو سکتا تھا کہ شاید کوئی کھڑا ہوا ہے لیکن چند ہی لمحات کے بعد میری نگاہوں نے یہ پہچان لیا کہ ساکت مجسمہ پتھر یا شاید کسی دھات کا بنا ہوا ہے ہو سکتا ہے مجسمے میں کوئی ایسا خانہ رکھا گیا ہو جس میں ہینڈل نے اپنی ایجاد کا وہ فارمولا چھپا لیا ہو اور چنانچہ میں اس مجسمے کے قریب پہنچ گئی اور پھر میں نے بہت باریک بینی سے اس کا جائزہ لینا شروع کیا میں نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو دفعتاً ہی مجسمے کے دونوں ہاتھوں کو جنبش ہوئی اور ایک مخصوص انداز میں اس نے اپنی کلائیاں میرے سر پر مارنے کی کوشش کی اس جنبش کو میں نے ایک منٹ کے ہزارویں حصے میں محسوس کر لیا اور پیچھے جھک گئی چنانچہ مجسمے کا یہ وار خالی گیا لیکن میں اب دیر نہیں کر سکتی تھی میں نے برق رفتاری سے جھکتے ہوئے اپنی ٹکر مجسمے کے پیٹ میں ماری اور مجھے فوراً یقین ہو گیا کہ میرا پہلا اندازہ غلط تھا۔

مجسمے کی مانند کھڑا ہوا شخص مجسمہ نہیں بلکہ انسان تھا اور اچھا خاصا تنومند اور جسیم لیکن اتفاقیہ طور پر میرے سر کی یہ ٹکر اس کے پیٹ میں لگی تھی وہ کچھ ایسی کارگر ہوئی تھی کہ وہ ایک لمحے کے لیے چکرا کر رہ گیا تھا میں نے فوراً ہی پلٹ کر اپنے نوکدار سینڈل کی ایڑی اس کے گھٹنے میں ماری اور اس کے حلق سے ایک آواز سی نکل گئی لیکن فوراً اس نے فوراً دیوار کا سہارا لے کر مجھ پر چھلانگ لگا دی اور میں تھوڑی سی اس لپیٹ میں آ گئی۔ اس کا فولادی بدن میرے جسم سے ٹکرایا اور میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور نیچے گر پڑی اس کمبخت نے پیروں پر اچھل کر فوراً ہی میرے اوپر آنے کی کوشش کی اور میں انتہائی برق رفتاری سے اس کے نیچے سے سرک گئی۔ اگر اس میں ذرا بھی چوک ہو گئی ہوتی تو شاید میری دو تین پسلیاں ضرور ٹوٹ جاتیں وہ کافی زوردار آواز کے ساتھ زمین سے ٹکرایا تھا۔

میں نے لمبی لوٹ لگائی اور اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس وقت میں اگر چاہتی تو باہر نکل سکتی تھی لیکن باہر اس بدحواسی کے عالم میں نکلنا بھی خطرناک تھا۔ کیونکہ پولیس مستعد تھی۔ ویسے میرے ذہن میں ایک اور خیال بھی آیا تھا یہ شخص غیر مسلح نہ ہوگا اور اس وقت اگر ذرا سی گڑبڑ ہو گئی تو بری طرح پھنس جانے کا خطرہ تھا وہ سہارا لے کر اٹھ گیا تھا۔

اب ہم آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ میں نے اندازہ لگایا تھا وہ نقاب میں ہے اس کے خدوخال واضح نہیں تھے۔ ویسے جسمانی طور پر وہ کافی طاقتور نظر آ رہا تھا لڑائی بھڑائی بھی جانتا تھا لیکن شاید میں بھی اس وقت کسی سے کم نہیں تھی۔

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" اس نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"خوشخبری ہے میرے لیے۔" میں ہنس پڑی۔

"تمہارا خیال ہے تم بچ جاؤ گی میرے ہاتھوں۔" وہ پھر بولا۔

"میرا تو یہی خیال ہے۔" میں نے کہا اور وہ پھر مجھ پر پل پڑا۔ اس بار اس کا انداز پہلے سے زیادہ خوفناک تھا لیکن وہ بھول کر بھی یہ سوچ سکتا تھا کہ میں صرف پھرتی سے ہی نہیں جسمانی طور پر بھی اس کا مقابلہ کروں گی۔ میں نے جینترہ تو ضرور بدلا تھا لیکن اس کے بعد مجھے کئی ہاتھ اسے دکھانے پڑے تھے۔ اور وہ کچھ مغلوب ہو گیا تھا۔ اس زبردست معرکہ آرائی میں ابھی تک مجھے اپنے دشمن پر فوقیت حاصل رہی تھی۔ اور میرا دشمن اس بات کو محسوس کر چکا تھا۔ پھر اس نے پستول نکال لیا اور کرخت لہجے میں بولا۔

"خبردار۔ اپنی جگہ ساکت ہو جاؤ۔" مجھے رکنا پڑا تھا لیکن جس جگہ میں رکی تھی وہ بہت کارآمد تھی اور میں اپنے عقب میں اس کھلی ہوئی کھڑکی کو دیکھ چکی تھی جس میں سلاخیں نہیں تھیں میرا دشمن پھر بولا۔

"کون ہو تم۔؟"

"یہ بتانا ضروری نہیں ہے۔" میں نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"کیا کر رہی تھیں یہاں۔؟"

"یہ بھی بیکار سوال ہے۔"

"کون سے ملک کے لیے کام کر رہی ہو۔؟"

"ایک خلائی ملک کے لیے، جو تمہاری اس زمین پر نہیں ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"بہت چالاک بن رہی ہو۔؟"

"شاید۔"

"دیکھو میں اب تک صرف اس لیے احتیاط برت رہا ہوں کہ باہر پولیس موجود ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ہم دونوں پولیس کے ہاتھ لگ جائیں گے ورنہ میں تمہارے جسم میں اتنے سوراخ کرتا کہ تم گن بھی نہ سکتیں۔"

"گویا تم بالکل بے وقوف ہو۔؟"

"کیا مطلب۔؟" وہ بولا۔

"ایسے معرکے سرانجام دیتے ہوئے ہمیشہ سائلنسر لگا پستول استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن تم ایسے ہی آ گئے۔"

"لڑکی ہوش میں آؤ۔"

"تمہارے خیال میں، میں بے ہوش ہوں۔؟"

"تو پھر جہنم میں جاؤ۔" اس نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور مجھے اس کے جھلا جانے کا یقین تھا۔ میں اپنے بدن کو تول چکی تھی اس کے ہاتھ نے جیسے ہی جنبش کی، میں اچھلی اور کھڑکی سے باہر نکل گئی۔ فائر کی پرشور آواز نے سوئے ہوئے ماحول کو جگا دیا۔ اس نے فوراً ہی دوسرا فائر کیا تھا اور پھر خود بھی کھڑکی پر چڑھ گیا۔ لیکن اس دوران میں کافی فاصلے پر پہنچ چکی تھی اور اس کی زد سے باہر نکل چکی تھی۔

لیکن فائرنگ کی آواز سے باہر وہی ردعمل ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ پولیس کے جوان ٹارچیں روشن کیے اندر کود آئے اور شاید اسے دیکھ لیا گیا جبکہ میں ایک درخت کی آڑ میں ہو گئی تھی۔ پولیس کے جوانوں نے جوابی فائرنگ شروع کر دی تھی اور چیختے ہوئے اندر دوڑے تھے۔ اس صورت میں میرے دشمن کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ واپس اندر داخل ہو جائے اس طرح مجھے بھی فائدہ ہوا تھا جس جگہ میں پوشیدہ تھی اس طرف کوئی نہیں آیا تھا۔ لیکن یہاں رکنے کا مطلب تھا کہ میں بھی پھنس جاؤں چنانچہ میں نے اسی گلی کی سمت بھاگنا شروع کر دیا اور پھر بہ آسانی باہر نکل آئی تھی جبکہ اندر زبردست فائرنگ ہو رہی تھی۔ دور سے سائرن کی آوازیں بھی ابھر رہی تھیں غالباً پولیس کی گاڑیاں اس طرف آ رہی تھیں۔

جونہی میں گلی کے سرے پر پہنچی جورڈی کی کار وہاں آ رکی اس نے دروازہ کھول دیا تھا۔ اور میرے بیٹھتے ہی کار آگے بڑھا دی تھی۔ وہ ناک کی سیدھ میں چلا جا رہا تھا

"یہ فائرنگ کیسی ہے۔؟" تھوڑی دور نکل کر اس نے پوچھا۔

"تھوڑی دور چلو پھر بتا دوں گی۔" میں نے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے کہا۔

"سب ٹھیک تو ہیں نا۔؟"

"ہوں۔"

"گڈ۔ بس مجھے یہی تشویش تھی۔"

"تم نے فائرنگ کی آواز سنی تھی۔؟"

"ہاں۔ پہلے دو فائر ہوئے تھے اور بعد میں۔۔"

"گویا تم بہت قریب تھے۔"

"ہاں۔ میڈم یہ ضروری تھا۔ ویسے کیا میں آپ کو عمدہ

قسم کی کافی پلواؤں برازیل کی خاص کافی۔"

"ممکن ہے۔؟" میں نے سوال کیا۔

"سو فیصد ممکن ہے۔ جوزو ہوٹل یہاں سے زیادہ دور بھی نہیں ہے۔؟" اس نے جواب دیا۔

"تب ہم وہاں ضرور چلیں گے۔" میں نے جواب دیا۔

پھر اس وقت تک مکمل خاموشی رہی جب تک ہم اس نفیس چھوٹے سے ہوٹل میں داخل نہ ہو گئے۔ بہت عمدہ اور آئیڈیل قسم کا ہوٹل تھا۔ جو کافی ہمارے سامنے سرو کی گئی اسے دیکھ کر ہی اس کے بارے میں اندازہ ہو جاتا تھا کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے اس نے کہا۔

"عمدہ کافی ہے۔"

"بہت مشہور ہے۔"

"یقیناً ہوگی۔ ویسے میرے علاوہ بھی اس عمارت میں ایک اور شخص موجود تھا اور پہلے دو فائر اس نے مجھ پر ہی کیے تھے۔"

"او مائی گاڈ۔" جورڈی ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"اور اس سے قبل ہمارے درمیان خونریز جنگ بھی ہو رہی تھی۔" میں نے کہا۔

"خونریز جنگ۔؟" جورڈی ہنس پڑا۔

"ہاں جب [illegible] ہتھیار استعمال نہ ہوں میں اسے خونریز جنگ ہی کہتی ہوں۔"

"مگر وہ کون تھا۔؟"

"آہ کاش وہ بتا دیتا۔"

"میں جانتا ہوں۔ اس کے علاوہ کون ہو سکتا ہے۔"

"کس کے علاوہ۔؟"

"جس کے بارے میں، میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ نری وان، جون بول یا ایل ڈرگ وغیرہ ویسے میڈم وہاں آپ کو کچھ ملا۔؟"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہ مل سکا۔" میں نے کہا اور جورڈی اس جواب پر اپنے مخصوص انداز میں ہنسنے لگا پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک کسی کو کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ اور ہم سب ایک ہی انداز میں سوچ رہے ہیں۔ ویسے میڈم ایک اور خیال بھی میرے ذہن میں ہے۔"

"کیا۔؟"

"لوسیلا مارک۔"

"یہ کوئی خاص خیال ہے جورڈی۔؟"

"ہاں میڈم۔ اندازہ مجھے یوں ہے کہ ڈاکٹر مارک ہیڈل کو اس بات کا خبر ہو گیا کہ کچھ لوگ اس کی ایجاد کی تاک میں لگ گئے ہیں۔ اور اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس ایجاد کے ساتھ روپوش ہو جائے اس نے خود ہی اپنی یہ لیبارٹری تباہ کی اور ایجاد کے ساتھ روپوش ہو گیا۔ ممکن ہے وہ جلدی کی وجہ سے اپنی بیٹی کو ساتھ نہ لے جا سکا ہو۔"

"بیٹی۔؟"

"ہاں اس کے بارے میں، میں آپ کو بتا چکا ہوں یعنی لوسیلا مارک۔"

"اوہ۔ وہ کہاں ہے۔؟" میں نے پوچھا۔

"اپنی پھوپھی کے ہاں مقیم ہے۔ مگر پولیس اس کی نگرانی کر رہی ہے۔" میں کسی سوچ میں ڈوب گئی پھر میں نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے جورڈی تو پھر ہمیں ایک اور کام کرنا ہوگا۔"

"کیا میڈم۔؟"

"لوسیلا مارک ہمارے قبضے میں ہونی چاہیے۔" میں نے کہا اور جورڈی اچھل پڑا۔ وہ دیر تک مجھے گھورتا رہا پھر اس نے کہا۔

"یقینی طور پر بہت عمدہ خیال ہے اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس سے پہلے یہ خیال ہمارے ذہن میں کیوں نہیں آیا؟ اوہ میڈم دنیا، یہ بات تو دوسرے لوگ بھی سوچ سکتے ہیں اور واقعی اگر ہیڈل اپنی مرضی سے کہیں گم ہوا ہے تو اسے مجبور کرنے کے لیے دوسرے لوگ اس کی بیٹی کا سہارا حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔"

"لیکن جورڈی اس کے لیے ہمیں کافی تیاریاں کرنی ہوں گی۔"

"تیاریاں حسب خواہش ہو جائے گی۔ میں تو اس بات کو سوچ سوچ کر حیران ہو رہا ہوں کہ اب تک میں نے اس بارے میں کیوں نہیں سوچا۔ آپ فکر نہ کریں میڈم دنیا میں بہت جلد ساری تیاریوں کے بعد آپ کے پاس پہنچتا ہوں۔"

اس سلسلے میں جورڈی سے اور بھی بہت سی باتیں

ہو گئیں اور اس کے بعد وہ مجھ سے اجازت لے کر چلا گیا۔ ہم نے طے کر لیا تھا کہ ہمیں کس وقت ہیڈل مالک کی بیٹی کے سلسلے میں کیا کرنا ہے۔ ان تمام تیاریوں کے بعد جورڈی کو میرے پاس پہنچنا تھا۔ اور پھر ہم یقینی طور پر ہیڈل کی بیٹی لوسیلا مالک کو اپنے قبضے میں کرنے والے تھے جورڈی کے جانے کے بعد میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور حالات کا تجزیہ کرنے لگی۔ عجیب سا احساس بار بار میرے ذہن میں جاگزیں ہو جاتا تھا کہ جو کچھ میں کر رہی ہوں وہ میرے لیے بے مقصد ہے۔ لاکھ کوششوں کے باوجود اس احساس سے پیچھا نہیں چھڑا پائی تھی۔ کہ اس وقت جو لمحات ضائع ہو رہے ہیں وہ میری زندگی کے بہترین لمحات ہیں مجھے نہ تو بلیک چینل میں رہ کر دولت کے حصول کی ضرورت نہ تربیت درکار ہے اور نہ ہی اس کام سے میرا کوئی اور مقصد ہے لیکن سب سے اہم مسئلہ اگنی اس کی ماں اور دلاور کا تھا یہ تینوں افراد اگر میری وجہ سے عتاب کا شکار ہوتے تو یہ کیسی بات ہے کہ میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکتی تھی۔ ان بیچاروں نے تو مجھے سہارا دیا تھا اور یہ نیکی ان بیچاروں کے لیے عذاب بن جاتی تو کیا یہ ایک بہتر بات تھی۔ دل کے گوشوں میں ولیپ خرما بھی ایک کسک بن کر ابھرتا تھا۔ اور یہ کسک پورے وجود کے لیے دکھن بن جاتی تھی۔ ولیپ خرما پتا نہیں بیچارہ کس حال میں ہو ویسے وہ اس پائے کا آدمی نہیں تھا کہ اپنے طور پر بلیک چینل کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔ بلاشبہ ذہین اور چالاک آدمی تھا۔ لیکن بلیک چینل اور خاص طور سے اس کا نیا سربراہ بہت ہی خطرناک تھا۔ ولیپ خرما کی کوئی کوشش اس کے لیے عذاب بن سکتی تھی۔ کیا کروں۔ آہ کیا کروں ہاں اس کے بعد ایک ہی راستہ رہ جاتا تھا کہ بلیک چینل کا اعتماد حاصل کروں اور پھر رفتہ رفتہ ایسی کارروائی کروں جس سے میری مشکل آسان ہو جائے اور بالآخر میں بلیک چینل کے چنگل سے نکل آؤں۔ بہت سی یادیں دل میں ابھرتی تھیں تو ہاتھ پاؤں مفلوج سے ہونے لگتے تھے۔ لیکن ان تمام باتوں کا کوئی حل نہیں تھا میرے پاس اور پھر ذہن پر وہی جھنجلاہٹ طاری ہو جاتی تھی۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں رہ جاتا تھا کہ میں بلیک چینل کے اشاروں پر ناچتی رہوں۔ وقت گزر گیا اور مقررہ وقت پر جورڈی میرے پاس پہنچ گیا ہم دونوں جورڈی کی خوبصورت کار میں بیٹھ کر چل پڑے۔

جورڈی کو یہ بات معلوم تھی کہ لوسیلا کی پھوپھی کہاں رہتی ہے اور لوسیلا کہاں مقیم ہے چنانچہ وہ اس بات پر ذرا پریشان تھا کہ اگر ہم سے پہلے کسی اور غیر ملکی ادارے کی نظر اس جانب اٹھ گئی۔ تو لوسیلا کے لیے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں اور ہم خود بھی اپنی ان کوششوں میں ناکام رہ سکتے ہیں۔ جورڈی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو لوسیلا ہمارے قابو میں آ جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہماری کار اس علاقے میں پہنچ گئی۔ جہاں لوسیلا کی پھوپھی کا مکان تھا جورڈی نے دور سے اشارہ کر کے مجھے اس مکان کے بارے میں بتایا اور پھر خود بھی چونکا اور کہا۔

"ارے یہ لوسیلا کہاں جا رہی ہے؟"

"میری نگاہیں بھی اسی جانب اٹھ گئیں جہاں ایک مکان کے دروازے سے ایک خوبصورت لڑکی باہر نکل رہی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی دو پولیس مین بھی اس کے ہمراہ آ رہے تھے۔ جورڈی نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"یہ تو بہت غلط ہو گیا۔ اس لوسیلا اوہ ہو، اور کہیں پولیس کو یہ احساس تو نہیں ہو گیا کہ لوسیلا یہاں غیر محفوظ ہے؟ اگر وہ پولیس کی تحویل میں چلی گئی تو ہمارے سامنے مشکل پیش آ سکتی ہے۔"

میں کار سے نیچے اتر آئی اور اس کے بعد ایک جانب چل پڑی تھی۔ جورڈی کو میں نے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں کیا کرنے جا رہی ہوں؟ لیکن ابھی میں زیادہ دور نہیں چلی تھی کہ دفعتاً ہی ایک طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور دونوں پولیس والے ہلاک ہو گئے۔ پولیس کار تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی اس کا ڈرائیور نیچے اترا تو گولیوں کی بوچھاڑ اس پر بھی پڑی اور وہ اوندھا اچھل کر زمین پر گر پڑا میں نے اس طرف دیکھ لیا تھا جدھر ایک آدمی چھپ کے سٹین گن سے یہ فائرنگ کر رہا تھا۔ دونوں پولیس والوں کے ساتھ لوسیلا بھی لڑکھڑا کر گر پڑی تھی۔ میں نے پھرتی سے اپنا پستول نکال لیا اور اس کی جانب دوڑ پڑی۔ اس موقع سے فائدہ نہ اٹھانا حماقت تھی کیونکہ مجھے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ پولیس والے صرف تین تھے۔ یعنی دو وہ جو لوسیلا کے ساتھ آ رہے تھے اور تیسرا وہ جو کار میں بیٹھا ہوا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اور اب تینوں ہی ڈھیر ہو گئے تھے میں تیزی سے آگے بڑھی اور اس کے ساتھ ہی میں نے اس شخص پر فائر کر دیا جو سٹین گن لیے کھڑا ہوا تھا۔ وہ چونکہ میری

جانب متوجہ نہیں تھا اور اس کی پوری توجہ لوسیلا ہی کی جانب تھی۔ اس لیے میرے ریوالور کی گولی اس کا کام تمام کر گئی۔ وہ چاروں شانے چت گر پڑا۔ میں بھاگ کر پولیس کار کے پیچھے چلی گئی۔ مجھے خبر تھا کہ کہیں وہ سب لوگ بھی اس شخص کے ساتھ نہ ہوں اور میرا یہ اندازہ غلط نہ تھا دو افراد برق رفتاری سے آگے بڑھے اور انہوں نے میری طرف گولیوں کی بوچھاڑ کرنے کی کوشش کی لیکن میں کار کے پیچھے لیٹ گئی۔ اور پہیوں کی آڑ لے کر پے در پے گولیاں ان دونوں پر چلا دیں۔ دو ان کے پاس سے گزر گئیں اور تیسری ایک کی کنپٹی میں لگی وہ ڈگمگایا اور اس نے گرتے گرتے میری جانب فائر کھول دیا۔ گاڑی میں کئی سوراخ ہو گئے تھے۔ لیکن میں محفوظ رہی تھی اور اب صرف ایک آدمی سامنے تھا۔ وہ برق رفتاری سے اس مکان کی طرف دوڑا جہاں سے ابھی چند لمحات پہلے لوسیلا باہر نکلی تھی لیکن میں نے اسے بھی نہ چھوڑا اور نشانہ بنا لیا وہ ایک لمبی چھلانگ لگا کر میرے نشانے سے بچنے کی کوشش کرنے لگا لیکن میری گولی اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑتی ہوئی شاید پیٹ میں داخل ہو گئی تھی چنانچہ اب وہ موقع تھا کہ میں پھرتی سے لوسیلا کے پاس پہنچ جاؤں اور اسے اپنے ساتھ لے آؤں میں تیز رفتاری سے اس کی جانب بڑھی۔ وہ زمین پر اوندھی پڑی ہوئی تھی میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تو اس نے دہشت کے عالم میں اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔

"نہیں۔ نہیں مجھے نہ مارو۔ پلیز مجھے نہ مارو۔"

"دیکھو لوسیلا میں تمہاری دشمن نہیں ہوں۔"

"ہٹ جاؤ۔ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ پلیز ہٹ جاؤ تم۔ میں۔ میں۔" اس نے اسی خوف کے عالم میں کہا لیکن میں نے اسے پھرتی سے بازو سے پکڑ کر اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی میں پلٹ پڑی۔ میں نے دیکھا کہ ایک بڑی ویگن میری جانب آ رہی ہے اور میری تیز نگاہوں نے ویگن کی کھڑکی سے اسٹین گن جھانکتی ہوئی بھی دیکھ لی۔ ایک مرتبہ پھر لوسیلا کو وہیں چھوڑنا پڑا تھا۔ میں نے پولیس کار کی سمت چھلانگ لگائی لیکن ابھی ویگن کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی کہ دفعتاً ہی جورڈی کی کار آگے بڑھی اور اس نے پیچھے سے آ کر ویگن کو ٹکر ماری۔ اس کی کھڑکی سے نکلی ہوئی اسٹین گن کا رخ دوسری جانب ہو گیا اور تڑتڑ گولیاں چلنے لگیں۔ وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ پیچھے

ساتھ اور کوئی بھی ہے چنانچہ وہ جورڈی کی جانب متوجہ ہو گئے۔ جورڈی اپنی کار لہراتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا اور اس کے بعد اس نے بھی ویگن والوں پر فائرنگ شروع کر دی میں نے جورڈی کی اس کارروائی سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ویگن کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا جس سے مجھے خطرہ ہوتا چنانچہ میں نے لوسیلا کا ہاتھ پکڑا اور اسے گھسیٹتی ہوئی ایک جانب لے چلی۔ دفعتاً ہی جورڈی نے کوئی کارروائی کی۔ ایک دھماکے کے ساتھ ویگن سے شعلے بلند ہونے لگے۔ غالباً جورڈی نے اس پر کوئی بم پھینکا تھا۔ ویگن کو اس حادثے کا شکار کرنے کے بعد جورڈی برق رفتاری سے میری جانب بڑھا۔ اور میں نے لوسیلا کو بازوؤں سے پکڑ کر اسے کار میں دھکیل دیا پھر خود بھی کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی اور جورڈی نے کار برق رفتاری سے آگے بڑھا دی لوسیلا کا پورا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ موقع پاتے ہی ہمارے چنگل سے نکل جانے کی کوشش کرے گی۔

میں نے اس کے بازو کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"تم اس بات پر یقین رکھو کہ جو لوگ تمہاری جان کے درپے تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور اب تم ہماری تحویل میں ہو۔ تم نے دیکھا نہیں کہ انہوں نے پولیس والوں کو ہلاک کر کے شاید تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی یا پھر اس بات کے امکانات ہیں کہ وہ تمہیں اغوا کرنا چاہتے ہوں اگر اس موقع پر ہم نہ ہوتے تو تم یقیناً ان کے ہتھے چڑھ گئی ہوتیں اور اب تم اپنے آپ کو محفوظ ہاتھوں میں سمجھو۔"

"لیکن۔ لیکن تم لوگ کون ہو؟"

"بس یوں سمجھ لو تمہارے محافظ۔" میں نے جواب دیا اور لوسیلا معصوم نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی جیسے اس کے سینے میں بہت بڑا مدوجزر پیدا ہو رہا تھا۔ میں نے اس کا دل بہلانے کے لیے اس سے کہا۔

"ڈیئر لوسی تمہاری پھوپھی اس وقت کیا کر رہی تھیں؟"

"اوہ! وہ بیمار ہو گئی ہیں اور ڈاکٹر نے اسے نیند کے انجکشن دے دیے ہیں۔"

"کیا بیماری ہے اسے؟"

"پاپا کے سلسلے میں سخت پریشان ہیں کیونکہ پاپا اس کے ایک ہی بھائی ہیں اور وہ پاپا سے بہت زیادہ محبت

کرتی ہے۔"

"یقیناً۔ یقیناً۔ لیکن ڈیئر تم بالکل فکر مت کرو ہم سارے معاملات ٹھیک کر لیں گے۔"

"مجھے ایک بات بتا دیجیے کیا آپ کا تعلق مقامی انتظامیہ سے ہے۔؟"

"بالکل۔ بالکل اس میں تمہیں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے لیکن ہم خفیہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہیں اور ہمارا کام یہی ہوتا ہے کہ دوسروں کی نگاہوں سے محفوظ رہ کر سب کچھ کریں۔ اس وقت تمہارے تحفظ کے لیے ہم نے بروقت قدم اٹھایا ورنہ جن لوگوں نے پولیس والوں کو ہلاک کیا تھا وہ تمہاری زندگی کے بھی درپے ہوتے اور اس کے بعد تمہارے ساتھ نجانے کیا برا سلوک کیا جاتا۔" لوسیلا نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن میرے ان الفاظ سے اس کے چہرے سے اطمینان کے آثار جھلکنے لگے تھے۔ جورڈی نے اس سے پہلے ہی میرے ساتھ مل کر یہ منصوبہ بنالیا تھا کہ اگر لوسیلا ہمارے ہاتھ لگ گئی تو جورڈی اسے اپنے گھر لے جائے گا۔ اور وہ جگہ محفوظ ترین ہوگی۔ راستے میں جورڈی نے مجھ سے کہا کہ اس لڑکی یہ سمجھتی ہے کہ اس کا تعلق مقامی انتظامیہ ہی سے ہے۔ چنانچہ ہمیں یہی ظاہر کرنا ہے۔ میں نے گردن ہلا دی تھی۔

جورڈی کا خوبصورت سا مکان ایک خوبصورت اور پرفضا علاقے میں تھا۔ مقامی طرز تعمیر کے مطابق مکان کا نچلا حصہ تقریباً خالی ہی تھا اور ستونوں پر اوپر کی منزل بنی ہوئی تھی جن تک جانے کے لیے ایک خوبصورت زینہ بنایا گیا تھا۔ کار رکنے کے بعد جورڈی ہم دونوں کے ساتھ مکان کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ اس کی بیوی دُبلے پتلے بدن کی ایک پھرتیلی عورت تھی اور کافی اچھی شکل و صورت کی مالک تھی۔ اس کی آنکھوں سے پتا چلتا تھا کہ وہ بہت خوش اخلاق ہے۔ اسی طرح جورڈی کے دونوں بچے بھی بہت پیارے تھے۔ میں ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ لوسیلا کو ہم نے ایک کمرے میں پہنچا دیا تھا جہاں اس کی آسائش کے لیے تمام سامان مہیا تھا۔ میں نے لوسیلا سے کہا کہ جب تک اس کے پاپا کے بارے میں تفصیلات نہیں معلوم ہو جاتیں اس وقت تک وہ انتظامیہ کی تحویل میں رہے گی اور اسے کسی قسم کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ یہ چھوٹی سی جگہ اسی لیے منتخب کی گئی ہے کہ یہاں اس کے دشمنوں کی توجہ نہ ہو سکے۔ لوسیلا اب کافی حد تک مطمئن نظر آ رہی تھی۔ میں نے اس کے ساتھ چائے پیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"اور اب ڈیئر لوسیلا تم مجھے وہ تمام تفصیلی باتیں بتاؤ گی جن کا تعلق تمہارے پاپا سے ہے۔"

"اہ! پاپا۔ پاپا نجانے کن مصیبتوں کا شکار ہو گئے ہیں وہ اتنے برے انسان تو نہیں تھے۔"

"کیا تم یہ بتانا پسند کرو گی لوسیلا کہ جس دن تمہارے پاپا کی لیبارٹری میں دھماکا ہوا اور لیبارٹری تباہ ہوئی اس دن تم کہاں تھیں۔؟"

"پاپا نے مجھے پھوپھی کے پاس بھیج دیا تھا۔"

"کیا کہہ کر۔؟"

"یہ کہ وہ ایک تجزیہ کر رہے ہیں جو خطرات سے پُر ہے چنانچہ میں گھر میں نہ ہوں۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار مجھے پھوپھی کے ہاں بھجوا چکے تھے۔"

"اور اس کے بعد وہ حادثہ ہو گیا۔؟"

"ہاں۔"

"لوسیلا ڈیئر تمہیں شاید اس بات کا علم نہ ہو کہ تمہارے پاپا بہت اعلیٰ پائے کے سائنسدان ہیں اور انہوں نے ایک ایسی ایجاد کی ہے جس کے تحت بہت سے ممالک ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ ان حالات کا تجزیہ کرنے کے بعد روپوش ہو گئے ہیں اور ہمیں صرف یہ خدشہ ہے کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیا تم کسی طور کسی ایسی شخصیت کا تذکرہ کر سکتی ہو جس سے تمہارے پاپا کے بہت ہی گہرے تعلقات ہوں اور جس کے بارے میں تمہیں یہ اندازہ ہو کہ شاید وہ تمہارے پاپا کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔ ہمیں صرف تمہارے پاپا کی خیریت درکار ہے بس ہمیں یہ پتا چل جائے کہ وہ خیریت سے ہیں اس کے علاوہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔"

لوسیلا نے چائے کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"اور تو میں کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن اس سلسلے میں اگر کوئی شخصیت اتنی اہم ہو سکتی ہے تو وہ انکل جیرینکو ہیں۔"

میں نے بغور لوسیلا کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ انکل جیرینکو کون ہے۔؟"

"میرے پاپا کے بچپن کے دوست خود بھی بہت بڑے آدمی ہیں۔ وہ بھی سائنسدان ہیں اور تحقیقات کرتے رہتے ہیں۔"

"اگر ڈیئر کیا تم مجھے ان کے بارے میں تفصیلات بتا سکتی ہو۔ میں بس ان سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کیا سٹرپال خیریت سے ہیں؟ یہ معلوم ہو جائے تو میری تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔"

"آہ! یہ تو میں بھی معلوم کرنا چاہتی ہوں۔" لوسیلا نے

"تو پھر تم مجھے انکل جیرینکو کا پتا بتا دو۔" لوسیلا نے انکل جیرینکو کا پتا دُہرا دیا تھا۔ بہرطور یہ کام کی بات معلوم ہوئی تھی میں نے لوسیلا سے کہا کہ وہ یہاں سکون سے آرام کرے کسی بھی چیز کی اسے کوئی دقت نہیں ہوگی۔ اور اس کے بعد میں باہر نکل آئی۔ جورڈی وہیں موجود تھا اور اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ اس کی بیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس وسیاں میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں اور مجھے تعجب ہے کہ جورڈی کے ساتھ آپ جیسے اہم لوگ بھی ہوتے ہیں۔"

"کیوں کیا تم جورڈی کو اس قابل نہیں سمجھتیں۔؟"

"نہیں یہ بات نہیں۔ جورڈی بہت ذہین اور پھرتیلا نوجوان ہے لیکن نجانے کیوں مجھے اس کی باتوں سے بہت مختلف سا محسوس ہوتا ہے۔"

"پھر بھی یہ [illegible] کو تسلیم نہیں کرے گی کہ میں بھی کوئی اہم آدمی ہوں۔"

"جورڈی مجھے لوسیلا سے کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں میں تم سے ان کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔" میں نے کہا۔

"ضرور میڈم وسیاں۔ کیا اس کے لیے تنہائی ضروری ہے۔؟"

"سمجھ لو کہ ہاں۔" میں نے کہا اور جورڈی کی بیوی خود وہاں سے ہٹ گئی۔

"کوئی بات نہیں میں خود بھی کاروباری معاملات میں دخل دینا پسند نہیں کرتی۔ آپ لوگ گفتگو کیجیے کسی چیز کی ضرورت ہے۔؟"

"نہیں ڈیئر شکریہ۔" میں نے کہا اور پھر میں جورڈی سے کہنے لگی "کیا تم کسی جیرینکو کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔"

"وان جیرینکو؟" جورڈی نے سوال کیا۔

"انکل جیرینکو جو میڈل کا دوست ہے اور جسے اس کی بیٹی انکل جیرینکو کہتی ہے۔ جو ایک سائنسدان ہے اور جس کا پتا یہ ہے۔" میں نے نوٹ کیا ہوا پتا جورڈی کے سامنے رکھا تو وہ اُچھل پڑا۔

"اوہ مائی گاڈ یہ شخص تو بہت مشہور ہے۔ بہت ہی دولتمند اور سرپھرا آدمی ہے۔ اس کی رہائش گاہ الگ تھلگ حصے میں بنائی گئی ہے اور ایک طرح سے اس نے اپنی خود فورس بنائی ہے جو اس کے ہاں کام کرتی ہے۔"

"ہمیں اس سے ملنا ہوگا جورڈی۔"

"ضرور۔"

"لیکن میں تنہا ہی اس سے ملاقات کروں گی۔"

"کیا مطلب۔؟"

"مطلب یہ کہ تم میرے ساتھ نہ ہو گے۔"

"اس سے ملاقات کرنا آسان نہیں ہے۔ وہ عام لوگوں سے کبھی نہیں ملتا اور اس سے ملاقات کے لیے بہت سے مراحل سے گزرنا ہوتا ہے۔"

"کوئی نہ کوئی ترکیب تو نکالنا ہوگی ڈیئر جورڈی۔" میں نے پُرخیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا اور جورڈی بھی گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر مسکراتا ہوا بولا۔

"وہ کسی قدر شکی ہے اور اخبار نویسوں کو بھی خود تک نہیں پہنچنے دیتا جبکہ یہ کوشش عموماً جاری رہتی ہے اخبار نویس اس کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں لیکن اس کا سیکورٹی اسٹاف بہت سخت ہے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اخبار نویسوں کو اس تک نہیں پہنچنے دیتا تاہم میرے خیال میں یہی ایک بہتر طریقہ ہے اور محفوظ بھی۔"

"یعنی۔؟"

"یعنی یہ کہ مس وسیاں آپ ایک اخبار نویس ہی کی حیثیت سے وہاں جائیے۔ اخبار نویس عموماً وہاں داخلے کے لیے مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں مگر ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوتا لیکن یہ کوشش جاری رہتی ہے۔"

"ہوں! اچھی ترکیب ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تاہم اس کے ساتھ ہی میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ یہ بہت اچھی بات معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر لوسیلا کسی اور کے ہاتھ لگ جاتی تو یہ صورتحال خراب ہو جاتی۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جورڈی پھر بولا۔

"میں آپ کو ایک اخبار نویس کی حیثیت سے تمام چیزیں مہیا کروں گا۔ یہ کام میرے لیے مشکل نہیں ہوگا۔"

"جب تک یہ کام کرسکتے ہو جوروڈی؟"

"کم از کم دس گھنٹے درکار ہوں گے۔ میرا خیال ہے آپ یہ ذمہ داری کل تک اٹھا رکھیے۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بہر طور معاملہ مبہم ہے۔ جوروڈی کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ واپس اسی عمارت میں آجائے جو ایک خوبصورت عمارت تھی۔ اور اس میں ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ ملک ہینڈل کی عمارت کے سامنے تھی لیکن اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا کہ اس عمارت کو جوروڈی کے ذریعے طور پر حاصل کیا ہے اور جس وقت بھی مسٹر دلیس آجائے وہ ایک مسئلہ بن سکتی ہے۔ چنانچہ ہمیں یہ قیام بہتر محسوس ہوا اور اس طرح لوسیلا کا تحفظ بھی ہوسکتا ہے۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ کوئی میری جانب خاص طور سے متوجہ نہ ہو لیکن کوئی ایسی بات نہ ہوئی لوسیلا بھی ہمارے رویے سے کافی مطمئن نظر آرہی تھی۔ البتہ اپنی پھوپھی کے لیے وہ کسی قدر پریشان تھی۔ اور بار بار کہتی تھی کہ کہیں پھوپھی اس کی غیر موجودگی سے مشتعل نہ ہو جائے اور اس کی کیفیت اور خراب نہ ہو جائے لیکن یہ خطرہ تو مول لینا ہی تھا۔ لوسیلا کو جیسے یہ بتایا گیا کہ خود لوسیلا کی جان خطرے میں ہے تو وہ مان گئی اور اس کے بعد اس نے کوئی ایسا تکلف نہ کیا جو ہمارے لیے پریشان کن ہوتا۔ لوسیلا سے مسٹر جیریکو کے بارے میں اور بھی بہت سی معلومات حاصل کی گئیں اور لوسیلا نے عجیب و غریب انکشافات کیے۔ اس نے جیریکو کے دلدیہل مکان کے بارے میں بتایا کہ جیریکو نے اس مکان کو خاص طور سے بنوایا ہے وہاں کسی کو بھی داخل نہیں ہونے دیتا۔ اس نے کافی خطرناک لوگوں کو پہرے دار کے طور پر رکھا ہے۔ بہر طور یہ ساری باتیں تو پہلے ہی سوچ لی گئی تھیں چنانچہ اس کے سلسلے میں ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ دوسرے دن وقت مقررہ پر میں اس مکان کی جانب چل پڑی جس کے بارے میں لوسیلا سے معلومات حاصل ہوئی تھیں مجھے جوروڈی نے اس مکان تک پہنچا دیا اس کے بعد جوروڈی کا وہاں کوئی کام نہیں تھا۔ میں نے اس شاندار مکان کو سامنے سے دیکھا۔ سب سے اوپر کی منزل میں چاروں طرف شیشے لگے ہوئے تھے بالکل اس طرح جیسے ائیرپورٹ کنٹرول روم میں لگے ہوتے ہیں اور نیچے ایک بہت بڑا آہنی گیٹ نظر آرہا تھا جس کے ایک جانب شیشے کا ایک گارڈ روم تھا جس میں ایک مسلح آدمی اسٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں آہستہ آہستہ اس جانب بڑھ گئی اور مسلح آدمی فوراً ہی گارڈ روم سے نکل کر میرے پاس آگیا۔

"کیا بات ہے۔؟" اس نے سوال کیا۔

"اوہ مسٹر۔ دراصل مسٹر جیریکو نے مجھے طلب کیا ہے۔"

"غلط کہہ رہی ہو تم۔ اگر تمہیں مسٹر جیریکو نے طلب کیا ہوتا تو ہمیں اس کے بارے میں اطلاع مل گئی ہوتی۔"

"مسٹر جیریکو نے یہ بھی کہا تھا کہ خاموشی سے آجاؤ اور اگر کوئی تمہیں روکنے کی کوشش کرے تو اس سے کہو کہ وہ مجھ سے بات کرے۔" سنتری کسی حد تک سوچ میں ڈوب گیا اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"آؤ میں تمہیں وہاں لے چلتا ہوں جہاں سے یہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں لیکن اگر مسٹر جیریکو نے تم سے لاعلمی کا اظہار کیا تو تم کسی قیمت پر بھی اندر داخل نہیں ہوسکتیں۔"

"میں خود بھی کوئی بیکار شخصیت نہیں ہوں جو ان کے طلب کیے بغیر یہاں آنے کی کوشش کرتی۔" سنتری میرے ساتھ ساتھ آگے بڑھ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ میرے ساتھ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جو میرے لیے کارآمد ہوسکتی تھی۔ اس نے ذرا سی بے پروائی کا مظاہرہ کیا اور میں نے فوراً ہی اپنا کام دکھا دیا۔ ریوالور پہلے ہی میرے ہاتھ میں آگیا تھا۔ اس کا دستہ پوری قوت سے سنتری کی گردن کے پچھلے حصے پر پڑا اور وہ چکرا کر گر پڑا۔ میں نے احتیاطاً ایک اور دستہ اس کی گردن پر رسید کردیا تھا اور اس کے بعد ایک ریشمی ڈوری سے میں نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھے اور پھر ٹیپ سے اس کے ہونٹ بند کردیے۔ اس کی طرف سے اطمینان کرنے کے بعد میں وہاں سے آگے بڑھی دو نظر کا پائپ اوپر جاتا ہوا نظر آیا۔ اس کے ذریعے اوپر چڑھنا آسان بات نہ تھی چنانچہ میں نے اپنا خاص قسم کا سامان گلے میں لٹکایا اور پائپ کو پکڑ لیا۔ اس کی سطح بہت چکنی تھی اور ہاتھ پاؤں پھسل پھسل جاتے تھے لیکن بالآخر میں پہلی منزل پر پہنچ گئی اور یہاں پہنچنے کے بعد میں ایک چھوٹے سے چوکور کمرے کے سامنے رکی جس میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ پائپ اس کی چھت سے گزر کر اوپر جاتے تھے میں کمرے سے نکل کر راہداری میں آگئی بائیں طرف ایک کمرہ تھا اس میں تین آدمی ملازموں کے کپڑے پہنے ایک میز کے گرد بیٹھے تاش کھیل رہے تھے میں

آگے بڑھی تو سامنے ہی ایک زینہ نظر آیا۔ زینے کے اوپری حصے سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ چنانچہ میں الٹے قدموں پلٹ کر اسی پائپ والے کمرے میں آگئی اور پائپ کے ذریعے اوپر چڑھنے لگی اوپر بھی اسی قسم کا کمرہ تھا اور باہر راہداری تھی۔ باتوں کی آواز قریب سے آرہی تھی اور میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ میں کچھ دیر اس کمرے میں کھڑی رہی اور پھر تیار ہوکر باہر نکل آئی۔ راہداری خالی تھی اور اب مجھے یہ جائزہ لینا تھا کہ مسٹر جیریکو کا کمرہ کون سا ہے؟ میں اسی تصور میں ڈوبی ہوئی آگے بڑھی تو ایک سمت سے ایک قوی ہیکل آدمی باہر نکل آیا۔ اس نے چونکتے ہوئے انداز میں مجھے دیکھا اور پھر دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کھڑا ہوگیا۔

"کون ہو تم۔؟"

"ایک اخبار نویس۔"

"کیا؟" اس کے حلق سے غصیلے لہجے میں نکلا۔

"میں ایک اخبار نویس ہوں۔"

"یہاں تک کیسے پہنچیں؟"

"مسٹر جیریکو نے مجھے طلب کیا ہے۔"

"بکواس کرتی ہو۔ مجھے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔"

"تم کون ہو۔؟"

"مسٹر جیریکو کا پرائیوٹ سیکریٹری اور اس عمارت کا محافظ۔ مجھے ہدایت دی گئی ہے کہ ہر غیر متعلق شخص عمارت میں نظر آئے تو اسے فوراً ہلاک کردیا جائے۔ تم جانتی ہو کہ اس طرح یہاں تک پہنچنا۔؟"

"مسٹر۔ مسٹر آپ بہت ہی شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ یہاں تک پہنچنا آسان کام نہیں تھا۔ میں بہت سے مراحل سے گزر کر آئی ہوں۔"

"تمہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ تمہیں مسٹر جیریکو نے طلب کیا ہے۔"

"تو میں نے اس سے انکار کب کیا ہے۔؟"

"میرے ساتھ آؤ۔" وہ واپسی کے لیے مڑا لیکن بیوقوف آدمی تھا اسے میری جانب پشت نہیں کرنی چاہیے تھی میری ایک زوردار لات اس کی کمر پر پڑی اور وہ بے اختیار دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسی دوران میں اس کے اوپر پہنچ گئی تھی۔ میں نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈالا اور اسے بھی طرح جکڑ لیا۔ دوسرے لمحے اس کے بغلی ہولسٹر کا پستول میرے پاس تھا۔ میں نے اسی کے پستول کی نال اس کی کنپٹی پر رکھ کر کہا۔

"اور اب تم یہ بتاؤ کہ مسٹر جیریکو کہاں ہیں؟ میں ہرگز اس عمارت کا قانون نہیں جانتی کہ یہاں داخل ہونے والے ہر اجنبی کو گولی ماردی جائے تو میرا بھی قانون یہ ہے کہ میرے ایک سوال پر اگر کوئی زبان نہ کھولے تو اسے ختم ہی کردو اور اب تک میں چار آدمیوں کو قتل کرکے یہاں تک پہنچی ہوں۔" میرے یہ الفاظ بڑے کارگر ثابت ہوئے۔ اس شخص کے چہرے پر پہلی بار خوف کے بجائے دہشت کے آثار ابھر آئے پھر اس نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"میری گردن تو چھوڑو میرا دم گھٹا جارہا ہے۔" میں نے اس کی گردن پر ہلکی سی گرفت کم کردی اور وہ آہستہ سے کراہا۔

"لیکن تم۔ تم مسٹر جیریکو کو میرا مطلب ہے تم اس سے کیوں ملنا چاہتی ہو۔؟"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" میں نے اس کی کنپٹی پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ اوپر شیشے والے کمرے میں۔" اس نے جواب دیا اور اس کے بعد اس کے منہ سے آخری الفاظ ادا ہونے سے پہلے ہی میں نے اس کی زبان بند کردی۔ پستول کا دستہ پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا تھا اور اس کی کنپٹی تڑخ گئی۔ اس سے خون بہنے لگا تھا۔ میں اس وقت نجانے کیوں اس درندگی پر آمادہ ہوگئی تھی۔ بہرطور میں نے اس کے دوسری ضرب لگائی اور اس کے بعد اطمینان سے اسے ایک سمت ڈالنے کے بعد وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ میرے سامنے چھت پر جانے کے لیے زینے کے علاوہ ایک اور راستہ بھی تھا اور وہ تھا پائپ۔ بشرطیکہ وہ چھت تک جاتا ہو۔ میں نے اسی راستے کا انتخاب کیا اور چوکور کمرے میں چلی گئی پھر پہلے کی طرح میں پائپ پر چڑھ کر اوپر پہنچ گئی۔ یہ پائپ ایک بالکونی میں جاکر ختم ہوا تھا۔ بالکونی میں دیوار کے ساتھ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا میں نے اسے کھولنا چاہا تو وہ مقفل نکلا۔ بالکونی کوئی چار فٹ لمبی دو فٹ چوڑی اور چھ فٹ اونچی تھی۔ اس کے دونوں طرف دیوار میں روشندان تھے لیکن وہ چار فٹ کے فاصلے پر تھے اور میرا ہاتھ ان تک نہ پہنچ سکتا تھا چنانچہ کچھ دیر خاموشی کے

بعد میں نے فیصلہ کن انداز میں بالکونی پر چڑھنے کا کام شروع کیا اور ایک ٹانگ بڑھا کر روشن دان کو چھوا پھر ٹانگ سیدھی کرلی۔ اس سے اندازہ ہوا کہ میں چھلانگ لگا کر روشن دان کی چوکھٹ پکڑ سکتی ہوں۔ بہرطور یہ نازک لمحات تھے اور میرے لیے خاصے سنسنی خیز۔ میں نے دو تین بار جسم کو تولا اور پھر چھلانگ لگا کر جسم کو بل دیتے ہوئے رخ دیوار کی جانب کر لیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے روشن دان کی چوکھٹ کو پکڑ لیا۔ میرے گھٹنے دیوار سے ٹکرائے اور کافی زور کی چوٹ لگی۔ لیکن اب جو کچھ کر چکی تھی اس کے بعد اس سلسلے میں ان چیزوں کو نہیں محسوس کیا جا سکتا تھا۔ میں نے بایاں ہاتھ چھوڑا اور کچھ دیر لٹکنے کے بعد بائیں ٹانگ کو گھما کر روشن دان پر رکھ دی اب اسے روشن دان کے پاس لے جانا مشکل نہیں تھا۔ اور میں اس میں کامیاب ہو گئی۔ پھر چند لمحات کے بعد میں پنجوں کے بل اندر کود گئی اور یہ دیکھ کر میری مسرت کی انتہا نہ رہی کہ شیشے کا گول کمرہ میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ اس کا قطر کوئی دس فٹ ہو گا اور اس کا دروازہ بھی شیشے ہی کا تھا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ ہوا آنے جانے کے لیے ایک سوراخ تک نہیں تھا اور اس کے باوجود کمرے کے وسط میں ایک بڑی سی کرسی پر ایک شخص بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ اس شخص کے سامنے تقریباً ایک چار انچ کے قطر کی دوربین نصب تھی جس کے نیچے ہینڈل والی چرخی لگی تھی۔ اس شخص کا رخ دروازے کی جانب تھا اور پشت میری جانب تھی چنانچہ میں نے دبے پاؤں آگے بڑھ کر اس کا جائزہ لیا اور اس کے بارے میں اندازہ لگانے لگی۔ اس کی عمر پچاس پچپن سے زیادہ نہیں تھی کھوپڑی بالکل صاف اور شفاف تھی اور دونوں طرف کانوں کے اوپر چھوٹی سی سیاہ لکیر سی نظر آتی تھی سر چھوٹا اور گردن کافی موٹی تھی اس کا جسم مجھے نظر نہیں آ رہا تھا لیکن بہرطور میں یہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہو گئی تھی کہ وہ ایک بھاری بدن کا آدمی تھا۔ میں احتیاط سے آگے بڑھی اور جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ میرے قدموں کی چاپ محسوس کرتے ہی وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ تب میں نے اس کا پورا وجود دیکھا وہ ایک شاندار سوٹ میں ملبوس تھا اور بدن سے ڈھیلا ڈھالا آدمی نظر آتا تھا۔

"کک۔ کون ہو تم۔؟" اس نے گھٹے گھٹے سے لہجے میں کہا میں خاموشی سے اسے دیکھتی رہی وہ شخص پھر بولا۔

"تمہیں یہاں تک کس نے آنے دیا۔؟"

"مجھے قدم قدم پر روکنے کی کوشش کی گئی مسٹر جیریکو لیکن بہرحال میں آپ تک پہنچ ہی گئی۔"

"تم۔ تم آخر کون ہو۔؟"

"میں آپ سے کسی بُرے ارادے سے ملنے نہیں آئی نہ ہی میں آپ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتی ہوں لیکن آپ سے ملنا بے حد ضروری تھا۔" وہ پُرخیال نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ دفعتاً ہی مجھے اپنے عقب میں کچھ آہٹیں سنائی دیں۔ میں نے سر گھما کر دیکھا تو تین افراد نظر آئے وہ خاص قسم کے لباس میں ملبوس تھے اور ان کے ہاتھوں میں بہت ہی جدید ساخت کے پستول دبے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی طرف سے یوں منہ پھیر لیا جیسے وہ میرے لیے کوئی اہمیت نہ رکھتے ہوں۔

"مسٹر جیریکو اگر آپ چند منٹ مجھے گفتگو کے لیے دے دیں تو آپ اپنی زندگی کے ان چند منٹ کو قیمتی ترین کہہ سکتے ہیں اور اگر آپ کوئی حوالہ چاہتے ہیں تو میں آپ کو مسٹر مارک ہینڈل کا حوالہ دوں گی۔" میرے یہ الفاظ نہایت کارگر ثابت ہوئے اور اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی تھی لیکن اس نے جلدی سے کہا۔

"کون مارک ہینڈل۔ وہ تم اس کے سلسلے میں میرے پاس کیوں آئی ہو۔؟"

"میرا خیال ہے آپ وقت ضائع کر رہے ہیں مارک ہینڈل آپ کا وہ بہترین دوست جو اب بے چارہ ہے اور اس کے بارے میں شاید آپ کو بہت کچھ معلوم ہے۔؟"

"لڑکی تم کوئی بھی ہو میں اپنے بارے میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میں اس دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر چکا ہوں اور مارک ہینڈل واقعی کسی زمانے میں میرا دوست تھا لیکن یہ تو بہت پرانی بات ہے۔"

"مسٹر جیریکو میری معلومات معمولی نہیں ہیں اور میں آپ کو بہت سی ایسی چیزیں بتانا چاہتی ہوں جو خود آپ کے لیے بھی کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔" وہ چند لمحات میری طرف دیکھتا رہا پھر اس نے میرے پیچھے کھڑے ہوئے لوگوں کو وہاں سے واپس جانے کے لیے کہا اور مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں آہستہ سے چلتی ہوئی ایک کرسی کے کونے پر بیٹھ گئی تھی۔

"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ مجھ سے۔"

"یوں سمجھ لیجیے کہ میں بھی مارک ہینڈل کے سلسلے میں کام کر رہی ہوں اور یہ جاننا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔ اسے کوئی نقصان پہنچا یا نہیں۔؟"

"تمہارا تعلق ثقافتی انتظامیہ سے ہے۔؟"

"سو فیصدی۔ آپ یوں سمجھ لیجیے کہ میں آپ کے ذریعے مارک ہینڈل کی زندگی بچانا چاہتی ہوں۔"

"ہوں! مارک ہینڈل سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے لڑکی بہت پرانی بات ہے جب میں اسے اپنے دوستوں میں شمار کرتا تھا لیکن اس نے مجھ سے غداری کی اور اس کے بعد میرے اور اس کے راستے الگ الگ ہو گئے۔"

"غداری۔؟" میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہاں غداری۔"

"کس سلسلے میں۔؟" میں نے سوال کیا اور جیریکو کے چہرے پر جھلاہٹ کے تاثرات پھیل گئے۔

"لڑکی میں تمہیں یہ سب کچھ بتانے کے لیے مجبور تو نہیں ہوں اور نہ ہی تم انتظامیہ کی طرف سے میرے پاس باقاعدہ آئی ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس مجرمانہ انداز میں مجھ تک پہنچنے کا مقصد کیا ہے۔؟"

"اوہ مسٹر جیریکو آپ پھر تفصیلات سے انکار کر رہے ہیں دیکھیے مسٹر مارک ہینڈل کی زندگی کا سوال ہے۔"

"وہ تم [illegible] سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔؟ ہر شخص کو اپنی زندگی سے پہلے دلچسپی ہوتی ہے اس کے بعد دوسروں سے کیا سمجھیں تم۔؟"

"گویا اس کا مقصد ہے کہ آپ کی زندگی کو بھی کوئی خطرہ لاحق ہے۔"

"میرا مقصد کچھ بھی نہیں ہے اور اب چاہتا ہوں کہ تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔"

"نہیں مسٹر جیریکو جن مشکلات کا سامنا کرتی ہوئی میں یہاں تک پہنچی ہوں اس کے بعد اس طرح نکل جانا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔"

"تو کیا تم مجھے مجبور کرو گی کہ میں تمہارے سوالات کے جواب دوں۔؟"

"ابتدا میں آپ سے درخواست کروں گی بعد میں کچھ اور...۔"

"کچھ اور سے تمہاری کیا مراد ہے۔؟"

"دیکھیے مسٹر جیریکو آپ کو میرے تمام سوالات کے جوابات دینا ہوں گے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو مجبوراً مجھے اپنی انگلیاں ٹیڑھی بھی کرنا پڑیں گی۔"

"کمال ہے تم۔ تم ایک عورت ہو کر مجھے دھمکا رہی ہو۔"

"میں عورت نہیں ہوں مسٹر جیریکو بلکہ اپنے محکمے کی طرف سے ہر قیمت پر مارک ہینڈل کی بازیابی چاہتی ہوں۔"

"تو تمہارا کیا خیال ہے میں نے اسے اغوا کیا ہے۔؟"

"نہیں لیکن آپ اس کے بارے میں یقیناً کچھ تفصیلات جانتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔"

"میں اس بات سے انکار کرتا ہوں۔"

"میں مسٹر جیریکو میرا خیال ہے اب وہ لمحات ختم ہو گئے ہیں جب میں آپ سے دوستانہ انداز میں گفتگو کروں اور اب جو کچھ میں کروں گی اس کے ذمہ دار صرف آپ ہوں گے۔"

"تم میرے گھر میں بیٹھ کر مجھے دھمکا رہی ہو۔"

"میرے لیے بھی یہ مسئلہ اتنا ہی سنگین ہے کہ آپ کو مجھے یہ سب کچھ بتانا ہی ہو گا۔"

"کیوں میری زندگی کی گاہک بن گئی ہو؟"

"آپ کو مجھ سے یا کسی سے کوئی خطرہ ہے۔؟"

"میں کچھ نہیں بتانا چاہتا اب اس سلسلے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا۔"

"تو پھر مسٹر جیریکو مجبوراً مجھے اپنا عمل دہرانا پڑے گا اگر آپ نے مجھے کچھ نہ بتایا تو میں آپ کو ہلاک کر دوں گی۔" میں نے پستول نکال کر اس کے سینے کی طرف تان لیا اور جیریکو کے چہرے پر خوف کے آثار پیدا ہو گئے۔ اس کی شخصیت کے بارے میں یہ اندازہ لگا چکی ہوں کہ وہ جس جسامت کا آدمی ہے اسی لحاظ سے اسے بزدل بھی ہونا چاہیے اور اس کے علاوہ جو حفاظتی اقدامات اس نے کر رکھے تھے۔ ان سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک بزدل آدمی ہے دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں نے کہا۔

"مسٹر جیریکو آپ نے اپنے اس قلعے نما مکان کے گرد جو حفاظتی اقدامات کر رکھے ہیں ان کی وجہ کیا ہے۔؟"

"دوسرا احمقانہ سوال۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"تیسرا احمقانہ سوال بھی میں آپ سے ضرور کروں گی لیکن ذرا بعد میں آپ فوراً یہ بتائیے کہ کیا آپ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے۔؟"

"ہاں۔ ہاں بے وقوف لڑکی اور تمہاری اس طرح آمد نے میرے لیے یہ خطرہ اور بڑھا دیا ہے۔"

"کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ مارک ہینڈل اس وقت کہاں

ہیں۔؟"

"اگر جانتا بھی ہوں تو تمہیں نہیں بتا سکتا۔"

"میں صرف تین تک گنتی گنوں گی اور اس کے بعد کچھ بھی ہو جائے گا۔"

"جو کچھ بھی ہو جائے مجھے اس کی پروا نہیں ہے میں مارک ہینڈل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"ایک۔"

"ارے۔ ارے پاگل ہو گئی ہو تم۔ سنو بات سنو وہ اصل وہ۔" وہ ہکلا گیا اور میں اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

"تم بات کو گھماؤ۔ دیکھو کہیں میری زندگی کی گاہک بن گئی ہو۔"

"دو۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں۔ بتاؤں گا۔ کچھ نہیں بتاؤں گا۔" اس نے کہا اور میں تحمل نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ اس شخص کو ہلاک ہی کر دوں۔ لیکن بے مقصد ہلاکت مجھے ناپسند تھی۔ وہ میرے منہ سے شاید تین نکلنے کا منتظر تھا۔ میں نے تین نہ کہا لیکن وہ ایک دم سے اچھلا اور اس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔ میں نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کے سینے پر دل کے مقام پر خون کا ایک دھبہ نمودار ہوتا جا رہا تھا۔ میری متحیر نگاہیں اپنے پستول کی جانب اٹھ گئیں۔ لیکن میرا پستول تو بے حس میرے ہاتھ میں اسی طرح تھا جس طرح چند لمحات پہلے میری انگلی ٹریگر پر بھی نہیں دبی تھی پھر یہ خون کا دھبہ؟ اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ میرے پستول سے کوئی آواز نہیں ابھری تھی۔ جیریکو کے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھے اور اس کے بعد وہ اوندھے منہ میز پر آ رہا۔ میں اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی اب یہ اندازہ لگانے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی کہ کسی سمت سے کوئی فائر ہوا ہے اور جیریکو کے دل میں گولی نے سوراخ کر دیا ہے۔ فائر کرنے والا دوسرا نشانہ مجھے بھی بنا سکتا تھا چنانچہ میں پھرتی سے پیچھے ہٹ گئی لیکن میری نگاہیں شیشے کے چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ دور دور تک کوئی ایسا نشان نظر نہیں آ رہا تھا جس کے بارے میں، میں یہ فیصلہ کرتی کہ اس نے گولی چلائی ہے اور پھر جبکہ شیشے کا کوئی تڑاخا بھی نہیں ہوا تھا۔ یہ کیا اسرار ہے؟ میرا پورا بدن پسینے میں ڈوب گیا۔ ایک شدید سنسنی کا احساس مجھے ہوا تھا۔ اس وقت میری پوزیشن خراب تھی اگر کوئی کارروائی کرنا چاہتا تو بآسانی کر سکتا تھا۔ جیریکو مر چکا تھا اور اب میرے لیے یہاں رکنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا چنانچہ میں نے ایک لمبی کروٹ لی اور شیشے کے دروازے کے پاس پہنچ گئی اور پھر دروازے سے باہر نکلنے میں مجھے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی لیکن میرے اعصاب تن گئے تھے۔ مجھے گولی کی سمت کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا اور میں نہیں جانتی تھی کہ جس شخص نے گولی چلائی ہے اس وقت وہ کہاں ہے؟ کیا اس کی خفیہ آنکھیں میری نگرانی کر رہی ہیں؟ یا وہ اپنا کام کرنے کے بعد یہاں سے فرار ہو گیا ہے۔ بہت مشکل مرحلہ پیش تھا اور میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے بے چین ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اپنی زندگی کا خطرہ بھی لاحق ہو گیا تھا۔ اس عمارت میں جس طرح داخل ہوئی تھی باہر نکلنا آسان کام نہیں تھا۔ کیا کروں کیا نہ کروں؟ بہرطور میں اب کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ میں برق رفتاری سے اس جانب بڑھی جدھر سے یہاں تک پہنچی تھی۔ لیکن دفعتاً ہی مجھے کوریڈور میں چند افراد نظر آئے جو مسلح تھے۔ مجھے وہ لوگ یاد آ گئے جو پستول لیے ہوئے شیشے کے کمرے میں داخل ہوتے تھے جب میں وہاں پہنچی تھی اور یہ بات بھی مجھے یاد آ گئی کہ وہ میرے سامنے کمرے کے اس دروازے سے اندر داخل نہیں ہوئے تھے جس سے میں اندر داخل ہوئی تھی اس کا مقصد ہے کہ کوئی اور بھی جگہ ہے جہاں سے وہاں پہنچا جا سکتا ہے لیکن اب کیا کروں؟ سنسنی خیز لمحات سر پر تھے اور میں کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر تھی۔

زندگی جب موت کے چنگل میں پھنس جائے تو عقل سے زیادہ اعصاب کا کھیل شروع ہو جاتا ہے۔ اس نازک صورت حال سے نمٹنے کے لیے تمام راستے مسدود ہو گئے تھے۔ اور اس کا جواب پیچ پیچ ہی عقل و خرد کے جال سے نکل گئی تھی۔ بعد میں جو کچھ ہوا وہ میری فہم سے باہر ہے۔ میں ایک ایسی خونخوار شیرنی بن گئی تھی جو کسی کمرے میں بند ہو جائے۔ نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو اور دشمن سر پر ہو۔ نتیجے میں کئی زندگیاں موت سے ہمکنار ہو گئیں اور مجھے آزادی مل گئی۔ لیکن یہ آزادی میری سمجھ سے باہر تھی۔ تاہم میں نے اپنے آپ کو آزاد

ہی محسوس کیا۔ مارک ہینڈل کے سلسلے میں کیے جانے والے سارے کام انتہائی مشکل تھے اور میری ذہنی مشغولیت بندیاں فی الحال کوئی اہم نتیجہ نہیں برآمد کر رہی تھیں کہ دفعتاً ہی اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہو گیا۔ مجھے ایجنسی حکم ملا کہ میں واپس آ جاؤں اور فرانس پہنچ جاؤں۔ اس حکم کے سلسلے میں مجھے شدید ذہنی الجھن سے گزرنا پڑا تھا۔ کیونکہ اب تک میں نے جو کارروائی کی تھی، اس کے نتائج اس امکان سے خارج نہیں تھے کہ میں کامیابی حاصل کر لوں۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ مارک ہینڈل کے سلسلے میں ڈان اسٹوکا کسی اور ملک کی سیکرٹ سروس سے منسلک ہو گیا ہے اور اس نے اپنے طور پر اس کے حق میں فیصلہ کر لیا ہے چنانچہ مارک ہینڈل کیس اب اس ملک کی سیکرٹ سروس ڈیل کرے گی۔ اور بلیک چینل اس سے دستبردار ہو جائے گا۔ میری کوئی ذاتی دلچسپی تو تھی نہیں کہ میں اس سلسلے میں زیادہ جذباتی ہو جاتی۔ یہ تو گلے پڑنے والی بات تھی اور میں غیر متوقع طور پر ریڈ چینل کے چکر میں پھنس گئی تھی اور اپنے مقصد سے بہت دور ہٹ آئی تھی۔ میں فرانس جانے کی تیاریاں کرنے لگی۔ اور اس سلسلے میں میرے معاونین [illegible] ریڈ چینل کے لیے کام کرتے ہوئے اس سے پہلے بھی کئی بار ایسا ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے یہ ایک جرائم پیشہ گروہ تھا اور اس کے مفادات صرف اتنے ہی تھے کہ اسے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل ہو جائے۔ ہو سکتا ہے اس ملک کی سیکرٹ سروس کے ذریعے ڈان اسٹوکا کو کوئی بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا ہو اور اس نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا ہو تاہم مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ میں فرانس کے لیے روانہ ہو گئی۔ جہاز کے سفر میں میرا ذہن عجیب و غریب خیالات کا مرکز بنا رہا تھا۔ اور میں نے سوچا تھا کہ دیکھیے اس مصیبت سے کب چھٹکارا ملتا ہے۔

فرانس پہنچنے کے بعد میں نے اپنے طور پر ایک ہوٹل میں رہائش اختیار کی۔ اور اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگی۔ ہوٹل کے قیام میں مجھے دس بارہ گھنٹے سے زیادہ نہیں گزرے تھے کہ میں نے دوسری صبح کا اخبار دیکھا اور میری آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئیں۔ میرے پورے بدن میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ اس سنسنی میں مسرت بھی تھی اور حیرت بھی اور ایک عجیب سی کیفیت بھی۔ اخبار کی شہ سرخی اس خبر سے آویزاں تھی: "ریڈ چینل نامی گروہ کا قلع قمع کر دیا گیا۔ اس کا سربراہ ڈان اسٹوکا پولیس کے ہاتھوں مارا گیا۔ اہم ترین انکشافات کی توقع۔" اور اس کے بعد ریڈ چینل کے بارے میں تفصیلات درج تھیں۔ ڈان اسٹوکا کا تذکرہ تھا اور اس کے بعد اس کے بھائی ڈان اسٹوکا کا جس نے ریڈ چینل کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ خبر کی تفصیل کچھ یوں تھی کہ ریڈ چینل میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی تھی اور وہیں سے پولیس کو مخبری کی گئی اور مقامی پولیس نے بہترین منصوبہ بندی کر کے ریڈ چینل کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارا۔ مقابلہ ہوا۔ ڈان اسٹوکا اور اس کے اہم ترین ساتھی ایک ایک کر کے پولیس کے ہاتھوں مارے گئے۔ اور بے شمار آدمی گرفتار کر لیے گئے۔

خبر کا ایک ایک لفظ میرے لیے چونکا دینے والا تھا۔ اور میں اپنے رگ و پے میں شدید سنسنی محسوس کر رہی تھی۔ یہ تو میرے لیے امداد غیبی تھی جس چکر سے نکلنے کے لیے میں ابھی اپنے ذہن میں کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پائی تھی، بھگوان نے مجھے اس چکر سے خود بخود نکال دیا تھا۔ اور اس کے لیے میں جس قدر بھی خوش ہوتی کم تھا۔ بلاشبہ ایک ایسا کام ہوا تھا جس میں ہر طرح میری حفاظت ہو گئی تھی یعنی کہ میں ایک نئی مصیبت سے بچ گئی تھی۔ ورنہ ریڈ چینل کے جال میں تو پھنس کر میرے سارے منصوبے دھرے رہ جاتے اور میں پتا نہیں کیا سے کیا ہو جاتی۔ یہ خوشی ایسی تھی جسے میں برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ بہرحال پورا دن اپنے کمرے میں بند رہی۔ کھانے پینے تک کا ہوش نہیں تھا۔ بس اب یہ سوچ رہی تھی کہ کیا کرنا چاہیے۔ دل و دماغ عجیب سی کیفیت کا شکار تھے۔ اتنا تو مجھے یقین تھا کہ اب میں کسی مصیبت میں نہیں پھنس سکتی اور میرے لیے بہت سی آسانیاں فراہم ہو گئی ہیں لیکن آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا میرے لیے مشکل تھا۔ تب میرے ذہن میں دلیپ شرما آیا جسے میں دل سے ابھی تک نہیں نکال سکی تھی اور جس کے بارے میں مجھے معلوم تھا کہ وہ میری وجہ سے مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ دل میں ایک ہوک سی اٹھی اور میں سوچنے لگی کہ دلیپ شرما کا کیا بنا۔ وہ تو انہی لوگوں کے چنگل میں تھا۔ ویسے دلیپ شرما کے بارے میں بہت سی توقعات بھی وابستہ تھیں۔ اور میں سوچتی تھی کہ وہ آسانی سے ان کی گرفت میں نہیں رہ سکے گا۔ دل کے کسی گوشے میں ایک خوف نے بھی سر ابھارا۔ کہیں دلیپ شرما بھی تو پولیس کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہو گیا۔ کہیں وہ بھی بے چارہ کسی مصیبت کا شکار تو نہیں ہو گیا۔ اس سلسلے میں کس طرح معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ ظاہر بات ہے پہلے کی طرح اس بار بھی پولیس بلیک چینل کے افراد کی تلاش میں ہوگی۔ اور ممکن ہے میں بھی ان کی نگاہوں میں آ جاؤں۔ لیکن ایک شکل میں میری شخصیت محفوظ تھی وہ یہ کہ میں اشیر انڈیا کی ہوسٹس تھی۔ وقتی طور پر اس کی جگہ سے ہٹا کر واپس اپنی جگہ لے لینا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ یہ کام میں کہیں بھی بیٹھ کر کر سکتی تھی۔ بس یہی ایک سہارا تھا اور مجھے اس بات پر خوشی تھی کہ میں نے ابھی تک اپنی اس ملازمت کو نہیں چھوڑا لیکن دلیپ شرما میرا دل بے چین ہونے لگا۔ اس وقت شام کے ساڑھے سات بجے تھے۔ جب ایک ویٹر میرے طلب کرنے پر کافی لے کر اندر آیا۔ یہ کافی میں نے روم سروس کو ٹیلی فون کر کے منگوائی تھی۔ ویٹر اپنے ساتھ کافی کی ٹرے میں ایک عجیب و غریب شے رکھ کر لایا تھا جس کا کافی یا ان برتنوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ ایک چوکور قسم کی مشین تھی جس کے ساتھ کچھ نلکیاں منسلک تھیں۔ اور ساتھ ہی ایک گول سی شیشی بھی رکھی تھی۔ اس نے ادب کے ساتھ کافی کے برتن میرے سامنے رکھے تو میں نے حیرت سے اس مشین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہے؟"

"کافی کو دوآتشہ بنانے کی مشین۔" ویٹر نے جواب دیا اور میں حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ ایک لمحے کے اندر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرے ذہن میں شبہ ابھر آیا تھا۔ ویٹر ادب سے گردن جھکائے کھڑا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"جی میڈم، اس مشین کے ذریعے کافی نشہ آلود ہو جاتی ہے۔"

"کیا تم پاگل ہو؟"

"پتا نہیں۔ ویسے میں آپ سے متفق ہوں۔ یقیناً میں آپ کے لیے پاگل ہی ہو چکا ہوں میڈم۔" ویٹر نے کہا اور میرے ذہن میں سناٹے در آئے۔ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے۔ ویٹر کا یہ انداز انتہائی بے تکلفانہ تھا اور میں اسے اچھی طرح محسوس کر رہی تھی۔ دفعتاً وہ پلٹا اور اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا لیکن جب واپس گھوما تو میرے ہاتھ میں اعشاریہ دو آٹھ کا پستول دیکھ کر اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔

"نن۔ نہیں میڈم، میں تو آپ کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں مثلاً آپ کا یہ چہرہ جس نے آپ سے آپ کی اصلیت چھین لی ہے۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ ریڈ چینل سے علیحدگی کے بعد آپ کو آپ کے اصل خدوخال دینے والا کون ہے؟"

میں شدت حیرت سے گنگ ہو گئی تھی۔ ویٹر دو قدم آگے بڑھا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے پستول میرے ہاتھ سے چھین لیا میں چونک پڑی۔

"جی میڈم، تو کیا خیال ہے آپ کا؟"

"کون ہو تم مجھے اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گے؟"

"دل کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھیں جواب مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ میں جو کچھ ہوں آپ کے سامنے ہوں۔" ویٹر نے کہا اور ایک بار پھر میری آنکھیں حیرت سے اس کا جائزہ لینے لگیں۔ دفعتاً ہی میرے ذہن کے کسی گوشے میں ایک خیال رینگا اور میرا سر چکرا گیا۔ میں دو قدم آگے بڑھی اور میں نے ویٹر کا گریبان پکڑ لیا۔

"دلیپ۔ دلیپ یہ تم ہی ہو نا؟"

"قسم کھائی تھی میں نے کہ آپ اپنے لبوں سے میرا نام نہیں لیں گی تو کبھی میں اپنے آپ کو آپ پر ظاہر نہیں کروں گا۔"

"اوہ۔ دلیپ۔ دلیپ۔" نہ جانے مجھے کیا ہوا کہ میں بے اختیار دلیپ شرما سے لپٹ گئی۔ دلیپ شرما نے اپنا بدن ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔ اس نے خود اپنے ہاتھوں کو جنبش نہیں دی تھی۔ نہ جانے کتنی دیر تک میں اس کے سینے سے لپٹی رہی۔ پھر جب اس بات کا احساس ہوا تو علیحدہ ہو گئی۔ دلیپ شرما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ میڈم۔"

"بکواس مت کرو، یہ میک اپ اتار دو۔" میں نے کہا اور دلیپ شرما نے پھرتی سے ... تلاش کر کے ایک وگ اتار دی۔ ساتھ ہی اس نے وہ یونیفارم کوٹ بھی جو ویٹر کی حیثیت سے اس نے پہنا ہوا تھا۔ اندر ایک خوبصورت شرٹ تھی اور پتلون تو بلیک تھی ہی۔ دلیپ شرما ویٹر سے دلیپ شرما بن گیا۔ میری آنکھیں فرط مسرت سے چمک رہی تھیں۔

"تم۔ تم یہاں کیسے آ گئے مردود۔"

"شکریہ۔ شکریہ۔ گالیوں ہی سے نوازا جائے گا یہ نہیں سوچا جائے گا کہ کتنی محنت کی ہے دلیپ شرما نے آپ کے لیے۔"

"اوہ بیٹھو، کافی پیو۔ ہم دونوں کافی پئیں گے۔ ویسے ویٹر کی حیثیت سے۔"

"ارے نہیں میڈم دلیپ شرما کو پتا نہیں آپ نے کیا سمجھا ہے۔ آپ حقیقت سے کبھی واقف نہیں ہو سکتیں دلیپ شرما کی۔"

"بیٹھو، اب زیادہ شیخیاں نہ بگھارو۔ بیٹھ جاؤ پلیز بیٹھ جاؤ نہیں۔ میں بہت مسرور ہوں دلیپ۔"

"اچھا مجھے دیکھ کر؟"

"ہاں تمہیں دیکھ کر۔" میں نے اعتراف کیا۔

"اوہ بے حد شکریہ، بس اتنا کافی ہے۔" دلیپ شرما نے کہا۔ اور پھر سامنے رکھی ہوئی پیالیوں میں کافی بنانے لگا۔ جان بوجھ کر وہ دو پیالیاں لے کر آیا تھا ہم دونوں نے کافی اپنے سامنے رکھ لی اور میں نے مسکراتے ہوئے دلیپ شرما سے کہا۔

"تم۔ تم کیسے آزاد ہوئے ان کے چنگل سے تمہیں نہیں معلوم میں تمہارے لیے کتنی پریشان تھی؟"

"اور میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے میڈم۔"

"تم مجھے سب کچھ بتاؤ دلیپ شرما۔ پلیز، میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ میری اعصابی کیفیت کا اندازہ تمہیں مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔"

"اگر آپ کا حکم ہے میڈم کہ میں آپ کو تفصیل بتاؤں تو تفصیل سن لیجیے کہ ڈان اسنوکا نے اپنے سر مصیبت پالی تھی آپ پر ہاتھ ڈال کر۔ آپ کو تو اس نے اپنا ہم پرواز کر دیا۔ میرے بارے میں اس نے سوچا تھا کہ میں ایک بے ضرر آدمی ہوں۔ اور اس کی قید میں جتنی خوشی زندگی گزار دوں گا۔ لیکن یہی سوچ اس کے لیے مصیبت بن گئی۔ میں نے ایسے چکر چلائے کہ ڈان اسنوکا میری گرفت میں آ گیا اور اس کے بعد میں نے سب سے پہلے وہ معاہدہ منسوخ کرایا جو آپ کے سلسلے میں تھا اور ایک ملک کی سیکرٹ سروس سے رابطہ قائم کر کے یہ کیس اس کے سپرد کر دیا اور اس میں ڈان اسنوکا کی مرضی کا کوئی دخل نہیں تھا۔ ڈان اسنوکا کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی تو وہ بے چین ہو گیا۔ یہ جاننے کے لیے کہ وہ کون ہے جس نے یہ تمام چکر چلایا ہے لیکن میرا دوسرا چکر یہ تھا کہ میں نے مقامی پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ قائم کر کے ڈان اسنوکا کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔ یہ اعلیٰ افسر ریڈ چینل کا ذاتی طور پر بھی شکار رہا ہے چنانچہ اس نے اعلیٰ سطح پر کام شروع کر دیا اور اس کے بعد ڈان اسنوکا کا زوال عمل میں آیا۔"

"مائی گاڈ۔ مائی گاڈ، تو یہ تم تھے جس نے ریڈ چینل جیسے عظیم الشان گروہ کو دوسری بار ناکامی سے دوچار کیا۔" میں نے چکراتے ہوئے ذہن پر قابو پا کر کہا۔

"محبت سب کچھ کرا لیتی ہے میڈم، اگر وہ آپ پر ہاتھ نہ ڈالتا تو بھلا مجھے کیا پڑی تھی کہ میں آ بیل مجھے...

مول لیتا ہو؟"

"تم۔ تم دلیپ شرما، تم اس دور کے سب سے حیرت ناک انسان ہو۔"

"صرف حیرت ناک ہوں؟"

"ہاں، میں تم سے بہت متاثر ہوں۔"

"کیا یہ مشین کوئی اور شکل اختیار کر سکتی ہے میڈم؟" دلیپ شرما نے سوال کیا۔

"مت پوچھو اس کے بارے میں۔ اس وقت میں بہت جذباتی ہو رہی ہوں۔"

"جذباتی ہو کر انسان بار بار پلٹ جاتا ہے۔ آپ کے اندر ایسی تو کوئی کیفیت نہیں پائی جاتی۔"

"اوہ۔ دلیپ تم نے۔ تم نے ان لوگوں کو فنا کر دیا۔"

"جی میڈم، آپ کے لیے، صرف آپ کے لیے۔"

"میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں؟"

"کیوں آپ کی زبان کو کیا ہو گیا ہے؟" دلیپ شرما نے سوال کیا، اور میں ہنستی رہی۔ پھر میں چونک کر اس مشین کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"مگر یہ کیا ہے؟"

"آپ کو یاد نہیں کہ آپ کا چہرہ پتا نہیں کیا سے کیا بنا دیا گیا ہے۔ یہ چہرہ مجھے پسند نہیں تھا۔ اس کا تحفہ مسٹر ایف نے اس کا سارا توڑ اپنے پاس ہی رکھا تھا۔ چنانچہ میرے لیے یہ ضروری تھا کہ مسٹر ایف کو میں اپنے قبضے میں کر لوں۔ پھر اس کی گردن کی رگوں میں چبھنے والی سوئیوں نے اس کو زبان کھولنے پر مجبور کر دیا۔ صرف یہ مشین ہے اور یہ سیال جو آپ کے چہرے کو آپ کی اصلی شکل میں لا سکتا ہے ورنہ آپ تو گئی تھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔"

"تو تم نے اس سے یہ بھی حاصل کر لیا؟"

"جی۔ آپ کے لیے۔"

"دلیپ، میں اعتراف کرتی ہوں کہ تم۔ تم۔ بس کیا کہوں۔ خاموش ہی رہنے دو مجھے۔"

"بولنے پر مجبور بھی کیسے کر سکتا ہوں میڈم۔ ساری زندگی یہی کوشش کرتا رہا ہوں اور آج تک ناکام رہا۔ چلیے اب میں آپ کو آپ کی اصلی صورت میں لے آؤں۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔" مشین کی ایک نلکی سیال کی شیشی میں فٹ ہونے کے بعد دلیپ شرما نے مشین کو چیک کرنا شروع کر دی۔ اور پھر اس کی مشین سے میرے چہرے پر پھواریں مارنے لگا۔ میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ دلیپ شرما کافی دیر تک یہ عمل کرتا رہا اور اس کے بعد اس نے مشین وغیرہ بند کر کے رکھ دی۔ میں اپنا چہرہ دیکھنے لگی تھی لیکن ابھی کچھ نہیں ہوا تھا۔ ہاں تھوڑی دیر کے بعد اس کے اثرات ظاہر ہونے اور میرے چہرے پر سے ایک عجیب سی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی۔ مجھے اب پسینہ آ رہا تھا۔ دلیپ شرما نے ایک تولیہ اٹھائی اور اپنے ہاتھوں سے میرا چہرہ صاف کرنے لگا۔ میں نے اسے نہیں روکا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا اور اس کے بعد اس نے آئینہ میرے سامنے کر دیا۔ میری اصلی صورت مجھے واپس مل چکی تھی۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ دلیپ شرما کے قدموں سے لپٹ جاؤں۔ اس نے میرے لیے اتنا کچھ کیا تھا کہ ناقابل بیان۔ لیکن بس شرم مانع تھی کہ میں ایسا نہ کر سکی۔ دلیپ شرما مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"وہ ڈان اسنو کا مارا جا چکا ہے۔ اس کے تمام اہم ترین ساتھیوں کی میں نے نشاندہی کر لی تھی تاکہ ریڈ چینل کی دوبارہ زندگی کے امکانات پیدا نہ ہوں۔ دراصل مس [illegible] کی پوری زندگی کا ٹھیکہ میں نے لے لیا ہے [illegible] کو عمر کی آخری حد تک [illegible] مجھے ... میرا مطلب ہے آپ کے ملازم کی حیثیت سے۔"

"نہیں دلیپ، پلیز ایسی باتیں نہ کرو تم، میں ان الفاظ کے بیچ میں کوئی وقت نہیں محسوس کرتی کہ تم شاید تمہارا واحد سچے دوست، میرے رفیق، میرے عزیز اور میرے سب کچھ ہو۔" دلیپ شرما نے آنکھیں چڑھائیں اور اس نے زمین پر رگڑ گیا۔ میں ہنس پڑی تھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا تھا۔

"اچھا اب اٹھ جاؤ۔ کب تک یہ ڈرامہ کرتے رہو گے؟" میں نے کہا اور دلیپ شرما اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ پھر میں نے اس سے کہا۔

"دلیپ حالات کا تذکرہ تم سے کرنا بہت بڑی حماقت ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کس طرح ریڈ چینل سے الگ ہو کر میں دوبارہ پھنسی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب ڈان اسنو کی موت کے بعد اس بات کے امکانات تو بالکل نہیں رہے کہ ریڈ چینل زندہ رہے اس کی دوبارہ زندگی صرف ڈان اسنو کی وجہ سے تھی گویا یہ باب خود بخود بند ہو گیا ہے۔ میرے لیے اس اطمینان کو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"شادی کر لینی چاہیے۔" دلیپ شرما نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور میں اسے گھورنے لگی۔

"سنجیدہ نہیں ہو گئے میرے لیے؟"

"روز اول سے سنجیدہ ہو گیا تھا میڈم اس دن جس دن آپ کو دیکھا تھا۔" اس نے اس سنجیدگی سے جواب دیا اور میں تھوڑی دیر تک اسے گھورتی رہی، پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"تم خواہ کچھ بھی کہو دلیپ شرما، میں اس وقت تک ذہنی طور پر مطمئن نہیں ہو سکتی جب تک مجھے میری شناخت نہ مل جائے۔ مجھے یہ نہ پتا چل جائے کہ میں کون ہوں اور اس کا ذریعہ تم جانتے ہو۔ رابرٹ اور آرٹن فریک وغیرہ ہی ہیں۔ تم غور کرو دلیپ شرما، زندگی کے کسی بھی موڑ پر پہنچ جاؤں مجھے یہ احساس ضرور رہے گا کہ میں گمنام ہوں۔ میری مدد کرو میں زندگی بھر تمہاری احسان مند رہوں گی۔"

"وعدہ؟" دلیپ شرما نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ہاں دلیپ شرما، وعدہ۔"

"تو پھر تمہیں تقدیر حاتم طائی کا ساتواں کر بہت سے لوگوں کے سوال حل کرنے چل پڑا تھا۔ چنانچہ تم مجھے اس دور کا حاتم طائی تصور کر سکتی ہو میڈم [illegible]۔"

"لیکن تم کرو گے کیا؟"

"فی الحال آرام کریں گے۔ صورت حال کا جائزہ لیں گے اور اس کے بعد جو بھی حالات ہوں گی اس کے تحت کام کیا جائے گا۔"

"اب تمہارا قیام کہاں ہے؟"

"کاش مجھے میری پسند کی قیام گاہ مل سکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"کسی کے دل میں رہنا چاہتا ہوں لیکن جگہ ہی خالی نہیں ملتی۔" اس نے کہا اور میں ہنس پڑی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"دوستوں کی جگہ تو دل ہی میں ہوتی ہے۔"

"ہاں دوستوں کی۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ دوستوں کی۔" دلیپ شرما نے گردن ٹیڑھی کر کے کہا، اور میں ہنستی رہی پھر میں نے کہا۔

"تم دوست نہیں ہو؟"

"ہاں۔ یقین دلانے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی۔"

"تمہیں یقین کر لینا چاہیے۔ میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں تم نے ہر موقع پر میرا ساتھ دیا ہے۔"

"چنانچہ اس سے پہلے کہ آپ تنگ ہو جائیں میں فوراً یہاں سے چلا جانا چاہتا ہوں، کم از کم یہ تصور تو رہے گا کہ آج آپ نے مجھ سے بہت محبت سے گفتگو کی ہے۔"

"اگر غور کرو دلیپ شرما تو اب میرا تمہارے علاوہ اور ہے کون۔ کہاں جاؤ گے؟ یہیں اسی ہوٹل میں قیام کیوں نہیں کرتے؟"

"ذرا صورت حال پر نگاہ رکھنے میں آسانی ہوگی۔ ویسے آپ سے رابطہ تو مسلسل رہے گا۔ بس آپ ذرا اپنے طور پر ہوشیار رہیں۔"

"اور اگر کوئی فوری ضرورت پیش آ جائے تم سے ملاقات کی...؟"

"تو میرا فون نمبر لے لیجیے۔ اس نمبر پر آپ کو میں مل جاؤں گا۔" دلیپ شرما نے کہا اور ایک ٹیلی فون نمبر دہرا دیا۔ میری دلی آرزو تھی کہ وہ میرے ساتھ ہی رہے لیکن اس کا کہنا بھی درست ہی تھا۔ الگ الگ رہ کر ہم دونوں حالات پر بہتر طور پر نگاہ رکھ سکتے تھے۔ دلیپ شرما چلا گیا اور میں اپنے بستر پر دراز ہو گئی۔ ذہن ہزاروں خیالوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ حالات پر غور کرتی تو محسوس ہوتا جیسے کوئی کہانی پڑھ رہی ہوں، یا کوئی فلم دیکھ رہی ہوں۔ یہ سوچ کر بڑی حیرت ہوتی تھی کہ میں خود ہی اس کہانی کا مرکزی کردار ہوں۔ بہرطور حقیقتوں سے انحراف ممکن نہیں ہے۔ بعض لوگ زندگی کی ابتدا سکون سے کرتے ہیں اور انتہا بھی اسی سکون سے ہو جاتی ہے۔ ان کی زندگی میں چند گنے چنے اصولوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جن کی زندگی لمحہ لمحہ انوکھے واقعات سے دوچار ہوتی ہے۔ اور میرے ساتھ تو واقعات کے اتنے انبار تھے کہ بعض اوقات ان میں سے کوئی ایک واقعہ تلاش کرنے میں مجھے خود دقت ہوتی تھی۔ چنانچہ کیا فائدہ ماضی کی راکھ کریدنے سے۔ میرے ارد گرد پھیلے ہوئے بے شمار کردار اب بھی میرے ساتھ تھے۔ بلیک چینل کے خاتمے کے بعد مجھے اب نئے سرے سے کچھ اور سوچنا تھا۔ یہ بھی شکر تھا کہ بلیک چینل میری زندگی میں بہت زیادہ اہم نہیں ہو سکا تھا۔ ورنہ بھٹکتی ہوئی میں نہ جانے کہاں سے کہاں جا پہنچتی۔ دل تو ایک لمحہ بھی نہ لگتا تھا۔ ظاہر ہے میرے اپنے مسائل تھے۔ پچھلی بار کی بات دوسری تھی۔

لیکن اس بار تو سچ مچ میں ایک ناگہانی آفت کا شکار ہوئی تھی۔ لیکن شکر تھا کہ اس ناگہانی مصیبت سے نجات مل گئی تھی اور اب اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ یہ مصیبت پھر سے مجھ پر مسلط ہو سکے چنانچہ اب سوال یہ تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اس دوران رانا پربت اور آئزن فیرک سے بھی رابطے منقطع ہو چکے تھے۔ کیا انہیں دوبارہ تلاش کروں۔ زندگی کے یہ الجھے ہوئے واقعات نہ جانے کب تک چلتے رہیں گے۔ ایک حل یہ بھی تھا کہ اپنے آپ کو دھوکا دوں اور یہ سوچ کر مطمئن ہو جاؤں کہ اب میری زندگی کا سراغ ناممکن ہے۔ چنانچہ مجھے زندگی کا دوسرا رخ اختیار کر لینا چاہیے۔ لیکن دل اندر سے یہ گوارا نہیں کرتا تھا۔ دلیپ شرما نے ایک بار پھر حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا تھا۔ حالانکہ بلیک چینل کے چکر میں آنے کے بعد میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ دلیپ شرما ان لوگوں کے جنگل سے نہیں نکل سکے گا۔ لیکن اس نے اپنی برتری کا ثبوت دیا تھا۔ نہ صرف ثبوت دیا تھا بلکہ کچھ کر ڈالا تھا جو تصور سے باہر ہو۔ ریڈ چینل کا ہولناک گروہ سچ معنوں میں تو دلیپ شرما کے ہی ہاتھوں تباہ ہوا تھا۔ اور یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں تھا۔ اس سے دلیپ شرما کی ذہنی بلندی کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا اور یہ شخص مجھ سے بہت متاثر تھا۔ کیا اسے اپنے تنہا گوشوں میں جگہ دی جا سکتی ہے؟ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا اور ایک عجیب سا جواب مجھے اپنے دل سے ملا۔ میرے دل نے کہا کہ دلیپ شرما تو نجانے اس میں کب سے رہتا ہے۔ یہ واحد شخص ہے جس نے میری دل کی گہرائیوں تک پہنچ حاصل کی ہے۔ میں نے گردن جھٹکی اور اس کے بعد آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی۔ معمولات زندگی کے بارے میں پہلے یہ یقین کر لینا تھا کہ جو کچھ گزر رہا ہے وہ مناسب ہے اور اس میں کوئی خطرہ تو نہیں ہے۔ دوسرے دن میں نے اپنا ہوٹل چھوڑا اور اپنے پسندیدہ شہر پیرس کی سیاحت کے لیے نکل گئی۔ یہ ایک خطرناک کام تھا۔ لیکن میں بہرطور اپنے لیے کوئی مرکز چاہتی تھی۔ پورا دن آوارہ گردی کرتی رہی۔ کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ اس دوران دلیپ شرما سے بھی رابطہ قائم نہ ہو سکا تھا۔ میں نے جان بوجھ کر اسے ٹرائی نہیں کیا تھا۔ بس نجانے کیوں ایک جھجک سی راستے میں حائل ہو گئی تھی۔ دوسرے دن شام کو تقریباً ساڑھے سات بجے جب میں ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں پہنچی تو میری نگاہ میز پر بیٹھے ہوئے ایک شخص پر پڑی اور میں اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔ وہ رانا پربت تھا۔ رانا پربت میری ہی جانب دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر ایک عجیب سی گہرائی محسوس ہو رہی تھی میں نے صرف ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔ رانا پربت نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ گردن خم کی تھی۔

"ہیلو بھارتی۔"

"ہیلو رانا صاحب۔"

"بیٹھو۔" میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی اور میں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کو معلوم تھا رانا صاحب کہ میں اس ہوٹل میں مقیم ہوں؟"

"نہیں۔" اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"تو آپ کی یہاں آمد اتفاقیہ ہے؟"

"نہیں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر سوال کیا۔

"میں تمہاری تلاش میں سرگرداں تھا۔" رانا نے بھاری لہجے میں کہا۔

"آپ کو معلوم ہے مجھ پر کیا بیتی؟"

"نہیں۔" رانا آہستہ سے بولا۔

"میں خود مصیبتوں کا شکار ہو گئی تھی ایک خطرناک گروہ کے چکر میں پھنس گئی تھی۔ اور گروہ نے مجھے اغوا کر لیا تھا۔ ایک لمبی کہانی ہے رانا صاحب۔ سناؤں گی تو حیران رہ جائیں گے۔"

"لیکن یہ کہانی سنانا ضروری ہے۔ اس سے یہ پتا چلے گا کہ تم کن لوگوں کے ہاتھ لگ گئی تھیں۔"

"بتا دوں گی رانا صاحب، لیکن بہرطور وہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔"

"کون لوگ تھے وہ؟"

"شاید آپ نے اخبارات میں ریڈ چینل کے بارے میں پڑھا ہو۔"

"اوہ۔" اس بار رانا پربت آہستہ سے چونکا تھا۔

"ریڈ چینل کے افراد نے مجھے کسی کے دھوکے میں پکڑ

لیا تھا اور کسی اور کی غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے۔ اس کے بعد میں ان کی قید میں رہی۔ اور اس وقت مجھے نجات ملی جب ریڈ چینل کا خاتمہ ہوا۔"

"لیکن کس کے دھوکے میں؟"

"پتا نہیں کیا چکر تھا، کون لوگ تھے وہ اور کیا چاہتے تھے۔" میں نے نہایت خوبصورتی سے بات بنا دی۔ رانا پربت میرا چہرہ دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"اس دوران بھارتی میں صرف یہ سوچتا رہا کہ کہیں تم مجھے بیوقوف تو نہیں بنا رہیں۔"

"آپ یہ سوچ سکتے ہیں رانا صاحب مجھے آپ کی سوچ پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے کسی قدر ناگوار لہجے میں کہا۔

"اوہ... نہیں بھارتی کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار مت ہو۔ میرا مطلب تو صرف یہ تھا کہ اس دوران ہم لوگ تمہارے لیے شدید کوششیں کرتے رہے ہیں اور تم اچانک اسی طرح غائب ہو جاؤ تو پھر ذہن میں سوچیں تو پیدا ہوتے ہی ہیں۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے، بہرطور میرے اپنے مسائل ہیں کیا کروں۔ سنائیے آپ فرصت ملے تو کچھ اور بھی سوچ لوں۔"

"بہرحال چھوڑو ان باتوں کو۔ اب تو ریڈ چینل ختم ہو گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی دوبارہ زندگی کے امکانات نہیں۔"

"کیا آپ پہلے سے ریڈ چینل کے بارے میں کچھ جانتے تھے؟"

"زیادہ نہیں بس یہ سنا ہے کہ وہ جرائم پیشہ افراد کا ایک گروہ تھا۔ ویسے بھارتی تمہارا آئندہ کا پروگرام کیا ہے؟"

"جو کچھ میں کر رہی تھی۔ رانا صاحب اس میں رکاوٹ صرف ریڈ چینل کی وجہ سے پیدا ہوئی ورنہ میں آپ سے جس طرح تعاون کر رہی تھی..."

"ہاں۔ مجھے اس کا اعتراف ہے۔ اور مجھے حیرت بھی یہی تھی کہ اچانک اگر تمہارے ذہن میں کوئی بات پیدا ہوئی تو اس کی کیا وجہ تھی۔ آؤ یہاں سے اٹھتے ہیں کوئی خاص مصروفیت تو نہیں ہے، کسی کا انتظار تو نہیں ہے؟"

"مجھے کس کا انتظار ہو سکتا ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں کچھ شبہے پیدا ہوئے تھے۔ رانا پربت کے ساتھ جانا مناسب ہے یا نہیں لیکن کوئی ایسی خاص بات بھی نہیں تھی چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے اٹھ گئی۔ باہر ایک خوبصورت کار کھڑی ہوئی تھی رانا نے اس کا دروازہ کھولا اور مجھے بیٹھنے کی پیش کش کی پھر خود بھی میرے ساتھ بیٹھ گیا۔ کار بالکل نئی اور بہت ہی شاندار تھی رانا اسے ڈرائیو کرتا رہا اور راستے میں خاموشی ہی طاری رہی پھر ایک خوبصورت علاقے میں پہنچنے کے بعد اس نے کار ایک چھوٹے سے کاٹیج کے سامنے روک دی اور میں نے اسے دیکھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟"

"میری نئی رہائش گاہ۔"

"اوہ... کیا آپ نے یہ رہائش گاہ خریدی ہے؟"

"نہیں... ایک دوست نے مجھے یہ دی ہے آؤ اندر آؤ۔" کاٹیج کے ایک خوبصورت کمرے میں پہنچنے کے بعد رانا پربت نے کہا۔

"بیٹھو بھارتی... اور سناؤ اس دوران ذہنی کیفیت کیا رہی؟"

"انتہائی پریشان کن۔ رانا صاحب میں تو اب ایک بات سوچنے لگی ہوں۔"

"کیا؟"

"یوں لگتا ہے رانا صاحب جیسے مجھے میری شناخت کبھی نہیں مل سکے گی۔"

"اس کے لیے تم خود ہی رکاوٹ بنتی رہی ہو بھارتی ورنہ ہم نے تو خلوص دل سے تمہاری مدد کی تھی۔" باہر کچھ آہٹیں ہوئیں تو رانا نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آ جاؤ۔" اور آنے والا جو کوئی بھی تھا اسے دیکھ کر میرے ذہن میں ایک زبردست جھٹکا ہوا تھا۔ یہ آئزن فیرک تھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا بازن بھی موجود تھا۔ آئزن فیرک اس طرح رانا پربت کے پاس آ جائے گا میں نے سوچا بھی نہیں تھا اور یوں لگتا تھا جیسے رانا پربت کو اس کا انتظار ہو۔ بلکہ سارا کام ایک پلاننگ کے تحت ہوا ہو۔ رانا پربت مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ کاٹیج میرے اسی دوست نے مجھے رہنے کے لیے دیا ہے۔" میں خاموشی سے آئزن فیرک کا چہرہ دیکھتی رہی۔

صورت حال کی اچانک تبدیلی کا مجھے احساس ہو گیا تھا کوئی خطرناک سچویشن ہی ہے۔ میں نے دل میں سوچا اور رانا پربت اور آئزن فیرک ایک دوسرے سے الگ ہو چکے تھے۔ آئزن فیرک کے چہرے پر ایک سنگین خاموشی طاری تھی۔ اور اندر آنے کے بعد وہ خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا تھا جبکہ بارزن ایک گوشے میں جا کھڑا ہوا تھا۔ رانا پربت نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر بولا۔

"تم نے اپنی حیرت نہایت صفائی سے چھپائی ہے بھارتی۔"

"مطلب؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم ہم دونوں کو دیکھ کر حیران نہیں ہو؟"

"حیرانی کی کیا بات ہے لیکن جرم کی دنیا میں جرائم پیشہ افراد سیاست دانوں سے کم نہیں ہوتے دل میں کچھ ہوتا ہے کچھ، زبان پر کچھ۔ جرم کی سیاست یہی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"میں اور آئزن فیرک پھر سے یکجا ہو گئے ہیں اور ہم نے اپنے درمیان جو غلط فہمیاں تھیں دور کر لی ہیں۔" رانا پربت غرا کر بولا۔

"غلط فہمیاں اسی گیتا کی پیدا کی ہوئی تھیں، جو اب منظر عام پر آ گئی ہے۔"

"تو... تو میرے بیٹے کی قاتل ہے۔ کبھی تو میرے بیٹے کی قاتل ہے۔ تو نے میری زندگی میں ایک ایسا خلا پیدا کر دیا ہے جسے میں کبھی پر نہیں کر سکوں گا، بھارتی تو نے بارن کو قتل کیا اب اس بات کے تمام ثبوت مل گئے ہیں۔" میں نے آہستہ سے گردن ہلائی اور دل میں سوچا کہ یہ صورت حال ہے۔

لیکن رانا پربت اور آئزن فیرک کا گٹھ جوڑ کیا معنی رکھتا ہے۔ اور میرے لیے کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔

رانا پربت نے کہا۔

"بھارتی بہت چالاک لڑکی ہے۔ بلاشبہ ہم اس کی ذہنی پہنچ کی داد دیتے ہیں۔ اس نے بڑی چالاکی سے ہم دونوں کو آپس میں بھڑا دیا۔ آئزن فیرک اور تمہارے بیٹے کے قتل کا الزام میرے شانوں پر ڈال دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اس قسم کا انسان کبھی نہیں رہا ہوں۔"

"رانا پربت میں اس کے جسم کے ٹکڑے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں ہر چیز سے دست بردار ہو چکا ہوں اب مجھے خزانہ درکار نہیں ہے۔ لعنت بھیجتا ہوں ایسے خزانے پر جو مجھ سے میرے بیٹے کو چھین لے، میں بارزن کے لیے بہت کچھ کر چکا ہوں۔ بہت کچھ ہے میرے پاس اور بارزن خود بھی بے دست و پا نہیں ہے۔ وہ اپنی زندگی کے لیے بہتر راستے تلاش کرے گا۔ لیکن میں اپنے بیٹے کی قاتل کو کبھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اسے قتل کر دیا جائے مجھے خزانہ نہیں چاہیے جہنم میں جائے وہ خزانہ۔"

"ہوں۔ بہر طور مسٹر آئزن فیرک آپ کے جذبات کا پورا پورا خیال رکھتا ہوں۔ بلاشبہ صورت حال کچھ ایسی ہی ہو گئی ہے کہ میں آپ کو آپ کے عمل سے روک بھی نہیں سکتا اور جہاں تک اس لڑکی کا تعلق ہے تو اتنا میں جانتا ہوں کہ یہ ہم دونوں کو بے وقوف بناتی رہے گی۔ اور کسی کے لیے بھی کوئی کام نہیں کرے گی۔"

"تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں اس سے اپنے بیٹے کے قتل کا انتقام لے سکوں۔" آئزن فیرک نے کہا اور رانا پربت گردن ہلانے لگا۔

"بھارتی حالات اب اس موڑ پر آ گئے ہیں کہ اب میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ جہاں تک تمہاری کیفیت کا تعلق ہے تو اس بات میں اب کوئی شک و شبہ نہیں رہا ہے کہ تم ہم دونوں ہی کو بے وقوف بناتی ہو۔ ایک تیسری شخصیت کا بھی شبہ ہوتا ہے جو تمہارے ساتھ ہے۔ [illegible] اگر ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں تو مسٹر آئزن فیرک ہو سکتا ہے کوئی کام کی بات معلوم ہو سکے.... بہر طور ایک دوست کی حیثیت سے میں تمہارے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اور بھارتی کو قابل سزا سمجھتا ہوں لیکن اسے زندگی کے چند گھنٹے اور دے دو۔ اس کے بعد میں تمہیں اجازت دے دوں گا کہ تم اس کو قتل کر دو۔"

آئزن فیرک نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"رانا پربت میرے اور تمہارے تعلقات عارضی نہیں ہیں۔ ہم لوگ اپنے طور پر ہی کوشش کر کے اس خزانے کو تلاش کر سکتے ہیں۔ کیوں سانگا کب تک ہمارے ہاتھ سے بچا رہے گا۔ بالآخر ہم ایک دن اس پر قابو پا لیں گے لیکن۔ لیکن اس خوبصورت بلا کو اس دنیا سے رخصت ہو جانا چاہیے۔" آئزن فیرک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری یہ خواہش تمہارے ہی ہاتھوں پوری ہو گی۔ میرے دوست تو کیا تم مجھے یہ وقت دینے

کو تیار ہو؟"

آئزن فیرک نے بارزن کو اشارہ کیا اور وہ دونوں ہی باہر نکل گئے۔ میں خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے رانا پربت کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ رانا پربت کے چہرے میں ایک تبدیلی رونما ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر وحشی کی سی کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔ آنکھوں کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ اور اب اس کے چہرے پر شیطان ابھر آیا تھا۔ اس نے پرہوس نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھارتی تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اب تمہارے تمام راستے بند ہو گئے ہیں۔ بس ایک راستہ کھلا ہے اور صرف ایک راستہ اور اگر اس راستے میں میرے ساتھ آ گئے تو ہاتھ کو تو یوں سمجھو کہ زندگی کے کچھ حسین لمحات حاصل کر لو گی ورنہ اس عمر میں مرنا واقعی قابل افسوس ہوتا ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو رانا پربت؟"

"بس یہی میری جان کہ اب تم کچھ بھی نہیں ہو۔ ایک عورت ہو۔ ایک دلکش لڑکی ہو۔ ایک خوبصورت قلب ہو اور بس۔ اور میں حسن کا پجاری ہوں جب کوئی چیز دوسری شکلوں میں ناکارہ ہو جائے تو پھر جو کچھ اس میں باقی رہ جائے اس کے حصول سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ تمہارا کیا خیال ہے، کیا تم آسانی سے مجھ پر قابو پا سکو گی؟"

"اوہ میرا بھی یہی خیال ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم مجھے اس کے لیے پورا پورا موقع دو۔"

"تو ٹھیک ہے رانا پربت اب اگر تم شیطانیت پر مائل ہو گئے ہو اور یہ سارے کھیل خود بخود ختم ہو گئے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں کہ انہیں کیوں سانگا کی تلاش ہے۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ آئزن فیرک مجھے قتل کر دینا چاہتا ہے۔ اور اس کے بعد تم دونوں مل کر کیوں سانگا کی تلاش کرو گے۔ تو جو کام تم دونوں کرو گے وہ خود میں ہی کیوں نہ کروں تو۔"

"مطلب تو۔"

"آؤ۔ آؤ میری دوشیزگی سے فائدہ اٹھاؤ۔ عورت ہوں، دلکش — ہوں حسین ہوں آؤ رانا پربت آؤ اور مجھے حاصل کر لو۔" میں نے کہا اور میرے اس انداز پر رانا پربت ٹھٹک سا گیا۔ اس نے سہمی ہوئی نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا شاید اسے کسی خطرے کا احساس ہوا تھا دروازے پر اسے شاید کوئی آہٹ محسوس ہوئی تھی اور جب وہ دروازہ کھول کر اپنا شبہ یقین میں بدلنے کے لیے باہر نکلا تو دفعتاً ہی اس کے حلق سے کربیہ آواز نکل گئی اور وہ فرش کے بیچوں بیچ اوندھا گر پڑا۔ میں نے حیرانی سے دروازے کی طرف دیکھا اور ذہن میں یہی سوچا کہ بھلا دیپ شرما کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے، لیکن جس شخص کو میں نے دیکھا اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میں ششدر رہ گئی۔ یہ سنیل تھا۔ رانا پربت کا بیٹا سنیل قہر آلود نگاہوں سے رانا پربت کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا ڈیڈی کہ میں بھارتی سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ میری زندگی ہے۔ لیکن اس کے بعد تمہارے یہ مغلظات تمہاری یہ کوشش کیا معنی رکھتی ہے۔" تو رانا پربت اچھل کر کھڑا ہو گیا

تھا۔ اس کا چہرہ انتہائی خونخوار نظر آنے لگا تھا۔ اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنیل تو نے میرے منہ پر گھونسہ مارا ہے۔"

"ہاں ڈیڈی۔ بلکہ نہیں رانا پربت اب میرا تم سے صرف ایک رقیب کا رشتہ ہے بھول جا اس بات کو رانا کہ میں تیرا بیٹا ہوں تیرا۔ لیکن یہ بات میں نہیں بھول سکوں گا کہ میری ماں کا قاتل تو ہے۔ بہت برداشت کیا میں نے رانا بہت برداشت کیا۔ اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ماں نہیں ہے۔ اس دنیا میں تو مجھے ہی اپنا باپ سمجھ کر تیرے ساتھ زندگی گزار دوں معاف کر دوں مجھے لیکن رانا میرا دل ہمیشہ کہہ کے دیتا رہا میری ماں کا قاتل میری آنکھوں کے سامنے زندہ تھا اور میں برداشت کر رہا تھا۔ لیکن اب بھارتی سے تو نے جو الفاظ کہے ہیں اس کے بعد رانا میرے تیرے درمیان باقی تمام رشتے ختم ہو گئے۔ اور اب صرف ایک رشتہ قائم ہے ہمارے درمیان دشمنی کا رشتہ۔ تو میری ماں کا قاتل ہے اور میری محبوبہ کو تو نے ہوس زدہ نگاہوں سے دیکھا اگر میں وقت پر نہ پہنچ جاتا تو یقینی طور پر تو اس کے لیے نقصان دہ ہو جاتا چنانچہ رانا پربت اب تجھے اس دنیا سے رخصت ہو جانا چاہیے۔"

"سنیل سنیل ہوش میں آ جا۔ آخری بار کہتا ہوں ہوش میں آ جا۔" لیکن جواب میں سنیل نے رانا پربت پر چھلانگ لگا دی تھی یہ دوسری بات تھی کہ رانا پربت نے اسے ہاتھوں پہ روکا اور پھر اٹھا کر دیوار سے دے مارا بلاشبہ وہ سنیل کی نسبت زیادہ طاقت ور تھا۔ میں ایک بار پھر اعصابی دباؤ کا شکار ہو گئی تھی باپ بیٹے کا مسئلہ انتہائی انوکھا تھا۔ سنیل کی یہاں اچانک آمد میرے لیے غیر متوقع تھی جب کہ سنیل بہت عرصے سے غائب تھا۔ رانا پربت نے سنیل کو دیوار سے دے مارا تھا۔ سنیل کے کافی چوٹ آئی تھی۔ لیکن وہ بھی وحشت خیزی پر آمادہ تھا۔ اس بار اس نے خونخوار انداز میں غرا کر رانا پربت پر چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس نے رانا پربت کو دبوچ لیا۔ رانا پربت نیچے گر پڑا دونوں وحشی درندوں کی طرح لڑ رہے تھے۔ ایک دوسرے کو کاٹ رہے تھے اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ان دونوں کو لڑتا چھوڑ کر میں یہاں سے باہر نکل جاؤں اور اس وقت یہی کرنا میں نے مناسب سمجھا

سنیل سے مجھے ہمدردی ضرور تھی لیکن محبت کبھی نہیں ہوئی تھی چنانچہ اس کی مدد کر کے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا میرے لیے ممکن نہیں تھا جو نہی میں دروازے سے باہر نکلی آئرن فیرک مجھے سامنے نظر آیا۔ اس کی پستول کا رخ میری ہی جانب تھا۔ میں ایک لمحے کے لیے ششدر رہ گئی۔ آئرن فیرک نے مجھے پستول سے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔ اور اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں واپس اندر آ جاؤں۔ اندر وحشیانہ جنگ جاری تھی۔ اور سنیل، رانا پربت کی گردن دبا رہا تھا۔ رانا پربت کی زبان اور آنکھیں نکلی ہوئی تھیں آئرن فیرک نے سنیل کو دیکھا اور زور سے آواز دی۔

"سنیل ہٹ جاؤ۔ سنیل ہٹ جاؤ۔ رانا پربت کے اوپر سے ہٹ جاؤ۔" لیکن سنیل پر دیوانگی طاری تھی وہ وحشت خیزی کے عالم میں رانا پربت کی گردن دبا رہا تھا۔ اور رانا کا بدن پھڑپھڑا رہا تھا۔ دفعتاً ہی آئرن فیرک نے سنیل کا نشانہ لیا اور اس کے سر میں گولی مار دی سنیل ایک کراہ کے ساتھ الٹ گیا تھا اور اس کا بھیجا پاش پاش ہو گیا تھا لیکن رانا پربت بھی شاید آخری ہچکیاں لے رہا تھا دونوں نے چند ہی لمحات میں دم توڑ دیا۔ اور آئرن فیرک ایک لمحے کے لیے ششدر رہ گیا وہ جھک کر رانا پربت کو دیکھنے لگا۔ اور اب میں اتنی بدحواس بھی نہیں تھی کہ اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاتی پستول آئرن فیرک کے ہاتھ میں تھا میں ایک لمبی چھلانگ کے ساتھ اس پر پہنچ گئی اور دوسرے لمحے میں نے اس کی بغل کے نیچے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور آئرن فیرک کے حلق سے ایک دھاڑ نکل گئی۔ دوسرے لمحے میں نے پستول اٹھا لیا تھا۔ میں نے آئرن فیرک کی گردن میں دونوں ٹانگوں کی قینچی ڈالی اور زمین پر لیٹ کر گھوم گئی۔ چٹاخ کی ایک آواز کے ساتھ آئرن فیرک کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ اور اس وقت مجھے دروازے میں بائرن نظر آیا تھا۔ سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے بائرن میرے لیے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ اور اس وقت میری وحشت خیزی بھی عروج پر تھی چنانچہ بائرن کے دل کے مقام کا نشانہ لے کر میں نے گولی داغ دی اور بائرن اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔ میں اچھل کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔ آئرن فیرک تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا تھا۔ سنیل اور رانا پربت اس سے پہلے ہی

مر چکے تھے۔ بائرن نے البتہ مرنے میں کچھ دیر لگائی۔ لیکن میں نے اس کا انتظار نہ کیا۔ میں نے اطراف کا ایک نگاہ سے جائزہ لیا اور صرف یہ دیکھا کہ ایسی کوئی چیز تو نہیں رہ گئی جو میری نشاندہی کر سکے۔ اور اس کے بعد میں تیز تیز قدموں سے اس کاٹیج سے باہر نکل آئی اندر چار لاشیں پڑی ہوئی تھیں چار ایسے کرداروں کی لاشیں جو میری اس کہانی میں مرکزی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔ اور اب ان چاروں میں سے کوئی اس دنیا میں نہیں تھا میں برق رفتاری سے وہاں سے واپس پلٹ پڑی اور اب ہوٹل کے علاوہ میرا اور کون سا ٹھکانہ ہو سکتا تھا لیکن دل کی جو کیفیت تھی وہ میں ہی جانتی تھی۔ میرے دل میں سنکھ لگے ہوئے تھے اور میں سوچ رہی تھی کہ کہانی نے اچانک ہی ایک ایسا رخ تبدیل کیا ہے جس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہاں تک جا سکے۔ یہ کردار اس کہانی میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتے تھے اور یہ چاروں ختم ہو گئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کہانی سمٹ رہی ہو کہیں میں۔۔۔"

ہوٹل آ کر میں دیر تک سر پکڑے بیٹھی رہی تھی۔ پھر میں نے [illegible] کا فیصلہ کیا اور اسے فون پر [illegible] کرنے لگی اور اس وقت میں حیران رہ گئی جب دلیپ فوراً ہی مل گیا۔

"دلیپ شرما!" اس کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تم کہاں چلے گئے تھے دلیپ؟"

"خیریت بھارتی جی!"

"فوراً آ جاؤ۔"

"کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں بہت خاص۔"

"کچھ پریشان معلوم ہوتی ہیں؟"

"ہاں پریشان ہوں جلدی آ جاؤ۔"

"آ رہا ہوں۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں نے فون بند کر دیا اس کے بعد اس کے انتظار کا ایک ایک لمحہ بے چینی سے گزر رہا تھا حالانکہ دلیپ نے آنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے بہت دیر ہو گئی ہو۔

دروازے پر دستک ہوئی تو میں نے پوچھا "کون؟"

"دوست۔" باہر سے آواز ابھری اور میں نے دروازہ کھول دیا۔

دلیپ شرما اصول کے مطابق چہرے پر مسکراہٹ لیے اندر آ گیا تھا۔ میں نے اسے شکایتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہاں غائب ہو گئے تھے؟"

"کیوں بھارتی دیوی آپ نے کیا مجھے ٹیلی فون کیا تھا؟"

"تم نے تو کہا تھا کہ ہر لمحہ جاگ کر میری حفاظت کرو گے۔"

"شاید کوئی لمحہ آپ نے تصور میں آنکھیں بند کر کے گزر گیا۔" دلیپ شرمانے کہا۔

"انفاق کر کے تم اپنی اس کوتاہی کو چھپا نہیں سکتے دلیپ۔"

"ارے او ہو۔ لگتا ہے کوئی خاص بات ہو گئی۔"

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم تھے کہاں؟"

"میں نے تو کہا تھا کہ جب بھی میری ضرورت پیش آئے اپنے دل میں جھانک کر مجھے آواز دے لیں۔"

"اس کا موقع نہیں دیا تھا کسی نے۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اب آپ مجھے بے چین کر رہی ہیں۔ بتایئے تو سہی واقعہ کیا ہوا؟"

"ہرگز نہیں بتاؤں گی۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم چلے کہاں گئے تھے؟"

"دیوی جی چھٹی کے کچھ لمحات تو ملنے ہی چاہئیں انسان کو اس خوبصورت شہر میں بند بیٹھے رہنا ممکن نہیں ہے وہ بھی ایک تنہا آدمی کے لیے۔ خیر میں تو اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرتا کیوں کہ میرے وجود میں ایک اور وجود پیوست ہے۔"

"مجھے تو لگتا ہے دلیپ شرما جیسے تم صرف یہ باتیں کر کے مجھے بے وقوف بناتے ہو۔ میں ایسی مصیبت میں پھنس گئی تھی کہ اگر ہمت سے کام نہ لیتی تو نجانے کیا ہو گیا ہوتا۔" دلیپ شرما سنبھل کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا....

"ریڈ چینل کی ایک سرگرم کارکن اگر کسی چھوٹے موٹے مسئلے میں پھنس بھی جائے تو اس کے لیے بہت زیادہ متردد تو نہیں ہوا جا سکتا۔"

"کوئی بھی عذر کرو میں تسلیم نہیں کروں گی۔"

"بھگوان کے لیے بتایئے تو سہی معاملہ کیا ہوا تھا۔"

"رانا پربت میرے پاس پہنچ گیا تھا۔"

"خوب۔"

"اور پھر وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر ایک علاقے میں پہنچا جہاں آرٹن فیرک بھی موجود تھا۔"

"ارے باپ رے۔" دلیپ شرما سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"دونوں کا گٹھ جوڑ ہو گیا تھا اور دونوں کی متفقہ رائے تھی کہ میں مصیبتوں کی جڑ ہوں چنانچہ مجھے ہی ختم کر دیا جائے۔"

"اوہ مائی گاڈ پھر کیا ہوا؟"

"پھر وہ ہوا دلیپ شرما جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"کیا؟" دلیپ شرما نے اچھل کر پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آرٹن فیرک اور رانا پربت سنگھ دونوں ہلاک ہو گئے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"دیوی جی کچھ مشاہدہ میرا بھی ہے آپ کے بارے میں کچھ میں بھی جانتا ہوں تھوڑا بہت۔ لگتا ہے دونوں بے چاروں کی شامت آ گئی۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو بھگوان کے لیے مجھے بتایئے کہ پورا واقعہ کیا ہوا۔" اور میں نے دلیپ شرما کو تفصیل بتانا شروع کر دی میں نے اسے بتایا کہ اس وقت اس کا بنگلہ میں رانا پربت، آرٹن فیرک، ہائیرٹ اور سنیل کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ دلیپ شرما واقعی شدت حیرت سے گنگ رہ گیا تھا۔ وہ دیر تک خاموشی سے میری صورت دیکھتا رہا پھر ایک ٹھنڈی سی سانس لے کر بولا۔

"تو اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہو گیا۔"

"ہاں۔" میں نے اداسی سے کہا۔ "لیکن اس میں میرا کردار آخر تک واضح نہیں ہو سکا۔" دلیپ شرما نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دیر تک وہ گہری گہری سانسیں لیتا رہا پھر اس نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمارا اب اس ہوٹل میں رکنا ٹھیک نہیں ہے۔ آیئے فوراً ہوٹل کا یہ کمرہ چھوڑ دیجیے۔"

"کیوں؟" میں نے چونک کر کہا۔

"دیوی جی سمجھا کریں یہاں پولیس بھی ہے اور رانا پربت سنگھ کو کسی نہ کسی نے اس ہوٹل میں ضرور آپ کے پاس دیکھا ہوگا۔ کوئی بھی ایسی مشکل ہو سکتی ہے جس سے پولیس کا شبہ آپ کی طرف جا سکے۔ چنانچہ یہاں سے رفو چکر ہو جانا ہی مناسب ہے۔ آیئے میرے ہوٹل چلیے میں آپ کے لیے فوراً بندوبست کیے دیتا ہوں۔" دلیپ شرما کی یہ بات دل کو لگتی تھی چنانچہ میں نے اس سے اتفاق کیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہم نے وہ ہوٹل خالی کر دیا۔ دلیپ شرما مجھے جس ہوٹل میں لے کر گیا تھا وہ درمیانے درجے کا ہوٹل تھا۔ لیکن صاف ستھرا اور خوبصورت بھی تھا۔ اس نے وہاں میرے لیے ایک کمرہ حاصل کیا اور اس کے بعد جب ہم کمرے میں فروکش ہو گئے تو دلیپ شرما نے کہا

"ہوں تو۔ یہ صورت حال ہے۔ مگر بھارتی جی اس سارے کھیل کے اہم کردار تو ختم ہو گئے اب یہ بتایئے کہ کھیل آگے کیسے بڑھے گا؟"

"نہیں بڑھے گا۔ میری قسمت ہی خراب ہے ساری زندگی جدوجہد کرتی رہی لیکن کچھ حاصل نہ ہو سکا۔"

"ایک بات بتایئے دیوی جی اگر آپ کو اپنی اصلیت یہ معلوم ہو سکے تو آپ کی زندگی کا کونسا خلا باقی رہ جاتا ہے کہ ہر طرح سے مطمئن زندگی گزار رہی ہیں آپ کافی دولت مند ہیں۔ شہرت اور حسن بھی ہے تم۔۔۔ میرا مطلب ہے کچھ اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں آرام سے زندگی بسر کر سکتی ہیں۔"

میں نے دکھی آنکھوں سے دلیپ شرما کو دیکھا اور کہا۔

"اور اگر کسی انسان کی طلب صرف یہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو جان لے تو کیا۔ اس میں وہ حق بجانب نہیں ہے؟"

"ہے دیوی جی بے شک میں بھی اس بات سے متفق ہوں اور آپ اطمینان رکھیں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے ختم ہونے کے بعد آپ کی کہانی بھی ختم ہو جائے ابھی تو ایک کردار باقی ہے۔"

"کون۔۔؟" میں نے اداسی سے پوچھا۔

"کیول سانگا۔" دلیپ شرما نے کہا اور میری آنکھیں کھل گئیں میں چونک کر دلیپ شرما کو دیکھنے لگی واقعی کیول سانگا تو اس وقت میرے ذہن سے بالکل نکل گیا تھا۔ کافی دیر تک میں دلیپ شرما کو دیکھتی رہی پھر میں نے کہا۔

"یہ بات تو ٹھیک ہے دلیپ شرما بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ کیول سانگا تو اس سلسلے میں سب سے اہم ترین کردار ہے۔"

"بے شک اس میں کیا شک ہے؟"

"لیکن وہ تو غائب ہو چکا ہے۔"

"اب آپ دلیپ شرما کو کچھ انعام دے ڈالیے کیوں کہ اس دوران جو میں غائب رہا تو میں نے کیول سانگا ہی کو تلاش کیا ہے۔"

"کیا۔۔؟"

"ہاں۔"

"تو کیا وہ مل گیا؟"

"بالکل مل گیا۔"

"اوہ مائی گاڈ کہاں ہے وہ؟"

"دو روز تک وہ ایک ہسپتال میں داخل تھا اب وہاں سے چھٹی ہو گئی ہے اور ایک چھوٹے سے گھر میں رہتا ہے۔"

"تم تم یہ سب کچھ معلوم کر چکے ہو۔"

"ظاہر ہے میری گمشدگی کی کوئی نہ کوئی خاص وجہ تو ہو گی ورنہ میں تو مجرم سمجھا جاتا۔"

"اوہ دلیپ شرما کیول سانگا تمہاری نگاہوں میں آچکا ہے تو اب بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" دلیپ شرما بھی سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر اس نے کہا۔

"پہلے جب یہ کردار زندہ تھے تو میرے سوچنے کا انداز مختلف تھا۔ لیکن بھارتی دیوی میرا خیال ہے کیول سانگا کو بھی اس بارے میں نہیں معلوم کہ اس کے بدترین دشمن ہلاک ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ہم خطرہ مول لے لیں تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

"کیسا خطرہ؟"

"کیول سانگا سے ملاقات کا خطرہ اسے تمام سچائیاں بتا دی جائیں گی۔"

"ہوں۔" میں دیر تک سوچتی رہی پھر میں نے کہا۔

"اور اگر وہ ہمارے لیے خطرناک ثابت ہوا تو۔"

"خطرناک کو ہمارے لیے رانا پربت، آرٹن فیرک اور خاص طور سے ریڈ چینل گروہ کے ارکان بھی تھے۔ لیکن خطرات خود بخود راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔ اس بار آپ کیوں خوفزدہ ہو رہی ہیں۔ مجھے احساس ہوا کہ واقعی دلیپ شرما کی شکل میں میرے ساتھ ایک پوری بٹالین ہے جو ہر طرح سے میرا تحفظ کرنا جانتی ہے۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے دلیپ شرما کو دیکھا اور بولی۔"

"کیول سانگا بیمار کیا تھا۔؟"

"اب یہ تو آپ ہی اس سے معلوم کر سکتی ہیں۔ آپ اس سے ایک خاص قربت رکھتی ہیں۔"

"چلا جائے کیول سانگا کے پاس؟"

"کوئی حرج بھی نہیں ہے۔" دلیپ شرما نے کہا اور میں تیار ہو گئی لیکن ہم نے کچھ وقت صرف کیا تھا اور پھر ہم اپنے منتخب کیے ہوئے وقت پر باہر نکل آئے اور تھوڑی دیر بعد ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑے۔ دلیپ شرما خود بھی کچھ سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور اس کے خیالات کچھ الجھے الجھے سے تھے۔ میں نے بھی اسے چھیڑنے کی کوشش نہیں کی۔ بکواس کرنے پر آتا تھا تو پھر اسے روکنا ناممکن ہو جاتا تھا۔ ٹیکسی سفر کرتی رہی اور پھر ہم ایک قدرے پسماندہ علاقے میں پہنچ گئے جہاں ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے

دلیپ شرما نے ٹیکسی رکوائی بل ادا کیا اور نیچے اتر کر پیدل چل پڑا۔

"وہ یہاں رہتا ہے۔"

"ہاں چالاک آدمی ہے۔ غالباً اسے علم ہو گیا تھا کہ اگر ان فرنگ وغیرہ اس کی تاک میں ہیں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس چھوٹے سے مکان کے دروازے پر پہنچ کر دلیپ شرما نے بیل کا بٹن دبایا اور چند لمحات کے بعد دروازہ کھل گیا۔

ایک بوڑھی سی عورت نے باہر جھانکا۔ تو میں آگے بڑھ کر بولی۔

"کنور جگا در سنگھ سے ملنا ہے۔"

"کیوں ملنا ہے؟"

"ہم اس کے دوست ہیں اور اس کی بیماری کی عیادت کے لیے آئے ہیں۔ ڈاکٹر ہیں اور کنور جگادر سنگھ کا معائنہ کرنا چاہتے ہیں۔" بوڑھی نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔

"میں کنور صاحب سے معلوم کرتی ہوں۔" جونہی وہ مڑی دلیپ شرما نے مجھے اشارہ کیا اور ہم دونوں اندر داخل ہو گئے۔ بوڑھی پلٹ کر ہمیں دیکھنے لگی تھی دلیپ نے دروازہ بند کر دیا تو بوڑھی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اس نے چیخنا چاہا لیکن میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ بوڑھی جدوجہد نہ کر سکی ہم لوگ اسے یونہی دبوچے دبوچے اندر پہنچے اور پھر دلیپ شرما نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کنور کس طرف ہے بتاؤ ورنہ۔" بوڑھی نے فوراً ہی ایک جانب اشارہ کر دیا پھر ہم دونوں ہی اندر پہنچ گئے اور دلیپ شرما نے دروازہ کھول دیا۔ مکان بس ٹھیک ٹھاک سا ہی تھا بڑے سے بیڈ روم میں کیول سانگا ایک بستر پر دراز کوئی میگزین دیکھ رہا تھا وہ آدھے دھڑ سے مسہری سے لگا ہوا تھا۔ مجھے اور دلیپ شرما کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھر آئے اس نے میگزین رکھا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"اوہ ہو آپ لوگ اچانک۔"

"ہیلو کنور جگا در سنگھ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو بے بی تمہاری اس طرح اچانک آمد میرے لیے باعث حیرت ہے۔"

"ہاں کنور صاحب آپ تو محبت کے رشتے قائم کرنے کے بعد اس طرح گم ہو گئے کہ آپ کی تلاش ہی ممکن نہ رہی۔ اور جب ہمیں آپ کا پتا چلا تو ہم نے اپنے آپ کو باز نہ رکھ سکے اور ڈرتے ڈرتے چلے آئے معاف کیجیے گا آپ کی ملازمہ کے ساتھ کچھ زیادتی کرنی پڑی ہے۔ وہ آپ سے معلوم کرنے آ رہی تھی۔ ہم نے اسے اس کا موقع نہیں دیا۔"

"اوہ کوئی بات نہیں ہے۔ بیٹھو بیٹھو۔" کنور جگادر سنگھ کا انداز تھکا تھکا سا تھا۔ ہم دونوں بیٹھ گئے۔ کنور ہمیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"کہو کیسی گزر رہی ہے۔ کیا کر رہے ہو تم لوگ یہاں دوبارہ آ گئے ہو یا یہاں سے چلے گئے تھے۔"

"نہیں آپ کو تلاش کیا۔ اور اس کے بعد جب آپ نہیں ملے تو مایوس ہو گئے۔ پھر مسلسل آپ کی تلاش میں لگے رہے۔"

"اس کی کوئی خاص وجہ تھی۔" کیول سانگا یا کنور جگادر سنگھ نے گہری نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھتے کہا۔

"بہت خاص وجہ کنور جگادر سنگھ۔"

"بتانا پسند کرو گے۔ ویسے شبھو میرا خیال ہے میں بداخلاقی سے کام لے رہا ہوں۔ تم لوگ کیا پیو گے؟"

"اس وقت کچھ نہیں کنور جی۔ لیکن آپ کی بیماری کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں کر رہی ہے؟"

"نہیں نہیں۔ میں اسے آواز دے لیتا ہوں۔" کنور جگادر سنگھ نے ملازمہ کو آواز دی اور اس سے کہا کہ وہ آرام سے بیٹھے یہ لوگ دوست ہیں۔ ملازمہ گہری گہری سانسیں لیتی ہوئی واپس چلی گئی تھی۔ اس نے سوچا ہو گا کہ عجیب دوست ہیں کس بدتمیزی سے اندر داخل ہوئے کنور جگادر سنگھ ہم دونوں کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"ہاں تو تم وجہ بتانا پسند کرو گی بے بی؟"

"ہاں کنور صاحب پہلی بات تو یہ کہ اگر ہم آپ کو کنور جگادر کے بجائے کیول سانگا کہیں تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہو گا؟" کیول سانگا کے اعصاب ایک لمحے کے لیے تنے تھے۔ اور پھر وہ ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"نہیں میں جانتا تھا کہ یہ بات زیادہ دیر چھپی نہ رہ سکے گی۔"

"گویا اس کا مقصد ہے کہ آپ نے تسلیم کر لیا کہ آپ کیول سانگا ہیں۔"

"ہاں بے بی کچھ تبدیلیاں رونما ہو گئی ہیں میرے وجود میں، میں کچھ دن سے بیمار تھا اور بیماری کے دوران مجھ پر کچھ عجیب سے انکشافات ہوئے خیر چھوڑو ان باتوں کو تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو تم مجھے کیول سانگا کی حیثیت سے جان گئیں۔"

"بہت پہلے جان گئی تھی کیول سانگا صاحب اور مجھے شری دیوی نے بھی آپ کے بارے میں گفتگو ہوئی تھی ایک طویل اور مفصل گفتگو۔"

کیول سانگا خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا میں نے پھر کہا۔

"ویسے تو بہت سی باتیں ہوئی تھیں مجھ شری دیوی سے لیکن انہوں نے ایک پیغام میری معرفت آپ کو دیا تھا۔"

"پیغام۔" کیول سانگا نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں انجلی آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں اپنے پتا کی ایک تصویر ہے اور وہ ہمیشہ اس تصویر کو اپنے دل میں چھپائے رکھتی ہے۔"

"انجلی۔"

"ہاں آپ کی بیٹی کیول جی آپ کی بیٹی۔" کیول سانگا کے اندر ایک تھرتھراہٹ سی پیدا ہوئی اس کا چہرہ تاریک ہو گیا۔ دیر تک وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں سے آنسو ڈھلک پڑے۔

"میری بیٹی انجلی۔"

"ہاں جو آپ کی غیر موجودگی سے عدم تحفظ کا شکار ہے۔ مجھے کئی بار اغوا کرنے کی کوشش کی گئی اور اغوا کرنے والے راناپرتاپ سنگھ کے آدمی تھے۔" کیول سانگا اچھل پڑا ہے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ آہستہ آہستہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

سانگا جی وہاں ساری باتیں تو اپنی جگہ ہیں لیکن ایک ایسی معصوم اور خوبصورت بچی جو ہر لمحے اپنے باپ کے تصور میں گم رہتی ہے۔ یہ تصور ہے اس دنیا میں بہت سے مقاصد ہوتے ہیں انسان کے لیکن سارے مقصد محبت کے آگے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کیول سانگا جی کہ آپ نے انجلی کے ساتھ کتنا انصاف کیا ہے۔ مجھے شری دیوی نے مجھے آپ کے اور اپنے تعلقات کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دی ہیں آپ نے انہیں دھوکا دیا ٹھیک وہ آپ کی محبوبہ تھیں یا نہیں تھیں۔ میں نہیں جانتی آپ ان سے مخلص تھے یا نہیں تھے یہ بھی میں نہیں جانتی لیکن انجلی ایک معصوم پھول جو صرف آپ کو دیکھ کر کھلا تھا اور آپ ہی کے تصور میں کھلا ہوا ہے۔ میری تو رائے یہ ہے کیول سانگا جی کہ جب تک وہ پھول مایوس ہو کر مرجھانے لگے اس سے پہلے آپ اس تک پہنچ جائیے۔ کیا نا معلوم محبتوں کا یہ مزہ آپ بھی نہ چکھ سکیں گے۔" کیول سانگا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پھر وہ سسک سسک کر رو پڑا۔

"میں پاپی ہوں۔ مہا پاپی ہوں۔ واقعی ساری زندگی بتانے میں جانے کس طرح گزار دی۔ کیا ملا مجھے اس زندگی سے اتنا بڑا حصہ گزر چکا ہے زندگی کا۔ میں کب تک محبتوں سے، انسانوں سے محروم رہوں گا۔ اوہ مہا شکتی مجھے شما کر دو بھارتی مجھے میری بیٹی کے پاس لے چلو مجھے شری کے پاس لے چلو میں۔ میں اب کچھ نہیں چاہتا اس دنیا میں بہت کچھ دیکھ لیا ہے۔ میں نے اتنا کچھ دیکھ لیا ہے کہ اب دیکھنے کی آرزو باقی نہیں رہی ہے۔ پرمیشر بھارتی مجھ پر رحم کرو میں تھک گیا ہوں، میں ہار گیا ہوں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دلیپ شرما خاموشی سے کیول سانگا کی صورت دیکھ رہا تھا۔ کیول سانگا روتا رہا اور ہم نے اسے خاموش کرانے کی کوشش نہیں کی تھی دیر کے بعد اس کی سسکیاں تھمیں اور اس نے آنسو بھری نگاہوں سے مجھے اور دلیپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دوستو میرے ذریعے بھی تم پر بہت مظالم ہوئے ہوں گے۔ تمہیں نقصانات بھی اٹھانے پڑے ہوں گے لیکن ایک مجبور باپ اور ایک معصوم بچی کے لیے تمہارے دل میں ضرور رحم پیدا ہو جائے گا۔ مجھے انجلی کے پاس لے چلو کچھ کرو۔"

"کیول جی کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟"

"خلوص دل سے ابھی اور اسی وقت۔" کیول سانگا نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ اس سے انصاف کر سکیں گے؟"

"انصاف؟"

"میرا اشارہ ماضی کی ان غلطیوں کی طرف ہے جو۔"

"مجھے اور شرمندہ نہ کرو بھارتی۔" کیول سانگا گردن جھکا کر بولا۔

میں نے دلیپ شرما کی طرف دیکھا اس کے چہرے سے اظہار ہوتا تھا کہ وہ میری اس گفتگو سے پوری طرح

مطمئن ہے۔ کیبول سانگا بہت بے چین نظر آ رہا تھا۔ اور ہم دونوں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ کیبول سانگا کس طور انجلی کے لیے خطرناک تو نہیں ثابت ہو سکتا۔ لیکن اب بظاہر کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آ رہی تھی اور پھر ویسے بھی انجلی اور جے شری کا مسئلہ کیبول سانگا کے لیے وہ نہیں تھا اس کے بعد ہم کیبول سانگا کو تسلیاں دیتے رہے میں نے اس سے کہا کہ میں نہیں جانتی کہ انجلی کہاں ہے۔ جب سے انجلی پہلے ہوئے جے شری نے اسے دور کر دیا۔ اور جگہ جگہ چھپاتی پھر رہی ہے۔ کیبول سانگا بہت اداس تھا۔ اس نے کہا۔ کہ اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہندوستان جانا ہوگا۔ اور وہاں جا کر جے شری سے ملاقات کرنی ہوگی۔ جبکہ اس سلسلے میں ترمیم پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اسپین چلنا چاہیے۔ اسپین میں شاید انجلی ہے۔ لیکن وہ کہاں ہے یہ میں نہیں جانتی۔ اگر ہو سکا تو اسپین ہی سے جے شری دیوی سے رابطہ قائم کیا جائے گا اور اس کے بعد انہیں وہیں طلب کر کے انجلی سے ملاقات کرلی جائے گی۔ میں نے ان ملاقات میں کیبول سانگا کو یہ بھی بتایا کہ جے شری دیوی نے خود کہا تھا کہ اگر کیبول جی سے ملاقات ہو جائے تو اس کو یہ پیغام ضرور دے دیں۔ کیبول سانگا نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا تھا کہ جے شری کے ساتھ بہت ناانصافیاں ہوئی ہیں اور وہ اب ان ناانصافیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہے۔ اس دوران کیبول سانگا نے کوشش کے باوجود ہمیں واپس اپنے ہوٹل نہیں جانے دیا تھا۔ ویسے مجھے دلیپ شرما سے تنہائی میں گفتگو کرنے کا موقع ملا تو اس نے اس گفتگو سے اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ پھر کیبول سانگا کو ہم نے یہ بھی بتا دیا کہ رانا پرت، آئرن فیرک وغیرہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں اور کیبول سانگا ششدر رہ گیا تھا۔ اس نے مزید کوئی زبان نہ کھولی۔ بس اس پر انجلی سے ملنے کا بھوت سوار تھا۔ میں نے اور دلیپ شرما نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ اس وقت کیبول سانگا سے کوئی سرپھٹے بازی مناسب نہیں ہے۔ ویسے ہمیں اندازہ ہو گیا تھا کہ کیبول سانگا درحقیقت اپنے کیے سے تائب ہو چکا ہے اور یہ بڑی بات تھی۔ اور اس کے نتائج بہتر نکل سکتے تھے۔ ہم نے لاکھ کوشش کی کہ اس دوران ہم اپنے ہوٹل واپس چلے جائیں۔ لیکن کیبول سانگا نے عاجزی سے درخواست کی تھی کہ اب اسے تنہا نہ چھوڑا جائے اس میں تنہا رہنے کی سکت نہیں ہے۔ تاہم دلیپ شرما کو جانا پڑا۔ اسپین روانگی کے لیے بندوبست کرنے تھے کیبول سانگا کے زبردست اختیارات بھی کام میں آئے اس سلسلے میں ہمیں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ بہرطور ہم کیبول سانگا کو لے کر اسپین چل پڑے، میں نے یہ قدم ایک موہوم سی امید پر اٹھایا تھا۔ اس تصور کے ساتھ کہ اگر میں ہندوستان واپس چلی جاتی ہوں تو کہیں ہمیں دوبارہ واپس اسپین نہ آنا پڑے معاملات کو نمٹاتے ہوئے چلنا ہی بہتر تھا چنانچہ ہم اسپین پہنچ گئے۔ یہاں ہم نے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ اور اس کے بعد میں نے فوراً ہی جے شری دیوی کو میں نے ہدایت کی تھی کہ فوری طور پر اسپین پہنچ جائیں مجھے اندازہ تھا کہ جے شری دیوی میرا پیغام پاتے ہی وہاں آ جائیں گی۔ کیوں کہ انجلی اسپین میں تھی۔ وہ یہ سوچ بھی سکتی ہیں کہ ممکن ہے انجلی کو کوئی حادثہ پیش آیا ہو۔ میری یہ سوچ غلط نہیں تھی۔ ابھی دوسرے ہی دن فلیکس بلا کے جے شری دیوی آج ہی رات کو اسپین پہنچ رہی ہیں۔ ایئر پورٹ پر میں نے اور دلیپ شرما نے جے شری دیوی کا استقبال کیا تھا۔ کیبول سانگا کو ہم نے وہیں چھوڑ دیا تھا جے شری دیوی کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ ہماری طرف لپکیں اور انہوں نے ہراساں لہجے میں کہا۔

”دیکھو بھارتی خیریت تو ہے۔ جلدی سے انجلی کی خیریت بتاؤ۔“

”انجلی؟“ میں ہنس پڑی۔ ”مجھے اس کے بارے میں کہاں معلوم ہے شری جی؟“

”تت تو پھر تم نے مجھے۔ تم نے مجھے اس طرح کیوں طلب کیا۔“

”یوں سمجھ لیجیے کہ آپ کا اس طرح آنا بے مقصد نہیں جائے گا۔“

”کیا مطلب ہے مجھے کچھ تو بتاؤ۔“

”بہتر یہ نہیں ہوگا کہ آپ اطمینان سے ہمارے ساتھ چلیے ہم آپ کو تفصیل ہوٹل چل کر بتائیں گے۔“ جے شری دیوی خاموش ہو گئیں۔ اور پھر ہم ہوٹل چل پڑے۔ ہوٹل میں پہنچنے کے بعد جے شری دیوی نے کہا۔

”دیکھو بھارتی میں تم پر اندھا اعتماد کرنے لگی ہوں۔ اور ہر طرح تمہارے لیے تیار ہوں۔ تم نے مجھے بلایا میں چلی آئی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت میرے ذہن میں صرف یہی بات تھی کہ ہو سکتا ہے انجلی کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو۔ کیوں کہ تم اس کے بارے میں جانتی تھیں اسی لیے تم نے مجھے اسپین طلب کیا ہے۔ لیکن تمہارا یہ کہنا بھی درست ہے کہ تمہیں انجلی کی رہائش گاہ کے بارے کچھ نہیں معلوم پھر مجھے بتاؤ یہاں تم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟“

”ایک شخص سے ملانے کے لیے۔“ میں نے کہا اور دلیپ شرما کو اشارہ کر دیا۔

”کون ہے وہ شخص؟“ جے شری نے پوچھا۔ دلیپ شرما دروازے سے باہر نکل گیا تھا پھر وہ دوسرے کمرے سے کیبول سانگا کو ساتھ لیے ہوئے اندر آ گیا۔ اور مجھے جے شری کو یہ بتانے کی ضرورت پیش نہ آئی کہ وہ شخص کون ہے جس سے میں اسے ملانا چاہتی ہوں جے شری نے کیبول سانگا کو دیکھا اور پتھر کے بت کی مانند ساکت ہو گئی۔ کیبول سانگا کے چہرے پر شدید شرمندگی اور خجالت کے آثار تھے، میں نے دلیپ شرما کو اشارہ کیا اور اس کے بعد ہم دونوں باہر نکل آئے یہی بہتر تھا ہم کیبول سانگا کے کمرے میں پہنچ گئے۔ دلیپ شرما گردن جھکائے بیٹھا تھا۔

”کیا سوچ رہے ہو دلیپ؟“ میں نے سوال کیا۔

”میری سوچیں بڑی آوارہ ہوتی ہیں۔“ دلیپ شرما نے کہا اور میں ہنس پڑی۔

”خیر یہ تو میں جانتی ہوں۔“

”تو پھر یہ پوچھنے سے فائدہ؟“

”فائدہ ہے۔ بتاؤ کیا سوچ رہے ہو؟“ میں نے کہا۔

”میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کاش میں کیبول سانگا ہوتا۔“

”اوفوہ..... ڈفر ہو تم۔ کیا فائدہ ہوتا اس سے؟“

”کم از کم جے شری دیوی تو ہوتی۔ ہم۔ میرا مطلب ہے۔ میری جے شری۔“ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا اور میں ہنس پڑی۔

”بعض اوقات تم بالکل احمق نظر آنے لگتے ہو۔“

”بعض اوقات ہر آدمی احمق ہوتا ہے۔ اور اگر وہ احمق نہ ہو تو آدمی ہی نہیں۔ کیا سمجھیں؟“

”اب فلسفہ پڑھاؤ گے مجھے؟“ میں نے کہا۔

”یہ فلسفہ بھی تو کائنات ہے جیسے جے شری دیوی اس کائنات میں اپنی حقیقت تلاش کر رہی ہیں۔ لیکن میں.....“

چٹک رہا ہوں۔"

"اے بھٹکے ہوئے انسان ہوش میں آجا اور کافی طلب کر کے کر یہ جواب کہ حق میں بہتر ہے۔"

"نہیں اس وقت میں آپ کی بات ماننے سے قاصر ہوں کیونکہ اس وقت میرے اندر باغیانہ جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ کافی ہم دونوں کے ساتھ ہی پئیں۔ اب تم ہر جب انہیں زیادہ دیر تنہا بھی تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ پھر تھوڑی ہی تھوڑی دیر کے بعد جے شری اور کیول سانگا باہر سے کمرے میں داخل ہو گئے۔ دونوں ہی مسکرا رہے تھے اور دونوں کے چہرے گلاب کی مانند کھلے ہوئے تھے۔"

جے شری دیوی نے کہا۔

"بھارتی کوئی شکریہ کا لفظ نہیں کہوں گی۔ ایک لفظ نہیں کہوں گی تم سے توقع بھی نہیں رکھتا اس کی شکریہ ادا کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کا احسان اس کے منہ پر مار دیا جائے۔ چلو ہم انجلی کے پاس چلا رہے ہیں۔" تک خاموشی سے آٹھ گھڑی ہوئی اور اس کے بعد ہم ہوٹل سے باہر نکل آئے۔ فضا ہموار ہو چکی تھی۔ کیول سانگا اور جے شری کے چہرے پر جو اطمینان نظر آ رہے تھے۔ وہ بہت خوش تھے۔ بہر طور ہوٹل سے نکلنے کے بعد ہم لوگ ایک مخصوص علاقے میں پہنچے اور یہاں جے شری دیوی نے کچھ اور ہی گل کھلائے۔ ایک صاحب سے ملاقات کر کے انہوں نے کچھ باتیں کیں۔ اور وہ صاحب باہر چلے گئے۔ جس جگہ ہمیں لایا گیا تھا یا ایک خوبصورت مکان کی حیثیت رکھتی تھی۔ بہر طور اس بات کی توقع تھی کہ جے شری نے انجلی کو یہاں بلایا ہوگا۔ لیکن جب صاحب باہر آئے جن کا تعلق ہندوستان ہی سے تھا تو ان کے ساتھ مہا گھے بھی تھے یعنی ایک پنڈت جی جو باقاعدہ انتظامات کر کے آئے تھے۔ میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیول سانگا نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"بھئی دلیپ شرما اور بھارتی دیوی معاف کیجئے گا۔ ہم بوڑھے لوگ ایک کھیل رچا رہے ہیں لیکن اس کھیل میں آپ کو بھی شریک رہنا ہوگا۔"

"کیا کھیل ہے وہ؟" میں نے پوچھا۔

"اب جب تقدیر نے شرمندہ کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے۔ تو تم دونوں کو یہ بتانے میں کوئی شرمندگی نہیں محسوس کی جا سکتی کہ ہم دونوں غیر شادی شدہ ہیں۔ میرا مطلب ہے خاص طور سے میں جے شری کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے شری نے بتایا ہے کہ تمہیں اس کی پوری تفصیل معلوم ہے۔ اسی لیے اس کو دہرانا بیکار ہے۔ اب اگنی کنڈ کے گرد ہم لوگ پھیرے لگائیں گے اور ایک دوسرے کی زندگی سے وابستہ ہو جائیں گے تاکہ جب میں ایک بدنصیب باپ اپنی بیٹی کے سامنے پہنچوں تو وہ مجھے بڑے اعتماد کے ساتھ باپ کہہ سکے۔" میں نے اور دلیپ شرما دونوں ہی نے یہ اقدام پسند کیا تھا۔ پنڈت جی نے اشلوک پڑھنے شروع کیے۔ آگ روشن کر لی گئی تھی پھر باقاعدہ جے شری جی کے پھیرے کیول سانگا کے ساتھ کرا لیے گئے۔ پھیرے مکمل ہونے کے بعد ہم نے انہیں مبارک باد دی۔ کیول سانگا کا سر جھکا ہوا تھا۔ اس نے جے شری کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"جے شری اس زندگی میں تمہارے ساتھ مجھ سے جو ناانصافیاں ہوئی ہیں ان کا بدلہ تو نہیں دے سکتا لیکن کوشش کروں گا کہ اب زندگی تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی نہ کر سکے۔" جے شری دیوی نے خاموشی سے گردن جھکا دی تھی۔ ہم لوگ بہت خوش تھے۔ اور اس کے بعد ایک بار پھر ہم لوگوں نے سفر کیا۔ اور اسپین کے ایک مغربی گوشے میں ایک خوبصورت رہائش گاہ پر پہنچ گئے جہاں انجلی موجود تھی۔ خوبصورت اور پیاری سی لڑکی یہاں بہت مطمئن اور مسرور تھی۔ ماں کو دیکھ کر وہ اس سے لپٹ گئی۔ کیول سانگا عجیب سی نگاہوں سے انجلی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر جیسے ہی شری نے انجلی کو کچھ بتایا اور انجلی چونک کر کیول سانگا کو دیکھنے لگی۔ کیول سانگا کی آنکھوں سے محبت امنڈ رہی تھی اور وہ پیار بھری نگاہوں سے انجلی کو دیکھ رہا تھا۔ تب انجلی آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور کیول سانگا کے قریب پہنچ گئی۔ کیول سانگا نے اسے اپنے سینے سے بھینچ لیا تھا۔ "میری بچی۔ میری بیٹی۔" اس کے حلق سے آوازیں نکل رہی تھیں اور جے شری کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو بہہ رہے تھے۔ نجانے کب دلیپ شرما یہاں سے باہر کھسک گیا اور اس کے باہر کھسک جانے کی وجہ بہت بعد میں میری سمجھ میں آئی۔ ان لوگوں کو اس طرح ملتے جلتے دیکھ کر میرے چہرے پر ایک عجیب سی اداسی امنڈ آئی تھی۔ اور میں پیاسی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ پھر جے شری اور کیول سانگا دونوں نے میری جانب دیکھا اور جیسے ان کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ انہیں میرے چہرے پر کوئی تحریر سی نظر آئی تھی۔ کیول سانگا نے شرمندگی سے جے شری کو دیکھا اور جے شری میرے قریب پہنچ گئیں۔

"بھارتی تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا کوئی صلہ ہم لوگ نہیں دے سکتے لیکن۔ لیکن کیول سانگا۔ کیول تم بھارتی کی کوئی مدد نہیں کر سکتے؟"

"نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بھارتی اپنی شناخت کے لیے سرگرداں ہے۔ بھارتی میں تمہیں تحفے کے طور پر یہ اوراق پیش کرتا ہوں۔ جو تمہیں تمہاری حقیقت سے آگاہ کر دیں گے۔" کیول سانگا نے اپنے لباس سے کچھ اوراق نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور میں نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے وہ ورق لے لیے جو اسی ڈائری کے تھے جو میرے پاس محفوظ تھی۔ اور میں کھڑے نجانے کیا کیا ہنگامے ہوئے تھے۔ بعد میں میں، دلیپ شرما، کیول سانگا اور جے شری سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ انجلی باپ کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کیول سانگا نے کہا۔

"میں ڈائری کے یہ اوراق پڑھ چکا ہوں۔ اور تمہیں تمہاری حقیقت سے آگاہ کر رہا ہوں۔ بعد میں یہ اوراق تم خود بھی پڑھ لینا۔ سنو! سرن کمار ایک مہم جو تھا اور اس نے اپنی زندگی کی ایک اہم ترین مہم انجام دی اور ایک ایسے خطے میں پہنچ گیا جہاں غیر مہذب لوگ آباد تھے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہ اس نے اس غیر مہذب قبیلے کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ قبیلے کی لڑکی کی شادی کسی غیر قبیلے کے شخص سے برداشت نہ کی جا سکی اور بہت سی دشمنیاں پیدا ہو گئیں۔ اس وقت لڑکی کے باپ پوماگا نے تجویز پیش کی کہ سرن کمار اس لڑکی کو لے کر اپنی دنیا میں واپس چلا جائے۔ لڑکی کو ایک بہت بڑا خزانہ جہیز میں دیا گیا تھا جو اس قبیلے کا روایتی خزانہ تھا۔ یہ خزانہ بہت بڑا تھا۔ اور سرن کمار اس کے لیے دل میں بہت سے منصوبے رکھتا تھا بہر طور وہ اپنی بیوی کو وہاں سے لے کر چل پڑا۔ راستے کا سفر بہت خطرناک تھا۔ اس میں اس کے چند ساتھی تھے جن میں آرتھر فیرک، رانا پربت اور میں تینوں ہی شامل تھے اور بھی چند لوگ تھے۔ راستے میں تم پیدا ہو گئیں ——— اور تمہاری پیدائش کے دوران تمہاری ماں مر گئی۔" کیول سانگا کہانی سنا رہا اور میری آنکھوں میں آنسو امڈتے رہے اس نے کہا۔

"سرن کمار تمہیں لے کر یہاں آ گیا۔ خزانے کے سلسلے میں سب ہی سرگرم عمل تھے۔ اور سرن کمار نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ خزانے کے حصول کا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے۔ پوماگا نے بھی اس سے یہی کہا تھا کہ یہ لڑکی جوان ہو جائے تو سرن کمار وہاں واپس آ جائے۔ اس لڑکی کو اس کی جائیداد وغیرہ دے دی جائے گی۔ یعنی وہ خزانہ جو اس کی ماں کا ہے۔ یہی اس قبیلے کا رواج تھا چنانچہ اس لڑکی یعنی بھارتی کے سلسلے میں بہت سے دعویدار پیدا ہو گئے۔ اور وقت کا انتظار کیا جاتا رہا۔ سرن کمار کو کسی ایسے تصور کے تحت قتل کر دیا گیا جس میں یہ بات شامل تھی کہ جب بھارتی جوان ہو جائے گی۔ تو اس کے ذریعے صرف سرن کمار ہی اس خزانے کا حقدار ہوگا۔ اور ممکن ہے وہ کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کرے جس سے باقی لوگ خزانے سے محروم رہیں اس طرح ہم لوگ معصیت کا شکار رہے میں نے بھی اپنے طور پر کوششیں کیں وہ تمہارے علم میں آ چکی ہیں جے شری کو میں نے سرن کمار تک پہنچانا چاہا لیکن صورت حال بہت مختلف ہو گئی اور بھارتی اب صورت حال صرف یہ ہے کہ اگر ہم لوگ یعنی میں کیول کمار، رانا پربت اور آرتھر فیرک تو مل کے یہاں پہنچ کے کر وہاں تک پہنچ جائیں تو خزانہ ہمارے حوالے کر دیا جائے

لیکن تم نے جو خزانہ مجھے دیا ہے میں اس کے سامنے تمام خزانے ہیچ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر تم اس خزانے کے حصول کی کوشش کرنا چاہو تو یقین کرو ہم تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ ڈائری کے ان اوراق میں وہ تمام نقشے موجود ہیں اور وہ تمام چیزیں موجود ہیں جو اس خزانے کی نشاندہی کرتی ہیں۔ اسی لیے ہم لوگ اس ڈائری کی فکر میں سرگرداں تھے۔ لیکن ڈائری میرے ہاتھ لگ گئی تھی اور میں نے یہ اوراق اس میں سے پھاڑ لیے تھے میں ان پر سبقت لے جانا چاہتا تھا۔ یہ ہے تمہاری مختصر کہانی۔ اب تم جس طرح بھی پسند کرو میں اس بات کا پابند ہوں کہ تمہیں تمہارے قبیلے تک پہنچا دوں۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دلیپ شرما خاموشی سے میری صورت دیکھ رہا تھا اس کے بعد کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ ہم لوگ جنگل کو طے کر کے واپس ہندوستان پہنچ گئے۔ ان میں اپنے ساتھ دل میں بہت سے احساسات اور وسوسے لائی تھی۔ بہرطور میری حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی تھی۔ اور اب میرا دل کم از کم پر سکون تھا۔ یہاں کوٹھی پہنچی تو ودیا پریشان مجھے ملی اور وہ میرے پاس آ گئی۔

"بھارتی جی ایک گڑبڑ ہو گئی ہے۔"

"کیا؟"

"پورن شرما اور راگنی کی شادی ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے آپ کی حیثیت سے ان کے ساتھ شامل تھی۔ مجھے چھٹی لینی پڑی ہے۔ بڑی بے چینی سے یہ سوچ رہی تھی کہ آپ کو کیسے اطلاع دوں؟"

"ارے سارے معاملات طے ہو گئے؟"

"ہاں اور مجھے ان میں پیش پیش رہنا پڑا۔" ودیا نے کہا اور میں ہنس پڑی۔ پھر میں نے ودیا سے کہا کہ وہ فکر نہ کرے اپنی جگہ تبدیل کر لے اور مجھے ضروری معاملات سے آگاہ کر دے اس کے بعد ظاہر ہے میں کوٹھی میں نہیں رہ سکتی تھی۔ راگنی کی شادی پورن شرما سے ہوئی اور اس کو یہ احساس بھی نہ ہو سکا کہ اس دوران میں اس کے پاس نہیں تھی۔ ودیا بڑی خوش اسلوبی سے راگنی کے معاملات سنبھالتی رہی تھی اور اس نے میرا کردار بخوبی انجام دیا تھا بالآخر راگنی رخصت ہو کر پورن شرما کے ساتھ چلی گئی۔ اور میں حسرت بھرے انداز میں سوچنے لگی کہ کتنے خوش نصیب ہیں یہ لوگ جو لوٹتے اپنے قصے ہیں۔ راگنی کے جانے کے بعد ماتا جی کے ساتھ کافی وقت گزرا پھر یوں ہی میں کسی خیال کے تحت اپنی کوٹھی چلی گئی۔ یہاں آکر سکون سے

کچھ وقت گزارنا چاہتی تھی کوٹھی میں دلیپ شرما موجود تھا میں نے جھیکی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ آہستہ سے بولا

"میری نوکری کا اب کیا ہوگا؟"

"نوکری؟"

"ہاں۔ آپ تو تقریباً تمام معاملات سے نکل بھی چکیں اب میرا وجود کیا حیثیت رکھتا ہے؟" دلیپ شرما کو دیکھ کر مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا اور میں نے آہستہ سے کہا۔

"تمہارا کہیں چلے جانا ضروری ہے دلیپ شرما؟ یہاں نہیں رہ سکتے؟"

"رہ سکتا ہوں۔ بشرطیکہ مجھے بھی تسلیم کر لیا جائے"

"مطلب؟"

"جب پورن شرما راگنی کی زندگی کا مالک بن سکتا ہے تو مجھ میں کیا کمی ہے، میں بھی دلیپ شرما ہوں۔" اس نے کہا اور میں بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑی۔ دلیپ شرما کہنے لگا۔

"دیکھئے دیوی جی، یہ جھٹلانے والی بات ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے بلکہ سیانوں کا کہنا ہے کہ اگر لڑکی ایک بُری بات پر بھی ہنس پڑے تو اس کا مقصد ہے اس نے اس بات کو بھی بُرا نہیں سمجھا۔"

"بہت شریر ہو تم دلیپ شرما۔"

"ان الفاظ میں بھی اپنائیت ہے۔"

"کیا بک بک لگا رکھی ہے۔"

"کچھ نہیں۔ بس ایک بات کا یقین کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"

"مجھے اس کوٹھی میں مستقل جگہ مل سکے گی؟"

"تو تمہیں یہاں سے نکال کون رہا ہے؟"

"سوچ لیجئے دیوی جی۔" اس نے کہا۔

"سوچ لیا۔" میرا لہجہ نجانے کیوں شرمگیں مسکراہٹ میں تبدیل ہو گیا۔ اور دلیپ شرما کی آنکھوں میں ستارے رقصاں ہو گئے۔ میں نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ اب زندگی میں کب تک بھٹکتی رہوں گی۔ کوئی نہ کوئی سہارا تو ضروری ہے اور اس کے لیے دلیپ شرما سے اچھا کوئی اور انسان نہیں تھا.....